www.KitaboSunnat.com

أصول الاجتهاد

في الجامع المسند الصحيح المختصر
من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه
للإمام محمد بن إسماعيل البخاري

[مقالہ برائے پی ایچ ڈی]

جلد دوم

مقالہ نگار

حافظ ابو النضر عبد الرحمن آزہر

(ISD/QUS/KU-14929/2005)

نگران مقالہ

ڈاکٹر نصیر احمد اختر

(پروفیسر و شعبہ اصول الدین)

شعبہ قرآن و سنت

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

أصول الاجتهـاد

في الجامع المسند الصحيح الـمختصر من أمـور رسول الله ﷺ وسُنـنـه وأيامه للإمام مُحـمّــد بن إسمـاعيل البـخاريؒ

[مقالہ برائے پی ایچ ڈی]

جلد دوم

مقالہ نگار

حافظ ابو النضر عبد الرحمٰن اَزہر

(ISD/QUS/KU-14929/2005)

نگران مقالہ

ڈاکٹر نصیر احمد اختر

(چیئرمین شعبہ اصول الدین)

شعبــہ قــرآن و سنّــت

کلیہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی، کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

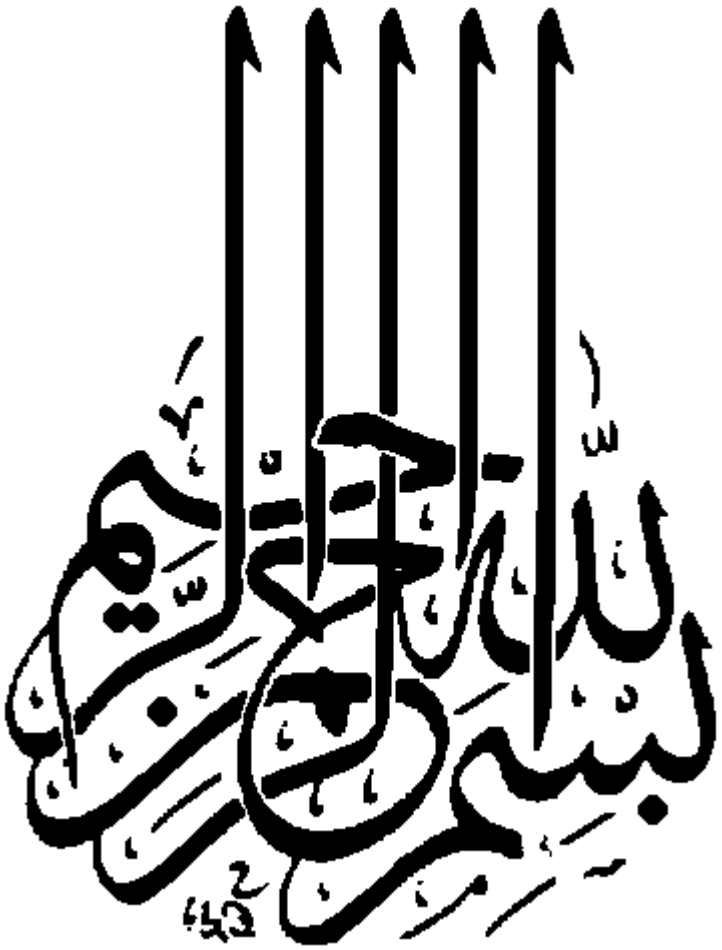

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

[جلد دوم]

۵ باب پنجم
شریعت اور کتاب وسنّت

فصل اوّل : وحی و الہام

مبحث اوّل: وحی اور اس کی صورتیں

وحی اور اس کی صورتیں 420
وحی کا لغوی مفہوم 420
خلاصۂ بحث 421
وحی کے قریب المعنیٰ الفاظ 421
1۔ الہام 421
2۔ وجدان 423
وحی کا اصطلاحی مفہوم 423
اہل تشیع کے ہاں وحی کی تعاریف 424
ارکانِ وحی 425
وحی کی ضرورت 425
وحی کی اقسام 428
وحی کا لغوی معنی 428
1۔ وحی فطری 428
2۔ وحی ایجادی 428
3۔ وحی عرفانی 429
وحی شرعی 429
1۔ رؤیا صادقہ 429
2۔ القائے قلبی یا نفث فی الروع 430
3۔ فرشتہ بصورت انسان 430
4۔ صلصلۃ الجرس 431
صلصلۃ الجرس کا مفہوم 431
5۔ سیدنا جبریل علیہ السلام کو اصل شکل میں دیکھنا 432
6۔ بلاواسطہ کلام 433
وحی الٰہیہ کے بارے میں الحادی نظریات 434
1۔ معتزلہ کا نظریہ وحی 434
2۔ سرسید کا تصورِ وحی 436
سرسید کے نظریۂ وحی کا ناقدانہ جائزہ 437
3۔ نیاز فتح پوری کا نظریۂ وحی 441
وحی کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے 443
1۔ وحی کے بارے میں انبیا علیہم السلام میں توافق 443
2۔ لفظ وحی کا شرعی استعمال 443
3۔ وحی لانے والے فرشتے سے کیا مراد ہے 444
4۔ پہلی وحی 445
5۔ وحی کی اقسام 446

مبحث دوم: حکم اور اس کی اقسام

حکم کی لغوی تعریف 447
حکم کی اصطلاحی تعریف 448
اُصولیوں کے ہاں حکم کی تعریف 448
امام غزالی کی تعریف 448

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی ابوالخیر بیضاوی کی تعریف 448
جمہور علمائے اُصول کی تعریف 448
تعریف کی تشریح 449
فقہا کے نزدیک حکم کی تعریف 451
راجح تعریف 451
'حکم' نص کی عبارت ہوتی ہے یا وہ مفہوم جو مخاطب سمجھتا ہے 451
مذکورہ اختلاف کی حقیقت 451
حکم کی اقسام 452
حکم تکلیفی 452
1۔واجب/فرض 452
لغوی تعریف 452
واجب کی اصطلاحی تعریف 453
فرض اور واجب کی اصطلاح 453
2۔مندوب/مستحب 454
لغوی تعریف 454
مندوب کی اصطلاحی تعریف 454
3۔مباح/جائز 455
مباح کی لغوی تعریف 455
مباح کی اصطلاحی تعریف 455
کیا مباح حکم شرعی ہے؟ 456
اہل سنت کے دلائل 456
معتزلہ کے دلائل 456
راجح قول 457
4۔مکروہ 457
لغوی تعریف 457
مکروہ کی اصطلاحی تعریف 457
مکروہ کی تقسیم 458
5۔حرام 458
حرام کی لغوی تعرف 458
حرام کی اصطلاحی تعریف 458
حکم وضعی 459
لغوی تعریف 459
اصطلاحی تعریف 459
حکم وضعی کی اقسام 459
1۔سبب 460
تعریف 460
2۔شرط 461
شرط اور رکن کا فرق 461
شرط اور سبب کا فرق 461
3۔مانع 462
مباحثِ حکم میں امام بخاری کی رائے 462

مبحث سوم: حاکم

حاکم 474
پہلا نظریہ 475
دوسرا نظریہ 475
تیسرا نظریہ 475
قولِ مختار 476
امام بخاریؒ کی رائے 476

فصل دوم: کتاب اللہ (قرآنِ کریم)

مبحث اوّل: شریعت ونظام میں قرآن کا مقام

شریعت ونظام میں قرآن کا مقام 486
قرآنی احکام 488
اُصولی احکام 488
1۔باہمی مشاورت 488

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔عدل وانصاف 489

3۔بارِ ذمہ داری 489

4۔تیسیر 490

5۔بھلائی میں تعاون 490

اجمالی احکام 490

1۔زکوٰۃ 490

2۔سزائیں 491

3۔حلال وحرام 491

تفصیلی احکام 492

عائلی زندگی 492

1۔نکاح 492

2۔طلاق 493

3۔میراث 493

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے 494

مبحث دوم: قرآنِ کریم اور اس کی قراءات

قرآن کریم اور اس کی قراءات 496

قراءات کا لغوی مفہوم 496

قراءات کی اصطلاحی تعریف 496

حجیتِ قراءات 497

قراءاتِ قرآنیہ کے سلسلہ میں امام بخاری کی رائے 501

مبحث سوم: قرآن کریم میں احکام الٰہی کا اسلوب

قرآنِ کریم میں احکام الٰہی کا اُسلوب 503

امر کے اسالیب 504

نہی کے اسالیب 506

تخییر کے اسالیب 508

احکام بیان کا اُسلوب اور امام بخاری 509

مبحث چہارم: قرآن کریم کی دلالت

قرآنِ کریم کی دلالت 510

فصل سوم: سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث نبویؐ)

مبحث اول: سنت کی تشریعی حیثیت

سنّت کا لغوی مفہوم 516

اصطلاحی تعریف 516

سنت ائمہ کے نزدیک 516

سنت علمائے اُصول فقہ کے ہاں 517

اسلامی نظام میں سنت کا مقام 517

سنت کی تشریعی حیثیت 520

سنت کی تشریعی حیثیت اور امام بخاری 521

1۔فتنہ انکار حدیث 521

2۔کتاب اللہ سے مراد قرآن وحدیث دونوں ہیں 522

3۔جملہ احادیث کا ماخذ قرآن اور حدیث قرآن کی تشریح 523

4۔حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے 523

مبحث دوم: سنت (قولی، فعلی، تقریری)

1۔سنت قولی 524

2۔سنت فعلی 524

3۔سنت تقریری 524

افعال نبوی کی حجیت ودلالت 524

1۔بشری حرکات 524

2۔ایسے افعال جو عبادات سے متعلق نہیں 525

3۔احتمالی افعال 525

4۔مخصوص افعال 525

5۔مبہم افعال 526

6۔ایسے افعال جو کسی کو سزا دینے کے لئے کیے گئے ہیں 527

7۔بیان کردہ قسموں سے الگ افعال 527

پہلا قول 528

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل کا جائزہ 529
دوسرا قول 530
تیسرا قول 531
چوتھا قول 532
تقریری سنت کی حجیت 532
تقریری سنت کی امثلہ 533
پہلا مسئلہ 533
راجح موقف 534
دوسرا مسئلہ 534
اُصولیین کا موقف 534
فقہا کا موقف 534
سنت کی اقسام اور امام بخاری 535

مبحث سوم: حدیث (مرفوع، موقوف، مقطوع)

1۔ حدیث مرفوع 541
مرفوع حکمی 541
2۔ حدیث موقوف 542
موقوف حدیث کا حکم 542
3۔ حدیث مقطوع 544
اقوالِ صحابہؓ کی حجیت 544
صحابی کی تعریف 544
علماے اُصول کے ہاں صحابی کی تعریف 544
اقوال صحابہ کی اقسام اور ان کی تشریعی حیثیت 545
قائلین کے دلائل 548
مانعین کے دلائل 549
قول صحابی کی حجیت پر دلائل کا جائزہ 550
اقوالِ صحابہ میں ترجیح کا اصول 551
حجیت اقوالِ صحابہ اور امام بخاری 552

1۔ صحابی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی مسلمان نبی کا دیدار کرے 552
2۔ قول صحابی کی حجیت 553

مبحث چہارم: کیا حدیث اور سنت میں فرق ہے؟

حدیث و سنت میں فرق 556
سنت اور حدیث میں فرق اور امام بخاری 557

مبحث پنجم: قرآن و سنت کا باہمی تعلق

قرآن و سنّت کا باہمی تعلق 561
تبصرہ 563
تشریح قرآن میں سنت کا مقام اور امام بخاری 566
1۔ سنت کے وہ احکام جو محض قرآن کی تائید کرتے ہیں 566
2۔ احادیث جن میں قرآنی آیات کی شرح کی گئی ہے 567
3۔ ایسی احادیث جو قرآن سے زائد الگ حکم بیان کرتی ہیں 568

مبحث ششم: خبر واحد کی حجیت

خبر واحد 569
لغوی تعریف 569
اصطلاحی تعریف 569
جمہور کے ہاں خبر واحد کی تعریف 569
احناف کے ہاں خبر واحد کی تعریف 570
حجیتِ خبر واحد 570
قرآن میں خبر واحد 570
سنت میں خبر واحد سے استدلال 572
صحابہ کا خبر واحد پر عمل 574
1۔ رسول ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کا خبر واحد پر عمل 574
2۔ آپؐ کی وفات کے بعد بھی صحابہ نے خبر واحد پر عمل کیا ... 575
خبر واحد کی حجیت.... فقہاء و اصولیین کا اختلاف 577
قول اوّل 577
دلائل 577

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول ثانی 580

قول ثالث 581

دلائل 581

خلاصہ 584

چوتھا قول 584

خبر واحد کی قبولیت کی شرائط 586

قبولیت خبر واحد کے لئے حنفیہ کی اضافی شرائط 586

1۔ راوی سے متعلق شرائط 586

2۔ متن سے متعلق شرائط 587

مالکیہ کی زائد شرائط 587

تبصرہ 587

اخبار احاد اور امام بخاری 589

مبحث ہفتم: حدیث مرسل

حدیث مرسل 592

محدثین کے نزدیک حدیث مرسل 592

اُصولیین کے نزدیک حدیث مرسل 592

امام ابو حنیفہ کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت 593

امام مالک کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت 596

امام شافعی کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت 597

امام احمد بن حنبل کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت 599

مرسل روایت اور امام بخاری 600

❻ باب ششم

دلالتِ منظوم (دلالات)

دلالتِ منظوم اور غیر منظوم کی تقسیم 616

فصل اول: لفظ کی دلالت؛ 'صیغہ' کے اعتبار سے

تمہید 619

مبحث اوّل: عام وخاص

عام کی تعریف 619

اصطلاحی مفہوم 620

عام کے صیغے اور الفاظ 622

1۔ لفظ 'کل' ہے اس کا استعمال ان وجوہ پر ہوتا ہے 622

2۔ لفظ 'جمیع' ہے۔ یہ دو طرح سے مستعمل ہوتا ہے ... 623

3۔ لفظ 'من' اس کا استعمال چار طرح سے ہوتا ہے 623

4۔ لفظ 'ما' ہے 623

5۔ نکرہ لفظ جو نفی، شرط اور اثبات کے سیاق میں آیا ہو . 623

عام کی دلالت میں اختلاف 624

1۔ عام بعد از تخصیص 624

2۔ عام قبل از تخصیص 624

خاص 625

لغوی تعریف 625

اصطلاحی تعریف 625

عام کی تخصیص 625

مثالیں 626

عموم کی تخصیص کا جواز 626

پہلا مذہب 626

امر میں تخصیص کے وقوع کی مثال 627

نہی میں تخصیص کے وقوع کی مثال 627

خبر میں تخصیص کے وقوع کی مثال 627

دوسرا مذہب 628

تیسرا مذہب 628

مخصصات العموم 628

1۔ مخصصات متصلہ 628

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔شرط 629
شرط کی اقسام 629
لغوی شرط کے صیغے 630
2۔غایت 630
3۔صفت 630
4۔استثنا 630
2۔مخصصات منفصلہ 630
تخصیص، آیتِ کریمہ سے 631
تخصیص، حدیث مبارکہ سے 631
تخصیص، اجماع سے 631
تخصیص، قیاس سے 631
خاص کی دلالت میں اختلاف 632
عام وخاص اور امام بخاری 632
امام بخاری کے 1 تا 26 ضابطے ..... 631 تا 639

مبحث دوم: مطلق ومقید
مطلق 640
لغوی تعریف 640
اصطلاحی تعریف 640
مطلق کا حکم 641
کفارہ ظہار کا معاملہ 641
بیمار اور مسافر کے روزوں کا معاملہ 641
ایسا مطلق جس کی قید پر دلیل ہے 641
مقید 642
تعریف 642
مقید کا حکم 642
مطلق ومقید اور امام بخاری 645
1۔مطلق شمول نہیں رکھتا لیکن شائع ہوتا ہے 645
2۔مطلق کو مقید پر حمل کیا جائے گا، یہاں تک کہ عمل 645
3۔مطلق کو مقید پر محمول کرنے 645
4۔مقید مطلق کے فرد میں سے ایک فرد ہوتا ہے 646

مبحث سوم: امر ونہی
اَمر 647
لغوی مفہوم 647
اصطلاحی مفہوم 648
امر کے صیغے 649
صیغہ امر کے معانی 650
مطلق صیغہ امر کی دلالت میں اختلاف 651
نہی **651**
لغوی مفہوم 651
اصطلاحی مفہوم 652
نہی کے صیغے 654
مطلق صیغہ نہی کے معانی 654
مطلق صیغہ نہی کی دلالت میں اختلاف 655
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف 656
1۔مامورات میں اصل مقصود مصالح کا قیام ہوتا ہے 656
2۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا اس چیز کی حرمت پر دال 656
3۔قرائن میں وہ چیز بھی داخل ہے جو نہی کو تحریم 657
4۔عبادات میں نہیں ابطال کا تقاضا کرتی ہے 657
5۔کسی چیز سے نہی، نہی کے خلاف فعل کرنے کا حکم ہوتا ہے . 657

فصل دوم: لفظ کی دلالت؛ استعمال کے اعتبار سے

مبحث اوّل: حقیقت ومجاز
تمہید 667
حقیقت کی تعریف 667

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کی اقسام 667
1۔ لغوی حقیقت 667
2۔ شرعی حقیقت 667
3۔ عُرفی حقیقت 667
حقیقت کا حکم 668
مجاز 668
مجاز کی تعریف 668
حقیقی ومجازی معنی کے درمیان تعلق کی قسمیں 668
1۔ تشبیہ 668
2۔ کون 668
3۔ اَول 669
4۔ حلول 669
5۔ جزبول کر کل مراد لینا 669
6۔ سببیت 669
مجاز کا حکم 669
حقیقت ومجاز اور امام بخاری 670
امام بخاری کے 1 تا 11 ضابطے ..... 671 تا 673

مبحث دوم: تاویل

تاویل 674
لغوی تعریف 674
اصطلاحی تعریف 674
تاویل کی انواع 674
1۔ تاویل قریب 675
2۔ تاویل بعید 675
3۔ تاویل متوسط 675
تاویل کی شرائط 675
امام شوکانی کی شرائط 675
تاویل کا حکم 676
تاویل اور امام بخاری رحمہ اللہ 676
خصوصی جائزہ 677
1۔ قوی دلیل کے بغیر خاص لفظ کی کوئی بھی تاویل قبول 677
2۔ عقلی احتمال کی وجہ سے خاص کو اسکے ظاہری معنی 677
3۔ عقائد، اُصول دین اور صفات باری تعالیٰ میں تاویل 678

فصل سوم: لفظ کی دلالت جلی اور خفی ہونے کے اعتبار سے

مبحث اوّل: نص وظاہر

نص 681
تمہید 681
نص کی لغوی تعریف 681
اصطلاحی تعریف 681
اطلاقِ نص 682
امام بخاری رحمہ اللہ اور نص کا مقام ومرتبہ 683
ظاہر 683
ظاہر کا مفہوم 683
ظاہر پر عمل کرنے کا حکم 685
نص اور ظاہر کا فرق 685
ظاہر اور نص کی تاویل 685
ظاہر کی اقسام 685
پہلی قسم پر عمل کرنے میں اختلاف 686
دوسری قسم پر عمل کرنے سے اہل علم کی آرا 686
نص وظاہر اور امام بخاری رحمہ اللہ 686
1۔ نص کا مطلب اٹھانا اور حرکت دینا 686
2۔ نص وہ ہوتی ہے جس میں احتمال بھی نہیں ہوتا 687
3۔ نص مفہوم موافق سے برتر ہوتی ہے 687
4۔ نص ظاہر سے اولیٰ ہے 687

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔ نص میں احتمال کی صورت میں ظاہر پر عمل جائز ہے..... 688
6۔ صحابہ کرامؓ ظاہر کی قیاس سے تاویل کے قائل تھے 688

مبحث دوم: مجمل و مبین

مجمل 689
لغوی تعریف..... 689
اصطلاحی تعریف 689
اجمال کے اسباب 689
مجمل کا حکم 690
مبین 690
مثالیں 690
مبین کا حکم 691
مجمل و مبین اور امام بخاری 691
1۔ مفسر کو مجمل پر مقدم کیا جائے گا 691
2۔ مفسر مبہم پر مقدم ہوتا ہے..... 692
3۔ اجمالی طور پر تفسیر مفسرہ کا عین ہوتی ہے..... 692
4۔ مجمل کی دلالت واضح نہیں ہوتی..... 692
5۔ اجمال لفظ مفرد میں بھی ہوتا ہے 693
6۔ امور وجودیہ کے علاوہ اُمورِ شرعیہ میں اجمال کے بقا..... 693

فصل چہارم: تعارض ادلّہ اور ان کا حل

تمہید 697
تعارض ادلّہ اور ان کا حل..... 698
1۔ شوافع کے ہاں تعارض رفع کرنے کے اُصول..... 698
2۔ احناف کے ہاں تعارض رفع کرنے کے اُصول..... 700
'تعارض ادلّہ' اور امام بخاری 704
امام بخاری کے اتا22 ضابطے..... 704 تا 711

باب ہفتم

دلالتِ غیر منظوم (دلالات)

فصل اوّل: لفظ کی دلالت کی کیفیتیں

تمہید 715
1۔ جمہور شافعی اصولیوں کی تقسیم 715
2۔ بعض شافعی اصولیوں کی تقسیم 715

مبحث اوّل: دلالتِ اقتضاء

دلالت اقتضا کی تعریف..... 717
مقتضی کی اقسام 717
1۔ جس پر صدق کلام موقوف ہو 717
2۔ جس پر شرعاً صحت کلام موقوف ہو..... 718
3۔ جس پر عقلاً صحت کلام موقوف ہو 718
ارکانِ اقتضاء 718
کیا مقتضٰی کے لئے عموم ہے..... 718
دلالتِ اقتضاء کی مثال 719

مبحث دوم: دلالت اشارہ

دلالت اشارہ کی مثالیں 720
دلالت اشارہ کی اقسام 722
1۔ اشارۃ ظاہرہ..... 722
2۔ اشارۃ خفیہ 722

مبحث سوم: دلالت تنبیہ وایماء

دلالت تنبیہ وایماء کی اقسام 724
فائدہ 726

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث چہارم: مفہوم موافق

مفہوم کی تعریف اور تقسیم 727
1۔ مفہوم موافق 727
مفہوم موافق کی اقسام 727
1۔ فحوی الخطاب 728
2۔ لحن الخطاب 728
مفہوم موافق کی مثالیں 728

مبحث پنجم: مفہوم مخالف

مفہوم مخالف کی اقسام 730
1۔ مفہومِ صفت 730
مثالیں 731
2۔ مفہوم شرط 731
مثالیں 732
3۔ مفہوم غایت 732
مثالیں 732
4۔ مفہوم عدد 733
مثالیں 733
5۔ مفہوم لقب 734
مثالیں 734
مفہوم مخالف پر عمل کی شرائط 735

مبحث ششم: دلالت معقول

دلالت کی اقسام ستہ اور امام بخاری 737
امام بخاری کے 1 تا 13 ضابطے ..... 737 تا 746

فصل دوم: قیاس

قیاس 848
لغوی معنٰی 748
اصطلاحی تعریف 748
حجیتِ قیاس 749
قرآن مجید سے دلائل 749
اَحادیث رسول ﷺ سے دلائل 751
منکرین قیاس کے دلائل اور ردّ 752
قیاس کے ارکان 754
1۔ اصل 754
2۔ حکم اصل 754
3۔ فرع 754
4۔ علت 754
قیاس کی شرائط 755
اصل اور حکم اصل کی شرائط 755
فرع کی شرائط 755
علت کی شرائط 756
اجتہاد کے طرق واسالیب 756
پہلی تقسیم 756
دوسری تقسیم 757
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور قیاس ورائے؛ عمومی جائزہ 755
امام بخاری کے 1 تا 15 ضابطے ..... 755 تا 765
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور قیاس ورائے: خصوصی تجزیہ و تبصرہ 765
پہلا نکتہ: شریعت محمدیہ کی جامعیت 766

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا نکتہ: حرفیت پسندی کی مخالفت 767

تیسرا نکتہ: اجتہاد کا جامع تصور 769

دلالت واستدلال کی اصطلاحات اور امام بخاری کا زاویہ نگاہ 770

قیاس کا کتاب وسنت کے ساتھ ارتباط 773

قیاس میں تکلف سے اجتناب 774

امام بخاری قیاس کے قائل ہیں 774

قیاس بہ نفی الفارق 775

قیاس بہ علت مشترکہ 776

قیاس شبہ اور قیاسِ طرد؛ امام بخاری کا موقف 776

مذموم رائے سے اجتناب 778

اللہ کے رسول ﷺ کا اجتہاد 779

امام بخاری کا مسلک 779

اجتہاد اور تدبیر چند نکات کی توضیح 780

1۔ تشریعی امور 780

2۔ اجتہادی امور 780

3۔ طبعی اُمور 781

4۔ تدبیری اُمور 781

امام بخاری کے تصور قیاس کے امتیازی نکات 782

1۔ قیاس، رائے اور تمثیل کے الفاظ سے اجتناب 782

۲۔ ارکان قیاس 783

فصل سوم: استحسان

استحسان 794

لغوی مفہوم 794

اصطلاحی مفہوم 794

تعریفات کا تجزیہ اور ارکان استحسان 795

استحسان کی اقسام 796

1۔ استحسان بالنص 796

2۔ استحسان بالاِجماع 797

3۔ استحسان بالعرف 797

4۔ استحسان بالضرورت 798

5۔ استحسان بالمصلحت 799

6۔ استحسان بالقیاس الخفی 799

'استحسان' کی حجیت اور ائمہ کی آرا 801

قائلین استحسان کے دلائل 801

قرآنی دلائل 801

سنّت سے دلائل 802

عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے دلائل 802

منکرین استحسان کے دلائل 803

دلائل کا تجزیہ اور قابل ترجیح رائے 804

استحسان اور امام بخاریؒ 805

فصل چہارم: استصلاح

استصلاح 810

لغوی تعریف 810

اصطلاحی تعریف 810

مصالح کی اقسام 810

1۔ مصالح معتبرہ 810

2۔ مصالح ملغاۃ 811

3۔ مصالح مرسلہ 811

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالح مرسلہ کی حجیت 811

قائلین مصالح مرسلہ کے دلائل 812

قرآنی دلائل 812

سنّت سے دلائل 813

عمومی دلائل 813

منکرین 'مصالحت مرسلہ' کے دلائل اوران کارد 815

دلائل کا تجزیہ اور قابل ترجیح رائے 816

مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط 818

امام بخاری اور 'مصالح مرسلہ' 819

امام بخاری کے 1 تا 10 ضابطے ..... 820 تا 822

فصل پنجم: سدالذریعہ

سدّالذریعہ 825

لغوی مفہوم 825

اصطلاحی مفہوم 825

افعال کی اقسام 825

1۔ حرام افعال 825

2۔ مباح افعال 826

سدالذریعہ کی حجیت کے دلائل 827

'سدالذرائع' کی حجیت مین اختلاف اور راجح رائے 829

'سدالذرائع' اور 'مصالح مرسلہ' میں تعلق 830

'سدالذریعہ' کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف 830

امام بخاری کے 1 تا 8 ضابطے ..... 831 تا 832

فصل ششم: حیلہ

حیلہ 836

الحیل اور امام بخاری 839

مقاصد شرعیہ کو فوت کرنے والے حیلے 840

فرائض سے فرار اختیار کرنے والے حیلے 840

حرام کو حلال بنانے والے حیلے 843

دھوکہ دینے والے حیلے 845

دوسروں کا حق مارنے والے حیلے 845

فصل ہفتم: استقراء

استقراء 849

1۔ استقراء تام 850

2۔ استقراء ناقص 850

'استقراء' اور امام بخاریؒ 850

1۔ ضابطہ ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت 60 دن ہوگی 850

2۔ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے 851

فصل ہشتم: استصحاب

استصحاب 855

لغوی تعریف 855

اصطلاحی تعریف 855

استصحاب کی اقسام 856

1۔ استصحاب اباحت 856

2۔ استصحاب براءت اصلیہ 856

3۔ استصحاب حکم 857

4۔ استصحاب وصف 857

5۔ اختلاف کی صورت میں استصحاب حکم اجماع 857

6،7۔ استصحاب عموم اور استصحاب نص یہاں تک 858

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استصحاب کی حجیت 858
اس اختلاف کے اثرات 859
قائلین استصحاب کے دلائل 860
مانعین استصحاب کے دلائل 860
اصول استصحاب کا تجزیہ اور راجح رائے 861
استصحاب پر مبنی بعض قواعد 862
استصحاب کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف 862

فصل نہم: سابقہ شریعتیں

شرائع من قبلنا کا مفہوم 866
سابقہ شریعتوں کے احکام کی اقسام 866
1۔ عقائد سے متعلقہ احکام 866
2۔ شریعت اسلامی میں غیر مذکور احکام 867
3۔ شریعت اسلامی میں منسوخ احکام 867
1۔ توبہ 867
2۔ حرمت کا مخصوص دن 867
3۔ ناخن والے جانور اور چربی 868
4۔ سابقہ شریعتوں کے لئے حرام اور شریعت 868
1۔ عبادت والے دن کا کاروبار 868
2۔ ناخن والے جانور اور چربی 869
3۔ مال غنیمت 869
5۔ شریعت اسلامی میں موجودہ قوانین سابقہ 870
1۔ روزہ 870
2۔ قربانی 870
3۔ ختنہ 870
6۔ ایسے احکام جن کا ذکر شریعت میں بغیر تبصرہ کے 871
شرائع من قبلنا کی حجیت 871
قائلین اور ان کے دلائل 872
منکرین اور ان کے دلائل 874
دلائل کا تجزیہ اور راجح موقف 575
شرائع من قبلنا سے اخذ واستنباط میں امام بخاری کا موقف 876

فصل دہم: اجماع وعرف

اجماع وعرف 883

مبحث اوّل: عرف وعادت (رواج)

عرف وعادت 883
لغوی تعریف 883
اصطلاحی تعریف 883
عرف کی مختلف تقسیمات 884
1۔ عرف قولی 884
2۔ عرف عملی 884
1۔ عرف عام 884
2۔ عرف خاص 884
1۔ عرف صحیح 885
2۔ عرفِ فاسد 885
1۔ عرفِ صحیح عام 885

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م

2۔عرف صحیح خاص 885

1۔عرف صحیح قولی 885

2۔عرف صحیح عملی 886

عرف وعادت کی حجیت 886

عرف کی حجیت 887

عرف کے معتبر ہونے کی شرائط 888

اول: عرف نص شرعی کے مخالف نہ ہو 888

دوم: عرف مطرد اور غالب ہو 888

سوم: معاملہ یا تصرف کے وقت عرف کا وجود ضروری ہے 888

چہارم: معاملہ کے وقت کوئی قول یا فعل عرف کے خلاف موجود نہ ہو 889

عُرف کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف 889

مبحث دوم: اجماع

اجماع 891

لغوی تعریف 891

اصطلاحی تعریف 892

اجماع کے وقوع کا امکان 892

اجماع کے وقوع کا عصر حاضر میں امکان 895

اجماع کی حجیت 895

اجماع کی اقسام 898

1۔اجماع صریح 899

2۔اجماع سکوتی 899

اجماع سکوتی پر عمل کرنے کی شرائط 900

اجماع کی ایک اور تقسیم 901

اجماع مرکب 901

اجماع غیر مرکب 902

اجماع مرکب کی ایک دوسری اصطلاح 902

کیا اجماع کتاب وسنت کی کسی نص کو منسوخ کر سکتا ہے؟ 903

متقدمین کے دو قول ہوں تو کیا متاخرین میں کسی ایک قول پر اجماع .. 903

کیا ایک اجماع کے بعد دوسرا اجماع ہو سکتا ہے؟ 904

عوام کا اجماع معتبر یا علما کا؟ 904

1۔اجماع عام .....

904

2۔اجماع خاص 904

اجماع اہل مدینہ (تعامل اہل مدینہ) 905

قائلین اجماع اہل مدینہ کے دلائل 905

اجماع وتعامل اہل مدینہ کے بارے میں امام مالک کی رائے کا تجزیہ 906

مراتبِ اجماع 908

اصول اجماع کا خصوصی تجزیہ 908

ائمہ اہل الحدیث کا تصور اجماع 910

امام بخاری کی اصول اجماع کے بارے میں آرا 911

1۔اجماع کی حجیت 911

2۔اجماع کی تعریف 913

3۔اجماع کے علم کے ذرائع 913

4۔اجماع کی مخالفت 914

5۔تعامل اہل مدینہ اور تعامل حرمین 915

6۔اجماع اور منہاج 915

خاتمہ بحث: اُصولِ اجتہاد اور دورِ حاضر 920

فہارس قرآنی آیات 927

فہارس احادیث نبویہؐ 954

فہارس اَشعار 966

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس اعلام 968
فہارس اماکن 995
مصطلحات 998
مصادر و مراجع 1011
Abstract 1040

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

باب پنجم

شریعت اور کتاب وسنت

فصل اول: وحی اور الہام

فصل دوم: کتاب اللہ (قرآن کریم)

فصل سوم: سنت رسول ﷺ (حدیث)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①

فصل اوّل

وحی اور الہام

مبحث اول: وحی اور اس کی صورتیں

مبحث دوم: حکم اور اس کی اقسام

مبحث سوم: حاکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

وحی اور اس کی صورتیں

وحی کا لغوی مفہوم

وحی: وحیٰ یحي وحیا کا مصدر ہے جس کا مادہ 'وح ی' ہے لفظ وحی کئی قریب المعنی الفاظ کیلئے استعمال ہوتا ہے، جیسے لطیف اور مخفی اشارہ، لکھنا، پیغام، کسی چیز کا دل میں ڈالنا (الالہام)، مخفی کلام، ہر وہ بات جو آپ کسی دوسرے کو 'القا' کریں۔ کہا جاتا ہے: وحیت إلیه الکلام کہ میں نے اس سے چپکے سے کلام کی۔ اسی طرح یہ لفظ اور کتاب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جس کی جمع وحی وزن حلی استعمال ہوتی ہے جیسا کہ لبید نے کہا ہے:

فمدافع الریّان عري رسمها خلقا کما ضمن الوحي سلامها

ایسی ہی حارث الاعور نے کہا ہے

"القرآن هین والوحي أشدّ منه"

"کسی شے کو پڑھنا آسان ہے اسے لکھنا بہت مشکل ہے۔"

یعنی یہاں قرآن سے قراءت اور وحی سے کتابت لی گئی ہے۔

ایسے وحی کا لفظ لکھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے: وحیت الکتاب وحیا کہ میں نے بہت خوبصورت خط سے کتاب کو لکھا۔ علاوہ ازیں لفظ 'وحی' جلدی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی طرح وحی اس آواز کو بھی کہا جاتا ہے جو اللہ اور مخلوق کے مابین کلام کا ذریعہ ہے وہ کوئی بھی مخلوق ہو۔

وحی بعثت اور الہام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے أوحی إلیه أي بعثه وألهمه، جیسے قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ ﴾[1]

"تیرے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں ڈال ۔ دیا"

اسی طرح امر یعنی حکم کے معنی بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ الزلزال میں ہے

﴿ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴾[2]

"بلاشبہ آپ کے رب نے اس کو اس بات کا حکم د ۔ یا تھا"

اسی طرح وحی ٹھہرنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے، جیسے قول شاعر ہے:

"وحی لها القرار فاستقرت"

"اُسے ٹھہرنے کا حکم دیا گیا پس وہ ٹھہر گئی۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز أوحى أوماً یعنی اشارہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَأَوْحَىٰٓ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا۟ بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾[3]

ابن الاعرابی نے کہا ہے: وحی الرجل اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی آقا اپنے قاصد کو کسی اپنے غلام کی طرف بھیجے۔

قرآن کریم میں بھی القا اور الہام کے معنی میں لفظ وحی استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ المائدہ میں ہے

﴿ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى ٱلْحَوَارِيِّـۧنَ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِى وَبِرَسُولِى ﴾[4]

"ہم نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ

دوسری جگہ ہے:

﴿ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ ﴾[5]

"ہم نے موسیٰ کی والدہ کو القا کیا کہ تو ہی اسے دودھ پلا"

خلاصہ بحث

لفظ وحی لغوی اعتبار سے الہام، القاء، کتابت، کلام مخفی، اشارہ، پیغام وغیرہ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے

وحی کے قریب المعنی الفاظ

1. الہام

ألهم يلهم إلهاما یہ باب افعال کا مصدر ہے جس کے معنی کسی کے دل میں کوئی بات القاء کر دینے کے ہیں لیکن یہ لفظ بعد میں ایسی بات کے لیے القاء کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ یا ملأ اعلیٰ کی جانب سے کسی کے دل میں ڈالی جاتی ہے،

قرآن مجید میں ہے:

﴿ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَىٰهَا ﴾[6]

" پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیز گاری کرنے کی سمجھ دی ۔"

اس کو لمة الملك ما نفث في الروع ' فرشتے کا پھونکنا یعنی جو بات وہ دل میں ڈالے ' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

« إن للملكّ لمة وإن للشيطان لمة »[7]

"ایک فرشتے کا چھونا ہے اور ایک شیطان کا ۔"

دوسری حدیث میں ہے:

«إن روح القدس نفث في روعي»[8]

"روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل میں لفظ إلهام التهام الشيء سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کو نگل جانے کے ہیں چنانچہ محاورہ ہے:

" التهم الفصيل ما في الضّرع"

"بچے نے تھنوں سے تمام دودھ چوس لیا۔"

اسی طرح کہا جاتا فَرَسٌ لِهَمٌ تیز رو گھوڑا، گویا وہ اپنی تیز روی سے زمین کو نگل رہا ہے۔[9]

یہ اصطلاح صوفیا میں بہت معروف ہے اور وہ اسے ایک خاص معنی میں استعمال تے ہیں جیسا کہ الجرجانی نے کہا ہے:

ما يلقى في الروع بطريق الفيض[10]

" جو فیض کے انداز میں دل میں بات ڈالی جائے۔"

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الهام دل پر واقع ہو جانے والے ایسے علم کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی عمل کو کرنے کی دعوت دے علما کے ہاں یہ علم دلیل کے درجہ کا نہیں البتہ صوفیاء اس سے بھی دلیل[11] اخذ کرتے ہیں۔

ابن اثیر نے إلهام کی تعریف یوں کی ہے :

"الإلهام أن يلقي الله في النفس أمراً يبعثه على الفعل والترك"[12]

"الہام یہ ہے کہ اللہ رب العزت کسی شخص کے دل میں ایک بات ڈال دیں جو اسے کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے پر ابھارے۔"

نیز فرماتے ہیں کہ یہ وحی ایک قسم ہے جس کیلئے اللہ اپنے خاص بندوں کو منتخب فرماتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"أنتم لهاميم العرب"[13]

"تم عرب کے تیز ترین افراد ہو۔"

یہ لہکم جمع ہے جو تیز گھوڑے یا تیز شخص کے لیے بولا جاتا ہے۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں :

"الإلهام ما يلقى في الروع"

"الہام اُس بات کو کہتے ہیں جو دل میں القاء کی جائے۔"

جیسا کہ حدیث میں ہے:

« أسئلك رحمة من عندك تلهمني بها رشدي »[14]

الٰہی میں تیری رحمت کا سوالی ہوں مجھے دل میں ایسی بات ڈال جو میری ہدایت کا سبب بنے۔

صاحب تاج العروس نے الہام کے معنی بیان کیے ہیں:

"إلقاء معنى في النفس في خفاء"[15]

"پوشیدگی سے کسی خیال کا قلب مومن میں ڈالنا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقرب الموارد میں ألهم الله خيرا کے معنی کئے گئے وحي الله إليه به کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف القائی کی وحی کی۔[16]

وجدان

وجد یجد وجداً کا معنی ہے رنجیدہ ہونا، غمگین ہونا، کسی پر خفا ہونا، جبکہ 'الوجدان' کا مفہوم ہے:

"احساس لطیف، شعور، جذبہ، ضمیر، قوت علم وادراک فلسفہ میں وجدان کسی لذت یا الم کے احساس یا ایک خاص ذہنی اور نفسیاتی احساس کی قسم جو ادراک و معرفت میں امتیاز رکھنے والے تمام احوال کے مقابلہ میں لذت و الم سے جلد متاثر ہوتی ہے۔[17]

الجرجانی رقم طراز ہیں:

الوجد: ما يصادف القلب ويرد عليه بلا تكلف وتصنّع، وقيل هو بروق تلمع ثم تخمد سريعاً[18]

"دل میں اچانک آنے والے ورودات کا نام وجد ہے جو بغیر کسی تکلف اور تصنّع کے درج تے ہیں ، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آسمانی بجلیاں ہیں جو اچانک چمکتی ہیں اور بہت تیزی سے ختم ہو جاتی ہیں۔

نیز الوجدانیات کے بارے میں لکھتے ہیں

"مايكون مدركه بالحواس الباطنة"[19]

" وجدانیات ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جن کا ادراک حواس باطنہ سے کیا جائے۔

'وجد' کے بارے میں امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

'وجد' معنوں میں مستعمل ہے :

ایک یہ کہ حواس خمسہ کے ذریعے کسی شے کا ادراک کرنا جیسے وجدت زیداً کہ میں نے زید کو پایا (حاسہ بصر کے ذریعے)، وجدت طعمه (حاسہ ذائقہ کے ذریعے)، وجدت صوته (حاسہ سمع کے ذریعے) وجدت خشونته (حاسہ لمس کے ذریعے)

قوی باطنہ کے ساتھ کسی چیز کا ادراک کرنا جیسے وجدت الشبع (میں سیر ہو گیا) اس کا تعلق قوت شہویہ سے ہے۔

بذریعہ عقل کسی چیز کا پالینا اللہ تعالیٰ یا نبوت کی معرفت سے بھی وجدان کہا جاتا ہے۔[20]

وحی کا اصطلاحی مفہوم

علما نے وحی کی تعریفیں کی ہیں :

شیخ محمد عبدہ نے یوں تعریف کی ہے :

"هو إعلام الله تعالىٰ لنبي من أنبيائه بحكم شرعي ونحوه"[21]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" اللہ رب العزت کا انبیاء میں سے کسی نبی کو احکام شرعیہ یا اس جیسی دیگر اشیا کی خبر دینے کا نام وحی ہے"

اسی طرح انہوں نے یوں بھی تعریف کی ہے:

"هو عرفان يجده الشخص في نفسه مع اليقين بأنه من قبل الله بواسطة وبغير واسطة"[22]

"وحی ایسی معرفت کو کہتے ہیں جیسے انسان اپنے اندر اس یقین کے ساتھ پاتا ہے یہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ کی طرف سے ہے۔"

شیخ عبد العظیم زرقانی فرماتے ہیں :

"أما الوحي فمعناه في لسان الشرع: أن يعلم الله تعالى من اصطفاه من عباده كل ما أراد إطلاعه عليه من ألوان الهداية والعلم ولكن بطريقة سرية خفية غيرمعتادة للبشر" [23]

"وحی کا شرعی معنی یہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں میں کسی منتخب فرد کو علم وہدایت کی تمام رنگینیاں کسی خاص مخفی طریقے سے عطا فرمادے جس سے عام انسان مانوس نہ ہوں۔"

شیخ عبد القادر نے وحی کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے

"هو إعلام خفي سريع خاص بمن يوحيه إليه بحيث يخفى عن غيره الملاحق له كما كان يوحى إليه في فراش عائشة، فيعلم ما هو المراد وهي لاتدري ما هو، وكذلك كان يوحى إليه بمحضر من أصحابه فيعي ما يتلقاه وهم لا يعلمون شيئا منه إلا تغير حال الرسول عما كان عليه قبل" [24]

"ایسی مخفی اور تیز ترین خبر جسے صرف صاحب وحی ہی جان سکتا ہو دیگر کو اس کا علم نہ ہو، جیسے نبی ﷺ پر حضرت عائشہؓ پر وحی آتی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھیں ۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان وحی نازل ہوتی تھی تو وہ سوائے اس کے کہ وحی کے آنے سے آپ کی ظاہری حالت تبدیل ہو گئی کچھ نہیں جانتے تھے۔"

مناع القطان وحی کی تعریف میں لکھتے ہیں :

"كلام الله تعالى المنزل على نبي من أنبيائه" [250]

"اللہ کا وہ کلام جو انبیاء علیہم السلام میں کسی نبی پر نازل کیا جائے۔"

اہل تشیع کے ہاں وحی کی تعریفات

السید الطباطبائی لکھتے ہیں

"الإيحاء هو التكليم الخفي ويستعمل في القرآن في تكليمه تعالى لبعض خلقه بنحو الإلهام والإلقاء في القلب وبنحو آخر كما في الأنبياء والرسل" [26]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایحا کے معنی مخفی کلام کے ہیں قرآن کریم میں اس کا استعمال تکلیم الٰہی کے لیے ہوتا ہے جیسا کہ الہام، دل میں بات ڈالنا یا اس جیسے دیگر وہ طریقے جو انبیاء اور رُسل کے ساتھ مخصوص ہیں۔

الشیخ مکارم شیرازی رقمطراز ہیں

"إن هذه الكلمة تستخدم للارتباط الخاص والسريع للأنبياء مع عالم الغيب ذات الخالق المنزهة"(27)

"کلمہ وحی کا استعمال انبیاے کرام علیہم السلام اور خالق کائنات علام الغیوب کے درمیان ایک خاص اور تیز ترین رابطہ کے طور پر ہوتا ہے۔"

مذکورہ بالا تعریفات کو بنظر غور دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص نے ایک خاص جہت کو سامنے رکھتے ہوئے تعریف کی اور ان تمام اشیا ء کو خلاصۃً نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے

1. وحی کا ایک معنی ہے مخفی طریقہ سے کسی کو خبر دینا یہ وحی کی عمومی تعریف ہے جس میں برابر ہے کہ اللہ رب العزت انبیاء کو، ملائکہ کو اور اولیاء اللہ کو وحی کریں یا پھر اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی بھی یہ کام کرے جیسے شیطان کا القاء وغیرہ۔

وحی اس خاص اعلام کا نام ہے جو موحی (یعنی وحی کرنے والے اللہ) اور مولجیٰ کے درمیان اس تعین کے پایا جاتا ہے کہ یہ بات اللہ رب العزت کی طرف سے وحی ہے، برابر ہے کہ یہ اعلام انبیاء کو ہو یا ان کے علاوہ وحی الہام کو ربانی ہوتی ہے جو کہ ہدایت الٰہی اور نور الٰہی پر مشتمل ہو تاکہ خاص تعریف سے القائے شیطان وغیرہ نکل گئے۔

وحی کا تیسرا مفہوم یہ کہ اللہ رب العزت کا انبیاء کے ساتھ ایک خاص رابطہ جو اخذ شریعت کے قبیل سے ہوتا ہے ۔ اسے 'وحی رسالی' کہتے ہیں۔

ارکان وحی

وحی کے بنیادی ارکان تین ہیں:

1. موحی وحی کرنے والی ذات
2. مولجیٰ جس کی طرف وحی کی جاتی ہے
3. موحیٰ یعنی متن وحی۔

لیکن 'وحی رسالی' ایک چوتھا رکن بھی داخل ہو جاتا ہے اور وہ ہے موحی اور مولجیٰ کے درمیان واسطہ، جیسا کہ یہ ذمہ داری سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو سونپی گئی ہے۔

وحی کی ضرورت

انسان کو اللہ رب العزت نے 'حواس خمسہ ظاہریہ' عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ موجودات کا مشاہدہ کرتا ہے اور پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواس کے ذریعہ جمع معلومات کے تجزیہ کے لیے انسان کو عقل عطا کی ہے تاکہ وہ صحیح تجزیہ کر کے اپنی زندگی کے لیے رہنما اصول تجویز کرے جن کی روشنی میں قیام عارضی کے ایام مستعار کو بہتر انداز سے بسر کر سکے

سوال یہ ہے کہ کیا عقل کو جو تجزیاتی قوت عطا کی گئی ہے کیا یہ اس قابل ہے کہ حالات و واقعات کا ٹھیک ٹھیک درست نتائج تک پہنچ سکے یا پھر عقل دیگر عوامل سے متاثر ہو کر کسی خاص مسئلہ میں جانبدرانہ نتائج کے اخذ کے لیے غور و فکر کر سکتی لیکن دیگر مسائل میں یہ کیفیت برقرار نہیں رہتی تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عقل ہر وقت صحیح انداز میں نہ تو غور کر سکتی ہے اور نہ ہی ٹھیک نتائج تک رسائی حاصل کر سکتی ہے، مثلاً بعض اوقات عقل کے فیصلوں میں مداخلت ہو جاتی ہے جس سے عقل کے فیصلوں میں غلطی کا صریح امکان موجود ہوتا ہے بعض اوقات عقل کے فیصلے جذبات کے تحت ہوتے ہیں جس سے غلطی کا صدور ہو جاتا ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی قطعی طور پر ثابت ہے کہ انسانوں کی عقلیں باہم مختلف ہوتی ہیں جن میں صحیح اور گہری غور و فکر کی عادت بہت کم پائی جاتی ہے جبکہ فاسد اور سرسری تجزیاتی ذہن بکثرت ہوتے ہیں۔ اس لیے جس قدر عقول صحیح ہوں گی اسی قدر نتائج صحیح حقیقت سے ہے کہ اکثر عقول فاسدہ ہونے کی بناء پر نتائج کی صحت مشکوک ہو جائے گی کہ اقوام عالم عقلوں میں معرفت الٰہی، حقیقت رسالت، جزائے اعمال اور آخرت کے بارے میں متضاد تصور پائے جاتے ہیں مثلاً کسی قوم نے معرفت الٰہی کا ذریعہ شرکیہ اعمال کو قرار دیا ہے کوئی حقیقت خداوندی کی تقصیر بذریعہ تثلیث کرتا ہے بعض نے مخلوق پرستی کا نام خدا پرستی رکھا ہے کوئی قوم گوشت کھانے کو مخلوق پر ظلم سمجھتی ہے جبکہ دیگر اس کو انسانی حق تسلیم کرتے ہیں، کسی نے سور کو حرام قرار دے رکھا ہے جبکہ کچھ اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں بعض نے اپنے جسم کو اذیتیں دے کر خدا کو راضی کرنے کا طریق اپنا رکھا جبکہ بعض نے غیر انسانی فعل قرار دیتے ہیں۔

مذکورہ تمام امور اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اگر عقل کو ہی حق و باطل کی واحد کسوٹی قرار دے دیا جائے اور کسی الہامی تعلیم کو ذریعہ راہنمائی نہ قرار دیا جائے تو پھر دنیا میں کبھی بھی غلط اور صحیح کا کوئی معیار قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ عقلیں ایک چیز کو حلال جبکہ دیگر سب سے بڑا جرم سمجھ رہی ہوں گی تو ہم کیسے طے کریں کہ یہ غلط اور یہ صحیح؟

ان کے علاوہ دیگر عقلی دلائل بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ عقل کے بجائے وحی یعنی الٰہی رہنمائی ہی کو حق و باطل کے پرکھنے کا معیار قرار دیا جائے اور اس کے پیش کئے گئے نظریات کو حرز جان بنا کر عمل کیا جائے یہ دلائل حسب ذیل ہیں:

1. ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہے کہ اُسے دائمی حیات اور ازلی بقاء حاصل ہو عقل کی رو سے ایسا ناممکن ہے کہ کسی انسان کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو۔ یعنی وہ انسان کی اس فطری خواہش کو ایک غیر معقول شوق قرار دیتی جبکہ علم نفسیات کا یہ قاعدہ ہے کہ انسانی فطرت کسی بھی ناممکن شے کی خواہش نہیں کر سکتی مثلاً کوئی بھی شخص یہ خواہش نہیں رکھتا کہ وہ ساری عمر کھانے پینے اور سانس لینے سے بے نیاز ہو جائے۔ لہٰذا انسان کی اس فطری خواہش کی عقل کلیتاً نفی کرتی ہے جبکہ وحی اس کو ابدی زندگی اور اس خواہش کی تسکین کی نوید سناتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوام بقاء کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطری جذبہ کی تکمیل کے لیے وحی الٰہی نا گزیر ہے۔

انسان کے اندر بنیادی طور پر فطری قوتیں رکھی گئی ہیں 1۔ قوت شہویہ 2۔ قوت غضبیہ

قوت شہویہ کا مقصد یہ ہے انسان اپنے فوائد کے حصول کے لیے ہر دم کوشش کرے جبکہ قوت غضبیہ کا مقصد یہ ہے کہ تحصیل فوائد کے راستے میں اگر کوئی رکاوٹ آئے تو اس کو اس کے ذریعے سے دور کیا جائے شہوت کے حصول کی خاطر انسان جدوجہد کرکے گا تو یقیناً موانع سے سامنا ہو گا اور اگر قوت غضبیہ کے ذریعے دور کیا جائے تو انسانوں کے مابین جھگڑوں اور تنازعات کا سلسلہ ہی چل نکلے گا اس سے انسانوں کے حقوق متاثر ہوں گے ہے کہ ان انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے کوئی عادلانہ قانون بنایا جائے جس کے ذریعہ انسانوں کو انصاف تنازعات کا فیصلہ ہو یہ قانون کون مہیا کرے آیا یہ انسان کا حق ہے کہ دیگر انسانوں کے لیے قانون بنائے؟ یا قابلیت جبار کو تعالیٰ کی ذمہ داری قوانین بنانا ہیں اس کے اندر چار اوصاف کا ہونا ضروری ہے

1۔ علم محیط 2۔ رحمت کاملہ 3۔ قدرت تامہ 4۔ غیر جانبداری

علم محیط اس لیے ضروری ہے کہ انسانی حقوق کے ہر پہلو پر نظر ہو اور انسانی تاریخی رویوں سے بھی واقفیت ہو نیز انسان کی دیگر تمام منازل مثلاً قبر و آخرت کے حوالہ سے بھی وہ باخبر ہو اور انسانی کمزوریوں سے بھی بخوبی مطلع ہو تاکہ کسی قسم کا کوئی قانونی سقم باقی نہ رہے رحمت کاملہ اس لیے ناگزیر ہے کہ تدوین کے مرحلہ میں کسی قسم کی غفلت نہ برتی جائے تاکہ کوئی غیر عادلانہ قانون شامل نہ ہو جائے قدرت کاملہ اس لیے ضروری ہے کہ کسی کے دباؤ میں آکر عدل سے منحرف نہ ہو جائے۔ غیر جانبداری اس لیے ہونی چاہیے رنگ، نسل قوم، زبان کی بنیاد پر کسی فریق کی طرفداری نہ کر بیٹھے اور دیگر کے حق میں وہ ایک غیر منصفانہ قانون ٹھہرے یہ چاروں صفات انسانوں میں دستیاب نہیں ہیں اور فقط خداوند قدوس میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں

دنیا میں اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک عنصر موجود ہے۔ اولاد والدین کی اطاعت کرتی ہے۔ شاگرد اساتذہ کی تابع فرمانی کا دم بھرتے ہیں۔ ماتحت عملہ اپنے افسران کا اطاعت شعار ہوتا ہے۔ زیر احسان اپنے محسنین کے شکر گزار اور تابعدار ہوتے ہیں۔ اگر معاشرے میں اطاعت شعاری اور تابع داری کے جذبات مفقود ہو جائیں تو معاشرہ انارکی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے اور ہر فرد اپنی چاہت کے بے لگام گھوڑے کو جس طرح چاہے دوڑاتا پھرتے۔

کسی بھی انسانی معاشرے میں یہ اقدار تین وجوہ پر قائم ہیں:

1۔ قدرت 2۔ احسان 3۔ حسن

افسران کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے کہ ان کو اپنے ماتحت عملہ پر اقتدار حاصل ہوتا ہے، اساتذہ اور والدین کا احترام ان کے ان گنت احسانات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، اور اپنے محبوب کی اطاعت اس کے حسن کی وجہ سے کرتا ہے، یہ برابر ہے کہ وہ حسن ظاہری ہو جیسے عاشق و معشوق کے مابین تعلقات استوار ہوتے ہیں یا معنوی ہو جیسے اولیاء و اتقیا اور عوام کے مابین اطاعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزاری کا رشتہ قائم کرتا ہے یہ تین اسباب جہاں بھی پائے جائیں فطرت کا تقاضا ہے کہ اطاعت کی جائے اب ہم انسان اور خدا کا تعلق اسی معیار پر پرکھتے ہیں اگر تو یہ تعلق بدرجہ کمال موجود ہوں تو فطرت انسانی کا تقاضا اور ذات ربانی کا حق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے تو جب ہم ذات باری کی عنایات کی طرف توجہ کرتے ہیں تو الٰہی بخششوں اور نعمتوں کا لامتناہی سلسلہ ہمارے نظر وبصر کے سامنے کھل جاتا ہے اور اگر اس کے اقتدار کا اندازہ لیں تو علیٰ کل شیء قدیر کی جلوہ نمایوں کے ساتھ ہر طرف اس کا تسلط و اقتدار نظر آتا ہے اگر دیکھا جائے تو وہ منبع حسن و جمال دنیا کو اس کی خیرات دیتا منے آتا ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کا حق ادا کیا جائے اور اس کے اصول صرف بذریعہ وحی ہی ہم لے سکتے ہیں۔

مذکورہ دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان وحی کی ضرورت کا کسی طرح بھی انکار کر نہیں سکتا اور وحی کے بغیر انسان کے لیے زندگی گزارنا کسی اندھے صحرا میں بھٹکنے کے مترادف ہے۔

وحی کی اقسام

وحی لغوی

لغوی طور وحی کے معنی چونکہ مخفی اور سریع اشارے کے اور کسی بات کو دل میں القاء کرنے کے ہیں اس لیے لغوی اعتبار سے وحی کی تین قسمیں ہیں :

1۔وحی فطری 2۔وحی ایجادی 3۔وحی عرفانی

1۔ وحی فطری

جیسے الہام الٰہی سے شہد کی مکھیاں چھتہ بنا کر اس میں شہد جمع کرتی ہیں اور دیگر حیوانات کے کارنامے بھی۔ اس قسم کی وحی زیادہ تر حیوانات کے ساتھ مخصوص ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ أَنِ ٱتَّخِذِى مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا ﴾ (28)

ہم نے شہد کی مکھیوں کو وحی فطری سے بتلایا پہاڑوں میں اپنے لیے چھتاؤ۔"

اس قسم کو صرف حیوانات تک خاص کرنا درست نہیں ہے بلکہ یہ انسان میں بھی پائی جاتی ہے بچے کو فطری طور پر ماں کا دودھ پینے کا طریقہ سکھانا وغیرہ۔ (29)

2۔ وحی ایجادی

سائنسدان ایک چیز کی ایجاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور اس مطلوب چیز کی صورت اور نقشہ خالق کائنات کی طرف سے ان کے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے اور چیز وجود میں آجاتی ہے، مثلاً پہلے جس شخص نے ہوائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاز بنانا چاہا تو اس نے چونکہ قبل از ایجاد ہوائی جہاز نہیں دیکھا تھا اس لیے اس نے ابتداء میں ایک اوپر اڑنے والی اجمالی تخیل کو مقصد بنا کر کام شروع کیا اور اس کی طرف متوجہ کیا بار بار کی تکلیف اٹھائی حتیٰ کہ قدرت الٰہی نے ہوائی جہاز کا مکمل نقشہ اس کے ذہن میں ڈال دیا جدید کا کام ناقص کا کام مطلوبہ چیز کا نقشہ ڈالنا یہ وحی الہام ہے جو عام انسانوں کو ہوتا ہے، چاہے غیر مومن ہوں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ كُلًّا نُّمِدُّ هَـٰٓؤُلَآءِ وَهَـٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴾ (30)

" یعنی مومن اور غیر مومن جب دونوں کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کو مدد دیتے ہیں تیرے خدا کی بخشش کسی سے بند نہیں۔"

یہی وحی عام انسانوں سے مختص ہے چاہے کافر ہو (31)

3 وحی عرفانی

تیسری قسم عرفانی ہے جو اولیاء اللہ سے مختص ہے کہ جب کوئی ولی استمداد قرآن اور ریاضیت سے تزکیہ قلب حاصل کر لیتا ہے تو اس کو بعض دفعہ الہام کے ذریعے سے رہنمائی کی جاتی ہے قرآن شریف میں ہے :

﴿ وَٱلَّذِينَ جَـٰهَدُوا۟ فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ ﴾ (32)

" جو لوگ راہ دین اور اطاعت میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر ہدایت کی خاص راہیں کھول دیتے ہیں

وحی کی یہ قسم غیر انبیاء میں پائی جاتی ہے خواہ حیوان ہو یا انسان (33)

وحی شرعی

وحی شرعی سے مراد وحی کی وہ قسم ہے جس کا بطور شریعت انبیا علیہم السلام پر نزول ہوتا ہے وحی کی مذکورہ صورتیں کئی ایک ہیں:

1۔ رؤیا صادقہ

انبیا علیہم السلام کی طرف نزول وحی کا سلسلہ عموماً رویا صادقہ کی صورت میں کیا جاتا ہے، جیسا کہ فرماتی ہیں عائشہؓ

«أوّل ما بدئ به رسول الله ﷺ! من الوحي: الرؤيا الصالحة في النوم، فكان لا يرى رؤيا إلاجاءت مثل فلق الصّبح » (34)

" سب سے پہلے آپ ﷺ پر سچے خوابوں کی صورت میں وحی کی ابتدا آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی پو پھٹنے کے مثل سامنے آجاتا۔"

نیز بعد میں بھی انبیا علیہم السلام بصورت خواب وحی آتی رہتی جیسے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم بھی بذریعہ خواب ہی دیا گیا کہے یم میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قَالَ يَٰبُنَيَّ إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي ٱلْمَنَامِ أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ﴾[35]

"اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو تیری کیا رائے ہے؟"

2۔ القائے قلبی یا نفث في الروع

اللہ رب العزت کی طرف سے بلا واسطہ یا سیدنا جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے قلب اطہر میں احکام الٰہیہ کا القاء فرما دیتے تھے اس میں نہ تو کوئی آواز ہوتی تھی کہ جس کو سنا جائے اور نہ ہی سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو کسی شکل میں دیکھا جا سکتا تھا۔[36]

اس کے متعلق حدیث مبارکہ میں ہے :

«إن روح القدس نفث في روعي أنه لن يموت نفس حتى تستكمل رزقها ... وأجملوا في الطّلب ولا يحملنّكم استبطاءُ الرزق على أن تطلبوه بمعصية الله فإن ما عند الله لا ينال إلا بطاعته»[37]

3۔ فرشتہ بصورت انسان

بعض دفعہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام کسی انسان کی شکل میں تشریف لاتے، جیسا کہ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

« أحياناً يتمثل إلي الملك رجلًا فيكلمني فأعي ما يقول »[38]

"بعض اوقات فرشتہ ایک آدمی کی مثل آتا اور مجھ سے مخاطب ہوتا تو میں جو وہ کہتا ازبر کر لیتا"

سیدنا جبرئیل علیہ السلام جب کسی انسان کی شکل میں تشریف لائے تو وہ عموماً سیدنا دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ہوتے، جیسا کہ سیدنا اُم سلمہؓ کا واقعہ منقول ہے:

«إن جبرئيل عليه السلام أتى النبي ﷺ وعنده أم سلمة فجعل يحدث ثم قام، فقال النبي ﷺ لأم سلمة: من هذا؟ أو كما قال، قالت: هذا دحية، قالت أُم سلمة أيم الله ما حسبته إلا أياه حتى سمعت خطبة نبي الله يخبر عن جبرئيل»[39]

"سیدنا جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور گفتگو فرمائی پھر چلے گئے۔ تو نبی ﷺ نے سیدہ اُم سلمہ سے کہا: یہ کون تھے؟ (یا جیسا کہ آپ نے فرمایا) سیدہ اُم سلمہؓ نے عرض کیا تھے۔ سیدہ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے یہی سمجھا تھا کہ وہ دحیہ کلبی ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں خبر دی۔"

اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام عام طور پر جب پیکر انسانی میں تشریف لاتے تو جناب دحیہ کلبی کے حلیہ مبارک کو اختیار فرماتے۔ بعض دفعہ کسی اجنبی شخص کی صورت میں بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جاتے، چنانچہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بينما نحن جلوس عند رسول الله ﷺ ذات يوم إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد ... ثم انطلق فلثبت مليا ثم قال لي أتدري من السائل؟ قلت: الله ورسوله أعلم! قال: «فإنه جبرئيل أتاكم يعلّمكم دينكم » [40]

"ہم نبی کریم ﷺ کی مجلس میں موجود تھے کہ اچانک ایک شخص داخل ہوا جس نے بہت زیادہ سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا اور اس کے بال خوب سیاہ تھے پر سفر کے اثرات نمایاں تھے اور نہ ہی ہم سے متعارف تھے وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں تو ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل تھے، جو تمہیں دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔"

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب جبرئیل علیہ السلام بعض اوقات اجنبیت کا لبادہ اوڑھ کر بھی خدمت رسالت میں شرف بازیابی حاصل کرتے تھے ۔

4۔صلصلة الجرس

بسا اوقات وحی الٰہی کا گھنٹی کے بجنے کی مانند ہوتا ہے سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

« يا رسول الله ﷺ كيف يأتيك الوحي؟ فقال رسول الله ﷺ أحياناً يأتيني مثل صلصلة الجرس وهو أشد علي فيفصم عني وقد وعيت عنه » [41]

"یارسول اللہ ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھنٹی کی آواز کے مانند نازل ہوتی ہے جو مجھ پر گراں ہوتی ہے۔ جب وحی ختم ہوتی ہے تو میں کہہ اُچکا ہوتا ہوں ۔"

صلصلة الجرس کا مفہوم

صلصلة کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

"الصلصلة في الأصل صوت وقوع الحديد بعضه على بعض ثم أطلق علىٰ كل صوت له طنين" [42]

"صلصلة اصلاً اس آواز کو کہا جاتا ہے جو لوہے کے آپس ضرب کھانے سے پیدا ہو لیکن بعد ازاں یہ لفظ ہر اس آواز کے لیے بولا جانے لگا جو مسلسل بجتی رہے"

«وقيل هو صوت متدارك لا يدرك في أوّل وهلة » [43]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ایسی آواز ہے جس کا اوّل وہلہ یعنی سنتے ہی ادراک نہ ہو سکے

"والجرس: الجلجل الذي يعلق في رؤوس الدّواب" (44)

جرس اس گھنٹی کا نام ہے جو جانور کے سر میں لٹکائی جاتی“ ہے

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"الجرس: ناقوس صغير أو سطل في داخله قطعة نحاس يعلق منكوسا على البعير فإذا تحرك تحركت النحاسة فأصابت السطل فحصلت الصلصلة"(45)

”جرس چھوٹے ناقوس یا پیتل کے اس برتن کو کہا جاتا ہے جس میں تانبے کا ایک ٹکڑا لگا کر اونٹ کی گردن میں الٹا لٹکا دیا جاتا ہے وہ تانبہ کا ٹکڑا حرکت کرتا ہے تو برتن سے ٹکرانے سے ایک مسلسل آواز پیدا ہوتی ہے“

« إذا قضى الله الأمر في السماء ضربت الملائكة بأجنحتها خضعانا لقوله كأنه سلسلة علىٰ صفوان » (46)

”جب باری تعالیٰ کسی معاملہ کا فیصلہ فرماتے ہیں تو ملائکہ اظہار عاجزی کے لیے اپنے پر مارتے ہیں جس سے ایسی آواز پیدا ہوتی جیسے کسی پتھر پر زنجیر کو ئے۔“

وحی کا یہ طریقہ آپ ﷺ پر بہت بھاری ہوتا تھا اصل میں وحی کی جمیع اقسام ہی شدید ہوتی ہیں لیکن جب آواز کو سمجھنے کیلئے بھی کافی قوت صرف ہو اور جمیع قوتوں کو مجتمع کر کے پورے انہماک اور توجہ سے سمجھنا پڑے تو یہ بات مزید مشکل ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اوپر سب سے بھاری طریقہ یہی ہے (47)

مذکورہ حدیث کی بنیاد پر بعض حضرات نے صلصلة الجرس کا مفہوم سلسلة الصفوان سے بھی بیان کیا ہے۔

سیدنا جبریل ﷺ کو اصل شکل میں دیکھنا

بعض دفعہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس اپنی اصل شکل میں بھی وحی لے کر تشریف لائے ہیں ، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

«أوّل ما بدئ به من الوحي الرؤيا الصالحة في النوم، فكان لا يرى رؤيا إلاجاءت مثل فلق الصبح، ثم حبّب إليه الخلاء، وكان يخلو بغار حراء فيتحنّث فيه، وهو التعبّد الليالي ذوات العدد قبل أن ينزع إلى أهله ويتزوّد لذلك ثم يرجع إلىٰ خديجة فيتزود لمثلها حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك، فقال: اقرأ، قال: ما أنا بقارئ ... »(48)

”سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ سپیدۂ سحر کی طرح واضح ہو جاتا، پھر آپ ﷺ کو خلوت نشینی محبوب ہو گئی تو آپ غار حراء میں تنہائی میں عبادت الٰہی کی بجا آوری کیلئے کئی کئی راتوں کے لیے تشریف لے جاتے ۔ جب سامان اکل وشرب ختم ہو جاتا تو آپ ﷺ سیدہ خدیجہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح دوبارہ سامان حاصل کر لیتے اور وہاں تشریف لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق لے کر ایک فرشتہ آ گیا اور اس نے کہا پڑھیے"

اب یہ فرشتہ کس حالت میں آیا تھا، اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فترۃ الوحی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

«بينا أنا أمشي، إذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصري فإذا الملك الذي جاء في حراء جالس على كرسي بين السماء والأرض فرعبت منه» (49)

"میں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے نظر اٹھائی تو وہ فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر جلوہ افروز تھا، اسے دیکھ کر میں گھبرا گیا۔"

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ السلام بعض مرتبہ آپ علیہ السلام کے پاس اپنی اصل شکل میں وحی لاتے۔

6۔ بلاواسطہ کلام

بعض اوقات اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء کو بلاواسطہ تجلی کا بھی اعزاز بخشا ہے جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تو شریعت بھی بذریعہ کلام ملی، قرآن کریم میں ہے

﴿ وَكَلَّمَ اللَّـهُ موسىٰ تَكليمًا ﴾ (50)

"اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی۔"

لیکن نبی مکرم ﷺ کو بیداری میں ذات حق سے تخاطب کا صرف ایک موقع معراج کے وقت میسر آیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ کو باری تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا جس میں پانچ نمازوں کو فرض کیا گیا تو واپسی پر جب علیہ السلام نامی کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دریافت فرمایا

«يا محمد! ماذا عهد إليك ربك؟ قال عهد إلي خمسين صلاة على أمتي كل يوم وليلة قال فإن أمتك لا تستطيع ذلك، فارجع فليخفّف عنك وعنهم فالتفت إلىٰ جبرائيل كأنه يستشيره في ذلك فأشار إليه أن نعم! فعلا به جبرائيل إلى الجبار عز وجل وهو مكانه، فقال: رب خفف عنا، فإن أمتي لا تستطيع هذا فوضع عني عشر صلوات ... » (51)

"اے محمد ﷺ آپ کو کیا ذمہ داری سونپی گئی آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میری امت پر پچاس نمازوں کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو فرمایا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، جائیے اور جا کر اللہ رب العزت سے تخفیف کا سوال کیجئے تو آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف مشاورتی نگاہ ڈالی تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا علیہ السلام کا چہرہ ﷺ سی جگہ دوبارہ لوٹ آئے تو آپ ﷺ نے عرض کیا "اے میرے رب! میری امت اس بات کی طاقت نہیں رکھتی اس پر کچھ تخفیف کیجئے تو آپ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس نمازوں کی چھوٹ دے دی گئی"

وحی کی ایک زائد قسم یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے بالمشافہ الٰہی سے مشرف ہو کر کلام کی لیکن شریعت مطہرہ کا دامن ایسی کسی روایت سے خالی ہے بلکہ قرآن وسنت کی کئی نصوص اس کے منافی ہیں۔

وحی کی مذکورہ تمام اقسام درج ذیل آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہیں:

﴿ وَما كانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّـهُ إِلّا وَحيًا أَو مِن وَرائِ حِجابٍ أَو يُرسِلَ رَسولًا فَيوحِيَ بِإِذنِهِ ما يَشاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكيمٌ ﴾ (52)

"کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اُس سے روبرو بات کرے اُس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے، یا پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اُس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے، وحی کرتا ہے، وہ برتر اور حکیم ہے"

وحی الٰہیہ کے بارے میں الحادی نظریات

وحی الٰہی کے بارے میں بہت سے فرقے سبیل ہدایت سے ہٹ گئے ہیں اور بہت سے عقلا کے اشہب قلم نے یہاں آکر ٹھوکر کھائی ہے جن میں سب سے پہلے معتزلہ گمراہ ہوئے اور بعد میں انہی کے مدرسہ فکر کے لوگوں نے انکی پیروی کی ہے

معتزلہ کا نظریہ وحی

معتزلہ وحی کے صحیح تصور کو اس لیے ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ وہ ذات حق کو تکلم کی صفت سے متصف نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے ہاں کلام مخلوق کی صفت ہے اور اسی کو خدا میں تسلیم کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے مشابہت ہو گئی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہیں لہٰذا وہ کلام اللہ کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں کہ اس سے ان کا نظریہ ثابت ہو سکتے ہیں:

"إنه مخلوق خلقه الله منفصلا عنه"(53)

جبکہ ان کے برعکس اہل السنہ والجماعۃ کا موقف یہ ہے:

"إنه تعالى لم يزل متكلماً إذا شاء ومتى شاء وكيف شاء، وهو يتكلم به بصوت يسمع، وإن نوع الكلام قديم وإن لم يكن الصوت المعين قديماً" (54)

" باری تعالیٰ ازل سے صفت تکلم سے متصف ہیں وہ جو چاہیں، جب چاہیں اور جیسے چاہیں صوت مسموع کے ساتھ کلام فرماتے ہیں اور آپ کی نوع کلام تو قدیم ہے اگرچہ صوت معین قدیم نہ ہو

امام ابن ابی العز الحنفی نے معتزلہ کے اس موقف کا کئی طرح سے رد کیا ہے معتزلہ پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جو قرآن کریم کو کلام اللہ قرار دیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے کے جواب میں معتزلہ کا کہنا ہے کہ یہ اضافت تشریعی ہے جیسا کہ بیت اللہ، ناقۃ اللہ وغیرہ کی اضافت ہے امام ابن ابی العز الحنفی فرماتے ہیں :

"قولهم باطل، فإن المضاف إلى الله تعالى معان وأعيان فإضافة الأعيان إلى الله للتشريف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وهي مخلوقة له كبيت الله وناقة الله بخلاف إضافة المعاني كعلم الله و قدرته وعزته وجلاله وكبريائه وكلامه وحياته وعلوه وقهره فإن هذا كله من صفاته لا يمكن أن يكون شيء من ذلك مخلوقا"[55]

معتزلہ کا یہ کہنا کہ کلام کی اضافت ذات حق کی طرف تشریفی ہے ایک بات طحاوی قول کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف اضافت یا تو معانی کی ہوتی ہے یا اعیان کی، اعیان کی اضافت تو ذات حق کی طرف تشریفی ہے اور وہ اللہ رب العزت کی مخلوق ہیں جیسے بیت اللہ اور ناقۃ اللہ، لیکن اس کے بر خلاف معانی کی اضافت جیسے کہ اللہ کا علم، اللہ کی قدرت، اللہ کی عزت، اللہ کا جلال، اللہ کا کلام یا اللہ کی حیات، اللہ کا علو اور اللہ کا قہر وغیرہ یہ ساری اشیاء اللہ کی صفات ہیں، ان میں کسی شے کو مخلوق کہنا ناممکن ہے

معتزلہ کے اس نظریہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ آیا ذات باری تعالیٰ کو صفت کلام کرنا یہ کمال ہے یا صفات سے مجرد کر دینا کمال ہے؟ اس سلسلہ میں امام ابی العز الحنفیؒ رقم طراز ہیں:

"والوصف بالتكلّم من أوصاف الكمال، وضده من أوصاف النقص، قال تعالى: ﴿وَاتَّخَذَ قَومُ موسىٰ مِن بَعدِهِ مِن حُلِيِّهِم عِجلًا جَسَدًا لَهُ خُوارٌ ۚ أَلَم يَرَوا أَنَّهُ لا يُكَلِّمُهُم وَلا يَهديهِم سَبيلًا ﴾[56]، فكان عبّاد العجل ـ مع كفرهم ـ أعرف بالله من المعتزله فإنهم لم يقولوا لموسى: وربك لا يتكلم أيضاً، وقال تعالى عن العجل أيضاً: ﴿ أَفَلا يَرَونَ أَلّا يَرجِعُ إِلَيهِم قَولًا وَلا يَملِكُ لَهُم ضَرًّا وَلا نَفعًا ﴾[57] فعُلم أن نفي رجع القول و نفي التكلم نقص يستدل به على عدم ألوهية العجل."[58]

"کسی میں صفت کلام کا ہونا اس کے کمال کی نشانی ہے اور یہ نہ ہونا اس کے نقص پر دال ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قوم موسیٰ نے ان کے کوہِ طور پر جانے کے بعد زیورات سے ایک بچھڑا بنالیا جس کی ایک آواز تھی کیا وہ نہیں دیکھتے تھے کہ نہ تو وہ کلام کر سکتا ہے اور نہ اس میں کسی کو سیدھی راہ دکھانے کی قوت ہے۔ کے پجاری اپنے کفر کے باوصف معتزلہ سے زیادہ عارف باللہ تھے کیونکہ علیہ السلام سے نے نہیں کہا کہ آپ کا رب بھی اس کی طرح کلام پر قادر نہیں نیز اللہ رب العزت نے بچھڑے کے بارے میں فرمایا ہے کہ "ان کا دھیان اس طرف کیوں نہیں جاتا کہ وہ نہ تو ان کی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ کسی نفع و نقصان کا مالک ہے؟"

اس سے معلوم ہوا کہ تکلم نہ کرنا اور کسی بات کا جواب نہ دینا نقص ہیں جن کی وجہ سے بچھڑے کی عدم الوہیت پر استدلال کیا گیا ہے۔

معتزلہ کا اس سلسلہ میں سب سے بڑا شبہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو صفت کلام سے موصوف ماننے کا سادہ مطلب یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم اس کی تشبیہ اور تجسیم کے قائل ہیں لہٰذا اللہ متکلم نہیں ہیں۔ اس بارے صاحب شرح الطحاویہ فرماتے ہیں :

"وغاية شبهتهم أنهم يقولون: يلزم منه التشبيه والتجسيم، فيقال لهم: إذا قلنا إنه سبحانه وتعالىٰ يتكلم كما يليق بجلاله انتفت شبهتهم، ألا ترى أنه تعالىٰ قال: ﴿ ٱلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ أَفْوَٰهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم ﴾[59] فنحن نؤمن أنها تتكلم ولا نعلم كيف تتكلم، وكذا قوله تعالى: ﴿ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا أَنطَقَنَا ٱللَّهُ ٱلَّذِىٓ أَنطَقَ كُلَّ شَىْءٍ ﴾[60] وكذلك تسبيح الحصا والطعام وسلام الحجر كل ذلك بلا فم يخرج منه الصوت الصاعد من الرئة المعتمد على مقاطع الحروف"[61]

"ان کے تمام شبہات کا مقصد ان کے بقول یہ ہے کہ اگر ہم باری تعالیٰ کو متکلم تسلیم کرلیں تو اس سے تشبیہ اور تجسیم لازم آتی ہے، تو انہیں کہا گیا کہ ہم نے جب یہ کہہ دیا کہ بجلا یلیق لہ کلامہ تو شبہ ختم ہو گیا۔ نیز یہ بتائیں کہ حق تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے کہ ان کے لبوں پر مہر سکوت ثبت کر دیں گے ان کے ہاتھ پاؤں بول کر انکے خلاف شہادت دیں گے ہمارا گمان ہے کہ وہ کلام کریں گے لیکن ہمارا علم اس پر خاموش ہے کہ وہ کیسے کلام کریں گے؟ جیسے ہی قرآن کی دوسری آیت میں ہے: "وہ لوگ اپنی جلدوں کو مخاطب ہو کر کہیں گے کہ تم نے اپنے خلاف کیوں گواہی دی؟ تو وہ کہیں گی کہ ذات نے بلوایا ہے جو ہر شے کو قوتِ گویائی عطا کرتی ہے" جس طرح ہمارا ایمان کنکر اور کھانے کی تسبیح، پتھر کے سلام کرنے کے بارے میں بھی یہی ہے کہ ان تمام اشیا نے بغیر منہ کے ایسی آواز نکالی جس کا اعتماد مقاطع الحروف پر تھا

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ معتزلہ جو کلام اللہ کو معروف مفاہیم میں وحی تسلیم نہیں کرتے ان کا نظریہ ہی غلط ہے اور اللہ میں صفت تکلّم تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے وہ وحی کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ یہ کوئی خارجی شے نہیں بلکہ خود نبی ﷺ کے وارداتِ نفسیہ ہیں جن کو آپ الفاظ کی صورت میں لوگوں کو سناتے تھے۔

رشید کا تصور وحی

وحی کے مسئلہ میں معتزلہ جیسا نظریہ ان دقیق کا ہے جنہوں نے فکر اعتزال کو ہی اپنی کلامی ابحاث میں اپنایا ہے لہٰذا وحی کے تصور کو سمجھنے سے پہلے ان کے نظریہ نبوت کو ذکر کرنا ضروری ہے، لکھتے ہیں

"نبوت درحقیقت ایک فطری چیز ہے جو انبیاء میں بمقتضاء ان کی فطرت کے مثل دیگر قویٰ انسانی کے ہوتی ہے۔ جس انسان میں وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے اس میں وہ قوت ہوتی ہے کہ تمام ملکات انسانی اس کی ترکیب و اعتدال دل و دماغ کی مناسبت سے علاقہ رکھتے ہیں اسی طرح ملکہ نبوت بھی اس سے علاقہ رکھتا ہے۔ یہ بات کچھ ملکہ پر ہی موقوف نہیں ہے ہزاروں قسم کے ملکات انسانی سے بعض دفعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان میں از روئے خلقت و فطرت کے ایسا قوی ہوتا ہے کہ وہ اس کا امام و پیغمبر کہلاتا ہے۔ لوہار بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے، شاعر بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہے، ایک طبیب بھی اپنے فن طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جس میں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اس کی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جس طرح اور قوائے انسانی بمناسبت اس کے اعضاء کے قوی ہوتے جاتے ہیں اسی طرح یہ ملکہ بھی قوی ہوتا جاتا ہے اور جب اپنی پوری قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور میں آتا ہے جو مقتضیٰ ہوتا ہے جس کو عرف عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں۔"(62)

خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو نامس اکبر بان شرع میں جبرئیل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جس میں تجلیات ربانی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اس کا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا ہے اور خدا کا پیغام لے کر آتا ہے ۔ وہ خود ہی مجسم ہوتا ہے جس میں خدا کے کلام کی آوازیں نکلتی ہیں وہ خود ہی کان ہوتا ہے جو خدا کے بے حرف و بے صوت کلام کو سنتا ہے اس کے دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے اور خود ہی اس پر نازل ہوتی ہے عکس اس کے دل پر پڑتا ہے جس کو وہ خود ہی الہام کہتا ہے نہیں بلواتا بلکہ وہ خود بلواتا ہے اور خود ہی کہتا ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ﴾(63)(64)

ہزاروں شخص ہیں جنہوں نے مجنونوں کی حالت دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کانوں سے آوازیں سنتے ہیں ہوتے ہیں مگر اپنی آنکھوں سے اپنے پاس کسی کو کھڑا ہوا دیکھتے ہیں، بیٹھتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ ہاں ان دونوں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ پہلا مجنون ہے اور دوسرا پیغمبر گو کہ کافر پچھلے کو بھی مجنون بناتے ہیں۔" (65)

"پس وحی وہ چیز ہے جس کو قلب نبوت پر بسبب اسی فطرت نبوت کے ملیفاض نے نقش کیا ہے ۔ انتعاش قلبی کبھی ایک مثل بولنے والی آواز کے انہیں ظاہری کانوں سے سنائی دیتا ہے اور کبھی وہ قلبی دوسرے بولنے والے کی صورت میں دکھائی دیتا ہے مگر بجز اپنے آپ کے نہ وہاں کوئی آواز ہے نہ بولنے والا نے بہت سی جگہ قرآن میں جبریل کا نام لیا ہے مگر سورۃ البقرہ میں اس کی ماہیت بتا دی ہے جہاں فرمایا ہے کہ جبر علیہ السلام نے تیرے دل میں قرآن کو خدا کے حکم سے ڈالا ہے پر اتارنے والی یا دل میں ڈالنے والی وہی چیز ہوتی ہے جو خود انسان کی فطرت میں ہو۔ نہ کوئی دوسری چیز جو فطرت سے خارج اور کسی خلقت سے جس کے دل میں ڈالی گئی ہو جدا گانہ ہو۔ (66)

سرسید کے نظریۂ وحی کا ناقدانہ جائزہ

مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ نے اس نقطہ نظر کی غلطی کو تفصیل کے ساتھ یوں واضح کرتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید صاحب کا یہ نادر انکشاف کئی لحاظ سے غلط ہے

1. یہ فطری ملکہ اگر ابتدائے فطرت سے ہوتا ہے تو اس کا اظہار بھی ابتداء ہی سے ہونا چاہئے مشہور ہے: ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' نابغہ اور فطین قسم کے لوگ جو ابتدائے فطرت سے یہ ملکہ لے کر پیدا ہوتے ہیں تو ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک مدت معینہ تک تو انہیں خود بھی اور دوسروں کو بھی ان کے اس 'ملکہ فطرت' کا علم تک ہی نہ ہو اور عمر کے ایک خاص حصہ میں اس کا پوری شدومد سے ظہور شروع ہو جائے۔ یہ چیز فطرت کے خلاف ہے لیکن انبیاء میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک معین مدت تک نہ انہیں خود ہی 'وحی کے نزول کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں 'وحی' والا ملکہ موجود ہے۔

2. اس فطری ملکہ کا جب ظہور شروع ہو جاتا ہے تو اس میں بدستور ارتقاء کا عمل جاری رہتا ہے اور وہ دو طرح سے ہوتا ہے

1. اس خاص فن میں مزید کمال حاصل ہوتا ہے۔
2. تجربہ کی بنا پر اس کے نظریات میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے

اب ہم ان باتوں کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ مثلاً علامہ اقبال کے متعلق یہ تو مسلمہ امر ہے کہ ان میں شعر کا فطری ملکہ موجود تھا۔ ذرا دیکھئے انہوں نے بچپن ہی سے کسی بچہ کو مخاطب کر کے ایک نظم کہی تھی، جس کا پہلا شعر ہے

میں نے چھینا تجھ سے چاقو اور چلاتا ہے تو مہرباں ہوں مگر نامہربان سمجھا ہے تو

لیکن علامہ موصوف کے آخری زندگی کے اشعار بلحاظ شعریت اس نظم سے بدرجہا بلند ہیں، مثلاً

سمجھتی ہیں تال گل مگر کیا زور فطرت ہے سحر ہوتے ہی کلیوں کو تبسم آہی جاتا ہے

گویا اس خاص ملکہ فطری میں بھی ارتقاء پختگی کا عمل جاری ہے جیسا کہ مندرجہ بالا دونوں شعروں میں بلحاظ سلاست و شعریت زمین آسمان کا فرق ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے نظریات زندگی بھر بدلتے رہے۔ ایک وقت تھا جب علامہ موصوف پکے نیشنلسٹ یا وطن پرست تھے اس وقت آپ نے یہ شعر کہا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

پھر جب آپ وطن پرست کی بجائے اسلام پرست بن گئے تو آپ کا نعرہ یہ تھا

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

پھر اس نظریہ میں اس قدر پختہ ہوئے کہ مولانا حسین احمد مدنی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے انگریزوں کو وطن سے نکالنے کی خاطر کانگرس کے نظریہ کو قبول کر لیا اور یہ نظریہ پیش کیا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں تو علامہ موصوف نے ان کو درج ذیل رباعی لکھ کر بھیجی

عجم ہنوز نہ داند رموز دین ورنہ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرود برسر منبر کہ قوم از وطن است چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

اسی طرح ایک وقت تھا جب علامہ موصوف روس کے فلسفہ اشتراکیت سے سخت متاثر تھے دور میں آپ نے اشتراکیت کے حق میں بہت سے اشعار قلم بند کئے اور لینن کو وہ پیغمبر سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں:

نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب

پھر جب آپ نے اسلام کا بنظر غائر مطالعہ کیا تو اس نظریہ اشتراکیت سے تائب ہو چکے تھے لکھتے ہیں:

دین آن پیغمبر نا حق شناس بر مساوات شکم دارد اساس

اسی طرح کسی وقت آپ تصوف سے اس قدر متاثر تھے کہ کئی گھنٹے پر ابن عربی کی فتوحات مکیہ کا درس دیا کرتا تھا جب آپ نے اسلامی تعلیمات کو اپنایا تو اس رہبانیت سے بیزار ہو کر لکھتے ہیں

گو سفندے در لباس آدم است حکم او بر جان صوفی محکم است

بر تخیل ہائے او فرمان رواست جام او خواب آورد گیتی رباست

قوم ہا از شکر او مسموم گشت خفت و از ذوق عمل محروم گشت

غور فرمایئے کہ کیا پیغام نبوت میں بھی ایسے تغیرات کی گنجائش ہے؟ نبی بھی بہر حال انسان ہی ہوتا ہے نبوت کی صورت بھی دوسرے ملکات انسانی کی طرح ہے تو پھر یہ ان تغیرات سے کیوں کر محفوظ رہ سکتا ہے قرآن کی پہلی وحی بلحاظ فصاحت وبلاغت اور ہدایت وہی درجہ رکھتی ہے جو آخری وحی کا ہے پھر اس کا اپنا دعویٰ کہ اس کلام پر پورے ۲۳ سال کے عرصہ میں کوئی تضاد نظر نہیں آئے گا اس پر نہ ارتقائے فن کا کچھ اثر ہے نہ ارتقائے فکر نظم یا نثر کے اس نادر فلسفہ کو کیونکر صحیح قرار دے سکتے ہیں؟

3. وحی کے متعلق یہ شعور کہ وہ ایک نبی کے دل سے اٹھتی پھر اسی کے دل پر گرتی ہے جب اٹھتی ہے تب تو اس منہ سے بے آواز نکلتی ہے البتہ جب گرتی ہے اس وقت منہ سے آواز نکلنے لگتی ہے اور وہ بھی اس حالت میں کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس کوئی موجود ہے جو اس سے ہم کلام ہو رہا ہے جیسے: ﴿ بَل لِّلَّهِ ٱلْأَمْرُ جَمِيعًا ﴾ یعنی وہ فرضی خارجی ہستی اس نبی کو کچھ بتلا رہی ہے۔ اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ نبی پر وحی کے نزول کے وقت اس کے ہوش وحواس قائم نہیں ہوتے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) یہ سوقیانہ تخیل صاحب کو شائد ان کے ابلیس ہی نے سمجھایا ہے۔ کسی نبی کے متعلق اس کے متبعین ایسا تصور کبھی برداشت نہیں کر سکتے اس طرح تو وحی ساری کی ساری مشکوک ہو کر رہ جاتی ہے۔

ہم حیران ہیں کہ آپ نے جبرئیل علیہ السلام کے وجود کی نفی میں جو مجنوں کی مثال کا سہارا لیا ہے تو یہ بھی آپ کے نظریہ کے خلاف ہے مجنوں اسے کہتے ہیں جسے جن پڑ گئے ہوں، یا جو آسیب زدہ ہو جس کے سوہ معنی نہیں لیتے جو عام فہم ہیں بلکہ وہ جن سے دیہاتی لوگ مراد لیتے ہیں یہ عقیدہ بھی سید صاحب ہی حل فرما سکتے ہیں کہ مجنوں کے سامنے جو چیز آ کھڑی ہوتی ہے اور اس سے باتیں کرتا اور مجنوں سے سوال وجواب ہوتا ہے تو وہ ہستی کیا چیز ہوتی ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4پیغامبر کی یہ شرح بھی عجیب ہے کہ وہ خدا تک پیغام لے بھی جاتا ہے اور پھر وہ پیغام واپس بھی لاتا ہے تو پھر اس معاملہ میں خدا کی ضرورت بھی کیا ہے؟ کیا نبی اپنا پیغام خود [illegible] کیلئے جاتا ہے۔ آخر اس ڈبل ڈیوٹی کا فائدہ کیا ہے؟ آپ نے پیغمبر کے سر پر ڈال دی ہے؟ فرماتے ہیں کہ وہ آواز بھی ہوتا ہے اور کان بھی۔ خود ہی کہتا ہے خود ہی سنتا ہے۔ اب اس میں خدا کا کیا واسطہ رہا؟ آواز تو اس کی اپنی ہی ہوتی ہے پھر وہ بے صوت و بے حرف کلام کب سنتا ہے؟ اور اسے کیسے سمجھتا ہے؟ عجیب قسم کے گورکھ دھندا میں آپ مسلمانوں کو گھسیٹنا چاہتے ہیں۔

یہ بے صوت و بے حرف کلام کا نظریہ خالصتاً معتزلہ کا مردود نظریہ ہے۔ وہ خدا کو صفت کلام سے عاری قرار دیتے ہیں جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اب دیکھئے قرآن کریم جبرئیل اور نزول وحی کے متعلق کیا تصور پیش کرتا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ۝٤ عَلَّمَهُۥ شَدِيدُ ٱلْقُوَىٰ ۝٥ ذُو مِرَّةٍ فَٱسْتَوَىٰ ۝٦ وَهُوَ بِٱلْأُفُقِ ٱلْأَعْلَىٰ ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝٩ فَأَوْحَىٰٓ إِلَىٰ عَبْدِهِۦ مَآ أَوْحَىٰ ﴾(67)

"اور (محمد ﷺ) اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ اسے بڑی زبردست قوت والے نے سکھایا۔ طاقتور (جبرئیل) نے سیدھا اور قائم ہو گیا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا قریب ہوا اور جھک گیا پھر وہ کمان کے دو گوشوں کے برابر یا اس کے بھی قریب ہو گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کچھ کرنا مقصود تھی"

دیکھ لیجئے ان آیات میں وحی ڈالنے کسی خارجی ہستی کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ سورۂ جن میں فرمایا کہ جب وحی اتاری جاتی ہے تو اس بناء پر فرشتے کے ارد گرد پہرہ بھی لگایا جاتا ہے تاکہ پوری حفاظت سے یہ وحی نبی تک پہنچ جائے اور اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہو ایک دوسرے مقام پر پیغامبر فرشتے یعنی جبرئیل کو روح الامین کے لقب سے پکارا گیا ہے یعنی وہ پیغام رسانی میں پوری امانت و دیانت سے کام لیتا ہے اہتمام وحی کو نبی کے دل تک پہنچانے کا بتایئے اس اہتمام و حفاظت وحی کو مجنونانہ تخیلات یا ماہران کمالات سے کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟

قرآن کریم میں ایک مقام پر دو فرشتوں کے نام بھی آئے ہیں نام اسی چیز کا ہوتا ہے جس کا کوئی الگ تشخص ہو، اب دیکھئے ان کے متعلق سید صاحب کیا کہتے ہیں:

"اس سبب سے یہود جبرئیل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اور اس سے عداوت رکھتے تھے۔ اسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جبرئیل یا میکائیل کا دشمن ہے، بے شک خدا اس کا دشمن ہے۔ مگر جبرئیل و میکائیل کا اس آیت میں حکایتاً نام آنے سے ان کے ایسے وجود پر جیسا کہ یہودیوں نے اور ان کے پیرو مسلمانوں نے تصور کیا ہے، استدلال نہیں ہو سکتا۔"(68)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود یہ سمجھتے تھے کہ جبرئیل جو ہمارا دشمن ہے آنحضرت ﷺ کو یہ بات سکھاتا ہے۔ خدا نے پیغمبر سے کہا کہ "تو کہہ دے کہ ہاں جبرئیل ہی اللہ کے حکم سے میرے دل میں باتیں ڈالتا ہے کوئی ان باتوں کا اور فرشتوں کا اور جبرئیل و میکائیل کا اور رسولوں کا دشمن ہے خدا اس کا دشمن ہے" فرشتوں کی دشمنی بیان کرنے کے بعد جبرئیل و میکائیل کا بالتخصیص نام لینا گویا یہود کے خیالات کا اعادہ ہے اور وہ مقصود بالذات نہیں ہیں کیونکہ اگر یہودیوں کا یہ خیال نہ ہوتا تو غالباً وہ نام نہ لیے جاتے۔ پس ان دونوں کے نام قرآن میں آنے سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ درحقیقت اس نام کے دو فرشتے اپنے الگ الگ وجود کے ساتھ ایسی ہی مخلوق ہیں جیسے زید و عمر (69)

اب دیکھئے کہ بحث اس میں نہیں، جبرئیل و میکائیل کے نام یہودیوں نے رکھے تھے یا خدا نے؟ اگر بالفرض یہودیوں نے ہی رکھے ہوں اور خدا نے ان ناموں کا اعادہ کر دیا ہو تو بھی یہ خدا ہی کی طرف سے ہے بحث اس میں ہے کہ آیا فرشتے اپنا الگ وجود رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس کے لیے سید صاحب نے کیا دلیل دی ہے؟ محض ان کے خیالات تو قابل تسلیم نہیں بن سکتے پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک بات یہودیوں میں مشہور ہو گئی، خواہ وہ کیسے پھر ہی مسلمانوں میں آ گئی۔ اگر وہ غلط تھی یعنی فرشتوں کے الگ وجود کے تصورات ٹھیک نہ تھے تو اللہ تعالیٰ کو ان کی تردید کرنا چاہئے تھی نہ کہ ان کا اعادہ کر کے ان غلط تصورات کو مزید تائید بخشنا چاہئے تھی

فتح پوری کا نظریہ وحی

موصوف وحی کے مفہوم کے بارے میں رقم طراز ہیں

"وحی کا لغوی معنی اشارہ سریع یا الہام بالکسر ہے اور دو میں اس کا مفہوم بر محل سوجھ بوجھ کے فقرہ سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے یہ قوت کسب و اکتساب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ فطری ودیعت ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وحی خدا کی عنایت ہے اور نتیجہ ہے اس ذہنی قوت کا جو فطرتاً ودیعت کی گئی ہے اور چونکہ یہ قوت انبیاء میں زیادہ پائی جاتی ہے اور ان کا ہر قول و فعل صرف نوع انسان کی خدمت کے لیے ہوتا تھا اس لیے یہ کہنا غلط نہیں کہ ان کی ہر بات وحی کا نتیجہ تھی اور ان کے منہ سے جو کچھ نکلتا تھا وہ اسی اشارہ خداوندی کے تحت ہوتا تھا۔"

مذکورہ عبارت میں عجیب طرح کی شاطری کا ثبوت دیا گیا ہے سب سے پہلے وحی کا لغوی معنی بیان کیا گیا ہے جو کہ ازروئے لغت صحیح ہے لیکن بعد میں فوراً ایک جست لگا کر کلام کا رخ موڑ دیا گیا اور ایک نئی بحث کا آغاز کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں: اُردو میں اس کا مفہوم بر محل سوجھ بوجھ کے فقرے سے ظاہر کیا جاسکتا ہے اور اسی پر ہی اپنے تمام تر مزعومہ افکار کی عمارت کھڑی کر دی ہے

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ جناب والا نے جو بر محل سوجھ بوجھ سے وحی کے مفہوم کا اظہار کیا ہے اس معنی کی گنجائش بھی موجود ہے یا نہیں؟ خود نیاز صاحب نے جو وحی کا لغوی معنی اشارہ سریع یا الہام بالکسر بیان کیا ہے اس میں کسی جگہ بھی بر محل سوجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوجھ کا مفہوم موجود نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے قرآن کریم کی جو آیات دلیل کے طور پر پیش کی ہیں ان میں موجود ہے بلکہ اس میں الہام یا اشارہ سریعہ کے معنی ہی پائے جاتے ہیں۔

اس مذکورہ بالا تعریف وحی سے ان کا مدعا قطعاً ثابت نہیں ہوتا قرآن کریم کی مذکورہ جمیع آیات وحی کے معنی، الہام والقاء ہیں یا امر وحکم کے معنی میں آیا ہے لہٰذا ایک بھی بحیثیت محل سمجھ بوجھ ہے اور اس کو بنیاد بنا کر کہنا سمجھ بوجھ فطری طور پر ودیعت کی جاتی ہے لہٰذا وحی بھی ایک فطری قوت کا نام ہے، بے بنیاد نظریہ ہے۔

وحی الٰہی کے معروف شرعی معانی کا انکار کرنے کی ان کی اصل بنیاد وہی ہے جو معتزلہ کی ہے دراصل معتزلہ اللہ رب العزت کو صفت تکلم سے متصف نہیں مانتے اور یہی وجہ ان حضرت کو لاحق ہے۔ ستم بالائے ستم تو یہ ہے انہوں نے قرآن کریم کی وہ آیت جو وحی کی اقسام کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے اور جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ رب العزت کس طرح بندوں سے کلام فرماتے ہیں، کو اللہ رب العزت کے متکلم نہ ہونے پر بطور دلیل پیش کیا گیا ہے ۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ ٱللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِۦ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴾ (70)

"کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی کے طور پر ہو یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغامبر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے اور وہ برتر اور حکیم ہے۔"

مذکورہ آیات مبارکہ اس بات کی نفی نہیں ہے کہ اللہ کلام نہیں کرتے بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ انسانوں سے کس طرح کلام کرتے ہیں اور اس کے تین طریقے ہیں:

1. اللہ رب العزت خود کسی کے دل میں اپنی بات القاء فرمادیں۔
2. اللہ رب العزت کسی پردے کے پیچھے سے کلام فرمائیں جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی۔
3. یا پھر کسی فرشتہ کے ذریعہ کلام فرمائی ہے یعنی فرشتہ کلام الٰہی کو نبی تک پہنچادیتا ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ اللہ رب العزت کلام نہیں فرماتے اور فقط نبی کے دل میں معانی ومطالب کا القاء کردیا جاتا ہے جو اپنے کلام کے ذریعہ ظاہر کرے قطعاً بے بنیاد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

وحی کے سلسلہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جمہور اہل سنت والجماعت کے مسلک پر ہیں۔جس طرح سلف صالحین وحی کے قائل تھے، بالکل ایسے ہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی وحی کی تمام اقسام کو ماننے والے ہیں ۔ وحی کے سلسلہ میں درج نکات پر حضرت امام نے 'جامع صحیح' میں روشنی ڈالی ہے۔

وحی کے بارے میں انبیا علیہم السلام میں توافق

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے پہلے باب میں ہی سب سے پہلے یہ ثابت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وحی آتی رہی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو آتی رہی۔ دلیل کے طور پر قرآن کریم کی آیت ذکر فرماتے ہیں :

﴿ إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ ﴾[71]

"ہم نے بلاشبہ (اے صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا"

مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی طرف جو وحی کے طریقے معروف تھے انہی کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وحی نازل ہوتی رہی۔ وہ طریقے یہ ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ ٱللَّهُ إِلَّا وَحۡيًا أَوۡ مِن وَرَآيِٕ حِجَابٍ أَوۡ يُرۡسِلَ رَسُولٗا فَيُوحِيَ بِإِذۡنِهِۦ مَا يَشَآءُۚ إِنَّهُۥ عَلِيٌّ حَكِيمٞ ﴾[72]

"کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغامبر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے اور وہ برتر اور حکیم ہے۔"

لفظ وحی کا شرعی استعمال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب بدء الوحي قائم فرمانے کے بعد قرآن کی آیت کریمہ بھی واضح فرمادی کہ ہماری مراد وہ ہے جس کا نزول اللہ رب العزت اپنے مقرب ترین انبیاء کی طرف فرماتے ہیں نہ کہ یہاں وحی کے لغوی مفاہیم مراد ہیں یعنی القاء وغیرہ جو انبیاء تو کیا عام بھی کو ہوتا ہے قرآن شریف میں ہے :

﴿ وَأَوۡحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحۡلِ أَنِ ٱتَّخِذِي مِنَ ٱلۡجِبَالِ بُيُوتٗا ﴾[73]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 وحی لانے والے فرشتے سے مراد

بعض متجددین جیسے پیچھے گزر چکا ہے، نقطہ نظر ہے کہ وحی کوئی خارجی شے نہیں ہے بلکہ نبی کی قلبی واردات کا نام ہے اور پھر انہوں نے رسول الٰہی سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو فرشتہ ماننے کے بجائے ملکہ نبوت سے تعبیر کیا ہے کہ گویا ان کے نزدیک جبریل شرعی اصطلاح کے مطابق فرشتہ نہیں ہے بلکہ ملکہ نبوت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی بھی رد فرمایا ہے اور اس پیغامبر کو فرشتہ ثابت کیا ہے آپ نے اپنی 'صحیح' میں حدیث لا کر واضح فرمادیا ہے کہ وہ رسول خداوندی اور فرشتہ تھا بدء الوحي والی تفصیلی حدیث مبارکہ میں ہے:

« حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملَك فقال اقرأ »[74]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس اللہ رب العزت کی طرف سچا دین آیا، پس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھیے۔"

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ وحی قلبی واردات کا نام نہیں بلکہ خارج سے یعنی اللہ رب العزت سے ایک فرشتہ لے کر آیا تھا۔ اسی حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:

«أحياناً يتمثل لي الملك رجلاً »[75]

"بعض دفعہ وہ فرشتہ ایک آدمی کی شکل میں وحی لاتا ہے۔"

سے امام بخاری رحمہ اللہ یہ استدلال فرمارہے ہیں کہ اگر فرشتہ ملکہ نبوت کا نام ہے تو وہ اعیان میں کیسے تبدیل ہو گئی معانی تو اعیان حقیقی کی شکل اختیار نہیں کرتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ کسی قسم کا ملکہ نہیں بلکہ ایک نورانی فرشتہ ہے جو اللہ رب العزت کی نورانی مخلوق ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک سے کون سا فرشتہ مراد ہے؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے نوفل والا قصہ ذکر کر کے وہ بھی واضح فرمادیا حدیث مبارکہ میں ہے:

« فأخبره رسول الله ﷺ خبر ما رأه، فقال له ورقة: هذا هو الناموس الذي أنزل على موسى »[76]

"نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا اس بارے میں ورقہ کو بتایا تو انہوں نے کہا یہ ناموس اکبر ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف نازل کیا تھا۔"

مذکورہ روایت میں ورقہ بن نوفل نے اس فرشتہ کو ناموس اکبر کا نام دیا ہے اسی سلسلہ میں علامہ قسطلانی رحمہ اللہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

"هو صاحب سرّ الوحي والمراد به جبرئيل عليه الصلاة والسلام، وأهل الكتاب يسمونه الناموس الأكبر"[77]

یعنی یہ وحی کے رازدان حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جنہیں اہل کتاب ناموس اکبر سے موسوم کرتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ کے ہاں جبرئیل علیہ السلام کو رانی فرشتے ہیں ، جو اللہ رب العزت اور انبیاء کے مابین پیغام رسانی کی خدمت پر مامور تھے

پہلی وحی

وحی کے بارے میں یہ اختلاف بھی موجود ہے کہ پہلی وحی کو ن سی ہے تو امام بخاری کے ہاں لوحی سورۃ العلق ہے۔ اس بارے میں حدیث لاکر واضح فرماتے ہیں کہ پہلی وحی سورۃ العلق ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

"حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك، فقال: اقرأ، فقال: ما أنا بقارئ، قال: فأخذني فغطّني حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني، فقال: اقرأ، قلت: ما أنا بقارئ، فأخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني، فقال: اقرأ، فقلت: ما أنا بقارئ، فأخذني فغطني الثالثة، ثم أرسلني، فقال: ﴿ ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ۝١ خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِنۡ عَلَقٍ ۝٢ ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ﴾(78) (79)

"یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آ گیا اور آپ غار حرا میں قیام پذیر تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمد ﷺ! پڑھو۔ آپ ﷺ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑا اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو۔ میں نے پھوہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو دوسری مرتبہ نہایت زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی پھر اس نے کہا پڑھو۔ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے آپ کو پیدا کیا اور انسان کو خون کے لوتھڑے سے آپ پڑھیے کا پڑھیے بہت ہی مہربان ہے۔"

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ پہلی وحی جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی وہ سورۃ العلق کی پہلی آیات تھیں۔ سورۃ المدثر کے بارے میں دوسری روایت میں ہے:

عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال وهو يحدث عن فترة الوحي فقال في حديثه: بينا أنا أمشي إذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصري فإذا الملك الذي جاءني بحراء جالس علىٰ كرسي بين السماء والأرض فرعبت منه فرجعت فقلت زملوني، زملوني فأنزل الله تعالىٰ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُدَّثِّرُ ۝١ قُمۡ فَأَنذِرۡ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ﴾(80) (81)

"سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے وحی کے رک جانے کے زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز میں چلا جارہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف ایک آواز سنی اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ میں اس سے ڈر گیا اور آ کر کہا کہ مجھے چادر اوڑھاؤ۔ اس وقت اللہ رب العزت کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ پہلی وحی سورۃ العلق کی نازل ہوئی جبکہ فترۃ الوحی کے بعد سورۃ المدثر کا نزول ہوا

وحی کی اقسام

وحی کی اقسام کے بارے میں پیچھے تفصیلاً بحث گزر چکی ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ یہ تمام کی تمام اقسام امام بخاری کے ہاں بھی وحی میں داخل ہیں یہاں فقط ہم ان کے نام ذکر کئے دیتے ہیں

1۔ رویا صادقہ
2۔ القائے قلبی یا نفث فی الروع
3۔ ملک بصورت انسانی
4۔ صلصلۃ الجرس
5۔ ملک بصورت حقیقی
6 بلاواسطہ اللہ رب العزت سے کلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

حکم اور اس کی اقسام

حکم کی لغوی تعریف

حکم، حَكَمَ يَحْكُمُ حُكْمًا کا مصدر ہے اور (ح ک م) کے مادہ سے ماخوذ ہے۔ اسی کا معنی: القضاء ہے "یعنی کسی بات کا فیصلہ کرنا۔" اور المنع "یعنی کسی کو ظلم سے روکنا۔"(82)

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الحکم کا لغوی معنیٰ اصلاح کی غرض سے کسی کو روکنا اور کسی شے کا فیصلہ کرنا ہے کہ یہ امر ایسے ہے یا ایسے نہیں؛ برابر ہے کہ آپ کسی کو اس کا پابند کریں یا نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِٱلْعَدْلِ﴾ (83) "اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ لیے لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے والوں کو حاکم اور حکم کہا جاتا ہے۔" (84)

ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حکم علم و فقہ اور انصاف پر مبنی فیصلوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: "إن من الشعر لحكمة" "بعض شعروں میں بڑی حکمت ہوتی ہے"، یہاں حکمت بمعنی علم مستعمل ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے: «الخلافة في قريش والحكم في الأنصار» نبی کریم ﷺ نے انصار کو حکم کے ساتھ مخصوص کیا کیونکہ اکثر فقہا صحابہ انصار تھے۔ لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے والے کو بھی اسی لیے حاکم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ظالم کو ظلم سے روکتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے: "حاكمه إلى الحكم" یعنی اسے حاکم کے پاس بلایا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے: "وحكموه بينهم" "یعنی انہوں نے اس کو اپنے میان حکم بنالیا۔" اسی طرح کہا جاتا ہے: "حكمنا فلانا فيما بيننا" "یعنی ہم نے اپنے درمیان معاملہ پر فلاں کو حکم بنالیا ہے۔" (85)

'الحکم' اور 'الحکیم' اللہ تعالیٰ کے اسماے گرامی میں سے بھی ہیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے، وہی حکیم ہے اور اسی کے لیے اصل حکم ہے کیونکہ وہی رب العٰلمین ہے۔ امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ الحکم اور الحکیم کو اللہ تعالیٰ کے اسماے گرامی میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان دونوں کا معنی حاکم بمعنی فیصلہ کرنے والا ہے۔ یہ فعیل بمعنی فاعل ہے۔(86)

امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہی حاکم حقیقی ہے۔ وہی مخلوق کے درمیان فیصلے کرتا ہے، کیے کرائے قیاس کے علاوہ کوئی فیصلے کرنے والا نہیں ہوگا۔ دنیا کے حکّام اس کی نازل کردہ شریعت اور احکام سے فیصلے کرتے ہیں۔"(87)

اور یہ لغوی معنیٰ حکم شرعی کے موافق ہے یعنی جب کہا جاتا ہے: "حكم الله في المسئلة الوجوب" تو اس سے مراد یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں وجوب کا فیصلہ کیا ہے اور مکلف کو اس کی مخالفت سے منع کر دیا ہے۔ (88)

حکم کی اصطلاحی تعریف

"الحكم: هو سياسة الناس والقضاء بينهم و تدبير أمورهم طبقًا للأحكام الشرعية"(89)

"احکامِ شریعت کے مطابق لوگوں کے معاملات سنبھالنا، تدبیر کرنا اور انکے مابین فیصلے کرنا حکم کہلاتا ہے۔"

اُصولیوں کے ہاں حکم کی تعریف

حکم کی تعریف میں علماے اصول کی متنوع آرا پائی جاتی ہے اور متعدد تعریفات موجود ہیں۔ ان تعریفات کے تعدد کا سبب یہ ہے کہ بعض اُصولیوں نے تعریف میں کثرتِ قیود کا استعمال کیا اور بعض نے قلّتِ قیود کا، نیز بعض اُصولیوں کے ہاں بعض احکام کی حیثیت میں اختلاف ہے، جیسے حکم وضعی کے بارے میں علماے اُصول کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا یہ حکم شرعی ہے یا حکم عقلی ہے؟ بعض کے نزدیک یہ حکم تکلیفی کے تحت ہی مندرج ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم تکلیفی سے علیحدہ مستقل ایک حکم شرعی ہے اور یہی آخری مذہب راجح ہے۔ (90)

امام غزالیؒ (م505ھ) کی تعریف

امام غزالیؒ حکم شرعی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

خطاب الشرع إذا تعلّق بأفعال المكلفين (91)

"مکلفین کے افعال سے متعلق شریعت کا خطاب۔"

قاضی ابو الخیر بیضاویؒ (م1292ھ) کی تعریف

قاضی ابو الخیر بیضاویؒ حکم شرعی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"خطاب الله المتعلق بأفعال المكلفين بالاقتضاء والتخيير"(92)

"مکلفین کے افعال سے متعلق اللہ کا طلبی یا تخییری خطاب"

امام فخر الدین رازیؒ (م606ھ) اور علامہ زرکشیؒ (م794ھ) نے بھی اسی تعریف کو اختیار کیا ہے۔ (93)

جمہور علماے اُصول کی تعریف

جمہور علماے اُصول نے حکم کی تعریف یوں کی ہے :

"خطاب الله تعالىٰ المتعلق بأفعال المكلفين اقتضاءً أو تخييرًا أو وضعًا" (94)

"مکلفین کے افعال سے متعلق اللہ تعالیٰ کا طلبی یا تخییری یا وضعی خطاب"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف کی تشریح

حکم کی مذکورہ تعریف میں بیان کی گئی قیود سے دیگر اشیا خارج ہو جاتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(خطاب) خطاب کا معنی ہے:

"توجيه اللفظ المفيد إلى الغير، بحيث يسمعه ويفهمه"[95]

"غیر کے لیے ایسے مفید الفاظ استعمال کرنا جن کو وہ سن کر سمجھ لے۔"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خطاب سے مراد "الكلام المقصود منه إفهام من هو متهيء للفهم"[96]

"ایسی کلام ہے جس سے سمجھنے کے لیے مستعد کو سمجھانا مقصود ہو۔"

آمدیؒ فرماتے ہیں کہ خطاب کا معنی ہے:

"هو اللفظ المتواضع عليه المقصود به إفهام من هو متهيء لفهمه" [97]

"وہ وضع کیا لفظ جس سے سمجھنے کے لیے مستعد کو سمجھانا مقصود ہو۔"

خطاب کے معنی میں مذکورہ قیود سے وہ حرکات اور مفہوم اشارات خارج ہو جائیں گے جو لفظ نہیں ہیں، اسی طرح ہر وہ کلام خارج ہو جائے گی جو بے معنیٰ ہے، یا جس سے کسی سامع کو سمجھانا مقصود نہیں ہے۔ ان کو خطاب نہیں کہا جائے گا۔

اس تعریف میں خطاب، اسم جنس ہے جو ہر خطاب کو شامل ہے خواہ اللہ کا خطاب ہو یا اس کے علاوہ کسی اور کا ہو۔

(خطاب اللہ تعالیٰ) یہاں خطاب کی اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کر کے اس کو مقید کر دیا ہے۔ اس قید سے انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے خطابات خارج ہو گئے۔ ان کے خطابات کو حکم نہیں کہا جائے گا کیونکہ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے:

﴿ إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ﴾ [98] "حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔" [99]

یہاں خطاب اللہ تعالیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی کلام لفظی ہے، کلام نفسی نہیں ہے، کیونکہ اصول میں اجمالاً اور فقہ میں تفصیلاً کلام لفظی ہی زیر بحث آئی ہے۔ [100]

جمیع احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہیں خواہ وہ قرآن سے ثابت ہوں، سنت سے یا اجماع، قیاس وغیرہ سے ثابت ہوں یعنی اجتہاد کی کسی بھی شرعی دلیل سے ثابت ہوں۔ یہ تمام مصادر حقیقتاً اللہ کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

(المتعلق) بمعنی مرتبط، یعنی وہ خطاب مکلفین کے افعال سے متعلق ہونا چاہیے۔ خواہ اس کسی شے کو کرنے کا مطالبہ ہو جیسے نماز اور زکوۃ وغیرہ یا چھوڑنے کا مطالبہ ہو جیسے زنا اور چوری وغیرہ۔ [101]

(افعال) افعال، فعل کی جمع ہے اور لغوی طور پر وہ فعل قول اور نیت کے مقابلے میں آتا ہے۔ لیکن عرف میں مکلف سے صادر ہونے والے ہر امر کو فعل کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ قول ہو، فعل ہو یا نیت ہو۔ یہاں بھی فعل سے یہی عرفی معنی مراد ہے نیز یہاں فعل سے مقصود جنس فعل ہے جو ایک بھی ہو سکتا ہے اور متعدد بھی، قلبی اور جوارح تمام کو شامل ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات واخلاقیات؛ یہ سب احکام شرعیہ سے متعلق ہیں۔ فعل یہاں عام ہے جو افعالِ جوارح جیسے نماز روزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حج، افعال زبانیں جیسے چغلی کی حرمت اور افعالِ قلوب جیسے نیت ارادہ، سب کو شامل ہے۔

(**بافعال المکلفین**) مکلفین، مکلف کی جمع ہے اور مکلف سے مراد ہر عاقل، بالغ، آزاد فرد مراد ہے جو خطاب کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس کی ادائیگی میں کوئی مانع بھی نہ ہو۔

بعض اُصولیوں نے حکم کی تعریف میں بافعال المکلفین جمع کے صیغوں کی بجائے بفعل المکلف واحد کے صیغے استعمال کئے ہیں تاکہ اس تعریف میں وہ احکام بھی شامل ہو جائیں جو کسی مخصوص مکلف کے ساتھ خاص ہیں ۔ جیسے نبی کریم ﷺ کو چار سے زائد شادیوں کی اجازت، خزیمہ بن ثابت انصاری کی دو گواہوں کے برابر گواہی رضی اللہ عنہ کو ایک سال سے کم عمر کی بکری قربان کرنے کی اجازت وغیرہ۔[102]

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ مکلفین جمع کے صیغے مخصوص افراد کے مخصوص احکام خارج نہیں ہوتے کیونکہ اس کا معنیٰ ہے کہ ہر مکلف کا ہر فعل۔ اصولی قاعدہ ہے: "مقابلة الجمع بالجمع تقتضي القسمة آحادًا" جمع کا جمع کے ساتھ مقابلہ، انفرادی تقسیم کا متقاضی ہوتا ہے لہٰذا عوام وخواص تمام مکلفین کے تمام افعال اس میں داخل ہیں۔[103]

(افعال مکلفین) افعال مکلفین کی قید سے وہ تمام خطابات خارج ہو گئے جو افعال مکلفین سے متعلق نہیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ وہ خطاب ذاتِ باری تعالیٰ سے متعلق ہو، جیسے ﴿ شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ﴾[104]

☆ وہ خطاب صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق ہو، جیسے ﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ ﴾[105]

☆ وہ خطاب اللہ کے افعال سے متعلق ہو، جیسے ﴿ ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيۡءٖ ﴾[106]

☆ وہ خطاب جمادات سے متعلق ہو، جیسے ﴿ وَيَوۡمَ نُسَيِّرُ ٱلۡجِبَالَ ﴾[107]

☆ وہ خطاب حیوانات سے متعلق ہو، جیسے ﴿ يَٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُۥ وَٱلطَّيۡرَۖ ﴾[108]

☆ وہ خطاب مکلفین کی ذات سے متعلق ہو، جیسے ﴿ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَٰكُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنَٰكُمۡ ﴾[109]

یہ خطابات ہیں لیکن مکلفین کے افعال سے متعلق نہیں ہیں۔[110]

(**بالاقتضاء**) یہ جار مجرور مل کر (**المتعلق**) کے متعلق ہیں۔ اقتضا بمعنی طلب ہے اور طلب کی دو قسمیں ہیں طلبِ فعل اور طلبِ ترک۔ آگے پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: جازم اور غیر جازم۔ اس طرح کل چار اقسام بن جاتی ہیں:

☆ طلب فعل جازم : اس کو فرض یا واجب کہتے ہیں۔

☆ طلب فعل غیر جازم : اس کو مندوب یا مستحب کہتے ہیں۔

☆ طلب ترک جازم : اس کو حرام کہتے ہیں۔

☆ طلب ترک غیر جازم : اس کو مکروہ کہتے ہیں۔[111]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(أو التخيير) یعنی اس حکم میں طرفین مساوی ہوں، نہ طلب فعل ہو اور طلب ترک ہو۔

تعریف میں "بالاقتضاء أو التخيير" کی عبارت حکم تکلیفی کی پانچوں اقسام (واجب، مندوب، حرام، مکروہ اور مباح) کو شامل ہے۔[112]

(او الوضع) حکم وضعی کے بارے میں علما اصول فرماتے ہیں :

"خطاب الله تعالىٰ المتعلق بجعل الشيء سببًا، أو شرطًا، أو مانعًا "[113]

"یعنی کسی شے کو (کسی حکم شرعی کا) سبب، شرط یا مانع، بنانے سے متعلق اللہ تعالیٰ کا خطاب۔"

فقہا کے نزدیک حکم کی تعریف

اُصولیوں کی طرح فقہا کے ہاں بھی حکم کی متنوع تعاریف پائی جاتی ہیں :

ایک تعریف یہ ہے: "ما ثبت بالخطاب كالوجوب والحرمة" "جو شے خطاب سے ثابت ہو وہ حکم ہے جیسے وجوب اور حرمت وغیرہ۔" دوسری تعریف یہ ہے: "ماثبت بالخطاب اللفظي" "لفظی خطاب سے ثابت شے حکم ہے۔" تیسری تعریف یہ ہے: "هو مدلول خطاب الشارع" "خطاب شارع کا مدلول حکم ہے۔[114]

راجح تعریف

فقہا کی بیان کردہ حکم کی تعاریف میں سب سے راجح اور ادق تعریف جسے حنفیہ نے بھی اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ

"هو أثر خطاب الله المتعلق بأفعال المكلفين على جهة الاقتضاء أوالتخيير أوالوضع"[115]

"مکلفین کے افعال سے متعلق اللہ تعالیٰ کے طلبی، تخییری یا وضعی خطاب کا نتیجہ حکم کہلاتا ہے۔"

حکم نص کی عبارت ہوتی ہے یا وہ مفہوم جو مخاطب سمجھتا ہے؟

سابقہ کلام سے حکم کی تعریف میں اُصولیوں اور فقہا کے درمیان اختلاف کی وضاحت ہو رہی ہے کہ اُصولیوں کے ہاں حکم شرعی براہِ راست اللہ کا خطاب یعنی نص ہوتی ہے جبکہ فقہا کے ہاں اس نص کا نتیجہ اور اس کا مدلول حکم شرعی کہلاتا ہے، مثلاً:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ ﴾[116] "اور نماز قائم کرو۔"

﴿ وَلَا تَقۡرَبُواْ ٱلزِّنَىٰٓ ﴾[117] "اور زنا کے قریب نہ پھٹکو"

مذکورہ دونوں مثالوں میں اُصولیوں کے ہاں یہ نصوص براہِ راست حکم شرعی ہیں جبکہ فقہا کے ہاں ان کا مدلول اور نتیجہ یعنی 'وجوبِ صلاۃ' اور 'حرمتِ زنا' حکم شرعی ہے۔[118]

مذکورہ اختلاف کی حقیقت

حکم شرعی کی تعریف میں اُصولیوں اور فقہا کا اختلاف اگرچہ لفظی آتا ہے، لیکن مخاطب کے فہم کے اعتبار سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولیوں اور فقہا کے اختلاف کے کئی اثرات مرتب ہوں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ تو وحی الٰہی ہیں اور اس کے مفہوم ومدلول کو وحی الٰہی نہیں کہا جاسکتا۔ بہت دفعہ اس میں استنباط کا بھی دخل ہوتا ہے لہذا اصل تعریف اصولیوں کی راجح ہے۔

دراصل اصولیوں نے حکم شرعی کو اس اعتبار سے دیکھا ہے کہ حکم شرعی کا ایک مصدر ہے جس سے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے تو انہوں نے اس کی تعریف یوں کر دی:

"خطاب الله تعالىٰ المتعلق بأفعال المكلفين بالاقتضاء أوالتخيير أو الوضع" [119] یہ اُصولیوں کا مذہب ہے۔ فقہاء نے حکم شرعی کو اس اعتبار سے دیکھا ہے کہ حکم شرعی کا ایک محل ہے، جس سے وہ متعلق ہوتا ہے اور وہ مکلفین سے صادر ہونے والے افعال ہیں اور حکم ایک شرعی ہوتا ہے تو انہوں نے اسکی تعریف یوں کر دی: ما ثبت بالخطاب الشرعي فقہا کا مذہب ہے۔ [120]

تاہم اگر خطاب اور اس کے مدلولا متکلم اور مخاطب کے درمیان متفق ہوں تو وہ آپس میں لازم وملزوم ہوتے ہیں۔

لیکن شریعت اور فقہ کی گذشتہ تفریق اور امتیازات سے اصولیوں کی تعریف کی اہمیت نمایاں ہوتی ہے۔ ہم سطورِ ذیل عام اُصول فقہ (جن میں فقہاء کا موقف ملحوظ رکھا گیا ہے) کی کتابوں سے اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ بہر صورت مجتہد / مفتی کیلئے اجمال وبیان اور مفہوم موافق ومخالف کی پہچان سے مفر نہیں۔ ہم اجمال وبیان اور مفہوم کی اصولی تقسیم کو چوتھے باب میں پیش کریں گے، لیکن فقہ کی رو فقہاء کے حکم کی مبادیات یہاں مختصر طور پر ذکر کر رہے ہیں۔

چونکہ اصول فقہ میں مدلولات کی بحث ہوتی ہے جو فقہا کا میدان ہے اس لیے ہم فقہاء کے نقطہ نظر سے حکم کی تفصیلات پیش کر رہے ہیں۔

حکم کی اقسام

بنیادی طور پر حکم کی دو اقسام ہیں: 1۔ حکم تکلیفی 2۔ حکم وضعی

حکم تکلیفی کی پانچ اقسام ہیں: واجب، مندوب، مباح، مکروہ، حرام

① واجب فرض

لغوی تعریف

لغوی طور پر الواجب کا معنیٰ ساقط جانا اور اوپر آپڑنا ہے، کہا جاتا ہے وجب الحائط یعنی دیوار گر گئی۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ وجب الميت "موت واقع ہو گئی یا موت آن پڑی۔" ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا ﴾ [121] "جب وہ زمین پر گر جائیں۔" واجب کی یہ لغوی تعریف حکم شرعی کے عین موافق ہے کیونکہ واجب مکلف پر اللہ کی طرف سے واقع ہو جاتا ہے۔ یعنی آن پڑتا ہے واجب کا لازم اور ثابت بطلاق بھی کیا جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔

وجب الشيء أي لزم "فلاں شے لازم ہو گئی۔" [122]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب کی اصطلاحی تعریف

واجب سے مراد وہ فعل ہے جس کا شارع نے مکلف سے بالجزم مطالبہ کیا یا اس کو چھوڑنے والے کی مذمت کرے اور اسے سزا کا مستحق قرار دے، اور اس فعل کو کرنے والے کی تعریف کرے اور اُسے ثواب کا مستحق قرار دے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما يمدح فاعله، ويذم تاركه علىٰ بعض الوجوه"[123]

"اصطلاحاً واجب وہ ہے جس کے فاعل کی مدح کی جائے اور تارک کی مذمت کی جائے، بعض وجوہ پر۔"

مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ﴾ (124) "اور نماز قائم کرو۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (125)

"اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کر دیا گیا جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ (126)

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

مذکورہ تینوں مثالوں میں مکلف سے نماز، روزے اور حج کا بالجزم مطالبہ کیا گیا ہے لہٰذا یہ تینوں حکم ہی واجب ہیں۔

فرض اور واجب کی اصطلاح

حنفیہ فرض اور واجب میں تفریق کرتے ہیں جبکہ جمہور کے ہاں فرض اور واجب دو مترادف لفظ ہیں اُن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک فرض وہ حکم شرعی ہے جو شارع کی طرف سے دلیل قطعی یعنی قرآنِ مجید یا حدیثِ متواتر سے ثابت ہے جیسے نماز، مطلق قراءۃ احکام کتاب آن غیرہ کیونکہ ثابت ہیں جبکہ واجب وہ حکم شرعی ہے جو شارع کیطرف سے دلیل ظنّی (خبر واحد) سے ثابت ہو جیسے نماز میں سورۃ الفاتحہ کی قراءۃ وغیرہ کیونکہ یہ خبر واحد سے ثابت ہے۔ (127)

تنبیہ: اگرچہ بعض اہل علم نے حنفیہ کی اس فرض اور واجب کے درمیان تقسیم کو لفظی قرار دیا ہے، لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ تقسیم لفظی نہیں بلکہ حقیقی ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنے اس اصول پر بعض فقہی احکام مرتب کئے ہیں۔ ان کے نزدیک فرض رہ جانے سے کوئی فعل باطل قرار پاتا ہے جبکہ واجب کے رہ جانے سے باطل قرار نہیں پاتا۔ اس بنیاد پر ان کے نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز بیطلاقاً قراءت کرنا تو فرض ہے اور قراءت رہ جانے کی صورت میں نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ قطعی ذریعہ سے ثابت ہے: ﴿ فَٱقْرَءُواْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ ﴾[128] لیکن متعین طور پر اگر سورۃ الفاتحہ کی قراءت نماز باطل نہیں ہو گی کیونکہ وہ ظنّی ذریعہ سے ثابت ہے: «لاصلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب» [129][130]

2۔ مندوب مستحب

لغوی تعریف

لغوی طور پر مندوب، ندب سے ماخوذ ہے جس کے معنی اہم امر کی طرف بلانا۔

کہا جاتا ہے: ندبته "میں نے اسے اہم کام کی طرف بلایا۔"

قریط عنبری کا شعر ہے:

لا يسألون أخاهم حين يندبهم للنائبات علىٰ ما قال برهانًا[131]

"وہ اپنے بھائیوں سے، جب وہ اُنہیں مصیبتوں کی طرف بلاتے ہیں، دلیل طلب نہیں کرتے۔"

مصائب سب سے اہم اُمور ہوتے ہیں ۔اس سے معلوم ہوا کہ کسی اہم امر کی طرف بلانا ہی ندب ہے۔ کسی غیر اہم امر کی بلانے کو ندب نہیں کہا جائے گا۔

مندوب کی اصطلاحی تعریف

مندوب سے مراد وہ فعل ہے جس کا شارع نے مکلف سے رضاکارانہ طور پر مطالبہ اور اکیلی کو لازمی قرار نہ دیا ہو۔

اس کو کرنے والے کی تعریف اور نہ کرنے والے کی مذمت نہ کرے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ما يمدح فاعله ولا يذم تاركه" [132]

"مندوب وہ ہے جس کے فاعل کی تعریف کی جائے اور تارک کی مذمت نہ کی جائے۔"

شیخ عبد الکریم بن علی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ متعدد تعاریف میں سے میرے نزدیک صحیح ترین یہ ہے کہ

"المطلوب فعله شرعًا من غير ذم علىٰ تركه مطلقًا" [133]

" جس پر عمل کرنا شرعاً مطلوب ہو اور اسے مطلقاً ترک کرنے کی صورت میں مذمت نہ کی جائے۔"

مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَٱكْتُبُوهُ ﴾[134]

"اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک ایک دوسرے سے لین دین کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔"

اس آیتِ مبارکہ میں لکھنے کا حکم مندوب ہے۔ کیونکہ اس کے بعد ہی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ ٱلَّذِى ٱؤْتُمِنَ أَمَـٰنَتَهُۥ ﴾[135]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کو امین بنائے تو جسے امین بنایا گیا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اپنی امانت لوٹا دے۔"

یعنی اللہ نے اس کتابت کو لازم قرار نہیں دیا۔

⑥ جائز

مباح کی لغوی تعریف

لفظ مباح أباح، يُبيح، إباحة سے اسم مفعول ہے، جس کا معنیٰ ظاہر کرنا اور اعلان کرنا' جیسے کہا جاتا ہے: باح بسرّہ اس نے اپنے راز کو ظاہر یا کھول دیا اس کا اعلان کر دیا۔ کبھی کبھی اس کا اطلاق إذن (یعنی اجازت) کے لیے بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: أباح الأكل من بستانه "اس نے اپنے باغ سے پھل کھانے کی اجازت دے دی۔" اور یہی معنیٰ فقہاء کی مراد کے زیادہ قریب ہے۔ [136]

مباح کی اصطلاحی تعریف

مباح سے مراد وہ فعل ہے جس کو کرنے یا نہ کرنے کا شارع نے مکلف کو اختیار دیا ہو، لہٰذا ایسے فعل کو کرنے یا نہ کرنے پر نہ تو مدح کی جائے گی اور نہ ہی مذمت اصطلاح میں حلال اور جائز بھی کہا جاتا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما لا يمدح علىٰ فعله ولا علىٰ تركه" [137]

"مباح سے مراد وہ فعل ہے جس کو کرنے یا نہ کرنے پر مدح نہ کی جائے۔"

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر علی بن عبد الکریم النملہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما أذن الله تعالىٰ للمكلفين في فعله وتركه مطلقًا من غير مدح ولا ذم في أحد طرفيه لذاته" [138]

"مباح سے مراد وہ فعل ہے جسے کرنے یا نہ کرنے کو مطلقاً اللہ نے اجازت دی ہو اور اس کے دونوں اطراف میں سے کسی پر مدح و مذمت نہ کی ہو۔"

جیسے جمعہ سے فراغت کے بعد رزق کی تلاش۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ وَٱبْتَغُواْ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ ﴾ [139]

اسی طرح رمضان کی راتوں میں کھانے پینے کی اجازت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكُلُواْ وَٱشْرَبُواْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ مِنَ ٱلْفَجْرِ ﴾ [140]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا مباح حکم شرعی ہے؟

اہل سنت کے نزدیک مباح حکم شرعی ہے جبکہ معتزلہ کی ایک جماعت اسے حکم عقلی قرار دیتی ہے جس کے لیے شرع کی ضرورت نہیں ہے ہم دونوں کے دلائل کا خلاصہ الگ الگ پیش کرتے ہیں:

اہل سنت کے دلائل

1. اباحت کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں ایک خبر ہے اور اس کے خبر بننے کے لیے شارع کی طرف سے اس کا ہونا ضروری ہے یعنی جس طرح وجوب، ندب، حرمت اور کراہت شارع کی طرف سے ایک خبر ہونے کی وجہ سے حکم شرعی ہیں اسی طرح اباحت بھی خبر ہونے کی وجہ سے حکم شرعی ہے۔ پس اباحت کو معلوم کرنے کا ذریعہ (medium) عقل، وجدان اور خبر میں سے اہل سنت کے نزدیک خبر ہے جبکہ معتزلہ کے نزدیک عقل ہے۔ جب اباحت کا ذریعہ علم ٹھہرا تو اس کا شارع کی طرف سے ہونا ضروری ہے اور شارع کی طرف سے ہونے کی وجہ سے یہ حکم شرعی بن جائے گا۔

2. افعال کی دو قسمیں ہیں:

1. ایک قسم ان افعال کی ہے جن کے کرنے اور نہ کرنے کا شارع نے اختیار دیا ہے لہٰذا یہ قسم تو شارع کا خطاب ہونے کی وجہ سے حکم شرعی میں داخل ہے ۔
2. دوسری قسم ان افعال کی ہے جن میں شارع کی طرف سے کوئی اختیار منصوص نہیں ہے لیکن کسی عمومی دلیل کا مفہوم اس فعل کے کرنے یا نہ کرنے میں اختیار کو بیان کر رہا ہے۔[141] جیسا کہ اچھا کھانا پینا یا پہننا اوڑھنا مباح ہے اور اس کی اباحت ایک عمومی دلیل سے ثابت ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِيٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِۦ وَٱلطَّيِّبَٰتِ مِنَ ٱلرِّزْقِۚ﴾ [142]

کہہ دیجئے! اللہ کے بندوں کے لئے سنوارنے والی اور دل پسند چیزوں کو حرام کیا ہے۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَىٰ عَبْدِهِ » [143]

معتزلہ کے دلائل

معتزلہ کے دلیل یہ ہے کہ اباحت سے مراد رفع حرج ہے یعنی کام کرنے یا نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رفع حرج تو شریعت کے آنے سے پہلے بھی موجود ہے اور شریعت کے آنے کے بعد جاری رہا لہٰذا یہ سابقہ عقلی حکم استمرار ہے کوئی نیا حکم نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

را جح قول

اس مسئلہ میں راجح قول اہل سنت کا ہے کیونکہ اگر کسی مسئلہ میں اختیار کے بارے میں متعین شرعی تعلیمات موجود نہ بھی ہوں تو بھی ان میں رفع حرج کا علم عمومی شرعی دلائل سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں

﴿ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا مِّنۡهُۚ﴾ (144)

آسمان وزمین کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری ضرورت وخدمت کے لئے ہی مقرر کر رکھی ہیں۔

﴿هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا ﴾ (145)

اُور وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔

اس آیت مبارکہ میں لام منفعت کا ہے اور اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ غیر عبادات میں اصل اباحت ہے۔

مکروہ

لغوی تعریف

لغوی طور پر لفظ مکروہ، محبوب کے۔ جب آپ کسی شے کو ناپسند کرتے ہو ں تو اس کے بارے میں کہا جائے گا:

"كرهت الشيء" "میں اس شے کو ناپسند کرتا ہوں۔"

کہا گیا ہے کہ مکروہ الكريهة سے ماخوذ ہے جس کا معنی لڑائی میں شدت' کا ہے۔ اس لیے جنگ کے دن کو یوم الكريهة بھی کہا جاتا ہے۔

الكُره (بضم الكاف) کا معنی مشقّت ہے، جیسا کہ جوہری نے الصحاح میں فراء سے نقل کیا ہے۔ اس اعتبار سے مکروہ سے مراد وہ فعل ہو گا جسے شرع اور طبع نے ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ شریعت اور طبیعت فعل کے ساتھ ملحق مشقت اور شدت کو پسند نہیں کرتیں۔ (146)

مکروہ کی اصطلاحی تعریف

مکروہ سے مراد وہ فعل ہے جس سے شارع نے روکا ہو لیکن رکنے کو لازمی قرار نہ دیا ہو۔ اس لیے اس کے نہ کرنے والے کی مدح اور نہ کرنے والے کی مذمت نہیں کی جائے گی۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ما يمدح تاركه ولا يذم فاعله" (147)

'مکروہ سے مراد وہ فعل ہے جس کے تارک کی مدح کی جائے گی اور فاعل کی مذمت نہیں کی جائے گی۔"

ڈاکٹر شیخ علی بن عبد الکریم فرماتے ہیں :

"ما تركه خير من فعله، ولا عقاب في فعله" (148)

'مکروہ سے مراد وہ فعل ہے جس کو ترک کرنا اسے سرانجام دینے سے بہتر ہو، لیکن اس کے کرنے میں کوئی سزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔'

جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَسْـَٔلُواْ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (149)

''اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو وہ تمہیں ناگوار ہوں۔''

احناف اسے مکروہِ تنزیہی کہتے ہیں۔

مکروہ کی تقسیم

فرض اور واجب میں تقسیم کی طرح حنفیہ نے مکروہ کی بھی دو قسمیں بنا ڈالی ہیں۔ احناف کے نزدیک جس فعل سے منع کیا گیا ہے اگر اس کا ثبوت قطعی ذریعے سے حاصل ہو تو وہ حرام ہے اور اگر ظنّی ذریعے سے حاصل ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور جمہور کی تعریف پر پورا اترنے والے مکروہ کو وہ مکروہ یعنی کہہ دیتے ہیں۔[150]

حرام

حرام کی لغوی تعریف

لغوی طور پر حرام کا معنیٰ منع ہے، کہا جاتا ہے "حرمه الشيء" اس پر فلاں شے حرام کر دی گئی یعنی اسے اس شے سے منع کر دیا گیا۔ اسی سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ ٱلْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ ﴾ [151]

''اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کو حرام کر رکھا تھا اس لیے وہ دودھ پینے سے منع کر دیا تھا۔''[152]

حرام کی اصطلاحی تعریف

حرام سے مراد وہ فعل ہے جس سے شارع نے لازمی طور پر منع کیا ہو اس کا ارتکاب کرنے والا سزا کا مستحق ہو گا۔ امام شوکانی (م 1250ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما يذم فاعله ويمدح تاركه" [153]

''حرام سے مراد وہ فعل ہے، جس کے فاعل کی مذمت اور تارک کی مدح کی جائے۔''

شیخ علی بن عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما ذمّ شرعًا فاعله" [154] ''حرام سے مراد وہ فعل ہے جس کے فاعل کی شرعاً مذمت کی گئی ہو۔''

جیسے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ﴾ (155) ''تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے۔''

اسی طرح ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَـٰتُكُمْ﴾ (156) ''تم پر تمہاری مائیں حرام کر دی گئی ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کے نزدیک حرام کا اطلاق ان ممنوعہ پر ہوتا ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہیں اور جو دلیل ظنی سے ثابت ہیں، ان کو وہ 'مکروہِ تحریمی' کہتے ہیں۔

حکم وضعی

لغوی تعریف

لغوی طور پر 'الوضع' کا اطلاق 'الولادۃ' پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے، وضعت المرأة حملها" "عورت نے بچہ پیدا کر دیا۔" اسی طرح اس کا اطلاق 'الاسقاط' پر بھی ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے: "وضعت عنك الدين" "میں نے تجھ سے قرض ساقط کر دیا۔ اسی طرح اس کا اطلاق 'الترک' پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: "وضعت الشيء بين يديه" میں نے چیز اس کے سامنے ہی چھوڑ دی۔ (157)

اس اعتبار سے حکم وضعی وہ ہوگا جس میں کسی شے کے اسقاط یا ترک کا حکم دیا گیا ہو۔

اصطلاحی تعریف

ڈاکٹر عبد الکریم بن علی حکم وضعی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"خطاب الله تعالى المتعلق بجعل الشيء سببا لشيء آخر، أو شرطاً له، أومانعاً منه، أو كون الفعل رخصةً أو عزيمة" (158)

"حکم وضعی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو کسی شے کو کسی دوسری شے کے لیے سبب مانع یا شرط بنانے کے متعلق ہو یا اس فعل میں رخصت یا عزیمت ہو۔"

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ حکم وضعی ایک ایسا وصف ہے جو حکم تکلیفی سے متعلق ہوتا ہے اور یہ وصف بسا اوقات سبب ہوتا ہے جیسے نمازوں کے اوقات مکلف پر نمازوں کے وجوب کا سبب اور بسا اوقات شرط ہوتا ہے جیسے کے لیے طہارت شرط ہے۔ بسا اوقات مانع ہوتا ہے جیسے نماز کی صحت کے لیے مانع ہے۔ یا مکلف سے صادر ہونے والا فعل صحیح ہوتا ہے اور اس پر احکام مرتب ہوتے ہیں یا فاسد ہوتا ہے اور اس پر احکام مرتب نہیں ہوتے یا وہ فعل رخصت ہوتا ہے جیسے اضطراری حالت میں مردار کھانا یا وہ فعل عزیمت ہوتا ہے جیسے پانچوں نمازیں اور دیگر فرائض۔

حکم وضعی کی اقسام

حکم وضعی کی اقسام میں علماے اصول کا اختلاف ہے اور اس اختلاف کا بنیادی سبب یہ ہے کہ بعض اصولیوں نے ہر وصف کو ایک مستقل نوع شمار کیا ہے اور اس کی متعدد اقسام بنا دی ہیں مثلاً سبب، شرط، مانع، علت، صحت، فساد، عزیمت، رخصت، ادا، اعادہ، قضا، تقدیراتِ شرعیہ اور حجاج وغیرہ۔ جبکہ بعض اصولیوں نے ان اوصاف بعض کو بعض میں داخل کر دیا ہے اور ان کی متعدد انواع نقل کی ہیں۔ (159)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی طور پر حکم وضعی کی تین اقسام (سبب، شرط اور مانع) ہیں مگر اقسام انہی کے تحت داخل ہیں۔ جمہور اصولیوں نے یہی تین اقسام ہی نقل کی ہیں جیسا کہ شوکانی نے ارشاد الفحول میں تین اقسام لکھی ہیں۔

امام شاطبیؒ اور امام آمدیؒ نے حکم وضعی کی پانچ اقسام (سبب، شرط، مانع، رخصت اور عزیمت و فساد) نقل کی ہیں لیکن جمہور نے ان دو اضافی اقسام (رخصت و عزیمت، صحت وفساد) کو حکم تکلیفی کے تحت ہی ذکر کیا ہے۔ لہٰذا حکم وضعی کی درج ذیل تین اقسام ہیں: 1. سبب 2. شرط 3. مانع

سبب

تعریف

ہر وہ شے جس کے ذریعہ مقصود تک پہنچا جائے سبب کہلاتا ہے۔ راستے، رسی اور دروازے کو بھی سبب کہا جاتا ہے کیونکہ راستے منزلِ مقصود تک، رسی کنویں کے پانی اور دروازہ گھر کے اندر تک پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ اصولیوں کے ہاں سبب سے مراد وہ وصف ہے جس کو شارع نے اپنے کسی حکم کے وجود پر بطور علامت مقرر کیا ہو کہ حکم کے وجود کو اس کے وجود سے مربوط کیا جائے۔ اگر وہ ہو تو حکم بھی ہو اگر وہ نہ ہو تو حکم بھی نہ ہو۔ (160)

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"والسبب هو: جعل وصف ظاهر منضبط مناطا لوجود حكم"(161)

"سبب سے مراد وہ منضبط ظاہری وصف ہے جسے کسی حکم کے وجود کے لیے مراد بنا دیا جائے۔"

یعنی اس کے وجود سے حکم کا وجود مستلزم ہو۔ جیسے نماز کے وقت کا دخول اس کے وجوب کا، قتل کے قصاص اور مال کا نصاب کو پہنچنے کے وجوب کا سبب ہے۔

شیخ عبدالکریم بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سبب کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے اقرب الی الصواب تعریف یہ ہے:

"ما يلزم من وجوده الوجود ويلزم من عدمه العدم لذاته"(162)

"سبب وہ ہے جس کے وجود سے وجود لازم آئے اور اس کے نہ ہونے سے حکم کا وجود ہی سرے سے معدوم ہو"

سبب اس وقت سبب قرار پائے گا جب شارع نے اسے سبب مقرر کیا ہو گا۔ کبھی وہ تکلیفی حکم کے لیے سبب ہوتا ہے جیسے نماز کے وجوب کے وقت کا دخول اور کبھی وہ کسی ملکیت یا حلت کو ظاہر کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے خرید و فروخت سے کوئی شے کسی کی ملکیت میں آجاتی ہے اور نکاح سے میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جاتے ہیں۔ (163)

سبب کا تعلق کبھی آدم کے اس فعل سے ہوتا ہے جس کی وہ استطاعت رکھتا ہو جیسے قتل، چوری اور شراب وغیرہ اور کبھی ایسے امور سے ہوتا ہے جن کی وہ استطاعت نہیں رکھتا۔ جیسے نماز کے وجوب کے وقت کا دخول اور ولی یا وارث بننے کے لیے رشتہ داری کا وجود۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط

لغوی طور پر شرط علامت کہتے ہیں۔ اس کی جمع شروط یا اشراط آتی ہے۔ اس سے حدیث نبوی کے الفاظ ہیں : اشراط الساعۃ۔ یعنی علاماتِ قیامت۔ اسی لیے پولیس والوں کو شُرطہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے لباس پر موجود مخصوص علامات سے دیگر لوگوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔[164]

شیخ عبد الکریم بن علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شرط۔ بسکون الراء کا معنی ہے کسی شے کو لازم کرنا۔ جیسے خرید و فروخت میں شرط لگا کر کسی شے کو لازم کر دیا جاتا ہے۔[165]

اس اعتبار سے شریعت کی علامت کو کہا جائے گا جو مشروط سے لازم ہو اور علیحدہ نہ ہو۔

اصطلاحاً شرط سے مراد وہ چیز ہے جس کے ہونے پر حکم کے ہونے کا انحصار ہے اور اس کے نہ ہونے سے حکم وجود میں نہیں آسکتا۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جب وہ ہو تو حکم بھی ضرور وجود میں آئے۔

امام شوکانی (1250ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"الحکم علی الوصف بکونہ شرطا للحکم"[166]

"کسی حکم کو کسی وصف کے ساتھ ایسے مربوط کرنا کہ وہ وصف اس حکم کی شرط بن جائے۔"

شیخ عبد الکریم بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ما یلزم من عدمہ العدم، ولا یلزم من وجودہ وجود ولا عدم لذاتہ"[167]

"شرط سے مراد وہ شے ہے جس کے عدم سے عدمِ حکم لازم آئے نہ کہ ذات ہی معدوم سمجھ لی جائے اور اس کے وجود سے وجود لازم نہ آئے۔"

جیسے نماز کے وضوء شرط ہے۔ اگر وضو نہ ہوگا تو نماز صحیح ہو گا تو نماز بھی درست نہیں ہو گی۔ اسی طرح طلاق کے لیے زوجیت شرط ہے۔ اگر زوجیت ہو تو طلاق دی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔ لیکن وضوء اور زوجیت کے ہونے سے یہ لازم نہیں ہے کہ نماز اور طلاق بھی

شروط رکن کا فرق

کسی حکم کے رکن اور اس کی شرط میں فرق یہ ہے کہ اگرچہ حکم کا وجود دونوں کے وجود پر منحصر ہے لیکن رکن اس کا ایک جز ہوتا ہے اور شرط اس سے باہر ایک چیز ہوتی ہے مثلاً رکوع نماز کا رکن ہے کیونکہ وہ اس کا جز ہے اور وضو اس کی شرط ہے کیونکہ وہ اس سے باہر کی شے ہے۔[168]

شرائط سبب کا فرق

شرائط سبب میں متعدد فروق پائے جاتے ہیں جن میں سے چند اہم فروق درج ذیل ہیں :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. شرط اپنے حکم کے ساتھ متلازم ہے جبکہ سبب میں مقارنہ لازمی نہیں ہوتا بلکہ کسی شے کے حکم میں سبب سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔
2. شرط حکم میں فقط عدم کی جہت سے مؤثر ہوتا ہے جبکہ سبب عدم اور وجود دونوں طرف سے مؤثر ہوتا ہے۔
3. شرط فی نفسہ حکم سے مناسبت نہیں رکھتی جب کہ سبب فی نفسہ حکم سے متعلق ہوتا ہے ۔ جیسے وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب سبب ہے جو فی نفسہ غنی پر مشتمل ہے۔ بخلاف سال کا گزر جانا جو شرط ہے۔ اس میں فی نفسہ کوئی مناسبت نہیں ہے۔ یہ تو صرف نصاب میں غنی کی حکمت کو پورا کر رہی ہے۔[169]

مانع

مانع 'المنع' کا اسم فاعل ہے۔ لغت میں ع لمنع کے متعدد معانی ہیں۔ مثلاً محرومی، کہا جاتا ہے: منع فلان حصته۔ فلاں اپنے حصے سے محروم کر دیا گیا۔ اسی طرح اس کا ایک معنیٰ "رک جانا" ہے۔ کہا جاتا ہے۔ امتنع عن الشهادة۔ وہ گواہی دینے سے رک گیا۔ اسی طرح اس کا ایک معنی جھگڑا کرنا بھی ہے۔ کہا جاتا ہے: مانع الشيء أهله۔ اس نے گھر والوں سے اس شے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ لہٰذا مانع سے مراد دو چیزوں کے درمیان حایل (رکاوٹ) ہے، جو حکم کی تنفیذ کو روک دیتی ہے۔[170]

اصطلاحًا مانع سے مراد وہ شے ہے کہ جب وہ پائی جائے تو حکم پر عمل نہ کیا جائے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ مانع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"وصف ظاهر منضبط، يستلزم وجوده حكمة، تستلزم عدم الحكم، أو عدم السبب"[171] "مانع ایک ایسا ظاہری اور منضبط وصف ہے جو ایسی حکمت کو مستلزم ہو، جس سے حکم یا سبب کا عدم لازم آئے۔"

شیخ عبد الکریم بن علی رحمۃ اللہ علیہ مانع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ما يلزم من وجوده العدم، ولا يلزم من عدمه وجود ولا عدم لذاته"[172]

"مانع سے مراد وہ وصف ہے جس کے وجود سے حکم کا عدم لازم آئے اور اس کے عدم سے حکم کا وجود یا عدم دونوں لازم نہ آئیں۔"

جیسے یہ رشتہ داری ہو تو وراثت بھی ہوتی ہے اس لیکن وراثت پر عمل نہیں کیا جا سکتا جب وارث کا دین مورث کے دین سے مختلف ہو یا وارث، اپنے مورث کو قتل کر دے، ان مثالوں میں اختلاف دین اور قتل مانع ہے۔

مباحث حکم میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

1. **امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جمہور فقہاء کی طرح فرض اور واجب میں کسی تقسیم اور فرق کے قائل نہیں ہیں۔**

"كتاب الآذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلّها في الحضر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والسفر، وما يجهر وما يخافت"

امت بالاتفاق نماز میں قراءتِ قرآن کی رکنیت وفرضیت کی قائل ہے، جبکہ امام بخاریؒ باب قراءت قرآن کو نماز میں لفظ 'واجب' تعبیر فرمارہے ہیں، حالانکہ واجب اور فرض میں تفریق کرنے والے فقہا اس کو لفظ 'فرض' سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ فرض اور واجب میں فرق کے قائل ہیں۔

اسی طرح امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب الزکوۃ میں ایک باب منعقد فرمایا ہے: "باب وجوب الزكوة"

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ زکوۃ فرض ہے لیکن بخاری نے لفظ وجوب سے تعبیر فرمارہے ہیں، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امام بخاریؒ فرض اور واجب میں فرق کے قائل نہیں ہیں، چاہے وہ نص قطعی الثبوت ہو یا ظنی الثبوت۔ (173)

2. **'فرض' اور 'واجب' دونوں صحت حکم کے لیے یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔**

"كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها....."

امام صاحبؒ باب کے تحت چار احادیث لائے ہیں، جن میں سے عبادہ بن صامت کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ لیکن بعض فقہا کا ضابطہ ہے کہ وجوب کسی عمل کی صحت کے لیے شرط نہیں ہوتا، کیونکہ وجوب ظنی دلیل سے ثابت ہوتا ہے، جبکہ صحت عمل کے لیے کسی شے کو شرط قرار دینا قطعیت کا محتاج ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب سے فرض اور واجب کے حوالے سے اس قسم کی تفریق کی نفی ہوتی ہے۔ (174)

3. **واجب کی تعریف میں یہ بات متعین ہے کہ اس کے ترک پر مواخذہ ہوتا ہے۔**

"كتاب الآذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور؟"

امام بخاریؒ نے یہ باب بغیر کسی حکم کی وضاحت کے منعقد فرمایا ہے۔ بچے کے وضو کرنے پر انھوں نے وجوب یا مندوب وغیرہ کسی حکم کی طرف باب میں وضاحت نہیں کی۔ اس لیے کہ اگر مندوب کا حکم لگاتے تو بچے کی نماز بغیر وضو کے درست تھی اور اگر وجوب کا حکم لگاتے تو وضو کے ترک کرنے پر بچے کا مواخذہ ہوتا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے۔ لیکن چونکہ بچے کو مارنے والی یہ حدیث صحیح بخاری کی شروط پر پوری نہیں اترتی تھی، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی وضو کے ساتھ غسل کا تذکرہ کیا، کیونکہ بچہ میں غسل کے موجبات نادر ہوتے ہیں بخلاف وضو کے۔ اسی لیے امام صاحب نے اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں غسل فرض ہونے کی حد کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: «الغسل يوم الجمعة واجب علي كل محتلم» (175)

اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ جمعہ کا غسل غیر محتلم پر واجب نہیں ہے۔

4. **جس کے بغیر واجب مکمل نہ ہو وہ بھی واجب ہے۔**

"كتاب الآذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث....."

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بظاہر تو باب کو مطلق چھوڑ رہے ہیں لیکن امام صاحب کا اسلوب ترجیح کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ترجیح یہ ہے کہ باجماعت نماز چھوڑنے کے لیے بطور حیلہ لہسن پیاز وغیرہ کو کھانا حرام ہو گا، بلکہ ان کا ترک استعمال واجب ہو گا، کیونکہ ان کے ترک کے بغیر واجب کا حصول ممکن نہیں۔

اہل ظاہر نے اس روایت سے یہ استدلال کیا ہے کہ پیاز اور لہسن اور اسی طرح کی دوسری اشیا کچی کھانا، خاص کر اس وقت جبکہ نماز کا وقت ہونے والا ہو، حرام ہے، کیونکہ ان کے نزدیک نماز باجماعت فرض عین ہے، جبکہ ان چیزوں کا کھانا مباح ہے اور نماز کا ترک کرنا اس کے کھانے والے کے لیے جائز ہے اور جائز کا لازم جائز ہوتا ہے، لیکن اس میں ایک بات مد نظر رہے کہ اس چیز کو باجماعت نماز چھوڑنے کا حیلہ بنانا مناسب نہیں ہے۔ اہل ظاہر کا استدلال اس روایت سے یہ ہے کہ نماز باجماعت فرض عین ہے اور نماز باجماعت چونکہ ان چیزوں کے کھانے پینے سے رکے بغیر پوری نہیں ہو سکتی تو نتیجہ یہ ہو گا کہ ان چیزوں کا کھانا حرام ہو جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں ان کے کھانے کا ترک کرنا واجب ہے، لیکن امام ابن حزم باوجود اس کے کہ باجماعت نماز کو فرض کہتے ہیں، لیکن پیاز اور لہسن وغیرہ کھانے کو جائز کہتے ہیں۔ لیکن امام بخاری کے اسلوب سے مترشح ہو رہا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں کسی بھی وقت ان چیزوں کے کھانے کو حرام قرار نہیں دیتے۔

اس میں ایک ایسی صفت کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ علت بننے کی اہلیت رکھتی ہے اور وہ ہے مسلمانوں کو تکلیف دینا۔ اس کا ایک وسیع مفہوم یہ بھی نکل سکتا ہے کہ خالی مساجد کے لفظ سے یہ استدلال کرنا کہ چونکہ حدیث کے مسجد استعمال کیا گیا ہے، لہذا اس حکم کا اطلاق صرف مسجد کے ساتھ خاص گا، یہ استدلال درست نہیں بلکہ عید کے اجتماعات اور جنازے کے اجتماعات بھی اسی حکم میں داخل ہوں گے، اگرچہ وہ مسجد کے باہر ہی منعقد کیوں نہ ہوں۔[176]

5. **واجب کو مستحب یا مندوب کی وجہ سے مؤخر نہیں کیا جائے گا۔**

"كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر....."

اس باب میں وارد ہونے والی حدیث میں ذکر ہے ﷺ نے ایک انصاری آدمی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہ کچھ تاخیر سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: شاید ہم نے اپنے اس بھائی کو ایسی حالت میں بلا کر کچھ جلدی کی ہے۔ ﷺ چونکہ انتہائی زیرک انسان تھے اور قرائن سے آپ نے سمجھ لیا تھا کہ صحابی نے آپ ﷺ کے حکم پر حاضر ہونے میں اتنی دیر کس لیے کر دی تھی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس آدمی کو ناپاکی کی وجہ سے غسل کرنے کی وجہ سے آنے میں جو کچھ دیر ہوئی تھی، اس کی وجہ شائد یہ ہو کہ اس نے اس بات کو پسند کیا کہ نبی ﷺ کو طہارت کی حالت میں ہی جا کر ملے۔ نبی ﷺ نے بھی اس کی تاخیر پر ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا، کیونکہ یہ تاخیر آپ کے حکم بصورت وجوب کے خلاف نہیں تھی۔ ثابت ہوا کہ واجب کو کسی مستحب کی بنا پر مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس شخص نے آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی کوتاہی کی ہوتی تو خود ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ہدایات نازل فرما دی جاتیں۔[177]

6. **شارع کسی شے کا حکم دے کر بھی اسے واجب کرتا ہے اور بعض دیگر اندازوں سے حکم کو واجب قرار دیتا ہے۔**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله....."

اس باب کے تحت بخاریؒ احادیث لائے ہیں جس میں ایک حدیث کے لفظ ہیں: "فمن أطاع محمدا فقد أطاع الله" اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے واجب ہونے پر کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ امام صاحب ؒ نے حدیث کے ان الفاظ سے اصول کے پہلے حصے کو ثابت کیا ہے۔ اسی باب کی ایک حدیث کے لفظ ہیں:"دعُّوني ما تركتم" ان الفاظ کے ساتھ امام صاحب مذکور اصول کے دوسرے حصے یعنی ترک عمل کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ واجب اس طرح سے بھی ادا ہوتا ہے۔ (178)

7. **مندوب وجوبی طور پر عائد نہیں ہوتا ہے کیونکہ اسے ضروری قرار دینے کی صورت میں مشقت لازم آئے گی**

"كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت پہلی حدیث میں فرماتے ہیں:

«ولا أن أشق علي أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة» (179)

اور یہ چیز اصولیوں کے درمیان بالاتفاق ثابت ہے کہ مندوب کو واجب اس لیے نہیں کیا جاتا کہ اس کے ضروری قرار دینے میں امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے شارع نے اسے لازمی قرار نہیں دیا ہوتا۔ اور حدیث کے الفاظ سے واضح ہے کہ مسواک نامندوب ہے کیونکہ اس کے لازم قرار دینے میں مشقت کا اندیشہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت ایسی حدیثیں لائے ہیں جن میں عموم سے خصوص کی طرف استدلال کیا گیا ہے۔ جس سے امام صاحب دو مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ نمبر ایک اس بات کی وضاحت کہ مندوب میں مشقت نہیں ہوتی ، اس لیے کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ 'اگر میں مشقت نہ سمجھتا جس کا مفہوم مخالف، ظاہر ہے کہ یہ ہوگا کہ مندوب میں مشقت نہیں ہوگی اور مندوب میں مشقت اسی صورت میں ختم ہوسکتی ہے جبکہ اس کا ترک کرنا جائز ہو۔ یہاں مشقت سے مراد غیر عادی مشقت ہے، ورنہ مستحب کی ادائیگی میں بھی عادی تکلیف تو بہر حال پائی ہی جاتی ہے۔

8. **'مندوب' شارع کی طرف سے 'واجبی مامورات' میں شامل نہیں۔**

"كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة"

اس باب کی دوسری حدیث کے الفاظ ہیں: «أكثرت عليكم في السواك» (180)

"میں نے تمھیں مسواک کے سلسلہ میں بہت تاکید کی ہے ۔"

مسواک سے متعلقہ اگر تمام تر احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو بعض جگہوں پر یہ لفظ ہیں:"لفرضت عليهم" یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جہاں بھی مسواک کے بارے میں آپ کا حکم ہے وہ حقیقت میں مامور نہیں۔ جب حقیقت میں مامور نہیں ہے تو خود بخود وہ حکم مندوب ہو گیا، کیونکہ ایک اور جگہ پر لفظ ہیں:

«لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة» (181)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے شفقت فرماتے ہوئے اس کو واجب قرار نہیں دیا اور یہ بات مد نظر رہے کہ صرف واجب کی صورت میں امر حقیقی طور پر مأمور ہوتا ہے۔

9. **حرج کی صورت میں 'واجب' کا حکم بھی مرتفع ہوجاتا ہے۔**

"كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة"

امام بخاریؒ یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی امت پر بہت زیادہ شفقت فرمانے والے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے مسواک سے متعلق نص کی عدم موجودگی پر خود اپنے اجتہاد کے ذریعے مشقت سے بچانے کے لیے مسواک کے وجوب کا حکم نہیں دیا۔ امام بخاریؒ ان حدیثوں کو لا کر یہ صراحت فرمانا چاہتے ہیں کہ یہاں پر واجب کے مرتفع ہونے کی وجہ حرج ومشقت کا وجود ہے۔ (182)

10. **ضرورت کی بنا پر جائز ہونے والا حرام صرف ضرورت کے موقعہ پر ہی اور صرف ضرورتمند کیلئے ہی جائز ہوگا۔**

"كتاب الوضو، باب أبوال الإبل والدواب والغنم ومرابضها"

امام صاحبؒ باب کے تحت ایک حدیث لے کر آئے ہیں۔ جس میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو بیماری کے علاج کے لیے اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا۔ اور اس سے یہ اشارہ فرمارہے ہیں کہ جس وقت کوئی چیز ضرورت کی بنا پر مباح قرار دے دی جائے تو اس وقت (یعنی پیتے وقت) اسے حرام نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے ان کو حرام چیز پینے کا حکم دیا۔ (183)

یاد رہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب حلال نہیں، یہ حنفیہ فقہ کے مطابق ہے۔

11. **مباحات نیت وغیرہ کی بنا پر کبھی استحباب کا درجہ پالیتے ہیں۔**

"كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح....."

امام بخاریؒ اس باب کو منعقد کرنے کے بعد ایسی حدیثیں لا رہے ہیں کہ جب ان کو ملا کر مفہوم پر غور کیا جائے تو ایک چیز واضح ہوتی ہے کہ بعض اوقات فعل صرف مباح ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بندے کو نکاح کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی اس کو کسی قسم کے گناہ کا خطرہ ہے تو اگر وہ نکاح کرے گا تو اس شخص کے حق میں یہ صرف جائز ہے لیکن اگر وہ نکاح اس نیت سے کرے کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے تو یہی مباح مستحب ہو جائے گا۔ (184)

اسی طرح ایسا آدمی جو قوت جماع رکھتا ہے لیکن نکاح کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا اور روزے رکھنے کی بھرپور طاقت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو روزے ضرور رکھنے چاہییں اور نکاح کرنا اس کے لیے ناجائز یا کم از کم مکروہ ہے۔ لیکن ایسا شخص جو نکاح کی اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے طاقت تو نہیں رکھتا لیکن روزے بھی نہیں رکھتا تو ایسا شخص جو کہ نکاح نہ کرنے کی بنا پر کسی گناہ کا مرتکب نہیں تھا، روزے نہ رکھنے کی وجہ سے کم از کم ایک غلط اور مکروہ کام کر رہا ہے۔ اسکی طرف بخاریؒ "كتاب النكاح" میں باقاعدہ باب قائم کرکے اشارہ کر رہے ہیں۔ "باب قول النبي: من استطاع منكم الباءة فليتزوج" (185)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12 اتباع سنت کی نیت سے رخصت پر عمل عزیمت پر عمل کرنے سے بہتر ہے ۔

"كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع والغلو في الدين"

امام بخاریؒ اس باب میں سات حدیثیں لائے ہیں۔ پہلی حدیث وصال کے بارے میں ہے۔ دوسری حدیث حرم مدینہ کے بارے میں ہے۔ تیسری حدیث نبی ﷺ کے سامنے آوازوں کے بلند ہونے سے متعلق ہے۔ چوتھی حدیث ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات کے بارے میں ہے۔ پانچویں حدیث لعان کے بارے میں ہے۔ چھٹی حدیث حضرت خضر علیہ السلام کی موسیٰؑ بین نزاع سے متعلق ہے اور ساتویں حدیث لوگوں کے غلو سے روکنے کے بارے میں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ ان حدیثوں پر جب غور کیا جائے اور ترجمۃ الباب کو ان حدیثوں کے معانی کے ساتھ تطبیق دینے کی کوشش کی جائے تو ایک اصول بالبداہت سامنے آتا ہے کہ اتباع کے ارادے سے رخصت پر عمل کرنا عزیمت پر عمل کرنے سے بہتر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کے مفہوم سے رخصت کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں، لیکن ضروری نہیں ہے کہ مکمل اصول انھی سات حدیثوں سے اخذ کیا جائے، بلکہ ان کا اشارہ نبی ﷺ کے دیگر افعال اور ارشادات کی طرف ہے، جو اس اصول کی طرف نشاندہی کرتے ہیں، جیسے سفر میں پوری پڑھنا اور ایسے ہی سفر میں موزوں پر مسح نہ کرنا وغیرہ مسائل میں رخصت سے فائدہ حاصل نہ کرنا اور عزیمت پر عمل کرنا قابل تعریف نہیں ہے۔

13. حکم کا اطلاق منضبط امور پر ہو گا، غیر منضبط حکم کا اطلاق عام افراد پر جائز نہیں۔

"كتاب الطّب، باب العين حق"

امام بخاریؒ اس باب کو منعقد فرمانے کے بعد صرف ایک حدیث لے کر آئے ہیں۔ جس میں انھوں نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ نظر بد لگ جانا ایک حقیقت ہے اور شریعت اس کو تسلیم کرتی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر نظر لگانے والا آدمی لوگوں کا نقصان کرتا پھرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر کوا قتل کر دیا جائے تو قاتل پر قصاص ہو گی یا دیت؟ کیا نظر لگانے والے کا معاملہ جادوگر جیسا ہے؟ اس سلسلے میں امام بخاریؒ اختلافات کو دیکھتے ہوئے نہ تو اس میں مزید تراجم کو ذکر فرمایا ہے، نہ مزید احادیث لائے اور نہ ہی صحابہ یا تابعین کے اقوال لائے، کیونکہ فرمایا ایک پیچیدہ معاملہ ہے۔ اس لیے کہ اگر کوئی نظر لگانے والے کو قتل کر دے تو قاتل کے ساتھ کیا برتاؤ ہو گا؟ اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث اصول کی وجہ سے اور معاملہ کی پیچیدگی کی بنا پر باب میں کوئی اشارہ نہیں فرمایا۔[186]

14 جب حکم ثابت ہو جائے تو وہ فقط قطعی دلیل سے ہی زائل ہو گا۔

"كتاب السّهو، باب إذا كلّم وهو يصلي فأشار بيده واستمع"

امام بخاریؒ اس باب کے اندر ایک اصولی قانون کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ جب حکم ثابت ہو جائے تو صرف قطعی دلیل ہی سے زائل ہو گا۔ صحابہ کرام نے حضرت طوائف پیغام بھیجا کہ ان سے سوال کیا جائے کہ عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں کہ آپ انھیں ادا فرماتی ہیں، جبکہ نبی ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ ان سے منع فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، حتیٰ کہ حضرت ابن عباس اور حضرت رضی اللہ عنہم لوگوں کو یہ رکعتیں پڑھنے پر مارتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا ام سلمہؓ سوال کریں۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے، پھر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ خود دو رکعات ادا فرما رہے تھے۔ امام بخاریؒ اس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ حکم ثابت تھا کہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے سے منع فرمایا تھا، لیکن اس کے بعد ظنی دلائل کی بنا پر انہیں اس کی تحقیق کی ضرورت پیش آ گئی، کیونکہ حکم بالکل واضح اور ثابت تھا۔ اس کا زائل ہونا صرف اور صرف قطعی دلیل کی صورت میں ہی ممکن تھا۔ انہوں نے قطعیت حاصل کرنے کے لیے مختلف کاوشیں فرمائیں۔ امام بخاریؒ مذکورہ باب میں اسی اصول کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں۔[187]

15. حکم کا تعلق اسم شرعی سے ہوتا ہے، نہ کہ اسم لغوی سے

"كتاب الأشربة، باب ما جاء في أن الخمر ما خامر العقل من الشراب"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت دو احادیث لے کر آئے ہیں، جن میں وہ اس بات طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ احکام شرعیہ کا تعلق اسم شرعی کے ساتھ ہوتا ہے، نہ کہ اسم لغوی کے ساتھ۔ انہوں نے اس باب کے تحت دو حدیثوں میں حضرت عمر کے حوالے سے زیر بحث ضابطہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ زیر بحث ضابطہ کی وضاحت کے حوالے سے پیش نظر رہے کہ یہ ہے کہ شریعت میں خمر کا اطلاق ہر مسکر چیز پر ہے یا محض زمانہ نبوی میں جن چیزوں سے خمر تیار ہوتی تھی (یعنی کھجور، انگور، جو، گندم وغیرہ) صرف ان چیزوں سے بنی شراب پر خمر کا اطلاق ہو گا۔ اس حوالے سے اسلاف کی دو آراء ہیں۔ پہلی رائے کے قائلین کا تذکرہ امام المزنیؒ یوں فرماتے ہیں:

> "وہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ خمر ہر وہ شے جو مسکر ہو، چاہے وہ جن بھی چیزوں سے تیار ہو، ان میں صحابہ میں سے عمر، علی، سعید، ابن عمر، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سعید بن مسیب، عروۃ، حسن، سعید بن جبیر اور رحمہم اللہ آئمہ جیسے مالک، اوزاعی، ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد، اسحاق وغیرہ رحمہم اللہ جلیل القدر افراد شامل ہیں۔"

امام ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

> "حکم کا تعلق اسم شرعی سے ہوتا ہے، نہ کہ اسم لغوی کی طرف۔ امامؒ بخاری "باب نزول تحريم الخمر" میں خمر سے مراد وہ لیتے ہیں جو بسر (کچی کھجور) سے تیار کی جاتی تھی۔ یہ ان لوگوں کے خلاف ہے جو اہل کوفہ کے قول کی تائید کرتے ہیں کہ خمر حقیقی معنی میں اسے کہا جاتا ہے جو انگور سے بنائی جائے اور مجازی معنی میں اسے کہا جاتا ہے جو انگور کے غیر سے بنائی جائے۔ نتیجتاً آئے گا کہ وہ لفظ واحد کا اطلاق حقیقت اور مجاز ایک ہی وقت میں دونوں پر جائز قرار دے دیں، جبکہ وہ اس کو قطعاً جائز قرار نہیں دیتے، تو یہ خود بخود صحیح ثابت ہو گیا کہ حقیقت میں ان سب کے لیے خمر کا لفظ بولا جا سکتا ہے اور اس سے فرار کا کوئی راستہ نہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالفرض اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ خمر صرف حقیقی معنی میں انگور کے پانی کے ساتھ خاص ہے تو اس سے مراد حقیقت لغویہ ہوگی، لیکن حقیقتِ شرعیہ میں سب کے لیے لفظ خمر، حقیقی ہوگا: " كل مسكر خمر" پس ہر وہ انگور یا شراب بنانے والے دیگر لوازمات جب پک چکے ہوں تو خمر یہی کہلائے گا۔ اس کی مقدار جتنی بھی ہو وہ حرام ہوتی ہے۔ امام بخاری حدیثوں میں اسی طرف بھی اشارہ فرمانا چاہتے ہیں۔[188]

16 **احکام کا تعلق اسماء کے القاب کے نہیں بلکہ معانی کے ساتھ ہوتا ہے۔**

"كتاب الأشربة، باب ما جاء في من يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت صرف ایک حدیث لائے ہیں۔ جس میں ہے کہ نبی ﷺ کے بعض امتی حرام چیزوں کے نام بدل کر انہیں حلال قرار دے دیں گے۔ امام موصوف باب باندھ کر یہ ثابت فرمانا چاہتے ہیں کہ شارع کے خطاب کا تعلق القاب کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ ان کے معانی کے ساتھ ہوتا ہے۔

اسی مضمون سے متعلق کچھ اور حدیثیں بھی کتب احادیث میں موجود ہیں۔ ابوداؤد میں ہے:

"ليشربن ناس الخمر يسمونها بغير اسمها"[189]

بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اسی حدیث کو ذہن میں رکھتے ہوئے باب کا عنوان اس طرح سے ترتیب دیا ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے:

"لوگ میری امت سے شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل ڈالیں گے۔"

مسند احمد میں ہے: "میری امت کا ایک گروہ شراب کو حلال قرار دے دے گا۔"

اس سے ثابت ہوا کہ شارع کے خطاب کا تعلق اس کے معانی کے ساتھ ہوتا ہے۔

17. **احکام کا تعلق نادر سے نہیں بلکہ غالب سے ہوتا ہے۔**

"كتاب الطّب، باب الجذام"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ایسی حدیث لائے ہیں جس کا تعلق عقیدہ کے ساتھ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لا عدوىٰ ولا طيرة ولا هامة ولا صفر. وفرّ من المجذوم كما تفرّ من الأسد»[190]

اس حدیث میں پہلے حصے کا تعلق پختہ عقیدہ کے حاملین کے ساتھ ہے کہ چاہے انھیں کوڑھ کا مرض لاحق ہو بھی جائے تو ان کے ذہن میں کوئی شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوں گے کہ یہ کوڑھی کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے لاحق ہوا ہے۔ اس کے برعکس کمزور عقائد کا حامل اگر کوڑھی کے ساتھ بیٹھے اور اتفاقاً اس کو بھی وہ مرض لاحق ہو گیا تو وہ یہی سمجھے گا کہ کوڑھی کے ساتھ بیٹھنے پر یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔

اس حکم کی علت اصل میں یہ ہے کہ شرعی احکامات اکثریت کی حالت کو سامنے رکھ کر مرتب کیے جاتے ہیں اور لوگوں میں سے اکثریت عقائد کے اعتبار سے زیادہ پختہ نہیں ہوتی۔ اس لیے ان کو سامنے رکھتے ہوئے حکم دیا کہ کوڑھی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

18. **احکام فرع میں دلائل کا قطعی ہونا ضروری نہیں ہے۔**

"كتاب الأشربة، باب ما جاء في أن الخمر ما خامر العقل من الشراب"

امام بخاریؒ اس باب میں دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ لفظ 'خمر' کا اطلاق کس چیز پر ہو گا اور کس کس چیز پر نہیں ہو گا۔ کس چیز پر حقیقتاً ہو گا اور کس چیز پر لغتاً ہو گا۔ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے جس میں اختلاف ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے دلائل قطعی نہیں ہیں ورنہ اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور اسی عبارت سے واضح ہو گیا کہ احکام فرعیہ کے لیے دلائل کا قطعی ہونا ضروری نہیں ہے۔ (191)

19. **حکم کے لیے شرط نہیں ہے کہ ادلہ قولی اور فعلی کی ایک دوسرے کو تائید حاصل ہو۔**

"كتاب التهجد، باب صلاة الضحى في الحضر"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت دو احادیث لائے ہیں۔ پہلی حدیث میں حضرت ابوہریرۃ کہتے ہیں ﷺ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

کہ میں موت تک ان تین چیزوں کو نہ چھوڑوں: 1۔ ایک ماہ میں تین روزے 2۔ چاشت کی نماز 3۔ سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

جبکہ دوسری حدیث میں واضح طور پر ہے کہ اللہ ﷺ نے چاشت کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اور اس سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے مواظبت ثابت نہیں ہے۔ اس سے امام صاحب جہاں ان لوگوں کا رد کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ کسی فعل کے استحباب کے لیے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی ہو۔ وہیں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ حکم کے لیے قولی دلیل کے ساتھ فعلی دلیل کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

امام بخاریؒ حدیث میں قولی دلیل لائے ہیں اور دوسری میں فعلی، جس میں عدم مواظبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ امام صاحب نے حدیثوں کی اس ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے صلاۃ ضحیٰ کا کوئی حکم بیان کرنے سے گریز کیا۔ اور یہ مطالبہ چھوڑنے والوں دیا کہ وہ اصول فقہ کے ذریعے مسئلہ کی تہہ تک پہنچیں۔ اس مسئلہ میں استعمال ہونے والا سب سے اہم اصول وہی ہے جس کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔ (192)

20. **احکام کا اطلاق ظاہر پر ہوتا ہے باطن پر نہیں۔**

"كتاب الديات، باب قول الله تعالى: و من أحياها....."

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک جان کو بچایا گویا اس نے پوری انسانیت کو زندگی عطا کی۔ امام بخاریؒ باب میں 9 احادیث لائے ہیں۔ جس میں سے چھٹی حدیث میں ہے حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف روانہ فرمایا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا انکو شکست دے دی۔ زید بن حارثہؓ کہتے ہیں کہ میرا اور ایک انصاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابی کا ایک شخص سے سامنا ہوا جب ہم اس کو قتل کرنے لگے تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ تو انصاری صحابی رک گئے۔ لیکن میں نے نیزہ چلایا اور اس کو مار ڈالا۔ جب ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے کہا: اسامہ! تو نے توحید کے اقرار کے بعد اس کو قتل کر دیا؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے اپنی جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا تو نے اس کو توحید کے اقرار کے بعد قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ بات بارہا فرمائی۔ تو میں نے سوچا کہ کاش میں اس سے قبل مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔

اور بعض رویات میں لفظ ہیں کہ کاش کہ میں آج کے دن ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب میں یہ حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ظاہر فرمانا ہے کہ ناحق قتل کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اور دوسرا یہ اشارہ بھی فرمانا چاہتے ہیں کہ احکام کا اطلاق ظاہر پر ہوتا ہے باطن پر نہیں۔ ﷺ بھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے فعل پر ناراضی کے بجائے تحسین ظاہر فرماتے۔[193]

21. خوارق عادت امور سے احکام شرعیہ تبدیل نہیں ہوتے۔

"كتاب التيمم، باب الصعيد الطيب ..."

اس باب کے تحت امام صاحب رحمہ اللہ لمبی حدیث لائے ہیں ۔ جس میں نبی ﷺ کے ایک معجزہ مبارکہ کا ذکر ہے۔ اصل میں نبی کریم ﷺ صحابہ کے لشکر کے ساتھ محو سفر تھے کہ ان کے پاس پانی ختم ہو گیا بہت تلاش کے باوجود پانی میسر نہیں آیا۔ بالآخر ایک خاتون نظر آئی جو اونٹ پر سوار تھی اور اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ پانی یہاں سے کتنی دور ہے تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کے مسافت پر۔ صحابہ نے اسے نبی ﷺ کی خدمت پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس کا پانی استعمال فرمانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ صحابہ کے پورے لشکر نے اس پانی کو استعمال کیا لیکن پانی میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ ہی لگ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے تیرے پانی سے کچھ کم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پلایا ہے۔ پھر ﷺ نے صحابہ کو اس خاتون کو کھانے پینے کی اشیاء دینے کا حکم دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ باوجود خرق عادت امور کے احکام شرعیہ تبدیل نہیں ہوتے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اس پانی کے عوض لشکریوں کے کھانے پینے سے اس عورت کو عطا فرمایا۔[194]

22 بطور امثال ذکر کردہ احادیث سے احکام اخذ کیے جاسکتے ہیں ۔

"كتاب مواقيت الصلاة، باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت تین احادیث لائے ہیں۔ اس میں دو احادیث انھوں نے بطور مثال ذکر فرمائی ہیں۔ اور ان سے مسئلے کا استنباط کیا ہے۔ یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ بطور مثال ذکر کردہ احادیث سے مسائل اخذ فرماتے ہیں۔ یہاں سے ان لوگوں کا بھی رد ہو رہا ہے جو کہتے ہیں کہ احکام ضرب الامثال جیسی احادیث سے اخذ نہیں کیے جاسکتے ان کے علاوہ تشبیہ اور تمثیل میں ہر جہت سے برابری لازم نہیں ہوتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب اس باب کے تحت جو حدیث بطور مثال لائے ہیں، وہ یہ ہے:

"مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا إِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوا إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ فَاسْتَأْجَرَ آخَرِينَ فَقَالَ أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمْ الَّذِي شَرَطْتُ فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالُوا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتْ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ"[195]

جبکہ دوسری حدیث میں ہے:

"إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنْ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِينَا الْقُرْآنَ فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِينَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ أَيْ رَبَّنَا أَعْطَيْتَ هَؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ وَأَعْطَيْتَنَا قِيرَاطًا قِيرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ"[196]

ان احادیث میں بتایا گیا ہے کہ سابقہ تمام امتوں کی مدت کا وقت عصر تک تھا اور امت محمد ﷺ کا وقت عصر سے لے کر مغرب تک ہے۔ اور امتوں کو مزدور کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ امام موصوف نے یہاں تمثیل مدت کی زیادتی یا کمی کے لیے بیان نہیں کی، کیونکہ اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ عصر سے مغرب تک کا وقت ظہر سے عصر تک کے وقت سے زیاد ہے۔ دراصل امام صاحب کی یہاں پر مراد کثرت عمل اور قلت عمل طرف اشارہ کرنا ہے۔

23. **پابندی اور جواز کے احکام کا تعلق ذوات سے نہیں بلکہ صفات سے ہوتا ہے۔**

"كتاب المغازي، باب مرجع النبي من الأحزاب ..."

امام بخاریؒ اس باب کے تحت تین احادیث لائے ہیں۔ تیسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب کے موقع پر صحابہ کو کہا کہ تم عصر کی نماز بنو قریظہ پہنچ کر پڑھنا۔ بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں عصر کا وقت ہو گیا تو بعض صحابہ نے کہ ہم بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے۔ جبکہ کچھ صحابہ نے کہا ہم ابھی نماز پڑھیں پہلے گے۔ (اصل ﷺ کے الفاظ کے ظاہر کو لیا اور دوسرے گروہ نے مفہوم کو لیا) جب نبی ﷺ کے پاس اس بات کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔ امام بخاریؒ اس حدیث سے جہاں دیگر مسائل مستنبط فرما رہے ہیں وہیں اس اصول کی طرف بھی اشارہ فرما رہے ہیں کہ پابندی اور جواز کے احکام کا تعلق صفات سے ہے نہ کہ ذات سے۔[197]

24. **حکم نیت کے ساتھ بدل جاتا ہے۔**

"كتاب الطب، هل يستخرج السحر؟ ..."

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ باب کے تحت آنے والی حدیث میں اس بات کا تذکرہ فرمارہے ہیں جس میں نبی ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا۔ امام صاحبؒ ترجمۃ الباب میں لکھتے ہیں کہ قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے جادو کے سلسلہ میں سعید بن مسیب سے سوال کیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جادو کے توڑ کے لیے جادو سیکھنا کیسا ہے؟ تو انھوں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے والا اصلاح کا ارادہ کرتا ہے اور جو چیز نفع مند ہو اس سے روکا نہیں جا سکتا۔ امام صاحب ترجمۃ الباب سے اس قاعدے کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ نیت کے تبدیل ہونے کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ جادو سیکھنا ایک شیطانی عمل ہے لیکن جو اس سے خیر کا ارادہ کرے تو جواز ہے بصورت دیگر یہ شر ہی شر ہے۔ کا تو یا احتمال ہے یہ جادو سیکھنا دو اقسام پر مشتمل ہو۔ (198)

25. کسی کام کا ظاہری طور پر عقل کے خلاف ہونے سے شریعت کے خلاف ہونا لازم نہیں آتا۔

"كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم إذا سئل أي الناس أعلم فيكل العلم إلا الله"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ایک لمبی حدیث لائے ہیں جس میں انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں تین مقامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے افعال پر کلام کیا تھا۔ جس کی بعد میں مکمل وضاحت حضرت خضر علیہ السلام نے فرما دی تھی۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ محض عقل کی روشنی میں شریعت کے ظواہر پر اعتراض درست نہیں ہے۔ (199)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث سوم

حاکم

ہمارا موضوع بحث اصولِ اجتہاد ہے جو صرف نصول وحی کی روشنی میں ہوتا ہے اس لئے ہمیں فقہاء کی حکم، محکوم علیہ اور محکوم فیہ کی بحثوں سے تعرض نہیں کرنا البتہ حاکم سے متعلق معمولی سی گفتگو ہم ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق مقاصد شریعت سے ہے اور ہم واضح کر چکے ہیں کہ نص اور ظاہر کے نکھار میں مقاصد شریعت کی بڑی اہمیت ہے، لہٰذا ذیل میں اسی نکتہ کے حوالے سے کچھ تمہیدی سی بحث ملاحظہ ہو۔

تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت آجانے اور نبی ﷺ کا پیغام پہنچ جانے کے بعد حاکم صرف ذات باری ہے۔[200]

ا مام غزالی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی تعریف ہے:

"شریعت اسلامیہ میں حاکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور شخص نہ تو حاکم ہے اور نہ اس وصف پر پورا اترتا ہے۔[201]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ ﴾[202] "حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: ﴿ أَلَا لَهُ ٱلۡخَلۡقُ ﴾[203] "خبردار! حکم صرف اسی (اللہ) کا ہے۔

تیسری جگہ فرمایا: ﴿ فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ﴾[204] "ان کے درمیان اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق حکم (فیصلہ) کیجئے۔"

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا ہے کہ حاکم صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے یہی اسلیے جس کا اللہ حکم دے اور قانون شرعی بھی وہی ہے جس کو وہ قانون بنائے۔ لہٰذا اللہ کے قانون کے خلاف فیصلے کرنا کفر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ ﴾[205]

"اور جو شخص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا، یہی لوگ کفر کرنے والے ہیں۔"

اختلاف اس امر پر ہے کہ نبوت و بعثت سے پہلے (یعنی زمانہ جاہلیت یا ایسے زمانے میں لوگوں تک نبی کی دعوت نہیں پہنچی، ان کے لیے حاکم کے احکامات کو پہچاننے کا ذریعہ کیا ہے؟

1. کیا حاکم کے احکامات کا علم انبیاء کرام علیہم السلام کے بغیر نہیں ہو سکتا؟ یا عقل براہ راست ان کا ادراک کر سکتی ہے، اور یہ کس بنیاد پر ہو گا۔
2. اگر یہ ممکن ہے کہ عقل انبیاء علیہم السلام کی وساطت کے بغیر ان احکامات کا ادراک کر سکتی ہے تو کیا یہ ادراک انسانوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام کا مکلف بنانے کی بنیاد بن سکتا ہے اور اس پر آخرت میں ثواب و عذاب ملے گا یا نہیں؟ اور دنیا میں اس فعل کی تعریف و مذمت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ (206)

مذکورہ دونوں مسائل پر اہل علم کا اختلاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا نظریہ

معتزلہ اور بعض شیعہ کا نظریہ یہ ہے کہ افعال ذاتی طور پر اچھے اور بُرے ہوتے ہیں اور عقل عموماً ان افعال کی اچھائی یا بُرائی کو معلوم کر لیتی ہے اور ان پر مرتب ہونے والے نفع و نقصان کا اندازہ لگا لیتی ہے۔ عقل کا علم انبیاء کرام کی وساطت کے بغیر ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی فعل کا اچھا یا بُرا ہونا عقلی بات ہے نہ کہ شرعی۔ یعنی اس کا ادراک شریعت پر موقوف نہیں ہے۔ جو لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک شریعت کے احکام اچھے یا بُرے ہونے کے مطابق نازل ہوئے ہیں۔ عقل جس فعل کو اچھا سمجھتی ہے، شریعت بھی اس کو کرنے کا حکم دیتی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ وہ اس کو ترک کرنے کا حکم دے۔ اس طرح عقل جس فعل کو بُرا سمجھتی ہے شریعت بھی اس فعل کو ترک کرنے کا مطالبہ کرتی ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ شریعت اس فعل کو کرنے کا حکم دے۔ اور جن افعال کے حسن قبیح کا علم عقل کو نہیں ہو سکتا جیسے عبادات ہیں۔ تو اس قسم کے افعال کے حسن و قبیح کا علم شارع کے امر یا نہی سے ہوتا ہے۔ (207)

دوسرا نظریہ

یہ نظریہ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری اور متبعین فقہاے کرام کا ہے۔ اور یہی نظریہ جمہور علما اصول کا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عقل ذاتی طور پر اللہ کے حکم کا ادراک نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کے لیے رسول کا واسطہ اور تبلیغ ضروری ہے۔ افعال کی اچھائی یا بُرائی ذاتی نہیں ہے کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ کسی فعل کو کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت میں آزاد ہیں۔ لہٰذا کسی فعل کی اچھائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کرنے کا حکم دیں اور بُرائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نہ کرنے کا حکم دیں۔ شارع کے حکم دینے اور منع کرنے سے پہلے کسی فعل میں نہ اچھائی ہوتی ہے نہ بُرائی۔ کوئی فعل اس لیے اچھا کہلاتا ہے کہ شارع نے اسے کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ اپنی ذات سے۔ اور بُرا اس لیے کہلاتا ہے کہ شارع نے اس کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے نہ کہ اپنی ذات سے۔ (208)

تیسرا نظریہ

یہ نظریہ ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی کا ہے اور یہی قول محققین احناف اور بعض علماے اصول کا ہے۔ شیعوں میں سے ایک گروہ بھی اس کا قائل ہے۔ (209) ان کے نزدیک افعال کا حسن و قبیح ذاتی ہوتی ہے، عقل ان کو اکثر افعال میں کسی فعل کی صفات اور مصالح و مفاسد کی بناء پر پہچان سکتی ہے۔ لیکن کسی فعل کے اچھا ہونے اور عقل کے جاننے کے سبب یہ لازم نہیں آتا کہ شریعت بھی اس کو کرنے کا مطالبہ کرے۔ اس طرح کسی فعل کے بُرا ہونے سے لازم نہیں آتا کہ شریعت اس کو نہ کرنے کا مطالبہ کرے۔ عقلیں چاہے کتنی ہی پختہ ہوں، کوتاہ ہیں۔ اور کتنی ہی وسیع ہوں، وہ ناقص ہیں۔ اس بناء پر زیادہ سے زیادہ یہ کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتا ہے کہ کسی فعل کی خوبی کی بناء پر جس کو عقل سمجھتی ہے۔ شریعت نے اس کا حکم دے دے۔ اسی طرح کسی فعل کی بُرائی کی بناء پر شریعت اسے کرنے سے منع کر دے یا بالفاظِ دیگر جزاء وعقاب میں تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہو جیسے دنیا وآخرت میں ہم جو اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتے ہیں وہ ﴿ إِنَّ اللَّـهَ لا يُخلِفُ الميعادَ ﴾ [210] کے حوالے سے کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ ﴿ لا يُسـَٔلُ عَمّا يَفعَلُ وَهُم يُسـَٔلونَ ﴾ [211] اس بناء پر یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ افعال کی بُرائی یا اچھائی ہی اللہ کے حکم کو واجب کرتی ہے ۔ [212]

قول مختار

یہی تیسرا نظریہ راجح اور صحیح ہے کیونکہ اس کی قرآن وسنت اور عقل دونوں سے تائید ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف انہی افعال کا حکم دیتے ہیں جو اچھے ہیں اور انہی افعال سے منع کرتے ہیں جو بُرے ہیں۔ ان افعال اچھائی یا بُرائی اللہ کے حکم سے پہلے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَيَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِ وَٱلۡبَغۡيِۚ ﴾ [213] ”یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف، بھلائی اور حق کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، نامعقول کاموں اور تعدی وسرکشی سے منع کرتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: ﴿ يَأۡمُرُهُم بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَىٰهُمۡ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡخَبَٰٓئِثَ ﴾ [214]

”وہ ان کو اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے۔ اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان کے لیے حرام کرتا ہے۔

امام شوکانیؒ ارشاد الفحول میں اس نظریے کی تائید کی ہے۔ [215]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

صحیح بخاری میں امام صاحبؒ نے "كتاب التفسير" میں ایک باب ان الفاظ سے منعقد فرمایا ہے: بابٌ آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه" جس میں واضح ہوتا ہے کہ ان کا رجحان بھی مذکورہ تیسرے نظریے کی طرف ہی ہے۔ ترجمۃ الباب ہی میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" إصرا" سے مراد عہد ہے، کہا جاتا ہے: غفرانك: مغفرتك، فاغفر لنا

امام بخاری اس باب کے تحت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث لائے ہیں، جس سے صحیح مسلم میں موجود اس حدیث کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جو سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں ہے کہ جب یہ آیت: ﴿ وَإِن تُبدوا ما فى أَنفُسِكُم أَو تُخفوهُ يُحاسِبكُم بِهِ اللَّـهُ ﴾ [216] نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر شاق گزری، کیونکہ آیت میں دل میں آنے والے خیالات کو قابل مؤاخذہ قرار دیا گیا تھا، لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی: ﴿لا يُكَلِّفُ اللَّـهُ نَفسًا إِلّا وُسعَها﴾ [217] جس سے اس سے پہلی آیت کی تخصیص ہو گئی اور دل میں پیدا ہونے والے باطل خیالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مؤاخذہ سے بری قرار دے دیا گیا۔

اشیا کے حسن و قبح سے متعلق معتزلہ کا موقف ہے کہ کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے کا مکمل انحصار انسانی عقل پر ہے، جبکہ اشاعرہ کہتے ہیں کہ حسن و قبح میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ حسن وہ شے ہو گی جس کو شریعت اچھا کہے اور قبیح وہ ہو گی جس کو شریعت برا قرار دے۔ امام بخاری یہاں پر ان دونوں نظریات کا ردّ کرتے ہوئے اشارہ کر رہے ہیں کہ کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے سے متعلق انسانی عقل فیصلہ تو کر سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا مقام ہے؟ یہ انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ امام بخاری صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ اس ضمن میں معتزلہ اور اشاعرہ کا عقیدہ افراط و تفریط کا شکار ہے۔ (218)

---

1 النمل 16: 68

2 الزلزال 99 : 5

3 مریم 19 : 11

4 المائدة 5 : 111

5 القصص 28 : 7

6 الشمس 91 : 8

7 جامع الترمذي: أبواب التفسير، باب ومن سورة البقرة، رقم الحديث: 2988

8 مصنف ابن أبي شيبة:كتاب الزّهد، باب ما ذكر عن نبينا في الزهد، رقم الحديث:34332

9 المفردات للأصفهاني:ص٨٤٧

10 التعريفات: ص٣٤

11 التعريفات: ص٣٤

12 النهاية في غريب الحديث والأثر: 6 / 283

13 النهاية في غريب الحديث والأثر: 6 / 283

14 لسان العرب: 12/ 555

15 تاج العروس للزبيدي: 4/ 169

16 اردو دائرہ معارف اسلامی: ۳/۲۰۹

17 قاموس المحيط: ص١٨١٤

18 التعريفات: ص٢٥٠

19 التعريفات: ص٢٥٠

20 المفردات: ص854

21 تاريخ نزول القرآن لسعيد راحت: ص11

22 رسالة التوحيد لمحمد عبده: ص57

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23 الزرقاني ، محمد عبد العظيم(م1367هـ) مناهل العرفان فى علوم القرآن: 1 / 63، مطبعة عيسى البابي الحلبي،مصر الطبعة الأولى

24 علوم القرآن عند المفسرين: 1 / 222

25 مناع القطان الشيخ(م1999ء)مباحث في علوم القرآن: ص 33، مكتبة المعارف، الطبعة الثالثة، مصر

26 الطباطبائي ،السيد محمد حسين(م1982ء) الميزان في تفسير القرآن: 15 / 16، نشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت، الطبعة الأولى، 1997ء

27 أيضاً

28 النحل 16 : 68

29 الأفغاني، شمس الدين، علوم القرآن: ص97، المكتبة الأشرفية، لاهور

30 الإسراء 17 : 19

31 علوم القرآن للأفغاني: ص97

32 العنكبوت 29 : 69

33 علوم القرآن: ص98

34 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 3

35 الصافات 37 : 102

36 ابن قيم الجوزية، شمس الدين محمد بن أبي بكر(م751هـ) البدائع في علوم القرآن: ص٨١، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية، 1427هـ/ 2006ء

37 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الزّهد، باب ما ذكر عن نبينا في الزهد، رقم الحديث: 34332

38 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحى، باب بدء الوحي، رقم الحديث: ٢

39 صحيح البخارى: كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الإسلام، رقم الحديث: 3634

40 صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب معرفة الإيمان والإسلام، رقم الحديث: 1

41 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 2

42 فتح الباري:1 / 26

43 فتح الباري:1 / 26

44 فتح الباري:1 / 26

45 فتح الباري:1 / 26

46 صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب قول الله: حتى إذا فزع عن قلوبهم، رقم الحديث: 4800

47 فتح الباري:1 / 27

48 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 3

49 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 4

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

50 النساء 4 : 164

51 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء، رقم الحديث: 359

52 الشوریٰ 42 : 51

53 ابن أبي العز الحنفي،صدر الدين محمد بن علاء(م792هـ) شرح العقيدة الطحاوية: ص128،جمعية إحياء التراث الإسلامي،كويت، الطبعة الثالثة، 1419هـ/ 1996ء

54 شرح الطحاوية في العقيدة السلفية: ص129

55 شرح الطحاوية في العقيدة السلفية: ص129

56 الأعراف 7 : 148

57 طه 20 : 89

58 شرح العقيدة الطحاوية: ص129

59 یٰس 36 : 65

60 فصّلت 41: 21

61 شرح العقيدة الطحاوية: ص130

62 پانی پتی، مولانا محمد اسمٰعیل، مقالات سرسید : 13/67، مجلس ترقی ادب لاہور، طبع 1990ء

63 النجم53: 3، 4

64 مقالات سرسید:13/67

65 مقالات سرسید:13/69

66 مقالات سرسید:13/66

67 النجم 53 : 3 ـ 10

68 مقالات سرسید:13/106

69 مقالات سرسید:13/130

70 الشوریٰ 42 : 51

71 النساء 4 : 163

72 الشوریٰ 45 : 51

73 النحل 16 : 68

74 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 3

75 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 3

76 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 3

77 إرشاد الساري: 1 / 65

78 العلق 96 : 1 ـ 3

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

79 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 3

80 المدثر 74 : 1 ـ 4

81 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 4

82 المصباح المنير: مادة ح ك م

83 النساء 4 : 58

84 المفردات في غريب القرآن، ص126 ، 127

85 لسان العرب:12/ 140ـ142

86 لسان العرب:12/ 140ـ141

87 تفسير أسماء الله الحسنى لابن إسحاق الزجاج: ص 44 ، دار المأمون للتراث، الطبعة الرابعة، 1403هـ

88 المهذب في أصول الفقه المقارن:1/ 125

89 موسوعة نضرة النعيم:5/ 125

90 إرشاد الفحول: 1/ 16

91 المستصفىٰ: 1/ 8

92 إرشاد الفحول:1/ 16

93 إرشاد الفحول:1/ 16

94 إرشاد الفحول: 1/ 16

95 المهذب في علم أصول الفقه المقارن:1/ 125

96 المهذب في علم أصول الفقه المقارن:1/ 125

97 الإحكام للآمدي: 1/ 36

98 الأنعام 6 : 57

99 المهذب:1/ 125، 126

100 المهذب:1/ 126

101 المهذب:1/ 126

102 المهذب:1/ 127

103 بحوث في علم أصول الفقه: ص182

104 آل عمران 3 : 18

105 البقرة2 :255

106 الزمر39 :62

107 الكهف 17 :47

108 سبأ 34 : 10

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

109 الأعراف7 :11

110 المهذب:1/ 127۔128

111 المهذب: 1 / 128

112 المهذب: 1 / 128

113 الموسوعة الفقهية، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت، 18/ 65، الطبعة الثانية، 1410هـ / 1990ء؛ ابن أمير الحاج، محمد بن محمد (879هـ) التقرير والتحبير:2/ 111، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 1403هـ/ ۱۹۸۳؛ نهاية السول للأسنوي:1/ 71

114 الإحكام في أصول الأحكام للآمدي : 1 / 90؛ المنخول من تعليقات الأصول للغزالي: ص7؛ إرشاد الفحول: 1/ 16

115 إرشاد الفحول: 1/ 16

116 البقرة 2 :43

117 الإسراء 17 : 32

118 المهذب :1/ 130۔131

119 المهذب :1/ 25

120 المهذب:1/ 131

121 الحج22 :36

122 المهذب:1/ 147

123 إرشاد الفحول: 1 / 17

124 البقرة2 :43

125 آل عمران 3 :97

126 البقرة2: 183

127 إرشاد الفحول: 1 / 18

128 المزمل73 :20

129 صحيح البخاري: كتاب الأذان ، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم، رقم الحديث:756

130 إرشاد الفحول: 1 / 19

131 المهذب:1/ 233

132 إرشاد الفحول: 1/ 22

133 المهذب:1/ 234

134 البقرة2 :282

135 البقرة 2 :283

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

136 المهذب:1/ 257

137 إرشاد الفحول:1 / 22

138 المهذب:1/ 257

139 الجمعة 63 :10

140 البقرة2 :187

141 النملة، الدكتور عبد الكريم بن زيدان بن علي، المهذب في أصول الفقه المقارن: 1/ 260-261، مكتبة الرشد، الرياض

142 الأعراف 7 : 32

143 جامع الترمذي: كتاب الأدب، باب ما جاء أن الله تعالي يحب...، رقم الحديث: 2819

144 الجاثية 45 : 13

145 البقرة 2 : 29

146 المهذب: 1/ 283

147 إرشاد الفحول : 1 / 20

148 المهذب:1/ 284

149 المائدة 5 :101

150 الحداد، محمد عاصم (م1989ء) اصول فقہ پر ایک نظر :ص17 اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور 1991ء

151 القصص 28 :12

152 المهذب:1/ 298

153 إرشاد الفحول: 1 / 19

154 المهذب:1/ 298

155 المائدة5 :3

156 النساء4 : 23

157 المهذب:1/ 381

158 المهذب:1/ 381-283

159 المهذب: 1/ 388

160 المهذب: 1/ 591

161 إرشاد الفحول: 1/ 27

162 المهذب:31/ 391

163 الحداد، محمد عاصم، اصول فقہ پر ایک نظر، ص13 اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور 1991ء

164 بحوث في علم أصول الفقه:ص319

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

165 المهذب:1/ 433

166 ارشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول، الشوكاني، محمد بن علي :1 / 24، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى ، 1419/ 1999ء

167 المهذب:1/ 433

168 اصول فقہ پر ایک نظر: 32

169 المهذب:1/ 438

170 بحوث في علم أصول الفقه:329

171 إرشاد الفحول:1/ 24

172 المهذب:441

173 صحيح البخاري: كتاب الآذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم ...

174 صحيح البخاري: كتاب الآذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم ...، رقم الحديث: 759

175 صحيح البخاري: كتاب الآذان، باب وضوء الصبيان ... رقم الحديث: 858

176 صحيح البخاري: كتاب الآذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، رقم الحديث: 857

177 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين ... ، رقم الحديث: 5214

178 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام ... ، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، رقم الحديث: 7288

179 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم الحديث: 759

180 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم الحديث: 759

181 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم الحديث: 788

182 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم الحديث: 788

183 صحيح البخاري: كتاب الوضو، باب أبوال الإبل والدواب والغنم ومرابضها ، رقم الحديث: 789

184 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم الحديث: 5063

185 فتح البارى: 11/ 137

186 صحيح البخاري: كتاب الطّب، باب العين حق، رقم الحديث: 5740

187 صحيح البخارى: كتاب السّهو، باب إذا كلّم وهو يصلي فأشار بيده واستمع، رقم الحديث: 1233

188 صحيح البخارى: كتاب الأشربة، باب ما جاء في أن الخمر ما خامر العقل من الشراب، رقم الحديث: 5588؛ فتح البارى: 13 /61

189 صحيح البخارى: كتاب الأشربة، باب ما جاء في من يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه

190 صحيح البخارى: كتاب الطّب، باب الجذام، رقم الحديث: 5707

191 صحيح البخارى: كتاب الأشربة، باب ما جاء في أن الخمر ما خامر العقل ... ، رقم الحديث: 5588

192 صحيح البخارى: كتاب التهجّد، باب صلاة الضحي في الحضر، رقم الحديث: 1179

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

193 صحيح البخارى: كتاب الديات، باب قول الله تعالي: و من أحياها ... ، رقم الحديث: 6872

194 صحيح البخارى: كتاب التيمم، باب الصعيد الطيب ... ، رقم الحديث: 334

195 صحيح البخارى: كتاب مواقيت الصلاة، باب من أدرك ركعة من العصر ... ، رقم الحديث: 557

196 صحيح البخارى: كتاب مواقيت الصلاة، باب من أدرك ركعة من العصر ... ، رقم الحديث: 558

197 صحيح البخارى: كتاب المغازي، باب مرجع النبي من الأحزاب ... ، رقم الحديث: 4119

198 صحيح البخارى: كتاب الطب، هل يستخرج السحر؟ ... ، رقم الحديث: 5765

199 صحيح البخارى: كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم إذا سئل أي الناس أعلم ... ، رقم الحديث: 122

200 إرشاد الفحول:1/ 25

201 المستصفى من علم الأصول: 1/ 83

202 يوسف 12: 40

203 الأنعام 6 : 62

204 المائدة 5 : 48

205 المائدة5 : 44

206 إرشاد الفحول: 1/ 25، الوجيز في أصول الفقه :1/ 69، 70

207 البحر المحيط :1/ 26

208 أصول الفقه: ص 73

209 الوجيز في أصول الفقه: ص 71

210 آل عمران 3 : 9

211 الأنبياء 21 : 23

212 أصول الفقه لأبي زهرة: ص72

213 النحل 16: 90

214 الأعراف 7 : 157

215 إرشاد الفحول : 1/ 29

216 البقرة 2 : 284

217 البقرة 2 : 286

218 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲

فصل دوم

کتاب اللہ (قرآن کریم)

مبحث اول: شریعت و نظام میں قرآن کا مقام

مبحث دوم: قرآن کریم اور اس کی قرآءات

مبحث سوم: قرآن کریم میں احکام الٰہی کا اسلوب

مبحث چہارم: قرآن کریم کی دلالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

شریعت و نظام میں قرآن کا مقام

فقہ اسلامی کا پہلا ماخذ قرآن حکیم ہے ۔قرآن کی متعدد آیات میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ کتاب اللہ اسلامی قانون کا اوّلین بنیادی ماخذ ہے۔ یہ آیات اس قدر واضح ہیں کہ ان میں کسی تاویل اور اختلاف رائے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل آیات بطور خاص توجہ کی مستحق ہیں

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ﴾ (1)

''یقیناً ہم نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو سمجھایا ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا ٦٥﴾ (2)

''پس آپ کے پروردگار کی قسم یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہو، آپ کو حکم نہ بنالیں اور پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں تسلیم خم کر دیں۔''

ایک اور مقام پر ہے:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ﴾ (3) ''پس اگر تم میں باہم کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

ارشاد ربّانی ہے:

﴿أَفَحُكۡمَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ يَبۡغُونَۚ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكۡمٗا لِّقَوۡمٖ يُوقِنُونَ ٥٠﴾ (4)

''تو کیا یہ لوگ زمانہ جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں اور جو قوم یقین رکھتی ہے اللہ سے بہتر فیصلہ کس کا ہو سکتا ہے۔''

قرآن مجید میں ہے:

﴿فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُۖ وَلَا تَتَّبِعۡ أَهۡوَآءَهُمۡ﴾ (5)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ ﷺ لوگوں کے درمیان اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کریں اور ان لوگوں کی خواہش پر عمل نہ کریں۔"

نیز فرمایا:

﴿ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِۖ يَقُصُّ ٱلۡحَقَّۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلۡفَٰصِلِينَ ٥٧ ﴾ (6)

"حکم تو اور کسی کا نہیں بجز اللہ کے، وہی حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا" ہے۔

﴿ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ ﴾ (7)

"حکم صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے یہی دین مستقیم" ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ كُلُّ شَيۡءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجۡهَهُۥۚ لَهُ ٱلۡحُكۡمُ وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ٨٨ ﴾ (8)

"اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر نہ پکارو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی ذات کے سوا ہر شے فنا ہونے والی ہے حکومت صرف اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَا ٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِيهِ مِن شَيۡءٖ فَحُكۡمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِۚ ﴾ (9)

جس چیز میں بھی تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔"

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذَا دُعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ أَن يَقُولُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۚ ﴾ (10)

"ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ کہہ اٹھتے ہیں، ہم نے سن لیا اور مان لیا۔

سورۃ المائدہ میں فرمایا:

﴿وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ٤٧ ﴾ (11)

"جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔"

﴿ وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ٤٥ ﴾ (12)

"جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم" ہیں۔

﴿وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ ٤٤ ﴾ (13)

اور "جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی احکام

قرآن کریم میں نازل کردہ احکام کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: اصولی احکام، اجمالی احکام اور تفصیلی احکام۔ یہاں ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے گا تاکہ ان کا سمجھنا آسان ہو۔

اصولی احکام

اس قسم کے تحت قرآن مجید کے وہ بنیادی اصول آتے ہیں جو تمام مسلمانوں کے لیے قیامت تک دستور عمل ہیں اور جو اسلامی قانون سازی میں رہنمائی کا کام دیتے ہیں۔ انہی اصول کے تحت ہر زمانے میں مجتہدین اپنے دور کے حالات وضروریات کے مطابق ان مسائل میں احکام کا استنباط کرتے چلے آرہے ہیں جن کے متعلق قرآن وسنت میں کوئی واضح احکام موجود نہیں ہوتے۔ مختلف مسائل، واقعات، معاملات اور اقوام وماحول کے اختلاف کی بنا پر مختلف صورتیں اور نوعیتیں پیش آتی ہیں۔ اسلام ایسا دین فطرت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرماتے ہوئے بہت سے مسائل واحکام کو اس وقت کے مجتہدین کرام کے اجتہاد وتحقیق پر چھوڑ دیا ہے تاکہ وقتی ضرورت اور حاجات کے پیش نظر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل ان اصول سے مستنبط کر سکیں۔

وہ عام قواعد اور اصول جو قانون سازی اور احکام اخذ کرنے کی بنیاد ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

1 باہمی مشاورت

باہمی مشورہ کرکے مکمل حق وانصف کو تلاش کرنا تاکہ راہ حق پر رہتے ہوئے حصول مقصد میں افراط وتفریط سے کلی طور پر مامون ومحفوظ ہو کر جو بھی حکم مستنبط کیا جائے وہ حق وصداقت پر مبنی ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾[140]

"اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (15)

"اور ان سے کام میں مشورہ لیجئے۔"

عہد رسالت مآب ﷺ کا جائزہ لیں تو احساس ہوتا ہے کہ اس دور میں میں ایسے معاملات پیش آتے تھے جن میں آپ ﷺ کو نبی ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کی ضرورت پیش آتی تھی۔ یہ امر موقعہ وحالات کی مناسبت سے ضروریات وحاجیات کے مطابق اجتہاد پر دلالت کرتا ہے جس سے اس طرف مزید رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ ہر دور میں مجتہدین عصر اجتہاد سے استنباط احکام کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ عدل وانصاف

اس سے مراد حقوق و فرائض ادا کرنے اور احکام پر عمل کرنے میں عدل و انصاف اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے درمیان عدل کا حکم دیا ہے اور اس امر کی تاکید فرمائی ہے۔ فیصلہ کرنے یا گواہی دینے میں نفسانی خواہش کی پیروی کرنے سے یہاں تک منع فرمایا ہے کہ خواہ فیصلہ کرنے والے کا ذاتی نقصان ہی کیوں نہ ہو پھر بھی نہ چھوڑا جائے۔ اس معاملہ میں قریب و بعید، امیر، غریب اور اپنے پرائے کی تمیز کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ ﴾ (16)

"بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

ایک دوسری جگہ پر اسی سلسلہ میں مزید توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ بِٱلۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۡ أَوِ ٱلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَۚ إِن يَكُنۡ غَنِيًّا أَوۡ فَقِيرٗا فَٱللَّهُ أَوۡلَىٰ بِهِمَاۖ فَلَا تَتَّبِعُواْ ٱلۡهَوَىٰٓ أَن تَعۡدِلُواْۚ وَإِن تَلۡوُۥٓاْ أَوۡ تُعۡرِضُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِيرٗا ١٣٥﴾ (17)

"اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ، اگرچہ گواہی اپنے یا باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا محتاج تو اللہ ان دونوں کا زیادہ خیر خواہ ہے (تم سے) سو تم انصاف کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، اگر تم واقعات کو پورا بیان نہ کرو گے یا منہ پھیر لو گے تو بے شک اللہ تمہارے کام سے باخبر ہے۔"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلۡقِسۡطِۖ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَـَٔانُ قَوۡمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعۡدِلُواْۚ ٱعۡدِلُواْ هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰۖ ﴾ (18)

" اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کو کھڑے ہو جایا کرو اور کسی قسم کی دشمنی تمہیں آمادہ نہ کرے اس پر کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو، یہ (انصاف کرنا) تقوی سے قریب تر ہے۔

3۔ ذمہ داری

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے جرم کے بارے میں خود تو جواب دہ ہے لیکن دوسرے کے گناہ کی اس پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٞ وِزۡرَ أُخۡرَىٰۚ ﴾ (19)

" اور قیامت کے دن کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 تیسیر

اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیئے ہیں وہ نہایت آسان ہیں ان میں کوئی تنگی اور مشکل نہیں ہے۔ قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے کہ ان احکام سے انسانوں کو تکلیف نہیں بلکہ انہیں باہم سہولت اور آسانی پہنچانا مقصود ہے:

﴿مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُم مِّنۡ حَرَجٖ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ﴾ (20)

" اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے۔

ایک اور مقام پر اس طرح فرمایا:

﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ﴾ (21)

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر مشکل نہیں " چاہتا۔

۔بھلائی میں تعاون

یعنی ہر وہ کام جس میں امت کی بھلائی اور نفع ہو اس میں تعاون کرنا، معاملات میں خوبیوں کو اختیار اور بُرائیوں سے پرہیز کرنا۔ خود اپنی ذات اور دوسروں سے نقصان دور کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ﴾ (22)

"اور نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ "

اجمالی احکام

قرآن مجید میں کچھ احکام ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اجمال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قرآن میں ان کے اصولوں کو بیان کرنے کے بعد ان کے سلسلہ میں بار بار نصیحت اور یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے عبادات آتی ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج۔ ان کے بعد قصاص اور حلال و حرام وغیرہ۔ اگرچہ ان تمام کا ذکر اجمالاً بیان کیا گیا ہے مگر ان کی تفصیل ہمیں سنت رسول اللہ ﷺ سے وضاحت کے ساتھ مل جاتی ہے۔

1 زکوٰۃ ۔

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو مسلمان کی بُخل جیسی مذموم عادت سے منزہ کرتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مالی اور سماجی حکم ہے جو عبادت کا درجہ رکھتا ہے اس سے غرباء، مساکین اور قرض داروں کی پریشانیاں دور اور ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اسلام کے نظام زکوٰۃ میں جو فلسفہ پایا جاتا ہے امراء کے لیے تکلیف ہے اور نہ غرباء کی حالت کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں سماج کی بہت سی خرابیاں ختم اور مشکلات دور ہوتی ہیں۔ دولت چند ہاتھوں میں جمع رہنے کی بجائے پورے معاشرے میں گردش کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ (23)

"(اے نبی ﷺ!) ان کے اموال سے زکوۃ لیں کہ اس سے آپ ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہیں۔"

2۔ سزائیں

اس سے مراد اسلام کی مقرر کردہ وہ سزائیں ہیں جو سماجی اور انفرادی جرائم پر مقرر کی گئی ہیں میں کبیرہ جرائم تین ہیں: اوّل جان کا تلف کرنا، دوم عزت و آبرو پر حملہ کرنا اور سوم لوگوں کے مال پر دست درازی کرنا۔ ان کے علاوہ ظلم و تعدی کی جو بھی صورتیں ہیں وہ متذکرہ بالا تین جرائم سے کم تر ہیں۔ اسلام عین دین فطرت ہے لہٰذا اس کے قوانین و احکام بھی فطرت کے مطابق ہیں۔ بنابریں کمتر درجہ کے جرائم کے لئے اس نے کوئی مخصوص سزائیں مقرر نہیں فرمائیں بلکہ حالات و ضروریات کے مطابق ان کے لئے سزاؤں کا تعین ارباب حل و عقد اور مجتہدین عصر پر چھوڑ دیا ہے۔ ایسی سزاؤں کو شریعت اسلامی میں تعزیرات کہا جاتا ہے۔ ان کا دائرہ بہت وسیع ہے لہٰذا اس سلسلہ میں قاضیوں، حکام اور مجتہدین عصر کے لئے وسعت رکھی گئی ہے۔

مثلاً قتل عمد کی سزا قصاص ہے، ماسوا اس صورت کے کہ مقتول کا وارث خون معاف کردے یا خون بہا یعنی دیت لینے پر رضامند ہو جائے۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى﴾ (24)

"اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَكُمْ فِى ٱلْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَـٰٓأُوْلِى ٱلْأَلْبَـٰبِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾﴾ (25)

"اے عقل مندو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم (قتل سے) گریزاں رہو۔"

قرآن مجید میں قصاص کا حکم فرمایا گیا ہے مگر قصاص کی شرائط بیان نہیں کی گئیں، شرائط سنت بیان کرتی ہے۔

۔حلال وحرام

قرآن مجید نے خرید و فروخت کے احکام اجمالاً بیان کیے ہیں۔ کاروبار اور لین کی جملہ صورتوں سے اعتناء نہیں کیا گیا بلکہ اصولی راہ نمائی پر اکتفاء کیا ہے۔

ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ﴾ (26)

اور "اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سُود کو حرا "م کیا۔

قرآن مجید خرید و فروخت کو حلال بتاتا ہے لیکن اس اجمال کی تفصیل سنت سے ملتی ہے، اللہ تعالی نے سُود کو حرام ٹھہرایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کی شرائط اور اقسام بھی ہمیں سنت سے حاصل ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے احکام کی یہ اجمالی صورت ہے اور اکثر وبیشتر ایسے ہی احکام اس میں بیان ہوئے ہیں۔

تفصیلی احکام

یہ ایسے احکام ہیں جن کی تفصیلات اور جزئیات بھی قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سنت ﷺ کے بیان اور مجتہدین کے اجتہاد کی بہت کم گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ وہ احکام ہیں جن کے ذریعے اجتماعی اور قومی خرابیوں اور گناہوں سے روکا جاتا ہے۔ ان سے جماعتی بھلائی اور سماجی استحکام مقصود ہوتا ہے۔ ان احکام کے ذریعے افراد اور جماعت کی تشکیل اس نظریہ اور انداز سے کی گئی ہے کہ ان سب کو اجتماعی اور انفرادی عزت، اطمینان، تعاون، امن، فلاح، ترقی اور کامیابی کے اسباب مہیا ہو سکیں۔ یہ وہ احکام ہیں جو حالات وضرورت کے تحت نہیں بدلتے اور نہ اقوام کی تبدیلی سے ان میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔ یہ احکام تعداد میں بہت کم ہیں۔ ان میں سے بعض میراث کی مقدار اور حصص کی تفصیلات کے متعلق ہیں۔ حدود اور تعزیرات میں بعض احکام سزاؤں کے بارے میں ہیں۔ اسی طرح نکاح، طلاق، زوجین کے درمیان لعان اور محرمات نکاح اسی نوعیت کے دوسرے امور کے متعلق تفصیلی احکام ہیں۔

عائلی زندگی

قرآن مجید نے عائلی زندگی کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کی بیشتر تفصیلات وجزئیات کو صراحتاً بیان فرمایا ہے۔ یہاں ان میں سے چند نکات کی طرف نشاندہی کی جائے گی تاکہ تفصیلی احکام کی نوعیت سمجھ میں آسکے۔ جیسے ترغیب نکاح، مہر، وہ خواتین جن سے نکاح حرام ہے، اہل کتاب سے نکاح کا حلال قرار دینا، مشرکہ اور مشرک سے مسلم اور مسلمہ کا نکاح حرام قرار دینا، تعدد ازواج، طلاق، خلع اور عدت وغیرہ۔

1۔ نکاح

ترغیب نکاح کے سلسلہ میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَأَنكِحُوا۟ ٱلْأَيَـٰمَىٰ مِنكُمْ وَٱلصَّـٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا۟ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ﴾[27] ”اور تم میں سے جو مرد عورت مجرد ہوں اور جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک ہوں ان کے نکاح کرادو۔

اسی طرح نکاح کے مہر کے بارے میں ذکر فرمایا:

﴿وَءَاتُوا۟ ٱلنِّسَآءَ صَدُقَـٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ﴾[28] ”اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو۔

ایک مقام پر عائلی زندگی کے امن وسکون کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ فَوَٰحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَلَّا تَعُولُوا۟ ﴿٣﴾﴾[29]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔
یہ زیادہ قریب ہے اس بات کے کہ تم ناانصافی نہ کرو۔

2۔ طلاق

یہ عائلی زندگی کا ایک ناخوشگوار پہلو ہے ان قرآن مجید نے جس طرح میاں بیوی میں اتحاد و اتفاق کا عمدہ نظام عطا کیا ہے اسی طرح اس نے ازواج کے مابین تفریق اور طلاق کے نظام کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے فرمایا ہے

﴿ ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَأۡخُذُواْ مِمَّآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ شَيۡـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ ۖ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيمَا ٱفۡتَدَتۡ بِهِۦ ۗ ﴾ (30)

"طلاق (رجعی) دو بار تک ہے۔ سو رو کنا اچھائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے حسن سلوک کے ساتھ، اور تم کو جائز نہیں کہ اس میں سے جو تم ان عورتوں کو دے چکے ہو کچھ بھی واپس لو مگر جبکہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ کچھ معاوضہ دے کر وہ عورت طلاق لے لے"

3۔ میراث

قرآن مجید میراث کا ایک عمدہ نظام پیش کرتا ہے۔ اس نے میراث کے حق دار صرف مرد ہی نہیں ٹھہرائے بلکہ عورتوں کو بھی حق دار بنایا ہے جیسے:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٞ مِّمَّا تَرَكَ ٱلۡوَٰلِدَانِ وَٱلۡأَقۡرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٞ مِّمَّا تَرَكَ ٱلۡوَٰلِدَانِ وَٱلۡأَقۡرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ أَوۡ كَثُرَ ۚ نَصِيبٗا مَّفۡرُوضٗا ٧﴾ (31)

"جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر فوت ہوں، تھوڑا ہو یا کثیر، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے (اللہ) کے مقرر کیے ہوئے ہیں"

﴿يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَآءٗ فَوۡقَ ٱثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتۡ وَٰحِدَةٗ فَلَهَا ٱلنِّصۡفُ ۚ ﴾ (32)

"اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ عورتوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف عورتیں ہوں دو سے زیادہ تو ان سب کے لیے دو تہائی ہے جو کچھ اس (میت) نے چھوڑا اور اگر ایک ہی ہو تو اس کے لیے آدھا (ترکہ) ہے"۔

عورت کا حصہ نصف ہونے میں جو مصلحت پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ مرد کی مالی ذمہ داریاں عورت سے زیادہ ہوتی ہیں۔ کو نکاح میں مہر ادا کرنا ہوتا ہے، اسے گھر کا بندوبست اور اہل و عیال کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اٹھانا ہوتی ہے، جبکہ عورت غریب ہو یا دولت مند اسے ایسا فرض ادا نہیں کرنا ہوتا۔ شادی ہونے کی صورت میں عورت خاوند سے مہر حاصل کرتی ہے، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائیداد میں حصہ لیتی ہے اور باپ سے بھی حصہ لیتی ہے۔ وہ چاہے تو اپنی خوشی سے صرف بھی کر سکتی ہے۔

اسی طرح والدین کی میراث، زوجین کی میراث، اخیافی بہن بھائی یعنی جن کی ماں ایک اور باپ مختلف ہوں اور علاتی بہن بھائیوں کی میراث اور حقیقی بہن بھائی کی میراث وغیرہ کو صراحت سے بیان فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے تراجم کو جہاں احادیث، اقوال صحابہ، اقوال تابعین اور دیگر دلائل سے مزین فرمایا۔ وہیں پر آپ آیات احکام کو بھی تراجم ابواب کا حصہ بناتے ہیں اور قرآنی آیات سے استدلال بھی فرماتے ہیں۔ اس حوالے سے امام صاحب نے بطور خاص کتاب التفسیر خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ جس میں بہت ساری قرآنی آیات کی تفسیر محکم حوالوں سے کی گئی ہے۔ موصوف قرآنی آیات سے استشہاد فرماتے ہیں، قرآنی آیات کو بطور ترجمہ لے کر آتے ہیں اور احادیث میں وارد ان کی شرح پر خصوص طور پر توجہ فرماتے ہیں اور ان سے شرعی احکام کا استنباط فرماتے ہیں۔

امام بخاریؒ کے ہاں قانونی طور پر قرآن کا کیا مقام ہے؟ اس بات کو سمجھنے کیلئے آپ کے انداز پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ

1. آپ نے صحیح بخاری میں بہت سارے تراجم ابواب کی ابتداء ہی قرآنی آیت سے کی ہے، جیسے:

"باب من قال إن الإيمان هو العمل لقول الله تعالى: ﴿وَتِلْكَ ٱلْجَنَّةُ ٱلَّتِىٓ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾[33] وقال عدة من أهل العلم في قوله تعالى: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾[34] عن قول: لا إله إلا الله، وقال: ﴿لِمِثْلِ هَـٰذَا فَلْيَعْمَلِ ٱلْعَـٰمِلُونَ﴾[35][36]

2. ترجمہ میں آیت کے بعد اپنا یا کسی اور کا قول ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کے تحت حدیث لاتے ہیں:

"باب قول الله تعالى: ﴿ ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَـٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ ۗ﴾[37] ﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ﴾[38] وقال ابن عمر رضي الله عنهما: أشهر الحج شوال وذوالقعدة وعشر من ذي الحجة، وقال ابن عباس رضي الله عنهما: من السنة أن لا يحرم بالحج إلا في أشهر الحج، وكره عثمان رضي الله عنه أن يحرم من خراسان أو من كرمان" [39]

3. کبھی ترجمۃ الباب کے تحت صرف آیت ذکر کرتے ہیں حدیث نہیں لاتے، امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

باب من استأجر أجيرا فبين له الأجل ولم يبين العمل لقوله: ﴿إِنِّىٓ أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ٱبْنَتَىَّ هَـٰتَيْنِ ... إلى قوله: وَٱللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ﴾[40][41]

4. ترجمۃ الباب میں صرف آیت لاتے ہیں کوئی اور بات ذکر نہیں کرتے، لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب قول الله تعالى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَأۡكُلُواْ ٱلرِّبَوٰٓاْ أَضۡعَـٰفٗا مُّضَٰعَفَةٗۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ﴾ (آل عمران: 130)

مذکورہ بالا دلائل سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ امام کے نزدیک قرآن مقدس اسلامی شریعت کا اصل الاصول اور مرجع اوّل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

قرآن کریم اور اس کی قرآءات

قرآءات کا لغوی مفہوم

قراءات جمع ہے قراءۃ کی۔ لغت میں قرأ یقرأ سے قراءۃ مصدر سماعی چنانچہ کہا جاتا ہے قرأ یقرأ قراءۃ وقرآنا بمعنی تلا یعنی اس نے پڑھا، تلاوت کی سے اسم فاعل قاری آتا ہے اور قاری کی جمع قراء اور قاریون آتی ہے۔ لفظ قراءۃ سے قاراۃ بمعنی دراسۃ بھی استعمال ہوتا ہے۔ گویا دراسۃ قراءۃ سے خارج نہیں۔ اسی طرح تقرأ بمعنی تفقه بھی مستعمل ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرأ کو گہرے فہم سے تعلق ہے بلکہ دراست تلقی تفقہ معانی کو قراءت میں شامل کرنے کا فائدہ دے رہی ہے۔[440]

امام راغب اصفہانیؒ رقمطراز ہیں کہ ترتیل بعض کلمات اور بعض حروف کو بعض کے ساتھ ملانے اور جمع کر دینے کو قراءت کہتے ہیں۔[45]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ﴿١٨﴾﴾[46]

"اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم جب اس کو پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔"

اس آیت کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں کرتے ہیں:

" إذا جمعناه وأثبتناه في صدرك فاعمل به"

"جب ہم نے اس کو جمع کر دیا اور آپ کے سینے میں محفوظ کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کریں۔"

اس سے بھی قراءت کا لغوی معنی واضح ہوتا ہے۔

علامہ فیروز آبادیؒ اس کی صراحت کرتے ہیں کہ قراءۃ الشيء کا معنی ضمہ وجمعہ ہے یعنی چیز کو جمع کرنے اور ملانے کو قراءت کہتے ہیں۔ چنانچہ یہاں سے بھی لغوی معنی واضح ہو گیا۔[47]

علامہ قرطبیؒ القرآن کی تعبیر 'بہ مجفوظت' سے کرتے ہیں۔[48]

قراءت کی اصطلاحی تعریف

اصطلاح قراءت میں قراءات کی مختلف تعریفیں کی گئیں ہیں:

علامہ زرکشیؒ اصطلاحی تعریف کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اختلاف الفاظ الوحي في الحروف وكيفيته من تخفيف وتشديد وغيرها" (49)

"اس علم کو قرات کا نام دیا گیا ہے کہ جس میں وحی قرآنی الفاظ کا اختلاف اور کیفیت کو جانا جاتا ہے۔"

مثلاً تخفیف کے ساتھ یا تشدید کے ساتھ کلمہ کا وارد ہونا جیسے ﴿ يَكْذِبُون و يُكَذِّبُون ﴾"

علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"القراءات علم بكيفية أداء كلمات القرآن واختلافها بعز والناقلة" (50)

"قراءات اس علم کا نام ہے کہ جس میں ناقلین قرآن کے حوالکلماتِ قرآنیہ کے اَدا کی کیفیت اور اس کا اختلاف معلوم کیا جاتا ہے۔"

علامہ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں:

"علم يعلم منه اتفاق الناقلين لكتاب الله تعالىٰ واختلافهم في الحذف والتحريك والتسكين والفصل والوصل وغيره ذلك من هيئة النطق والإبدال وغيره من حيث السماع" (51)

"علم قراءات وہ علم ہے جس میں کتاب اللہ کے ناقلین کا اتفاق و اختلاف جو کہ حذف، تحرکات، فصل، وصل اور سماع پر موقوف کیفیات ابدال وغیرہ کے قبیل سے ہو، جانا جاتا ہے۔"

علامہ عبد الفتاح القاضی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"هو علم يعرف به كيفية النطق بالكلمات القرآنية وطريق أدائها اتفاقا واختلافا مع عزو كل وجه لناقله" (52)

قرات کا علم وہ ہے جس میں ناقل کی نسبت سے کلمات قرآنیہ کے نطق کی کیفیت معلوم کی جاتی ہے اور کلمات قرآنیہ کی اتفاقی واختلافی ادا کا طریق کار معلوم کیا جاتا ہے۔"

ڈاکٹر عبد الہادی الفضلی اپنی کتاب القراءات القرآنیة میں یوں فرماتے ہیں:

"إن القراءة هي النطق بألفاظ القرآن كما نطقها النبي ﷺ ... الخ" (53)

"علم قراءات وہ علم ہے جس سے قرآنی الفاظ کی وہ ادائیگی معلوم ہوتی ہے جو کہ آپ ﷺ کی تھی۔"

حجیت قراءات

دین اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے جس کا منبع ومصدر قرآن وسنت ہے یہ دین اسلام جہاں اللہ کے ہاں مقبول دین ہے وہاں اپنے خصائص تیسیر و آسانی اور وضاحت و تبیین کی وجہ سے مخلوق کے ہاں بھی مقبول و قابل عمل ہے۔ سرتاج رُسل ﷺ نے اس خصوصیت کا اظہار یوں فرمایا: «بُعِثْت بِالحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ» (54)

"میں ایک یکسو اور آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ پ آ ﷺ مت کے عملی لیدان میں آسانی کے مختلف پہلو پیش کئے جیسا کہ طہارت وپاکیزگی میں آسانی کا رویہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

«إن بني إسرائيل كان إذا أصاب ثوب أحدهم قرضه» (55)

"بنی سرائیل کے کپڑوں کو جب نجاست لگتی وہ (پاکیزگی کے لیے اتنا) کپڑا کاٹ دیتے۔"

جب کہ اُمت محمدیہ کے لیے پانی کو مطہر بنادیا ہے۔ عباد اکبادوں کر آسانی ہوئے فرما یا:

«وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ » (56)

" اوزمین میرے لیے پاک اور مسجد بنادی گئی ہے اس لیے میری اُمت کے جس فرد کی نماز کا وقت (جہاں بھی ہو جائے وہ اسے ادا کرلے۔ "

اور بیمار صحابی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

«صلّ قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلى جنب» (57)

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر اور اگر اتنی بھی طاقت نہیں تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ لو۔"

آسانی کے اس تسلسل کو بڑھاتے ہوئے یوں حکم فرمایا:

«إذا اشتد الحرّ فأبردوا بالصلاة» (58)

"جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھو۔"

الغرض جہاں آسانی متنوع پہلوؤں کو پیش کیا ان کے منبع صدر قرآن مجید کو آسانی کا مظہر بنایا اور فرمایا:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ﴾ "اور البتہ تحقیق ہم نے قرآن کو آسان کیا ہے۔" اور لسانی ادائیگیوں کی مشقتوں کو اُمت کے لیے تسہیلات میں بدلنے کے لیے ﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَٰهُ بِلِسَانِكَ﴾ "پس بے شک اس قرآن کو ہم نے آپ کی زبان کے ساتھ آسان کیا ہے،" کہہ کر پوری انسانیت کی آسانی کے لیے جبریل علیہ السلام کو اس وقت بھیجا جبکہ قرآن مجید تنزلات کی وادیوں طے کر رہا تھا جس نے آکر کہا:

« إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ. فَقَالَ « أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ ». ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقَالَ « أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ ». ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلاَثَةِ أَحْرُفٍ. فَقَالَ « أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ ». ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا» (59)

"اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں ﷺ نے فرمایا: میں اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں کیو ں کہ میری مُت یک حرف پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبریل علیہ السلام دوسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ آپ کو حکم د یتے ہیں کہ اُپنی مت کو دو حروف پر پڑھایئے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں اللہ سے اسعافی بخشش کا طلب گار ہوں، کیو نکہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ جبریل علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کے لیے اللہ کا حکم ہے کہ آپ ﷺ اپنی اُمت کو تین حروف پر قرآن کریم پڑھایے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر چو تھی مرتبہ جبریل علیہ السلام آے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی مُت کو سات حروف پر پڑھائیں اور جس حرف پر وہ پڑھگیں درستگی کو پالیں گے۔"

چنانچہ حکم ربانی کے تحت آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حروف سکھلائے جنہوں نے نماز اور خارج نماز میں کو معمول بنایا جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ"(60)

"میں نے آپ ﷺ کی زندگی میں ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت وفیسے پر کرتے سنا، جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں انہیں نماز میں ہی کھینچ لیتا۔ پھر میں نے صبر کیا، حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیرا۔"

میں نے ان سے اس بارے میں تکرار کی۔ پھر جب ہم یہ مسئلہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمارا موقف سننے کے بعد فریا:

« إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ» (61)

"قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے جو میسر ہو اسی کے مطابق پڑھ لو۔"

اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

" كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلاَةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَءَا فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا....." (62)

"میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز پڑھنے لگ گیا ایسی قراءت کی جس کا مجھے علم نہیں تھا۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے اس سے بھی مختلف طریقے سے پڑھا۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ان دونوں نے ایسی مختلف قراءات کی ہیں جن کا مجھے علم نہیں۔ آپ ﷺ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا جب دونوں نے پڑھا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ہر ایک کی قراءت کو سراہا۔"

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کا واسطہ دے کر فرمایا: کیا ان ہے جس نے آپ ﷺ سے «أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف» کے الفاظ سنے ہیں، تو اتنا بڑا مجمع کھڑا ہو گیا کہ اس کا شمار ناممکن تھا۔ سب نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور اس کا ہر ہر حرف شافی وکافی ہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی تمہارے ساتھ اس بات پر گواہ ہوں۔[63]

حتیٰ کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، الْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ فَاعْمَلُوا وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ فَرُدُّوهُ إِلَى عَالِمِهِ» [64]

"قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے قرآن کے بارے جھگڑا کرنا کفر ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا، پس جو تم جان لو اس پر عمل کرو اور جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کو اس کے علم رکھنے والے کی طرف لوٹا دو۔"

اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"القراءة سنة متبعة يأخذها الآخر عن الأول" [65]

" قراءت سنت متواترہ ہے جس کو خلف سلف سے اخذ کرتے ہیں ۔"

اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إن من كفر بحرف منه فقد كفر به كله" [66]

" جس نے ایک حرف کا انکار کیا اس نے پورے قرآن کا انکار کیا"

چنانچہ مذکورہ بالا دلائل کے تناظر میں قراءات توقیفی اور متواتر ہیں ان کا انکار قرآن کا انکار ہے اور قرآن کا انکار کرنے والا کفر کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ اس لیے میں جھگڑنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ ان کو تسلیم کرنا اور ان کی فہم وبصیرت کے لیے قرآنی علماء وماہرین کی طرف لوٹانا ہی قرین قیاس اور صراط مستقیم ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس وقت پوری دُنیا میں مسلمان مختلف قراءات میں قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔ حفص عن عاصم کی قراءت، جو ہمارے ہاں (برصغیر) اور عالمِ اسلام میں بڑے پیمانے پر مجالات ہے، کے علاوہ قالون عن نافع کی قراءت لیبیا، تیونس کے اکثر، اور مصر کے بعض علاقوں میں، ورش عن نافع کی قراءت الجزائر، مراکش، موریطانیہ، سینیگال، نائیجر، مالی، نائیجیریا، شمال افریقہ اور مصر، لیبیا، چاڈ، سوڈان کے بعض علاقوں اور تیونس کے مغربی وجنوبی علاقوں میں جبکہ دوری عن أبي عمرو کی قراءت سوڈان، صومالیہ، چاڈ، نائیجیریا، اریٹریا، کینیا اور عمومی طور پر سنٹرل افریقہ میں پڑھی جاتی ہے۔ ان علاقوں کے کروڑوں عام مسلمان ہماری قراءت سے ناواقف ہیں اور اپنی قراءت کو ہی قرآن سمجھتے ہیں۔ ان ممالک کی وزارات اوقاف اپنی اپنی قراءات میں قرآن کریم شائع کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں دنیا کے بڑے بڑے قراء کی مختلف قراءتوں میں تلاوتیں موجود ہیں، مختلف قراءات پر مبنی قرآن بھی سعودی حکومت ہر سال شائع کر کے تقسیم کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزاروں دینی مدارس، جامعات اور یونیورسٹیوں میں کلیات القرآن الکریم قائم ہیں جن میں قراءات سبعہ وعشرہ متواترہ پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے، اور اس کلام میں آگے پیچھے سے باطل چیز داخل نہیں ہو سکتی۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾[67]

مزید فرمایا: ﴿ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ * لا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلا مِن خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِن حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴾[68]

قراءات قرآنیہ کے سلسلہ میں امام بخاریؒ کی رائے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرءان على سبعة أحرف اور دیگر اَبواب کے تحت تقریباً آٹھ احادیث لائے ہیں، جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مضبوط مؤقف کی واضح دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں مذکورہ اَبواب کے تحت حدیث، أنزل القرءان على سبعة أحرف، کی شرح میں قراءات کو ثابت کیا ہے۔ نیز حدیث ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کی شرح میں سورۃ الفرقان کی مکمل قراءات کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔[69]

اس سلسلہ میں امام بخاریؒ کے موقف کی وضاحت کے لیے گذشتہ صفحات میں صحیح بخاری کی چند احادیث مکمل گزر چکی ہیں، ایک دو احادیث ہم سطور ذیل میں مزید پیش کرتے ہیں:

صحیح بخاری میں ایک حدیث "كتاب التفسير" اور "كتاب فضائل القرآن" میں اس طرح سے مذکور ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم میں سے کون حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم سب ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے ہیں، تو پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم میں سے سب سے زیادہ کس کو یاد ہے؟ تو انہوں نے حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے ان سے کہا کہ آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سورہ ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ﴾[70] کیسے پڑھتے ہوئے سنا ہے تو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: « والليل إذا يغشى * والنهار إذا تجلى * وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى » تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے ہوئے سنا ہے اور لوگ مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں ﴿وَمَا خَلَقَ ٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰٓ﴾[71] پڑھ لوں، اللہ کی قسم میں ان کی بات نہیں مانوں گا۔

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا أَنَّ رَسُوْلَ الله ﷺ قَالَ: أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُه، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ[72]

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے مجھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک لہجہ پر قرآن مجید کو پڑھنے کا حکم دیا، میں نے زیادہ کا مطالبہ کیا اور مسلسل زیادتی کا سوال کرتا رہا، حتیٰ کہ معاملہ سات لہجات تک جا پہنچا۔"

امام بخاریؒ کے قراءات کے متعلق موقف کی تفصیلی وضاحت کیلئے ماہنامہ رشد لاہور، قراءات نمبر میں صحیح بخاری کے تمام کتب وابواب میں موجود متعدد قراءاتِ متواترہ کی ایک فہرست بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اس فہرست میں صحیح بخاری میں روایت حفص عن عاصم کے علاوہ موجود تمام قراءاتِ متواترہ کا احصاء کیا گیا ہے، جن کی تعداد کل 182 ہے۔ امام بخاری نے ان متنوع قراءات سے مختلف ابواب میں استدلالات پیش فرمائے ہیں۔[73]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث سوم

قرآن کریم میں احکام الٰہی کا اسلوب

افعال عباد شارع کے احکام کے تناظر میں دیکھا جائے تو منطقی طور پر ان کی تین قسمیں ہوتی ہیں یا تو شارع کی طرف سے کسی کام کے کرنے کا مطالبہ ہو گا یا کسی کام سے باز رہنے کا یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا بندے کو اختیار دیا گیا ہو گا پہلی صورت میں یعنی جب کسی کام کی انجام دہی کا مطالبہ ہو تو اگر اس کے ترک پر سزا اور عقوبت کا ذکر ہو تو وہ فعل واجب ہے اور اگر سزا کا ذکر نہ ہو تو مندوب یا مستحب ہے جس فعل سے روکا گیا ہے اگر اس کے کرنے پر سزا سے ڈرایا گیا ہو تو وہ فعل حرام ہے ورنہ مکروہ اور اگر شارع نے مکلف کو اختیار دیا ہو تو فعل مباح ہے۔ (74)

قرآن حکیم نے کسی بھی فعل کو واجب یا مستحب قرار دینے کے لئے نہ تو ہر جگہ امر کا صیغہ استعمال کیا اور نہ ہی امر کا صیغہ صرف وجوب یا استحباب کے لئے لیا بلکہ جہاں طلب فعل کے لئے متعدد اسالیب اختیار کیے وہاں امر کا صیغہ متعدد تقاضوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ قرآن نے صیغہ امر سات طریقوں سے استعمال کیا ہے:

1. وجوب کے لئے: جیسے ﴿ ءَامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴾ (75) یا ﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ ﴾ (76)
2. استحباب کے لئے: جیسے ﴿ وَٱفۡعَلُواْ ٱلۡخَيۡرَ ﴾ (77) اور ﴿ وَأَحۡسِنُوٓاْ ﴾ (78)
3. اباحت کے لئے: جیسے: ﴿ فَكُلُواْ مِمَّآ أَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ ﴾ (79)
4. بہتر طریق کار اختیار کرنے کی فہمائش کے طور پر، جیسے ﴿ وَأَشۡهِدُوٓاْ إِذَا تَبَايَعۡتُمۡ ﴾ (80)
5. چیلنج اور ڈانٹ کے انداز میں، جیسے: ﴿ فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّن مِّثۡلِهِۦ ﴾ (81)
6. تہدید کے طور پر: جیسے: ﴿ وَٱسۡتَفۡزِزۡ مَنِ ٱسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُم بِصَوۡتِكَ وَأَجۡلِبۡ عَلَيۡهِم بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَوۡلَٰدِ وَعِدۡهُمۡ ﴾ (82)
7. دعا اور سوال کے لئے، جیسے: ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآ ﴾ (83)

امر حقیقت کسی کام کو لازم اور ضروری کرنے کے لئے ہے اس لئے مذکورہ بالا سات طریقوں میں سے آخری تین یعنی چیلنج، زجر و توبیخ اور دُعا کے لئے استعمال ہونے والا امر کا صیغہ بالاتفاق صرف صورۃ امر ہے حقیقۃً امر نہیں۔ نیز استحباب فہمائش اور اباحت کے لئے استعمال ہونے والا صیغہ امر بعض علماء شافعیہ کے نزدیک حقیقۃً امر کے لئے ہے لیکن امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ، جصاص رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکثر علماء وفقہاء ان صیغوں کو بھی صورۃً یا حقیقۃً امر نہیں کہتے یہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ کوئی کام کرنے کا وجوباً حکم دیا گیا ہے اور جس کا ترک معصیت کے اعتبار سے صرف پہلی قسم ہی حقیقۃً امر ہے۔ (84)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر کے اسالیب

قرآن حکیم میں طلب فعل کے لئے ہمیشہ امر کا صیغہ "افعل کذا" استعمال نہیں ہوتا بلکہ فرضیت فعل کے لئے متعدد و اسلوب اختیار کیے گئے ہیں مثلاً:

1. کہیں لفظ 'امر' کے مشتقات استعمال کئے جاتے ہیں جیسے

الف) ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ﴾ (85)

'اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ب) ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا﴾ (86)

"اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کو پہنچا دیا کرو۔"

2. کہیں 'کتب' اور اس کے مشتقات کے ذریعہ فرضیت فعل کا اظہار کیا گیا ہے۔ جیسے:

الف) ﴿كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ﴾ (87)

'اللہ نے تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا' ہے۔

ب) ﴿كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ إِن تَرَكَ خَيۡرًا ٱلۡوَصِيَّةُ﴾ (88)

"تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جاتا ہو تو اچھائی سے کر جائے۔"

ج) ﴿كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ﴾ (89)

تم پر روزے فرض کئے گئے۔

د) ﴿كِتَٰبَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡۚ﴾ (90)

اللہ نے تم پر فرض کیا۔

ھ) ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبٗا مَّوۡقُوتٗا﴾ (91)

نماز تمام مؤمنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

و) ﴿وَرَهۡبَانِيَّةً ٱبۡتَدَعُوهَا مَا كَتَبۡنَٰهَا عَلَيۡهِمۡ﴾ (92)

ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے خود ایجاد کر لی تھی۔ ہم نے ان پر اسے واجب نہ کیا۔

3. کہیں 'فرض' کا لفظ استعمال کر کے فعل کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ جیسے:

﴿قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيٓ أَزۡوَٰجِهِمۡ﴾ (93)

ہمیں وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیبیوں کے بارے میں فرض کیے ہیں۔

4. کہیں امر کے صیغہ سے فعل کو واجب کیا گیا ہے، جیسے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف) ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلۡوُسۡطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ﴾ (94)

''سب نمازوں کی بالعموم اور درمیانی نماز کی بالخصوص محافظت کرو اور اللہ کے سامنے عاجز بن کر کھڑے ہو جاؤ۔''

ب) ﴿إِذَا لَقِيتُمۡ فِئَةً فَٱثۡبُتُواْ﴾ (95)

''جب کسی جتھے سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو ثابت قدم رہو۔''

5. کبھی وجوب فعل کا اسلوب اختیار کیا جاتا ہے جیسے:

الف) ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلٗاۚ﴾ (96)

''اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ بیت اللہ کا حج ہے، جو وہاں پہنچنے کی طاقت رکھے۔''

ب) ﴿وَعَلَى ٱلۡمَوۡلُودِ لَهُۥ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ﴾ (97)

''اور بچے کے باپ کے ذمہ ہے ان کی ماؤں کا کھانا اور کپڑا قاعدے کے مطابق۔''

ج) ﴿وَعَلَى ٱلۡوَارِثِ مِثۡلُ ذَٰلِكَۗ﴾ (98)

''وارث پر بھی اسی قدر واجب ہے۔''

د) ﴿وَلِلۡمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعُۢ بِٱلۡمَعۡرُوفِۖ﴾ (99)

'' مطلقہ عورتوں کے لئے حق ہے کہ انہیں دستور کے مطابق فائدہ پہنچایا جائے۔''

6. کہیں امر کے لئے خبر کا صیغہ استعمال کیا گیا یعنی جن گوں پر کسی فعل کو واجب قرار دینا مقصود ہے ان کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ یہ کام کرتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں یہ کام کرنا چاہیے، جیسے:

الف) ﴿وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖۚ﴾ (100)

''طلاق یافتہ عورتیں اپنے کو تین حیض تک نکاح سے روکے رکھتی ہیں۔''

ب) ﴿وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنكُمۡ وَيَذَرُونَ أَزۡوَٰجٗا يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرۡبَعَةَ أَشۡهُرٖ وَعَشۡرٗاۖ﴾ (101)

''تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں، وہ بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک نکاح سے روکے رکھتی ہیں۔''

یہ اسلوب کبھی تو وجوب کے لئے ہوتا ہے اور کبھی نص میں ہی ایسا اشارہ موجود ہوتا ہے جس سے معلوم ہو کہ اس سے وجوب مراد نہیں ہے، جیسے:

﴿ وَٱلۡوَٰلِدَٰتُ يُرۡضِعۡنَ أَوۡلَٰدَهُنَّ حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِۖ لِمَنۡ أَرَادَ أَن يُتِمَّ ٱلرَّضَاعَةَۚ﴾ (102)

''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلاتی ہیں، یہ بات ان کے لئے ہے جو مدت رضاعت پوری کرنا چاہتے ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ ٱلرَّضَاعَةَ﴾ کے الفاظ اس امر کا قرینہ ہے کہ یہ رضعِ وجوب کے لئے نہیں ہے۔

7. کبھی فعل مطلوب کو کسی شرط کی جزا بنا کر ذکر کیا گیا ہے جیسے:

الف) ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (103)

" پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے۔

ب) ﴿وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ (104)

" اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے کشائش تک مہلت دی جائے۔ "

8. کہیں کسی فعل کے لئے لفظ خیر استعمال کر کے اس کا حکم دیا گیا ہے جیسے:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ﴾ (105)

لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، ان کی مصلحت کی رعایت رکھنا ہی بہتر ہے۔"

نہی کے اسالیب

قرآن حکیم نے امر کی طرح نہی (کسی فعل سے روکنے) کے لئے بھی مختلف اسلوب اختیار کئے ہیں:

1. صریح نہی کے الفاظ، جیسے:

الف) ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْىِ﴾ (106)

بے حیائی اور ظلم سے روکتا ہے۔"

ب) ﴿إِنَّمَا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ قَٰتَلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ وَظَٰهَرُوا۟ عَلَىٰٓ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ﴾ (107)

اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے ہوں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو یا نکالنے میں مدد دی ہو۔

2. صریح حرمت کے الفاظ، جیسے:

الف) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ﴾ (108)

"تم پر تمہاری مائیں حرام کر دی گئیں۔

ب) ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ ٱلْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (109)

" میرے رب نے بے حیائی کو حرام قرار دے دیا ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔

ج) ﴿ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ (110)

"یہ مسلمانوں پر حرام ہیں۔

3. کہیں کسی چیز کے بارے میں عدم حلت کی تصریح کی گئی ہے، جیسے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف) ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا۟ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًا﴾

"تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث ہو جاؤ۔"

ب) ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ﴾ (110)

"ان عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ اللہ نے جو کچھ ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے اسے چھپائیں۔"

4. کہیں نہی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے کہ فلاں کام نہ کرو۔ یا اسے چھوڑ دو وغیرہ، جیسے:

الف) ﴿وَلَا تَقْرَبُوا۟ ٱلزِّنَىٰٓ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً﴾ (112)

"بدکاری کے قریب نہ جاؤ یہ بے حیائی کا کام ہے"

ب) ﴿وَذَرُوا۟ ظَٰهِرَ ٱلْإِثْمِ وَبَاطِنَهُۥٓ﴾ (113)

"گناہ کو چھوڑ دو خواہ وہ ظاہر ہو یا چھپا ہو۔"

ج) ﴿وَدَعْ أَذَىٰهُمْ﴾ (114)

"ان کی طرف سے پہنچنے والا ایذاء کا خیال چھوڑ دو۔"

5. کہیں کسی فعل کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ نیکی ہے، جیسے:

الف) ﴿وَلَيْسَ ٱلْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا﴾ (115)

"اس میں کوئی نیکی نہیں کہ گھروں کے پچھواڑے سے گھر میں داخل ہوا کرو۔"

6. کہیں کسی فعل کو شر قرار دیا گیا ہے، جیسے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ﴾ (116)

"ہرگز خیال نہ کریں وہ لوگ جو ایسی چیزوں میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دی ہیں کہ یہ بخل ان کے لئے بہتر ہے، بلکہ وہ ان کے لئے بہت بُرا ہے۔"

کہیں کسی فعل کو نفی کے صیغہ میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد نہی ہے، جیسے:

الف) ﴿فَإِنِ ٱنتَهَوْا۟ فَلَا عُدْوَٰنَ إِلَّا عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ (117)

"اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر سختی نہیں ہو گی۔"

ب) ﴿لَا تُضَآرَّ وَٰلِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُۥ بِوَلَدِهِۦ﴾ (118)

"کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے اور نہ ہی کسی باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے۔"

7. کہیں کسی فعل کو گناہ قرار دیا گیا ہے، جیسے:

ج) ﴿وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُۥٓ ءَاثِمٌ قَلْبُهُۥ﴾ (119)

"جو گواہی کو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہو گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8. کہیں کسی فعل پر عذاب کی دھمکی اور آخرت کی سزا وعید سنائی گئی ہے، جیسے:

الف) ﴿وَٱلَّذِينَ يَكۡنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلۡفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرۡهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٖ ٣٤ يَوۡمَ يُحۡمَىٰ عَلَيۡهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوبُهُمۡ وَظُهُورُهُمۡۖ﴾ (120)

"جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دو، جس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔"

ب) ﴿ٱلَّذِينَ يَأۡكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِي يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ مِنَ ٱلۡمَسِّۚ﴾ (121)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں، قیامت کے روز نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح ایسا شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان لپٹ کر خبطی بنا دے۔"

تخییر کے اسالیب

ایسے افعال جن کے بارے میں اللہ نے بندوں کو اختیار دیا ہے، اس کے لئے بھی مختلف اسالیب استعمال کیے گئے ہیں۔

9. کہیں فعل یا متعلقات فعل کو حلال قرار دیا گیا، جیسے:

الف) ﴿أُحِلَّتۡ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلۡأَنۡعَٰمِ﴾ (122)

تمہارے لئے مویشی، چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔"

ب) ﴿أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُۖ وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ حِلّٞ لَّكُمۡ وَطَعَامُكُمۡ حِلّٞ لَّهُمۡۖ﴾ (123)

"تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے اور تمہارا ذبیحہ ان کیلئے حلال ہے۔"

10. کہیں یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں کام میں کوئی گناہ نہیں ہے، جیسے:

الف) ﴿فَمَنِ ٱضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٖ وَلَا عَادٖ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِۚ﴾ (124)

" جو شخص مضطر ہو، نہ لذت کا طالب اور نہ حدود سے تجاوز کرنے والا تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

ب) ﴿فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوۡمَيۡنِ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِۚ لِمَنِ ٱتَّقَىٰۗ﴾ (125)

"جو شخص دو دن کی جلدی کرلے اس پر کوئی گناہ نہیں جو دو دن کی تاخیر کرلے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ اس شخص کے لیے جو اللہ سے ڈرے۔"

11. کہیں گناہ کی نفی کی گئی ہے، جیسے:

الف) ﴿لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا عَلَيۡهِمۡ جُنَاحُۢ بَعۡدَهُنَّۚ﴾ (126)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر۔

ب) ﴿لَيۡسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جُنَاحٞ فِيمَا طَعِمُوٓاْ﴾[127]

"اہل ایمان اور اچھے اعمال والوں پر کوئی گناہ نہیں اس چیز کے بارے میں جو وہ کھاتے پیتے ہیں۔"

احکام بیان کا اسلوب اور امام بخاریؒ

قرآن میں بیانِ احکام کے اسلوب کے حوالے سے امام بخاریؒ نے تراجم ابواب میں کئی اسالیب صراحتاً اور ایماء لکھے ہیں، جن کے متعلق تفصیلی بحث باب ششم کی پہلی فصل میں آرہی ہے، مثلاً

1. امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔
2. "افْعَلْ" صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے۔
3. جس فعل مضارع پر لام امر آجائے وہ وجوب پر دلالت کرتا ہے۔
4. لفظ "کتب" وجوب پر دلالت کرتا ہے۔
5. نہی تحریم پر دلالت کرتا ہے۔
6. "لا تفعل" کا صیغہ نہی پر دلالت کرتا ہے۔
7. قرائن کی وجہ سے امر و نہی کو ان کے ظاہری معنی سے پھیرا جاسکتا ہے۔
8. نہی فساد پر دلالت کرتی ہے وغیرہ[128]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث چہارم

قرآن کریم کی دلالت

قرآن کریم کا رسول اللہ ﷺ سے منقول ہونا کامل تواتر سے ثابت ہے۔ یہ ایک قطعی بیانیہ ہے جو انسانی تصور کے مطابق علم ویقین کے بلند ترین مرتبہ کا پتہ دیتا ہے اس لیے وہ اپنے ہر ہر جز میں قطعی السند اور قطعی الثبوت ہے، بات امت کے مابین متفقہ ہے، لیکن اپنی دلالت میں اس کے کچھ الفاظ قطعی ہیں اور کچھ ظنی ہیں[129] گویا قرآن مجید اپنے ثبوت میں قطعی اور اپنی دلالت میں اس اعتبار سے ظنی ہے کہ اس کے عموم کی تعیین میں کئی احتمالات لغویہ وعقلیہ کا امکان ہوتا ہے جس کی سنت ایسی تشریح کرتی ہے کہ قرآن مجید کے ایسے محتمل الفاظ کا ایک معنی متعین ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید اپنی دلالت میں ذو وجہین جبکہ سنت کی تشریح سے اس کی دلالت قطعی اعتبار سے ایک معنی کو متعین کر دیتی ہے ۔ سنت کا قرآن مجید کے احکامات کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہوتا ہے؟ اس بارے میں تفصیلی بحث آئندہ فصل میں آئے گی اور اس سلسلہ میں امام بخاریؒ کی رائے کا تذکرہ بھی اس کے آخر میں آئے گا، ان شاء اللہ!

---

1 النساء 4 : 105
2 النساء 4 : 65
3 النساء 4 : 59
4 المائدة 5 : 50
5 المائدة 5 : 48
6 الأنعام 6 : 57
7 يوسف 12 : 70
8 العنكبوت 29 : 88
9 الشورى 42 : 10
10 النور 24 : 15
11 المائدة 5 : 47
12 المائدة 5 : 45
13 المائدة 5 : 44
14 الشورى 42 : 38

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15 آل عمران 3 : 159
16 النحل 16 : 90
17 النساء 4 : 135
18 المائدة 5 : 8
19 فاطر 35 : 18
20 المائدة 5 : 6
21 البقرة 2 : 185
22 المائدة 5 : 2
23 التوبة 9 : 103
24 البقرة 2 : 178
25 البقرة 2 : 179
26 البقرة 2 : 275
27 النور 24 : 32
28 النساء 4 : 4
29 النساء 4 : 3
30 البقرة 2 : 229
31 النساء 4 : 7
32 النساء 4 : 11
33 الزخرف 43 : 72
34 الحجر 15: 93
35 الصافات 37 : 61
36 صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب من قال إن الإيمان هو العمل
37 البقرة 2 : 197
38 البقرة 2 : 189
39 صحيح البخاري: كتاب الحجّ، باب قول الله تعالى: ﴿ الحج أشهر معلومات ... الخ ﴾
40 القصص 28 : 27، 28
41 صحيح البخاري: كتاب الإجارة، باب من استأجر أجيرا ...
42 آل عمران 3 : 130
43 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب قول الله تعالىٰ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَأْكُلُواْ ٱلرِّبَوٰٓاْ ... ﴾
44 المفردات في غريب القرآن: ص 492

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

45 المفردات في غريب القرآن: ص 492
46 القيامة 75 : 17، 18
47 القاموس المحيط:1 □25
48 تاج العروس:1/ 1102
49 البرهان في علوم القرآن :1 □ 318
50 منجد المقرئين : ص 3
51 اتحاف فضلاء البشر: ص5
52 البدور الزاهرة: ص 7
53 القراءات القرآنية: ص56
54 مسند أحمد: كتاب باقي مسند الأنصار، باب حديث أبي أمامة الباهلي، رقم الحديث: 21788
55 صحيح البخارى: كتاب الوضو، باب البول عند سباطة قوم، رقم الحديث: 226
56 صحيح البخارى: كتاب الصلاة، باب قول النبي جعلت لي الأرض، رقم الحديث 438
57 صحيح البخارى: كتاب الصلاة، باب إذا لم يطق قاعدا صلي عليه جنب، رقم الحديث 1117
58 صحيح البخارى: كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم الحديث 536
59 صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين و قصرها، بيان أن القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث:821
60 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث: 2419
61 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث: 2419
62 صحيح المسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب بيان أن القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث:820
63 مجمع الزوائد:5/ 153
64 مسند أحمد: 300
65 كتاب السبعة: ص50۔51
66 تفسير الطبرى: 1/ 54؛ الأبحاث: ص18؛ الباقلاني، أبوبكر(403هـ) كتاب نكت الانتصار لنقل القرآن: ص364 ، منشأة المعارف ،مصر،2008ء
67 الحجر 15 : 9
68 فصلت 41 : 42
69 فتح الباري: 11 / 27 ـ 46
70 الليل 92 : 1
71 الليل 92 : ٣
72 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن علىٰ سبعة أحرف، رقم الحديث: 4991
73 ماہنامہ رشد لاہور، قراءت نمبر2، شمارہ1، مارچ2010ء، صفحہ 22تا33

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

74 المستصفى:1/ 42
75 النساء 4 : 136
76 البقرة 2 : 43
77 الحج 22 : 77
78 البقرة 2 : 195
79 المائدة 5 : 4
80 البقرة 2 : 282
81 البقرة 2 : 23
82 الإسراء 17 : 65
83 البقرة 2 : 127
84 أصول السرخسي: 1/ 14ـ 16
85 النحل 16 : 90
86 النساء 4 : 58
87 البقرة2 : 178
88 البقرة 2 : 180
89 البقرة 2 : 183
90 النساء 4 : 24
91 النساء 4 : 103
92 الحديد 57 : 27
93 الأحزاب 33 : 50
94 البقرة 2 : 238
95 الأنفال 8 : 45
96 آل عمران 3 : 97
97 البقرة 2 : 233
98 البقرة 2 : 233
99 البقرة 2 : 241
100 البقرة 2 : 228
101 البقرة 2 : 234
102 البقرة 2 : 233
103 البقرة 2 : 184

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

104 البقرة 2 : 280

105 البقرة 2 : 220

106 العنكبوت 29 : 45

107 الممتحنة 60 : 9

108 النساء 4 : 23

109 الأعراف 7 : 33

110 النور 24 : 3

111 البقرة 2 : 228

112 الإسراء 17 : 32

113 الأنعام 6 : 120

114 الأحزاب 33 : 48

115 البقرة 2 : 177

116 آل عمران 3 : 180

117 البقرة 2 : 193

118 البقرة 2 : 233

119 البقرة 2 : 283

120 التوبة 9 :34 ـ 35

121 البقرة 2 : 275

122 المائدة 5 : 1

123 المائدة 5 : 5

124 البقرة 2 : 173

125 البقرة 2 : 203

126 النور 24 : 59

127 المائدة 5 : 93

128 تفصیل کیلئے دیکھئے: مقالہ ہٰذا: باب ششم، فصل اوّل، مبحث امر و نہی

129 إرشاد الفحول للشوكاني: 1/ 85

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳

فصل سوم

سنت رسول ﷺ (حدیث)

مبحث اول: سنت کی تشریعی حیثیت

مبحث دوم: سنت (قولی، فعلی، تقریری)

مبحث سوم: حدیث (مرفوع، موقوف، مقطوع)

مبحث چہارم: کیا حدیث و سنت میں فرق ہے؟

مبحث پنجم: قرآن و سنت کا باہمی تعلق

مبحث ششم: خبر واحد کی حجیت

مبحث ہفتم: حدیث مرسل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

سنت کی تشریعی حیثیت

سنت کا لغوی مفہوم

لغوی سطح پر سنت کا اطلاق سیرت اور طریقہ پر ہوتا ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا۔ [1] اسکی تائید درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے

«من سن في الإسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل أجر من عمل بها ولا ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة فعمل بها بعد كتب له وزر من عمل بها ولا ينقص من أوزارهم شيء» [2]

" جس شخص نے اسلام میں کسی اچھے طریقے کی بنیاد ڈالی، پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے اجر کی مثل اس کے لیے بھی اجر لکھا جائے گا اور ان لوگوں کے اجر میں سے کچھ کم نہ ہو گا اور جس شخص نے اسلام میں کسی بُرے طریقے کی بنیاد ڈالی اور اس پر اس کے بعد عمل کیا گیا تو عمل کرنے والوں کے گناہ کے مثل اس کے لیے بھی بار گناہ لکھا جائے گا اور ان لوگوں کے بار گناہ سے کچھ کم نہ ہو گا۔"

قرآن میں لفظ سنت کا استعمال طریقہ کے معنی میں ہوا ہے:

﴿ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ ٱللَّهِ تَبۡدِيلٗاۖ ﴾ [3]

اور آپ اللہ کے دستور (طریقہ) میں کوئی ردوبدل نہ پائیں گے۔

لغت میں سنت کے معنی طبیعت (عادات وخصائل) کے بھی ہوتے ہیں۔ اعشی کے مندرجہ ذیل شعر میں بعض لوگوں نے یہی معنی مراد لیے ہیں:

كريم شمائله من بني معاوية الأكرمين السنن [4]

"میرا ممدوح اچھی عادتوں کا مالک ہے۔ اس کا تعلق بنی معاویہ سے ہے، جو اچھی خصلتوں کے حامل ہیں۔

اصطلاحی تعریف

سنت پر فقہا، اصولیین، محدثین اور سیرت نگاروں نے مختلف انداز سے بحث کی اور اس کے مفہوم و معانی بیان کیے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

سنت ائمہ حدیث کے یہاں

خطیب سنت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السنة في اصطلاح المحدثين هي ما أثر عن النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو صفة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلقية أو خلقية أو سيرة" (5)

"علماے حدیث کے نزدیک سنت نبی ﷺ کے اس قول، فعل، تقریر ﷺ کی اس پیدائشی یا اخلاقی حالت کو کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے متعلق روایت کی گئی ہو۔"

جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں:

"والمراد بها في اصطلاح الشارع وأهل عصره ما دل عليه دليل من قوله أو فعله أو تقريره ولهذا جعلت السنة مقابلة للقرآن" (6)

"سنت سے مراد حضرت شارع ﷺ اور ان کے زمانے کے لوگوں کی اصطلاح میں وہ شے ہے جس کو رسول ﷺ کا قول، فعل، سکوت بتائے یہی وجہ ہے کہ سنت قرآن کے مقابل رکھی گئی" ہے۔

سنت علماے اصول فقہ کے ہاں

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ سنت کی بحث کے تحت فرماتے ہیں:

"يدخل في ذلك أقوال النبي عليه السلام وأفعاله وتقاريره" (7)

"یعنی سنت میں نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال نیز تقریرات سب داخل ہیں۔"

شیخ عبد الکریم زیدان علما اصول سے سنت کی تعریف ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"السنة ما صدر عن النبي ﷺ غير القرآن من قول أو فعل أو تقرير" (8)

"یعنی سنت ہر وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قرآن کے علاوہ آپ ﷺ کا کہنا، کیا کسی چیز کے ہونے پر خاموش رہ کر تائید کرنا۔"

عبد الوہاب خلاف کہتے ہیں:

"السنة في الاصطلاح الشرعي: هي ماصدر عن النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير" (9)

"شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ہر وہ چیز سنت کہلاتی ہے جو رسول ﷺ سے صادر ہو، خواہ قول ہو یا آپ کا فعل یا تقریر۔"

اسلامی نظام میں سنت کا مقام

قرآن کی طرح سنت بھی دین کا ماخذ، شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ چنانچہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اعلم أنه قد اتفق من يعتد به من أهل العلم على أن السنة المطهرة مستقلة بتشريع الأحكام وأنها كالقرآن في تحليل الحلال وتحريم الحرام" (10)

"معلوم ہونا چاہئے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریع احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

"إنّ ثبوت حجية السنة المطهرة واستقلالها بتشريع الأحكام ضرورة دينية ولا يخالف في ذلك الأمن لا حظ له في دين الإسلام" (11)

"سنت مطہرۃ کی حجیت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔"

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وقد أمر الله عز وجل بطاعته واتباعه أمراً مطلقاً مجملا ولم يقيّده بشيء، كما أمرنا باتباع كتاب الله ولم يقل: وَافِق كتابَ الله، كما قال بعض أهل الزيغ" (12)

"اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت واتباع کا مطلقاً حکم فرمایا ہے اور اسے کسی چیز سے مقید نہیں کیا بالکل اس طرح جیسے ہمیں کتاب اللہ (قرآن مجید) کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ نے یہ نہیں کہا ﷺ کی بات تم اس وقت مانو جب وہ اللہ کی کتاب کے موافق ہو جیسا کہ اہل زیغ کہتے ہیں۔

قرآن مجید نے وضاحت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریعی حیثیت سے جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں اس کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ۝٤ ﴾ (13)

"اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی" ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بھی اس حیثیت سے قرآن مجید کی طرح ہیں کہ دونوں کا ماخذ وحی الٰہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سنت کے صرف مضمون و معنی وحی کے ذریعے آپ کو بتلائے جاتے ہیں اور قرآن مجید کے لفظ و معنی دونوں کو وحی کے ذریعے آپ پر نازل کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ﷺ کے ذمہ یہ فرض عائد کیا کہ آپ قرآن مجید کے معانی و مضامین وضاحت سے بیان فرمائیں اور اس کے مجمل احکام کی تشریح کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ 140

" اور آپ پر بھی ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے تاکہ جو احکام لوگوں کے لئے نازل کیے گئے ہیں وہ احکام آپ ان کے روبرو خوب کھول کر بیان کر دیں۔

قرآن مجید میں کثرت سے ایسی نصوص موجود ہیں جو سنت کی اتباع، اس کی پابندی و پیروی، اس کے تشریع احکام کا ماخذ ہونے اور اس سے استخراج احکام کو بتلاتی ہیں۔ ان نصوص میں سے چند یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْۖ فَإِن تَنَـٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِۚ﴾[150]

"اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔"

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَۖ﴾ (16)

"جس نے رسول کی اطاعت کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُواْۚ﴾ (17)

"اور رسول تم کو جو کچھ دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رُک جاؤ۔"

پھر فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ (18)

"قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

سورۃ احزاب اللہ تعالیٰ اس طرح گویا ہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْۗ﴾ (19)

" اور کسی مرد اور کسی ایمان والی عورت کو یہ لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو پھر ان مؤمن مردوں اور عورتوں کو اپنے کام کا اختیار باقی رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ کی جانب سے قرآن کی تشریح کا فرض سونپا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس فرض منصبی کے مطابق توضیح و تشریح کی اور اس کے اجمالات کی تفصیل بیان فرمائیں جیسے نماز کی تعداد رکعات، اس کے اوقات اور نماز کی وضع و ہیئت، زکوٰۃ کا نصاب، اس کی شرح، اس کی ادائیگی کا وقت اور دیگر تفصیلات قرآن کریم کے بیان کردہ اجمالات کی یہ تفسیر و توضیح نبوی امت مسلمہ میں حجت سمجھی گئی اور قرآن کریم ہی کی طرح اسے واجب الاطاعت تسلیم کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ نماز وزکواۃ کی یہ شکلیں عہد نبوی سے آج تک مسلم ومتواتر چلی آرہی ہیں اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں سنت کی تشریعی حیثیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَلَّفْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا كِتَابَ الله وَسُنَّتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ» (20)

"میں تمہارے لیے اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں (اگر ان پر عمل پیرا رہے تو) ہر گز گمراہ نہیں ہوگے (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی۔ یہاں تک قیامت کے دن حوض پر دونوں ایک ساتھ وارد ہوں۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الأَمْرُ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لاَ أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ الله اتَّبَعْنَاهُ» (21)

"میں ہر گز نہ پاؤں تم میں سے کسی شخص کو کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کو میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے، خواہ میں نے کسی چیز سے منع کیا ہو یا کسی کام کے کرنے کا حکم دیا ہو اور وہ سن کر کہے کہ میں نہیں جانتا کچھ ہم کتاب اللہ میں پائیں گے اس کی پیروی کریں گے۔

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

«أَلاَ إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلاَ يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلاَلٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ أَلاَ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الأَهْلِيِّ وَلاَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.....» (22)

"خبردار رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ویسی ہی چیز بھی دی گئی ہے خبردار! ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہوا یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کا رسول حرام قرار دے وہ ویسا ہی حرام جیسے اللہ کا حرام قرار دیا ہوا۔ خبردار رہو تمہارے لیے پالتو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کچلیوں والا درندہ حلال ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا:

"اللہ تعالی نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرنے والی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کا علم قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت اُم یعقوب کو ہوا تو وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور آکر کہا:

"مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«ومالي لا ألعن من لعن رسو ل الله ﷺ ومن هو في كتاب الله»

"آخر میں کیوں نہ ان پر لعنت کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے مطابق بھی ملعون ہیں۔"

اس عورت نے کہا: میں نے سارا قرآن پڑھا ہے اس میں کہیں بھی (مذکورہ) عورتوں پر لعنت نہیں ہے جس طرح آپ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر تو قرآن کو (غور سے) پڑھتی تو اس میں ضرور یہ آیت پاتی۔

﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ﴾

وہ عورت کہنے لگی ہاں یہ آیت تو ہے۔ حضرت ابن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نبی ﷺ نے ہی (مذکورہ قابل لعنت چیزوں سے) منع فرمایا ہے۔ (23)

اس حدیث میں دیکھ لیجئے! حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو اللہ کا فرمان اور کتاب اللہ کا حکم قرار دیا اور جب اس دور کی پڑھی لکھی خاتون کو بھی یہ نکتہ سمجھایا گیا تو اس نے بھی اسے بلا تامل تسلیم کر لیا اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک نبی کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن ہی کی طرح وحی الٰہی کا درجہ رکھتے تھے۔

سنت کی تشریعی حیثیت اور امام بخاریؒ

امام موصوف کا حدیث کی تشریعی حیثیت کے اعتبار سے شریعت محمدیہ میں کیا مقام و مرتبہ تھا اس کیلئے ہم درج ذیل نکات پر بات کریں گے:

1۔ انکار حدیث کا فتنہ

کتاب اللہ سے مراد فقط قرآن نہیں بلکہ قرآن و حدیث دونوں ہیں۔

جملہ احادیث کا ماخذ قرآن کریم ہی ہے اور حدیث قرآن ہی کی تشریح ہے۔

احادیث کے بغیر صرف قرآن کریم سے دین کو سمجھنا ناممکن ہے۔

فتنہ انکار حدیث

اس دور میں سنت رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت کو چیلنج کرنے والے دو طرح کے گروہ ہیں:

1۔ پرویزیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ غامدیت

ان دونوں میں حدیث رسول ﷺ کے سلسلہ میں دو خطرناک تصورات پرویز کے بجائے غامدی کے ہیں۔ کیونکہ غامدیت نے تاویل و تشریح کے لیے ایسے اصول وضع کر رکھے ہیں جس سے حدیث رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت مجروح ہوتی ہے اور دوسری طرف وہ سراسر امت کے اجماع کے خلاف ہے۔ بلکہ عام لوگوں پر یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ حدیث نبوی ﷺ کو تشریعی اعتبار سے کوئی مقام حاصل نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک کتاب کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة اور اسی طرح ایک باب باب الاعتصام بالكتاب والسنة[24] بھی منعقد کیا ہے۔ اسی طرح امام موصوف نے باب منعقد فرمایا ہے: "باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ..."[25] اسی طرح ایک باب باندھا: "باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة لا من غير الرسول"[26] اسی طرح فرمایا: باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ[27]، باب الحجة على من قال إن أحكام النبي ﷺ كانت ظاهرة ..."[28]

ان ابواب سے امام بخاری کا مؤقف یہ ہے کہ سنت کی تشریعی حیثیت کا انکار دراصل دین کا انکار ہے۔

کتاب اللہ مراد قرآن وحدیث دونوں ہیں

جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں بہت سے صحابہ کرام موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاؤ! تمہارے لیے ایک دستاویز لکھ دوں ، جس پر چلتے رہو تو پھر تم گمراہ نہ ہوگے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ پر بیماری شدید ہو رہی ہے، ہمارے پاس قرآن موجود ہے ہمارے لیے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے ...الخ۔[29]

اس حدیث میں لفظ حسبنا کتاب اللہ موجود ہیں۔ اس سے منکرین حدیث یہ مراد لیتے ہیں کہ اس لیے فقط قرآن کافی ہے، حالانکہ یہ دینی علوم کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اصول ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ دوسرے کی تفسیر کرتا ہے ، اسی طرح احادیث بھی دیگر احادیث کی تشریح کرتی ہیں۔ امام بخاریؒ کا یہ اسلوب ہے کہ بعض اوقات مسئلہ کے انتہائی واضح ہونے کے پیش نظر قارئین پر یہ چھوڑ دیتے ہیں کہ خود بات کا ادراک کر لیں گے یا کسی اور مقام پر دیگر دلائل یا تنکیر اس طرف اشارہ فرما دیتے ہیں ان کا اسلوب ہے کہ وہ مسئلہ کو دقیق انداز میں بیان فرماتے ہیں۔ جب ایک مسئلہ آسانی سے مستنبط ہو سکتا ہے، تو اس کے لیے تراجم فرما دیتے ہیں اور کوئی باب نہیں باندھتے۔ یہاں پر بھی امام بخاریؒ نے یہی اسلوب اختیار فرمایا کہ واضح چیز کو چھوڑ کر غیر واضح چیز پر باب منعقد فرما دیا حالانکہ آپ نے جو فیصلہ فرمایا وہ قرآن میں موجود ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے اس فیصلہ کے لیے کتاب اللہ کا لفظ فرمایا اور اس چیز کی وضاحت کہ کتاب اللہ کا لفظ کتاب وسنت دونوں کے لیے بولا جاتا ہے، ایک اور موقع پر کر دی ہے۔[30]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ احادیث کا ماخذ قرآن کریم ہے اور حدیث قرآن کی تشریح ہے

امام بخاریؒ کا عام اسلوب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب قرآنی آیت کی وضاحت کیلئے عموماً حدیث لے کر آتے ہیں، جیسے

"باب قول الله تعالى: ﴿ وَيَدْرَؤُاْ عَنْهَا ٱلْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَٰدَٰتٍۭ بِٱللَّهِ إِنَّهُۥ لَمِنَ ٱلْكَٰذِبِينَ ﴾

اس باب کے تحت امام صاحب ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ والی حدیث لائے ہیں، جس کے لفظ ہیں:

"البينة أو حد في ظهرك"(31)

امام صاحب کا بلند از نگارش اس طرف اشارہ ہے کہ احادیث قرآن مقدس کی تفسیر اور تشریح ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ خوارج، معتزلہ، جہمیہ، مرجیہ، قدریہ، عثمانی، مسعودی، پرویزی ﷺ کو حضرات انبیاء کی تشریح کا حق نہیں دیتے مگر اپنے بڑوں کو یہ حق دیتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔

4۔ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے

اس نکتہ کو سمجھنے کے لیے صحیح بخاری کے درج ذیل باب کو ملاحظہ فرمائیں

باب قول الله تعالى: ﴿ وَكُلُواْ وَٱشْرَبُواْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ ﴾

اس باب میں امام بخاریؒ دو احادیث لائے ہیں ایک عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے اور دوسری سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے۔

اس حدیث میں موجود الفاظ 'سفید دھاری، سیاہ دھاری' کے عام یہ سمجھے کہ اس سے مراد عام دھاگا ہے اور اسی کے تحت صحابہ کرام نے عمل بھی کیا، مگر آپ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اس سے مراد دن اور رات ہیں۔(32)

مذکورہ چاروں نکات اور اس کے تحت پیش کردہ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ چاہے قولی ہو، فعلی ہو یا تقریری، اسلامی قانون میں واجب الاتباع ہے۔ یہ سب کچھ قرآن مقدس اور آپ ﷺ کے ارشادات سے مترشح ہے اور صحابہ، تابعین آئمہ کا اس بات پر اجماع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

سنت (قولی، فعلی، تقریری)

پچھلی مبحث میں گزرنے والی تعریفات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سنت کی تین اقسام ہیں:

1۔ سنت قولی 2۔ سنت فعلی 3۔ سنت تقریری

1۔ سنت قولی

شرعی احکام سے متعلق جو بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہو اس کو سنت قولی کہتے ہیں۔ مثلاً ﷺ نے فرمایا:

«إنما الأعمال بالنيات»[33] "اعمال کا انحصار و مدار نیتوں پر "ہے۔

نیز آپ ﷺ کا یہ ارشاد:

«لا وصية لوارث»[340] " وارث کے حق میں کوئی وصیت کرنا نہیں۔ "

2۔ سنت فعلی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عبادات یا دیگر معاملات سے متعلق ﷺ کے جو افعال نقل و روایت کئے ہوں ان کو سنت فعلی کہتے ہیں۔ مثلاً نمازوں کی ادائیگی، احکام حج، آداب صیام، یا کوفیہ اور صاع کی بناء وغیرہ۔

3۔ سنت تقریری

نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں جو کام کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے جو خاموشی اختیار کی ہو یا اس اظہار پسندیدگی فرمایا ہو اس کو سنت تقریری کہتے ہیں۔

افعال نبوی ﷺ کی حجیت و دلالت

اللہ کے رسول ﷺ کے افعال کی سات قسمیں ہیں۔ ذیل میں ہم ان قسموں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان کی حجیت و دلالت کو بھی واضح کریں گے۔[350]

1۔ بشری حرکات

پہلی قسم ان افعال کی ہے جو دل کے خیالات اور بشری حرکات پر مشتمل ہیں جیسا کہ اعضاء کا استعمال اور جسم کی حرکات۔ آپ کے افعال کی یہ ایسی قسم ہے کہ نہ تو ان کے اتباع کا حکم ہے اور نہ ہی ان کی مخالفت سے منع کیا گیا ہے اور یہ افعال امت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے اسوہ یا نمونہ نہیں بھی ہیں لیکن ان افعال سے اتنا فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے کہ یہ مباح ہیں۔

2 ۔ ایسے افعال جو عبادات سے متعلق نہیں

دوسری قسم ان افعال کی ہے جو عبادات سے متعلق نہ ہوں اور ان میں اللہ کے رسول ﷺ کی جبلت کو واضح کیا گیا ہو تو وہ نہ تو اسوہ ہیں اور نہ ہی قابل اتباع۔ جمہور علما کے نزدیک یہ افعال مباح ہیں۔

قاضی ابو بکر باقلانیؒ جماعت سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ افعال مندوب ہیں۔ غزالیؒ بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔[36] حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے اس قسم کے افعال کو تلاش کرتے تھے اور ان کی اتباع کرتے تھے۔[37]

3 ۔ احتمالی افعال

تیسری قسم ان افعال کی ہے کہ جو ہوں تو جبلی امور لیکن ان میں شریعت بننے کا احتمال موجود ہو، کیونکہ اللہ کے رسول نے ایک خاص اور معروف طریقے سے ان افعال پر ہمیشگی اختیار کی ہو ، جیسا کہ کھانا پینا اور نیند وغیرہ۔ یہ قسم اس فعل سے درجے میں کم ہے کہ جس میں تقرب الی اللہ پایا جاتا ہے اور اس فعل سے بڑھ کر ہے جس میں جبلت کا اظہار ہوتا ہے اور اس میں یہ فرض کر لیا جائے کہ مجرد فعل کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

اس قسم کے بارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مؤیدین کے قول ہیں:

1. یہ کہ ان افعال کو ان کی اصل کی طرف لوٹا کر شریعت کا حصہ نہ سمجھا جائے۔
2. یہ کہ انہیں ان کے ظاہر کی طرف پھیر اجائے اور شریعت کا حصہ تسلیم کیا جائے۔

اس بارے دوسرا قول راجح ہے۔ اس کو استاذ ابو اسحاق نے اکثر محدثین سے نقل کیا ہے انہی افعال کا منسوب شمار ہوں گے۔[38]

4 ۔ مخصوص افعال

چوتھی قسم ان افعال کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے مخصوص ہیں جیسا کہ افطار کیے بغیر ایک دن یا اس سے زائد کا مسلسل روزہ رکھنا اور چار سے زائد شادیاں کرنا۔ اس فعل میں آپ ﷺ کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔

شیخ ابو شامہ المقدسیؒ کتاب میں مباح اور واجب افعال میں فرق کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ

"ليس لأحد الاقتداء به فيما هو مباح له، كالزيادة على الأربع، و يستحب الاقتداء به في الواجب عليه كالضحىٰ والوتر وكذا فيما هو محرم عليه كأكل ذي الرائحة الكريهة، وطلاق من تكره صحبته"[39]

" کسی شخص کیلئے آپ کے ان مخصوص افعال میں آپ کی اتباع جائز نہیں ہے جو آپ کے لیے مباح تھے جیسا کہ چار سے زائد شادیاں کرنا۔ جبکہ وہ افعال جو کہ آپ کے لیے وجوب کا درجہ رکھتے تھے آپ کی اتباع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب ہے جیسا کہ چاشت اور وتر کی نماز۔ اور اسی طرح وہ افعال بھی جو آپ پر حرام کیے گئے [ان میں بھی آپ کی اتباع ہو گی] جیسا کہ ناپسندیدہ بدبودار کھانا اور جس بیوی سے صحبت میں کراہت محسوس ہو اسے طلاق دینا [آپ کے لیے حرام تھا]۔

حق بات یہ ہے کہ جس فعل کے بارے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ آپ کی ذات سے خاص ہے اس میں آپ کی اقتداء نہ ہو گی چاہے وہ جیسا بھی فعل کیوں نہ ہو۔ البتہ اس صورت میں اس فعل کی اتباع جائز ہو گی جبکہ شریعت اسے ہمارے لیے بھی مخصوص کر دے مثلاً اگر اللہ کے رسول یہ کہیں کہ یہ فعل میرے لیے تو واجب لیکن تمہارے لیے مندوب ہے تو ہم اس فعل کی اتباع اس لیے کریں گے کہ آپ نے اسے ہمارے لیے مندوب قرار دیا ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ وہ آپ کے لیے واجب ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے یہ کہا کہ یہ فعل میرے لیے مباح ہے یا میرے لیے حلال ہے اور اس کلام کا زید کسی اضافہ نہیں فرمایا تو ہمارے لیے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ وہ فعل ہمارے لیے بھی مباح یا حلال ہے جیسا کہ صوم وصال کا معاملہ ہے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم وصال کریں۔ یہ تو اس صورت میں حکم ہو گا جبکہ ہم یہ فرض کر لیں کہ کوئی ایسی دلیل وارد نہیں ہوئی جو ہمارے لیے صوم وصال کی کراہت پر دلالت کر رہی ہو۔ اور اگر اس بات پر کوئی دلیل وارد ہو رہی ہو کہ وہ فعل ہمارے حق میں مکروہ ہے جیسا کہ اللہ کے رسول سے ثابت ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے جو صوم وصال سے باز نہ آتے تھے کئی دن تک صوم وصال کو لیں صورت میں اس دلیل کی بنا پر ہمارے لیے صوم وصال جائز نہیں ہو گا اور جس نے اس مسئلے میں آپ کی اقتداء کی، جیسا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ زبیر ان کی اقتداء معتبر نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر آپ نے یہ کہا کہ یہ فعل مجھ اکیلے پر حرام اور یہ نہیں کہا کہ تمہارے لیے حلال ہے تو اس صورت میں اس فعل سے پرہیز کیا جا سکتا ہے اور اگر آپ نے یہ کہا ہو کہ یہ فعل مجھ پر حرام ہے لیکن تمہارے لیے حلال ہے تو اس صورت میں اس فعل سے پرہیز کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ کسی حلال کو ترک کر دینا تقویٰ نہیں ہے۔

5. مبہم افعال

پانچویں قسم ان افعال کی ہے جنہیں اللہ کے رسول نے وحی کے انتظار میں مبہم رکھا ہو جیسا کہ حج کی اقسام میں سے کسی ایک قسم کو معین نہ کرنا۔ اس قسم کے افعال کے بارے ایک قول تو یہ ہے کہ ان میں آپ کی اقتداء ہو گی قول یہ ہے کہ اقتداء نہیں ہو گی۔

پہلے قول کے متعلق امام الحرمین 'النہایہ' میں لکھتے ہیں:

"وهذا عندي هفوة ظاهرة، فإن إبهام رسول الله ﷺ محمول على انتظار الوحي قطعا فلا مساغ للاقتداء به من هذه الجهة"(40)

یہ [یعنی پہلا قول] میرے نزدیک صریح لغزش ہے کیونکہ اللہ کے رسول کا کسی شیء کو مبہم رکھنا قطعی طور پر وحی کے انتظار پر محمول کیا جائے گا۔ پس اس پہلو سے [ان مبہم افعال میں] آپ کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 ۔ایسے افعال جو کسی کو سزا دینے کے لیے کیے گئے

چھٹی قسم ان افعال کی ہے کہ جن میں آپ نے کسی ور کے ساتھ بطور سزا برتاؤ کیا ہو مثلاً کسی شخص نے کسی دوسرے کی املاک میں ناجائز تصرف کیا ہو اور اللہ کے رسول نے اس تصرف کرنے والے کو کوئی سزا دی ہو۔

ان افعال کے بارے اختلاف ہے کہ ان میں آپ کی اقتداء ہو گی یا نہیں۔

ایک قول تو یہ ہے کلنا میں آپ کی اقتداء جائز ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ایسے افعال میں آپ کی اقتداء سبب کی معرفت پر موقوف ہے۔

قرائن کی رو سے یہی تیسرا قول ہی درست ہے۔

لہٰذا اگر وہ سبب واضح ہو جائے جس کی وجہ سے آپ نے وہ فعل کیا ہو تو پھر اس سبب کے موجود ہونے پر آپ کے فعل کی طرح فعل جائز ہو جاتا ہے اور اگر وہ سبب ظاہر نہ ہو تو ہمارے لیے اس فعل کا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر آپ کا وہ فعل دو دعویداروں سے متعلق ہے تو یہ قضاء کے قائمقام ہو گا اور اس طرح کے میں ہمارے لیے وہی فیصلہ کرنا لازم ہو گا جو آپ نے فرمایا ہے۔

7۔بیان کردہ قسموں سے الگ افعال

ساتویں قسم ان افعال کی ہے جو سابقہ چھ قسموں کے علاوہ ہیں۔ اگر تو یہ افعال ہو بیان کے لیے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«صلوا كما رأيتموني أصلي» (41)

"نماز پڑھو جیسا کہ مجھے تم نے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

آپ کا نماز پڑھ کر دکھانا قرآنی حکم اقامت صلوۃ کا بیان ہے۔

اور اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«خذوا عني مناسككم» (42) "مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو"

آپ کا حج کے مناسک ادا کر کے دکھانا حج سے متعلقہ قرآن نصوص اور احکام کا بیان ہے۔

اور اسی طرح آپ کا کلائی سے ہاتھ کاٹنا چوری سے متعلق قرآنی آیت کا بیان ہے۔ اس قسم کے افعال بالاتفاق ہمارے حق میں دلیل ہیں اور ان کی اتباع واجب ہے۔ اور اگر یہ افعال کسی مجمل حکم کے بیان میں وارد ہوئے ہوں تو جو مجمل کا حکم ہو گا یعنی وجوب یا استحباب، تو وہی ان افعال کا بھی ہو گا جیسا کہ حج اور عمرہ کے افعال ہیں یا فرض اور کسوف کی نماز ہے۔

اور اگر یہ افعال کسی اجمال کا بیان نہ ہوں بلکہ ابتداءً وارد ہوئے ہوں اور ان کی صفت ابتداء جب آپ کے اعتبار سے واضح ہو تو علماء کا اس بارے اختلاف ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. آپ کی امت کے لیے وہ فعل ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے لیے ثابت ہے سوائے اس کے کہ اس فعل کے آپ کے ساتھ مخصوص ہونے کی کوئی دلیل ہو اور یہی قول حق ہے۔
2. عبادات میں تو امت کا وہی حکم ہے جو آپ کا ہے مگر عبادات کے علاوہ میں ایسا نہیں ہے۔
3. اس بارے توقف کیا جائے گا۔
4. ہمارے لیے اس صورت میں شریعت بنیں گے جب اس کی کوئی علیحدہ سے دلیل بھی ہو۔ (43)

اگر آپ کے کسی فعل کا آپ کے حق میں واجب، مندوب یا مباح ہونا معلوم نہ ہو البتہ یہ ظاہر ہو کہ آپ یہ کام تقرب الی اللہ کی نیت سے کیا ہے تو اس کو قبول کرنے میں کافی اختلاف ہے اور کئی ایک اقوال ہیں۔

پہلا قول

آپ کا ایسا فعل امت کے لیے واجب ہے۔

یہ قول معتزلہ کی ایک جماعت، ابن سریج، ابن خویز منداد، ابن ہریرۃ اور ابو سعید اصطخری کا ہے۔ (44)

اپنے اس قول کے حق میں انہوں نے قرآن، اجماع اور عقلی دلائل سے استدلال کیا ہے۔

قرآن سے دلائل یہ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ﴾ (45)

جو بھی تمہیں رسول دے دیں اسے لے لو اور جس سے وہ تمہیں منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔"

ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى﴾ (46)

"کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔"

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے :

﴿ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ﴾ (47)

"پس چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں"

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے :

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ ۚ﴾ (48)

"البتہ تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول [کی زندگی] میں ایک اچھا نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت [کی ملاقات] کی امید رکھتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ﴾ (49)

"تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"

اجماع سے دلیل یہ ہے:

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے رسول کے افعال کی پیروی کرتے تھے اور وہ اکثر مسائل میں اس شخص کی روایت کی طرف رجوع کرتے تھے جو اللہ کے رسول کے افعال میں کسی فعل کو نقل کرتا تھا جیسا کہ صحابہ کا اس بارے اختلاف ہو گیا کہ میاں بیوی کی شرم گاہیں بغیر انزال ہوئے ملنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے یا نہیں؟ "

اس اختلاف کے بارے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں اور اللہ کے رسول اس مسئلے میں غسل کرتے تھے۔ پس صحابہ نے حضرت کی ام المومنین رضی اللہ عنہا روایت پر اعتماد کیا اور اس مسئلے پر اجماع کر لیا۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ احتیاط اس بات کی متقاضی ہے کہ کسی بھی چیز کو اس کے بڑے مرتبے پر محمول کیا جائے اور وہ اباحت ندب اور وجوب میں صرف وجوب ہے۔

دلائل کا جائزہ

پہلی آیت ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُواْ﴾ (50) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ آیت افعال کو شامل نہیں ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں :

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ﴿وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُواْ﴾ اس بات کی دلیل ہے کہ ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ﴾ سے مراد جو اللہ کے رسول نے حکم جاری کیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ "ءَاتَىٰ" کا فعل صرف قول میں نقل ہوتا ہے۔

دوسری آیت ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى﴾ (51) کا جواب یوں دی گیا ہے کہ متابعت سے مراد اس طرح کسی فعل کو کرنا ہے جس طرح آپ نے کیا ہے۔ متابعت میں یہ بات داخل نہیں ہے کہ جو کام آپ نے کیا ہو اسے واجب خیال کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے وہ فعل واجب کی حیثیت سے کیا ہے۔

تیسری آیت ﴿فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ﴾ (52) کا جواب یہ ہے کہ اس بارے اجماع ہے کہ امر کا لفظ قول کے معنی میں حقیقت ہے اور یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے کہ اَمر کے لفظ کو فعل پر محمول کیا جائے۔

اسی طرح "أمره" میں جو ضمیر غائب ہے اس کے بارے یہ احتمال بھی موجود ہے کہ یہ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہو اور یہ مرجع دونوں مراجع میں قریب بھی ہے۔

چوتھی آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ﴾ (53) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اسوہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے فعل کو اس کی صورت اور صفت کے اعتبار سے بجالانا۔

اگر اللہ کے رسول نے کوئی کام نفل کی نیت سے کیا تو اسے واجب سمجھ کر کرنا آپ کے اسوہ کی پیروی نہ ہو گی۔ لہذا آپ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی فعل واجب شمار ہو گا جس کے وجوب پر کوئی دوسری دلیل دلا لت کر رہی ہو۔

پانچویں آیت ﴿وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ﴾[54] کا جواب یہ ہے کہ اطاعت کا مطلب حکم یا مراد کو بجالانا ہے۔ اور دونوں صورتوں میں افعال کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مامور اور مراد واجب بھی ہو سکتے ہیں مندوب بھی اور مباح بھی۔

جہاں تک اجماع صحابہ کے دعوی کا تعلق ہے تو صحابہ کا اللہ کے فعل سے واجب ہونے پر اجماع نہیں ہوا بلکہ ان کا اجماع تو اس بات پر ہوتا تھا کہ اللہ کے رسول کے افعال کی ان صفات کے ساتھ پیروی کی جائے جن کے ساتھ وہ افعال ثابت ہیں یعنی ان کا واجب، مندوب یا مباح ہونا۔ جو مثال بطور دلیل ذکر کی گئی ہے اس میں آپ کے فعل وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس مسئلے میں وجوب کچھ اور ایسے دلائل سے ثابت ہوتا ہے جو غسل جنابت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

عقلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ احتیاط کو اس وقت مقدم کیا جائے گا جبکہ وہ قطعی طور پر غرر اور دھوکے سے پاک ہو اور یہاں یہ صورتحال نہیں ہے کیونکہ اس فعل میں یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ وہ امت کے لیے حرام ہو اور جب یہ احتمال موجود ہو گا تو اسے واجب قرار دینا احتیاط نہیں ہے۔

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے ایسے افعال مندوب ہیں۔

امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے 'البرہان' میں اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے 'المحصول' یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے 'البحر المحیط' میں نقل کیا ہے کہ اس قول کو قفال اور ابو حامد مروزی نے بھی بیان کیا ہے۔[55]

ان علما نے بھی قرآن اجماع اور عقلی دلائل سے استدلال کیا ہے۔

قرآن میں دلیل یہ آیت مبارکہ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْآخِرَ﴾[56]

"البتہ تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول [کی زندگی] میں ایک اچھا نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت [کی ملاقات] کی امید رکھتا

ان کا کہنا ہے کہ اگر آپ کے اسوہ حسنہ کی اقتداء واجب ہوتی تو "لکم" کی بجائے "علیکم" کے الفاظ ہوتے۔ "لکم" کے الفاظ وجوب پر دلالت نہیں کرتے۔ مزید براں اللہ تعالی نے آیت مذکورہ میں آپ کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی اقتداء کرنے کا پہلو نہ کرنے پر راجح ہے۔ لہذا یہ مباح بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ مباح میں کسی کام کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہوتا ہے جبکہ یہاں تو آپ کی اقتداء پر ابھارا جا رہا ہے۔

جہاں تک اجماع کی دلیل کا معاملہ ہے تو ہر زمانے کے لوگ اللہ کے رسول کی اقتداء اور پیروی میں ایک دوسرے سے مطابقت اختیار کرتے ہیں اور امت کا یہ فعل اس کی دلیل ہے کہ ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ کا فعل ندب [یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استحباب] کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ ندب وہ کم از کم مفہوم ہے جو کسی فعل میں رجحان کے پہلو کو شامل ہو۔

جہاں تک عقلی دلیل سے استدلال کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ آپ کا فعل یا تو نہ کرنے کے مقابلے میں راجح ہو گا یا اس کے برابر ہو گا یا اس فعل کا کرنا نہ کرنے سے کم تر ہو گا اور نہ کرنا بہتر ہو گا۔

ان تینوں صورتوں میں پہلی صورت ہی متعین اور طے شدہ ہے، کیونکہ دوسری دو صورتوں میں اس فعل کا بے کار اور عبث ہونا لازم آئے گا اور آپکے فعل کا بے کار اور عبث ہونا ممکن نہیں ہے۔ جب یہ متعین ہو گیا کہ آپ کے فعل کا کرنا نہ کرنے پر راجح ہے تو یہ راجح بعض اوقات واجب ہوتا ہے اور بعض اوقات مندوب اور تاکید مندوب ہونا تو یقینی ہے، کیونکہ یہ کم از کم درجہ ہے۔

آیت مبارکہ کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ کو اسوہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کو اس طور پر سرانجام دیا جائے جس پر آپ اسے بجالائے ہیں۔ پس اگر آپ نے کسی فعل کو واجب یا مباح سمجھ کر کیا ہو اور ہم نے اسے مندوب سمجھ کر کیا ہو تو اللہ کے رسول کی اقتداء حاصل نہ ہو گی یعنی ظاہری عمل کے ساتھ نیت میں بھی آپ کی اقتداء ضروری ہے۔

اجماع کی دلیل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ صحابہ مجرد آپ کے فعل سے استدلال کیا ہے کیونکہ بات کا احتمال موجود ہے کہ انہوں نے آپ کے فعل کے ساتھ بعض دوسرے قرائن کو بھی پایا ہو۔

عقلی دلیل کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ مباح کا کرنا عبث اور بے کار کام ہے، کیونکہ بے کار کام وہ ہوتا ہے جس میں کوئی مقصدیت نہ ہو۔ جب کسی مباح کام میں کوئی نفع منفعت حاصل ہوتی ہو تو اسے بے کار نہیں کہیں گے۔

تیسرا قول

تیسرا قول اباحت کا ہے۔ امام رازیؒ نے 'المحصول' میں کہا ہے کہ یہ امام کا قول ہے اور امام جوینیؒ نے اس مقام پر اباحت کا قول بیان ہی نہیں کیا ہے۔ ابن حاجب اور علامہ آمدیؒ نے بھی اسے آپ کے افعال کی کم تر حالت پر محمول کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔[57]

جو علما اباحت کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات تو ثابت ہے کہ آپ اس فعل کو بجالائے ہیں اور عصمت انبیاء کے عقیدہ کی وجہ سے یہ درست نہیں ہے کہ کوئی فعل آپ سے بطور گناہ صادر ہو، پس ثابت ہوا کہ وہ فعل یا تو مباح ہو گا یا مندوب یا واجب۔ اور یہ تینوں اقسام فعل سے گناہ کو دور کرنے میں مشترک ہیں اور جہاں تک فعل کے رجحان کا معاملہ ہے تو اس کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اس فعل کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا مباح ہونا یقینی امر ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ محل نزاع یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے اس فعل کو کرتے ہوئے تقرب الی اللہ کا قصد کیا ہے اور جب تقرب الی اللہ کا قصد ظاہر ہو گیا تو اباحت کے قول کے منافی ہے، کیونکہ مباح میں تقرب الی اللہ کی نیت نہیں ہوتی۔ اگر تقرب الی اللہ کا قصد اباحت کے منافی نہ ہو تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ تقرب الی اللہ کے قصد کے ظاہر ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی معنی نہیں ہے۔

چوتھا قول

چوتھا قول توقف کا ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے 'المحصول' میں کہا ہے کہ یہ قول امام صیرفی اور اکثر معتزلہ کا ہے اور یہی قول پسندیدہ ہے۔ ابو اسحاق نے اس کو اکثر شافعیہ اور ابو بکر دقاق سے اسی قول کو پسند کیا ہے ابو طیب طبری نے بھی اختیار کیا ہے اور اپنی کتاب 'اللمع' میں اسے صیرفی اور اکثر متکلمین کا مذہب قرار دیا ہے [58]

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق اپنے موقف کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"أنه له معنى للوقف في الفعل الذي قد ظهر فيه قصد القربة، فإن قصد القربة يخرجه عن الإباحة إلى ما فوقها، والمتيقن مما هو فوقها: الندب"[59]

کہ جس فعل میں آپ نے تقرب الی اللہ کی نیت کا اظہار کیا ہو تو اس میں توقف کا قول جائز نہیں ہے۔ اسی طرح تقرب الی اللہ کی نیت کرنا اس فعل کو اباحت سے اوپر کے درجے کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور اباحت سے اوپر کے درجات میں یقینی درجہ ندب کا ہو سکتا ہے ۔

تقریری سنت کی حجیت

تقریری سنت کی صورت یہ ہے کہ حضور نبی ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا لیکن آپ ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا ہو تو وہ تقریری سنت کہلائے گی۔ آپ کا یہ اقرار درج ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے:

1. آپ ﷺ کی طرف سے مکمل خاموشی ہو، جو اکثر حالات میں نظر آتی ہو۔
2. کسی بات پر خوشی کا اظہار ہو۔
3. قول کے ذریعے تائید کی ہو جیسے کہا ہو : 'أصبت السنة'

"یعنی تم نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔"

4. آپ ﷺ کی طرف سے کسی بات پر استحسان اور رضامندی کا اظہار ہو۔[60]
5. امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ تقریر کی صورت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"أن يسكت النبي ﷺ عن إنكار قول قيل بين يديه، أو في عصره، و علم به، أو يسكت عن إنكار فعل بين يديه، أو في عصره، وعلم به، فإن ذلك يدل على الجواز و ذلك كأكل العنب بين يديه" [61]

یہ کہ اللہ کے رسول کے سامنے کوئی بات کہی گئی ہو اور آپ نے اس کا انکار کیا یا آپ کے زمانے میں کوئی کام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہو اور آپ کو اس کا علم بھی ہوا ہو لیکن آپ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ کے سامنے کوئی کام ہوا ہو یا آپ کے زمانے میں کوئی کام ہوا ہو اور آپ کو اس کا علم بھی ہوا ہو لیکن آپ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔ آپ کا یہ سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قول یا فعل جائز ہے جیسا کہ آپ کے سامنے انگور کھائے گئے (اور آپ نے ان کے کھانے سے منع نہیں فرمایا اگرچہ ان انگوروں سے شراب بھی بنتی تھی)۔"

تقریری سنت کی امثلہ

نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خندق کے بعد صحابہ کو حکم دیا تھا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ کے قبیلہ میں جا کر ادا کریں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو حقیقت پر محمول کیا جب بنو قریظہ کے قبیلہ میں پہنچے تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا انہوں نے عصر کی نماز مغرب کے بعد ادا کی بعض نے سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ تھا صحابہ جلد از جلد وہاں پہنچنے کی کوشش کریں۔ انہوں نے صحیح وقت میں عصر کی نماز پڑھی جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے دونوں میں سے کسی کو بھی معتوب نہ فرمایا۔ (62)

آپ ﷺ کی خدمت میں پکی ہوئی گوہ پیش کی گئی۔ حضرت خالد بن ولید خود تھے انہوں نے گوہ کھائی لیکن آپ ﷺ نے نہ کھائی صحابہ نے دریافت کیا کیا اس کا کھانا حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"حرام تو نہیں مگر یہ ہمارے ملک میں نہیں ہوتی اس لیے میں پسند نہیں کرتا" (63)

تقریر کے حجت ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ دو مسائل میں علما نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔

پہلا مسئلہ

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر تقریر میں اس بات کی طرف رہنمائی ہو کہ فلاں قول یا فعل میں کوئی گناہ نہیں ہے تو کیا گناہ نہ ہونے کا معاملہ صرف اسی شخص یا گروہ کے ساتھ خاص ہو گا جن کے بارے آپ کی تقریر نقل ہوئی یا تمام مکلفین کے لیے عام ہو گا۔

پہلا گروہ: معاملہ اسی شخص یا گروہ کے ساتھ خاص ہو گا

دوسرا گروہ: معاملہ تمام مکلفین کے لیے عام ہو گا۔

قاضی ابو یعلیٰ کا موقف یہ ہے کہ پہلے گروہ کا قول راجح ہے، کیونکہ تقریر میں کوئی ایسا صیغہ نہیں ہوتا جو عموم پر دلالت کرتا ہو یا دوسروں کی طرف متعدی ہو جبکہ جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ تقریر اس صورت میں عام ہو گی، کیونکہ علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی ایک امتی کے حق میں کسی چیز کی حرمت ختم ہو جائے تو سب کے لیے ختم ہو جاتی ہے۔ (64)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راجح موقف

اس ضمن میں پائے جانے والے دلائل وبراہین کا مطالعہ کریں تو یہی قول حق معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ کی تقریر فرد واحد کے لیے خطاب کے حکم میں ہے اور مکلفین میں سے جو لوگ اس خطاب میں غیر مخاطب ہوتے ہیں، وہ بھی مخاطبین کی مانند ہیں۔ یہ قول امام جمہور سے نقل کیا ہے اور یہ اولیٰ ہے جب تک کہ تقریر کسی سابقہ عمومی حکم کی تخصیص کرنے والی نہ ہو جب تقریر سے کسی سابقہ عموم کی تخصیص ہو رہی ہو تو یہ تقریر اس شخص یا جماعت کے لیے ہو گی جن کے بارے یہ مروی ہے۔ اور اگر تقریر کسی ایسی چیز کے بارے ہو جس کی حرمت پہلے اگر چکی ہو تو میں یہ اس حرمت کی ناسخ ہو گی جیسا کہ اصولیین کی ایک جماعت نے اسے واضح کیا ہے اور یہی درست قول ہے۔ (65)

دوسرا مسئلہ

تقریر میں یہ بھی شامل ہے کہ کوئی صحابی یہ کہے کہ ہم اللہ ﷺ کے رسول کے زمانے میں کرتے تھے یا صحابہ آپ کے زمانے میں ایسے ایسے کرتے تھے اور یہ افعال ایسے ہوں کہ ان جیسے اعمال کا آپ کی ذات سے مخفی رہ جانا ممکن نہ ہو اگر تو وہ افعال ایسے ہوں کہ جن کا آپ کی ذات سے مخفی رہ جانا ممکن ہو تو اس صورت میں یہ تقریر میں شامل ہوگا یا نہیں اس مسئلہ میں اصولیین اور فقہا کے باہم مخالف مذاہب پائے جاتے ہیں: (66)

اصولیین کا موقف

اصولیین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ کسی قول یا فعل پر آپ کا سکوت اس وقت حجت بنتا ہے جبکہ آپ کو اس قول یا فعل کے انکار کی قدرت ہو اور اگر قدرت نہ ہو مثلاً اس قول یا فعل پر انکار کی صورت میں آپ کو جان کا اندیشہ ہو تو پھر اس پر سکوت حجت نہ ہو گا۔

فقہاء کا موقف

فقہاء کی ایک جماعت نے اس قول سے اختلاف کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ آپ کے خصائص میں یہ بات داخل ہے کہ جان کے خوف کی وجہ سے منکر کو تبدیل کرنے کا فریضہ آپ سے ساقط نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ نے آپ کے بارے آپ کی جان کی حفاظت کی خبر دی ہے:

﴿وَٱللَّهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِۗ﴾ (67)

"اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچا لے گا۔"

تقریری سنت کے بارے میں اختلافی آرا اور جمہور کا موقف سطور بالا میں وضاحت کے ساتھ آ گیا ہے۔ اب ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تقریری سنت کی حجیت کے قائل ہیں یا نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقسام سنت اور امام بخاریؒ

اس حوالے سے امام بخاریؒ کی آراء کو ہم درج ذیل نکات میں پیش کریں گے:

1. **آپ ﷺ کے اقوال کی طرح آپ ﷺ کے افعال کی پیروی لازم ہے تاآنکہ خصوص کی دلیل آجائے**
2. **خبر واحد کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے**

"كتاب الصلاة، باب ما جاء في القبلة ... " امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ لوگ قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کریں پس شام کی بجائے کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ لوگ ﷺ کے اقوال کی طرح افعال کی بھی پیروی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فعل کے آپ کے ساتھ خاص ہونے کی دلیل مل جائے۔

کوئی ایک دلیل بھی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ کسی نے اس بات کے سننے کے بعد کہ نبی ﷺ پر چہرہ مبارک کعبہ کی طرف موڑنے کا حکم نازل ہو چکا ہے آپ ﷺ کی پیروی میں کوتاہی کی ہو یا ﷺ کے افعال کو اتباع کے قابل نہ سمجھا ہو۔

اسی حدیث سے ضمنی طور پر ایک اور مسئلہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ خبر واحد کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، کیونکہ صحابہ میں سے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ ایک آدمی کے کہنے پر ہم ایک قطعی چیز کو نہیں چھوڑ سکتے۔ (68)

3. **آپ ﷺ کے اقوال حقیقت پر محمول ہوں گے یہاں تک کہ مجاز کی دلیل آجائے۔**

كتاب الشروط، باب إذا اشترط في المزارعة: إذا شئت أخرجتك

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں جہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مزارعت میں شرط لگائی جا سکتی ہے وہیں اس اصول کی طرف بھی اشارہ کر رہے ہیں:

"آپ ﷺ کے اقوال حقیقت پر محمول ہوں گے یہاں تک کہ مجاز کی دلیل قائم ہو جائے۔

اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خیبر کے یہود سے زمینیں چھوڑنے کا کہا تو بنی ابی حقیق کے ایک فرد نے کہا: اے امیر المومنین آپ ہمیں نکال رہے ہیں جبکہ نبی ﷺ نے تو ہمیں برقرار رکھا اور اموال پر عامل بنایا تھا۔ ملیا جیر الخیاط ہے کہ آپ لوگ ﷺ کی بات بھول گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اس وقت کیا ہو گا جب تمھیں خیبر سے نکال دیا جائے گا اور تمھاری اونٹنیاں تمھیں راتوں رات لے کر جا رہی ہوں گی۔" تو اس نے نبی ﷺ نے مذاق (نعوذ باللہ) فرمایا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے۔" ثابت ہوا کہ بغیر کسی دلیل کے نبی ﷺ کے اقوال کی تاویل نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ انھیں حقیقت پر محمول کیا جائے گا۔ (69)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4. جب آپ ﷺ کا فعل کسی مجمل کا بیان ہو گا تو مجمل کے حکم کا اطلاق بیان پر بھی ہو گا۔

كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ

یہ باب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ جہاں ائمہ احناف رحمہم اللہ کا اختلاف دیکھا وہاں پر انھوں نے ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ باب پر اعتراض کا موقع ہی نہ ملے۔ اور اس کے تحت حدیث ایسی لائے کہ جب باب اور حدیث میں مطابقت قائم کی جائے تو پھر مفہوم واضح ہو جائے۔ امام صاحب رحمہ اللہ باب میں جس کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں لفظ اس پر دلالت نہیں کرتے لیکن مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں ﷺ کے فعل کو نقل کیا گیا ہے جس سے یہ اشارہ کرنا مقصد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا فعل کسی اجمال کی تبیین کے لیے ہو گا تو حکم کا اطلاق بیان پر بھی ہو گا۔ (70)

5. آپ ﷺ کے افعال مجردہ وجوب یا تحریم پر دلالت نہیں کرتے ۔

"كتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت دو حدیثیں لائے ہیں۔ ان دونوں حدیثوں میں نبی کریم ﷺ کے وضو کا طریقہ نقل کیا گیا ہے۔ یعنی دونوں حدیثوں ﷺ آپ کے افعال مجردہ کا ذکر سلف صالحین یہاں سے وجوب ترتیب کی فرضیت اخذ نہیں کرتے ۔ اس کے علاوہ احناف کا نبی ﷺ کے افعال یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سے وجوب اخذ کرنا اصول فقہ کے مسلمہ قاعدہ کے خلاف ہے۔ (71)

6. فعل کے ساتھ تصریح قول سے بلیغ ہوتا ہے۔

"كتاب السهو، باب من يكبر في سجدتي السهو"

امام صاحب رحمہ اللہ نے سہو کے متعلق باب منعقد فرمایا جس کے دو حدیثیں لائے ہیں جس میں نبی ﷺ کے افعال شرعیہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ان حدیثوں کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اصول فقہ کے ایک اہم اصول کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ فعل کے ساتھ شرعی امور کی وضاحت قول سے بلیغ ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے عملی نمونہ پیش فرما دیا۔ اور یہ واضح ہے کہ دیکھی جانے والی چیز کا سنی ہوئی چیز کی بانسبت اثر دیر پا ہوتا ہے۔ (72)

7. آپ ﷺ کے فعل کو تقریر پر ترجیح ہو گی

"كتاب الجنائز .... اس میں ہمارا استدلال دو ابواب سے ہے کہ امام صاحب پہلے باب منعقد فرمایا: "باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن" اس میں دو حدیثیں لائے ہیں۔ اس کے بعد اگلا باب منعقد فرمایا: "باب من لم يظهر حزنه عند المصيبة" لیکن امام صاحب نے بابوں کی ترتیب میں اشارہ سمو دیا کہ ترجیح کس چیز کو ہو گی۔ پہلے باب کے اندر دونوں میں آپ ﷺ کے فعل کو نقل فرمایا گیا ہے جبکہ اگلے ابواب میں آپ ﷺ کی تقریر کا ذکر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترتیب سے یہ ثابت کر دیا کہ فعل کو تقریر پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجیح ہوتی ہے۔

8. بیانِ جواز کے لیے آپ ﷺ کا فعل آپ ﷺ کے حق میں مکروہ نہیں ہوگا

"كتاب الأشربة، باب الشّرب قائما"

امام صاحب اس باب میں تین حدیثیں لائے ہیں جس میں نبی ﷺ کا کھڑے ہو کر پانی پینے کا بیان موجود ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے ایک جائز کام کو عملی طور پر بیان فرمایا۔ اب یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ کام جو ہمارے لیے جائز ہے اس کا کانا آپ ﷺ کے لیے مکروہ ہے۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ امام بخاری کا اسلوب اسی قانون کی طرف اشارہ فرما رہا ہے جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔[73]

9. کسی چیز پر آپ ﷺ کی عدم مواظبت استحباب کے منافی نہیں ہوگی ۔

"كتاب التهجّد، باب صلاة الضحي في الحضر"

امام صاحبؒ اس باب کے تحت دو حدیثیں ذکر فرما رہے ہیں ایک قولی حدیث ہے جبکہ دوسری فعلی ہے۔ فعلی حدیث میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت انس نے ایک مخصوص واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا میں نے اس دن کے علاوہ آپ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس مسئلے کے کئی پہلو اور کئی جوابات ہیں مگر ہم اسی ایک پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے امام صاحب کی فقاہت کا جائزہ لیتے ہیں کہ باب میں انھوں نے مواظبت اور عدم مواظبت کے مسئلہ کو نہیں چھیڑا مگر باب کے تحت ایک ایسی حدیث نقل کر دی جو بظاہر عدم مواظبت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے قولی حدیث لا کر دوسری حدیث کے اندر پائی جانے والی کمی کو دور کر دیا اور اس سے ایک اور اشارہ فرما دیا کہ عدم مواظبت سے عدم استحباب ثابت نہیں ہوتا۔ خاص کر جب اس کے مداوا کے لیے ادلہ قولیہ موجود ہوں۔[74]

10. نبی کریم ﷺ صرف اس چیز کا ارادہ فرماتے تھے جو جائز ہوتی تھی ۔

"كتاب الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة"

امام صاحب اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں لکڑیاں لانے کا حکم دوں، لکڑیاں جمع ہو جائیں تو میں اذان دینے کا حکم دوں لوگوں میں سے ایک شخص کو امامت کا کہوں۔ اس کے بعد میں ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو نماز کے لیے نہیں آئے) اور ان کے گھر جلا ڈالوں۔

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کا یہ ارادہ فرمانا کسی بھی صورت میں ناجائز نہیں ہو سکتا یعنی آپ ﷺ صرف جائز چیز کا ہی ارادہ فرماتے ہیں۔[75]

11. قول اور فعل کے تعارض کی صورت میں تین صورتیں بنتی ہیں

"كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت ایسی حدیث لائے ہیں جس میں نبی ﷺ کا قول اور فعل ایک ہی چیز یعنی سونے کی انگوٹھی پہننے کے بارے میں ہے۔ آپ ﷺ کا فعل ہے کہ آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہنی جبکہ آپ ﷺ کا قول ہے کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی ضمن میں ایک اصول کی طرف ایماء کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے جس میں قول اور فعل کا بظاہر تعارض واقع ہو رہا ہو تو قول کو درج ذیل وجوہات کی بنا پر ترجیح دی جائے گی

1. قول کا صیغہ بخلاف فعل کے کئی معانی کا احاطہ کرتا ہے۔
2. فعل سے احتمال کو دور نہیں کیا جاسکتا، جبکہ قول سے احتمال دور کیا جاسکتا ہے۔
3. ترجیح اس وقت دی جائے گی جب خصوصیت کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔

دیگر وجوہ ترجیحات میں یہ بھی ہے کہ قول محسوس اور معقول دونوں سے تعلق رکھتا ہے جبکہ فعل صرف محسوس کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ قول کے دلیل ہونے پر کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ قول خود بخود دلالت کرنے کے قابل ہوتا ہے جبکہ فعل واسطے کا محتاج ہوتا ہے۔

فعل کی ترجیح کی صورت میں قول کے ساتھ عمل کا ترک لازم آتا ہے لیکن قول کے ساتھ عمل کرنے میں فعل پر بھی عمل ممکن ہوتا ہے۔ اس قدر نکات اور اصولوں کی طرف امام صاحب نے ایک ہی حدیث سے اشارہ فرمادیا ہے۔ (76)

12. تقریر کا حکم جواز کا ہے اور آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ باطل کام کو برقرار نہ رکھیں۔

"كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة، لا من غير الرسول"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر ایک شرعی مسئلہ کی طرف واضح طور پر اشارہ فرمارہے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کا ترک نکیر (یعنی خاموشی) حجت اور دلیل ہے۔ اس لیے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کسی باطل چیز پر سکوت اختیار فرمائیں۔ آپ ﷺ کا منسب و مقام اس بات کے متقاضی ہیں کہ آپ ﷺ امت کی رہنمائی فرمائیں۔ "من النبی" کہہ کر غیر نبی کے سکوت کے عدم حجت ہونے کو ثابت کردیا۔ اور "لا من غیر الرسول" کہہ کر اجماع سکوتی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور بالکل اس کے ساتھ مطابقت رکھنے والی حدیث لائے ہیں جو مکمل طور پر باب پر دلالت کرتی ہے۔ (77)

13. زمانہ نزول وحی میں کسی بھی ایک صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ نے ناجائز عمل پر سکوت اختیار کیا ہو۔

"كتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولى والغلام الذي لم يحتلم، لقول النبي ﷺ يؤمهم أقرؤهم لكتاب الله"

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلوب ایک اصول کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو کہ باب کے ان الفاظ سے اخذ کیا جاسکتا ہے: نابالغ لڑکے کی امامت کا باب اور ساتھ ہی اس کی دلیل ایک صحیح حدیث سے دی ہے، جس کے الفاظ ہیں کہ "یؤمهم أقرؤهم لكتاب الله" کیونکہ اس حدیث کے اندر مامور بالغ حضرات ہیں۔ پس انھوں نے ان میں سے جو قرآن کو زیادہ جاننے والا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے آگے کر دیا لانکہ وہ صحابی نابالغ تھے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ نفلی نمازیں پڑھاتے ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نزول وحی کا زمانہ تھا اور کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ جائز فعل پر خاموشی اختیار کی ہو علاوہ ازیں امام ابن حزم رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے کہ کسی صحابی سے اس بچے کی امامت پر اعتراض نہیں کیا گیا مزید براں صحابہ کی ایک جماعت اس بچے کی امامت میں نماز ادا کرنے والی تھی۔ (78)

14. تقریر پر عمل کی شرط یہ ہے کہ تصریح اس کے خلاف منقول نہ ہو

"كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة لا من غير الرسول"

امام بخاری رحمہ اللہ اس باب کے تحت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت لائے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ تو عبد اللہ بن منکدر نے کہا تو اللہ کی قسم اٹھاتا ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی قسم اللہ ﷺ کے سامنے اٹھا لیتے تھے اور آپ ﷺ انکار نہیں فرماتے تھے یہاں پر نبی کریم ﷺ کے سکوت سے استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ اس سے ماقبل آپ ﷺ سے صریح طور پر ثابت ہے کہ آپ اسکے معاملہ میں متردد تھے۔ لہٰذا اوپر والا قانون ثابت ہو گیا۔ (79)

15. شارع مکروہ چیز کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔

"كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين ... "

اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیل و قال اور کثرت سوال سے منع کیا ہے۔ یقیناً زیادہ کلام کی صورت میں زیادہ خطاؤں کا امکان ہے جبکہ اس نے زیادہ قیل و قال سے منع کیا ہے یا پھر اس سے وہ شخص مراد ہو سکتا ہے جو ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق و تفتیش کے آگے بیان کر دیتا ہے۔ کثرت سوال سے مراد ایسے سوالات کی بندش ہے جو ناممکن الوقوع ہوں اور ان کی وجہ سے تکلیف میں اضافے کا خدشہ ہو۔ اور اگر کوئی اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالنا چاہے کہ مطلقاً سوال کرنا ہی منع ہے تو یہ نقطہ نظر درست نہیں ہے۔ امام صاحب بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ نبی ﷺ سے وجود سوال کی صورت میں سوالات کیے جاتے اور آپ ﷺ ان کا جواب دیتے اور انکار نہ فرماتے۔ یہ اس قانون کی طرف اشارہ ہے کہ شارع مکروہ چیز پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ (80)

16. عدم خصوصیت اصل ہے

17. خصوصیت احتمال سے ثابت نہیں ہوتی

18. خصوصیت کے ثبوت کے بعد اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا

"كتاب الوضو، باب الماء الذي يغتسل به شعر الإنسان"

امام بخاری رحمہ اللہ یہاں پر اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ انسانی بال پاک ہیں۔ کیونکہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ غسل کرتے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالوں سے لگ کر پانی کے قطرے نہانے والی پانی میں نہ گریں ﷺ ونبی بھی ہم پنے غسل میں ایسے پانی سے اجتناب کرنا ثابت نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو اپنی داڑھی کا خلال فرمایا کرتے جس سے کچھ قطروں کا پانی میں گرنا یقینی ہوتا ہے یہ بھی بالوں کے پاک ہونے کی قوی دلیل ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ دعویٰ کر دے ﷺ آپ کے بال تو پاکیزہ تھے اور دوسرے عام لوگوں کے بالوں کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ امام صاحب اس باب سے مندرجہ بالا تین امور اور اس کے تحت حدیثوں کے ذریعے وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ (81)

19. نبی کریم ﷺ سے یہ صراحتاً ثابت ہے کہ ایسے معاملات جن میں کوئی ہدایت نہیں ہوتی تھی ان میں ﷺ اہل کتاب کی پیروی پسند فرماتے تھے۔[ابن عباسؓ]

"كتاب اللباس، باب الفرق"

امام صاحبؒ اس باب کے تحت یہ حدیث لائے ہیں:

"يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ" (82)

اس حدیث میں بالبداہت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے معاملات میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں کی گئی ہوتی تھی۔

20. قول فعل مجردۃ سے استدلال میں قوی ہوتا ہے

كتاب الحدود، باب قول الله تعالى: ﴿ والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ﴾ وفي كم يقطع ...

امام صاحبؒ اس باب پہلے قولی روایات لائے ہیں اس کے بعد فعلی روایات لے کر آئے ہیں۔ جس سے امام صاحبؒ کا منہج اور اسلوب واضح ہو رہا ہے کہ وہ چوری کے نصاب کے سلسلہ میں قولی روایات کو فعلی روایات پر ترجیح دیتے ہیں۔ (83)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث سوم

حدیث (مرفوع، موقوف، مقطوع)

منسوب الیہ کے اعتبار سے علمائے دین نے حدیث رسول ﷺ کی تین قسمیں بیان کی ہے: مرفوع، موقوف اور مقطوع۔ اس مبحث میں ہم ان تینوں اقسام کی تفاصیل بیان کریں گے۔ خاص طور پر ''قول صحابی کا'' کا تعلق چونکہ مرفوع اور موقوف دونوں بحثوں کے ساتھ ہوتا ہے، چنانچہ موضوع کی مناسبت سے قول صحابی کے اصول کو بھی اسی مبحث کے آخر میں بیان کیا جارہا ہے۔

1. حدیث مرفوع

محدثین کے نزدیک وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جو رسول ﷺ کی طرف منسوب ہو، اور اگلی صحابی بیان کرے، حدیث مرفوع کہلاتی ہے۔ اس کی چار اقسام ہیں:

1. **مرفوع قولی:** وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی فرمان بیان کیا گیا ہو۔
2. **مرفوع فعلی:** وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی عمل بیان کیا گیا ہو۔
3. **مرفوع تقریری:** وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہونے والے کسی عمل کے بارے میں بیان کیا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہ کیا ہو۔
4. **مرفوع وصفی:** وہ حدیث جس میں کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کا کوئی اخلاقی یا جسمانی وصفیان کرے، مثلاً رسول اللہ ﷺ خلقت اور اخلاق کے اعتبار سے تمام لوگوں سے افضل تھے۔ (84)

مرفوع حکمی

مرفوع حکمی وہ روایت ہے جسے ایسے صحابی نے روایت کیا ہو جو نہ اسرائیلیات روایت کرتا ہو اور نہ اس کی روایت میں کوئی ایسی بات ہو جو اجتہاد سے تعلق رکھتی ہو، مثلاً عبادات اور ثواب وعقاب سے متعلقہ امور، یعنی ظاہر میں وہ حدیث صحابی کا قول ہوتی ہے، جبکہ اس کا حکم فوع کا ہوتا ہے۔ (85)

اس میں مندرجہ ذیل قسم کی احادیث شامل ہیں:

1. صحابی کا وہ بیان جو ماضی کے حالات پر مبنی ہو، مثلاً ابتدائے تخلیق وغیرہ، یا مستقبل کے بارے میں معلومات پر مشتمل ہو، مثلاً ملاحم، فتن اور قیامت کے حالات وغیرہ بیان کیے گئے ہوں، یا متعلق الفعال پہ اجر وثواب، یا سزا وغیرہ کے بارے میں ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. صحابی کا کوئی ایسا عمل جس میں اجتہاد کا دخل نہ ہو، مثلاً حضرت ﷺ کا صلاۃ کسوف میں دو سے زیادہ رکوع کرنا۔
3. صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسے کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے یا صحابہ اس میں کوئی حرج نہ غیر سمجھتے تھے میں شرط یہ ہے کہ صحابی اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے دور کی طرف منسوب کرے، اگر عہد رسول ﷺ کی طرف نسبت نہیں ہو گی تو وہ حدیث مرفوع کے بجائے موقوف کہلائے گی۔
4. صحابی کا یہ کہنا کہ أمرنا بكذا أو نهينا عن كذا أو من السنّة كذا یعنی ہمیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہمیں اس سے منع کیا گیا یا یہ بات سنت ہے، مثلاً بعض صحابہ کا یہ بیان کہ بلال کا حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت ایک بار کہا کریں۔
5. کوئی راوی کسی صحابی سے روایت کرے اور مندرجہ ذیل الفاظ میں سے کوئی لفظ استعمال کرے:

یرفعه: یعنی وہ صحابی روایت کو رسول اللہ ﷺ سے مرفوع بیان کرتا ہے۔
ینمیه: یعنی وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتا ہے۔
یبلغ به: یعنی وہ صحابی یہ حدیث رسول ﷺ تک پہنچاتا ہے۔
روایة: یعنی وہ صحابی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتا ہے۔

6. صحابی کوئی ایسی بات بیان کرے جو تفسیر وحی پر ذکر کی گئی ہو اور اس کا تعلق کسی آیت کے سبب نزول وغیرہ سے ہو۔ یہ تمام روایات مرفوع حکمی کے ذیل میں آتی ہیں اور قابل حجت ہیں۔[86]

2حد یث موقوف

محدثین کی اصطلاح میں موقوف سے مراد وہ قول، فعل یا تقریر ہے جو صحابی کی طرف منسوب ہو۔ موقوف حدیث متصل ہو سکتی ہے اور منقطع بھی۔ اس حالت میں اسے موقوف متصل یا موقوف منقطع کہا جائے گا۔ موقوف صحابی کے ساتھ خاص اگر اصطلاح کو کسی اور شخص کے لیے استعمال کیا جائے گا تو وضاحت ضروری ہے۔[87] مثلاً

وقفه فلان على ابن سيرين أو وقفه فلان على عطاء وغيره

موقوف کو 'اثر' بھی کہا جاتا ہے اصطلاح کے مطابق مرفوع حدیث کو 'خبر' اور موقوف کو 'اثر' کہا جاتا ہے۔

موقوف حدیث کا حکم

حقیقت میں موقوف حدیث کا شمار ضعیف احادیث میں ہوتا ہے لیکن اگر اس کی سند صحابی تک صحیح ہو اور مرفوع احادیث میں سے کوئی حدیث اس کے مخالف نہ ہو تو موقوف حدیث قابل حجت

مندرجہ ذیل جملوں کے ساتھ بیان کیے گئے صحابہ کے اقوال بھی موقوف کے حکم میں داخل ہیں اور اگر یہ اقوال رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہ کیے جائیں تو ان کا حکم موقوف کا ہے:

1. كنّا لا نرى بأسا بكذا: ہم فلاں کام میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. كانوا يفعلون أو يقولون: وہ کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے۔
3. يقال كذا في عهد رسول الله ﷺ: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا جاتا تھا۔
4. من السّنة كذا: فلاں کام سنت ہے۔
5. أمرنا بكذا: ہمیں حکم دیا گیا۔
6. نهينا عن كذا: ہمیں منع کیا گیا۔[88]

موقوف حدیث، ضعیف حدیث کی تقویت کا باعث بن سکتی ہے شرطیکہ ضعف زیادہ نہ ہو، مثلاً سوء حافظہ یا قلت ضبط وغیرہ۔ اسی طرح وہ بات جو صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتے اور نہ اس میں ان کی رائے کا دخل ہے، اس کا حکم بھی مرفوع کا ہوگا۔

مثال کے طور پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول: « من لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله »[89] یا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: « من أتى عرافا أو كاهنا أو ساحرا فصدّقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ »[90]

3. حدیث مقطوع

مقطوع سے مراد وہ قول و فعل ہے جو کسی تابعی یا اس سے بعد کسی شخص کی طرف منسوب ہو۔ جیسے حسن بصری رحمہ اللہ کا قول: صل وعليه بدعته[91] کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لو، اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے۔ مقطوع روایات شرعی احکام میں حجت نہیں ہیں۔

تاہم تابعین کے اقوال اگر صحابہ کے اقوال کے خلاف نہ ہو تو قابلِ ترجیح ہیں کیونکہ یہ لوگ خیر القرون میں شامل ہیں، ان کی بات دوسروں کی بات سے بہر حال افضل قرار پائے گی۔

اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی حجیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور ہر مشکل گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ پر قرآن نازل ہوتے ہوئے دیکھا اور دین کے احکام کو براہ راست آپ سے سیکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سلسلے کی پہلی کڑی ہیں جس کے ذریعے قرآن و سنت کی شکل میں دین ہم تک پہنچا۔ قرآن مجید اور احادیث طیبہ دونوں میں متعدد مقامات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے ان کا مقام و مرتبہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

مہاجرین و انصار صحابہ کے بارے میں قرآن مجید میں ہے

﴿وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلۡأَوَّلُونَ مِنَ ٱلۡمُهَٰجِرِينَ وَٱلۡأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحۡسَٰنٖ رَّضِيَ ٱللَّهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿92﴾

" اور مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان قبول کرنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ "

شرکائے غزوہ بدر کے بارے میں ایک حدیث قدسی (جس حدیث کے الفاظ نبی اکرم ﷺ کے ہوں اور معنی و مفہوم اللہ تعالی کا ہو) میں اللہ تعالی نے فرمایا:

"اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم" (93)

جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

بیعت رضوان میں حصہ لینے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ لَّقَدْ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِى قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَٰبَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾ ﴾ (94)

"اللہ مؤمنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔ "

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«خير أمتي قرني ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم» (95)

"میری اُمت میں سب سے بہتر زمانہ میرا ہے، پھر ان کا جو اس کے بعد متصل ہوں گے، پھر ان کا جو اس کے بعد متصل ہوں گے۔"

ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«لا تسبّوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه» (96)

"میرے صحابہ کو گالی مت دو اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو میرے صحابی کے ایک مد (کلو بھر وزن) یا آدھے مد ثواب کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ "

مصادر فقہ اسلامی میں اقوال صحابہ کی حیثیت کا جائزہ لینے سے قبل اس امر کا تعین کرنا ضروری ہے کہ صحابی کسے کہتے ہیں۔

صحابی کی تعریف

علماے حدیث کے ہاں صحابی کی تعریف یہ ہے:

"هو كل من لقي النبي ﷺ مؤمنا به ومات مسلما سواء أطالت صحبته أم لم تطل" (97)

"وہ شخص صحابی ہے جو نبی کریم ﷺ پر ایمان کی حالت میں ان سے ملا اور مسلمان ہی فوت ہوا خواہ اس نے نبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کی صحبت کا زمانہ طویل پایا ہو یا مختصر۔

مشہور محدث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 856 ھ) نے صحابی کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے:

''جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور جو اسلام پر فوت ہوا۔'' (98)

علما ے اصول کے ہاں کی تعاریف

"هو كل من لقي النبي ﷺ مؤمنا به ولازمه زمنا طويلا حتى صار يطلق عليه اسم الصاحب عرفا" (99)

''ہر وہ شخص صحابی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملا اس قدر طویل عرصہ آپ کی صحبت میں گزارا ہو کہ اس پر عرف عام میں صاحب کے نام کا اطلاق ہو۔

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (م 643ھ) نے علما اصول فقہ کے ہاں صحابی کی یہ تعریف نقل کی ہے:

''جس کی نبی اکرم ﷺ کے اتباع اور آپ ﷺ سے اخذ علم کی غرض سے طویل صحبت اور کثرت مجالس ثابت ہوں۔'' (100)

محدثین نے صحابی کے لئے محض ملاقات کی شرط لگائی ہے بیٹھنا، چلنا، لین دین و معاملہ کرنا، ایک دوسرے کے پاس پہنچنا خواہ اس سے بات کی ہو یا نہ کی ہو، ایک کا دوسرے کو دیکھنا خواہ یہ دیکھنا ارادتاً ہو یا اتفاق سے ہو، سب شامل ہیں۔ (101)

اقوال صحابہ کی اقسام اور ان کی تشریعی حیثیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال میں ان کی آراء، اجتہادات، فتاوی اور فیصلے وغیرہ سب شامل ہیں صحابہ کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1. نبی ﷺ کی زندگی میں بیان کردہ قول

وہ قول جو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں بیان کیا قول کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول فرمایا یا مسترد کر دیا۔ اگر رسول اکرم ﷺ نے صحابی کی اجتہادی رائے قبول نہیں فرمائی تو ایسی رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ ﷺ نے اسے قبول فرما لیا تو یہ رائے حجت ہے اور سنت رسول ﷺ میں شمار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن کے چار آدمیوں کے ایک کنویں میں گر کر مرنے کے واقعہ میں ان کی دیتوں کا فیصلہ کیا۔ جب یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''علی نے جو فیصلہ کیا وہ درست ہے۔'' (102)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. نبی ﷺ کی وفات کے بعد بیان کردہ سنت کے مطابق قول

نبی اکرم ﷺ کے رحلت کے بعد اگر صحابی نے کسی مسئلہ میں قرآن و سنت سے کوئی شرعی حکم نہ ملنے کی وجہ سے ذاتی اجتہاد پر کوئی فتوی دیا اور وہ فتوی سنت رسول ﷺ کے عین مطابق نکلا تو ایسا فتوی سنت رسول ﷺ کے حکم میں داخل ہے او رحجت ہے۔عتبہ بن عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:

"أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ أُتِيَ فِي رَجُلٍ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ شَهْرًا أَوْ قَالَ مَرَّاتٍ قَالَ فَإِنِّي أَقُولُ فِيهَا إِنَّ لَهَا صَدَاقًا كَصَدَاقِ نِسَائِهَا لاَ وَكْسَ وَلاَ شَطَطَ وَإِنَّ لَهَا الْمِيرَاثَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَإِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ وَإِنْ يَكُنْ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَاللهُ وَرَسُولُهُ بَرِيئَانِ. فَقَامَ نَاسٌ مِنْ أَشْجَعَ فِيهِمُ الْجَرَّاحُ وَأَبُو سِنَانٍ فَقَالُوا يَا ابْنَ مَسْعُودٍ نَحْنُ نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَاهَا فِينَا فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ وَإِنَّ زَوْجَهَا هِلاَلُ بْنُ مُرَّةَ الأَشْجَعِيُّ كَمَا قَضَيْتَ. قَالَ فَفَرِحَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَرَحًا شَدِيدًا حِينَ وَافَقَ قَضَاؤُهُ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ"[103]

"ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس یہ استفتاء آیا کہ ایک کا نکاح ہوا لیکن اس میں مہر کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ اس کے شوہر کا انتقال ہوا گیا کے لئے کیا حکم ہے وہ مہر وو راثت کی مستحق ہے یا نہیں؟ چونکہ ان کو اس کے متعلق واقفیت نہ تھی اس لئے لوگوں کے ضد اور اصرار کے باوجود تقریباً ایک مہینہ تک خاموش رہے اور اس مسئلے پر غور کرتے رہے لیکن جب زیادہ کئے گئے تو بولے میرا فیصلہ یہ ہے کہ وہ مہر مثل اور وراثت کی مستحق ہے اور اس کو عدت میں بیٹھنا چاہئے، پھر فرمایا: اگر یہ صحیح ہے تو خدا کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے خدا اور اس کا رسول ﷺ اس سے بری ہے اس وقت حاضرین میں صحابی حضرت جراح رضی اللہ عنہ حضرت ابو سنان رضی اللہ عنہ موجود تھے انہوں نے اٹھ کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بروع بنت واشق کے حق میں بھی یہی فیصلہ فرمایا تھا اس فرمایا تھا اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غیر معمولی مسرت حاصل ہوئی، راوی کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جس قدر خوش ہوئے اتنا خوش ہوتے نہیں کبھی نہیں دیکھا۔"

3. نبی کریم ﷺ کے زمانے کی طرف منسوب کیا جانے والا قول

اقوال صحابہ کی ایک قسم وہ ہے جس میں کسی فعل یا ترک فعل کے بارے میں خبر ہو اور اس کی اضافت نبی اکرم ﷺ کے زمانے کی طرف ہو۔ جیسا کہ "كنا نقول ورسول الله فينا" "ہم یہ کہتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہوتے تھے۔ "یا "كنا نفعل ورسول الله فينا" "ہم ایسا کرتے تھے او راللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہوتے تھے۔"

جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ ، وَلاَ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ" (104)

"ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے کہ کوئی روزہ دار روزہ نہ رکھنے والوں کو اور نہ غیر روزہ دار روزہ والوں کو بُرا بھلا کہتا۔

اسی طرح اگر صحابی کا قول مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع ہو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"أُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الإِقَامَةَ إِلَّا الإِقَامَةَ" (105)

"حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان میں جفت کلمات کہیں اور اقامت میں سوائے قد قامت الصلوۃ کے طاق کلمات کہیں۔"

یا جیسے حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے:

"نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا" (106)

ہم عورتوں کو جنازے کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن (اس بارے میں) ہم پر زیادہ سختی نہیں کی گئی (یعنی اسے ہم پر حرام نہیں کیا گیا۔)

ایسے اقوال کے بارے میں علما کا اتفاق ہے کہ یہ شرعی حجت ہیں۔

4. ایسے مسائل جن میں عقل کا دخل نہیں

وہ اقوال جو ان مسائل سے متعلق ہوں جن کا شرعی حکم معلوم کرنے میں عقل کا دخل نہیں ہے، ان مسائل کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، ان کے اجتہادات اور ذاتی آراء پر مبنی نہیں ہیں بلکہ انہوں نے ان مسائل کا حکم نبی اکرم ﷺ سے سنا ہو گا۔

مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلاۃ کسوف میں دو سے زیادہ رکوع کیے۔ (107)

اسی طرح بعض صحابہ کا مہر کم از کم مقدار کے بارے میں کہنا کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ (108)

5. جس پر تمام صحابہ متفق ہوں

پانچویں قسم اس قول کی ہے جس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق پایا جائے۔ کسی قول پر تمام صحابہ کا اتفاق اجماع کہلاتا ہے۔ اجماع صحابہ تمام علما کے نزدیک شرعی حجت ہے۔

بہت سے مسائل ایسے ہیں جن پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا اور وہ آج اسلامی قوانین مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دادی کے لیے میراث میں چھٹے حصے کا حکم نافذ فرمایا اور اس پر اجماع صحابہ ثابت ہے۔ (109)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تجویز مانتے ہوئے شراب نوشی پر چالیس کوڑوں کے بجائے اسی کوڑوں کی سزا کا حکم جاری کیا۔ شراب نوشی پر کوڑوں کی سزا پر اجماع صحابہ منعقد ہوا۔ (110)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سور کی چربی حرام ہونے پر صحابہ کے ما بین اتفاق ہے۔ (111)

اس بات پر بھی اجماع ثابت ہے کہ مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا ۔ (112)

اجما ع صحابہ اس بات پر بھی ہے کہ وہ اراضی جس پر مسلمانوں نے جنگ اور فتح سے قبضہ کیا ہو اسے مسلمانوں کے درمیان تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ 1130

6. ذاتی رائے جس میں صحابی اکیلا ہو

اقوال صحابہ میں سے ایک قسم وہ ہے جو کسی صحابی کی ذاتی رائے اور اجتہاد پر مبنی ہو اور وہ اپنے اس صحابی قول میں اکیلا ہو، اس قول پر اجماع صحابہ ثابت نہ ہو۔ علما کے مابین اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ایسا قول شرعی حجت ہے یا نہیں۔

قائلین کے دلائل

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾ 1140

”دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔“

اس آیت میں تمام امتوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو فضیلت دی گئی ہے۔ ان کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ معروف کا حکم دیتے ہیں اور معروف و نیکی میں حکم ماننا واجب ہے۔

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ 1150

”اور اس طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔“

اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عادل ہونا ثابت ہے۔ (116)

چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عدالت مطلقہ کے درجے پر فائز ہیں اس لیے ان کی اطاعت واجب ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِىَ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾﴾ 1170

” جو اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامے گا وہ ضرور راہ پالے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا۟ ۖ وَكَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾﴾ 1180

”اور جب انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیات پر یقین لاتے رہے تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا پیدا کیے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کے جس وصف کی تعریف کی گئی ہے، نبی اکرم ﷺ کے صحابہ اس کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ وہ تمام امتوں سے زیادہ کامل یقین رکھنے والے اور صابر تھے۔ لہٰذا اصحاب رضی اللہ عنہم کرام امت کی امامت کے زیادہ حقدار ہیں۔ (119)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم» (120)

"میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم نے ان میں سے جس کی اقتدا کی، ہدایت حاصل کی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی ہی میں ہدایت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

"جب تمہیں کتاب اللہ میں سے ملے اس پر عمل (ضروری ہے) تم میں سے کسی کے لیے کوئی عذر نہیں ہے کہ اسے ترک کرے۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنّت جاریہ (پر عمل کرو) اگر میری سنت جاریہ میں سے نہ ملے تو میرے صحابہ نے جو کہا: بے شک میرے صحابہ آسمان میں ستاروں کی مانند ہیں۔ تم نے ان میں سے جس سے بھی جو کچھ لیا، تم نے ہدایت پائی اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔ (121)

نبی اکرم ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا: «إني لا أدري ما قدر بقائي فيكم فاقتدوا بالذين من بعدي وأشار إلى أبي بكر و عمر» (122)

"میں نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں۔ تم ان کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں اور آپ ﷺ نے ابو بکر وعمر کی طرف اشارہ فرمایا:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«سترون من بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ» (123)

" میرے بعد بہت جلد تم شدید اختلاف دیکھو گے۔ پس تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو دانتوں کے ساتھ زور سے پکڑ لو۔

مانعین کے دلائل

علماے کا دوسرا گروہ اس خیال کا حامی ہے کہ ذاتی رائے اور اجتہاد پر مبنی قول صحابی شرعی حجت نہیں ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ مؤقف رکھنے والے علما مندرجہ ذیل دلائل دیتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ (124)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔"

مندرجہ بالا آیت واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں کے لیے باہمی تنازعات میں قرآن وسنت کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف رجوع کرنا لازم نہیں ہے۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أوجب الرد عند الإختلاف إلى الله و الرسول فالرد إلى مذهب الصحابي يكون تركا للواجب وهو ممتنع" (125)

"اختلاف کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا واجب ہے جبکہ مذہب صحابی کی طرف رجوع کرنا ترک واجب ہو گا اور اس سے منع کیا گیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَٱعۡتَبِرُواْ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَبۡصَٰرِ ﴾ (126)

"اے اصحاب بصیرت! ہوش مندی اختیار کرو۔"

یہ آیت اجتہاد کی ترغیب دیتی ہے۔ دلیل کے ساتھ کسی مسئلہ کے حکم کے استنباط کا نام اجتہاد ہے۔ مندرجہ بالا آیت قول صحابی کے قیاس پر مقدم ہونے کی نفی کرتی ہے۔ (127)

مانعین یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ یہ بات اجماعاً ثابت ہے کہ ایک صحابی کا دوسرے صحابی سے اختلاف کرنا جائز ہے۔ (128)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متعدد مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ انہوں نے اپنے اختلاف کا برملا اظہار بھی کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دوسرے کے قول سے اختلاف کرنے کو کسی صحابی نے غلط قرار نہیں دیا تھا۔ اگر اقوال صحابہ شرعی طور پر لازم ہوتے تو ان کی مخالفت کسی کے لیے بھی جائز نہ ہو گی۔

قول صحابی کی حجیت پر دلائل کا جائزہ

اقوال صحابہ کی حجیت کے منکرین نے قائلین کے دلائل کا تنقیدی جائزہ لیا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں درج ہے۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل بیان کیا جاتا ہے:

"اقوال صحابہ کی حجیت پر جو آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان میں رضی اللہ عنہم صحابہ کی فضیلت کا تو پتہ چلتا ہے لیکن ان کے اقوال کی حجیت کا ثبوت نہیں ملتا۔ ان آیات میں کوئی ایسا صیغہ استعمال نہیں ہوا جو شارع کا یہ منشا ظاہر کرے کہ صحابی کے قول پر عمل واجب ہے۔"

قائلین نے جن احادیث کا سہارا لیا ہے ان میں سے بعض احادیث کے اسناد (ان راویوں کے ناموں کا سلسلہ جن کی وساطت سے احادیث ہم تک پہنچی ہیں) پر تنقید سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو ان احادیث میں صحابہ کرام کی تعریف کی گئی ہے جن سے وہ قابل تقلید تو ثابت ہوتے ہیں لیکن ان کا ہر قول و فعل شرعاً واجب اتباع نہیں ٹھہرتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلفاء راشدین کے بارے میں احادیث سے اگر کوئی استدلال کیا جاسکتا ہے تو صرف یہ کہ وہ اولیت و فضیلت رکھتے ہیں۔ ان سے یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ ان کے اقوال دین میں لازمی حجت ہیں۔ ہمیں ان کے ذاتی اقوال اور اجتہادی آراء کو قرآن وسنت کی طرح شرعی حجت ماننے کا کہیں بھی پابند نہیں بنایا گیا۔ (129)

ایسی احادیث صرف خلفاء راشدین ہی کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی آئی ہیں جن سے ان کی فضیلت اور قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً

1. حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا۔
2. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حلال و حرام کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا۔
3. حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امت کا امین کہا گیا۔ (130)
4. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس چیز پر وہ راضی ہوئے، میں بھی اپنی امت کے لئے اسی چیز پر راضی ہوا۔ (131)
5. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ ان کی فضیلت و بزرگی تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ (132)

اقوال صحابہ میں ترجیح کا اصول

بعض مسائل ایسے ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ مثلاً رضاعت (ماں کا بچہ کو دودھ پلانا) کے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے ہے کہ رضاعت وہی ہے جو دو سال کے اندر ہو، اس کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک دو سال سے بڑی عمر کے فرد کو دودھ پلانے سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ (133)

اگر کسی مسئلہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال میں سے کسی کو اختیار کرنا مقصود ہو تو پھر ان اقوال کے مابین ترجیح کا اصول اپنایا جائے گا۔ ترجیح کا تعین کرتے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ کون سا قول قرآن و سنت کے زیادہ قریب ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ کی فضیلت، اسلام میں ان کی سبقت اور فقہی فہم و ادراک وغیرہ کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اقوال میں ترجیح کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات و کردار پر تنقید و تنقیص نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے خلفائے راشدین اور ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال راجح ہیں۔ (134)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م204ھ) نے فرمایا:

"اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دو صحابہ کسی چیز پر مختلف اقوال رکھتے ہوں تو میں ان میں سے جس کا قول قرآن و سنت سے زیادہ قریب ہوا، اسے لے لوں گا کیونکہ اس قول کے ساتھ قرآن و سنت جیسی قوی چیز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ان دونوں اقوال میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی دلیل نہ ہو تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال کو ہمارے نزدیک ترجیح دی جائے گی۔" (135)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" اگر کسی صحابی کے قول سے اختلاف اس صحابی سے زیادہ عالم نے کیا مثلاً خلفائے راشدین نے، یا ان میں سے ایک نے یا ان کے علاوہ کسی اور صحابی نے، تو صحیح یہ ہے کہ جس بات پر خلفائے راشدین ہوں، وہ راجح ہے۔ اگر چار میں سے اکثریت کسی بات پر متفق ہو تو اکثریت رکھنے والا قول زیادہ درست ہے۔ اگر کسی مسئلہ پر خلفائے راشدین دو دو گروہوں میں بٹ جائیں تو اس گروہ کا قول راجح ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں عمر رضی اللہ عنہ اختلاف ہو تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح حاصل ہے۔" (136)

حجیت قول صحابی رضی اللہ عنہم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

علما ے اصول کے ہاں ہر وہ شخص صحابی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملا اور اس قدر طویل عرصہ آپ کی صحبت میں گزارا ہو کہ اس پر عرف عام میں صاحب کے نام کا اطلاق ہو، جبکہ محدثین کے ہاں محض ملاقات کی شرط لگائی ہے۔ ملاقات میں بیٹھنا، چلنا، لین دین و معاملہ کرنا، ایک دوسرے کے پاس پہنچنا خواہ اس سے بات کی ہو یا نہ کی ہو، ایک کا دوسرے کو دیکھنا خواہ یہ دیکھنا ارادتاً ہو یا اتفاق سے ہو، سب شامل ہیں۔[137] امام بخاریؒ بھی صحابی کی تعریف کے سلسلہ میں اسی تعریف کے حامی ہیں۔ اس کے علاوہ امام صاحبؒ کے ہاں اقوال صحابہ کی کیا دینی حیثیت ہے؟ اس سلسلہ میں چند گزارشات ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

1. صحابی ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی مسلمان نبی ﷺ کا دیدار کرے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"مسلمان میں سے جس نے نبی ﷺ کو دیکھا یا آپ کی صحبت مصاحبت اختیار کی وہ صحابی" ہے۔ (138)

حنابلہ، اکثر محدثین اور کچھ شافعیہ کا یہی مذہب ہے اس قول کے لیے لغت سے استدلال کیا گیا ہے کہ لغت اسی بات کی متقاضی ہے کیونکہ لغت میں صحبت کا اطلاق قلیل و کثیر مصاحبت پر ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے فلاں نے فلاں کی ایک گھڑی مصاحبت کی اور اگر کوئی کہے میں نے فلاں کی مصاحبت کی تو یہ کہنا بے جا نہیں تو کیا ایک مہینہ تک اس کے ساتھ رہ۔ یا ایک دن ساتھ رہا یا ایک لمحہ اس کے ساتھ رہا۔ اور اگر کوئی قسم اٹھائے کہ میں فلاں کی مصاحبت میں رہوں گا پھر اس کی قسم پوری ہو جائے گی اگرچہ وہ مذکورہ شخص کی صحبت میں کچھ دیر کے لیے رہا۔ (139)

اس میں دوسرا قول صحابی اس کو نہیں کہیں گے جس نے صرف نبی ﷺ دیکھا بلکہ اس کی شرط ہے کہ ایک مدت تک آپ ﷺ کے ساتھ رہا بھی ہو۔ حنفیہ، بعض شافعیہ، بعض مالکیہ اور بعض محدثین کا قول ہے اور اس قول کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ عرف عام کا تقاضا ہے کہ صحبت کا لفظ ملازمت (لزوم) کے ہم معنیٰ ہے۔ (140) جیسے کہا جاتا ہے اصحاب الکہف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(غار والے) کیونکہ وہ وہاں رہے ۔

دوسرے قول والوں کے دلائل حسب ذیل ہیں:

1. لغت کی کتابوں میں صحبت کا معنی ملازمت کیا گیا ہے صاحب القاموس المحیط نے کہا:

"صَحِبَه كسَمِعَه ...عاشره واستصحبه دعاه إلى الصحبة ولازمه" (141)

یعنی صحبہ: سمعہ کی طرح ہے۔ باب کے لحاظ سے اس کا معنی ہے کہ اس نے دوسرے کی معاشرت اختیار کی یعنی اس کے ساتھ مل جل کر رہا اور استصحبہ کا معنی ہے اس نے اسے اپنی مصاحبت اور ملازمت کے لیے کہا۔

2. ابن منظور افریقیؒ فرماتے ہیں:

صَاحَبه: عَاشَره یعنی وہ اس کے ساتھ مل جل کر رہا۔ (142)

جب بھی کوئی کسی چیز کو لازم کر لے تو گویا اس نے اس چیز کی صحبت اختیار کی اور لفظ العشرۃ سے طویل زمانے تک ایک ساتھ رہنے کا احساس ہوتا ہے جیسا لسان العرب میں ہے العشرة أي المخالطة (143)

3 حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لا تزالون بخير ما دام فيكم من رأني وصاحبني »(144)

"تم اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تمھارے اندر ایسے لوگ ہوں گے جنھوں نے مجھے دیکھا میری صحبت اختیار کی۔"

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ رویت اور چیز ہے اور صحبت کچھ اور ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا صحابی کی تعریف کے بارے میں اختلاف معروف ہے۔ امام صاحب ؒ اس پر صحابی کا اطلاق کرتے ہیں جس نے پیغمبر علیہ السلام کو دیکھا ہو، چاہے دور سے ہی۔

2. قول صحابی کی حجیت

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دیگر محدثین اور فقہا کی طرح اقوال صحابہ سے استدلال کے قائل ہیں، لیکن اس کے لیے وہ چند شرائط کا ذکر فرماتے ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

امام بخاریؒ کی رائے میں عمرہ واجب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس طرح باب قائم کرتے ہیں

"باب وجوب العمرة وفضلها"

امام بخاریؒ نے اس رائے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس قول سے استدلال کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم میں سے ہر ایک پر حج اور عمرہ (واجب) ہے۔" (145) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا قرینہ اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اللہ کے لیے حج اور عمرہ مکمل کرو۔ (146)

یہاں امام بخاریؒ نے مذکورہ مسئلہ میں صحابہ کے اقوال سے استدلال کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ کلام بخاریؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قولِ صحابی حجت شرعی ہے۔

3. اگر ایک صحابی کی رائے کا کوئی دوسرا صحابی مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے

"كتاب الأذان، باب إذا طول الإمام وكان للرجل حاجة فخرج فصلى"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت دو احادیث لائے ہیں۔ پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے اور پھر اپنی قوم کے پاس جا کر ان کی امامت فرماتے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ ؓ نے سورۃ بقرۃ کی قراءت شروع کر دی تو ایک آدمی جماعت سے نکل گیا۔ اصل میں بحث کا بنیادی نقطہ وہ نہیں ہے جس پر باب باندھا گیا ہے، بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ آیا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل بخاری کی مختلف شروحات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ لیکن اس وقت سوال صرف یہ ہے کہ آیا معاذ ؓ جیسے عمل کی مخالفت کسی ایک بھی صحابی سے ثابت نہیں ہے؟ جبکہ معاذ ابن کے جیسے تھے تقریباً چالیس بدری صحابی نماز ادا فرماتے تھے۔ اصولی اعتبار سے یہ تقریری حدیث بنتی ہے لیکن چونکہ بعض لوگ اس طرح کے موقوف اثر کو تقریری حدیث ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں تو ان کیلئے دوسرا استدلال یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ جب صحابی کی رائے میں کسی قسم کی مخالفت نہ پائی جائے تو وہ حجت ہوتی ہے۔ امام صاحب کا دونوں حدیثوں کو اس انداز اور اسلوب میں پیش کیا جانا اسی بات کو مترشح کرتا ہے۔ (147)

4. صحابی خطاب کے مورد کو غیر کی نسبت زیادہ بہتر طور پر جب وہ فقیہ بھی ہو

"كتاب التيمم، باب التيمم للوجه والكفين"

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پانچ حدیثیں لائے ہیں اور باب کو اس انداز سے باندھا ہے کہ راجح مسلک کی وضاحت کر دی گئی ہے حالانکہ اس مسئلہ میں اختلاف موجود ہے۔ انھوں نے قوت دلیل کی وجہ سے اس کو صیغہ جزم کے ساتھ منعقد فرمایا ہے اور قوت دلیل ایک اصول کی طرف اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ راوئ حدیث حدیث کی مراد کو بہتر طور پر جانتا ہے، خاص طور پر جب وہ مجتہد بھی ہو۔ اس اصول کے علاوہ امام صاحب اور اشارہ بھی فرمانا چاہتے ہیں وہ یہ کہ اس باب کے لانے والی تمام احادیث یا ضعیف ہیں یا ان کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے اور راجح غیر مرفوع ہونا ہے۔ امام صاحب نے اسی اصول کو استعمال کرتے ہوئے اس قانون کی درستی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مزید برآں ان احادیث کے اندر جو کہ حضرت عمار ؓ سے آ رہی ہیں کئی چیزوں کی صراحت بھی ہے۔ (148)

5. صحابی کی تفسیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مرفوع حدیث کا درجہ رکھتی ہے

"كتاب الطّلاق، باب قول الله تعالى:﴿ للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر ...﴾"

امام بخاریؒ نے جو باب باندھا ہے مرفوع حدیثوں میں اس کے متعلق صراحت نہیں ہے کہ چار ماہ کے بعد طلاق ہو جائے گی یا عدالت میں پیش ہونا پڑے گا۔ اس باب کے تحت امام طحاویؒ روایات لائے ہیں جن میں سے ایک مرفوع اور دوسری موقوف ہے بلکہ وہ صحابی کی تفسیر ہے۔ اور یہ صریح ہیں کہ ایلاء کیلئے طلاق کب واقع ہو گی۔ اس سے امام بخاریؒ یہ واضح کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں کلن کا استدلال ان موقوف روایات سے ہے جو صریح ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں یہ واضح اشارہ ہے کہ ان کے ہاں صحابی کی تفسیر مرفوع حکمی کا درجہ رکھتی ہے۔[149]

6. صحابی کا عمل جب اس کی روایت کے خلاف ہو تو روایت کا اعتبار ہو گا

"كتاب الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء"

یہاں پر امام بخاریؒ واقعہ اسراء کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں اور یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ نماز کی فرضیت کی کیفیت کیا تھی؟ یہ اشارہ محض حدیث اسراء سے نہیں ہے بلکہ لفظ "کیف" کو متعدی کیا جائے گا اور اس میں وہ سب شامل ہو گا جو حدیث عائشہؓ سے مستفاد ہے، جس میں چار رکعتوں کے متعلق وضاحت فرمائی گئی ہے۔

اسی حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ سفر میں قصر عزیمت ہے، رخصت نہیں۔ اور حدیث عائشہؓ کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ موقوف ہے، کیونکہ انھوں نے نماز کی فرضیت کے زمانے کا مشاہدہ نہیں فرمایا۔ لیکن یہ جواب نہیں ہے۔ اس لیے کہ معاملہ ایسا ہے کہ عقل کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مرفوع نہیں ہے تو بالاتفاق مرسل صحابی حجت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس روایت کو حضرت ابن عباسؓ سے مروی روایت کے معارض ہے، جس کے لفظ ہیں حضر میں نماز چار رکعت فرض کی گئی تھی اور سفر میں دو رکعت۔ لیکن ان دونوں احادیث میں بہ آسانی جمع ممکن ہے۔ اور جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے دلیل پکڑی ہے کہ ان کا عمل ان کی روایت کے خلاف ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ سفر میں پوری نماز ادا فرماتی تھیں کا جواب یہ نہیں کہ روایت کو چھوڑ دیا جائے بلکہ انھیں حضرت عائشہؓ کی تاویل کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ باریک بینی سے جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کی تفسیر کو مرفوع حدیث کا درجہ دیتے تھے۔[150]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث چہارم

کیا حدیث وسنت میں فرق ہے؟

اہل سنت کبھی سنت اور حدیث میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سنت نبی کریم ﷺ کے بطور دین جاری ہونے والے اسوہ کو کہتے ہیں، جبکہ حدیث اسی اسوہ کی روایت کو۔ اس اعتبار سے محدثین سنت و حدیث کو مترادف معنوں میں استعمال کرتے ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنی جن کتابوں کو سنن کے نام سے مرتب کیا ہے، ان میں سنتوں کا بیان رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی روایات (احادیث) کے ذریعے فرمایا ہے، جیسے: الجامع المسند الصحيح... وسننه وأيامه للبخاري، سنن أبي داؤد، جامع الترمذي، سنن النسائي، سنن ابن ماجه وغيره

محدثین، فقہا اور اصحابِ لغت کے درمیان دونوں اصطلاحوں کے میان کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے ہاں ان دونوں اصطلاحوں کا مفہوم چونکہ بالکل مترادف و مساوی ہے، لہٰذا پوری امت ایک اصطلاح کو دوسری اصطلاح کے مقام پر بلا تکلف اور بلا امتیاز استعمال کرتی ہے۔

لیکن عصر حاضر میں بعض لوگوں نے روایات کی چڑ میں احادیث مبارکہ کا استخفاف کرتے ہوئے حدیث وسنت میں فرق کی اختراع پیش کی ہے۔ اس سلسلے میں مولانا اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

> ”حدیث اور سنت کو عام طور پر لوگ بالکل ہم معنی سمجھتے ہیں، یہ خیال صحیح نہیں۔ حدیث اور سنت میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اور دین میں دونوں کا مقام اور مرتبہ الگ الگ ہے۔ ان کو ہم معنیٰ سمجھنے سے بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ فہم حدیث کے نقطہ نظر سے دونوں کے فرق کو واضح طور پر سمجھنا ضروری ہے۔ (151)

حدیث کی تعریف کے متعلق مولانا اصلاحیؒ رقمطراز ہیں:

> ”حدیث نبی ﷺ کے کسی قول یا فعل یا آپ کی کسی تصویب کی روایت کو کہتے ہیں اس سے کہ وہ ثابت شدہ ہو یا اس کا ثابت ہونا محل نزاع ہو۔ (152)

مولانا اصلاحی کے خوشہ نشین اور شاگرد جاوید غامدی بھی سنت اور حدیث میں فرق کے قائل ہیں، وہ لکھتے ہیں:

> ”سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید و اصلاح کے بعد اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں کے لیے دین کی حیثیت سے جاری فرمایا۔ (153)

سنت وحدیث کے فرق کے بارے میں اصلاحی مکتب فکر کا نظریہ سراسر گمراہی پر مبنی ہے کیونکہ

1. جب بھی سنت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس وقت ہر مسلمان کے ذہن میں ایک ہی تصور آتا ہے اور وہ محمد ﷺ کا تصور ہے نہ کہ ابراہیم علیہ السلام کا اور سنت کا اصطلاحی تصور اتنا عام ہو گیا ہے کہ وہ اس کے لغوی معنیٰ پر ہی غالب آ گیا ہے، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ اگر اصطلاحی مفاہیم کی مخالفت جائز ہے تو پھر یہ صرف ان صاحبان کیلئے ہی جائز نہیں بلکہ ہر کسی کیلئے جائز ہونی چاہیئے۔ اگر کل کوئی کہنے لگے کہ میری مراد دین آدم کی وہ روایت ہے جو بھی جائز ہو گا اور کوئی دوسرا کہے کہ "سنت سے میری مراد دین موسوی کی وہ روایت بھی جائز ہو گا۔ اس سے امت مسلمہ کو رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اس طرح ہر آدمی سنت کا اپنا مفہوم لے بیٹھے گا اور زبان کا اصل مقصد (الفاظ کے ذریعے دوسروں تک اپنے تصورات پہنچانا) فوت ہو جائیگا۔

2. اگر اصلاحی صاحب اور ان کے شاگرد یہ کہتے ہیں کہ ہم سے پہلے اہل علم حضرات نے اگر ایک لفظ کو ایک خاص تصور کی ادائیگی کے لیے بطور اصطلاح کے مقرر کر لیا تو ہمارے پاس بھی حق ہے کہ ہم بھی اپنی نئی اصطلاحات بنائیں۔

اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنے تصورات اور ان کی مراد واضح کرنے کے لیے سلف صالحین کی اصلاحات استعمال نہ کریں۔ مولانا اصلاحی وغامدی کی مراد تو اپنی ہوتی ہے اور اس کے لئے اصطلاح ائمہ اسلاف کی لے لیتے ہیں، جس سے مغالطے پیدا ہوتے ہیں۔ اب سنت کا لفظ اہل علم کے ہاں اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے سے مخصوص ہے اب اگر غامدی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ سنت کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے تو انہیں چاہیے کہ اپنے اصل تصور کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے کوئی نئی اصطلاح وضع کریں اور لفظ سنت کو استعمال نہ کریں، جب کچھ الفاظ اصطلاحی طور پر ایک خاص ادائیگی کے لیے مخصوص ہو جائیں تو ان الفاظ کو استعمال کر کے اپنی مرضی کا مفہوم لینا علمی خیانت ہے۔

3. غامدی صاحب نے سنت کی تعریف میں لکھا ہے کہ سنت صحابہ کے اجماع سے ثابت ہوتی اور ہر دور میں امت کے اجماع سے ثابت قرار پاتی ہے۔ ہم غامدی صاحب سے تقاضا کرتے ہیں کہ سنت کے ثبوت کی بحث تو ہم بعد میں کر لیں گے پہلے خود سنت کی تعریف تو صحابہ اور اجماع امت سے ثابت کریں۔ غامدی صاحب کا دعویٰ ہے کہ کسی چیز کے سنت بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحابہ اور امت کے اجماع سے ثابت ہو۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنی بات پر غامدی صاحب اپنی سنت کی تعریف کو بھی پرکھ لیں۔ خود غامدی صاحب کی اس بات سے ہی ان کے تصور سنت کا رد ہو رہا ہے کیونکہ کسی چیز کے سنت بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحابہ اور امت کے اجماع سے ثابت ہو تو سنت کی تعریف کے لیے بدرجہ اولیٰ یہ بات ضروری ہو گی کہ وہ بھی صحابہ اور امت اجماع سے ثابت ہو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب کی بیان کردہ یہ تعریف نہ تو صحابہ اور نہ ہی اجماع امت سے ثابت ہے بلکہ ان کی یہ تعریف صحابہ کی سنت کی اجماعی تعریف کے خلاف ہے۔ جب تعریف سنت ہی اس معیار پر پوری نہیں اتر رہی جو کہ سنت کے ثبوت کے لیے غامدی صاحب نے مقرر کیا ہے تو اگلی بحث ہی فضول ہے۔

سنت حدیث میں فرق اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ امام صاحب نے کتاب کے نام میں ہی سنت کو حدیث کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے اہل علم نے صحیح بخاری کا مکمل نام یہ ذکر کیا ہے: الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ حافظ ابن حجرؒ نام مقدمہ فتح الباری میں یوں ذکر فرمایا ہے: الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله وسننه وأيامه[154]

اس سے یہ بات بالکل صراحت سے ثابت ہوتی ہے کہ امام بخاریؒ سنت کی اصطلاحات کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح امام بخاریؒ اپنی صحیح میں کئی کتب اور ابواب منعقد فرمائے ہیں جن میں دونوں الفاظ یعنی حدیث اور سنت کا مترادف استعمال کیا گیا ہے۔

اب اگر کوئی کتنا ہی زور لگالے کہ وہ ان ابواب میں، جن کو امام بخاریؒ نے کتاب سے قائم فرمارہے ہیں، اصلاحی وغامدی والی تعریفات کو ثابت کردے تو یہ ممکن نہیں۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے جو ابواب کی ابتدا 'الفظیث' سے کی ہے۔ اب ان دونوں قسم کے ابواب میں فرق کیا ہی نہیں جاسکتا ثابت ہو گیا کہ امام بخاریؒ میں پوری امت مسلمہ کے ساتھ ہیں کہ سنت اور حدیث کے مابین کوئی فرق نہیں، اس کی دلیل سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مبارکہ بھی ہے:

قلت يا رسول الله ﷺ! من أسعد الناس بشفاعتك يوم القيامة؟ فقال لقد ظننت أحد أول منك لما رأيت من حرصك على الحديث أسعد الناس بشفاعتك يوم القيامة من قال : لا إله إلا الله خالصا من قبل نفسه[155]

اس حدیث مبارکہ میں حدیث سے مراد سنت کے علاوہ کچھ لیا ہی نہیں جاسکتا ہے، کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ باتوں کے نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنتیں معلوم کرنے کے حریص تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث پنجم

قرآن وسنت کا باہمی تعلق

قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل و تفسیر جس طرح نبی ﷺ کا منصب ہے، بالکل اسی طرح عموماتِ قرآنی کی تخصیص اور اطلاقات کی تقیید بھی تبیین قرآنی کا ایک حصہ ہے اور قرآن کے عموم و اطلاق کی آپ ﷺ نے تخصیص و تقیید بھی فرمائی ہے اور اسے امت مسلمہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے۔ اسے زائد علی القرآن کہہ کر ردّ نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ آج کل بعض گمراہ اذہان اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں ایسے عموماتِ قرآنی کی پیش کی جاتی ہیں جن کی تخصیص رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے کی گئی ہے:

1. قرآن کریم میں کہا گیا ہے: ﴿ وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا ﴾ (156)

"چور (مرد وعورت) کے ہاتھ کاٹ دو"

السارق والسارقة بالکل عام ہے جس کے عموم میں ہر قسم کا چور آجاتا ہے، لیکن اس عموم سے حدیث رسول ﷺ نے اس چور کو خارج کر دیا جس نے ربع دینار سے کم کی چوری کی ہو۔ فرمانِ نبوی ہے:

« لا يقطع السارق إلا في ربع دينار فصاعداً » (157)

اس کے علاوہ کچھ اور تخصیصات بھی احادیث سے ثابت ہیں۔ نیز بعض فقہا نے بھی دیگر احادیث مبارکہ کی روشنی میں کچھ مزید شرطیں عائد کر کے اس آیت کے عموم میں مزید تخصیصات کیں، مثلاً محفوظ کئے ہوئے مال کی کی گئی ہو، چور مجنون نہ ہو، اضطرار کا شائبہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایسی صورتیں ہوں تب بھی چور "السارق" کے عموم میں شامل نہیں ہو گا۔

2. قرآن کریم کی آیت ہے:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ ﴾ (158) "مردار اور خون تمہارے لیے حرام ہیں"۔

لیکن اس عموم میں حدیث رسول ﷺ نے تخصیص کی اور مچھلی، ٹڈی، جگر اور تلی (دو خون) حلال قرار دیئے، ارشاد نبوی ﷺ ہے: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ فَأَمَّا الْـمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ» (159)

حالانکہ عموم آیت کی رو سے یہ چیزیں حرام قرار پاتی ہیں۔

3. قرآن کریم میں ہے:

﴿ قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ ﴾ (160)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ کہہ دیجئے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے۔

اس آیت میں کلمہ حصر 'إلا' کے ساتھ محرمات کی تفصیل ہے جس کا اقتضاء یہ ہے کہ ان محرمات مذکورہ بالا کے علاوہ دیگر چیزیں حلال ہوں، لیکن اس عموم میں بھی احادیث رسول ﷺ سے تخصیص کی گئی اور ہر ذی ناب (کچلی والا) درندہ اور ذی مخلب (پنجے سے شکار کرنے والا) پرندہ بھی حرام کر دیا گیا۔ [161]

اسی طرح حدیث رسول ﷺ سے محرمات میں گدھے کا اضافہ کیا گیا ہے ﷺ کا ارشاد ہے:

« إن الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر الأهلية » [162]

''اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہیں گھریلو گدھے کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔ ''

4. اسی طرح قرآن صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہن کی حرمت بیان کرتا ہے رضاعی بیٹی و دیگر رضاعی رشتوں کی حرمت کا اضافہ حدیث رسول ﷺ سے ہی کیا گیا ہے۔

5. قرآن کریم نکاح میں بیک وقت صرف دو بہنوں کو جمع کرنے سے منع کرتا ہے، خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو جمع کرنے کی ممانعت قرآن کریم میں نہیں ہے، بلکہ ﴿ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ ﴾ کے عموم سے ان کے جمع کرنے کی اباحت نکلتی ہے۔ لیکن حدیث رسول ﷺ نے ہی اس عموم میں یہ تخصیص کی کہ ﴿ مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ ﴾ کے حکم کے عموم میں خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کو جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ [163]

6. اسی طرح سورۃ النور میں زانی عورت کی جو سزا ﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِي فَٱجْلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِاْئَةَ جَلْدَةٍ﴾ [164] میں سو کوڑے بیان کی گئی ہے، یہ عام ہے جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے زانی کے لیے سو کوڑوں کی سزا ہے۔ لیکن اس آیت کے عموم میں بھی حدیث رسول ﷺ نے تخصیص کر دی اور آپ ﷺ نے اپنے طرز عمل سے بھی اس کی وضاحت فرما دی کہ سورۃ النور میں جو زنا کی سزا بیان کی گئی ہے، وہ صرف غیر شادی شدہ زانیوں کی ہے۔ اگر زناکار مرد یا عورت شادی شدہ ہوں گے تو ان کی سزا سو کوڑے نہیں، جو قرآن میں بیان کی گئی ہے، بلکہ رجم (سنگساری) ہے۔ [165]

اسی طرح اور متعدد مقامات ہیں جہاں قرآن کے عموم کو حدیث رسول سے خاص اور مقید کیا گیا اور جس کو آج تک سب بالاتفاق مانتے آئے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کا جس طرح یہ منصب ہے کہ آپ قرآن کے مجمل احکام کی تفسیر اور تفصیل بیان فرمائیں، اس کی مثال نمازوں کی رکعتوں کی تعداد اور دیگر مسائل نماز، زکوٰۃ کا نصاب اور اس کی دیگر تفصیلات، حج و عمرہ اور قربانی کے مناسک و مسائل اور دیگر اسی انداز کے احکام ہیں۔ اسی طرح آپ کو یہ تشریعی مقام بھی حاصل ہے کہ آپ ایسے احکام دیں جو قرآن میں منصوص نہ ہوں، جس طرح کہ پہلے بھی بیان کی گئی ہیں۔ انہیں ظاہر قرآن کے خلاف یا زیادۃ علی القرآن یا نسخ قرآن باور کرا کے رد نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے احکام حدیثیہ کو ظاہر قرآن کے خلاف یا قرآن پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادتی یا قرآن کا نسخ کہنا مقام رسالت کا استخفاف ہے۔

بہر حال قرآن کریم کی بیان کردہ تفصیلات سے واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیثیت نعوذ باللہ صرف ایک 'قاصد' اور 'چٹھی رساں' نہیں ہے، جس طرح کہ حدیث کی تشریعی حیثیت سے انکار کرکے باور کرایا جارہا ہے، بلکہ آپ کی حیثیت ایک مطاع و متبوع، قرآن کے معلم و مبین اور حاکم کی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کے جو فرامین صحیح سند سے ثابت ہیں وہ دین میں حجت اور اسی طرح واجب الاطاعت ہیں جس طرح قرآن کے احکام پر عمل اہل ایمان کے لیے ضروری ہے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«أَلاَ إِنِّی أُوتِیتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلاَ یُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِیكَتِهِ یَقُولُ عَلَیْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِیهِ مِنْ حَلاَلٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِیهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ أَلاَ لاَ یَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الأَهْلِیِّ وَلَا كُلُّ ذِی نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.....» (166)

"خبردار رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک اور چیز بھی۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہوا یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کا رسول حرام قرار دے وہ ویسا ہی حرام ہے جیسے اللہ کا حرام قرار دیا ہوا۔ خبردار رہو تمہارے لیے پالتو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کچلیوں والا درندہ حلال ہے۔"

مذکورہ حدیث کی روشنی میں غور کیجئے کہ آپ ﷺ کس طرح ایک ہی حدیث میں قرآن (سنت) کی حیثیت اور اس کی مثالیں دے کر سنت کی درجے میں قرآن کے ساتھ برابری کو واضح فرمارہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم اور احادیث رسول میں کوئی فرق نہیں کیا اور دونوں کو نہ صرف یکساں واجب الاطاعت جانا بلکہ احادیث کو قرآن ہی کا حصہ گردانا۔ (167)

قرآن و سنت کا باہمی تعلق

علما ے امّت کا اس بارے میں موقف یہ ہے کہ قرآن و سنت شریعت کے دو بنیادی مآخذ ہیں۔ دین کی اساس انہی دو چیزوں پر قائم ہے۔ اگرچہ حکم الٰہی کے اعتبار سے دونوں بجائے خود ہی شے ہیں لیکن کیفیت و حالت کے اعتبار سے یہ دو جدا شے ہیں، مگر اس کے باوجود دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے، دونوں چیزیں دین کے قیام کے لئے یکساں طور پر ضروری اور اہم ہیں، ان کے درمیان روح اور قالب جیسا تعلق ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنزَلنا إِلَیكَ الذِّكرَ لِتُبَیِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَیهِم وَلَعَلَّهُم یَتَفَكَّرونَ ﴾ (168)

"یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اُتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شائد کہ وہ غور و فکر کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّ عَلَينا جَمعَهُ وَقُرءانَهُ * فَإِذا قَرَأنـٰهُ فَاتَّبِع قُرءانَهُ * ثُمَّ إِنَّ عَلَينا بَيانَهُ ﴾[169]

یقیناً اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ جب ہم (فرشتے کے ذریعے) اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔ پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ م790ھ فرماتے ہیں:

"فكأنّ السنّة بمنزلة التّفسير والشّرح لمعاني أحكام الكتاب." [170]

کہ گویا سنت کتاب اللہ کے احکام کے لئے بمنزلہ تفسیر و شرح کے ہے۔

عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (1417ھ) فرماتے ہیں:

"السّنة والكتاب توأمان لا ينفكّان، ولا يتمّ التشريع إلا بهما جميعا، والسّنة مبيّنة للكتاب وشارقة له، وموضّحة لمعانية ومفسّرة لمبهمه." [171]

کہ کتاب و سنت ایسے جڑواں ہیں کہ الگ نہیں ہو سکتے۔ شریعت ان دونوں ہی کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ سنت کتاب اللہ کی تبیین و تشریح کرنے والی، اس کی گرہوں کو کھولنے والی اس کے مبہمات (مجمل اور مشکل) کی تفسیر کرنے والی ہے۔

چنانچہ قرآن و حدیث دونوں کو دستور العمل اور حجت قرار دینا اس لئے کہ ان دونوں میں نسبت ہی ہے جو غذا اور پانی کی جسم سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید ایک متن ہے جس میں بہت سے احکام اجمال و اختصار کے ساتھ دیئے گئے ہیں، حدیث ان کی شرح و تفصیل بیان کرتی ہے۔

مجمل احکام قرآن کو بغیر احادیث کے سمجھنا اور ان آیات کا موقع و محل پہچاننا ایسا دشوار ہے جیسے بغیر پانی کے تشنگی کا فرو ہونا یا بغیر بحری جہاز کے سمندر کا پار کرنا۔ شیخ عمر پوری رحمہ اللہ نے قرآن و سنت کے اس تعلق کو کس عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے:

"دل کی کوئی بات بغیر زبان کے ظاہر نہیں ہو سکتی اور زبان بغیر دل کے اشارہ و ارادہ کے حرکت نہیں کر سکتی، یہی کیفیت قرآن و حدیث کی ہے۔ قرآن تمام جہاں میں ایسا ہے جیسے انسان کے اندر دل اور حدیث ایسی ہے جیسے منہ میں زبان۔ قرآن قانون مقرر قاعدہ کلی والا اور حدیث اس کی شرح و تفصیل کرنے والی اور اس کی جزئیات فروعات کو کھولنے والی ہے۔" [172]

قرآن سنت کے اس تعلق کو مزید واضح کرنے کے لئے ہم ذیل میں بعض اسلاف کی تعبیرات نقل کرتے ہیں:

1. امام اوزاعی رحمہ اللہ (157ھ) کے استاذ، مشہور محدث یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ (129ھ) نے قرآن کریم کی توضیح میں سنت کے اہم کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا تھا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"السّنة قاضية على الكتاب، ليس الكتاب قاضيًا على السّنة." [173]

" سنت (احکام) قرآن کا فیصلہ کرنے والی ہے، قرآن سنت کا فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔ "

کیونکہ قرآن میں جو اختصار پایا جاتا ہے سنت میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

2. سنت کی اسی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر امام اوزاعی رحمہ اللہ نے امام مکحول رحمہ اللہ (112ھ) سے نقل کیا ہے:

"الكتاب أحوج إلى السّنة من السّنة إلى الكتاب." [174]

" (امت کے لئے) کتاب اللہ سنتِ رسول ﷺ کی زیادہ محتاج ہے اس کے کہ جتنی سنتِ رسول ﷺ کو کتاب اللہ کی ضرورت ہے۔ "

تبصرہ

علماے سلف میں اس بات کا زبردست احساس پایا جاتا تھا کہ حدیثِ نبوی قرآن کریم کی مفسر و ترجمان کی حیثیت رکھتی ہے۔ خواہ یہ تشریح و توضیح جیسے بھی ممکن کے پیش نظر بعض علما اس بات کے قائل تھے کہ حدیث نبوی کتاب اللہ پر فیصل ہے۔ [175]

اسی وجہ سے قرآن و سنت کے ظاہری تعارض کی صورت میں علماے اُمت کے نزدیک حل یہ ہے کہ جس طرح دو آیات میں ظاہری اختلاف کی صورت میں فوراً ترجیح کا فیصلہ کر لیا جاتا، بلکہ دونوں آیات میں موافقت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، بالکل اسی طرح قرآن و حدیث دونوں میں مزید غور کیا جائے، تطبیق دینے کی کوشش کی جائے اور قرآن پاک کے عمومات اور مطلقات کی تخصیص و تقیید نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں کی جائے۔

چنانچہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "يريد أنها تقضي عليه وتبين المراد منه" [176] یعنی سنت، محتملاتِ قرآن کا فیصلہ بلکہ ان کی تعیین کرتی ہے اور قرآن کی مراد و منشاء کو بیان کرتی ہے۔ اسکی مدد کے بغیر کتاب اللہ کے اصلی معانی کو سمجھنا محال ہے۔

وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن سے فیصلے سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں کئے جائیں تا کہ مراد صحیح کھل جائے۔

نواب صدیق الحسن خان بھوپالیؒ (1307ھ) فرماتے ہیں:

"کتاب اللہ کا بیان سنت سے طلب کرنا چاہئے۔ اس کے مجمل کے مبین رسول اللہ ﷺ ہیں، اسی لئے بعض اہل علم کا قول ہے کہ جب قرآن کریم اور حدیث میں بظاہر تعارض واقع ہو تو حدیث کو مقدم کرنا واجب ہے کیونکہ قرآن مجمل ہے اور حدیث مبین، اور مبین چیز مجمل پر مقدم ہوتی ہے۔ " [177]

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ احادیث کو قرآن پر قاضی کہہ دینے سے بعض لوگوں نے غلط مطلب سمجھ لیا ہے کہ گویا قرآن احادیث کی عدالت کے کسی کٹہرے میں ایک بے بس و لاچار مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہے اور حدیث کو بحیثیت قاضی اس کی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے۔ اگر فیصلہ اس کے حق میں ہوا تو اس کو قبول کیا، اور اگر اسکے خلاف ہوا تو اس کو رد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا جائے گا۔ حالانکہ اس مقولے کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ کتاب اللہ کی بعض آیات دو یا دو سے زیادہ امور و مطالب محتمل ہوتی ہیں، لیکن سنت ایسی تمام آیات کے جملہ محتملات میں سے کسی ایک محتمل کی تعبیر کر کے اس آیت کا مقصد و مطلب متعین کرتی ہے۔ اس چیز استدلال عموماً اس طرح سے کیا جاتا ہے جن سے ظواہر قرآن کے خلاف مطلق کو مقید اور عام کو خاص کیا جاتا ہے۔ ظواہر کتاب کے مقتضیٰ کو یوں ترک کر کے سنت کی طرف رجوع کرنے سے کتاب اللہ پر کسی قسم کی تقدیم لازم نہیں آتی بلکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جو چیز سنت میں معتبر ہے وہی کتاب اللہ کا اصل بھی منشاء و مراد ہے۔ پس اس قول کا اصل محرک اصول قرآنیہ کی توضیح میں سنت کا عظیم اثر و کردار ٹھہرا۔[178]

محدثین نے تو ان اقوال کی اصل قدر و قیمت پر اس قدر اعتماد کیا ہے کہ بعض نے اپنی کتب میں مستقل ابواب ہی اس عنوان سے قائم کئے ہیں: "باب السنّة قاضية على كتاب الله"[179]

ذیل میں اس قول کے صحیح مطلب و منشاء کی وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

3. ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ﴾[180] کہ نماز قائم کرو۔ لیکن 'صلوٰۃ' کے معنی کی تعیین میں اختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص کہے گا کہ 'صلوٰۃ' کے معنی دعاء و تسبیح کے ہیں، کوئی درود و رحمت کہے گا۔ محمد احمد بٹلا جیسا کوئی شخص اس کے معنی 'پریڈ' بھی بیان کر سکتا ہے۔ کوئی 'تجدّد پسند شخص' اسے نظامِ ربوبیت یا اشتراکیت سے تعبیر کرے گا۔ کوئی 'صلوٰتی' مراد محض کولہوں کو ہلانا بتائے گا، اور کوئی شخص یہ کہے گا کہ 'صلوٰۃ' کے صحیح معنی وہ کیفیتِ اعمال ہے جو نبی ﷺ نے حکما و عملاً یوں ظاہر فرمائی ہے: « صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي »[181] اور مسلمانوں کے ہر طبقہ میں نسلاً بعد نسل معروف، مشہود اور معمول بہ ہے۔

4. اسی طرح آیتِ کریمہ ﴿ وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا۟ أَيْدِيَهُمَا ﴾[182] کہ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورتوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اگر اس آیت کی تفسیر شخص یہ کہے کہ یہاں ہاتھ کاٹ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جرأت نہ ہونے دو کہ وہ چوری کر سکیں۔ انکے تمام وسائل ختم کر دو، جو امراء اور با اثر لوگ انکے دست و بازو اور پناہ دہندہ بنے ہوئے ہوں انہیں ان سے جدا کر دو اور آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ فی الواقع ان کے ہاتھ ان کے تن سے جدا کر دو۔ تو ظاہر ہے کہ یہ تفسیر قرآن کریم کی صحیح ترجمانی نہ ہو گی کیونکہ حدیث میں ان آیات کی عملی تفسیر اور واضح احکام موجود ہیں، لہٰذا اگر ہر شخص کو قرآن کے ان الفاظ کی من مانی تاویلات کرنے کی چھوٹ دے دی جائے تو قرآن اختلافات کا ایک ناقابلِ فہم اور ناقابلِ حل معمہ بن کر رہ جائیگا۔

ظاہر ہے کہ ان تمام اختلافات کے حل کی نہایت مؤثر اور ممکن صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ ان تمام معانی میں سے صرف اس معنی کو ہی درست مانا جائے جو خود نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ پس جب اس بارے میں آنحضرت ﷺ کا قول و فعل فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے تو اس سے یہ نتیجہ اور مفہوم نکالا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا قول و فعل ہی (جو کہ سنت اور احادیث کے نام سے معروف ہے) اس بارے میں فیصلہ کن یا قاضی یا حاکم کی حیثیت رکھتا ہے کہ قرآن کی کسی آیت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون سے معنی صحیح اور منشاء الٰہی کے مطابق ہیں۔

یہ اس مقولہ کا صحیح مفہوم ہے، جس سے نہ اللہ عزوجل کی کتاب قرآن کریم کا مکرم ہونا لازم آتا ہے اور نہ ہی نبوی ﷺ کی تحقیر واستخفاف کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

خلیفہ دوم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"سيأتي قوم يجادلونكم بشبهات القرآن، فخذوهم بالسّنن فإن أصحاب السّنن أعلم بكتاب الله"(183)

"عنقریب تمہارے پاس ایک جماعت آئے گی جو قرآنی شبہات کو لے کر تم سے جھگڑا کرے گی۔ تم ان کا مواخذہ سنت نبویہ سے کرنا کیونکہ سنتِ نبویہ کا علم رکھنے والے ہی اللہ کے مفہوم کو زیادہ جاننے والے ہیں۔"

گویا آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی قرآنی شبہات میں جدال کی صورت پیش آجانے پر سنتِ نبوی کا درجہ قاضی کا تھا۔

کسی شخص نے ایک مرتبہ تابعی جلیل مطرف بن عبداللہ الشخیر رحمہ اللہ م87ھ سے کہا: لاتحدّثونا إلا بالقرآن کہ ہمیں قرآن کے سوا اور کچھ نہ بتلاؤ۔ تو انہوں نے فرمایا:"والله ما نريد بالقرآن بدلًا ولكن نريد من هو أعلم بالقرآن منّا." يريد رسول الله ﷺ(184)

"اللہ کی قسم! قرآن کا بدل تلاش نہیں کرتے، بلکہ اپنے سے بڑھ کر قرآنِ کریم کے علم رکھنے والے کو چاہتے ہیں۔ ان کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے۔"

ان تمام اقوال سے قرآن کریم کی توضیح میں سنت کے عظیم الشان کردار اور اس کی اہمیت وضرورت پر روشنی پڑتی ہے، اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد خواہ کسی حکم قرآن کی تشریح میں ہو یا اس کے اجمال کی تفصیل اور وضاحت میں، بہر صورت اسے ضمنی تاطق سمجھا جائے گا۔ لہٰذا امام یحییٰ بن ابی کثیر، مکحول اور اوزاعی رحمہم اللہ کے مذکورہ بالا اقوال سے ان کی جو مراد سمجھ میں آتی ہے وہ دراصل لوگوں کو ایک طرح کی تنبیہ ہے کہ قرآن کریم کے معانی ومطالب 'اعلم الخلق' رسول اللہ ﷺ سے بہتر کون جانتا ہے؟ نیز جو کچھ آپ ﷺ فرماتے تھے وہ وحی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا، لہٰذا قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق خود کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں دیکھ لینا چاہئے کہ رسولِ امین ﷺ نے اس بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ بلاشبہ ﷺ کا ہر ارشاد لائقِ ترجیح ہے۔ خود اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں یہ حکم فرمایا ہے کہ ہر معاملہ میں حدیثِ رسول اللہ ﷺ سے ہی فیصلہ کروایا جائے۔ اہلِ علم میں سے کسی نے بھی اس بارے میں اختلاف رائے نہیں کیا ہے کہ سنت کے کسی فیصلہ اور حکم پر عمل کرنا اصلاً قرآن کریم کے ہی حکم پر عمل کرنا ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو امام ورہبر اور سرچشمہ ہدایت بتایا، ان کی سنت کو قدوہ اور اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود قرآن کریم سنت کے واجب العمل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

پس ثابت ہوا ہے کہ قرآن وسنت کے مابین کسی قسم کی تفریق، تقدیم وتاخیر یا مدارج کی تعیین سلف صالحین کے آثار نیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء و محققین کے فیصلوں کے منافی ہے۔ اصلاً دونوں میں یکساں طور پر مدارِ شریعت ہیں جن میں پہلی متن کا درجہ رکھتی ہے جبکہ دوسری اس کی شرح کا۔

تشریح قرآن میں سنت کا مقام اور امام بخاریؒ

اس سلسلے میں امام بخاریؒ کے معلوم کرنے کیلئے درج ذیل تین نکات کو ملاحظہ فرمایئے:

1. سنت کے وہ احکام جو محض قرآن کی تائید کرتے ہیں۔
2. ایسی احادیث جن میں قرآنی آیات کی شرح و وضاحت کی گئی ہے۔
3. ایسی احادیث جو قرآن سے زائد الگ بیان کرتی ہیں۔

سنت کے وہ احکام جو محض قرآن کی تائید کرتے ہیں

اس مسئلہ میں اصولیین، فقہاے کرام اور محدثین میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صحیح بخاریؒ سے اس حوالے سے تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

1. "كتاب التفسير، باب ﴿ وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء علي الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا ﴾ "

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ابو سعید خدریؓ کی روایت لائے ہیں، جس میں ہے:

... قیامت والے علیہ السلام نوح کو پکارا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا انھوں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ وہ جواب دیں گے ہاں! تو ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا یہ بات ہے کہ انھوں نے پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی آنے والا نہیں آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے گواہی کے لیے کہا جائے گا کہ وہ کوئی گواہ پیش کریں تو وہ جواب دیں گے: محمد ﷺ اور اس کی امت گواہ ہے۔ پس وہ شہادت دیں گے کہ انھوں نے پیغام پہنچا دیا تھا۔ اور رسول اپنی امت پر گواہی دیں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾ (185)

اس میں اس قرآنی حقیقت کی تائید کی گئی ہے اس کی مزید وضاحت یا تشریح نہیں کی گئی۔

2. "كتاب التفسير، باب ﴿ يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص ... ﴾ "

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کتاب اللہ میں قصاص کا حکم ہے۔" (186)

اس میں بھی قرآنی حکم کی فقط تائید پائی جاتی ہے۔

3. "كتاب التفسير، باب ﴿ ومنهم من يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة ... ﴾ "

اسکے ذیل میں امام صاحب ایک ایسی حدیث لائے ہیں جو صرف قرآنی امر کی تائید کرتی ہے، اس میں کسی زائد چیز کی طرف اشارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔[187] جس سے اصول کی واضح دلیل مل جاتی ہے کہ سنت کے بعض کے احکام قرآن کریم کی تائید میں وارد ہوتے ہیں ۔

ایسی احادیث جن میں قرآنی آیات کی شرح ووضاحت کی گئی ہے

اس سلسلہ میں علما کے دو موقف ہیں۔ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ سنت قرآن کی شرح، اسکے عموم کی تخصیص اور اطلاق کی تقیید کرتی ہے، جبکہ ایک گروہ کا موقف ہے کہ سنت قرآن کی شرح نہیں کر سکتی بشرطیکہ متواتر یا مشہور احادیث سے ہم تک پہنچے، لیکن اگر یہ اخبار آحاد کے ذریعے ملیں تو قرآن کے عمومات کی تخصیص اور اسکے مطلقات کی تقیید نہیں کر سکیں گی کیونکہ ایسی صورت میں وہ قرآن کی ناسخ ہوں گی اور قرآن کا نسخ (اس کے عموم کی تخصیص) اخبار آحاد کے ذریعے جائز نہیں۔ امام بخاریؒ اس سلسلے میں جمہور کے موقف کے حامی ہیں ہم اس کی وضاحت صحیح بخاری سے بعض امثلہ کی مدد سے کرتے ہیں:

1. "كتاب النكاح، باب لا تنكح المرأة على عمتها"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ بھانجی اور خالہ اور اسی طرح پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں رکھا جائے۔[188] اس حدیث مبارکہ سے قرآنی حکم کی توضیح ہوتی ہے۔

2. "كتاب التفسير، باب ﴿ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ ﴾ "

امام صاحب اس کی تحت ابن عباسؓ سے مروی ایک حدیث لائے ہیں جس میں ہے :

"كان المال للولد وكانت الوصية للوالدين ... وللزّوج الشطرَ والربعَ"[189]

اس حدیث میں مذکور آیت کی توضیح و تشریح کی گئی ہے کہ لڑکے کے لیے مال تھا اور والدین کے لیے وصیت تھی العزت نے جو پسند فرمایا اسے منسوخ فرمادیا پس اس ذات نے مذکر کے لیے مؤنث کا دگنا اور والدین کے لیے یعنی ہر ایک کے لیے چھٹا اور ایک تہائی کا حکم دیا اور بیوی کے لیے آٹھویں اور چوتھے حصے کا حکم دیا اور شوہر کیلئے نصف اور چوتھائی کا حکم دیا۔

3. "كتاب الأشربة، باب قول الله تعالى: ﴿ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ ... ﴾ "باب میں موجود حدیث میں وضاحت ہے کہ جو دنیا میں شراب پیتا ہے اور توبہ نہیں کرتا آخرت والی شراب اس پر حرام[190]

یعنی شراب پینے والے کے لیے ایک حکم کی وضاحت کی گئی ہے ۔

4. "كتاب اللباس، باب كلوا و اشربوا والبسوا و تصدّقوا في غير إسراف ولا مخيلة"

حضرت ابن عمرؓ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت اس شخص کی طرف نہیں دیکھیں گے جو تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا لٹکاتا ہے"۔[191]

اس حدیث میں قرآن کریم میں وارد لفظ 'زینت' کی وضاحت ہوئی کہ کیسی زینت جائز ہے اور حلال و حرام کی حد کیا ہے یعنی اس میں مطلق کو مقید کیا گیا ہے۔

ایسی احادیث جو قرآن سے زائد حکم بیان کرتی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں بھی علما کے دو موقف ہیں۔ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ سنت پر اضافہ کر سکتی ہے جبکہ ایک گروہ کا موقف ہے کہ سنت قرآن پر اضافہ نہیں کر سکتی بشرطیکہ متواتر یا مشہور ہو، لیکن اگر یہ خبر واحد ہو تو قرآن سے زائد کسی حکم کو بیان کرنے کا حق انہیں نہیں دیا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں بھی امام بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ احادیث قرآن سے الگ حکم بیان کر سکتی ہیں۔ صحیح بخاری سے اس کی چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

1. "كتاب فضائل القرآن، باب حرم المدينة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت حضرت انسؓ سے مروی حدیث لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ حرم ہے یہاں سے لے کر وہاں تک۔ اس کا درخت نہ کاٹا جائے۔" (192)

اس حدیث میں قرآن سے زائد بالکل ایک نیا حکم بیان کیا گیا ہے۔

2. "كتاب الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الإنسية..."

اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔ (193)

یہ بالکل نیا حکم ہے جس کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں۔

3. "كتاب الحدود، باب لا يرجم المجنون و المجنونة"

حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ انھوں نے فرمایا ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا تو آپ مسجد میں تھے۔ اس نے آپ کو پکارا اے اللہ کے رسول میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ ﷺ نے اعراض فرمایا۔ یہاں تک کہ یہ عمل چار مرتبہ دہرایا گیا۔ تو ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ﷺ آپ نے حکم دیا کہ اسے لے جا کر رجم کر دو۔ (194)

4. "كتاب الذبائح والصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع"

امام بخاریؒ اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں اللہ کے رسول ﷺ نے درندوں میں کچلی والے درندوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (195) یہ حکم بھی قرآن سے زائد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث ششم

خبر واحد کی حجیت

لغوی تعریف

لفظ واحد کا مادہ 'وحدۃ' ہے، اہل لغت کے نزدیک واحد اور آحاد میں کوئی فرق نہیں۔ لفظ 'آحاد'، 'احد' کی جمع ہے۔ یہ لفظ دو ہمزوں کے ساتھ تھا پھر ہمزہ کو لفظ آدم کی طرح الف میں تبدیل کر دیا گیا کے ہمزہ کو واؤ میں تبدیل کر کے اسے واحد بھی کہا جاتا ہے۔ لفظ احاد اور واحد ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں اور لغت میں ان سے مراد ایسی شے ہے جس کا کوئی جزء نہ ہو لیکن یہ عمومی طور پر موجود شے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[196]

ان دونوں الفاظ کے معنی ایک، اکیلا، یکتا اور تنہا ہیں احد گنتی کا پہلا عدد بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ واحد، اثنان یعنی ایک، دو وغیرہ۔[197]

اصطلاحی تعریف

خبر واحد کی اصطلاحی تعریف میں علماے اصول کے مابین اختلاف ہے اور اس اختلاف کی بنیادی وجہ سنت کی قسموں میں اختلاف ہے۔ جمہور کے ہاں خبر کی دو اقسام: خبر متواتر اور خبر واحد ہیں جبکہ احناف حدیث کو تین بنیادی اقسام مشہور متواتر اور واحد میں تقسیم کرتے ہیں۔

جمہور کے ہاں خبر واحد کی تعریف

شیخ الاسلام ابن حجرؒ خبر واحد کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"اعلم أن خبر الواحد ما انحط عن حدّ التواتر" [198]

"خبر واحد وہ خبر ہے جو متواتر کی شرط پوری نہ" کر سکے۔

ابو الحسن ماوردیؒ رقم طراز ہیں:

"وأما أخبار الآحاد فهو ما أخبر الواحد العدد القليل الذى يجوز على مثله تواطؤه على الكذب أو الاتفاق في السهو والغلط" [199]

"خبر واحد وہ خبر ہے جو اتنی قلیل تعداد سے مروی ہو جن کا مخفی طور پر جھوٹ، غلطی یا بھول پر اتفاق کر لینے کا گمان جائز ہو۔"

محمد بن ادریس قرافیؒ لکھتے ہیں:

"خبر العدد الواحد أو العدول المفيد للظن" [200]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک یا ایک سے زیادہ عادل راویوں کی ایسی خبر جس سے علم ظنی حاصل ہو۔"

ابو الولید باجی خبر واحد سے متعلق فرماتے ہیں:

"ما لم يقع العلم المخبره ضرورة من جهة الإخبارية وإن كان الناقلون له جماعة" [201]

"ہر وہ چیز جس سے علم ضروری حاصل نہ ہو چاہے اس کے راوی، جماعت کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو خبر واحد ہے۔"

ان تعریفوں کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ جمہور کے ہاں ہر وہ خبر جو متواتر نہیں، خبر واحد ہے اور مشہور، مستفیض وغیرہ خبر واحد کی اقسام ہیں۔

احناف کے ہاں خبر واحد کی تعریف

خبر واحد کی تعریف کو فخر الاسلام بزدوی نے اس طرح بیان کیا ہے:

"هو كل خبر يرويه الواحد أو اثنان فصاعداً لا عبرة للعدد فيه بعد أن يكون دون المشهور والمتواتر" [202]

"ہر وہ خبر جس کو ایک، دو یا اس سے زیادہ راوی روایت کریں اور اس میں راوی کی تعداد معتبر نہیں مگر یہ کہ وہ خبر مشہور اور متواتر کے درجہ تک نہ پہنچے۔"

گویا احناف کے نزدیک خبر واحد وہ ہے جس کو ایک راوی دوسرے ایک راوی سے نقل کرے۔ ایک راوی جماعت سے روایت کرے یا راویوں کی ایک جماعت ایک راوی سے روایت کرے۔ ان کے نزدیک راویوں کی تعداد کا اعتبار نہیں جب تک حدیث مشہور یا متواتر کی حد تک نہ پہنچے۔ [203]

حجیت خبر واحد

خبر واحد کی تعریفات کے تذکرے کے بعد اب ہم خبر واحد کی حجیت کو زیر بحث لائیں گے اور قرآن، حدیث اور عمل صحابہ کی روشنی میں خبر واحد کی حجیت کو پیش کریں گے۔

قرآن میں خبر واحد

1. حضرت یعقوب علیہ السلام نے خبر واحد پر اعتماد کیا، فرمانِ باری ہے:

﴿فَلَمَّآ أَن جَآءَ ٱلْبَشِيرُ أَلْقَىٰهُ عَلَىٰ وَجْهِهِۦ فَٱرْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾﴾ [204]

"پھر جب خوشخبری والا آیا۔ اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر ڈال دیا تو بینا ہو گیا۔ کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس دو رکا واقعہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھائیوں کا تعارف ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتہ انہیں دیا کہ یہ جا کر میرے والد کے چہرے پر ڈالو وہ بینا ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک آدمی کو وہ کرتہ دے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر وہ کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو وہ بینا ہو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے۔ تو یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک آدمی کی خبر پر اعتماد کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت اور قابل عمل ہے۔

2. اہل کتاب کے علما کو خبر واحد بیان کرنے کا حکم تھا، ارشاد باری ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُۥ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُۥ فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ وَٱشْتَرَوْاْ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿١٨٧﴾﴾ (205)

"اور جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اسے لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرو گے اور نہ چھپاؤ گے۔ انہوں نے وہ عہد پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑا مول خرید لیا۔ سو کیا بُرا ہے جو خریدتے ہیں۔"

ملّا جیونؒ اپنی تالیف نور الانوار میں حجیت خبر واحد پر یہ آیت نقل کر کے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی کتاب کی تبیین و تبلیغ اور وعظ و نصیحت ہر اس شخص پر لازم قرار دی ہے۔ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ خواہ فرد واحد ہو یا جماعت، اور پھر فرمایا کہ اس تبلیغ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس پر عمل کریں اور فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔

3. رسول اللہ ﷺ کی اُمت کو خبر واحد سیکھنے سکھانے اور اس پر عمل کرنے کا حکم، ارشاد خداوندی ہے:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾﴾ (206)

"سو کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے ایک حصہ تا کہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں ڈرائیں تا کہ وہ بچتے رہیں۔"

لیتفقھوا، ولینذروا، رجعوا تینوں کی ضمیر طائفة کی طرف لوٹتی ہے اور إلیھم، لعلّھم کی ضمیر فرقة کی طرف لوٹتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے طائفہ جو ایک سے زیادہ کا نام ہے اور طائفہ ایک دو اور زیادہ کو بھی شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرقہ پر اس طائفہ کی بات ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خبر واحد بھی حجت ہے اور موجب للعمل ہے کیونکہ یہ دعوت دینا جس طرح پوری جماعت پر فرض ہے، اسی طرح بھی انفرادی فرض ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ پوری جماعت ہو تب تو وہ دعوت دیں اور اگر ایک فرد ہو تو وہ دعوت نہ دے، بلکہ یہ دعوت کا فریضہ جماعت کے ایک ایک فرد پر عائد ہوتا ہے اور وہ دعوت عام ہے خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ اور قوم پر ہر اس فرد کی دعوت قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ولا يقال الطائفة اسم للجماعة لأن المتقدمين اختلفوا في تفسير الطائفة فقال محمد بن كعب: هو اسم للواحد وقال عطاء: اسم لاثنين. وقال الزهري:لثلاثة، وقال الحسن: العشرة، فيكون هذا اتفاقا منهم أن الاسم يحتمل أن يتناول كل واحد من هذه الأعداد ولم يقل أحد بالزيادة على العشرة" (207)

"طائفۃ کا لفظ چونکہ ایک پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کی رو سے ایک شخص کو بھی حکم دیا جارہا ہے کہ وہ دوسری جگہ جاکر دین سیکھے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرائے اور ڈرانے کا فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اسکی بات حجت ہو۔ علاوہ ازیں اس آیت کے آخر میں لعلهم يحذرون کا لفظ ہے جو دلالت کرتا ہے اگرچہ ڈرانے والا ایک ہی کیوں نہ ہو تب بھی اسکی بات کو مان کر ڈرنا ضروری ہے"۔

یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دور دراز علاقوں میں بھیجا اور انہیں بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان علاقوں میں جاکر وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں اور ﷺ کے فرامین سے آگاہ کریں تاکہ وہ ان پر عمل کریں۔ مثلاً علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔ (208) اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی یمن بھیجا۔ (209) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ہجرت سے پہلے مدینہ بھیجا۔ (210)

آپ ﷺ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو اکیلے اکیلے بھیجا تو اس سے پتہ چلا کہ خبر واحد حجت تھی کیونکہ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی اور اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا تو آپ ﷺ ان کو فرداً فرداً بھیجتے بلکہ ایک جماعت کی صورت میں بھیجتے۔

سنت میں خبر واحد سے استدلال

1. نبی ﷺ نے اپنے ہر صحابی کو دوسروں تک دعوت پہنچانے کا حکم دیا:

«فليبلغ الشاهد الغائب فرب مبلغ أوعى من سامع» (211)

"ہر موجود غائب تک پہنچادے۔ بسا اوقات پہنچایا ہوا سامع کی بنسبت زیادہ محافظ ہوتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ یوم النحر میں یہ مذکورہ ارشاد فرمایا تھا جو مجمع میں موجود ہے وہ ان تک یہ فریضہ پہنچادے جو موجود نہیں ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت ہے کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم سارے مل کر ہی دعوت دوگے تب دعوت قابل قبول ہے ورنہ نہیں ہے اور یہ بھی نہیں فرمایا تھا کہ تین چار کل دعوت دو، بلکہ ہر موجود کو فرمایا ہے کہ دوسرے تک پہنچادے۔ پس ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔ اگر یہ حجت نہ ہوتی تو آپ ﷺ ہم فریضہ ہر ایک کے سپرد نہ کرتے۔

2. ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قیصر (شاہ روم) کو خط لکھا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو وہ خط دے کر اس کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ یہ نامہ حاکم بصریٰ کے پاس پہنچائے تاکہ وہ اس خط کو قیصر تک پہنچائے۔ پس اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيسِيِّينَ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (212)

اللہ ہی کے نام سے شروع جو بہت بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے، روم کے بڑے ہرقل کے نام! اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ اس کے بعد تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ بچ جاؤ گے۔ اگر تو مسلمان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تجھے دہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو روگردانی کرے گا تو رعیت کا گناہ تجھ پر ہو گا۔ اے اہل کتاب! آجاؤ میں تمہیں ایک بات کی دعوت دیتا ہوں جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اللہ کے سوا ایک دوسرے کو رب نہ مانیں اور اگر تم اس سے لوٹ جاؤ گے تو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ خبر واحد حجت ہے، کیونکہ ﷺ نے یہ دعوت نامہ دے کر صرف ایک صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، تین یا چار کو نہیں بھیجا۔ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی تو آپ بہت سے صحابہ کو یہ دعوت نامہ دے کر بھیجتے۔

3. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور واپسی میں آپ ﷺ نے تاخیر کی اور ہمیں خدشہ لاحق ہوا کہ ہمارے سوا آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے اور ہمیں گھبراہٹ لاحق ہوئی اور ہم اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے میں گھبرایا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلا یہاں تک کہ انصار میں سے بنی نجار تک پہنچا۔ پھر میں اس باغ کے آس پاس گھومتا رہا تاکہ اس کا دروازہ پالوں مگر مجھے اس کا دروازہ نہ ملا۔ پس اچانک میں نے ایک پانی کی نالی دیکھی جو باغ کے باہر موجود کنویں سے باغ کے اندر جا رہی تھی۔ پس میں سمٹ کر اس سے باغ کے اندر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی! تو فرمایا: تیرا کیا حال ہے؟ تو میں ﷺ سے عرض کیا کہ آپ تشریف فرما تھے پھر اُٹھ کر چلے آئے اور پھر آپ ﷺ کو دیر لگ گئی۔ پھر ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ ہمارے سوا آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے تو ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی۔ پھر میں اس باغ کے پاس آیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر اندر داخل ہوا اور وہ لوگ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں تو نبی ﷺ نے مجھے اپنے جوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے اور فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور جو بھی تمہیں اس باغ کی پرلی طرف ملے اسے دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے دل میں یقین بھی ہو تو اسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔[213]

یہاں لمبی حدیث کا ایک حصہ نقل کیا گیا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد حجت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جنت کی یہ بشارت سنانے کے لیے صرف ایک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا تھا۔ اگر خبر واحد حجت نہ ہو تو آپ ﷺ انتظار فرماتے اور دوسرے صحابہ کو آنے دیتے اور سب کو اس پر مامور فرماتے اور اس سلسلہ میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے خبر واحد پر عمل کیا تھا۔

ان واقعات پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ واقعاتی روایات تو بذات خود خبر واحد ہیں اور ہمارا مقصود خبر واحد کی حجیت ثابت کرتا ہے تو یہ حجیت خبر واحد سے کیسے ثابت ہو سکتی ہے اس سے تو دور لازم آئے گا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث بہت سے طرق سے منقول ہیں۔ اس لیے یہ درجہ شہرت تک پہنچ چکی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ احادیث اگرچہ فرداً فرداً خبر واحد ہیں لیکن اپنی کثرت کی وجہ سے تواتر معنوی کے ساتھ یہ فائدہ دیتی ہیں کہ خبر واحد حجت ہے۔[214]

امام شافعیؒ الرسالہ میں حجیت خبر واحد پر مستقل فصل قائم کی ہے جس میں انہوں نے حدیث وسنت میں موجود بہت سے دلائل سے ثابت کیا کہ نبی کریم ﷺ خبر واحد کو حجت گردانا کرتے تھے۔

صحابہ کا خبر واحد پر عمل

1. رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا خبر واحد پر عمل

1. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا ، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ" [215]

لوگ اس دوران کہ مسجد قبا میں صبح کی نماز میں تھے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات کو قرآن اتارا گیا ہے اور آپ کو کعبہ رخ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم بھی کعبہ رخ ہو جاؤ اور ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف نماز میں ہی پھر گئے۔

2. حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ ، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ ، وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ، ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ . فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ [216]

"جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو سولہ یا سترہ ماہ تک آپ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں اور آپ پسند کرتے تھے کہ انہیں کعبہ کی طرف پھیرا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ہم آسمان کی طرف تیرے چہرے کا پھرنا دیکھتے تھے۔ ہم ضرور تجھے اس قبلہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے۔ پھر پھیر دیا گیا آپ کا چہرہ کعبہ کی طرف اور آپ کے ساتھ ایک آدمی نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر وہ نکل گیا اور انصار کی ایک قوم کے پاس سے گزرا، پس کہا کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپ کو قبلہ رخ ہونے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ تو وہ لوگ بھی بیت المقدس سے ہٹ گئے حالانکہ وہ نماز عصر کے رکوع میں" تھے۔

یہاں دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور ان دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد حجت ہے۔ کیونکہ جناب ﷺ کریم جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں اور جب آپ کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ملا تو آپ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھنا شروع کر دی اور مسجد قباوالوں کو جب ایک شخص نے یہ خبر دی تو انہوں نے نماز کی حالت میں ہی یہ خبر قبول کی اطراف قبلہ پھر گئے اور اس طرح بنو نجار کو بھی جب یہ خبر ملی تو انہوں نے بھی قبول کر لی اور جناب نبی ﷺ نے اس پر نکیر نہ فرمائی کہ تم نے ایک آدمی کی خبر پر بیت المقدس کیوں چھوڑا اور قبلہ رخ کیوں ہوئے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے دور میں بھی خبر احد پر عمل کیا تھا۔ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی تو حضور ﷺ ان کو ضرور منع کرتے۔

2. آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی صحابہ نے خبر واحد پر عمل کیا

1. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ قَالَ «مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ». ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ [217]

"جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ کی تدفین میں صحابہ میں اختلاف ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ پسند کرتا ہے کہ اسے وہاں دفنایا جائے لہٰذا آپ ﷺ کو آپ کے بستر والی جگہ میں ہی دفناؤ۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد بھی صحابہ نے خبر پر عمل کیا اور یقیناً خبر واحد حجت ہے کیونکہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی تدفین کے لیے جگہ کے انتخاب کا مسئلہ پیدا ہوا اور صحابہ نے مختلف رائے دی تو اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی نقل کیا اور فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ نبی کی روح وہیں قبض کی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ اس کی تدفین کو پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حجرہ شریف میں ہی دفن کر دیا گیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ کے وصال کے بعد صحابہ نے خبر واحد پر عمل کیا او ر صحابہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تھا اور اس حدیث کے راوی صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے اور کوئی نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ خبر واحد کو حجت سمجھتے تھے اور اس کی حجیت پر صحابہ کا اتفاق اور اجماع تھا۔

2. حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الأَنْصَارِ وَالأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالأَمَانَةُ فِي الأَزْدِ ». يَعْنِي الْيَمَنَ (218)

" بادشاہت یعنی خلافت قریش میں رہنی چاہیے۔ عہدہ قضا انصار میں، اذان اہل حبشہ میں اور امانت قبیلہ ازد یعنی یمن میں۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ وَأَنْتَ قَاعِدٌ « قُرَيْشٌ وُلاَةُ هَذَا الأَمْرِ ...» قَالَ: فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ، نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَأَنْتُمُ الأُمَرَاءُ. (219)

" اے سعد! تو یقیناً جانتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اور تم بیٹھے تھے کہ قریش اس کام کے متولی (خلفاء) ہوں گے... تو سعد نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے"۔ ہم وزراء ہیں اور آپ امرا۔

یہاں دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور دوسری حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ان دونوں میں فضائل قریش مذکور ہیں۔ پہلی میں تو جناب نبی ﷺ نے خلافت کے عہدے تقسیم فرمائے تھے۔ فرمایا کہ خلافت قریش میں مناسب ہے، قضا انصار میں، اذان حبشیوں میں اور دیانت وامانت اور خزانوں کے عہدے یمن والوں کے پاس مناسب ہیں مگر اس حدیث کے راوی صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری حدیث میں اس مضمو ن کی تائید ہے کہ خلافت کے عہدے قریش کے پاس ہونے چاہئیں اور اس حدیث کے راوی بھی اکیلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی طرح اور بھی بعض احادیث میں فضائل قریش مذکور ہیں مگر ان سب احادیث کے راوۃ آحاد ہی ہیں

3. حضور ﷺ کے انتقال پُر ملال کے بعد آپ کی جانشینی اور خلافت کا مسئلہ جب درپیش ہوا تو انصار نے اپنا ایک اجلاس بلایا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر منتخب کرنا چاہا اور مہاجرین میں سے بھی بعض نے کہا کہ ہمارا اپنا امیر ہو گا۔ اس وقت مہاجرین میں سے کبار صحابہ آگے بڑھے اور قریش کے فضائل جو جناب ﷺ کے ہمیں منقول تھے وہ انصار کو سنائے اور انصار نے وہ فضائل سننے کے بعد مہاجرین سے اتفاق کیا اور اپنا امیر الگ چننے کے بجائے قریشی امیر پر راضی ہو گئے اور پھر سب مہاجرین او رانصار نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس فضائل قریش کی احادیث آحاد ہیں اور مہاجرین نے ان کو سند ظنی ہونے سن کر انہیں قبول کیا۔ اس سے واضح معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی صحابہ نے خبر واحد کو قبول کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ پس خبر واحد کی حجیت صحابہ کے مابین بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق تھی کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا کہ یہ اخبار سب آحاد ہیں، ہم انہیں مانتے ۔ اور اس پر عمل تواتر کا درجہ اختیار کر گیا تھا اور اسی طرح ائمہ مجتہدین کا بھی حجیت خبر واحد پر اتفاق ہے۔

خبرِ واحد کی حجیت... فقہاء واصولیین کا اختلاف

خبر واحد کی حجیت میں فقہاء واصولیین کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف چار مختلف اقوال پر مبنی ہے:

1. خبر واحد اصول و فروع میں مطلقاً حجت ہے۔ (220)
2. خبر واحد اصول و فروع میں حجت ہے اگر اس کے ساتھ قرائن ملے ہوئے ہوں۔
3. خبر واحد اصول و فروع میں مطلقاً حجت نہیں۔
4. خبر واحد فروع میں حجت ہے مگر اصول میں حجت نہیں ہے۔

قول اول اور اس کے دلائل

سلف صالحین میں صحابہؓ، تابعین عظام جمہور حدیث و فقہ اور علماءے اصول کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ خبر واحد اصول و فروع دونوں میں حجت ہے بشرطیکہ اس میں حدیث مقبول کی تمام متفق علیہا شرائط موجود ہوں یعنی سند کا اتصال، راوی کی عدالت، ضبط، عدم شذوذ اور عدم علت۔ علاوہ ازیں وہ حدیث صریح ہو منسوخ ہو اور ظاہری، ابن حزم، حسین بن علی الکرابیسی، حارث محاسبی، امام احمد، امام شافعی، امام مالک، ابو اسحاق بن شیراز القدسی، ابوالحسن خیاط، اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے۔ (221)

شیخ محمد خضری کی کتاب اصول الفقہ میں کہتے ہیں:

"تواتر عن الصحابة في وقائع لا تحصى العمل بخبر الواحد ومجموع هذه الوقائع تفيد إجماعهم على إيجاب العمل باخبار الأحاد و كثيرا ماكانوا يتركون آراءهم التي ظنوها باجتهادهم إذا روي لهم خبرعن رسول الله ﷺ" (222)

دلائل

1. ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡتُمُونَ مَآ أَنزَلۡنَا مِنَ ٱلۡبَيِّنَٰتِ وَٱلۡهُدَىٰ مِنۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِي ٱلۡكِتَٰبِ أُوْلَٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ ٱللَّهُ وَيَلۡعَنُهُمُ ٱللَّٰعِنُونَ ﴾ (223)

اس آیت میں اظہار ہدایت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اگر اس کا قبول کرنا ضروری نہ ہوتا تو اس کے اظہار میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ لہٰذا اگر ایک آدمی میں بھی ہدایت سے متعلق کوئی خبر لے کر آتا ہے تو اس کی پیروی بھی ضروری ہے۔

2. ﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ ﴾ (224)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول ﷺ جو تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکے اس سے رُک جاؤ۔"

اس آیت میں لفظ "ما" عام ہے جو تمام احکامات کو شامل ہے جو آپ ﷺ لے کر آئے چاہے وہ عملی احکام ہوں یا اعتقادات ہوں اور برابر ہے کہ وہ تواتر سے منقول ہوں یا خبر واحد کے طریقے پر منقول ہوں۔[225]

3. ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا ﴾[226]

اس آیت میں لفظ "أمر" نکرہ ہے اور شرط کے تحت داخل ہے لہٰذا یہ عموم کا فائدہ دے گا یعنی ان تمام اقوال، افعال اور تقریرات کے عموم کا فائدہ دیتا ہے جو آپ ﷺ لے کر آئے، برابر ہے کہ وہ عملی احکام کے بارے میں ہوں یا عقیدہ کے بارے میں ہوں۔ وہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ میں داخل ہیں۔ اس آیت میں لفظ "أمرا" سے صرف عملی احکام مراد لینا بلا دلیل ہے لہٰذا باطل ہے۔[227]

1. حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ «نضر الله امرأة سمع منا حديثا فحظفه حتى يبلغه فرب حامل فقه إلى من هو أفقه منه ورب حامل فقه ليس بفقيه[228]

اس حدیث سے استدلال اس طرح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حدیث کو یاد رکھنے کی اور اس کو آگے پہنچانے کی ترغیب دی اور اس ترغیب میں ہر آدمی داخل ہے۔ لہٰذا فرد واحد بھی حدیث کو یاد رکھنے اور آگے پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔ برابر ہے اس کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے اور اس کو آگے پہنچانے کا اسی وقت فائدہ ہو سکتا ہے جب دوسروں کے لیے اس پر عمل کرنا ضروری ہو۔

2. آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کی طرف اپنے رضی اللہ عنہم کو بطور نمائندہ بھیجا اور عموماً یہ سفیر اور نمائندے اکیلے ہی بھیجے جاتے تھے اور ان سفیروں نے ان بادشاہوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور آپ ﷺ نے ان بادشاہوں اور حکمرانوں پر لازم کیا تھا کہ وہ اس اسلام کے پیغام کو قبول کریں۔

اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وبعث يعني النبي ﷺ في دهر واحد اثني عشر رسولا إلى اثنى عشر ملكا يدعوهم إلى الإسلام ... ولم تزل كتب رسول الله ﷺ تنفذ إلى ولاته بالأمر والنهى ولم يكن لأحد ولاته ترك نفاذ أمره"[229]

3. خبر واحد کے قبول کرنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ بہت سے ایسے جزوی واقعات پیش آتے ہیں کہ وہ مختلف معاملات میں خبر واحد کی طرف رجوع کرتے تھے جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسی سے جزیہ کے بارے میں حضرت عبد الرحمٰن کی خبر کو قبول کیا کہ آپ ﷺ نے ہجر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجوس سے جزیہ لیا۔[230]

حضرت ابو بکرؓ نے جدہ کی میراث میں مغیرہ بن شعبہ اور حضرت محمد بن مسلمہؓ کی حدیث کو قبول کیا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔[231]

حضرت عمرؓ نے جنین کی دیت کے بارے میں حضرت حمل بن مالکؓ کی حدیث کو قبول کیا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔[232]

حضرت عثمانؓ نے عدت وفات گزارنے والی عورت کے سکنی کے بارے میں فریعہ بنت مالکؓ کی حدیث کو قبول کیا۔[233]

حضرت انس بن مالکؓ نے ایک آدمی کا اعلان سن کر کہ شراب حرام ہوگئی، شراب کو گرا دیا۔[234]

اہل قباء نے ایک آدمی کی خبر کی بنیاد پر نماز میں اپنا قبلہ کی طرف پھیر دیا۔[235]

علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں: "إن عمل بعض الصحابة بل الأكثر من المجتهدين منهم بإخبار الآحاد مع سكوت الباقين عن النكير دليل الإجماع على ذلك" [236]

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"ومن الإجماع: إجماع الصحابة والتابعين على الاستدلال بخبر الواحد ، وشاع كذلك وذاع ولم ينكره أحد ولو أنكره منكر لنقل إلينا وذلك يوجب العلم العادي باتفاقهم كالقول الصريح" [237]

4قیاس بھی اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ خبر واحد پر عمل ضروری ہونا چاہیے۔یہ قیاس کئی طرح سے ہو سکتا ہے۔

خبر واحد کو مفتی کے قول پر قیاس کرنا کہ مفتی کا قول قبول کیا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی خبر واحد کی قبیل میں سے ہے۔ طرح وہ حدیث جو خبر واحد ہو وہ تو بدرجہ اولیٰ قبول کی جانا چاہیے کیونکہ مفتی کے قول میں خطاء ونسیان کا احتمال اس سے زیادہ ہوتا ہے جتنا کہ حدیث کے نقل کرنے میں ہو سکتا ہے۔

علامہ علی سبکیؒ لکھتے ہیں:

"قياس خبر الواحد على الفتوى والشهادة بجامع تحصيل المصلحة المظنونة أو دفع المفسدة المظنونة" [238]

خبر واحد پر عمل کو اذان اور شہادت پر بھی قیاس کیا جا سکتا آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمان ہمیشہ سے اذان سن کر روزہ رکھتے ہیں اور اذان سن کر روزہ افطار کرتے ہیں اور اذان سن کر نماز پڑھتے ہیں۔اسی طرح عقوبات اور دوسرے معاملات میں عموماً دو آدمیوں کی گواہی قبول کرلی جاتی ہے اور دو افراد کی گواہی بھی خبر واحد کی قبیل سے ہے۔تو جب اذان اور شہادت میں خبر واحد قبول کرلی جاتی ہے تو حدیث کی روایت میں تو بدرجہ اولیٰ قبول کی جانی چاہیے کیونکہ دین کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ نے لی ہے۔[239]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5. عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خبر واحد حجت ہونی چاہیے۔ ہمیں اپنی روز مرہ زندگی میں کتنے ہی معاملات ایسے ہیں کہ ان میں خبر واحد کا سہارا لینا پڑتا ہے مثلاً استاذ شاگرد کو بہت سے علوم پڑھاتا ہے اور شاگرد ان علوم کو سیکھتا ہے اور ان کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے حالانکہ استاد صرف ایک ہی ہوتا ہے اور وہ استاد بھی اپنے استاد کی جانب سے نقل کرتا ہے جو کہ بعض اوقات ایک ہوتا ہے اب اگر شاگرد کہے کہ میں خبر واحد کو نہیں مانتا بلکہ میرے پڑھانے کے لیے اساتذہ کی ایک پوری ٹیم ہونی چاہیے جن کی بات سے مجھے یقین آجائے تو اس شاگرد کی بات کو وہ شخص بھی نامعقول قرار دے گا جو خبر واحد کو حجت تسلیم نہیں کرتا۔ اسی طرح جب ہمیں اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کے آنے کی خبر ملتی ہے تو ہم اس کے استقبال کے لیے سٹیشن وغیرہ پہنچ جاتے ہیں حالانکہ بعض اوقات ہمیں اس کے لیے اپنے کئی کاموں کا حرج کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے ایسے معاملات ہیں کہ جن میں ہمیں خبر واحد کا سہارا لینا پڑتا ہے اور اس خبر واحد کو یقینی سمجھ کر اس کے مطابق ہم عمل کرتے ہیں۔ ایسے معاملات میں اگر تواتر کی شرط لگادی جائے تو ہماری زندگی دشوار ہو کر رہ جائے گی۔

جسٹس مفتی تقی عثمانیؒ کتاب میں لکھتے ہیں:

"تیسری قسم خبر واحد ہے اس کی حجیت اور صداقت کا انحصار راویوں کی راست بازی اور دیانت پر ہے اگر راوی ہر لحاظ سے قابل اعتبار ہے تو اس کی بیان کردہ روایت قبول کی جاسکتی ہے لیکن اگر ایک اکیلا راوی مشکوک تصور کیا جائے تو تمام تر روایت خود بخود مشکوک ٹھہرتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ اصول دنیا کے ہر خطے میں لاگو اور کارفرما ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سنت کے بارے میں اس پر اعتراض کیا جاتا ہے حالانکہ حدیث نبویؐ کے بارے میں یہ اصول زیادہ قابل اطلاق ہونا چاہیے کیونکہ احادیث کو ~~رواۃ الحدیث~~ روایتوں کی نزاکت اور اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔" (240)

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ خبر واحد اصول وفروع دونوں میں بلا تفریق حجت ہے۔

قول ثانی

خبر واحد کو اس وقت قبول کیا جائے گا جب اس کے ساتھ قرائن ملے ہوئے ہوں۔ یہ قول حنابلہ کی ایک جماعت مثلاً قدامہ، ابن عقیل اور ابو البقاء وغیرہ اور معتزلہ میں سے نظام کا ہے اور آمدی، ابو بکر بن الباقلانی، فخر الدین رازی اور ابن حاجب نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے۔ (241)

وہ قرائن جو خبر واحد کی حجیت کے لیے ضروری ہیں، درج ذیل ہیں:

1. اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے کیا ہے اور وہ حد تواتر تک نہ پہنچی ہو۔

ایسی حدیث کو اس لیے ترجیح دی جائے گی کہ ان دونوں حضرات کو حدیث میں جو مقام حاصل ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہے۔ ان دونوں کی کتابوں کو امت نے قبول کیا ہے۔ صحیح احادیث کو منتخب کرنے میں جو امتیاز ان حضرات کو حاصل ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکو کسی اصلی نہیں ہے۔

2. حدیث مشہور ہو جس کی کئی سندیں ہوں اور وہ تمام سندیں رواۃ کے ضعف و علل سے محفوظ ہو۔

3. وہ حدیث جس کے تمام راوی ائمہ، حفاظ اور ضابط ہوں۔[242]

قول ثانی اور قول اوّل کے دلائل میں کوئی خاص فرق نہیں ہے البتہ خبر واحد کی قبولیت کیلئے قرائن کی شرط کا اضافہ ایک طرح سے خبر واحد کی حجیت سے انکار کے مترادف ہے کیونکہ خبر محتف بالقرائن اپنے درجہ میں خبر متواتر کی طرح ہوتی ہے اور اس سے حاصل ہونے والا علم بھی علمائے محدثین کے ہاں قطعی ہوتا ہے۔ چنانچہ قول ثانی کے قائلین نے اپنے قول میں ایک طرح سے قرائن کی شرط کا اضافہ کرکے ہر اس خبر واحد کا انکار کر دیا ہے جو قرائن سے خالی ہو۔ بالفاظ دیگر یہ لوگ خبر واحد کی حجیت کا انکار کرتے ہیں۔

قول ثالث

شرعاً خبر واحد پر عمل کرنا جائز نہیں ہے نہ اصول میں اور نہ فروع میں۔ یہ قول ظاہریہ میں سے ابو بکر شافی، داؤد نہرانی، بعض معتزلہ اور شیعہ امامیہ کی ایک جماعت کا ہے۔ آج کل بہت سے مستشرقین اور متجددین بھی اسی قول کی پیروی کر رہے ہیں۔

خبر واحد کی عدم حجیت کے بارے میں شیعہ عالم شریف المرتضیٰ کہتے ہیں:

"شرعی احکام ایسی دلیل چاہتے ہیں جو یقین کا فائدہ دے۔ اسی لیے ہم نے اخبار آحاد پر عمل کو باطل قرار دیا ہے کیونکہ وہ نہ علم کا فائدہ دیتی ہے اور نہ عمل کا اور ہم نے یہ بات ضروری قرار دی ہے کہ عمل علم کے تابع ہے۔ ایک راوی کی خبر جبکہ وہ عادل ہو زیادہ سے زیادہ اس کی سچائی کا ظن دیتی ہے اور جس کے سچ کا ظن ہو (یقین نہ ہو اس کے جھوٹ کی بھی گنجائش ہے"۔[243]

دلائل

1. ﴿ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا ﴾[244] ﴿ ٱجْتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ ﴾[245]

ان آیات سے اس طرح استدلال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظن کی پیروی کرنے سے روکا ہے اور ظن کی پیروی کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ ظن حق کے بارے میں کوئی فائدہ نہیں دیتا اور خبر واحد سے بھی زیادہ سے زیادہ ظن حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر واحد کی پیروی کرنے سے روکا ہے کیونکہ یہ حجت کے میں کوئی فائدہ نہیں دیتی۔[246]

اس دلیل کے جمہور کی جانب سے بہت سے جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. جس ظن سے ان آیات میں روکا گیا وہ ظن ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. جمہور کے مذہب کے مطابق خبر واحد ظن کا فائدہ نہیں دیتی بلکہ یقین کا فائدہ دیتی ہے۔
3. بعض علما نے اس دلیل کا الزامی جواب بھی دیا ہے کہ خبر واحد پر عمل نہ واجب ہونے پر کوئی قطعی دلیل تو موجود نہیں ہے لہٰذا جو لوگ اس کی نفی کرتے ہیں وہ خود ظن پر عمل کرتے ہیں اور اس آیت کے تحت داخل ہیں۔[247]

2. ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾(248)

اس آیت سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ خبر واحد چونکہ علم (یقین) کا فائدہ نہیں دیتی اور اللہ نے ایسی چیز کی پیروی سے منع فرمایا جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔[249]

اس دلیل کے جمہور کی طرف سے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

1. ظنِ راجح عمل واجب ہونے میں علم کی مانند ہے اور خبر واحد ظن راجح کا فائدہ تو ضرور دیتی ہے جبکہ جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ خبر واحد بھی علم کا فائدہ دیتی ہے۔
2. اس آیت کا تعلق جھوٹی گواہی سے ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسی گواہی نہ دو جس کے بارے میں تم کو علم نہ
3. بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم ایسی بات کی پیروی نہ کرو جس کا تمہیں کسی قسم کا علم نہ ہو یعنی نہ درجہ یقین میں اور نہ درجہ گمان میں کیونکہ اس آیت میں علم کا لفظ نکرہ ہے جو کلام منفی میں واقع ہوا ہے اور نکرہ نفی کے تحت عموم کا فائدہ دیتا ہے۔[250]
4. خبر واحد سے جو ظن حاصل ہوتا ہے اس پر بھی عمل کا لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ ارشادات باری تعالیٰ ہیں:

﴿ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ ﴾[251] ، ﴿ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ﴾[252]

درج بالا آیات میں علم کا لفظ بول کر ظن مراد لیا گیا ہے[253]

5. خبر واحد کی عدم حجیت کے قائل حدیث ذوالیدین کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز میں چار کی بجائے دو رکعتیں پڑھا دی اس پر حضرت ذوالیدین کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کمی ہو گئی ہے ﷺ آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: یہ ذوالیدین کیا کہتا ہے رضی اللہ عنہم صحابہ نے عرض کیا: یہ سچ کہتا ہے ﷺ نے صرف دو رکعتیں پڑھائی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور پھر سلام پھیرا۔[254]

اس حدیث سے استدلال اس طرح کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے فوری طور پر حضرت ذوالیدین کی خبر کو قبول نہیں کیا یہاں تک کہ دوسرے صحابہؓ نے تائید نہ کر دی۔ اگر خبر واحد ﷺ ہوتی تو آپ دوسروں کی تائید کا انتظار کئے بغیر فوراً قبول کر لیتے۔

جمہور کی جانب سے اس دلیل کے درج ذیل جوابات دیے گئے ہیں:

1. آپ ﷺ نے حضرت ذوالیدین کی خبر کو فوری طور پر اس لیے قبول نہیں کیونکہ آپ ﷺ کو غالب گمان تھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے نماز مکمل پڑھی ہے۔ لہٰذا جب دوسروں کی طرف سے تائید حاصل ہو گئی ﷺ آپ کو یقین آ گیا کہ واقعی رکعتیں دو پڑھی گئی ہیں اور آپ ﷺ نے ان کی بات کو قبول کر لیا۔

2. آپ ﷺ نے حضرت ذوالیدین کی خبر کو فوری طور پر اس لیے قبول کیا کیونکہ باقی صحابہ چپ تھے اور وہی سب سے پہلے بولے تھے تو آپ ﷺ سمجھے کہ شاید ان کو کوئی وہم ہو گیا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کو دوسرے صحابی رضی اللہ عنہم کی تائید کی ضرورت پیش آئی۔

علامہ کتانی الاحکام میں لکھتے ہیں:

"إنما توقف النبي ﷺ في خبر ذي اليدين لتوهم غلطه بعد انفراده بمعرفة ذلك دون من حضره من الجمع الكثير، ومع ظهور إمارة الوهم يجب التوقف فيه، فلما ارتفع الوهم بشهادة أبي بكر وعمر عمل بموجب خبره وعمل النبي ﷺ بهذا" (255)

3. اس روایت کا ایک الزامی جواب یہ بھی ہے کہ یہ روایت بذاتِ خود خبر واحد ہے۔ خبر واحد کو نہ ماننے والے کیسے استدلال کر سکتے ہیں؟

4. خبر واحد میں جھوٹ ہونے کا احتمال ہوتا ہے اور یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ راوی سے بھول ہو گئی ہو۔ لہٰذا جو خبر کذب وخطا دونوں کا احتمال رکھتی ہو اس پر عمل کرنا شریعت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

اس اعتراض کا جواب ابن حزم رحمہ اللہ نے دیا ہے کہ نسخ قرآن میں ثابت ہے اور بہت سی آیتیں نسخ کا احتمال رکھتی ہیں لیکن کبھی کسی مسلمان نے یہ نہیں کہا کہ اس احتمال کی وجہ سے قرآن پر عمل کرنا جائز نہیں؟ بلکہ ہر آیت پر عمل کرنا واجب ہے یہاں تک کہ نسخ ثابت ہو جائے تب عمل چھوڑا جائے گا اور یہ احتمال تو گواہوں کی گواہی اور مفتی کے قول پر بھی پیدا ہو سکتا ہے حالانکہ ان کی بات کو ماننا بالاتفاق ضروری ہے۔ (256)

ابن حزم رحمہ اللہ اس دلیل کا ایک اور جواب بھی دیا ہے:

"یہ بات ممکن نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث میں ایسا جھوٹ یا خطا موجود ہو جس کا ہم کو علم نہ ہو سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود شریعت یعنی کتاب وسنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ (257)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴾ (258)

﴿ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (259)

5. خبر واحد کی عدم حجیت کے قائل خبر واحد کو شہادت پر قیاس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسا احکام میں ایک آدمی کی گواہی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح خبر واحد بھی قبول نہیں کی جا سکتی کیونکہ خبر واحد ایسے علم کا فائدہ نہیں دیتی جس سے حکم واجب ہو سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دلیل کا جمہور کی جانب سے جواب یہ ہے کہ خبر واحد کو شہادت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ خبر واحد کئی وجوہ سے شہادت سے مختلف ہے:

1. اکیلی عورت کی روایت قبول کی جاسکتی ہے مگر اکیلی عورت کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی ماسوائے ان مخصوص امور میں جن پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے۔
2. گواہی میں احتیاط اس لیے برتی جاتی ہے کیونکہ وہ کسی مخصوص شخص کے حق میں ہوتی ہے یا اس کے خلاف ہوتی ہے بخلاف حدیث کی روایت کے کہ اس کا تعلق تمام لوگوں سے ہوتا ہے اور اس پر اجتماعی احکام مرتب ہوتے ہیں اس لیے عاقل مسلمان روایت میں جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے زنا میں چار آدمیوں کی گواہی معتبر ہے بخلاف روایت کے۔[260]
3. اس کا ایک الزامی یہ بھی ہے کہ دو یا تین افراد کی روایت بھی خبر واحد ہی ہوتی ہے، اگر وہ خبر واحد کو شہادت پر قیاس کرتے ہیں تو انہیں خبر عزیز یا مشہور کو بھی خبر متواتر کی طرح قبول کرنا چاہئے۔

خلاصہ

1. یہ قول کتاب، سنت اور اجماع میں سے کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے۔
2. یہ قول اس طرز عمل کے منافی ہے جو طرز عمل صحابہ اور سلف صالحین کا سنت کے ساتھ تھا۔
3. اس قول کو اگر قبول کر لیا جائے تو احادیث صحیحہ کا ایک بڑا حصہ مردود اور ناقابل عمل شمار ہوگا کیونکہ احادیث کا غالب حصہ خبر واحد پر مشتمل ہے بلکہ بعض اہل علم نے تو ذخیرۂ حدیث میں خبر متواتر کے وجود سے ہی انکار کیا ہے تو اس صورت میں تمام احادیث خبر واحد ہونے کی بناء پر مردود ہوں گی؟
4. خبر واحد کی عدم حجیت کا قول ترقی کر کے انکار حدیث کا باعث بنا ہے اور اسی قول کو لے کر مستشرقین ومنکرین حدیث نے حضور ﷺ کی ذات اور دین اسلام پر بہت کیچڑ اچھالا ہے۔
5. منکرین حجیت خبر واحد عام طور جن حدیثوں سے خبر واحد کا انکار کرتے ہیں، اس وقت وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ حدیثیں بذاتِ خود خبر واحد ہیں، خبر واحد کے رد کیلئے انہیں قرآن کریم یا کم از کم خبر متواتر کے درجہ کی دلیل پیش کرنی چاہئے۔

چوتھا قول

اخبار آحاد فروع میں حجت ہیں، اصول میں نہیں۔ یہ قول اصولیین کی ایک جماعت اور متکلمین کا ہے۔ اکثر شوافع ، جمہور مالکیہ اور احناف کا بھی یہی قول ہے۔[261]

دلائل

1. خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے لہٰذا اصول میں مقبول نہیں ہوگی کیونکہ وہاں یقین مطلوب ہوتا ہے۔[262]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دلیل کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ اصول کے بارے میں جو اخبار آحاد ہیں وہ ایسے قرائن پر مشتمل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے یقین کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے اس لیے سلف نے ایسی روایت کو عقائد کے باب میں قبول کیا ہے۔ علاوہ ازیں خبر واحد کو قبول کرنے کے دلائل قطعی ہیں لہٰذا ان کو قطعیات میں قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

2. اگر اصول میں خبر واحد کو قبول کر لیا جائے تو اس سے اصول و فروع میں برابری لازم آئے گی۔[263]

اسکا جواب یہ ہے کہ دو چیزوں کے کسی ایک چیز میں متفق ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہ بالکلیہ ایک دوسرے کے برابر ہوں ویسے بھی دینی مسائل اصولی یا فروعی، درجے میں اللہ کی طرف سے ہونے میں ہمارے لئے ایک ہی مقام رکھتے ہیں۔

3. اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قراءت شاذہ قرآن کا حصہ نہیں ہیں کیونکہ وہ خبر واحد سے ثابت ہیں اور قرآن چونکہ اصول میں سے ہے اور اس کا ثبوت قطعی ہے لہٰذا اخبار آحاد کے ذریعے جب قرآن کا ثبوت نہیں ہو سکتا اسی طرح بقیہ اصول میں بھی اخبار آحاد سے استدلال کرنا درست نہیں۔

اس دلیل کا کئی طرح سے جواب دیا گیا ہے، مثلاً:

1. قرأت شاذہ کو صرف اس وجہ سے قرآن سے علیحدہ نہیں کیا جاتا کہ وہ خبر آحاد سے ثابت ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ ایسے قوی دلائل موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن کا نہیں ہیں بلکہ یہ یا تو آپ ﷺ کی تفسیر تھی جس کو بعض صحابہؓ نے قرآن سمجھ لیا یا صحابہؓ کی تفسیر تھی جس کو تابعین وغیرہ نے قرآن سمجھ لیا۔[264]
2. قرآن کریم چونکہ اللہ کی طرف سے وحی کے الفاظ کی صورت میں ہمیں موصول ہوا ہے، جبکہ سنت مراد الٰہی ہے اور الفاظ کو محفوظ صورت میں آگے منتقل کرنے کیلئے ایک دو افراد کا واسطہ عقلاً کافی نہیں ہے، جبکہ مراد و مفہوم کو ایک ثقہ و سمجھدار شخص محفوظ کر کے اپنے الفاظ میں آگے بہ آسانی پہنچا سکتا ہے، اسی لئے اہل سنت کے قرآن کریم کیلئے روایت باللفظ شرط ہے، جبکہ سنت کو بالمعنیٰ روایت کرنے کی اجازت ہے۔
3. اسی طرح قراءت شاذہ کے بارے میں صحیح موقف یہ ہے کہ وہ سرے سے وحی نہیں ہیں، چونکہ خبر واحد ہونے کی وجہ سے ان کے الفاظ کی محفوظ روایت نہیں ہوئی اس لئے انہیں بطور قرآن تلاوت نہیں کیا جا سکتا، ورنہ صحیح سند سے مروی قراءتِ شاذہ اہل علم کے ہاں تفسیر قرآن اور مسائل دین کے استنباط کیلئے حجت ہے۔

عصر حاضر کے نامور محدث علامہ ناصر الدین البانیؒ موضوع پر ایک مستقل تالیف فرمائی ہے کہ جس طرح خبر واحد مسائل میں حجت ہے، اسی طرح عقائد میں بھی حجت ہے۔

درج بالا چاروں اقوال میں سے پہلا قول جو کہ خبر واحد اصول و فروع دونوں میں حجت ہے دلائل کے اعتبار سے قوی ہے اور خبر واحد کی حجیت کو صرف احکام کے ساتھ خاص کرنا اور عقائد کو چھوڑ دینا، تخصیص بلا مخصص ہے جو معتبر نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر واحد کی قبولیت کی شرائط

علما اصول نے خبر واحد میں شبہ کے امکان کی وجہ سے اس کی قبولیت کے لیے مختلف اقسام کی شرطیں لگائی ہیں ان میں سے کچھ شرائط راوی سے متعلق ہیں اور بعض نفس خبر کے بارے میں ہیں۔ ان میں سے بعض شرائط پر تمام علما اصول متفق ہیں اور کچھ میں ان کے درمیان اختلاف ہے۔ خبر واحد کو قبول کرنے کی متفق علیہ شرطیں درج ذیل ہیں:

1. جب اس کی سند متصل ہو۔ اتصال سند سے مراد یہ ہے کہ وسط سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہوا ہو، بلکہ اس کی کڑیاں شروع تا آخر ملی ہوئی ہوں۔
2. اس کا ہر راوی عادل ہو۔ عدالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عاقل اور بالغ مسلمان ہو۔ جن چیزوں کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے، ان پر عمل کرتا اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے، ان سے بچتا ہو۔ کسی گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور جو چیزیں اخلاق حسنہ کے منافی ہوں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہو۔
3. اس کا ہر راوی ضابط ہو۔ ضابط کا معنی یہ ہے کہ پہلے راوی سے اس نے جو بات سنی وہ اسے اپنے سینے یا سفینے میں (لکھ کر) اس طرح محفوظ کرے کہ اسے اگلے راوی تک منتقل کر دے اور جب چاہے اسے بیان کر سکے۔
4. متن حدیث میں کوئی شذوذ نہ پایا جائے۔ متن میں شذوذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عادل ضابط راوی کوئی ایسی بات کہے جو کسی دوری روایت یا روایتوں میں سے کسی ایسے راوی نے کہی ہو جو حفظ میں اس سے برتر ہو یا ایسے راویوں سے ہو جو تعداد میں زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی بہ نسبت زیادہ قابل ترجیح ہوں۔
5. متن حدیث میں کوئی علت نہ پائی ہے۔ سند و متن میں کسی علت کے نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی ایسا اشکال نہ پایا جائے جو حدیث کو ناقابل اعتبار بنا دے، چاہے وہ بظاہر آفاقی ہو قبول نظر (265)

شافعی علما خبر کی سند میں یہ شرط لگاتے ہیں کہ خبر مرسل نہ ہو لیکن اگر مراسیل تابعین مثلاً سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ہوں تو وہ قبول کی جائیں گی۔ کبار تابعین کے علاوہ دوسرے تابعین کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ بھی اس شرط میں شافعیہ کے موقف کے حامی ہیں، مگر وہ اس میں استثناء کے قائل نہیں ہیں۔ (266)

قبولیت خبر واحد کیلئے حنفیہ کی اضافی شرائط

1. راوی سے متعلق شرائط

احناف راوی میں سابقہ شرائط کے علاوہ راوی کے معروف ہونے کی شرط بھی لگاتے ہیں۔ ان کے نزدیک معروف سے مراد ایسا راوی ہے جس کو فقہا جانتے ہوں اور اس کے حالات پردۂ اخفاء میں نہ ہوں۔ پھر وہ معروف راوی کو دو اقسام: معروف فی الفقہ، غیر معروف فی الفقہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ اوّل الذکر سے مراد ایسا راوی ہے جو صرف الفاظ حدیث کا حافظ نہ ہو، بلکہ اس کے مفہوم کو بھی سمجھتا ہو اور ثانی الذکر سے مراد ایسا راوی ہے جو صرف الفاظ حدیث کا حافظ ہو۔ خلفاء اربعہ، عبادلہ صحابہ، حضرت عائشہؓ اور کئی اصحاب ﷺ ان کے نزدیک فقیہ ہیں لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ ان کے نزدیک غیر فقیہ ہیں۔ اس لیے اوّ ل الذکر کی حدیث بلا تحقیق قبول جائے گی لیکن ثانی الذکر کی حدیث کو دیکھا جائے گا اگر وہ قیاس کے مخالف ہوئی تو ردّ کی جائے گی اگر موافق ہوئی تو قبول کی جائے گی۔ (267)

2. متن سے متعلق شرائط

متن حدیث کے بارے میں احناف کے نزدیک شرائط یہ ہیں:

1. حدیث عموم بلویٰ کے مخالف نہ ہو۔
2. قیاس کے مخالف نہ ہو۔
3. ائمہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی مخالفت نہ کریں۔
4. راوی اپنی روایت شدہ خبر کا انکار نہ کرے، اس کے مخالف عمل نہ کرے، اس پر عمل نہ چھوڑے، اس کے کسی ایک مفہوم کو متعین نہ کرے۔
5. عام صحابہ رضی اللہ عنہم اس حدیث کو جانتے ہوئے اس پر عمل ترک نہ کریں یا اس کے خلاف عمل نہ کریں اور بعد میں محدثین بھی اس خبر پر اعتراض نہ کریں۔ (268)

احناف کی رائے میں قرآن مجید یا خبر متواتر سے ثابت شدہ حکم اگر عام ہے تو اس کی تخصیص خبر واحد سے نہیں ہو سکتی۔ خبر واحد کے ذریعے کتاب کے کسی حکم پر اضافہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس خبر کی وجہ سے ظاہر کتاب کو چھوڑا جا سکتا ہے ورنہ منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اصل متن ہے اور اس کے معنی فرع ہیں اور قرآن کا متن سنت کے متن سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اس کے ثبوت میں کوئی شبہ نہیں لہذا قرآن کو ہر لحاظ سے خبر واحد پر ترجیح دی جائے گی۔ (269)

مالکیہ کی زائد شرائط

مالکی علما اصول کے نزدیک نفس خبر میں ایک مزید شرط یہ ہے کہ وہ اہل مدینہ کے عمل کے خلاف نہ ہو، اس لیے وہ مندرجہ ذیل حدیث پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اہل مدینہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے:

"المتبايعان بالخيار ما لم يفترقا" (270)

"مشتری و بائع کو چیز کی واپسی کا اس وقت تک اختیا رہے جب تک وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتے۔" (271)

تبصرہ

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان جو عراق کے ایک معروف وکیل اور معتدل مزاج حنفی عالم ہیں، خبر واحد کی قبولیت کی متفق علیہ شرائط خمسہ پر اضافی شروط کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ حنفیہ اور مالکیہ فقہانے یہ شرائط سنت کی صحت اور رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی نسبت کے بارے میں پورا اطمینان حاصل کرنے کیلئے لگائی ہیں۔ تاہم اس بارے میں ان کا قول مرجوح ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کا راجح۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب ایک حدیث کی روایت صحیح ہو، یعنی اس کو عادل اور معتبر لوگوں نے روایت کیا ہو جن کا حافظہ قوی ہو، تو اس کا اتباع کرنا، اس کو قبول کرنا اور اس سے احکام مستنبط کرنا ہم پر لازم ہے۔ خواہ یہ عمل اہل مدینہ کے موافق ہو یا مخالف، اصول اور مقیاس کے تقاضے کے مطابق ہو یا نہ ہو، خواہ اس کے راوی کا اپنا عمل ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ کسی ایسے واقعہ کے بارے میں ہو جو کثرت سے پیش آتا ہے یا کبھی کبھی۔ اہل مدینہ پوری اسلامی امت کا ایک حصہ ہیں، پوری امت نہیں ہیں۔ اسی طرح راوی کی روایت کا اعتبار ہے نہ کہ اس کے عمل کا، کیونکہ کبھی وہ اپنی روایت کی ہوئی حدیث کے خلاف غلطی سے یا بھول کر یا کسی تاویل سے عمل کرتا ہے، وہ معصوم نہیں ہے۔ اور یہ بات کہ حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ تو کثرت سے پیش آنے والا ہے، حالانکہ اس کو چند افراد نے ذکر کیا ہے، اس کا اخبار آحاد کے قبول اور رد کرنے میں کوئی اثر نہیں ہے، کیونکہ جو واقعہ کثرت سے پیش آتا ہے اس بارے میں حکم معلوم کرنے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی اس واقعہ کے بارے میں ضرورت ہے جو کبھی کبھی پیش آتا ہے اور ان دونوں کو نقل کرنے والے آحاد (چند افراد) ہی ہوتے ہیں نہ کہ کثیر تعداد۔ کثرت و قلت اس بارے میں کوئی ضابطہ نہیں ہے۔

نیز یہ دلیل بھی اطمینان بخش نہیں ہے کہ جو سنت اصول کے مخالف ہو وہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اُصول تو خود سنت سے ہی بنائے جاتے ہیں۔ اگر کسی سنت میں ایسا حکم موجود ہو جو ثابت اصول کے خلاف ہو تو یہ خود اپنی ذات میں ایک اُصول ہے جس پر اس کے دائرہ میں عمل کیا جائے گا، جیسے بیع سلم پر ہم عمل کرتے ہیں، حالانکہ یہ ایک معدوم شے کی بیع ہے۔ اگر ہم اس قسم کی احادیث کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ بات معلوم ہو گی کہ ایسی آحاد حدیثیں جن کی سند صحیح ہے لیکن ان کو اس لئے رد کر دیا گیا کہ وہ اُصول کے خلاف ہیں، در حقیقت وہ اصول کے موافق ہیں لف مخالف نہیں ہیں۔

....اس بنا پر جمہور کا قول ہی قابل ترجیح ہے، چنانچہ جس سنت کو ایسے راویوں نے روایت کیا ہو جو ثقہ ہوں اور جن کا حافظہ قوی ہو، اس کا قبول کرنا لازم ہے اور اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرنا چاہئے کہ کیا چیز اس کی مخالف ہے اور کسی شخص نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ شخص خواہ کوئی بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی کی سنت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور ہمارے پاس سنت تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے راویوں کے راستہ کے۔ جب ہمارے نزدیک ان راویوں کی قوت حافظہ اور عدالت اور اس کی ترجیح ثابت ہو جائے تو یہ کی دلیل ہے کہ اس سنت کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف درست ہے خواہ اس کا علم قطعی ہو یا ظنی وراجح، ان دونوں صورتوں میں شرعاً اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔"[272]

درج بالا بحث میں خبر واحد سے متعلق احناف اور جمہور کا موقف سامنے آ گیا ہے۔ خبر واحد کی حجیت تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ علاوہ بریں خبر واحد کو قبول کرنے کی متفق اور مختلف فیہا شرائط بھی قلمبند کی گئی ہیں۔ امام البخاری رحمہ اللہ کا اس ضمن میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف سطور ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

اخبار آحاد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاریؒ اعتقادی اور عملی دونوں طرح کے مسائل میں آحاد کی حجیت کے قائل ہیں۔ آپ نے اپنی صحیح میں اسماء وصفات، آخرت اور عالم برزخ کے احوال وغیرہ جیسے اعتقادی مسائل کے اثبات کے لیے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری کی کتاب التوحید، کتاب الإیمان، کتاب القدر، کتاب بدء الخلق، کتاب المناقب، کتاب الفتن اور کتاب الرقاق اخبار آحاد سے بھری پڑی ہیں۔ صحیح بخاری کی سب سے پہلی حدیث اور سب سے آخری حدیث دونوں خبر واحد ہیں۔

آپ نے عقیدہ وعمل اور خبر واحد وخبر متواتر میں تفریق کیے بغیر حجیت سنت کے اثبات پر صحیح بخاری میں ایک مستقل کتاب: کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة قائم کی ہے۔ اس کتاب میں خاص طور پر سنت کی حجیت کے حوالے سے درج ذیل ابواب کے عنوانات ملاحظہ کیجیے:

1. باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، وقوله تعالى ... هذه السنة أن يتعلموها ... الخ

اس باب میں امام بخاریؒ نے اکیلی حدیث سے اپنے استدلال کو واضح کیا ہے

2. باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ، وقول الله تعالىٰ: ﴿ واجعلنا للمتقين إماما ﴾ ...
3. باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة، لا من غير الرسول ﷺ ...

اس باب میں امام بخاریؒ سے اپنے استدلال کو واضح فرما رہے ہیں۔

اسی طرح خبر واحد کی حجیت پر بھی امام صاحب نے صحیح میں ایک مستقل کتاب: كتاب أخبار الآحاد قائم کی ہے اور اس کتاب میں عقائد واحکام دونوں میں خبر واحد کی حجیت کے متعلق درج ذیل ابواب کے عنوانات ملاحظہ کیجیے:

1. باب ما جاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام وقول الله تعالىٰ: ﴿ فلولا نفر من فرقة منهم طائفة ليتفقوا في الدين ... ﴾

اس باب میں امام بخاریؒ نے اکیلی حدیث سے اپنے استدلال کو واضح کیا ہے۔

2. باب بعث النبي ﷺ الزبير طليعة وحده ...
3. باب قول الله تعالىٰ: ﴿ لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم ﴾، فإذا أذن له واحد جاز ...
4. باب ما كان يبعث النبي ﷺ من الأمراء والرسل واحدا بعد واحد ...
5. باب وصاة النبي ﷺ وفود العرب أن يبلغوا من وراءهم ...
6. باب خبر المرأة الواحدة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ چھ ابواب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے خبر واحد کے حوالے سے اپنے موقف کو ثابت کر رہے ہیں۔

صحیح بخاری میں خبر واحد کی حجیت کے سلسلے میں دیئے گئے دلائل کی روشنی میں ہم قطعیت کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اعتقادی و عملی دونوں طرح کے مسائل میں اخبار آحاد کی حجیت کے قائل ہیں اور یہی تمام اہل سنت کا نمائندہ مذہب ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار آحاد کی حجیت پر متعدد دلائل نقل کیے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

① قرآن مجید سے

1 ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا۟ فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُوا۟ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓا۟ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴾[273]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک یا دو آدمیوں کو بھی طائفۃ کہا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ وَإِن طائِفَتانِ مِنَ المُؤمِنينَ اقتَتَلوا فَأَصلِحوا بَينَهُما ﴾[274]

اگر دو آدمیوں نے جھگڑا کیا ہو تو وہ بھی اس آیت معنی میں داخل ہیں یعنی وہ دونوں آدمی دو طائفے ہیں۔

چنانچہ اپنی قوم کو ڈرانے کے لیے اور تفقہ فی الدین کیلئے جانے والا ایک آدمی (یعنی طائفہ) بھی قابل حجت ہے جو خبر واحد کی حجیت پر دلیل ہے۔

2 ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يـٰٓأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِن جاءَكُم فاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنوا ﴾[275]

اس آیت کریمہ سے بھی امام بخاری نے ایک آدمی کی خبر کو حجت قرار دیا ہے، اگرچہ یہ اور بات ہے کہ راوی کے فاسق ہونے کی بنا پر اس کی روایت کی تحقیق کی جائے گی۔

② احادیث مبارکہ سے

امام بخاری رحمہ اللہ نے درج ذیل احادیث سے خبر واحد کی حجیت کو ثابت کیا ہے:

1. مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور ہم سب نوجوان تھے۔ ہم نے بیس راتیں آپ کے پاس قیام کیا۔ رسول ﷺ انتہائی نرم دل انسان تھے۔ جب سے آپ نے محسوس کیا کہ ہم اپنے اہل وعیال سے اداس ہو گئے ہیں تو آپ نے ہم سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں دریافت کیا، ہم نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اپنے گھر لوٹ جاؤ، ان میں نماز قائم کرو، انہیں سکھاؤ اور انہیں نماز کا حکم دو۔

امام بخاری رحمہ اللہ حدیث سے استدلال یہ ہے کہ ان میں سے ہر آدمی اپنے گھر والوں کے لیے خبر واحد کی حیثیت رکھتا تھا اور آپ ﷺ نے ان پر اعتماد کا اظہار فرمایا جو خبر واحد کی حجیت پر دلیل ہے۔

2. نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ تم کھاؤ پیو، یہاں تک اذان عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

اذان کے حوالے سے اس روایت میں بھی سیدنا بلال اور سیدنا عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم فرد واحد کی خبر پر اعتماد کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قبا میں نماز صبح ادا کر رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: بے شک رات نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور آپ کو استقبالِ کعبہ کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا تم بھی کعبہ کی طرف منہ پھیر لو۔ ان کے منہ شام کی طرف تھے، چنانچہ وہ سب کعبہ کی طرف پھر گئے۔

اس روایت میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر واحد پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے منہ پھیرے تھے۔

4. سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو طلحہ انصاری، ابو عبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ بے شک شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے انس! اُٹھ ان برتنوں کو توڑ دے۔ سیدنا انس فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور ایک ہتھوڑا اس برتن پر دے مارا جس سے وہ ٹوٹ گیا۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی خبر واحد دینے والے تنہا شخص کی خبر پر اعتماد کیا گیا ہے۔

مذکورہ ابواب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ خبر واحد کی حجیت و قبولیت کے قائل تھے۔ ہاں البتہ اگر خبر واحد کے ثبوت میں تردّد ہو جائے تو اس کی تحقیق و تفتیش کرنا از حد ضروری ہے۔ جس طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دادی کی میراث کے حوالے سے کیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے نماز میں بھول جانے کے بعد ذوالیدین کے حوالے سے کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث ہفتم

حدیث مرسل

محدثین کے نزدیک حدیث مرسل

محدثین کے مابین حدیث مرسل کی تعریف میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے اور انہوں نے حدیث مرسل کی مختلف تعریفیں کی ہیں، لیکن ان تعریفات میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف درج ذیل تین تعریفوں کی طرح راجع ہے:

1. حدیث مرسل وہ ہے جس کو کوئی جلیل القدر اور بڑا تابعی آپ ﷺ سے روایت کرے اور اپنی اس روایت میں وہ صحابی کا واسطہ چھوڑ دے۔[276]
2. حدیث مرسل وہ ہے جس کو کوئی تابعی آپ ﷺ سے روایت کرے، برابر ہے کہ وہ تابعی بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور برابر ہے کہ وہ حدیث قولی ہو یا فعلی ہو۔ اکثر محدثین کے ہاں یہی تعریف زیادہ مشہور ہے۔[277]
3. حدیث مرسل وہ ہے جس کی سند میں انقطاع ہو چاہے وہ انقطاع کہیں بھی ہو۔ گویا مرسل حدیث منقطع معنی میں ہے۔ امام نووی ؒ مسلم کے مقدمہ کی شرح میں اس قول کو فقہاء، اصولیین، خطیب ابو بکر بغدادی اور محدثین کی ایک جماعت کی طرف منسوب کیا ہے۔[278]

حافظ ابن صلاح ؒ حدیث میں محدثین کے نزدیک مرسل، منقطع اور معضل کا فرق بیان کرنے کے فرماتے ہیں:

"فقہ اور اصول فقہ میں معروف ہے کہ ان سب قسم کی احادیث کو مرسل کہا جاتا ہے یہی مذہب محدثین میں سے ابو بکر خطیب کا ہے۔[279]

اصولیین کے نزدیک حدیث مرسل

فقہا اور اصولیین کے نزدیک حدیث مرسل کی تعریف میں توسیع ہے۔ ان حضرات کے نزدیک حدیث مرسل اس کو کہا جاتا ہے جس کی سند میں کہیں بھی کوئی راوی گرا ہوا ہو اور سند منقطع ہو، یعنی محدثین کی اصطلاح میں جس حدیث کو منقطع کہا جاتا ہے، اصولیین وفقہاء اس کو مرسل کا نام دیتے ہیں اور غیر متصل حدیث کی تمام اقسام یعنی منقطع، معضل، معلق، مدلس، مرسل خفی اور مرسل ان سب ک وحدیث مرسل ہی کہتے ہیں۔

علامہ حازمی ؒ مرسل کی تعریف میں کہتے ہیں:

"اختلفوا في قبول الخبر المرسل وصورته: ما إذا قال من لم يلق النبي ﷺ وكان عدلا قال رسول الله"[280]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حدیث مرسل کے قبول کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی ایسا عادل راوی جس کی آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی ہو وہ کہے قال رسول اللہ۔"

امام غزالیؒ لکھتے ہیں: "وصورته: أن يقول قال رسول الله ﷺ من لم يعاصره" (281)

صاحب ابہاج مرسل کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

"وعند الأصوليين: المرسل قول من لم يلحق النبي ﷺ سواء كان تابعيا أم تابع التابعين فتفسير الأصوليين أعم من تفسير المحدثين" (282)

" اصولیین کے نزدیک مرسل اس راوی کی حدیث ہے جو آپ ﷺ سے نہ ملا ہو، برابر ہے کہ وہ تابعی ہو یا تبع تابعی ہو۔ اصولیین کی تفسیر محدثین کی تفسیر سے عام ہے۔"

واضح رہے کہ فقہا کا اختلاف اس حدیث مرسل میں ہے جو علما اصول کی اصطلاح میں ہے اور اس مبحث میں ہمارا مقصود بھی یہی تعریف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ وہ مرسل روایت بلا کسی قید کے مطلقاً قبول کرتے ہیں۔ علامہ آمدیؒ نے اپنی کتاب 'الاحکام' میں ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے مطابق احمد بن حنبلؒ کی طرف منسوب کیا ہے کہ وہ حدیث مرسل کو مطلقاً قبول کرتے ہیں (283) اور خود بھی اس قول کو پسند کیا ہے۔ علامہ بنانیؒ نہایۃ السول میں مطلقاً حدیث مرسل کے قبول کرنے کو امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (284) لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور حنفیہ مطلقاً حدیث مرسل کو قبول کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ مذہب میں تفصیل سے جیسا کہ احناف کی اصول کی کتابوں میں یہ تفصیل مذکور ہے۔ حنفیہ حدیث مرسل کی درج ذیل چار قسمیں بناتے ہیں

1. صحابیؓ کی مرسل دوسرے علماء وفقہاء کی مانند احناف کے نزدیک بھی حجت ہے کیونکہ صحابہؓ کی روایت میں ایک امکان تو یہ ہے کہ اس نے خود سنی ہو گی اور دوسرا امکان یہ ہے کہ اس نے کسی دوسرے صحابیؓ سے سنی ہو گی اور حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر نہیں اور یہ بات اُمت کے نزدیک طے ہے کہ صحابہؓ سب عادل ہیں، لہٰذا صحابی کی مرسل روایت چاروں ائمہ کے نزدیک حجت ہے۔ (285)

یہی قول صحیح ہے کہ صحابیؓ کی مرسل روایت مقبول ہے۔ برابر ہے کہ صحابیؓ نے اس بات کی تصریح کی ہو کہ وہ صرف ثقہ سے روایت کرتا ہے یا تصریح نہ کی ہو، برابر ہے کہ وہ صحابیؓ ثقہ سے روایت کرنے میں معروف ہو یا نہ ہو۔ اس قول کے صحیح ہونے کے دلائل یہ ہیں:

1. صحابہ مرسل احادیث بیان کرتے تھے اور اس پر کبھی کسی صحابیؓ نے انکار نہیں کیا کیونکہ اگر کسی نے انکار کیا ہوتا تو ہم تک پہنچ جاتا۔ چونکہ ہم تک کوئی ایسا انکار نہیں پہنچا لہٰذا یہ بات واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ صحابیؓ کی مرسل روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قبول کرنے پر صحابہؓ کا جماع تھا۔

2. حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے صغار صحابہؓ مثلاً عبد اللہ بن زبیرؓ جعفر بن ابی طالبؓ، نعمان بن بشیرؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کی روایت کے قبول کرنے پر امت کا اجماع ہے حالانکہ ان کی اکثر روایات مرسل ہیں۔ (286)

ابن الفرکاح حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں:

"حضرت ابن عباسؓ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں باوجودیکہ بعض حضرات نے کہا کہ انہوں نے آپ ﷺ سے صرف دس احادیث سنی ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ چار احادیث سنی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ یا کسی اور صحابیؓ سے مروی ہے کہ جو بھی حدیث ہم تم کو بیان کریں ضروری نہیں ہے کہ وہ ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔" (287)

3. قرن ثانی اور قرن ثالث کی مرسل روایت یعنی کوئی تابعی یا تبع تابعی مرسل روایت ذکر کرے تو حنفیہ کے نزدیک ایسی مرسل روایت بھی حجت ہے بلکہ مسند (متصل) روایت سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ تابعین اور تبع تابعین کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی حدیث کو کئی مختلف سندوں سے سنتے تھے تو وہ ان سندوں کو ذکر کیے بغیر بلا واسطہ کہہ دیتے تھے: قال رسول اللہ ﷺ کذا اور جب ان تک خبر کسی ایک واسطے سے پہنچتی تھی تو وہ اس کی مکمل سند بیان کرتے تھے تاکہ وہ بات کو اپنے ذمہ نہ لیں بلکہ اس کے ذمہ ڈال دیں جس سے انہوں نے سنی ہے۔ (288)

قرون ثانی اور قرون ثالث کی مرسل روایات کو احناف اس وقت قبول کرتے ہیں جب راوی کے بارے میں یہ بات معروف نہ ہو کہ وہ غیر ثقہ یا غیر عادل سے روایت کرتا ہے کیونکہ قرون ثلاثہ کے لیے آپؐ نے صدق و خیر کی گواہی دی ہے لہٰذا اس گواہی کی وجہ سے ان کی عدالت ثابت شدہ ہے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی بات نہ ظاہر ہو جائے۔ (289)

4. اگر قرون ثلاثہ سے نچلے درجہ کا کوئی راوی مرسل روایت بیان کرے تو احناف کے نزدیک ایسی روایت مقبول ہو گی مگر اس صورت میں کہ جب راوی کے بارے میں یہ بات مشہور و معروف ہو کہ وہ خود بھی ثقہ ہے اور وہ صرف ثقہ لوگوں سے ہی ارسال کرتا ہے، مثلاً امام مالکؒ کی روایات۔ ثقہ سے ارسال کرنے میں مشہور ہونے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق قرون ثلاثہ کے بعد جھوٹ و کذب عام ہو جائے گا اور قرون ثلاثہ کے بعد والے زمانوں کے لیے آپ ﷺ نے صدق و خیر کی گواہی بھی نہیں دی۔ لہٰذا جب تک راوی کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ ہمیشہ ثقہ سے ہی ارسال کرتا ہے، اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ (290)

5. وہ روایت جس کی ایک سند مرسل ہو اور دوسری سند متصل ہو تو اکثر علمائے احناف ایسی روایت کو قبول کرتے ہیں، جیسا کہ حدیث: «لا نكاح إلا بولي» (291) کو اسرائیل بن یونس نے متصل ذکر کیا ہے اور شعبہ نے مرسل ذکر کیا ہے، لہٰذا حدیث کا اتصال، ارسال پر غالب ہو گا۔ ایسی روایت میں ایک قول علیحدہ تھا ہے کیونکہ حدیث کا اتصال تعدیل کی مانند ہے اور ارسال جرح کی مانند ہے اور جب جرح و تعدیل میں تعارض ہو جائے تو جرح کو ترجیح دی جاتی ہے۔ (292)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج بالا بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ حنفیہ کی طرف یہ قول منسوب کرنا درست نہیں ہے کہ وہ حدیث مرسل کو بلا کسی قید ہر حال میں قبول کر لیتے بلکہ وہ درج بالا تفصیل کے مطابق قبول کرتے ہیں، جس میں بنیادی شرط یہ ہے کہ ارسال کرنے والے کا ثقہ ہونا ضروری ہے۔ ثقہ راوی کی روایت کی حجیت کے کچھ دلائل 'صاحب مہذب' نے ذکر کیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1. عادل اور ثقہ راوی کا ظاہر حال اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ حدیث کو صرف اسی وقت آگے روایت کرے گا جب اس کو اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو گا کہ یہ قول آپ ﷺ کا ہی ہے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب حذف کیے گئے راوی کی عدالت اس کے نزدیک ثابت ہو۔
2. عادل راوی کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث کو اس وقت بیان کرتا ہے جب اس کو اس حدیث کے ثابت ہونے کا یقین ہو۔ اگر شک ہو تو وہ ارسال نہیں کرتا بلکہ اس شیخ کا نام ذکر کر دیتا ہے جس سے اس نے روایت سنی ہے تاکہ ذمہ داری اس شیخ پر پڑے۔ یہ عادل رواۃ کی عام عادت تھی اور کئی تابعین کے اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔

﴿ وَمَا كَانَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴾[293]

اس آیت سے نکلنے والے گروہ پر یہ بات واجب کی گئی ہے کہ جب وہ اپنی قوم کے پاس دین سیکھ کر واپس آئیں تو ان کو اللہ سے ڈرائیں اور اس آیت میں اس بات میں کوئی تفریق نہیں کی گئی کہ ڈرانے کے لیے مرسل روایت ذکر کریں یا مسند ذکر کریں۔ لہٰذا یہ آیت مرسل حدیث کی حجیت پر ویسے ہی دلالت کرتی ہے جیسا کہ مسند پر دلالت کرتی ہے۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ ﴾[294]

اس آیت میں تحقیق خبر کو اس وقت ضروری قرار دیا گیا ہے جب خبر دینے والا فاسق ہو۔ چنانچہ اگر مخبر فاسق نہ ہو بلکہ عادل و ثقہ ہو تو اس کی خبر قبول کرنا ضروری ہو گا، برابر ہے کہ وہ خبر مرسل ہو یا مسند ہو۔[295]

یاد رہے کہ حنفیہ میں سے عیسیٰ بن ابان معتزلی کا مذہب جمہور احناف سے مختلف ہے کیونکہ ان کے نزدیک صرف قرون ثلاثہ کی مرسل روایت مقبول ہو گی یا پھر ان ائمہ کی مرسل روایت مقبول ہو گی جو فن جرح و تعدیل کے ماہر ہوں گے۔[296]

قرون ثلاثہ کی مرسل کے مقبول ہونے کی دلیل یہ مشہور حدیث ہے:

«خير القرون قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم» [297]

یہ حدیث قرون ثلاثہ کے خیر ہونے پر دال ہے لہٰذا ان کی مرسل روایات بھی مقبول ہوں گی اور ائمہ جرح و تعدیل کی مرسل اس لیے مقبول ہو گی کہ وہ چونکہ اپنے فن کے ماہر ہیں لہٰذا انہوں نے راوی پر مطمئن ہونے کے بعد ہی حدیث کو مرسل بیان کیا ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت

مرسل حدیث کی حجیت کے بارے میں امام مالکؒ دو رائے منقول ہیں:

1. ایک قول یہ ہے کہ حدیث مرسل حجت نہیں ہے۔ یہ قول صرف ابو عبداللہؒ الحاکم نے ذکر کیا ہے اخذ بیان کا ماً نہیں کیا۔ علما کی ایک بڑی جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ قول نہ تو درست ہے اور نہ ہی مشہور ہے۔[298]
2. دوسرا قول یہ ہے کہ حدیث مرسل مالکؒ نزدیک حجت ہے۔ اصول کی عام کتب میں یہ قول مذکور ہے اور امام مالک کے حوالہ سے یہی قول مشہور ہے۔[299]

امام مالکؒ نزدیک حدیث مرسل کے حجت ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام مالکؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں بہت سی مرسل روایات ذکر کی ہیں جنہیں مالک کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی کچھ مثالیں انہوں نے ہر کتاب میں ذکر کی ہیں۔[300]

علاوہ ازیں اکثر علما نے اس قول کا ذکر کیا ہے اور اسی قول کو مشہور قرار دیا ہے۔

امام مالکؒ جانب سے یہی بات منسوب کی جاتی ہے کہ وہ مطلقاً حدیث مرسل کی حجیت کے قائل ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مالکی ابوالولید الباجی حدیث مرسل کی حجیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولاخلاف أنه لا يجوز العمل بمقتضاه إذا كان المرسل له غير متحرز يرسل عن الثقات وغيرهم. فاما إذا علم من حاله انه لا يرسل الا عن الثقات فإن جمهور الفقهاء على العمل بموجبه كإبراهيم النخعي وسعيد بن المسيب والحسن البصري والصدر الأول كلهم، وبه قال مالك" [301]

"اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب مرسل راوی ثقہ اور غیر ثقہ سے ارسال کرنے میں احتیاط نہ کرتا ہو تو اس کی مرسل روایت کے مقتضیٰ پر عمل کرنا جائز نہیں ۔ البتہ جب مرسل راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ صرف ثقہ راویوں سے ارسال کرتا ہے تو جمہور فقہا اس کی روایت پر عمل کرتے ہیں مثلاً ابراہیم نخعی، سعید بن المسیب، حسن بصری رحمہم اللہ ، صدر اولی کے تمام فقہا اور یہی قول امام مالکؒ کا ہے۔"

امام ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب 'التمہید' حدیث مرسل کے قبول کرنے کے لیے دو شرطیں ذکر کی ہیں:

1. ایک تو یہ کہ ارسال کرنے والا راوی خود ثقہ ہو
2. دوسرا یہ کہ وہ صرف ثقہ راویوں سے ارسال کرتا ہو۔

امام ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں:

"والأصل في هذا الباب: اعتبار حال المحدث، فإن كان لايأخذ إلاعن ثقه، وهو في نفسه ثقة، وجب قبول حديثه مرسله و مسنده" [302]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دو شرطوں کی بنیاد پر امام مالک سے منقول پہلے قول کی تاویل کرنا بھی ممکن ہے کہ حدیث مرسل اس وجہ سے حجت نہیں ہوگی اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط یا دونوں شرطیں مفقود ہوں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ مرسل روایات کو قبول کر لینا امام مالک رحمہ اللہ میں عام تھا کیونکہ ثقہ راویوں کے بارے میں واضح طور پر بیان کی ہے کہ اگر وہ حدیث کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کریں تو وہ صحابی کا نام چھوڑ دیتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جب کسی حدیث پر چار صحابی اکٹھے ہو جائیں تو میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ انہی کا قول ہے کہ جب میں کہوں "حدثني فلان" تو وہ حدیث صرف اسی فلان نے بیان کی ہے اور کسی نے نہیں کی اور جب میں کہوں "قال رسول الله" تو میں نے وہ حدیث ستر یا اس سے زائد لوگوں سے سنی ہوگی۔ اسی کا قول ہے کہ عمش نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ جب آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کریں تو مجھے سند بھی بیان کر دیا کریں۔ ابراہیم نخعی نے جواب دیا: جب میں کہوں: "قال عبد الله" تو ایک سے زیادہ لوگوں نے حدیث بیان کی ہوگی۔ ان اقوال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وضع احادیث کی کثرت سے پہلے ارسال عام تھا لیکن جب جھوٹ اور وضع احادیث عام ہو گیا تو علماء کو بیان کرنے کی طرف مجبور ہو گئے تاکہ راوی معلوم ہو اور اس کے مذہب (عمل وعقیدہ) کا علم ہو۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول ہے "حدیث کی سند بیان نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ فتنہ پھیل گیا"۔ (303)

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مالکیہ کی جانب مطلقاً حدیث مرسل کی حجیت منسوب کرنا درست نہیں ہے بلکہ مرسل راوی اگر خود ثقہ ہے اور ثقات سے ارسال کرتا ہے تب تو حدیث مرسل حجت ہوگی ورنہ نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت

امام شافعی رحمہ اللہ بہت عام طور پر مشہور ہے کہ حدیث مرسل کو مطلقاً قبول نہیں کرتے۔ (304) امام شافعی رحمہ اللہ حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک حدیث مرسل کا درجہ مسند حدیث سے کم ہے اور دوسری بات یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ حدیث کو قبول کرنے میں چند سخت شرائط عائد کرتے ہیں جس کی وجہ سے حدیث مرسل کی حجیت کا دائرہ کار تنگ ہو جاتا ہے۔

صحابہ کی مرسل احادیث امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی حجت ہیں جیسا کہ جمہور فقہاء صحابہ کی مرسل احادیث کو قبول کرتے ہیں۔ (305) تابعین میں سے امام شافعی رحمہ اللہ تابعین کی مرسل روایات کو قبول کرتے ہیں مثلاً سعید بن المسیب رحمہ اللہ کی مرسل روایت حجت ہے کیونکہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جس راوی کو وہ ساقط کرتے ہیں وہ صحابی ہی ہوتا ہے۔ (306)

شوافع میں سے امام غزالی رحمہ اللہ مرسل احادیث کو بھی مطلقاً قبول نہیں کرتے بلکہ وہ اس میں ایک قید کا اضافہ کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ المستصفیٰ رقم طراز ہیں:

"والمختار ـ على قياس رد المرسل ـ أن التابعي والصحابي إذا عرف بصريح خبره أو بعادته أنه لا يروي إلا عن صحابي قبل مرسله، وإن لم يعرف ذلك فلا يقبل، لأنهم قد يروون عن غير الصحابي من الأعراب الذين لا صحبة لهم، وإنما ثبتت لنا عدالة أهل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحبة"(307)

"مختار مذہب یہ ہے کہ تابعی کے اپنے صریح قول یا عادت سے جب یہ پتہ چل جائے کہ وہ صرف صحابی سے ہی روایت کرتا ہے پھر تو اس کی مرسل روایت مقبول ہوگی اور اگر اس کا پتہ نہ چل سکے تو مقبول نہ ہوگی کیونکہ یہ حضرات بدوؤں میں سے غیر صحابی سے بھی بعض اوقات روایت کر لیتے تھے جن کو شخافیت کا حاصل نہیں تھا اور ہمارے نزدیک صرف صحابہؓ کی عدالت ثابت ہے"۔

امام غزالیؒ کی کردہ قید درست نہیں ہے کیونکہ ایک تو جمہور علماء نے اس قید کا اعتبار نہیں کیا۔ دوسرا صحابہ کے ظاہر حال سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ صرف ایسے شخص سے ہی روایت کرتے تھے جس کی عدالت ثابت ہوتی تھی اور جس نے آپؐ سے حدیث کو سنا ہوتا تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابی ایک غیر عادل سے حدیث سن کر اور اس کا ذکر حذف کر کے اس کو آگے روایت کر دے حالانکہ صحابہ کے واقعات کا تتبع کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ حدیث میں کس قدر اہتمام اور احتیاط کرتے تھے۔

قاضی ابن الطیبؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ مرسل پر عمل کو جائز نہیں سمجھتے مگر درج ذیل شرائط میں سے کوئی شرط موجود ہو تو پھر حدیث مرسل قابل عمل ہوگی:

1. ارسال کرنے والے راوی کے علاوہ کوئی دوسرا راوی اس کو مسند بیان کرے۔
2. صحابی کا مرسل روایت پر عمل ثابت ہو یا اس کے مطابق قول ہو۔
3. عام اور اکثر علماء اس روایت پر عمل کریں اور اس کے مطابق فتویٰ دیں۔
4. ارسال کرنے والا صرف ثقہ لوگوں سے ارسال کرے۔ اسی لیے امام شافعیؒ سعید بن المسیبؒ کی مرسل روایات کو حسن قرار دیا ہے کیونکہ یہ روایات اکثر پر ان کی سند ان کے علم میں تھی۔ (308)
5. اس ارسال کرنے والے راوی کے علاوہ کوئی دوسرا راوی کسی دوسرے شیخ سے اس حدیث کو مرسل بیان کرے۔ (309)

فخر الدین المحصولؒ میں امام شافعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

"لا أقبل المرسل إلا إذا كان الذي أرسله مرة وأسنده أخرى، اقبل مرسله، أو أرسله هو واسنده غيره وهذا إذا لم تقم الحجة بإسناده، أو أرسله راو آخر و يعلم ان رجال أحدهما غير رجال الاخر أو عضده قول صحابي أو قول أكثر أهل العلم، أوعلم انه لو نص لم ينص إلا على من يسوغ قبول خبره"(310)

ان شرائط کے لگانے سے امام شافعیؒ کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ حذف کردہ راوی کی عدالت نامعلوم ہے کیونکہ اس کی شخصیت مجہول ہے اور اس مرسل روایت کے سچ ہونے کا غالب گمان نہیں ہے۔ لہٰذا ان شرائط میں سے اگر کوئی شرط پائی جائے گی تو اس سے حدیث میں قوت پیدا ہو جائے گی اور حدیث کے سچ ہونے کا غالب گمان حاصل ہو جائے گا لہٰذا وہ حدیث قابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل ہو گی لیکن اس کے باوجود مرسل روایت متصل سے کم درجہ پر ہو گی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل کی حجیت

صحابہ کرامؓ کی مرسل روایت کو قبول کرنے میں امام احمدؒ بن حنبل جمہور کے ساتھ ہیں اور صحابہؓ کی مرسل روایات کو بلا کسی قید کے مطلقاً قبول کرتے ہیں۔ مذہب حنابلہ کے ترجمان ابن قدامہ صحابہؓ کی مرسل روایات جمہور کے نزدیک مقبول ہیں۔ آگے چل کر ابن قدامہ کلامؒ مخالف اقوال کی نفی کرتے ہیں کہ جس میں انہوں نے صحابہؓ کی مرسل روایات کو قبول کرنے میں ایک قید کا اضافہ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ امت نے حضرت ابن عباسؓ اور ان جیسے دوسرے اصاغر صحابہؓ کی روایت کے قبول کرنے پر اتفاق کیا ہے، حالانکہ ان صحابہؓ نے کثرت سے مرسل احادیث روایت کی ہیں۔[311]

تھوڑا آگے چل کر فرماتے ہیں:

"ظاہر یہی ہے کہ صحابہ صرف صحابی سے ہی روایت کرتے تھے اور صحابہ کی عدالت معلوم ہے اور اگر وہ غیر صحابی سے روایت کریں تو اسی شخص سے کریں گے جس کی عدالت معلوم ہو، غیر عادل سے روایت کرنا بہت بعید وہم ہے جس کی طرف نہ التفات کیا جا سکتا ہے اور نہ اعتماد کیا جا سکتا ہے۔[312]

غیر صحابی کی مرسل روایات کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کیا ہے؟ اس بارے میں قاضی ابویعلیٰ نے اپنی کتاب العدۃ میں مرسل کو حجت قرار دیا ہے اور کسی زمانہ کے ساتھ مقید نہیں کیا۔ مرسل کی حجیت پر دلائل پیش کیے ہیں اور فریق مخالف کے دلائل ذکر کر کے ان کا رد کیا ہے۔ مرسل کے حجت ہونے کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کے دو قول ذکر کیے ہیں ایک قول کے مطابق غیر صحابی کی مرسل روایت حجت ہے اور دوسرے قول کے مطابق حجت نہیں ہے اور پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔[313]

ابو الخطاب نے بھی اپنی کتاب التمہید میں امام احمد بن حنبلؒ کی دو روایتیں ذکر کی ہیں وہ کہتے ہیں:

"مرسل کے بارے میں امام احمدؒ کی روایتیں مختلف ہیں۔ مرسل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً زید سے روایت سنتا ہے اور زید نے عمر سے سنی اور پھر وہ شخص اس روایت کو آگے ذکر کرتا ہے تو زید کا ذکر چھوڑ کر کہتا "قال عمرو" یا کہتا ہے: "حدثني الثقة" کی تو یہ امامؒ روایت تو اس مرسل کے قبول کرنے پر دلالت کرتی ہے اور یہی ہمارے امام کا پسندیدہ قول ہے اور اسی کے قائل امام ابو حنیفہؒ کی ایک جماعت متکلمین ہے۔ امام احمدؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ صرف صحابہ کی مراسیل مقبول ہیں اور امام شافعیؒ کل صحابہ ظاہر اور محدثین ہیں۔"[314]

ابن قیمؒ جو امام احمد بن حنبلؒ کے قواعد سے بہت زیادہ واقف ہیں انہوں نے حدیث مرسل کے بارے میں امام احمدؒ کا موقف یہ بیان کیا ہے کہ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا اگر اس بارے میں کوئی اور حدیث اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف نہ ہو اور امام احمدؒ مرسل اور حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔ (315)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمدؒ حدیث کو قبول کرتے ہیں لیکن درجہ میں اس کو مسند (متصل) سے کم قرار دیتے ہیں اور قیاس اور رائے پر مرسل کو ترجیح دیتے ہیں۔ ابو زہرہ کتاب میں مرسل کے بارے میں امام احمدؒ کی رائے ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"امام احمدؒ مرسل کو ضعیف احادیث میں شمار کیا ہے جن کی اصل مردود ہونا اور غیر مقبول ہونا ہے۔ اسی لیے انہوں نے مرسل پر صحابہؓ کے فتاویٰ کو مقدم کیا ہے حالانکہ وہ صحابہؓ کے فتاویٰ کو صحیح پر صحیح بھی مقدم نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ مقدم کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ اس کو ضعیف شمار کرتے ہیں اور صحیح شمار نہیں کرتے۔" (316)

حدیث مرسل کی حجیت کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کو درج ذیل نکات کی شکل میں پیش کیا جا سکتا ہے:

1. امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہؓ کی مرسل روایات بلا کسی قید مقبول ہیں۔
2. غیر صحابی کی مرسل اس وقت حجت ہو گی جب اس کے خلاف کوئی اور نص، صحابیؓ کا قول یا اجماع موجود نہ ہو۔
3. صحابی کا فتویٰ غیر صحابی کی مرسل روایت پر مقدم ہو گا۔
4. مرسل روایات قیاس پر مقدم ہیں۔
5. مرسل روایات بھی درجہ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں جیسا کہ ضعیف روایات کے مختلف درجے ہیں۔
6. مرسل روایت ضعیف حدیث کی مانند ہے۔
7. متصل روایت مرسل روایت پر مقدم ہو گی۔

مرسل روایت اور امام بخاریؒ

استعمال کے لحاظ سے امام بخاری لفظ مرسل کا اطلاق اس روایت پر کرتے ہیں کسی تابعی نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو، خواہ وہ تابعی صغیر ہی کیوں نہ ہو اور برابر ہے کہ وہ روایت قولی ہو، فعلی ہو یا تقریری۔ جیسا کہ کتاب الفرائض، باب الولاء لمن أعتق و میراث اللقیط میں وارد روایات سے معلوم ہوتا ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے بریرہ کو خرید لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید لو، ولاء اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا۔ اور اس کو ایک بکری بطور ہدیہ دی تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ بکری بریرہ کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ حکم راوی فرماتے ہیں کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا اور حکم کا یہ قول مرسل ہے۔ (317)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول: قول الحکم مرسل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صغیر تابعین کی روایات بھی نقل کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ حکم صغار تابعین میں سے ہیں۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مرسل کا اطلاق منقطع روایت پر بھی کرتے ہیں، جیسے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ کیا تم میں کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں ثلث قرآن پڑھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ مشکل محسوس ہوا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم میں کی کون طاقت رکھتا ہے؟ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص ثلث قرآن ہے۔[318]

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت ابراہیم سے مرسل اور ضحاک المشرقی سے مسند ہے۔[319]

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی، ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے، چنانچہ یہ روایت منقطع ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بخاری کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسا اوقات منقطع روایت پر بھی مرسل کا اطلاق کر دیتے تھے اور متصل پر لفظ مسند کا اطلاق کر دیتے تھے۔

2. امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر آدمی اپنی بیوی کی ماں سے وطی کرلے تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ یہ مرسل روایت ہے۔[320]

زہری کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے، لہذا یہ منقطع روایت ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے منقطع پر لفظ مرسل کا اطلاق کیا ہے۔

اس کے برعکس بسا اوقات امام بخاری مرسل پر منقطع کا اطلاق کر دیتے ہیں جیسے امام بخاری رحمہ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو طریق سے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "اسکو کہتے ہیں کہ اس کا خاوند آزاد تھا اور اسود کا یہ قول منقطع ہے۔"[321] حالانکہ اسود کبار تابعین میں سے ہیں اور ان کی یہ روایت مرسل ہوگی۔

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بخاری کے اس قول: قول الأسود منقطع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرسل پر لفظ منقطع کے اطلاق کے جواز کے قائل تھے۔

جہاں تک مرسل روایت کی حجیت کی بات ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ روایت سے نہ تو دلیل پکڑتے ہیں اور نہ ہی اسے صحیح سمجھتے ہیں، بلکہ اس کو رد کر دیتے ہیں، جیسے آپ نماز میں سورۃ الفاتحہ کی عدم فرضیت کے قائلین کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہ "امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے" کے بعد فرماتے ہیں کہ کہا جائے گا کہ یہ خبر اہل حجاز و عراق وغیرہ کے ہاں ثابت نہیں ہے کیونکہ یہ مرسل اور منقطع روایت ہے۔ اس روایت کو ابن شداد نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حسن بن صالح نے جابر سے اور انہوں نے ابو الزبیر سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے ابو الزبیر سے سنا ہے یا نہیں، لہذا یہ ارسال اور انقطاع اس روایت کے اسباب ضعف میں سے ایک ہے۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ قول: وقول الحكم مرسل سے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول لائے ہیں: رأيته عبدا اور اسے ہی صحیح قرار دیا ہے۔[322]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس کے قول صحیح قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ حکمؒ اور نواسہ کا قول کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا، ایک تو مرسل ہونے کی بناء پر اور دوسرا سید نا ابن عباسؓ کے قول: رأيته عبدا کے متعارض ہونے کی بناء پر ضعیف ہے۔

مذکورہ اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے صحیح میں مرسل روایت سے ایک جگہ بھی حجت نہیں پکڑی۔ البتہ مسئلہ کی وضاحت، کسی ذیلی فائدے کے بیان یا روایتِ مرسل کی عدم حجیت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اسے کئی جگہ ذکر کیا ہے، چنانچہ یہ معلق اور موقوف روایات کی مثل صحیح بخاری کے اصل موضوع سے خارج ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ صحیح بخاری میں تکرار روایات کے فوائد میں رقمطراز ہیں:

"اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ امام بخاریؒ متصل اور مرسل روایات بیان کرنے کے بعد متصل کو راجح قرار دے دیتے ہیں اور مرسل کو اس لیے نقل کرتے ہیں تاکہ اس امر کی طرف اشارہ کر سکیں کہ متصل روایت کے مقابلے میں مرسل روایت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ [323]"

بلکہ مرسل روایت متصل کی تقویت کا باعث ہے۔ اس کی مثال عمرو بن ابی سلمہ روایتؓ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں پہلے متصل روایت نقل کی ہے پھر اس کے بعد بروایت مالک عن وہب سے مرسل روایت بیان کی ہے۔

حافظ العلائی فرماتے ہیں:

"امام بخاریؒ مرسل روایت کی عدم حجیت کے قائلین میں سے ہیں"۔

اور یہی موقف امام مسلمؒ نے محدثین سے بلا استثناء ذکر کیا ہے کہ ہمارے قول اور محدثین مطلقاً قول مرسل کے روایت حجت نہیں ہے۔ [324]

---

1 الإحكام في أصول الأحكام:1/ 241

2 صحيح مسلم: كتاب الزكوة، باب الحث على الصدقة... رقم الحديث:1017

3 الفتح 48 : 23

4 الجراوي، ابو العباس احمد بن عبد السلام(م609هـ) الحماسه المغربيه: 1/ 9،دارالفكر، دمشق

5 السنة و مكانها في تشريع الإسلامي: ص47

6 القاسمي، الشيخ محمد جمال الدين (م1332هـ)، قواعد التحديث من فنون مصطلح الحدث: ص151، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1407هـ/ 1987ء

7 الإحكام في أصول الأحكام للآمدي: 1/ 223

8 الوجيز في أصول الفقة:ص 161

9 علم أصول الفقه: ص32

10 إرشاد الفحول : 1/ 120

11 إرشاد الفحول : 1/ 122

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12 ابن عبد البر، أبوعمر يوسف بن محمد (م463هـ)، جامع بيان العلم و فضله: 2/ 190، دار الكتب العلمية.

13 النجم 53 : 2

14 النحل 16 : 44

15 النساء 4 : 59

16 النساء 4 : 80

17 الحشر 59 : 7

18 النساء 4 : 65

19 الأحزاب 33 : 26

20 سنن الدار قطني: كتاب الصيام، باب المرأة تقتل، رقم الحديث : 4665

21 سنن ابن ماجه: مقدمه، باب تعظيم حديث رسول، رقم الحديث : 13

22 سنن أبو داؤد: كتاب السنة، باب في لزوم السنة، رقم الحديث: 4604

23 صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب وما آتاكم الرسول فخذوه، رقم الحديث: 4886

24 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ، بالاعتصام بالكتاب والسنة

25 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ

26 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة ...

27 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ، باب بالاقتداء بأفعال النبي ﷺ

28 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الحجة على من قال إن أحكام النبي ﷺ ...

29 صحيح البخارى: كتاب المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: 4432

30 صحيح البخارى: كتاب الشروط، باب الشروط التي لا تحل في الحدود، رقم الحديث: 2724

31 صحيح البخارى: كتاب تفسير القرآن: باب قول الله تعالى: ويدرأ عنها العذاب...،رقم الحديث: 4747

32 صحيح البخارى: كتاب تفسير القرآن، باب قول الله تعالى: وكلوا و اشربوا، رقم الحديث:4509

33 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم الحديث: 1

34 جامع الترمذي: كتاب الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث، رقم الحديث: 2121

35 كتاب البرهان للجويني:ص 383، البحر المحيط للزركشي: 4 / 169، الإحكام للآمدي: 1 / 158

36 المنخول من تعليقات الأصول للغزالي: ص53

37 إرشاد الفحول: 1 / 129

38 إرشاد الفحول : 1 / 130

39 إرشاد الفحول : 1 / 130

40 إرشاد الفحول : 1 / 131

41 صحيح البخارى: كتاب الأذان، باب من قال ليؤذن في السفر مؤذن واحد ... ، رقم الحديث: 628

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

42 مسند أحمد: كتاب باقي مسند المكثرين، باب مسند جابر بن عبد الله، رقم الحديث: 14010

43 إرشاد الفحول : 1 / 132

44 إرشاد الفحول : 1 / 133

45 الحشر 59 : 7

46 آل عمران 3 : 31

47 النور 24 : 63

48 الأحزاب 33 : 21

49 النساء4 : 92

50 الحشر 59 : 7

51 آل عمران 3 : 31

52 النور 24 : 63

53 الأحزاب 33 : 21

54 النساء4 : 92

55 إرشاد الفحول : 1 / 135

56 الأحزاب 33 : 21

57 إرشاد الفحول : 1 / 136

58 إرشاد الفحول : 1 / 137

59 إرشاد الفحول : 1 / 137

60 الأعظمي، الدكتور محمد ضياء الرحمن، معجم مصطلحات الحديث ولطائف الأسانيد: ص 104، أضواء السلف، الرياض، الطبعة الأولى، 1420هـ/ 1999ء

61 إرشاد الفحول : 1/ 146

62 صحيح البخارى: كتاب الجمعة، باب صلاة الطالب والمطلوب راكبا وإيماء، رقم الحديث: 946

63 صحيح البخارى: كتاب الأطعمة، باب الشواء وقول الله تعالى فجاء بعجل حنيذ، رقم الحديث : 5400

64 إرشاد الفحول : 1/ 147

65 إرشاد الفحول : 1/ 147

66 إرشاد الفحول : 1/ 147

67 المائدة 5 : 67

68 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب ما جاء في القبلة

69 صحيح البخاري: كتاب الشروط، باب إذا اشترط في المزارعة: إذا شئت أخرجتك

70 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ، رقم الحديث: 7298

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

71 صحيح البخاري: كتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، رقم الحديث: 249

72 صحيح البخاري: كتاب السّهو، باب من يكبر في سجدتي السهو

73 صحيح البخاري: كتاب الأشربة، باب الشّرب قائما، رقم الحديث: 5617

74 صحيح البخاري: كتاب التهجّد، باب صلاة الضحي في الحضر، رقم الحديث: 1179، 1180

75 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة، رقم الحديث: 644

76 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ

77 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة ...

78 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولى والغلام الذي لم يحتلم ...

79 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة ...

80 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين ... ، رقم الحديث: 5925

81 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغتسل به شعر الإنسان

82 صحيح البخاري: كتاب اللباس، باب الفرق، رقم الحديث: 5917

83 صحيح البخاري: كتاب الحدود، باب قول الله تعالى: ﴿ والسّارق والسّارقة فاقطعوا أيديهما ﴾ وفي كم يقطع؟ ... ، رقم الحديث: 6799

84 تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي:1/ 202

85 أيضا

86 أيضا

87 ابن دقيق العيد، الاقتراح في بيان الاصطلاح، ص 17، طبع دار الكتب ا لعلمية، بيروت

88 ابن جماعة الكتاني، المنهل الروي في مختصر علوم الحديث النبوي، ص 40، ت. محي الدين عبد الرحمن، طبع دار الفكر، دمشق.

89 صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، رقم الحديث: 1432

90 التميمي، الإمام الحافظ أحمدبن علي بن المثني(م307هـ) مسند أبو يعلىٰ الموصلي: مسند عبد الله بن مسعود، رقم الحديث: 5408، دار المأمون للتراث، بيروت، الطبعة الأولى، 1404هـ/ 1984ء

91 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب إمامة المفتون والمبتدع

92 التوبة 9 : 100

93 إعلام الموقعين عن رب العالمين: 124/4

94 الفتح 48 : 18

95 صحيح البخارى: كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، رقم الحديث: 3650

96 أيضًا: 3673

97 سلقيني، إبراهيم محمد، الميسر في أصول الفقه: ص170، دار الفكر المعاصر، بيروت، 1441هـ/ 1991ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

98 ابن حجرالعسقلاني، أحمدبن علي (م852هـ) الإصابة في تمييز الصحابة: 1/ 7، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1415 هـ/ 1995ء

99 الميسر في أصول فقه الإسلامي: ص170

100 ابن الصلاح، علوم الحديث: ص263

101 نخبة الفكر مع حاشية القط الدرد، ص114

102 إعلام الموقعين عن رب العالمين: 58/2

103 سنن أبو داؤد: كتاب النكاح، باب فيمن تزوج و لم يسمّ صداقا، رقم الحديث: 2118

104 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب لم يصب أصحاب النبي ﷺ بعضهم بعضا، رقم الحديث: 1947

105 صحيح البخاري: كتاب الأذان ، باب الأذان مثنى مثنى، رقم الحديث: 605

106 صحيح البخاري: كتاب الجنائز ، باب إتباع النساء الجنائز ، رقم الحديث: 1278

107 مسند أحمد: كتاب مسند العشرة المبشرة بالجنة، باب من مسند علي بن أبي طالب ، رقم الحديث: 1220

108 الوجيز في أصول الفقه : ص 261

109 سنن ابن ماجه: كتاب الفرائض، باب ميراث الجدة، رقم الحديث: 4724

110 الموطا: كتا ب الأشربة، باب ما جاء في حدّ الخمر: ص612

111 الوجيز في أصول الفقه: ص234

112 أيضا: ص235

113 أصول الفقه: ص223

114 آل عمران 3 : 110

115 البقرة 2 : 143

116 الموافقات في أصول الشريعة: 4/ 74

117 آل عمران 3 : 101

118 السجدة 32 : 24

119 إعلام الموقعين:4/ 135

120 جامع بيان العلم و فضله :2/ 925

121 الكفاية في علم الرواية: ص48

122 جامع الترمذي: كتاب المناقف، باب مناقب عمار بن ياسر رضي الله عنه، رقم الحديث: 3799؛ سنن ابن ماجه: المقدمة، باب فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، رقم الحديث: 97

123 سنن أبي داؤد: كتاب السنة، باب لزوم السنة، رقم الحديث: 4607؛ سنن ابن ماجه: المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، رقم الحديث: 42

124 النساء 4: 59

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

125 الإحكام في أصول الأحكام: 4/ 131

126 الحشر: 59: 2

127 الآمدی، الإحكام في أصول الأحكام :4/ 132

128 الإحكام في أصول الأحكام: 4/ 131

129 إرشاد الفحول: 3/ 82

130 معرفة علوم الحديث: ص114

131 إرشاد الفحول: 3/ 83

132 صحيح البخاري: كتاب الأنبياء، باب فضل عائشة رضي الله عنها

133 الموطا: كتاب الرضاع، باب رضاعة الكبير، باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر: ص432، 435

134 المستصفى من علم الاصول: 2/ 159

135 إعلام الموقعين: 4/ 122

136 صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ

137 أبو يعلى، محمد بن الحسين الفراء البغدادي (م458هـ) العدة في أصول الفقه: 3/ 88، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1400هـ/ 1980ء

138 ابن النجار الحنبلي، محمد بن أحمد بن عبد العزيز(م 972هـ) شرح الكوكب المنير في أصول الفقه: 2/ 465، جامعة أم القرى، مكه مكرمه، 1424هـ/ 2003ء

139 الإحكام في أصول الأحكام للآمدي:2/ 104

140 أمير بادشاه، محمد أمين(م972هـ) تيسيرالتحرير:2/ 65 ،دارالنشر/ دار الفكر ،بيروت

141 الفيروز آبادي، محمد بن يعقوب بن إبراهيم (م 817) القاموس المحيط: ص104، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة، 1415، 1994ء

142 لسان العرب: 1/ 915

143 لسان العرب: 1/ 519

144 مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر في الكف عن أصحاب النبي ﷺ، رقم:32417

145 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب وجوب العمرة وفضلها

146 البقرة 2 : 196

147 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب إذا طول الإمام وكان للرجل حاجة فخرج فصلى

148 صحيح البخاري: كتاب التيمم، باب التيمم للوجه والكفين

149 صحيح البخاري: كتاب الطّلاق، باب قوله تعالى: ﴿ للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر ...﴾

150 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء

151 امین احسن اصلاحی ،مولانا(1997 ء)مبادی تدبر حدیث:اول،فاران فاؤنڈیشن،لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

152 مبادی تدبر حدیث: ص24۔28

153 غامدی، جاوید احمد، میزان، ص10، دار الاشراق 2002ء

④⑤① هدي الساري مقدمة فتح الباري: ص ٨

⑤⑤① صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم الحديث: 6570

156 المائدة 5 : 38

157 سنن النسائي: كتاب قطع السارق، باب ذكر اختلاف أبي بكر ... ، رقم الحديث: 4928

158 المائدة 5 : 3

159 سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب الكبد والطحال، رقم الحديث: 3314

160 الأنعام 6 : 145

161 صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح ... ، باب تحريم أكل كل ذي ناب، رقم الحديث: 1934

162 صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم الحديث: 4199

163 سنن النسائي: كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وخالتها، رقم الحديث: 3296

164 النور 24 : 2

165 سنن ابن ماجه: كتاب الحدود، باب الرجم

166 سنن أبي داؤد: كتاب السنة، باب في لزوم السنة، رقم الحديث: 4604

167 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب تفسير وما أتاكم الرسول فخذوه، رقم الحديث: 4886

168 النحل 16 : 44

169 القيامة 75 : 17 ـ 19

170 الموافقات: 4 / 7، 8

171 عبد الفتاح أبوغده، لمحات من تاريخ السّنة وعلوم الحديث: ص11، مكتبة النهضة، بيروت، الطبعة لأولي، 1404هـ/ 1984ء

172 عبد الغفار حسن، مولانا (م2007ء)، عظمتِ علم، اسلام، ص45، 1987ء

173 سنن الدّارمي: 1 / 117

174 جامع بيان العلم وفضله: 2 / 191 ؛ تفسير القرطبي: 1 / 39

175 صبحي الصالح، علوم الحديث ومصطلحه: ص296، دار العلم للملايين، بيروت، الطبعة الخامسة عشرة، 1984ء

176 جامع بيان العلم وفضله: 2 / 191

177 صديق بن حسن خان القنو جي(م1307هـ) فتح البيان في مقاصد القرآن: 4 / 248، إدارة إحياء التراث الإسلامي ، قطر،1410هـ/ 1989ء

178 الموافقات: 4 / 4

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

179 سنن الدّارمي: 1 / 117

180 البقرة 2 : 43

181 صحيح البخاري: كتاب أخبار الآحاد، باب ما جاء في إجازة خبر الواحد، رقم الحديث: 7246

182 المائدة 5 : 38

183 جامع بيان العلم: 2 / 231

184 مقدّمة الكفاية في علم الرّواية: ص12

185 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ﴿ وكذلك جعلناكم أمة وسطا ... ﴾ ، رقم الحديث: 4484

⑥⑧① صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص ... ﴾، رقم الحديث: 4499

187 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ﴿ ومنهم من يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة ... ﴾

188 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب لا تنكح المرأة علىٰ عمتها، رقم الحديث: 5108

189 صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب قوله تعالى: ﴿ ولكم نصف ما ترك أزواجكم ... ﴾، رقم الحديث: 4578

190 صحيح البخارى: كتاب الأشربة، باب ﴿ إنما الخمر والميسر والأنصاب... ﴾ ، رقم الحديث: 5575

191 صحيح البخاري: كتاب اللباس، باب « كلوا واشربوا والبسوا و تصدّقوا في غير إسراف ... » ، رقم الحديث: 5783

192 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب حرم المدينة، رقم الحديث: 1768

193 صحيح البخاري: كتاب الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية ... ، رقم الحديث: 5561

194 صحيح البخاري: كتاب الحدود، باب لا يرجم المجنون والمجنونة، رقم الحديث: 6815

195 صحيح البخاري: كتاب الذبائح والصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع

196 المفردات في غريب القرآن:ص514

197 لسان العرب: كتاب الالف باب الدال

198 كتاب اللمع: ص164، ابن قدامة المقدسي (م620 هـ) روضة الناظر وجنة المناظر:53، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الرياض، 1399هـ

199 الماوري، أبو الحسن علي بن محمد (م450هـ)، أدب القاضى:1/ 376، السرحان، بغداد، 1971ء

200 القرافي، شهاب الدين أحمد بن إدريس(م684هـ) شرح تنقيح الفصول في إختصار المحصول في الأصول: ص153، دار الفكر ، بيروت، 1424هـ/ 2004ء

201 الباجي، أبي الوليد سليمان بن خلف (م474هـ)، إحكام الفصول في أحكام الأصول: ص355، دار الغرب الإسلامي، دمشق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

202 البزدوي، أبو الحسن علي بن محمد (482هـ)، أصول البزدوي: ص152، نور محمد كارخانه تجارت كتب، كراچی

203 السمرقندي، علاء الدين شمس النظر أبي بكر بن محمد أحمد (م539هـ)، ميزان الأصول في نتائج المعقول: ص431، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلاميه، قطر، الطبعة الثانية، 1418هـ/ 1997ء

204 يوسف :96

205 آل عمران:187

206 التوبة :132

207 سرخسي، أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل (م490هـ)، أصول السرخسي: 1/ 335، مكتبة المعارف، الرياض

208 صحيح للبخارى: كتاب المغازى، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن وليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، رقم الحديث: 4349

209 صحيح للبخارى: كتاب المغازى، باب بعث أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، رقم الحديث: 4341

210 صحيح للبخارى: كتاب التفسير، باب سبع اسم ربك الأعلى، رقم الحديث:4941

211 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، رقم الحديث:1741

212 صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب دعاء النبى ﷺ، رقم الحديث: 2941

213 صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات...، رقم الحديث: 31

214 ملاجيون، نو ر الأنوار، ص182

215 صحيح بخاري: كتاب الصلاة، باب ما جاء في القبلة، رقم الحديث: 403

216 صحيح البخاري: كتاب أخبار الآحاد، باب ما جاء في اجازة خبر والواحد، رقم الحديث : 7252

217 جامع الترمذي: كتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ، رقم الحديث: 1018

218 جامع الترمذي: كتاب المناقب عن رسول الله، باب في فضل اليمن، رقم الحديث : 3936

219 مسند أحمد:19

220 اصول سے عقائد اور فروع سے عملی احکام مراد ہیں۔

221 أبوعاصم البركاتي، حديث الأحاد عند الأصوليين: ص25

222 شيخ محمد خضري، أصول الفقه: ص240

223 البقرة 2: 159

224 الحشر 59: 7

225 مصطفى بن محمد بن سلامة، التأسيس في أصول الفقه علي ضوء الكتاب والسنه: ص147، مكتبه خالد بن الوليد، بيت عقبة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

226 الأحزاب 33 : 36

227 مصطفى بن محمد بن سلامة، التاسيس في أصول الفقه: ص 147

228 سنن أبي داؤد: كتاب العلم ، باب فضل نشر العلم، رقم الحديث: 3660

229 الشافعي، الرسالة: ص418

230 صحيح البخارى: كتاب الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، رقم الحديث: 3156

231 سنن أبي داؤد: كتاب الفرائض، باب في الجدة، رقم الحديث: 2894

232 سنن أبي داؤد: كتاب الديات، باب دية الجنين، رقم الحديث: 4572

233 سنن أبى داؤد: كتاب الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل، رقم الحديث: 2300

234 صحيح البخارى: كتاب الأشربة، باب نزل تحريم الخمر وهي من البسر...، رقم الحديث: 5582

235 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، رقم الحديث: 399

236 الإحكام في أصول الأحكام للآمدي: 2/ 85

237 إرشاد الفحول: 1/ 253

238 علي بن عبد الكافي السبكي، الإبهاج: ص339

239 الكلوذاني، محفوظ بن أحمد بن الحسن (م510هـ)، التمهيد في أصول الفقه: 3/ 36، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة، الطبعة الأولى، 1406هـ/ 1985ء

240 تقی عثمانی، مولانا: The Authority of Sunnah، ص:108 ت، کراچی، ادارہ اسلامیا طبع اول، 1991ء

241 السغناقي، حسين بن علي بن حجاج حسام الدين، الكافي شرح البزدوى: 3/ 1255، مكتبة الرشد، الرياض، 1422هـ/ 2001ء، الإحكام للآمدى: 2/ 44

242 ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي (م852هـ)، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر: ص202 ـ 210، فاروقي كتب خانه، ملتان

243 المظفر، محمد رضا، أصول الفقه: 2/ 62، دار النعمان، النجف، 1386هـ/ 1966ء

244 النجم 53: 28

245 الحجرات 49: 12

246 العدة في أصول الفقه: 3/ 874

247 أيضاً

248 الإسراء 17: 36

249 التمهيد في أصول الفقه: 3/ 65؛ المستصفى: 2/ 180

250 نور الأنوار: ص182

251 الممتحنة 60: 10

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

252 النور 24: 33

253 كشف الأسرار للنسفي: 2/ 19

254 صحيح البخاري: كتاب أخبار الآحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد، رقم الحديث: 7250

255 الإحكام للآمدي: 2/ 86

256 أبومحمد علي ابن حزم، الإحكام في أصول الأحكام: 1/ 120

257 الإحكام لابن حزم، 1 □121

258 الحجر 15: 9

259 النحل 16: 44

260 موفق الدين ابن قدامة المقدسي، روضة الناظر: ص56

261 ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم (م728هـ) المسودة في أصول الفقه: ص238، دارالكتب العربي، بيروت؛ حديث الآحاد عند الأصوليين لأبوعاصم: ص25

262 أبوالحسن محمد بن علي البصري، المعتمد: 2/ 570

263 العدة في أصول الفقه: 3/ 875

264 البحر المحيط: 4/ 253

265 محمود الطحان، تيسير مصطلح الحديث: ص 132، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة السابعة، 1985ء

266 الأرموي، سراج الدين محمود بن أبي بكر (م 682هـ)، التحصيل من المحصول: 2/ 147، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1408هـ/ 1988ء

267 الحسامي، حسام الدين محمد (644هـ)، حسامِي مع شرح النظامي: 1/ 348، مطبع المجتبائي، دهلي

268 أصول السرخسي: 1/ 341

269 أصول البزدوى : ص 174

270 سنن النسائي: كتاب البيوع، ذكر الإختلاف على نافع في لفظ حديثه،رقم الحديث: 4467

271 أدب القاضي: 1/ 381

272 زيدان، ڈاکٹر عبدالکریم، اصول اردو ترجمہ الوجیز فی اصول الفقہ: ص205-207، مطبع مجتبائی، لاہور

273 التوبة9 :132

274 الحجرات 49 : 9

275 الحجرات 49 : 6

276 علوم الحديث لابن الصلاح: ص51

277 نزهة النظر: ص100؛ قواعد التحديث للقاسمي: ص133؛ تيسير مصطلح الحديث: ص56

278 شرح النووي على المسلم: ص29

279 علوم الحديث لابن الصلاح: ص53

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

280 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 148

281 المستصفى: 2/ 281

282 الإبهاج في شرح المنهاج: 2/ 377

283 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 149

284 جمال الدين الأسنوى، نهاية السول في شرح منهاج الأصول: 3/ 198، 199

285 نور الأنوار: ص188

286 المهذب في أصول الفقه المقارن: 2/ 818

287 الفوزان، عبد الله بن صالح، شرح الورقات في أصول الفقه: ص101، دار المسلم، الرياض، الطبعة الثالثة، 1417هـ/ 1996ء

288 الخبازي، إمام جلال الدين أبي محمد بن عمر (م691هـ)، المغنى في أصول الفقه: ص191، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة، 1403هـ

289 أصول السرخسي: 1/ 373

290 المغنى في أصول الفقه: ص191؛ أصول السرخسي: 1/ 373

291 جامع الترمذى: كتاب النكاح، با ب ماجاء لا نكاح إلا بولي، رقم الحديث: 1101

292 نور الأنوار: ص189

293 التوبة 9: 122

294 الحجرات 49: 6

295 المهذب في أصول الفقه المقارن: 2/ 822

296 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 149

297 صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ... ، رقم الحديث: 2533

298 أصول فقه الإمام مالك: 2/ 723

299 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 149؛ نهاية السول في شرح منهاج الأصول: 3/ 198، 199؛ إحكام الفصول في أحكام الأصول: 355؛ المحصول: 4/ 454

300 أبو زهرة، محمد بن أحمد، (1394هـ) مالك حياته و عصره: ص315، دارالفكر العربي، القاهره

301 إحكام الفصول في أحكام الأصول: ص355

302 ابن عبد البر، أبوعمر يوسف بن محمد (م463هـ)، التمهيد لما في المؤطا من المعاني والأسانيد:1/ 17، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى، 1420هـ/ 2000ء

303 مالك، حياته و عصره، آراؤه وفقهه: ص317

304 أبو المعالي عبد الملك بن عبدالله الجوينى (م478هـ)، البرهان في أصول الفقه: 1/ 634، دار النصار، قاهره، الطبعة الثانية، 1400هـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

305 المحلي، جلال الدين محمد بن أحمد (م864هـ)، شرح الورقات في أصول الفقه: ص180، مكتبةمصطفى البابي، مصر، 1955ء

306 أيضا

307 المستصفى: 2/ 282

308 المازري المالكي (م453هـ) أبي عبد الله محمد بن علي بن عمر التميمي، إيضاح المحصول من برهان الأصول: ص487، دار الغرب الإسلامي، بيروت

309 المهذب في أصول الفقه المقارن: 2/ 823

310 المحصول: 4/ 61

311 المستصفى: 2/ 287

312 روضة الناظر وجنة المناظر: ص64

313 العدة في أصول الفقه: 3/ 906ـ 909

314 التمهيد في أصول الفقه: 3/ 130، 131

315 إعلام الموقعين: 2/ 55

316 أبوزهرة، محمد بن أحمد بن مصطفى(1394هـ) ابن حنبل: حياته وعصره، آراؤه وفقهه: ص267، دار الفكر العربي، القاهره

317 صحيح البخاري: كتاب الفرائض، باب الولاء لمن أعتق وميراث اللقيط، رقم الحديث: 6751

318 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله أحد، رقم الحديث: 5015

319 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله أحد، رقم الحديث: 5015

320 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب ما يحل من النساء وما يحرم ... ، رقم الحديث: 5105

321 صحيح البخاري: كتاب الفرائض، باب ميراث السائبة ... ، رقم الحديث: 6754

322 صحيح البخاري: كتاب الفرائض، باب الولاء لمن أعتق وميراث اللقيط ... ، رقم الحديث: 6751

323 هدي الساري: 1/ 27

324 صحيح مسلم: مقدمة، باب صحة الاحتجاج بالحديث المعنعن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦

باب ششم

دلالتِ مفہوم (دلالات)

فصل اول: لفظ کی دلالت... 'صیغہ' کے اعتبار سے

فصل دوم: لفظ کی دلالت... 'استعمال' کے اعتبار سے

فصل سوم: لفظ کی دلالت... 'جلی اور خفی ہونے' کے اعتبار سے

فصل چہارم: تعارض الادلہ اور اس کا حل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلالتِ منظوم اور غیر منظوم کی تقسیم

علامہ آمدیؒ نے الإحكام في أصول الأحكام میں دلالتِ منظوم اور دلالتِ غیر منظوم کی اصطلاحات استعمال کی ہے اور ان کے تحت الأمر والنهي، العام والخاص، المطلق والمقيد، المجمل والمبين اور الظاهر والمؤوّل وغیرہ کا ذکر کیا ہے، جبکہ دلالت غیر منظوم کے ضمن میں: دلالة الاقتضاء، دلالة التنبيه والإيماء، دلالة الإشارة اور المفهوم وغیرہ کی بحوث لائے ہیں۔ گویا ان کے ہاں دلالۃ المنظوم کلام کے ظاہری پہلوؤں اور دلالۃ غیر المنظوم کلام کے مخفی پہلوؤں کی وضاحت ہے۔[1] تاہم عموماً دلالۃ المنظوم سے منطوق دلالت صریحہ بھی مراد لیا جاتا ہے، جبکہ دلالۃ غیر المنظوم سے لفظ کی غیر صریح دلالت مراد ہوتی جسمیں مفہوم موافق اور مفہوم مخالف بھی شامل ہیں۔ اس پر سعيد بن متعب القحطاني کی کتاب: "دلالة غير المنظوم عند الأحناف والمتكلمين" اور جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية کے تابع مرکز دراسة الطالبات سے محترمہ أمل بنت عبد الله حسين القحيز کا ماجستیر (ایم فل) کا مقالہ: "الفروق في دلالة المنظوم عند الأصوليين" کا مطالعہ ضروری ہے

آج کل نظم منظوم کی جدید اصطلاح مربوط اور مرتب کلام کے لئے کلام بولی جاتی ہے کی دوسرے سے مناسبت اور ترتیب بھی نظم کلام کہلاتی ہے اور اس نظم میں بسا اوقات بہت سے نکات علمیہ اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، جن کی مصنف و متکلم نے رعایت رکھی ہوتی ہے۔ اس کی پہچان سے بہت حد تک متکلم کی مراد زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی جامع کے کتب و ابواب وغیرہ میں بھی ایک خاص ترتیب اور ربط ملحوظ رکھا ہے۔ اگرچہ انہوں نے اس ترتیب یا ربط پر خود کوئی صراحت نہیں کی، لیکن علامہ البقاعیؒ نے امام صاحب کی ترتیب پر ایک نظم لکھی ہے، جو ۶۳/ اشعار پر مشتمل ہے، جسے علامہ قسطلانیؒ کی کتاب ارشاد الساری[2] میں دیکھا جاسکتا ہے۔ حافظ ابنؒ نے حجر مقدمہ فتح الباری میں اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔[3] اس اعتبار سے صحیح بخاری کے نظم و ترتیب کے حوالے سے باب دوم، فصل چہارم میں باقاعدہ تفصیلی بحث ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

چونکہ منظوم اور غیر منظوم یا منطوق و مفہوم کی اصطلاحات (باریک فروق کے ساتھ) متاخرین کے ہاں استعمال ہوتی ہیں جبکہ متقدمین کے ہاں صریح اور غیر صریح کا طریقہ ہے تاہم امام بخاریؒ کی وضاحت کے لئے منظوم اور غیر منظوم کے ساتھ ہی 'دلالت' اور 'استدلال' کے الفاظ لکھ دیے ہیں۔ گویا مقالاتیؒ اور 'استدلال' کے نام سے دو الگ الگ باب قائم ہو گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں باب میں ہم نے وحی اور حکم سے متعلق گفتگو کی تھی۔ اب ہم چھٹے اور ساتویں باب میں احکامِ فقہ کے ماخذ اور مصادر شریعت سے احکام مستنبط کرنے کے طریقوں سے متعلق گفتگو کریں گے اور ان اصطلاحات کے بارے میں نشاندہی کریں گے جن سے ایک مجتہد ان مآخذ سے احکام مستنبط کرنے اور ان سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

ان فقہی مآخذ میں سے سب سے پہلے قرآن وسنت کی نصوص ہیں، جو ہر استنباط کا مرجع اور ہر دلیل کی سند ہیں۔ اور چونکہ یہ نصوص عربی میں وارد ہوئی ہیں اس لئے زبان کے ایسے قواعد بھی جاننا ضروری ہیں جو ان نصوص کی صحیح تشریح وتوضیح کے ساتھ مشروط ہیں۔ علماءِ اصول نے عربی زبان کے اسالیب کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ان اُصول وقواعد کو مرتب کیا ہے اور یہ الفاظ اپنے معانی میں کس طرح استعمال ہوتے ہیں اور معنی پر کس طرح دلالت کرتے ہیں؟ ان سب باتوں کی وضاحت کی ہے۔

یہ قواعد، جنہیں ہم اصولی یا لغوی قاعدے کہتے ہیں، نصوص کو سمجھنے اور ان کی مکمل تشریح کیلئے تنہا کافی نہیں ہیں، اس لئے مجتہد کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قواعد سے بھی واقف ہو، جن سے نصوص کے مابین میں ظاہر تعارض دور کرنے کیلئے مدد لی جاتی ہے۔ اور اسے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تعارض کیسے دور کیا جاتا ہے؟ اور اس کے طریقے کیا ہیں؟ اس کیلئے اسے ناسخ ومنسوخ اور دلائل واحکام کے درمیان ترجیح دینے کے قاعدوں کی پہچان ضروری ہے۔ اس اعتبار سے علماء اصول انہیں بنیادی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں: 1. اصولی ولغوی قاعدے 2. تعارض (تطبیق، ناسخ منسوخ اور ترجیح) کے متعلق قاعدے

اصولی اور لغوی قواعد کا تعلق نصوص کے الفاظ سے اس اعتبار سے ہے کہ یہ الفاظ اپنے معنی پر کس طرح دلالت کرتے ہیں؟ ان قواعد کا احاطہ کرنے کیلئے لفظ ومعنیٰ کے لحاظ سے قسموں اور ہر قسم کی ذیلی تقسیم کے بارے میں واقفیت ضروری ہے۔

علماءِ اصول کے نزدیک لفظ کو اس کے معنی اور اس کے ساتھ اس کے تعلق کے اعتبار سے چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. ایک قسم لفظ کو معانی کیلئے وضع (بنانے) کرنے کے اعتبار سے ہے۔
2. دوسری قسم بلحاظ استعمالِ لفظ ہے کہ لفظ کو اُسی معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے جس کیلئے وہ وضع کیا گیا تھا یا کسی اور معنی میں؟
3. تیسری قسم لفظ کے اپنے معنیٰ پر دلالت کے اعتبار سے ہے، یعنی جو لفظ کسی معنی کیلئے استعمال کیا گیا ہے، تو اس سے وہ معنیٰ واضح طور پر ظاہر ہوتے ہیں یا ان میں کوئی ابہام وخفا ہے؟
4. چوتھی قسم لفظ کی اس کے ان معانی پر دلالت کی کیفیت کے لحاظ سے ہے جن کیلئے وہ مستعمل ہے اور لفظ سے معنیٰ سمجھنے کے طریقوں کے اعتبار سے ہے۔

اصولی اور لغوی قواعد کو ہم اس باب کی ابتدائی تین فصلوں میں بیان کریں گے، جبکہ تعارض سے متعلق ضابطوں کو فصل چہارم میں ذکر کیا جائے گا۔ اسی طرح چوتھی قسم سے متعلقہ قواعد کو باب ہفتم کی فصل اول میں بیان کیا جائے گا، ان شاء اللہ!

---

1 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 3

2 إرشاد الساري: 1/ 36 ـ 44

3 هدي الساري، مقدمة فتح الباري: 1/ 470-473

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①

سلیٹی ولا

لفظ کی دلالت... 'صیغہ' کے اعتبار سے

مبحث اول: عام وخاص

مبحث دوم: مطلق ومقید

مبحث سوم: امر ونہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

عام

تمہید

وضع (لفظ کی ساخت یا اس کو کسی معنی کیلئے بنانے) کے لحاظ سے لفظ کی دو بنیادی قسمیں ہیں: عام اور خاص
خاص کے تحت مطلق و مقید اور امر و نہی آتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس بحث کو ہم تین مباحث میں تقسیم کرتے ہیں:

1. عام و خاص
2. مطلق و مقید
3. امر و نہی

عام کی تعریف

'عام' باب عَمّ یعُمّ سے اسم فاعل ہے اور اس کا مصدر عموم ہے۔
علامہ سرخسیؒ عموم کے لغوی مفہوم کے بارے کہتے ہیں۔

"العام في اللغة: هو شمول أمر لمتعدّد، سواء أكان الأمر لفظًا أو غيره" (1)

"عام لغت کے اعتبار سے امر متعدد کے شمول کا نام ہے برابر ہے کہ عموم لفظوں میں ہو یا معنی میں"۔

علامہ فیروز آبادیؒ نقل کرتے ہیں۔

"عم الشيء عموما، شمل الجماعة" (2)

"چیز کا عام ہونا، جماعت کو شامل ہوتا ہے۔"

علامہ ابن منظور افریقیؒ عموم کے بارے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عمّهم الأمر يعمّهم عموما: شملهم، يقال: عمّهم بالعطية، والعامة خلاف الخاصة ... العامة اسم للجمع" (3)

"معاملہ اُن سب کو عام ہو گیا یعنی اُن کو شامل ہو گیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کسی نے ان سب کو (بالعموم) عطیہ دیا۔ عام خاص کے الٹ ہے۔ عام جمع کیلئے استعمال ہوتا ہے۔"

امام نسفیؒ فرماتے ہیں:

"العموم: مصدر من عمّ يعمّ عموما فهو عام: ومن معانيه في اللغة: الشمول والتناول، يقال: عمّ المطرُ البلاد: شملها، ومنه قول العرب: عمّهم بالعطية أي شملهم، ويقال:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَصْبٌ عام: إذاشمل البلدان والأعيان" [4]

"عموماب عم یعم سے مصدر ہے اس سے اسم فاعل 'عام' آتا ہے، اس کا لغوی معنی ہر شے کو شامل ہونا ہے کہا جاتا ہے بارش نے علاقوں کو گھیرلیا ہے یعنی سب علاقے بارش کی لپیٹ میں آ گئے یعنی ان کو بارش شامل ہے اسی سے اہل عرب کا قول ہے کہ اس نے ان سب کو عطیہ دیا اور کہا جاتا ہے خوشحالی ہے جب وہ تمام شہروں اور لوگوں کو شامل ہو۔"

اصطلاحی مفہوم

امام سرخسیؒ کے نزدیک عام کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"كل لفظ ينتظم جمعا من الأسماء لفظًا أو معنى، ونعني بالأسماء هنا المسمّيات، وقولنا لفظا أو معنى تفسير للانتظام: أى ينتظم جمعا من الأسماء لفظا مرة كقولنا زيدون، ومعنى تارة كقولنا من وما وما أشبههما"[5]

"ایسا لفظ جو لفظی یا معنوی طور پر اسماء کے ایک مجموعہ کو منظم کرے، عام کہلاتا ہے۔ یہاں اسماء سے مراد مسمّیات ہیں ۔ لفظاً اور معنیً دونوں انتظام کی وضاحت ہیں یعنی جو کبھی تو لفظ کے اعتبار سے ایک پر مجموعہ سے ترتیب پائے جیسے: زیدون، اور کبھی معنوی طور پر جیسے من، ما اور ان کے مشابہ صیغے وغیرہ۔"

یہی تعریف "كشف الأسرار" میں بھی مرقوم ہے۔[6]

ماوراء النہر حنفی مشائخ (مثلاً امام بزدویؒ اور سرخسیؒ نے عام کی تعریف میں استغراق کی شرط نہیں لگائی، چنانچہ ان ائمہ اصول کے نزدیک عام کی اصطلاحی تعریف یوں ہو گی:

"ما تناول أفراداً متفقة الحدود على سبيل الشمول" [7]

"جو ایسے تمام افراد کو شامل ہو جو ایک تعریف کے تحت آئیں۔"

یعنی ان میں عموم تو ہوتا ہے لیکن استغراق کا وصف نہیں پایا جاتا۔

امام فخر الدین الرازیؒ عام کی اصطلاحی تعریف کے بارے نقل کرتے ہیں:

"العام هو اللفظ المستغرق لجميع ما يحصل له بحسب وضع واحد، كقولنا: الرجال، فإنه مستغرق لجميع ما يصلح له، ولا يدخل عليه النكرات، كقولهم: رجل لأنه يصلح لكل واحد من رجال الدنيا ولا يستغرقهم ولا التثنية ولا الجمع لأن لفظ رجلان ورجال يصلحان لكل اثنين وثلاثة ولا يفيدان الاستغراق ولا ألفاظ العدد كقولنا: خمسة، لأنه صالح لكل خمسة ولا يستغرقه، وقولنا بحسب وضع واحد احتراز عن اللفظ المشترك أو الذي له حقيقة ومجاز، فإن عمومه لا يقتضي أن يتناول مفهومية معا، وقيل في حده أيضا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إنه اللفظة الدالة على اثنين فصاعداً من غير حصر، واحترزنا باللفظة عن المعاني العامة وعن الألفاظ المركبة، وبقولنا الدالة عن الجمع المنكر فإنه يتناول جميع الأعداد لكن علىٰ وجه الصلاحية لا على وجه الدلالة، وبقولنا على اثنين عن النكرة في الإثبات، وبقولنا من غير حصر عن أسماء الأعداد" (8)

"عام وہ لفظ ہے جو مستغرق ہو اویک ہی مرتبہ (وضع) کے لحاظ سے تمام افراد کو جو اس کے مفہوم پر شامل ہوں پر دلالت کرتا ہو جیسے ہمارے قول "الرجال" ہے یہ اُن تمام افراد کو مستغرق شامل ہے جس کے لیے یہ وضع کیا گیا ہے لیکن اس میں نکرات شامل نہیں ہوں گے۔ جیسے اہل اصول کا قول "رجل" ہے یہ لفظ دنیا کے آدمیوں میں سے ہر ایک کے شامل ہونے کے قابل ہے لیکن اس کو مستغرق نہیں ہے اسی طرح تثنیہ اور جمع کے صیغے ہیں کیونکہ "رجلان" اور "رجال" یہ دو اور تین میں سے ہر ایک کو شامل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن استغراق کا فائدہ نہیں دیتے۔ اسی طرح الفاظ عدد ہیں جیسے ہمارا کہنا "خمسة" ہے یہ لفظ ہر پانچ عدد پر بولا جاتا ہے لیکن اس پانچ کو مستغرق نہیں ہے اور ہمارا یہ قول "بحسب وضع واحد" سے مشترک الفاظ اور اُن الفاظ کا احتراز ہے جو دو مفاہیم یعنی حقیقت مجاز کو شامل ہوتے ہیں کیونکہ عام کا عموم دو مفاہیم کے تناول کا اکٹھا تقاضا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عام کی اصطلاحی تعریف میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عام ایسا لفظ ہوتا ہے جو دو یا دو سے زیادہ چیزوں پر بغیر کسی حصہ و تعین کے دلالت کرتا ہے۔ "اللفظة" کہہ کر ہم نے عام معانی اور ترکیب شدہ الفاظ سے احتراز کیا "الدالة" کہہ کر جمع منکر سے احتراز کیا ہے کیونکہ یہ جمع تمام اعداد کو شامل ہوتی ہے لیکن یہ شمول صلاحیت کے اعتبار سے ہوتی ہے دلالت کے اعتبار سے نہیں ہوتی۔ اور "عن اثنين" کہہ کر ہم نے اثبات میں نکرہ سے احتراز کیا ہے اور "غير حصر" کہہ کر اسماء اعداد سے احتراز کیا۔"

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ عام کی اصطلاحی تعریف لکھتے ہیں:

"واصطلاحاً: اللفظ المستغرق لجميع ما يصلح له من غير حصر، أى يصلح له اللفظ العام كه "من" في العقلاء دون غيرهم "وكل" بحسب مايدخل عليه. لا أن عمومه في جميع الأفراد مطلقا و خرج بقية "الاستغراق" النكرة و بقوله "من غيرحصر" أسماء العدد، فإنها متناولة لكل ما يصلح له لكن مع حصر" (9)

"اصطلاحی طور پر عام ایسا لفظ مستغرق ہے جو ہر اس چیز کو بغیر حصر کے شامل ہے جس کی وہ صلاحیت رکھتا ہے یعنی لفظ عام صلاحیت رکھتا ہے جیسے "من" لفظ ہے یہ ذوی العقول کے لیے ہے اور "کل" ہر اس چیز کے لیے جو اس میں داخل ہو۔ لیکن اس کا عموم تمام افراد میں مطلق نہیں ہوتا۔ استغراق کی قید سے نکرہ خارج ہو گیا ہے اور "من غیر حصر" کی قید سے اسماء عدد خارج ہو گئے کیونکہ یہ حصر کے ساتھ ہر اس چیز کو شامل ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی یہ صلاحیت رکھتے ہیں۔"

عراقی مشائخ جیسے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عام کی اصطلاحی تعریف میں استغراق کی شرط لگائی ہے یہی جمہور اہل اصول اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے احباب واصحاب کا موقف ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک عام کی اصطلاحی تعریف یہ ہوگی۔

"هو اللفظ المستغرق لجميع ما يصلحه له دفعة واحدة بحسب وضع واحد من غير حصر" (10)

"عام ایسا لفظ ہے جو تمام افراد کو بغیر حصر کے ایک ہی مرتبہ میں اور ایک ہی وضع کے لحاظ سے مستغرق ہو، عام کہلاتا ہے۔"

کتاب 'علم اصول فقہ ایک تعارف' میں عام کی تعریف اس طرح مرقوم ہے۔

"عام ایک ایسا لفظ ہے جو اپنی لغوی ترکیب کے اعتبار سے کثیر افراد کے لیے وضع کیا گیا ہو اور ان تمام افراد کو جو اس کے مفہوم میں شامل ہونے کے قابل ہوں، محدود اور متعین کئے بغیر ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی وقت میں اپنے مفہوم میں شامل کرنے پر دلالت کرے۔" 110

عام کے صیغے اور الفاظ

عموم پر دلالت کرنے والے چند صیغے اور الفاظ یہ ہیں:

1۔ لفظ 'کل'، اس کا استعمال حسب ذیل وجوہ پر ہوتا ہے۔

4. نکرہ کی طرف مضاف ہو جیسے اللہ کا ارشاد ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ﴾ (12)
5. جمع معرف کی طرف مضاف ہو جیسے اللہ کا ارشاد ہے ﴿وَكُلُّهُمْ ءَاتِيهِ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ فَرْدًا﴾ (13)
6. مفرد معرف کی طرف مضاف ہو جیسے کہا جاتا "أكلت كل الرغيف" اس صورت میں اس کا استغراق اجزاء پر ہوگا نہ کہ افراد پر۔
7. اضافت سے خالی ہو کر آئے۔ جیسے ارشاد الٰہی ہے ﴿ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ ﴾ (14)

یہاں بھی وہی فائدہ حاصل ہو رہا ہے جو فائدہ اضافت سے ہوتا ہے اور وہ تمام افراد کا استغراق ہے۔

8. اپنے ماقبل کا تابع ہو جیسے ﴿ فَسَجَدَ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴾ (15)
9. 'ما' کے ساتھ متصل ہو جیسے اللہ کا ارشاد ﴿كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا۟ فِيهِ ﴾ (16)

انفرادی طور پر افعال میں تکرار کا فائدہ دے رہا ہے۔

اہل اصول کے نزدیک "کل" عموم کے تمام صیغوں سے قوی ترین ہے۔ (17)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ 'جمیع' ہے۔ یہ دو طرح سے مستعمل ہوتا ہے

1. نکرہ کے علاوہ معرفہ کی طرف مضاف ہو جو جمع پر دلالت کرے جیسا کہ قائل کا قول ہے۔ "جميع القوم ذهبوا"
2. جمیع مؤکدہ ہو جیسے ارشاد الٰہی ہے ﴿ وَتُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا ﴾ [18]

3۔ لفظ "من" اس کا استعمال چار طرح سے ہوتا ہے

1. موصول ہو جیسے ﴿وَلَهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ وَمَنۡ عِندَهُۥ لَا يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِهِۦ وَلَا يَسۡتَحۡسِرُونَ ﴾ [19]
2. استفہامیہ ہو جیسے ﴿ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ﴾ [20]
3. شرطیہ ہو جیسے ﴿ مَن جَآءَ بِٱلۡحَسَنَةِ فَلَهُۥ خَيۡرٞ مِّنۡهَا ﴾ [21]
4. نکرہ موصوفہ ہو جیسے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: «لا ايمان لمن لا أمانة له» [22]

4۔ لفظ "ما" ہے

اس کا استعمال بھی دو طرح کا ہے:

1. زمانیہ ہو جیسے ﴿ وَمِنۡهُم مَّنۡ إِن تَأۡمَنۡهُ بِدِينَارٖ لَّا يُؤَدِّهِۦٓ إِلَيۡكَ إِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآئِمٗاۗ﴾ [23]
2. مصدر یہ ہو جیسے "أعجبني كل ما تصنع، اى كل صنعك" وغیرہ

نکرہ لفظ جو نفی، شرط اور اثبات میں کہے آیا ہو

1) نکرہ جو نفی کے سیاق میں ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

1. جب وہ لائے نفی کے بعد واقع ہو جیسے ارشاد اقدس ﷺ ہے:
   «لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب» [24]
2. یا "من" سے پہلے واقع ہو جیسے ﴿ وَمَا مِنۡ إِلَٰهٍ إِلَّا ٱللَّهُۚ ﴾ [25]

2۔ اثبات کے سیاق میں جو نکرہ واقع ہو جیسے ﴿ عَلِمَتۡ نَفۡسٞ مَّآ أَحۡضَرَتۡ﴾ [26]

3۔ جو نکرہ، شرط میں کہے وہ بھی عمومیت کا فائدہ دیتا ہے۔ [27]

کیا معرفہ اسم جو 'الف لام' کے ساتھ معرفہ ہو اور مضاف ہو لیکن وہ 'الف لام' غیر عہدی کا ہو

اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

1. اسم مفرد طور پر الف لام غیر عہدی کے ساتھ معرفہ ہو جیسے ﴿ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَفِي خُسۡرٍ ﴾ [28]
2. اسم مفرد اضافت کے ساتھ معرفہ ہو جیسے ﴿ وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ﴾ [29]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. اسم جمع ہو اور الف لام سے معرفہ ہو جیسے ﴿ إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ ﴾ (30)
4. اسم جمع ہو اور اضافت کے ساتھ معرفہ بنا ہوا جیسے ﴿ يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَٰدِكُمْ ﴾ (31)
5. لفظ 'معشر'، 'معاشر'، 'کافۃ' اور 'عامۃ' ہو۔

جیسے ارشاد الٰہی ہے: ﴿ يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ ﴾ (32)

اور ارشاد خداوندی ہے ﴿ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً ﴾ (33)

عام کی دلالت میں اختلاف

عام کی دلالت قطعی ہوتی ہے یا ظنی اس بارے میں علما اصول کے درمیان اختلاف ہے اس بارے میں اہل اصول نے عام کی دو حالتیں بیان کی ہیں:

1۔ عام بعد از تخصیص　　2۔ عام قبل از تخصیص

1۔ عام بعد از تخصیص

ایسا عام جس کی تخصیص ہو چکی ہو، اس بارے میں علما کا اتفاق ہے کہ بقیہ افراد پر عام لفظ کی دلالت ظنی ہوتی ہے کیونکہ تخصیص کے بعد عام کے بقیہ افراد میں سے ہر فرد کے بارے میں بھی اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ وہ عام کی دلالت سے خارج ہو جائے۔ (34)

2۔ عام قبل از تخصیص

ایسا عام جس کی تخصیص نہ ہوئی ہو اس کی دلالت پر علما اصول کی دو آراء ہیں:

1. حنابلہ، شافعیہ اور مالکیہ علما جمہور کا موقف یہ ہے کہ عام کی اپنے ہر فرد پر دلالت ظنی ہوتی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ تقریباً ہر عام کی تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے کوئی عام لفظ اپنے تمام افراد میں سے بعض کے محدود ہو جانے سے خالی نہیں ہوتا ماسوائے ان کے کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ پایا جاتا ہو، ان یکے نصرف چند ایسے گنے چنے مسائل ہیں جن میں عام کی تخصیص کا احتمال نہیں ہوتا، جیسے ﴿وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ (35)

اس آیت میں "کل شيء" عام ہے اس کی تخصیص کا احتمال موجود نہیں ہے۔ یہی موقف ابو منصور ماتر یدی اور مشائخ سمرقند کا ہے۔ (36)

2. جمہور احناف جن میں ابو حسین کرخی، ابو بکر جصاص، مشائخ عراق، بزدوی رحمۃ اللہ علیہم، اکثر مشائخ ماوراء النہر اور متاخرین اصولی ہیں ان کے نزدیک قبل از تخصیص عام کی اپنے ہر فرد پر دلالت قطعی ہوتی ہے۔ (37)

ان کی دلیل یہ ہے:

﴿ وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾ (38)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں لفظ "أزواجاً" عام ہے جو قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور جب تک عام کو خاص کرنے والا کوئی دلیل نہ ہو اس سے عموم ہی مراد لیا جائے گا۔ (39)

خاص

لغوی تعریف

لغوی طور پر خاص اکیلے، تنہا اور منفرد کو کہتے ہیں اور یہ معانی عربی زبان کے اس جملے سے ماخوذ ہیں۔ اختص فلان بکذا یعنی فلاں آدمی فلاں چیز میں منفرد و یگانہ ہے۔ (40)

اصطلاحی تعریف

اصطلاحی طور پر خاص سے مراد وہ لفظ ہے جو ایک معلوم و متعین فرد یا چند معلوم و متعین افراد پر دلالت کرتا ہو اور تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ 'عام' میں جو متعدد افراد شامل تھے۔ ان میں سے ایک معلوم و متعین فرد یا چند معلوم و متعین افراد کو نکال لیا جائے یعنی عام لفظ سے متعلق جو حکم ہے وہ اس کے تمام افراد کا نہیں ہے بلکہ ان میں سے ایک معلوم و متعین فرد یا چند معلوم و متعین کا حکم ہے۔ علمائے اصول نے خاص کی متعدد تعاریف کی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

"فكل لفظ وضع لمعنى واحد على الانفراد" (41)

خاص وہ لفظ ہے جو تنہا ایک معنی کے لیے بنایا گیا" ہو۔

"هو كل ما ليس بعام" (42)

ہر "وہ لفظ جو عام نہ ہو خاص کہلاتا ہے۔

لیکن امام آمدیؒ نے اس تعریف کی نکیر کی ہے اور اس کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔ مثلاً وہ فرماتے ہیں تعریف میں مہمل الفاظ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد امام آمدیؒ خاص کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو اللفظ الواحد الذي لا يصلح مدلوله لا شتراك كثيرين فيه" (43)

" خاص سے مراد وہ تنہا لفظ ہے جس کا مدلول اپنے اندر کثیر افراد شتراک کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ جیسے اسمائے اعلام ہیں زیدٌ، بکر وغیرہ۔

کی عام تخصیص

تخصیص کا معنی یہ ہے کہ عام کے بعض افراد کو حکم سے خارج کر دیا جائے۔

ابو الحسین البصریؒ تخصیص کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هو إخراج بعض ما تناوله الخطاب عنه" (44)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" تخصیص کا معنی خطاب میں موجو دافراد میں سے بعض کو خارج کر دینا ہے۔

صاحب مہذب تخصیص کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو قصر العام علىٰ بعض إفراده" (45)

عام کو اس کے بعض افراد پر محدود کر دینا "۔

مثالیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾ (46)

"اور طلاق یافتہ عورتوں، تین مرتبہ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

یہ ایک عام حکم ہے جس میں تمام مطلقہ عورتوں کو تین حیض تک انتظار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عام کی تخصیص کرتے ہوئے دوسرا حکم نازل فرمادیا:

﴿وَأُوْلَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (47)

اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورتوں کی تخصیص کر دی ہے اور "والمطلقات" کا عمومی لفظ اپنے عموم پر باقی نہیں رہا بلکہ اپنے بعض افراد کے ساتھ محدود ہو گیا ہے۔

اسی طرح اگر کہا جائے "أكرِمِ الطلابَ النّاجحين" "کامیاب طلباء کی عزت کرو۔"

یہاں بھی لفظ "الطلاب" عام ہے۔ لیکن اسے "الناجحين" کے متعین افراد کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے ۔

تخصیص، نسخ کے قریب قریب ہوتی ہے۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان متعدد فروق پائے جاتے ہیں۔ (48)

عموم کی تخصیص کا جواز

عموم کی تخصیص کے حوالے میں علمائے اُصول میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں:

پہلا مذہب

مطلقاً عموم کی تخصیص کرنا جائز ہے۔ برابر ہے کہ وہ عام لفظ امر ہو، نہی ہو یا خبر ہو۔ یہ جمہور کا مذہب ہے اور دو دلیلوں کی بنیاد پر یہی درست ہے۔ (49)

پہلی دلیل : کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں اس کا وقوع اس کے جواز کی دلیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمر میں تخصیص کے وقوع کی مثال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا ﴾ (50)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِي فَٱجْلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِاْئَةَ جَلْدَةٍ﴾ (51)

زانی مرد اور زانی عورت۔ ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔

ان احکام کے عموم کے باوجود ہر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اور نہ ہی ہر زانی کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوْلَٰدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾ (52)

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولادوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ مذکر کیلئے مؤنث کے برابر حصہ ہے"۔

اس حکم میں عموم کے باوجود کافر، غلام اور قاتل وراثت سے محروم رہتے ہیں۔

نہی میں تخصیص کے وقوع کی مثال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ (53)

اس نہی کے عموم کے باوجود بعض قربتیں منع نہیں ہیں۔

خبر تخصیص کے وقوع کی مثال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ﴾ (54)

اس خبر کے عموم کے باوجود اسے کئی چیزیں مثلاً زمین و آسمان اور سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت نہیں دی گئی تھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا ﴾ (55)

اس خبر کے عموم کے باوجود اسے متعدد اشیاء مثلاً زمین و آسمان اور پہاڑ وغیرہ تباہ و برباد نہ ہوتے تھے۔

قرآن و حدیث میں وارد اکثر عمومات کی تخصیص ہو چکی ہے۔ حتی کہ کہا جاتا ہے کہ "ما من عام إلا وقد خصّص" "کوئی عام ایسا نہیں جس کی تخصص نہ کر دی گئی۔" سوائے اس آیت مبارکہ کے ﴿ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ (56)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کیونکہ اللہ تعالیٰ واقعی ہر چیز کو جاننے وا لا ہے"

اگر عموم کی تخصیص کرنا منع ہوتا تو اس کثرت سے قرآن وسنت میں وارد نہ ہوتی۔ (57)

دوسری دلیل: عموم کی تخصیص کرنے کا معنی یہ ہے کہ لفظ کو اس کے حقیقی عام معنی سے بطریق مجاز کسی خاص معنی کی طرف پھیر دیا جائے ۔ چنانچہ اگر ہم اس کے وقوع کو مان لیں تو اس سے اس کا محال ہونا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا لغوی کی طرف سے یہ کہنا "زارني كل أهل البلد" درست ہو گا کہ اگرچہ بعض نے زیارت نہ بھی کی ہو۔ (58)

دوسرا مذہب

بعض علمائے اصول کے نزدیک عام اگر امر یا نہی ہو تو تخصیص کرنا جائز ہے لیکن اگر خبر ہو تو اسکی تخصیص کرنا جائز نہیں۔

دلیل: ان کی دلیل یہ ہے کہ خبر کی تخصیص سے اس خبر کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ اس میں مخبر کی مخالفت ہوتی ہے اور یہ بھی خبر کے نسخ کی مانند ناجائز ہے۔

جواب: جمہور نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ تکذیب خبر والی با ت درست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہم اس کو تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر ایسے آدمی کو جھوٹا قرار دیا جائے گا جو کسی بہادر آدمی کے بارے میں کہے۔ "رأيت أسداً" میں نے شیر دیکھا۔ حالانکہ یہ امر بھی واضح ہو کہ اس نے حقیقی شیر مراد نہیں لیا۔ اسی بنیاد پر ہم اخبار کے نسخ کے قائل ہیں۔ (59)

تیسرا مذہب

بعض علما اصول کے نزدیک عام اگر امر ہو تو اس کی تخصیص کرنا جائز نہیں ہے، اس کے علاوہ کی تخصیص جائز ہے۔

دلیل: عام لفظ اگر امر ہو تو اس کی تخصیص نہ کرنے کی دلیل ہے کہ اس سے "البداء" کا وہم پیدا ہوتا ہے یعنی ایک مصلحت پہلے مخفی تھی پھر ظاہر ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا سوچنا محال ہے۔ لہٰذا امر کی تخصیص کرنا منع ہے۔ (60)

جواب: ہم البداء کے وہم کو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ لفظ اصلاً تخصیص کا احتمال رکھتا ہے اور اس کی تخصیص کے وقوع پر دلیل آجانا اسکی مراد کو واضح کرتی ہے۔ البداء اس وقت لازم آتی ہے جب اس حکم سے نکلنا مقصود ہو۔ (61)

مخصصات العموم

عام کی تخصیص یا تو عام سے متصل کسی چیز سے ہوتی ہے یا اس سے منفصل (جدا یا الگ) کسی چیز سے۔ گویا کہ مخصصات کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مخصصات متصلہ 2۔ مخصصات منفصلہ

پہلے ہم مخصصات متصلہ کو بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ مخصصات متصلہ

مخصصات متصلہ کی چار انواع ہیں: 1۔شرط 2۔غایت 3۔صفت 4۔استثناء

1 ۔ شرط

لغۃ: لغوی طور پر شرط 'علامت' کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں اس سے مراد "الإلزام" ہے۔

اصطلاحا: اصولیوں کے ہاں شرط کی تعریف کچھ یوں ہے:

"ما يلزم من عدمه العدم، ولا يلزم من وجوده الوجود ولا عدم لذاته"[62]

"جس کے عدم سے عدم لازم آئے لیکن وجود سے وجود لازم نہ آئے اور نہ ہی کہ ذات کی وجہ سے عدم لازم آئے۔"

امام آمدیؒ فرماتے ہیں:

"الشرط هو ما يلزم من نفيه نفي أمر ما على وجه لا يكون سببا لوجوده ولا داخلا في السبب" [63]

"شرط وہ ہے جس کی نفی سے ہر اعتبار سے امر کی نفی لازم آئے لیکن وہ سبب نہ ہو اور نہ ہی سبب میں داخل ہو۔"

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"هو ما لا يوجد المشروط دونه ، ولا يلزم أن يوجد عند وجوده" [64]

"شرط ہے جس کے بغیر مشروط کا اعتبار نہ ہو سکے پائے جانے کی صورت میں مشروط کا ہونا ضروری نہیں۔"

شرط کی اقسام

اپنے وصف کے اعتبار سے شرط کی درج ذیل چار اقسام ہیں: 1.عقلی، 2.عادی، 3.شرعی، لغوی

شرط عقلی: اس سے مراد وہ شرط ہے کہ عقلاً مشروط اس کے بغیر قائم نہ ہو سکے جیسے علم کا علم نے کے لیے زندگی کی شرط۔ کیونکہ عقل اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ زندگی کے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا۔

شرط عادی: اس سے مراد وہ شرط ہے جو معروف ہے۔ جیسے، چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی لگانا۔ کیونکہ عادت اس امر کی متقاضی ہے کہ انسان سیڑھی کے بغیر چھت پر نہیں چڑھ سکتا۔

شرط شرعی: اس سے مراد وہ شرط ہے جسے شارع نے اپنے بعض احکام کے لیے شرط قرار دیا ہو۔ جیسے صحت صلاۃ کیلئے طہارت کی شرط۔

شرط لغوی: اس سے مراد وہ شرط ہے جو صیغہ تعلیق "إن " وغیرہ کے ساتھ مذکور ہو۔ جیسے کوئی شخص اپنے بیوی کو کہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"إن دخلت الدار فأنت طالق" "اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے۔" اب وہ گھر میں داخل ہو جاتی ہے تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی۔ (65)

لغوی شرط کے صیغے

اس باب میں لغوی شرط سب سے اہم ہے لہٰذا ضروری کہ اس کے صیغے بھی بیان کر دیئے جائیں:

"إن مخففة، إذا ، مَن، مَا، مهما، حيثما، أينما، إذ ما" (66)

ان صیغوں میں سے پہلا "إن" حرف ہے باقی سارے اسماء ہیں۔

مثال: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا ٱلْوَصِيَّةُ﴾ (67)

یہاں وصیت کرنے کا حکم عام ہے جس کی "إن ترك خيراً" کی شرط کے تھا تخصیص کر دی گئی ہے۔

غایت

لغۃ: غایت کسی شے کے کنارے اور انتہاء کو کہتے ہیں۔

اصطلاحاً: عام لفظ کے بعد حروف غایت "لام، حتّی اور إلی" (68) میں سے کوئی آجائے، جیسے ﴿وَلَا تَحْلِقُوا۟ رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ ٱلْهَدْىُ مَحِلَّهُۥ﴾ (69) "اپنے سر نہ منڈا یہاں تک کہ قربانی اپنے مقام تک پہنچ جائے۔

اس آیت میں سر منڈوانے کا حکم عام ہے جس کی تخصیص کر دی گئی ہے اور وہ یہ کہ قربانی اپنے مقام پر پہنچ جائے۔ (70)

صفت

بسا اوقات کسی صفت کے ساتھ بھی عام لفظ کی تخصیص کر دی جاتی ہے۔ جیسے ﴿وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ﴾ (71)

اور تمہاری ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا زن و شو کا تعلق ہو یعنی ہو تمہاری وہ بیویاں جن کی صفت یہ ہے کہ ان سے تمہارا زن و شو کا تعلق قائم ہو چکا ہے۔ (72)

استثناء

بسا اوقات عام حکم کے بعد استثناء لا کر اس کی تخصیص کر دی جاتی ہے، جیسے "أكرم الطلاب إلا زيداً"

یہاں طلاب کی عزت افزائی کا حکم عام تھا۔ لیکن إلا زیداً، صرف استثناء کے ذریعے ان کی تخصیص کر دی گئی ہے۔ (73)

2۔ مخصصات منفصلہ

مخصصات منفصلہ سے مراد یہ ہے کہ عام حکم کی تخصیص کسی دوسرے مقام پر ہو۔ خواہ قرآنی آیت میں ہو، یا کسی حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہو یا اجماع میں یا قیاس میں۔

تخصیص، آیت کریمہ سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾ (74)

لیکن دیگر آیات مبارکہ میں اس عام حکم کی تخصیص کر دی گئی ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُوْلَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (75)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا نَكَحْتُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا﴾ (76)

تخصیص، حدیث مبارکہ سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَٱقْرَءُوا۟ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ﴾ (77)

لیکن حدیث نبوی ﷺ میں اس عموم کی تخصیص کر دی گئی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«لاصلاة لن لم يقرأ بفاتحة الكتاب» (78)

تخصیص، اجماع سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَٰدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾ (79)

لیکن اجماع کے ذریعہ اس آیت مبارکہ کی تخصیص کر دی گئی ہے کہ غلام وارث نہیں بن سکتا۔

تخصیص، قیاس سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُوا۟ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِاْئَةَ جَلْدَةٍ﴾ (80)

اسمیں لونڈی پر غلام کو قیاس کرتے ہوئے اسکی تخصیص کر دی گئی ہے۔ اسلئے اسے پچاس کوڑے ہی لگائے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص کی دلالت میں اختلاف

جمہور اصولیین (مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک عام کی اپنے تمام افراد کو اپنے تحت لیے ہوئے ہونے پر دلالت اور تخصیص ہو جانے کے بعد باقی رہ جانے والے افراد کو اپنے تحت لیے ہوئے ہونے پر دلالت ظنی ہے (یعنی ہر حال میں ظنی ہے) کیونکہ وہ ایک قسم کا ظاہر لفظ ہے جو تاویل (تخصیص وغیرہ) قبول کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں خاص کی اپنے متعین فرد یا افراد پر دلالت قطعی ہے۔

اور عام کی تخصیص اس فرد یا ان افراد کے حکم کو بیان کرنے کیلئے ہی ہوتی ہے۔[81]

احناف کے نزدیک عام اور خاص دونوں کی دلالت قطعی ہوتی ہے۔ یعنی اپنی قوت میں دونوں ہم مرتبہ ہیں۔ سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ کہ ایک مرتبہ عام کی تخصیص ہو جائے تو اس کے بعد اس کی دلالت ظنی ہو جاتی ہے۔[82]

عام و خاص اور امام بخاریؒ

1. عام وہ ہوتا ہے جس میں سب داخل ہوں

امام صاحبؒ "كتاب الطلاق، باب لم تحرم ما أحل الله لك" کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس کے الفاظ ہیں "يحب العسل والحلوى" یہی الفاظ صحیح بخاری ہی میں دوسری جگہ كتاب الأطعمة، باب الحلواء والعسل" پر لفظ "حلوى" کی تقدیم کے ساتھ موجود ہے۔ دراصل امام موصوفؒ دونوں انداز سے الفاظ لا کر شارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جس طرح بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ اس حدیث میں عام کا خاص پر عطف ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ دراصل امام صاحبؒ یہاں اس قانون کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ عام وہ ہوتا ہے جس میں سب داخل ہوں لفظ "عسل" کی تقدیم اس کے شرف کی بنا پر ہے اور لفظ "حلوى" کی تقدیم اصل ہونے کے بنا پر ہے۔ کیونکہ "عسل" مفرد ہے اور "حلوى" مرکب ہے۔ اور لفظ "حلوى" کی تقدیم کی صورت میں اس کے شمول اور نوع ہونے کی وجہ سے "عسل" اس میں پہلے ہی داخل ہے۔

اس استنباط کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ امام بخاریؒ نے جو باب منعقد فرمایا ہے اس میں لفظ "ما" پر توجہ مرتکز کی جائے اور پھر "العسل" کے تقدم والی حدیث اور اس کے بعد دوسرے مقام پر اس کے تاخر والی حدیث کو ذہن میں رکھا جائے۔ ان کا تعلق سمجھ آنے کی صورت میں یہ باریکی خود بخود سمجھ آ جائیگی۔

2. نکرہ سیاق نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے

"كتاب الإيمان، باب ظلم دون ظلم" اس میں امام بخاریؒ نے آیت سے استدلال فرمایا ہے: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُونَ﴾[83] صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس آیت کو عام سمجھ لیا لیکن بعد میں آپ ﷺ کی تفسیر نے اسے واضح فرمایا کہ اس سے شرک مراد ہے۔ یہاں پر ظاہر سے عموم کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔[84]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. نکرہ سیاق شرط میں یقیناً عموم کا فائدہ دیتا ہے

"كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي" اس میں امام بخاریؒ جو حدیث لائے ہیں اس کے لفظ ہیں: "أو إلى امرأة" جس سے امام صاحبؒ یہ ایماء کرنا چاہتے ہیں کہ جب نکرہ سیاق شرط میں ہو گا تو عموم کا فائدہ دے گا۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہاں عام کے بعد اہتمام کی وجہ سے تخصیص ہے۔ لیکن امام نووی فرماتے ہیں یہ نفی کا لفظ نکرہ ہے اور اثبات کی صورت میں اس میں عموم نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہی مذکور قانون ہے۔ اب یہاں پر لفظ "امرأة" خاص نہیں عام ہے۔ جہاں تک اہتمام کا مسئلہ ہے تو وہ صرف تحذیر میں زیادتی کی وجہ سے ہے۔[85]

4. بسا اوقات مفرد معرف عموم کا فائدہ دیتا ہے

"كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر" یہاں امام بخاریؒ باب میں لفظ "ظهر" لائے ہیں لیکن باب کے تحت آنے والی حدیث میں لفظ ظہر نہیں ہے۔ بلکہ مفرد معرفہ "عن الصلاة" ہے۔ اس سے انھوں نے استدلال فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ امام صاحبؒ اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مفرد معرفہ عموم کا فائدہ دیتا ہے اگر ایسے نہ ہو تو حدیث کی باب کے ساتھ مطابقت نہیں رہتی۔[86]

5. جمع مضاف اور جمع معرّف باللام اور جمع تکسیر عموم کا فائدہ دیتے ہیں

"كتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة" اس باب کے تحت آنی والی حدیث میں پہلے لفظ ہیں " عباد الله الصالحين" اس کی نبی ﷺ نے خود ہی تشریح فرمادی: "كل عبد لله صالح" یہاں اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ اوپر والا قاعدہ بالکل درست ہے۔[87]

6. 'من' موصولہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کو شامل ہوتا ہے

"كتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان" امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس کے الفاظ ہیں:

«ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان أن يكون الله و رسوله أحب إليه مما سواهما»[88]

یہاں ضمنی طور پر یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ "من" ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ امام صاحبؒ نے حدیث کے اگلے حصے میں لفظ "من" کے بجائے لفظ "ما" استعمال کیا ہے جس سے مذکورہ قاعدہ از خود ثابت ہو جاتا ہے۔

7. اشخاص میں عام احوال میں بھی عام ہو گا

"كتاب الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم" امام صاحبؒ یہاں "سواك" کا ذکر تو فرمایا ہے لیکن اس کو رطب و یابس میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ دراصل امام صاحبؒ اطلاق سے عموم ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ "أن العام في الأشخاص مطلق في الأحوال"[89] ترجمہ الباب کے آخر میں امام صاحب نے اشارہ فرمایا کہ صائم کو غیر صائم کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر امامؒ نے صائم کے لیے مسواک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مشروعیت کو دلیلِ خاص سے اخذ کیا ہے۔[90]

8. بعض اوقات نکرہ اثبات میں تعمیم کا فائدہ دیتا ہے

"كتاب فضائل القرآن، باب في كم يقرأ القرآن" امام بخاریؒ حسب عادت انتہائی باریک استنباط کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جو حدیث کے الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔ اس باب کے تحت حدیث کے الفاظ ہیں: "نعم الرجل من رجل" یہاں پر "من رجل" اثبات میں ہونے کے باوجود تعمیم کا فائدہ دے رہا ہے۔ اگرچہ علماء یہاں کرہ پر بالتقدیر کے قائل ہیں۔[91]

9 نکرہ بعض اوقات سیاقات میں عموم کا فائدہ نہیں دیتا

"كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي" اس باب کے تحت پہلی حدیث میں لفظ ہیں: "إلى دنيا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس سیاق اور اسلوب میں اس حدیث کو لائے ہیں کہ باریک بین اشخاص کو باور کرایا جاسکے کہ یہاں پر "دنیا" اثبات کے تحت آنے کی وجہ سے عموم کا فائدہ نہیں دے رہا۔[92]

10 واقعہ حال میں عموم نہیں ہوتا

"كتاب الأدب، باب لا يشمت العاطس إذا لم يحمد الله" امام بخاریؒ اپنے مخصوص انداز میں واقعہ حال سے بظاہر عموم اخذ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اگرچہ حدیث میں خاص آدمی کا ذکر ہے۔ حدیث کے لفظ ہیں: فقال الرجل يا رسول الله! شمت هذا و لم تشمتني قال: «إن هٰذا حمد الله ولم تحمد الله» لیکن امام صاحبؒ اس سے حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جو اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ صرف اس واقعہ سے عموم اخذ نہیں کیا جاسکتا لیکن امام بخاریؒ اس پر مذکورہ بالا باب باندھنا ان کی گہری بصیرت کا آئینہ دار ہے۔[93]

11. فعل کے لیے عموم نہیں ہوتا

"كتاب الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة" امام بخاریؒ نے جو باب باندھا ہے اس میں یہ صراحت نہیں فرمائی کہ خطیب کا جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟ یعنی واجب ہے، سنت ہے یا مباح ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس کی دلیل فعل ہے اور فعل میں عموم نہیں ہوتا۔[94]

12. اَمر مطلق احوال کو عام نہیں ہوتا

"كتاب المغازي، باب سرية عبدالله بن حذافة سهمي ... "

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس کا خلاصہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر جہاد کے لیے سریہ روانہ فرمایا۔ اس کا امیر ایک صحابی کو مقرر فرما کر دیگر صحابہ کو کہا کہ اس کی اطاعت کرنی ہے۔ مختصر یہ کہ امیر نے دیگر صحابہ کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ میری اطاعت کا حکم دیا ہے اسلئے میں تمھیں آگ میں چھلانگ لگانے کا حکم دیتا ہوں، لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ بیان کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم آگ میں چھلا نگ لگا دیتے تو قیامت تک آگ ہی میں رہتے۔

امام بخاریؒ نے اس پر جو باب قائم کیا ہے وہ بظاہر حدیث سے مطابقت نہیں رکھتا۔ لیکن گہرائی سے جائزہ لینے پر واضح ہوتا ہے کہ باب اور حدیث میں گہرا ربط و تعلق ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ محض سریہ کے متعلق نہیں بتانا چاہتے بلکہ ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کے آخری الفاظ ہیں "والطاعة في المعروف"[95] کہ امیر کی اطاعت کی اطاعت فقط معروف میں ہے۔ حدیث کے ان الفاظ سے امام موصوفؒ اصول فقہ کے ایک خاص اصول کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ "أن الأمر المطلق لا يعمّ الأحوال"۔ نبی ﷺ نے جب سریہ روانہ فرمایا تھا تو مطلقاً ارشاد فرمایا تھا "أن يطيعوه" امام صاحب اس کی تخصیص حدیث کے آخری الفاظ "والطاعة في المعروف" سے فرمارہے ہیں۔ جس سے یہ اصول بخوبی ثابت ہو جاتا ہے۔[96]

13. عام کی دلالت ہر فرد پر ظنی ہوتی ہے

"كتاب الفرائض، باب لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم..." اس باب کے تحت امام صاحبؒ جو حدیث لائے ہیں اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ لیکن قرآن مقدس میں ہے: ﴿ يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡۖ ﴾[97] یہاں لفظ اولاد میں عموم ہے۔ جو کہ مسلم اور کافر سب کو شامل ہے۔ مگر خبر واحد سے اس کی تخصیص کر دی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ یہاں 'عام قطعی الثبوت مگر ظنی الدلالۃ ہے اور خبر واحد (حدیث کی دلالت قطعی ہے اگرچہ ثبوت ظنی ہے۔ اور امام بخاریؒ اسی اصول کے قائل ہیں۔[98]

اس سے ایک اصول یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام صاحبؒ خبر واحد سے قرآن کے عموم کی تخصیص کے قائل ہیں۔

اور یہ بات بھی لازم آگئی کہ دلیل کی صورت میں عموم کی تخصیص کا انکار نہیں کیا جائے گا۔

14. عموم کے ظاہر پر عمل لازم ہے یہاں تک کہ تخصیص کی دلیل مل جائے

"كتاب الجهاد والسير، باب الخيل لثلاثة، وقول الله عزوجل..." امام بخاریؒ اس کے تحت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت لائے ہیں جس میں یہ لفظ بھی ہیں: "وسئل رسول الله عن الحمر" آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: مجھ پر اس بارے میں کوئی جامع آیت نازل نہیں ہوئی جس میں نفرادی طور پر گدھوں کا حکم بیان کیا گیا ہو۔ مگر ہاں یہ آیت ﴿ فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ ۝٨ ﴾ شاہ ولی اللہؒ اس سے قیاس کا مسئلہ نکالتے ہیں مگر حقیقتاً یہ استدلال بالعموم ہے۔ پس اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے کہ حکم خاص منصوص اور عام ظاہر میں فرق ہے۔ اور ظاہر دلالت کے اعتبار سے منصوص سے کم ہوتا ہے۔ کیونکہ منصوص حکم موجود نہیں تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ظاہر کے عموم سے دلیل پکڑی۔ اور امام بخاریؒ آیت کو ذکر فرمانا جس میں گدھوں کا ذکر ہے اس سے بھی اس طرف ایماء ہے کہ اسی آیت سے متعلقہ مسئلہ حدیث میں بھی آرہا ہے جس سے فقہ کا اصول ثابت ہوتا ہے۔[99]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15. خصوص کے ثابت ہونے تک عموم باقی رہے گا

"كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام" امام بخاریؒ اس میں عبداللہ بن عمروؓ کی روایت لائے ہیں جس کے ہیں 'تو سلام کہہ چاہے تو کسی کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔' اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہاں پر لفظ عام ہے جس میں کافر منافق فاسق سب داخل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا عموم دیگر دلائل سے خاص کر دیا گیا ہے یا نہی متاخر ہے جس کے اندر تالیف کی مصلحت پائی جا رہی ہے۔ جبکہ اس عموم کو برقرار رکھا جائے۔ لیکن جو آدمی شک کرتا ہے تو اس کے لیے یہی ضابطہ کار فرما ہو گا کہ اصل یہی ہے کہ عموم کا لحاظ کیا جائے یہاں تک کہ خصوص ثابت ہو جائے۔

دراصل حدیث میں دو سوال کیے گئے تھے جنکے جواب مختلف تھے ، امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق کثرت حذف کی بنا پر انکو ترجمہ الباب میں نہیں لائے جسکی وجہ سے بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ حدیث کے دوسرے ٹکڑے کا ترجمۃ الباب سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ ایسی بات نہیں جب حدیث کے دیگر طرق دیکھا جائے تو تمام وضاحتیں مل جاتی ہیں۔ (9)

16 احتمال سے تخصیص ثابت نہیں ہوتی

"كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به" امام صاحبؒ نے اس باب کے تحت انس بن مالکؓ کی روایت کو نقل فرمایا ہے کہ نبی ﷺ کا گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے دایاں پہلو متاثر ہو گیا تھا تو اللہ کے نبی ﷺ نے بیٹھ کر نمازیں پڑھائیں ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نمازیں ادا کیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "امام تو بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو کھڑے ہو نماز پڑھو... اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر پڑھو۔"

ابو عبداللہ نے کہا کہ حمیدی نے فرمایا کہ الفاظ "إذا صلّى جالسا فصلّوا جلوسا" آپ ﷺ کے پہلے مرض کے بارے میں ہیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے ایک موقع پر بیٹھ کر نماز پڑھائی تو لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔ پس نبی ﷺ کے آخری فعل کو لیا جائے گا۔(10)

اس مسئلہ کے متعلق بعض لوگ اجتہاد سے نسخ یا بعض تعدد واقعہ کا احتمال ظاہر کرتے ہیں لیکن امام بخاری کا اسلوب بظاہر یہ بتلا رہا ہے کہ یہاں پر کسی قسم کی تخصیص کرنا بغیر دلیل کے ہو گا، کیونکہ احتمال سے تخصیص ثابت نہیں ہوتی اور اگر ان احادیث کو بالکل ان ظاہر معانی کے مطابق لے لیا جائے، جس کے مطابق وہ نفس الامر میں واقع ہوئیں تو کسی اجتہاد، نسخ یا تخصیص بالاحتمال کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اسی لیے امام موصوف نے ترجمۃ الباب میں ایسی کسی چیز کی طرف اشارہ تک نہیں فرمایا جو ان چیزوں کو ثابت کرتی ہو۔ اس لیے کہ ان احادیث میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے۔

17. قیاس سے عموم کی تخصیص جائز ہے

"كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح إلا بولي" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کوئی دلیل اس کے خلاف نہ آ رہی ہو۔ اس باب کے تحت امام صاحب جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں کہ میرے بہنوئی نے میری بہن کو طلاق دے دی۔ اس کی عدت ختم ہو گئی تو وہ پھر منگنی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام لے کر آ گیا ... میری بہن بھی اس کے پاس لوٹ جانا پسند کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتار دیں ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ [102] میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا میں دوبارہ نکاح کے لیے تیار ہوں۔ معقل کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا نکاح اسی سے کر دیا۔ یہ حدیث مذکور اصول سے ٹکراتی ہے۔ گو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال صریح نہیں ہے، کیونکہ «لا نكاح إلا بولي» ان کی شرط کے مطابق نہیں ہے اس لیے امام صاحب نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ والی حدیث سے اس اصول کو ثابت فرمایا ہے۔ [103]

لہٰذا امام صاحبؒ ان لوگوں کے اس قیاس کو تسلیم نہیں کرتے جو ولی کی شرط صرف صغیرہ کے ساتھ لگانے کے قائل ہیں، کیونکہ یہ بذریعہ قیاس عموم کی تخصیص ہے۔ گو کہ وہ اس کے قائل ضرور ہیں لیکن جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے شرعی دلائل میں سے کوئی دلیل اس کے خلاف واقع نہ ہو اور حدیث معقل جس کا کہ ذکر کیا گیا ہے وہ صریحاً اس سے ٹکراتی ہے۔

18. قرینے سے عموم کی تخصیص جائز ہے

"كتاب النكاح، باب التزويج علي القرآن وبغير صداق" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر قرینہ سے تخصیص کرنے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ وہ ایسے کہ باب میں لفظ ہیں "على القرآن وبغير صداق" جبکہ حدیث مبارکہ میں الفاظ ہیں "هل عندك من شيء؟ قال لا" یہاں پر امام موصوف "بغير صداق" سے بغیر قیمت مراد لے رہے ہیں۔ اس لیے کہ جب آپ ﷺ نے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ تو اس نے جواب دیا نہیں۔ لیکن یہ نفی مطلق نہیں ہے۔ اگرچہ لفظ 'شيء' کا اطلاق قیمتی اور بے قیمت دونوں چیزوں پر درست ہے۔ اب کیا اس کے پاس کھجور کی گٹھلی بھی نہیں تھی؟ فلہٰذا 'شيء' سے مراد وہ چیز ہے جس کی کچھ نہ کچھ قیمت ہو۔ پس ثابت ہوا کہ قرینہ سے شے کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔ [104]

19. مصالح سے عموم کی تخصیص جائز ہے

"كتاب الطّلاق، باب لا طلاق قبل النكاح....." امام صاحبؒ بظاہر اسلوب کے تقاضے کی بنا پر اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ نکاح سے پہلے طلاق جائز نہیں ہے جبکہ احناف اور مالکیہ (من وجہ) ایسی طلاق کے قائل ہیں۔ امام صاحب نے ترجمۃ الباب میں ایک صحابی اور تابعین کے مواقف بیان کیے ہیں۔ امام صاحبؒ نے مذکورہ اصول مصلحت سے اخذ کیا ہے۔ اور اسی سے امام صاحبؒ نے عموم کی تخصیص فرمائی ہے۔ اسی کی طرف ابن حجرؒ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

20. نصِ عام سے ایسا مفہوم اخذ کرنا جو اس نص کی تخصیص کر دے جائز ہے

"كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدّة الحر" یہاں پر امام بخاریؒ جس مسئلے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ نص کے مفہوم کی تخصیص اسی نص سے ہو سکتی ہے۔ ترجمۃ الباب میں اشارہ ہے کہ گرمی کی شدت کی صورت میں نماز کو قدرے لیٹ کیا جا سکتا ہے لیکن خود بخود یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ یہ حکم گرم علاقوں کے ساتھ خاص ہے۔ یہ ایک انتہائی لطیف نکتہ ہے جو امام صاحبؒ نے شدۃ حر سے استنباط فرمایا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں۔ [105]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21.صیغہ عموم اگر عموم کیلئے وارد ہو تو اسے صورت نادرہ پر حمل کرنا ناپسندیدہ ہے

"كتاب الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد"

ترجمۃ الباب میں جو "من" آیا ہے وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ نماز عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی کر لینے والے کو نماز کے بعد دوبارہ قربانی کرنا پڑے گی۔ یہاں پر "من" عام ہے اور اس کو نادر چیزوں پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ مسائل حل ہونے کی بجائے ایک مذاق بن جائیں گے۔ اب اگر کوئی ا "من" میں اس قدر عموم پیدا کرے کہ غیر قربانی والے جانور کو بھی اس میں داخل کر دے تو یہ ایک نادر صورت ہو گی جو کہ ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا "من" میں نذر والے جانور کو بھی داخل ماننا عموم کی وسعت میں ناجائز اضافہ کرنا ہے۔ امام بخاری ؒ عموم کے ظواہر سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ "من" سے صرف قربانی کرنے والا ہی مراد ہے۔ (106)

22. عام تخصیص کے بعد باقی میں حجت رہتا ہے

"كتاب الحدود، باب قول الله تعالي:﴿وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا﴾ امام بخاریؒ باب کے الفاظ سے یہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ یہاں پر آیت سرقہ انتہائی عموم کی حامل ہے اور یہ ہر قسم کے سرقہ کو شامل ہے۔ لیکن اس باب کے تحت جو احادیث لائے ہیں اس کے اندر یہ بات بالکل واضح نظر آتی ہے کہ ان کی مراد ہر سرقہ نہیں بلکہ وہ سرقہ ہے جو حرز ہو۔ جس سے اس آیت کے عموم کی تخصیص ہو گئی اور باقی میں اس کی حجت برقرار رہی۔ یہاں ایک دوسرے قانون سے بھی استدلال ہو رہا ہے اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خاص واقعے کا۔

23. اعتبار لفظ کے عموم کا لوگا نہ کہ خاص واقعے کا

كتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم ومن لم ير من النعسة والنعستين أو الخفقة وضوء

یہاں پر امام صاحبؒ نے "نعاس" کے لفظ کی تعبیر نوم سے کی ہے، حالانکہ "نعاس" اور 'نیند' میں خاصا فرق ہے۔ اگر بندہ پاس بیٹھے ہوئے شخص کے کلام کو سن تو رہا ہے لیکن معنی نہیں سمجھ رہا تو "نعاس" (اونگھ) تو ہے لیکن نیند نہیں۔ لیکن اگر سن ہی نہیں رہا تو وہ نیند ہے۔ نیند کی علا مات میں سے ایک خواب کا آنا ہے۔ یہ تو ایک ضمنی چیز تھی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے ارشاد میں عموم پایا جا رہا ہے، جس کے الفاظ ہیں:

«إذا نعس أحدكم و هو يصلي فليرقد حتي يذهب عنه النوم»

یہاں پر کسی قسم کی تخصیص نہیں کہ فرض نماز ہے یا نفلی نماز۔ لہٰذا اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ عبرت عموم لفظ کی ہوتی ہے یہاں نوافل کے علاوہ فرائض بھی اسی حکم میں داخل ہوں گے۔ (107)

24. عموم جس سبب کی بنا پر وارد ہو گا اسی پر محمول ہو گا

"كتاب التفسير، باب نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنّىٰ شئتم" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر کوئی واضح موقف اختیار نہیں فرمایا۔ کیونکہ اس اصول میں خاصا اختلاف موجود ہے اور عدم ذکر سے امام بخاریؒ نے اس اختلاف کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ بعض حضرات ترمذی[108] کی اس روایت سے کہ جس کو ابن حبانؒ نے صحیح کہا ہے اسی طرح اس کو احمد[109]، سنن النسائی اور سنن ابن ماجہ[110] نے روایت کیا ہے کہ حوالے سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف نظر کرم نہیں فرمائیں گے جو مرد یا عورت کے ساتھ غیر فطری طریقے سے تعلق قائم کرتا ہے۔ ان لوگوں نے اس حدیث سے قرآن کی اس آیت کی تخصیص کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: "أنى" کا مفہوم "حيث" ہے۔ اور سیاق بھی کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کو کسی غیر متبادر معنی پر حمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ان کے استدلال کی بنیاد مذکورہ بالا اصول ہو گا۔

25. متکلم اپنے خطاب کے مفہوم میں داخل نہیں ہوتا

"كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج" امام بخاریؒ اس کے تحت مالک بن صعصعہ کی حدیث لائے ہیں جس میں الفاظ ہیں کہ "فلما خلصت، إذا يوسف" اور مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں "فإذا هو قد أعطي شطر الحسن"[1110] جبکہ طبرانی کی روایت میں ہے: "فإذا أنا برجل أحسن ما خلق الله قد فضل الناس بالحسن كالقمر ليلة البدر على سائر الكواكب" ان حدیثوں کا ظاہر یہ بتا رہا ہے کہ اعتبار سے حضرت یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ لیکن امام بخاریؒ مسئلے کے استنباط کو مزید مشکل بناتے ہوئے کوئی ایسی روایت نہیں لائے جو اس کی صراحت کرتی ہو۔ لیکن ان کا اسلوب بتاتا ہے کہ اصل میں وہ چاہتے ہیں کہ مطالعہ کرنے والا خود تحقیق کرے اور ترمذی کی اس روایت تک پہنچے جس کے الفاظ ہیں: "... وكان نبيكم أحسنهم وجهًا وأحسنهم صوتًا" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اوپر آنے والی احادیث میں نبی ﷺ کی ذات شامل نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ بقیہ تمام لوگ مراد ہیں۔

26. عام لفظ بول کر خاص مراد لینا جائز ہے

"كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں الفاظ ہیں:

" ... قال ليس هذا أريد ولكن فتنة التي تموج كما يموج البحر"

لفظ فتنہ بہت ہی وسیع عموم رکھتا ہے۔ لیکن یہاں پر یہ مخصوص معنی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ امام صاحبؒ اپنے اسلوب کے مطابق لفظ فتنہ کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ صلاۃ تبھی کفارہ بنے گی جب کچھ گناہ ہوں گے۔ کفارے کے لیے کمزوریوں کا ہونا لازم ہے اور لفظ فتنہ کی دلالت ان کمزوریوں پر بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود امام صاحبؒ شرح کرنا چاہتے ہیں کہ حدیث میں لفظ فتنہ سے یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ عام لفظ بول کر خاص مراد لیا گیا ہے۔[1120]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

مطلق

لغوی تعریف

'مطلق' اطلاق سے اسم مفعول ہے۔ جس کے معنی چھوڑنا، الگ کرنا اور عدم قید کے ہیں۔[113]

لغوی طور پر مطلق ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو کسی بھی قید سے آزاد ہو حسی طور پر جیسے "هذا الفرس مطلق" یا معنوی طور پر جیسے مطلق ادلہ ہیں۔[114]

کہا جاتا ہے: "أطلق الفرس" یعنی گھوڑے کو چھوڑ دیا یا رہا کر دیا۔ "طالق" اس اونٹ کو کہا جاتا ہے جس کو بغیر کسی قید کے چرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہو۔[115]

اصطلاح تعریف

اصولیوں کے ہاں مطلق کی متعدد تعاریف پائی جاتی ہیں:

"اللفظ المتناول لواحد لا بعينه باعتبار حقيقة شاملة لجنسه"[116]

"مطلق سے مراد ایسا لفظ ہے جو ایک فرد کیلئے بولا جائے جس سے مقصود اس فرد کی ذات نہ ہو بلکہ اسکی جنس ہو۔

جیسے "أكرم طالبا" "طالبعلم کی عزت کرو" اس مثال میں کوئی ایک طالب علم خاص نہیں ہے بلکہ ہر طالب علم مراد ہے۔ یعنی ہر طالب علم کی عزت کر۔

علم اصول فقہ ایک تعارف میں ہے:

"مطلق وہ لفظ ہے جو اپنی حقیقت و ماہیت پر ویسی ہی دلالت کرے جیسے کہ وہ ہے۔ یہ لفظ اپنی جنس میں عام ہوتا ہے اور اپنی جنس کے ایک فرد یا کثیر معین افراد پر کسی صفت، شرط، زمان، مکان، عدد یا کسی اور چیز کی قید کے بغیر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً مسلم (مسلمان)، رجل (آدمی) اور کتب (کتابیں) وغیرہ۔[117]

علامہ آمدیؒ لکھتے ہیں:

"المطلق هو اللفظ الدال على مدلول شائع في جنسه"[118]

"مطلق وہ لفظ ہے جو ایسی چیز کو بتائے جو اپنی جنس میں عام ہو۔"

"أما المطلق فعبارة عن النكرة في سياق الإثبات"[119]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلق کا حکم

قرآن وسنت میں اگر کوئی لفظ مطلق آیا ہو تو بغیر کسی قید کے اس پر عمل کیا جائے گا لیکن اگر اس کو مقید کرنے کی دلیل ہو تو مقید پر عمل کیا جائے گا۔ مطلق اپنے مفہوم کو یقینی طور پر بتاتا ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔

کفارہ ظہار کا معاملہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُواْ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا﴾ (120)

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔

اس آیت میں لفظ "رقبة" مطلق ہے۔ اور کسی قسم کی قید موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو مطلق ہی لیا جائے گا۔ اگر ظہار کرنے والا اپنی بیوی کی طرف رجوع کرے گا تو اس سے قبل وہ کوئی سا بھی غلام آزاد کر سکتا ہے۔ چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ اس آیت میں ایسی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔

بیمار اور مسافر کے روزوں کا معاملہ

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (121)

تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے۔"

مذکور آیت میں لفظ "أیام" مطلق ہے۔ اگر مسافر اور مریض رمضان میں روزے نہ رکھ سکیں تو وہ ان کی قضا بعد کے دنوں میں دے سکتے ہیں۔ یہ روزے مسلسل بھی رکھے جا سکتے ہیں اور متفرق بھی، کیونکہ قضا کے لیے مسلسل یا متفرق کی کوئی قید موجود نہیں ہے۔

ایسا مطلق جس کی قید پر دلیل ہو

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ (122)

اس وصیت کے بعد جو کی جائے او ر قرض کے بعد۔"

اس آیت میں لفظ "وصیة" مطلق ہے ۔ جس کی رو سے وصیت پورے مال کی بھی ہو سکتی ہے، نصف، تیسرے یا چوتھائی مال کی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن سنت میں وصیت کو ایک تہائی تک مقید کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے کل مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انھوں نے کہا: نصف کی؟ فرمایا: نہیں۔ انھوں نے کہا: تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ» (123)

"ثلث میں کوئی حرج نہیں اور ثلث بھی زیادہ ہے۔ تم کو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جانا اس سے اچھا ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔"

سنت نے مطلق وصیت کو ایک تہائی مقدار سے مقید کر دیا ہے، لہٰذا ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے زیادہ وصیت کرے تو ایسی وصیت صرف ایک تہائی مال ہی پر نافذ ہو گی۔

مقید

تعریف

مقید 'قید' سے ہے۔ کہا جاتا ہے "قيد العلم بالكتابة" "علم کو لکھ کر قید (محفوظ) کرو۔"

یعنی جو اپنے مدلول پر متعین طور پر دلالت کرے، جیسے زید، هذا الرجل

ابن حاجب مقید کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ما دلّ لا على شائع في جنسه" (124)

یعنی جو ایسی چیز کو بتائے جو اپنی جنس میں عام نہ ہو۔"

علم اصول فقہ میں ہے:

"مقید مطلق کا مقابل ہے۔ مقید وہ لفظ ہے جو کسی معین فرد یا افراد کو بتائے یا غیر معین فرد یا افراد کو کسی قید سے مقید کرے۔ مقید اپنی جنس میں عام نہیں ہوتا اور اپنی ماہیت پر بعض قیود کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ مثلاً "رجل مسلم" (مسلمان آدمی)۔ یہاں مطلق "رجل" پر "مسلم" کی قید ہے۔" (125)

مقید کا حکم

اگر قرآن و سنت کی کسی نص میں پایا جانے والا کوئی لفظ کسی قید سے مقید ہو تو اس قید کے مطابق اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اس قید کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کی کوئی دلیل موجود ہو تو قید کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ ﴾ (126)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُور (تم پر حرام کی گئیں) تمہاری بیویوں کی (سابقہ) بیٹیاں جنھوں نے تمہارے گھروں میں پرورش پائی ہے، ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تم مباشرت کر چکے ہو۔

اس آیت کی بنا پر جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے ساتھ صحبت کی ہو، تو اس عورت کی بیٹی سے اس شخص کا نکاح کرنا حرام ہے، کیونکہ بیٹی کی حرمت دو باتوں کے ساتھ مقید ہے۔ ایک یہ کہ اس شخص نے اس کی ماں کے ساتھ نکاح کیا ہو، دوسری یہ کہ نکاح کے بعد اس کے ساتھ صحبت کی ہو۔

کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قرآن و سنت میں کوئی لفظ مطلق وارد ہوتا ہے جبکہ دوسری نص میں مقید استعمال ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا، یعنی مطلق سے مقید مراد لیا جائے گا یا جہاں مطلق لفظ آیا ہے وہاں بحیثیت مطلق کے اس پر عمل ہو گا۔ اور جہاں مقید وارد ہوا ہے وہاں مقید پر عمل ہو گا؟ مطلق سے مقید مراد لینے یا نہ لینے کی درج ذیل صورتیں ہیں:

1. اگر مطلق اور مقید حکم اور سبب میں متفق ہوں تو اس حالت میں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔[127]

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ﴾[128]

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا﴾[129]

"(اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دیں کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا خون بہتا ہو۔"

پہلی آیت میں لفظ "الدم" (خون) مطلق آیا ہے۔ دوسری آیت میں یہ لفظ مقید یعنی "دما مسفوحا" (بہتا ہوا خون) استعمال ہوا ہے۔ ان دونوں آیات میں حکم ایک ہے۔ یعنی خون کا حرام ہونا۔ اس حکم کا سبب بھی مشترک ہے اور وہ ہے نقصان جو بہتے ہوئے خون کے استعمال سے ہوتا ہے۔ فلہٰذا مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ اس لیے ہر قسم کا خون حرام نہیں ہے بلکہ بہ سکنے والے خون کو حرام قرار دیا گیا ہے اور جو خون نہ بہہ سکتا ہو وہ حلال ہے مثلاً جگر، تلی اور وہ خون بھی حلال ہے جو ذبح کے بعد گوشت اور رگوں میں باقی رہ جائے۔

2. اگر مطلق اور مقید دونوں کے حکم اور سبب مختلف ہوں تو پھر مطلق سے مقید مراد نہیں لیا جائے گا۔[130]

مثلاً قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا﴾[131]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔

ایک آیت میں ارشاد ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ﴾[132]

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو۔"

پہلی آیت میں لفظ "أيدي" مطلق آیا ہے۔ دوسری آیت میں یہ لفظ "إلى المرافق" کی قید سے مقید ہے۔ مندرجہ بالا دونوں آیات حکم میں مختلف ہیں۔ پہلی آیت میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اور دوسری آیت میں وضو کے لیے دونوں ہاتھوں کو دھونے کا حکم ہے۔ اسی طرح یہ آیات حکم کے سبب میں بھی مختلف ہیں پہلی آیت کے حکم کا سبب چوری کا جرم ہے دوسری آیت کے حکم کا سبب نماز کا ارادہ ہے۔ ان دونوں نصوص کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ دونوں میں حکم اور سبب حکم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں مطلق ہاتھ سے مقید مراد نہیں لیا جائے گا بلکہ جس نص میں لفظ مطلق وارد ہے وہاں اس کے مطلق ہونے پر عمل کیا جائے گا اور جس نص میں لفظ مقید آیا ہے وہاں اس کی قید کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ لیکن سنت نے پہلی آیت کے مطلق کو مقید کر دیا ہے۔ اور اس مقید کا تقاضہ ہے کہ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے۔ ایک حدیث میں ہے:

"أن عليا قطع أيديهم من المفصل وحسمها" [133]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کلائی کلائی سے کاٹے اور انہیں داغ دیا۔"

3. مطلق اور مقید کا حکم مختلف ہو اور سبب ایک ہو تو بھی مطلق سے مقید مراد نہیں لیا جائے گا۔[134]

قرآن مجید میں ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ﴾[135]

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُواْ مَآءً فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ﴾[136]

اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔"

پہلی آیت میں ہاتھ دھونے کا حکم مقید ہے۔ یعنی کہنیوں تک دھونے کا حکم ہے۔ جبکہ دوسری آیت میں تیمم کرتے وقت دونوں ہاتھوں پر مسح کرنے کا حکم ہے، جو کہ مطلق ہے۔ اور دونوں حکموں کا سبب ایک ہے۔ وہ نماز کا ارادہ ہے۔ اس حالت میں بھی مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہر ایک پر اپنی اپنی جگہ مطلق اور مقید کی حیثیت سے عمل کا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلق و مقید اور امام بخاریؒ

1- مطلق شمول نہیں رکھتا لیکن شائع ہوتا ہے

"كتاب البيوع، باب إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه"

اس باب کے تحت امام صاحبؒ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں: "... لا تفعل! بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنيبا"

اس جگہ پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ تو بیع عینہ کے جواز میں دلیل بنتی ہے، کیونکہ اس میں کوئی قید نہیں لگائی گئی نہیں کہا گیا "غير الذي باع له الجمع" تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم مطلق ہے اور مطلق میں شمول نہیں ہوتا۔ جب یہ ایک صورت میں عمل کرتا ہے تو دیگر صورتوں سے احتجاج ساقط ہو جاتا ہے پس یہاں سے یہ استدلال کرنا کہ اسی بندے سے کھجوریں خریدنی ہیں جس کو بیچی ہیں یہ درست نہیں ہو گا۔ امام قرطبیؒ کہتے ہیں: اس سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں جو سد ذرائع کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس بیع کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ کھجور کے بدلے کھجور میں تفاضل پایا جاتا ہے جبکہ قیمت لغو ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں کوئی ایسی حجت نہیں جو یہ بتائے کہ کھجوریں اسی سے لینی ہیں جس کو بیچی ہیں۔ یہاں پر کلام کا ظاہر سیاق عام نہیں ہے بلکہ مطلق ہے اور مطلق اجمالی طور پر تقیید کا احتمال رکھتا ہے۔ اس صورت میں یہ سد ذرائع کی دلیل بھی بن جائے گا۔ نتیجتاً یہ صورت ممنوع ہو جائے گی۔[137]

اور اس میں ایک اور اصول بھی کارفرما ہے۔ وہ یہ ہے

"مطلق جب ایک صورت کا فائدہ دے رہا ہو تو اس کے علاوہ کسی اور پر بالاتفاق حجت نہیں" ہوتا۔

اس کے علاوہ اس میں ایک تیسرا اصول بھی کارفرما ہے جس کا اشارتاً اوپر ذکر آچکا ہے اور وہ یہ ہے

"مطلق عموم کا فائدہ نہیں دیتا۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جب اس کو غیر عموم کے لیے لایا جائے۔[138]

2- مطلق کو مقید پر حمل کیا جائے گا، یہاں تک کہ عمل بالاطلاق کی دلیل مل جائے

امام صاحبؒ اپنے کمال اجتہاد اور کمال فقاہت سے ایک ہی باب منعقد فرما کر اس میں ایسی حدیث لائے ہیں جس میں ان چاروں قوانین کی دلیل ملتی ہے۔[139]

مزید تشفی کے لیے احادیث [2189، 782، 2558] ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

3- مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی دوسرا مقید مخالف نہ ہو

"كتاب كفارات الأيمان، باب قول الله تعالى: "فكارته إطعام عشرة مساكين"....."

امام صاحبؒ نے ترجمۃ الباب میں کفارۃ الیمین کے سلسلہ میں اپنا رجحان ظاہر کیا ہے۔ اور اس کے تحت کعب بن عجرۃؓ کی حدیث لائے ہیں۔

ترجمۃ الباب میں امام صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ نے کعب کو فدیہ میں اختیار دیا۔ امام صاحبؒ نے یہاں مطلق کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقید پر محمول کیا ہے، کیونکہ یہاں پر کوئی دوسرا مقید معارض نہیں تھا۔ یہ بات مد نظر رہے کہ کفارہ یمین میں کھانے، پہناوے اور آزاد کرنے میں تخییر ہے۔ کفارہ یمین کے علاوہ کوئی کفارہ ایسا نہیں کہ جس میں تخییر اور ترتیب دونوں ہوں۔

امام بخاریؒ نے یہاں پر کفارہ یمین مطلق کو کفارہ اذی پر محمول کیا ہے، امامؒ کے حمل کی وجہ یہ ہے کہ تخییر کھانا کھلانے، کپڑا پہنانے اور آزاد کرنے میں ہے اور ترتیب تین روزوں میں ہے۔ جبکہ کفارۃ الاذی میں تخییر روزے، کھانا کھلانے اور قربانی کرنے میں ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ امام موصوفؒ نے کفارہ مواقع پر حمل کیا ہے تو یہ درست نہیں ہے، کیونکہ کفارہ یمین کی جتنی مشابہت کفارہ اذی کے ساتھ ہے اتنی کفارہ مواقع کے ساتھ نہیں ہے۔ (140)

4- مقید مطلق کے فرد میں سے ایک فرد ہوتا ہے

"كتاب تقصير الصلاة، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء"(141)

امام صاحبؒ نے یہاں جو باب باندھا ہے وہ مطلق ہے۔ جبکہ اسکے تحت جو تین احادیث لائے ہیں ان میں سے دو حدیثیں مقید ہیں اور ایک مطلق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (142) اور عبداللہ بن عباسؓ (143) کی روایات مقید ہیں جن میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب سفر میں جلدی وغیرہ ہوتی تو نمازیں کو جمع لیتے تھے جبکہ انس بن مالکؓ کی مطلق روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ سفر میں نمازیں جمع کر لیتے تھے۔ اس روایت میں جلدی وغیرہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

امام صاحبؒ نے ان احادیث پر جو باب منعقد کیا ہے وہ مطلق ہے جو اس بات کی طرف مشیر ہے کہ مطلق پر عمل کیا جائے گا کیونکہ مقید مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہوتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ امام صاحبؒ سفر میں جمع کے قائل ہیں چاہے سفر میں جلدی ہو یا نہ ہو (144)۔ یہاں سے اس اصول کی طرف بھی اشارہ ہے:

اتحاد مخرج کی صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث سوم

اَمر

لغوی مفہوم

لغوی طور پر امر دو معنوں کے لیے آتا ہے:

1. حالت، معاملہ اور حادثہ کے معنی میں۔
2. طلبِ فعل کے معنی میں۔[145]

1) حالت و معاملہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ أَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِيدٖ ﴾[146]

" اور فرعون کا معاملہ راستی پر نہ تھا۔"

حادثہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِذَا كَانُواْ مَعَهُۥ عَلَىٰٓ أَمۡرٖ جَامِعٖ لَّمۡ يَذۡهَبُواْ حَتَّىٰ يَسۡتَـٔۡذِنُوهُ ﴾[147]

"اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں تو ان سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں۔"

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِ ﴾[148]

"اور (دین کے) کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو۔"

جلال الدین خطیب القزوینیؒ فرماتے ہیں:

"أي شاورهم في الفعل الذي تعزم عليه ويجمع بهذا المعنى على (أمور)"[149]

"اُن سے اس کام میں مشورہ کریں جس کا آپ نے عزم کر رکھا ہے۔ اس معنی میں 'امر' کی جمع 'امور' ہو گی۔

2) طلب فعل کیلئے آتا ہے، اس معنی میں یہ 'نہی' کا نقیض و مخالف ہوتا ہے اور اس معنی میں اسکی جمع 'اوامر' ہوتی ہے۔

چنانچہ علامہ ابن منظور اندلسیؒ نے اس کی 'امور' اور 'اوامر' دونوں جمع کو نقل کیا اور 'امور' کو راجح قرار دیا ہے جب یہ 'حادثہ' (معاملہ، حالت) کے معنی ہو اور بطور دلیل قرآن کریم کی آیت پیش کی ہے۔

﴿ أَلَآ إِلَى ٱللَّهِ تَصِيرُ ٱلۡأُمُورُ ﴾[150]

"خبردار ہو! ہمارے معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی مفہوم

امر کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں مختلف اہل اصول کے نقطہ ہائے نظر حسبِ ذیل رقم کئے جارہے ہیں۔

علامہ سیف الدین آمدیؒ امر کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والأقرب في ذلك إنما هو القول الجاري على قاعدة الأصحاب، وهو أن يقال: الأمر طلب الفعل على جهة الاستعلاء" (151)

"امر کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں صحیح ترین تعریف وہی ہے جو ہمارے اصحاب کے قاعدہ پر پرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خود کو بالادست سمجھ کر دوسرے سے کسی فعل کا تقاضا۔"

پھر مذکورہ تعریف کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

"فقولنا: "طلب الفعل" احتراز عن النهي وغيره من أقسام الكلام، وقولنا "على جهة الاستعلاء" احتراز عن الطلب بجهة الدّعاء والالتماس" (152)

"ہمارا یہ کہنا 'دوسرے سے کسی فعل کا تقاضا' یہ نہی اور دیگر کلام کی اقسام سے احتراز ہے اور ہمارا یہ کہنا "کہ خود کو بالا دست سمجھ کر" یہ اس طلب سے احتراز ہے جس میں دعا اور التماس کیے جاتے ہیں۔"

امام ابو بکر سرخسیؒ امر کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہیں :

"فالأمر لطلب إيجاد المأمور به على أبلغ الوجوه مع بقاء اختيار المخاطب في حقيقة الإيجاد وذلك في وجوب الائتمار" (153)

"امر یہ ہے کہ بلیغ ترین صورت میں مامور بہ (فعل) کے کرنے کا تقاضا کیا جائے لیکن ساتھ ساتھ مخاطب کو فعل سرانجام دینے یا نہ دینے کا اختیار باقی رہے اور یہ (امر) لازمی طور پر حکم ماننے کیلئے ہوتا ہے۔"

امام غزالیؒ امر کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وحدّ الأمر: أنه القول المقتضي طاعة المأمور بفعل المأموربه" (154)

"امر کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسا قول ہوتا ہے جو عمد (مخاطب) سے مامور بہ کو سرانجام دینے کا تقاضا کرتا ہے۔"

امام غزالیؒ اور امام سرخسیؒ کی تعریفیں مفہوم کے لحاظ سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ اسی طرح قاضی ابو بکر، امام الحرمینؒ وغیرہ نے بھی یہی تعریف نقل کی ہے۔ لیکن راجح اور صحیح تعریف وہی جس کو علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اکثر اہل اصول نے اسی کو اپنایا ہے جیسا کہ حسب ذیل تعریفوں سے واضح ہے۔

"الأمر هو الصيغة المعلومة وما يجري مجراها مقتضى بها الفعل حتما مع استعلاء" (155)

"امر وہ معروف صیغہ ہے یا اس کے قائم مقام صیغہ ہے جس کے ساتھ بالادستی کے لحاظ سے فعل کے کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حتمی طور پر تقاضا کیا جاتا ہے۔"

معتدل اصولی ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے بھی تقریباً امر کی مذکورہ بالا تعریف ہی کی ہے:

"هو اللفظ الموضوع لطلب الفعل علىٰ سبيل الاستعلاء" (156)

"یعنی امر ایسا لفظ ہے جو کسی فعل کے کرنے کے مطالبہ کیلئے وضع کیا گیا ہو اور اس مطالبہ میں برتری و بالادستی پائی جاتی ہو۔"

جامع الاصول میں ہے:

اس تعریف میں یہ بات قابل لحاظ "على سبيل الاستعلاء" کی قید ہے یہ قید اس بات کو بتلاتی ہے کہ حکم دینے والے کا حقیقت میں بلند و بالادست ہونا شرط نہیں ۔ بلکہ شرط یہ کہ وہ خود کو بلند و بالادست سمجھتا ہو خواہ فی الواقع بلند و بالادست ہو یا نہیں۔" (157)

معجم لغۃ الفقہا میں مرقوم ہے:

"هو الكلام التامّ الدال على طلب الفعل على سبيل الاستعلاء" (158)

"(امر) ایسی کلامِ تام ہے جو برتری کے لحاظ سے طلب فعل پر دلالت کرنے والی ہو۔"

اَمر کے صیغے

امر کے صیغوں کی دو قسمیں ہیں: 1۔ صریح 2۔ غیر صریح

1۔ امر کے صریح صیغوں کی تعداد تین ہے:

1. فعل امر: جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ ﴾ (159)
2. فعل امر کا اسم: جیسے (نَزَالِ)
3. ایسا مضارع جو لام امر کے ساتھ ہو۔ جیسے ﴿ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِۦ ﴾ (160)

2۔ امر کے غیر صریح صیغوں کی تعداد بھی تین ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ امر کے غیر صریح صیغوں کی وضاحت کرتے ہیں:

1. ایسا صیغہ جو تقریر حکم کیلئے خبر کے قائم مقام آیا ہو (یعنی کا مقصد صرف خبر دینا نہ ہو بلکہ حکم دینا یا مطالبہ کرنا ہو) جیسے ﴿وَٱلْوَٰلِدَٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (161)
2. ایسا صیغہ جو مدح یا اپنے فاعل کی مدح کیلئے آیا ہو جیسے ﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ ﴾ (162)
3. ایسا صیغہ جس پر مطلوب کا توقف ہو "ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب" (163)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صیغہ امر کے معانی

امر کے کئی یک معانی ہیں جو مختلف کتب اصول فقہ میں بیان کئے گئے ہیں، اور وہ حسب ذیل ہیں:

1. وجوب کیلئے جیسے ﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ ﴾[164]
2. استحباب کیلئے جیسے ﴿ وَٱفۡعَلُواْ ٱلۡخَيۡرَ ﴾[165]
3. اباحت کیلئے جیسے ﴿كُلُواْ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقۡنَٰكُمۡ ﴾[166]
4. تہدید (یعنی غصہ کے ساتھ مخاطب کو دھمکانے) کیلئے، جیسے ﴿ٱعۡمَلُواْ مَا شِئۡتُمۡ﴾[167]
5. ارشاد (ہدایت ورہنمائی کرنے) کیلئے، جیسے ﴿ وَأَشۡهِدُواْ ذَوَيۡ عَدۡلٖ مِّنكُمۡ﴾[168]
6. تادیب کیلئے، جیسے نبی کریم ﷺ نے عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « سم الله وكل بيمينك وكل مما يليك »[169]
7. تعجیز (عاجز کرنے) کیلئے، جیسے ﴿ فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّن مِّثۡلِهِۦ ﴾[170]
8. دعا کے لیے، جیسے ﴿ رَّبِّ ٱغۡفِرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ ﴾[171]
9. امتنان (احسان جتانے) کے لیے ﴿وَكُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ حَلَٰلٗا طَيِّبٗا ﴾[172]
10. اکرام (عزت دینے) کے لیے، جیسے ﴿ ٱدۡخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ ﴾[173]
11. تسخیر (ذلیل کرنے) کے لیے، جیسے ﴿كُونُواْ قِرَدَةً خَٰسِـِٔينَ ﴾[174]
12. اہانت وتحقیر کرنے کے لیے، جیسے ﴿فَذُوقُواْ فَلَن نَّزِيدَكُمۡ إِلَّا عَذَابٗا ﴾[175]
13. تسویہ (دو چیزوں میں برابری ظاہر کرنے) کے لیے، جیسے ﴿فَٱصۡبِرُوٓاْ أَوۡ لَا تَصۡبِرُواْ ﴾[176]
14. تکوین (کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانے) کے لیے، جیسے ﴿ كُن فَيَكُونُ ﴾[177]
15. امر خبر کے معنی میں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: « إذا لم تستح فاصنع ماشئت »[178]
16. خبر امر کے معنی میں، فرمایا ﴿ فَلۡيَضۡحَكُواْ قَلِيلٗا وَلۡيَبۡكُواْ كَثِيرٗا ﴾[179]
17. تمنی (تمنا وآرزو کرنے) کے لیے، جیسے ﴿وَنَادَوۡاْ يَٰمَٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ﴾[180]
18. تفویض وتسلیم (سپرد کرنے) کے ﴿فَٱقۡضِ مَآ أَنتَ قَاضٖ﴾[181]
19. مشورہ کے لیے جیسے ﴿ فَٱنظُرۡ مَاذَا تَرَىٰ﴾[182]
20. تحسیر (حسرت کی کیفیت) کے لیے، جیسے ﴿ قُلۡ مُوتُواْ بِغَيۡظِكُمۡ﴾[183]
21. تکذیب کے لیے، جیسے ﴿ قُلۡ هَاتُواْ بُرۡهَٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ﴾[184]
22. استعجاب کے لیے، جیسے ﴿ ٱنظُرُوٓاْ إِلَىٰ ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثۡمَرَ وَيَنۡعِهِۦٓ﴾[185]
23. انذار کے لیے جیسے ﴿ قُلۡ تَمَتَّعُواْ فَإِنَّ مَصِيرَكُمۡ إِلَى ٱلنَّارِ ﴾[186]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر کے مندرجہ بالا معانی میں سے کسی ایک معنی پر اس وقت تک عمل کرنا ممکن نہ ہو گا جب تک اس معنی کی تائید میں کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہ ہو۔[187]

مطلق صیغہ امر کی دلالت میں اختلاف

امر کے صریح صیغہ کی دلالت میں اہل اصول کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک امر وجوب کے لیے ہے اور کچھ کی رائے میں اس سے استحباب اور ندب مراد ہے اور بعض کے نزدیک اباحت کے لیے آتا ہے۔

جمہور اہل اصول کے نزدیک مطلق امر کا صیغہ صرف وجوب پر دلالت کرتا ہے مطلق امر میں اباحت اور استحباب وغیرہ کا معنی نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا مطلق امر سے وجوب مراد لیا جائے گا جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو اگر کوئی قرینہ پایا گیا تو امر کے صیغہ سے وہی معنی مراد لیا جائے گا جس پر قرینہ دلالت کرے۔

دلیل: قرآن مجید میں ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾[188]

یہ مذہب امام شافعیؒ، فقہاء متکلمین کی ایک جماعت، ابو الحسین البصریؒ اور امام جبائیؒ کا ہے۔[189]

دوسری رائے یہ ہے کہ مطلق صیغہ امر استحباب پر دلالت کرتا ہے یہ ابوہاشم، معتزلہ میں سے اکثر متکلمین، فقہاء کی ایک جماعت اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہے۔[190]

تیسری رائے یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے گا۔ قرینہ جس معنی پر دلالت کرے گا وہی معنی مراد لیا جائے گا کیونکہ کبھی اس میں اشتراک ہوتا ہے کبھی حقیقت اور کبھی مجاز ہوتا ہے۔ لہٰذا توقف کیا جائے گا۔

یہ مذہب ابو منصور ماتریدی مشائخ سمرقند، ابو الحسن اشعری اور انکے اتباع قاضی ابو بکر اور محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔[191]

نہی

لغوی مفہوم

امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"النهي: ضد الأمر" [192] "نہی امر کی ضد ہے۔"

گویا اس کا معنی ہوا منع کرنا وغیرہ۔

امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ نہی کا لغوی مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"النهي: خلاف الأمر، ونهيتُه عن كذا فانتهى عنه، وتناهى: أي كف وتناهوا عن المنكر: أي نهى بعضهم بعضًا" [193]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نہی: امر کے مخالف چیز کو کہتے ہیں میں نے اس کو ایسا کرنے سے روکا تو وہ اس سے رُک گیا۔ اور تناھی یعنی اس نے روکا، اور تناھوا عن المنکر بعض نے بعض کو برائی سے منع کیا۔''

امام ازھریؒ لکھتے ہیں:

"وقال الليث: النهي: ضد الأمر. تقول نهيته" (194)

''امام لیثؒ کہتے ہیں کہ نہی: امر کی ضد ہے جیسے تو یہ کہے کہ میں نے اس کو منع کیا۔''

ابن منظور افریقیؒ لکھتے ہیں:

"النهي خلاف الأمر نهاه ينهاه نهيا فانتهى وتناهي... وفي التنزيل العزيز: ﴿ كَانُواْ لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُۚ ﴾، وقد يجوز معناه ينتهون، ونهيته عن كذا فانتهى عنه... وفي حديث قيام الليل هو قربة إلى الله ومنهاة عن الآثام أي حالة من شأنها أن تنهى عن الإثم" (195)

''نہی: امر کے خلاف ہے۔ نہاہ ینھاہ نھیا یعنی وہ رک گیا اور باز آگیا جیسے قرآن کریم میں ہے کہ نہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا یتناھون کا معنیٰ ینتھون بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود برے کاموں کے ارتکاب سے نہیں رُکتے تھے میں نے اس کو اس کام سے منع کیا اور اس نے اس سے اجتناب کر لیا اور قیام اللیل والی حدیث میں ہے کہ یہ (قیام اللیل) اللہ تعالیٰ کی قربت اور گناہوں سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے یعنی اس کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ گناہ سے روکتا ہے۔''

مختار الصحاح میں ہے:

"النَّهْيُ: ضد الأمر، ونَهَاهُ عن كذا يَنْهَاه نَهْيًا وانْتَهَى عنه وتَنَاهىٰ أي كَفَّ، وتَنَاهَوْا عن المنكر أي نهى بعضهم بعضا" (196)

''نہی: امر کی ضد ہے، نَھَیٰ کا معنیٰ منع کرنا ہے، اور تَنَاھَیٰ کا معنیٰ رُک جانا ہے۔ اور تناھوا عن المنکر کا معنیٰ ہے کہ بعض نے بعض کو روکا۔''

القاموس الوحید میں اس کے معنی روکنا اور جھڑکنا مرقوم ہیں (197)۔

اصطلاحی مفہوم

امام محمد الغزالیؒ 'نہی' کی اصطلاحی تعریف رقم کرتے ہیں:

"النهي: هو القول المقتضي ترك الفعل" (198)

''نہی: وہ قول ہے جو ترکِ فعل کا تقاضا کرے۔''

امام علاؤ الدین البخاریؒ 'نہی' کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"النهي في اصطلاح أهل الأصول: هو استدعاء ترك الفعل بالقول ممن هو دونه، وقيل: هو قول القائل لغيره: لا تفعل علىٰ جهة الاستعلاء، وقيل: هو اقتضاء كف عن فعل على جهة الاستعلاء، وهٰذه العبارات بعضها قريب من بعض"[199]

" اہل اصول کی اصطلاح میں نہی سے مراد قول کے ساتھ اس شخص سے ترکِ فعل کا تقاضا کرنا ہے جو اس سے مرتبے میں کم ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قائل کا کسی دوسرے کو بربنائے تری کہنا ہے کہ تو ایسا نہ کر! اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی فعل سے بربنائے برتری رکنے کا تقاضا کرنا ہے۔ یہ سب عبارات مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں۔"

امام زرکشیؒ نہی کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں :

"هو اقتضاء كفّ عن فعل، فالاقتضاء جنس، و"كف" مخرج للأمر لاقتضائه غير الكف"[200]

"نہی سے مراد کسی فعل سے رُکنے کا تقاضا کرنا ہے۔ یہ تقاضا (منطقی اعتبار سے) جنس ہے اور "کف" نے 'امر' کو جنس اقتضاء سے خارج کر دیا ہے کیونکہ 'امر' غیر کف کا تقاضا کرتا ہے۔"

زبدۃ النقول میں امام تاج الدین السبکی، امام ابن تیمیہ اور امام قرافی رحمۃ اللہ علیہم کے حوالے سے نہی کی اصطلاحی تعریف یہ کی گئی ہے۔

"هو ما دلّ على طلب الامتناع من الفعل على جهة العلو والاستعلاء" [201]

"نہی سے مراد وہ لفظ ہے برتری اور بلندی کے لحاظ سے کسی فعل سے رکنے کے تقاضا پر دلالت کرے۔"

الشیخ محمد الخضری بک نہی کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"النهي هو طلب الكفّ عن فعل على جهة الاستعلاء" [202]

"نہی سے مراد خود کو برتر سمجھتے ہوئے کسی فعل سے رُکنے کا تقاضا کرنا ہے۔"

الدکتور عبدالکریم زیدان، نہی کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"طلب الكفّ عن الفعل على جهة الاستعلاء بالصيغة الدالة عليه" [203]

"نہی سے مراد برتری کے لحاظ سے فعل کے نہ کرنے کا ایسے صیغہ کے ساتھ تقاضا کرنا جو اس پر دلالت کرنے والا ہو۔"

حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ نہی کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"قول القائل لغيره: لا تفعل" [204]

"قائل کا کسی سے یہ کہنا "تو ایسا نہ کر!"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہی کے صیغے

نہی کے صیغو ں کی دو قسمیں ہیں: 1۔صریح(اصلی) 2۔غیر صریح(غیر اصلی)

1. ہر وہ مضارع جو لائے نہی کے ساتھ مجزوم ہو وہ نہی کا اصل صیغہ ہوتا ہے۔ جیسے ﴿ وَلَا تَقْرَبُواْ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُۥ ﴾ [205]
2. غیر اصلی صیغوں میں حسب ذیل چیزیں شامل ہیں:

1. لفظ 'تحریم' کے ساتھ کسی چیز کی خبر دینا جیسے ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ ﴾ [206]
2. لفظ 'نہی' کے ساتھ خبر دینا جیسے روایت ہے: «نهى النبي ﷺ أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو» [207]
3. یہ کہنا کہ فلاں کام حلال یا جائز نہیں، جیسے ﴿ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُواْ مِمَّآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ شَيْـًٔا ﴾ [208]
4. امر کے صیغے سے نہی بتلانا جیسے ﴿ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾ [209]
5. اسی طرح کسی فعل پر وعید کا ہونا، فاعل کی مذمت ہونا، فعل کے ارتکاب پر کفارہ کا واجب کرنا، کلمہ " ما كان لهلم" لی کلام، کسی فعل پر حد کا لاگو ہونا یا یہ کہ وہ فعل شیطان کی خوشی کا باعث ہو یا شیطانی عمل ہو کہ جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ راضی نہیں ہوتا اور نہ اس کے کرنے والے کو پاک کرے گا اور نہ اس سے کلام کرے گا اور نہ ہی روزِ محشر اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ وغیرہ۔ [210]

مطلق صیغہ نہی کے معانی

نہی اصلی صیغہ متعدد معانی کیلئے آتا ہے۔ جن میں پندرہ مشہور معانی علامہ ابن النجار حنبلیؒ نے ذکر کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

1. تحریم کیلئے جیسے ﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ﴾ [211]
2. کراہت کیلئے جیسے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: « إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلاَءَ فَلاَ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ » [212]
3. تحقیر کیلئے جیسے ﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ ﴾ [213]
4. عاقبت کے بیان کیلئے جیسے ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱللَّهَ غَٰفِلًا عَمَّا يَعْمَلُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴾ [214]
5. دعا کیلئے جیسے ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ﴾ [215]
6. نا امیدی کیلئے جیسے ﴿ لَا تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ﴾ [216]
7. ارشاد کیلئے جیسے ﴿ لَا تَسْـَٔلُواْ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ﴾ [217]
8. ادب کیلئے جیسے ﴿ وَلَا تَنسَوُاْ ٱلْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ﴾ [218]
9. تہدید کیلئے، جیسے تو کسی کو کہے "لا تفعل اليوم شيئاً " [219]
10. اباحتِ ترک کیلئے۔ جیسے وہ نہی وجوب کے بعد واقع ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11. التماس کیلئے جیسے کسی اپنے جیسے آدمی سے کہنا کہ "تفعل"
12. خبر دینے کیلئے، جیسے ﴿ لَا تَحۡزَنۡ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَاۖ ﴾ [220]
13. ایقاعِ امن کیلئے جیسے ﴿ وَلَا تَخَفۡۖ إِنَّكَ مِنَ ٱلۡأٓمِنِينَ ﴾ [221]
14. تسویہ کیلئے جیسے ﴿ فَٱصۡبِرُوٓاْ أَوۡ لَا تَصۡبِرُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡۖ ﴾ [222]
15. تحذیر کیلئے جیسے ﴿ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴾ [223]

مطلق صیغہ نہی کی دلالت میں اختلاف

مطلق صیغہ نہی کی دلالت میں اختلاف ہے کہ کیا نہی کا تقاضا یہ ہے کہ جس فعل سے منع کیا گیا ہے اس کا وقوع عدم و باطل ہے؟

جمہور اہل اصول یعنی مالکی، شافعی اور حنبلی اصولیین کی رائے یہ ہے کہ کسی قرینہ اور دلیل کے بغیر آنے والی نہی تحریم یا قبیح لذاتہ کا تقاضا کرتی ہے یعنی فعل منہی عنہ اپنی ذات میں ہی غیر مشروع، ناجائز اور قبیح ہے چنانچہ فعل منہی عنہ شرعی اور لغوی طور پر باطل ہوں گے۔

علامہ ابن نجارؒ لکھتے ہیں:

"فإن تجردت صيغة النهي عن المعاني المذكورة والقرائن فهي للتحريم عند الأئمة الأربعة وغيرهم وبالغ الشافعي في إنكار من قال :إنها للكراهة" [224]

"اگر نہی کا صیغہ مذکورہ بالا معانی اور قرائن سے خالی ہو یعنی مطلق ہو تو وہ ائمہ اربعہ وغیرہ (امام رازیؒ، امام آمدیؒ) کے نزدیک تحریم کیلئے ہے۔ امام شافعیؒ اس شخص کے قول کے انکار میں مبالغہ کیا ہے جو کہتا ہے کہ نہی کراہت کیلئے ہوتی ہے۔"

جمہور کی دلیل یہ ہے:

﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ ﴾ [225]

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مجرد نہی سے تحریم مراد لیا کرتے تھے۔

احناف کے نزدیک صیغہ نہی تحریم کی بجائے کراہت کا تقاضا کرتی ہے یعنی منہی عنہ اپنی ذات کے اعتبار سے تو مشروع اور جائز ہے لیکن کسی وصف کی وجہ سے وہ فعل غیر مشروع، ناجائز اور قبیح ہو گیا ہے چنانچہ یہ منہی عنہ کو باطل قرار دینے کا تقاضا نہیں کرتی مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام جب جنت میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا تھا: ﴿ وَلَا تَقۡرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ ﴾ [226]

درخت کے قریب جانے کا فعل نہی وارد ہونے سے پہلے مشروع اور جائز تھا جو نہی کی وجہ سے غیر مشروع اور ناجائز ہو گیا۔ درخت کے قریب جانے کے فعل کے بغیر نہی کا تصور ناممکن تھا۔ [227]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو شافعی مکتب فقہی سے تعلق رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ عبادات سے متعلقہ افعال میں نہی تحریم کے لیے ہو گی لیکن معاملات میں نہی کراہت کے لیے ہو گی۔ (228)

ایک رائے اشعریہ کی ہے اور وہ یہ ہے کہ نہی موقوف ہو گی نہ تحریم پر نہ ہی کسی اور پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ادلہ کا تعارض ہوتا ہے۔ (229)

ایک رائے یہ ہے کہ نہی حقیقت میں تنزیہ کے لیے ہے تحریم کے لیے نہیں۔ کیونکہ یہ یقین ہے اور اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔ تحریم محمول کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہو گی۔ (230)

جمہور اہل اصول کے نزدیک مطلق امر کا صیغہ صرف وجوب پر دلالت کرتا ہے مطلق امر میں اباحت اور استحباب وغیرہ کا معنی نہیں پایا جاتا اسی طرح امام بخاری کے ہاں مطلق امر سے وجوب مراد لیا جائے گا جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو اسی طرح مطلق نہی حرمت پر دلالت کرے گی۔

امام بخاریؒ کا موقف

ماموارات میں صل مقصود مصالح کا قیام ہوتا ہے

اس سلسلہ میں امام بخاریؒ نے کتاب الأضاحی میں باب منعقد فرمایا ہے۔ "باب من ذبح قبل صلاة أعاد" یعنی جو بندہ نماز سے پہلے ذبح کر دے گا، اسے اعادہ کرنا ہو گا۔ باب افتی عبارت کا اسلوب اس بات پر دال ہے کہ اعادہ کا حکم اس لیے دیا گیا کہ مصلحت کا حصول نہیں ہو رہا تھا۔ مذکورہ باب کے تحت امام صاحبؒ یہ روایت لائے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ نماز سے پہلے ذبح کر دے اسے اعادہ کرنا ہو گا۔ جس کو بطور امام بخاریؒ کا اسلوب اشارہ کر رہا ہے بدیہی طور پر یہ قانون اخذ ہو رہا ہے کہ چونکہ امر کا مقصود حاصل نہیں ہو رہا تھا اس لیے اعادے کا حکم دیا گیا۔ (231)

نبی ﷺ کا کسی چیز سے منع فرمانا اس چیز کی حرمت پر دال ہو گا مگر یہ کہ اس کی اباحت معروف ہو

امام بخاریؒ باب قائم کرتے ہیں: "باب نهي النبي على التحريم إلا ما تعرف إباحته" اس باب میں امام بخاریؒ ایک تقابل کی صورت میں نہی کی اباحت کی شکل کو بیان فرما رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جیسا کہ بعض اوقات دلیل کی بنا پر نہی تحریم پر دال نہیں ہوتی اسی طرح امر بھی وجوب پر دال نہیں ہوتا اور اسکیلئے انہوں نے تقابلی طور پر دونوں کی ایک ایک مثال نقل فرمائی ہے۔ امام صاحبؒ نبی ﷺ کا یہ قول لائے ہیں: « أصيبوا من النساء » 'عورتوں کی طرف رجوع کرو' اسی ترجمۃ الباب میں ہے کہ سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس سے وجوب کا ارادہ نہیں فرمایا فقط اجازت عطا فرمائی' اسی ترجمۃ الباب میں امام صاحبؒ لائے ہیں کہ ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی نے عورتوں کو جنازوں کی اتباع سے منع فرمایا لیکن اس نہی سے تحریم کا ارادہ نہیں فرمایا۔ لہٰذا ثابت ہو نبی ﷺ کی نہی حرمت کیلئے ہوتی ہے سوائے اس چیز کیلئے جس کی اباحت معروف ہو۔ (232)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہی عنہ سے مطلوب ترک ہے برابر ہے کہ نہی تحریمی ہو یا تنزیہی۔ امام بخاریؒ نے صوم میں باب منعقد فرمایا: "باب الصوم يوم الفطر جس کے تحت حدیث لائے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" دو دن کے روزوں سے منع فرمایا گیا ہے..." امام صاحبؒ اصل میں اس باب کو منعقد فرما کر ایک اصول کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ وہ روزے جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے ان سے مطلوب ان روزوں کا ترک کرنا ہے۔ اس سے امام صاحبؒ کا بلیک مقصود اہل الرائے کے اس موقف کا رد کرنا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ یوم عید کا روزہ نذر کی صورت میں منعقد ہوگا اور قضا لازم آئے گی۔ لیکن اس مسئلہ میں اصل اختلاف وہ قانون ہے کہ کیا نہی منہی عنہ کی صحت کا تقاضا کرتی ہے یا نہیں اکثر کا موقف ہے کہ منہی عنہ کی صحت درست نہیں ہوگی۔ اس میں اصل جھگڑا یہ ہے کہ نزاع تو شرعی مسئلہ میں ہے اور جو اب میں جو امکان مذکور ظاہر کیا جاتا ہے وہ عقلی ہے۔ شرعی منہی عنہ سے یہ ناممکن ہے کہ فعل شرعی ہو جائے۔ کیونکہ نہی میں اصل مقصود ترک ہوتا ہے چاہے کسی بھی حیثیت میں ہو۔[233]

قرائن میں وہ چیز بھی داخل ہے جو نہی کو تحریم سے پھیر کر ادب کی طرف منتقل کر دیتی ہے

"كتاب الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين" اس میں امام صاحبؒ نے فقہا کے شدید اختلاف کے باوجود باب کے اندر نہی سے استنباط کو واضح نہیں فرمایا۔ لیکن استنباط کو واضح نہ کرنے کے باوجود ان کی عبارت سے ایماء ہوتا ہے کہ نہی کے قرائن کی صورت میں نہی اپنے حقیقی معنی سے ہٹ سکتی ہے۔[234]

4۔ عبادات میں نہی ابطال کا تقاضا کرتی ہے

امام بخاریؒ نے اپنے بہترین اسلوب کے ذریعے اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ پہلے تو باب منعقد فرمایا کہ "باب صوم يوم النحر" اور اس میں وہ حدیث لائے جس میں یوم نحر کے روزے سے منع کیا گیا ہے پر نہایت باریک استدلال ہے کہ صوم ایک عبادت ہے۔ اور یہاں پر صوم کی ذات سے منع کیا جا رہا ہے نہ کہ صوم کی صفت سے۔ یعنی یوم نحر میں ذات صوم کی نہی کی گئی ہے، کہ اس دن کے روزہ رکھنے کی صورت میں اس کے باطل کیے جانے کا تقاضا ہے۔ اور یہ استدلال کرنا کہ ان کے روزے کی قضا دینا پڑے گی ضمناً اس مسئلہ کا بھی رد ہے۔

صریح مثال کے لیے حدیث نمبر 2168 "كتاب البيوع، باب النهي عن تلقي الركبان وأن بيعه مردود" میں امام صاحبؒ کا موقف بالکل واضح ہے کہ انھوں نے نہی کو منہی عنہ کے فساد پر محمول کیا ہے۔

5۔ کسی چیز سے نہی، نہی کے خلاف فعل کرنے کا حکم ہوتا ہے

گو کہ امام بخاریؒ صریحاً اس اصول کو ذکر نہیں فرماتے لیکن ان کا اسلوب اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جب ترجمۃ الباب اور حدیثوں کو آپس میں تطبیقی نظر سے دیکھا جائے اور گہرائی میں جا کر غور و خوض کیا جائے تو یہ مسئلہ مترشح ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ حدیث نمبر 7247 میں الفاظ ہیں "لا يمنعن أحدكم أذان بلال من سحوره" جب کہ اس سے اگلی حدیث میں الفاظ ہیں: "إن بلالا ينادي بليل فكلوا واشربوا"[7248] دونوں حدیثوں کو ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ کسی چیز سے نہی اس نہی کے خلاف فعل کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

---

1 مختار الصحاح: 1/ 217
2 القاموس المحيط: 3/ 253
3 لسان العرب: 12/ 423
4 كشف الأسرار في شرح المنارفي الأصول:1/ 110
5 أصول السرخسي:1/ 125
6 كشف الأسرار:1/ 82
7 الزاهدي، حافظ ثناء الله، تيسير الأصول: ص95، مجلس التحقيق الأثري، جهلم، الطبعة الأولى، 1410هـ
8 المحصول في علم أصول الفقه: 2/ 318
9 البحر المحيط في أصول الفقه:3/ 255
10 تيسير الأصول للزاهدي: ص95
11 عرفان خالد ڈھلوں، ڈاکٹر، علم اصول فقہ ایک تعارف:2/ 193، شعبہ سلامیات آباد، 2006ء
12 العنكبوت 29 : 57
13 مريم 19 : 95
14 البقرة 2 : 285
15 الحجر 15 : 30
16 البقرة 2 : 60
17 تيسير الأصول للزاهدي: ص98
18 النور 24 : 31
19 الأنبياء 21 : 19
20 البقرة 2 : 255
21 النمل 27 : 89
22 مسند أحمد: رقم الحديث: 11975
23 آل عمران 3 : 75
24 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب وجوب القراء ة للإمام والمأموم، رقم الحديث: 756
25 آل عمران 3 : 62
26 التكوير 81 : 14
27 تيسير الأصول: ص102
28 العصر 103 : 2

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29 إبراهيم 14 : 34

30 الأحزاب 33 : 35

31 النساء 4 : 11

32 الأنعام 6 : 130

33 البقرة 2 : 208

34 علم اصول فقہ ایک تعارف: 2/199

35 النساء 3 : 126

36 تيسير الأصول: ص104

37 تيسير الأصول: ص104

38 البقرة 2 : 234

39 علم اصول فقہ:2/200

40 الوجيز في أصول الفقه: ص279

41 أصول البزدوي:1/

42 الإحكام للآمدى: 2/ 1219

43 الإحكام للآمدي: 2/ 218

44 الإحكام للآمدي: 2/ 299

45 المهذب في علم أصول الفقه المقارن:4/ 1595

46 البقرة 2 : 228

47 الطلاق 65 : 4

48 المهذب: 4/ 1595

49 المهذب: 4/ 1596

50 المائدة 5 : 38

51 النور 24 : 2

52 النساء 3 : 11

53 البقرة 2 : 222

54 النمل 27 : 33

55 الأحقاف 46 : 25

56 البقرة 2 : 29

57 المهذب: 4/ 1597

58 الإحكام للآمدى: 2/ 117

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

59 الإحكام للآمدی: 2/ 117، 118

60 المهذب: 4/ 1598

61 المهذب: 4/ 1598

62 المهذب: 4/ 1651

63 الإحكام للآمدی: 2/ 140

64 الإحكام للآمدی: 2/ 139

65 المهذب: 4/ 1651

66 الإحكام للآمدی: 2/ 140، المهذب: 4/ 1652

67 البقرة 2 : 180

68 شرح الكوكب المنير: 3/ 349

69 البقرة 2 : 196

70 علم اصول فقہ۔ ایک تعارف 2/208

71 النساء 3 : 23

72 علم اصول فقہ۔ ایک تعارف 2/209

73 علم اصول فقہ۔ ایک تعارف: 2/209

74 البقرة 2 : 228

75 الطلاق 65 : 4

76 الأحزاب 33 : 47

77 المزمل 73 : 20

78 جامع الترمذي:كتاب الصلاة، باب ما جاء في القراءة خلف الإمام، رقم الحديث:311

79 النساء 3 : 11

80 النور 24 : 2

81 اصول فقہ پر ایک نظر: 2/210

82 أصول الفقه، لأبي زهرة: ص159

83 الأنعام 6 : 82

84 صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب ظلم دون ظلم، رقم الحديث: 32

85 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحى، رقم الحديث: 1

86 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم الحديث: 534

87 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، رقم الحديث: 831

88 صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان، رقم الحديث: 16

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

89 البحر المحيط: 4/ 43؛ القواعد والفوائد الأصولية: 1/ 312

90 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، رقم الحديث: 1934

91 صحيح البخاري: كتاب فضائل قرآن، باب كم يقرأ القرآن، رقم الحديث: 5054

92 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي، رقم الحديث: 1

93 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب لا يشمت العاطس إلا لم يحمد لله، رقم الحديث: 6225

94 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، رقم الحديث: 928

95 قواعد مهمة في الأمر: ص322

96 صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب سريعة عبدالله بن حذافة سهمي...، رقم الحديث: 4340

97 النساء 4 : 11

98 صحيح البخاري: كتاب الفرائض، باب لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم...، رقم الحديث: 6764

99 صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب الخيل لثلاثة، وقول الله عزوجل...،رقم الحديث: 6860

100 صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، رقم الحديث: 12

101 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، رقم الحديث: 289

102 البقرة 2 : 232

103 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح إلا بولي، رقم الحديث: 1530،5127

104 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب التزويج علي القرآن و بغير صداق، رقم الحديث: 5149

105 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم الحديث: 534

106 صحيح البخاري: كتاب الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد، رقم الحديث: 5561

107 صحيح البخاري: كتاب الوضو، باب الوضوء من النوم...، رقم الحديث: 212

108 جامع الترمذي: أبواب الرضاع، باب ما جاء في كراهية إتيان النساء في أدبارهن، رقم الحديث: 1165

109 مسند أحمد: 7684

110 سنن ابن ماجه: كتاب النكاح، باب النهي عن إتيان ا لنساء في أدبارهن، رقم الحديث: 1923

111 صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله إلى السماوات، رقم الحديث: 162

112 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، رقم الحديث: 525

113 المصباح المنير في غريب الشرح الكبيركتاب الطاء ماده طلق: ص306

114 المهذب: 4/ 1703

115 لسان العرب: مادة طلق

116 المهذب: 4/ 1703

117 علم اصول فقہ ایک تعارف: 134/2

118 الإحكام للآمدي: 2/ 162

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

119 الإحكام للآمدي: 3/ 5

120 المجادلة 58 : 3

121 البقرة 2 : 184

122 النساء 4 : 12

123 صحيح البخاري: كتاب الوصايا، باب أن يترك ورثته...، رقم الحديث: 2742

124 إرشاد الفحول: 2/ 548

125 علم اصول فقہ ایک تعارف: 136/2

126 النساء 4 : 23

127 إرشاد الفحول: 2/ 552

128 المائدة 5 : 3

129 الأنعام 6 : 145

130 إرشاد الفحول: 2/ 252

131 المائدة 5 : 38

132 المائدة 5 : 6

133 السنن الكبرىٰ للبيهقي: 8/ 271، 272؛ الألباني، محمد ناصر الدين (م 1999ء)، ضعيف سنن النسائي: 345، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى، 1411هـ/ 1991ء

134 إرشاد الفحول: 2/ 254

135 المائدة 5 : 6

136 المائدة 5 : 6

137 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، رقم الحديث: 2202

138 الإحكام للآمدي: 3/ 5

139 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، رقم الحديث: 2202

140 صحيح البخاري: كتاب كفارات الأيمان، باب قوله:﴿فكارته إطعام عشرة مساكين﴾، الرقم: 6708

141 صحيح البخاري: كتاب تقصير الصلاة، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، رقم الحديث: 1106

142 صحيح البخاري: كتاب تقصير الصلاة، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، رقم الحديث: 1106

143 صحيح البخاري: كتاب تقصير الصلاة، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، الرقم: 1107

144 صحيح البخاري: كتاب تقصير الصلاة، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، الرقم: 1108

145 المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، كتاب الألف مادة أمر: 28

146 هود 11 : 97

147 النور 24 : 62

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

148 آل عمران 3 : 159

149 القزويني، محمد بن عبد الرحمن جلال الدين (م739هـ)، الإيضاح في علوم البلاغة المعاني والبيان والبديع: 1/ 42، المكتب الاسلامي، بيروت

150 الشوریٰ 42 : 53

151 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 11

152 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 11

153 أصول السرخسی:1/ 78

154 المستصفٰی من علم الأصول: 2/ 81

155 أصول الفقه: ص194

156 الوجيز في أصول الفقه: ص292

157 جامع الأصول اردو ترجمہ الوجیز فی اصول الفقہ: ص 456

158 معجم لغة الفقهاء:1/ 891

159 البقرة 2 : 43

160 الطلاق 65 : 7

161 البقرة 2 : 233

162 النساء 4 : 13

163 الموافقات للشاطبي: 1/ 230

164 البقرة 2 : 43

165 الحج 22 : 77

166 البقرة 2 : 57

167 حم السجدة 41 : 40

168 الطلاق 65 : 2

169 صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام و الشراب و أحكامها، رقم الحديث: 5376

170 البقرة 2 : 23

171 نوح 71 : 28

172 المائدة 5 : 88

173 الحجر 15 : 46

174 البقرة 2 : 65

175 النباء 78 : 30

176 الطور 52 : 16

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

177 البقرة 2 : 117

178 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب إذا لم تستح، رقم الحديث:6120

179 التوبة 9 : 82

180 الزخرف 43 : 77

181 طٰه 20 : 72

182 الصافات 37 : 104

183 آل عمران 3 : 119

184 البقرة 2 : 111

185 الأنعام 6 : 99

186 إبراهيم 14 : 30

187 علم اصول فقہ ایک تعارف از ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں: 2/145-148

188 النور 24 : 63

189 الإحكام فى أصول الأحكام: 2/ 14

190 الإحكام فى أصول الأحكام:2/ 14

191 الإحكام فى أصول الأحكام:2/ 15

192 كتاب التعريفات: ص221

193 في اللغة: 6/ 2517

194 تهذيب اللغة: 2/ 375

195 لسان العرب: 15/ 343

196 مختار الصحاح: 1/ 688، مادة 'ن ه ي'

197 القاموس الوحيد: 1719

198 المستصفى من علم الأصول: 2/ 61

199 كشف الأسرار: 1/ 256

200 البحر المحيط في أصول الفقه: 2/ 426

201 الخضرى، حافظ حامد محمود، زبدة النقول في علوم الأصول: ص 59، مركز الإمام البخاري للتراث والتحقيق، صادق آباد، 1419هـ/ 1998ء؛ الإبهاج في شرح المنهاج: 2/ 26؛ المسودة: ص4

202 أصول الفقه: 201

203 الوجيز في أصول الفقه: ص 301

204 تيسير الأصول: ص84

205 الأنعام 6 : 152

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

206 المائدة 5 : 3

207 صحيح المسلم: كتاب الأمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف...، رقم الحديث:1869

208 البقرة 2 : 229

209 البقرة 2 : 278

210 تيسر الأصول: ص84

211 النساء 4 : 29

212 صحيح المسلم: كتاب الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، رقم الحديث:267

213 الحجر 15 : 88

214 إبراهيم 14 : 42

215 البقرة 2 : 276

216 التوبة 9 : 22

217 المائدة 5 : 101

218 البقرة 2 : 237

219 المهذب: 3/ 1432

220 التوبة 9 : 40

221 القصص 28 : 31

222 الطور 52 : 16

223 آل عمران 3 : 102

224 شرح الكوكب المنير: 3/ 83

225 الحشر 59 : 7

226 البقرة 2 : 35

227 علم اصول فقہ ایک تعارف: 186/2

228 علم اصول فقہ ایک تعارف: 2/ 184

229 شرح الكوكب المنير: 3/ 83

230 شرح الكوكب المنير: 3/ 83

231 صحيح البخاري: كتاب الأضاحي، باب من ذبح قبل صلاة أعاد، رقم الحديث: 5561

232 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام، باب نهي النبي ﷺ على التحريم...، رقم الحديث: 7368

233 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب الصوم يوم الفطر، رقم الحديث: 1991

234 صحيح البخارى: كتاب الوضو باب النهي عن الاستنجاء باليمين، رقم الحديث: 153

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

②

سلیٹی وہم

لفظ کی دلالت... 'استعمال' کے اعتبار سے

مبحث اول: حقیقت و مجاز

مبحث دوم: تاویل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

حقیقت

تمہید

ایک لفظ اپنے معنٰی میں دو حیثیتوں سے استعمال ہو سکتا ہے۔ ایک وہ معنی جس کیلئے اس لفظ کو وضع کیا گیا ہے، دو معنی وہ جس کیلئے اسے وضع نہیں کیا گیا۔ ان دونوں میں استعمال کے لحاظ سے لفظ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: حقیقت مجاز

مبحث تاویل کا تعلق چونکہ مجاز ہی کی بعض صورتوں سے ہے، چنانچہ اس اعتبار سے اس فصل کو ہم دو مباحث میں بیان کریں گے: 1۔ حقیقت و مجاز 2۔ تاویل

حقیقت کی تعریف

كل لفظ بقي على موضوعه [1]

یعنی ہر وہ لفظ جس کے لیے وہ وضع کیا گیا ہے اسی پر باقی ہو۔

حقیقت کی اقسام

حقیقت کی بنیادی طور پر درج ذیل تین اقسام ہیں:

1۔ لغوی حقیقت

مطلب یہ کہ کوئی لفظ اپنے ان لغوی معنی میں مستعمل ہو جن کے لیے اس کو بنایا گیا ہے۔ جیسے سورج، چاند اور ستارے۔ یہ الفاظ لغت میں ایسے سیاروں کے لیے استعمال کیے گئے ہیں جو روشن ہیں اور یہ عام طور پر معروف ہیں۔

2۔ شرعی حقیقت

کوئی لفظ اپنے شرعی معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔ یعنی ان معنی میں جو شارع نے اس لفظ سے مراد لئے ہیں جیسے صلوٰۃ، حج زکوٰۃ۔ ان سے وہ مخصوص و معروف عبادات مراد ہیں جو شارع نے بتائی ہیں۔

3۔ عُرفی حقیقت

کوئی لفظ اپنے عُرفی معنی میں استعمال کیا جائے۔ یعنی وہ معنی جو اس لفظ کے استعمال میں عُرف میں سمجھے جاتے ہوں۔ خواہ یہ عُرف عام ہو، یا خاص یعنی پیشہ ور لوگوں کے ساتھ مخصوص ہو، یا خاص علم ہو۔ جیسے لفظ سیارہ۔ عرف عام میں اس کا اطلاق کار پر ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ کا اطلاق چوپایہ پر ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کا حکم

حقیقت کا حکم یہ ہے کہ جو لفظ جن معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے وہ معنی اس کے ثابت ہوں، اور اس سے منتفی نہ ہوں، اور حکم بھی اس کے ساتھ متعلق ہو۔ مثلاً اگر ایک شخص زید کی اولاد کے لیے ایک ہزار دینار کی وصیت کرے، تو یہ وصیت اسکی اولاد کیلئے ثابت ہو گی کیونکہ حقیقت کے اعتبار سے زید کی اولاد کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اسکی اولاد نہیں ہے۔[2]

حقیقت کا دوسرا حکم یہ ہے کہ اس کو مجاز پر ترجیح دی جائے گی۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو لفظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا، اور حکم حقیقت کے لیے ثابت ہو گا۔ مجاز کے لئے نہیں۔ اگر کوئی شخص زید کی اولاد کے لیے وصیت کرے تو یہ وصیت اس کی اولاد کے لیے ہی ثابت ہو گی، اولاد کی اولاد کے لیے نہیں۔ کیونکہ لفظ اولاد کی حقیقت صلبی اولاد ہے، اور اولاد کی اولاد پر اس کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے۔ اس لیے اس لفظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا، مجاز پر نہیں۔

مجاز

تعریف

كل لفظ تجوز به عن موضوعه [3]

ایسا لفظ جو معنی میں اپنے موضوع سے تجاو زکر جائے۔"

بالفاظ دیگر مجاز وہ لفظ ہے جو ان معنی میں مستعمل ہو جن کے لیے وہ لفظ وضع نہیں کیا گیا، اور یہ استعمال حقیقی و مجازی معنی کے درمیان کسی تعلق کی بناء پر ہو، اور کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو یہ بتلائے کہ اس لفظ کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں۔

حقیقی و مجازی معنی کے درمیان تعلق کی قسمیں [4]

1۔ تشبیہ

یعنی کسی لفظ کے حقیقی و مجازی مستعمل معنی کے درمیان کسی خاص وصف میں دونوں مشترک ہوں۔ جیسے نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہ اشعار پڑھ کر آپ کا استقبال کیا گیا :

طلع البدر علينا : من ثنيات الوداع

اس شعر میں آپ ﷺ کو بدر (چاند) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ماہِ کامل ﷺ اور آپ کے چہرہ انور کے مابین روشنی و چمک دمک مشترک ہے اور آپ ﷺ کے استقبال کیلئے اس شعر کو پڑھنا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں بدر سے مراد حقیقی چاند نہیں، آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔[5]

2۔ تضمن

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو صفت کا نام دے کر پکارنا جو اس میں پہلے تھی اب نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: ﴿وَءاتُوا اليَتـٰمىٰ أَموٰلَهُم ۖ﴾ [6] اور یتیموں کے مال ان کو دے دو" اس آیت میں یتیموں سے مراد وہ افراد ہیں جو بالغ ہوں اور سن رشد کو پہنچ چکے ہوں اور اس سے پہلے وہ یتیم رہ چکے ہوں۔

3۔ او

یعنی کسی چیز کو اس نام سے پکارنا جو مستقبل میں وہ بننے والی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں ایک قیدی جیل میں اپنا خواب بیان کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا: ﴿إِنّى أَرىٰنى أَعصِرُ خَمرًا ۖ﴾ [7] "میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں انگور سے شراب نچوڑ رہا ہوں" یہاں انگور کو شراب سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ انگور کے شیرہ ہی سے شراب بنتی ہے۔ اسلئے اس کا یہ کہنا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں یعنی انگور کو نچوڑ کو شیرہ یا شراب میں تبدیل کر رہا ہوں۔

4۔ حلول

یعنی جگہ و مقام کا ذکر کرکے اس سے مراد وہ چیز لینا جو اس جگہ یا مقام میں موجود ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَسـَٔلِ القَريَةَ﴾ [8] تو اس بستی سے دریافت کر ۔ " یہاں بستی سے مراد بستی کے باشندے ہیں۔

5۔ جزبول کر کُل مراد لینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ [9] "وہ کسی کی گردن کو چھڑا دینا ہے "۔یہاں رقبہ (گردن) سے غلام مراد ہے، گردن غلام کا ایک حصہ ہے۔ اس سے مراد پورے غلام کی آزادی ہے۔ اس کی دوسری مثال دیکھئے: ﴿ تَبَّت يَدا أَبى لَهَبٍ﴾ [10] "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں" یہاں ابولہب کے ہاتھوں سے مراد خود ابولہب کی شخصیت ہے۔

6۔ سببیت

یعنی سبب بول کر مسبب مراد لیں، سبب بول کر سبب مراد لیں۔ اوّل الذکر کی مثال یہ ہے: مثلاً کوئی شخص یہ کہے: "فلان أكل دم أخيه" یعنی فلاں شخص نے اپنے بھائی کا خون کھایا۔" یعنی اس کے خون بہا (دیت) کی رقم کھالی۔ خون بہا دیت سبب ہوتا ہے، اور اس کا بھائی اس دیت کا مستحق ہے۔

مجاز کا حکم

الف) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ أَو لـٰمَستُمُ النِّساءَ﴾ [11] یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو۔"

احناف کے نزدیک یہاں عورتوں کے ساتھ ملامسہ (چھونا) کے مجازی معنی مراد ہیں یعنی صحبت کرنا۔ اس کے حقیقی معنی ہاتھ سے چھونا ہیں، جو یہاں مراد نہیں ہیں۔ یہ احناف کے نزدیک ہے۔ امام شافعی اور دوسرے ائمہ نے اس کے حقیقی معنی ہی مراد لیے ہیں یعنی ان کے نزدیک عورت کو وضو کی حالت میں شہوت سے چھونے میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ [12]

یہ حکم احناف کے نزدیک ایک دوسرے اصول مبنی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر ایک آیت یا حدیث کے دو معنی مراد لیے جاسکتے ہیں اور ان میں سے ایک سے تخصیص لازم آتی ہو، دوسرے سے نہ آتی ہو تو جس سے تخصیص لازم نہ آتی ہو ان معنی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کو تخصیص کی صورت میں اس لفظ سے جو حکم نکلتا ہے اس پر عمل بعض صورتوں میں ہو گا اور بعض میں نہیں۔ لفظ کے ایسے معنیٰ پر عمل کرنا بہتر ہے جس سے تمام صورتوں پر عمل ہو جائے آیت میں لفظ ﴿أَو لَـٰمَستُمُ النِّساءَ﴾[13] کے معنی ہمبستری کے لینے سے نص کا حکم تمام صورتوں میں پایا جائے گا۔ یعنی ہر ایک عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر اس کے معنی ہاتھ سے چھونے کے لیے جائیں تو نص کا حکم عام طور پر نہیں پایا جائے گا۔ مثلاً ماں بہن وغیرہ محرم عورتوں کو ہاتھ لگ گیا، یا بہت چھوٹی بچی کو ہاتھ لگ گیا تو امام شافعیؒ کے صحیح قول کے مطابق دونوں صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اس لیے لمس سے مراد یہاں مجازاً اجماع ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک حقیقی معنی معتبر ہیں[14]۔

ب) اگر کلام کے حقیقی معنی مراد لینا ممکن ہو تو مجازی معنی مراد نہیں لینا چاہیے۔ یعنی جہاں تک ممکن ہو کلام کو حقیقت پر ہی محمول کرنا چاہیے۔ کیونکہ کلام میں اصل حقیقت ہے، مجاز اس کا قائم مقام اور اس کی فرع (شاخ) ہے۔ جب تک اصل مراد لینا ممکن ہو تو مجاز کی طرف نہیں جانا چاہیے۔ جب کلام کو حقیقت پر محمول کرنا ناممکن ہو تو مجاز پر محمول کیا جائے گا۔

اس اصول کی روشنی میں مندرجہ ذیل مثال کو دیکھئے۔ ایک شخص زید کی اولاد کے حق میں ایک ہزار دینار کی وصیت کرتا ہے۔ اگر زید کی حقیقی اولاد موجود ہو تو اس کلام کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا اور یہ وصیت صرف اس کی حقیقی اولاد کے حق میں نافذ ہو گی۔ اگر اس کی حقیقی اولاد موجود نہ ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ آیا اس کی اولاد کی اولاد ہے۔ اگر ہے تو اولاد یا ولد کے مجازی معنی مراد ہوں گے اور وصیت ان کے حق میں ثابت ہو گی کیونکہ لفظ ولد یا اولاد کے یہ مجازی معنی ہیں۔ چونکہ حقیقت پر عمل کرنا ناممکن ہے، اس لیے مجاز پر عمل کیا جائے گا۔[16]

حقیقت و مجاز امام بخاریؒ

1. اطلاق میں اصل حقیقت ہے

"كتاب الوضو، باب لا تستقبل القبلة بغائط أو بول "

امام بخاریؒ اس باب میں صرف ایک حدیث لائے ہیں جس کے الفاظ ہیں:

«إذا أتى أحدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يولها ظهره، شرقوا أو غربوا»

حدیث میں لفظ "غائط" آیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں اپنے استدلال کی مکمل بنیاد اسی لفظ پر رکھی ہے۔ اور اس سے موصوف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اطلاق میں اصل حقیقت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ "غائط" کا حقیقی معنیٰ "المكان المطمئن من الأرض في الفضاء" کہ اس سے مراد کھلی جگہ میں گہری زمین (گڑھا ٹائپ) ہے۔ یہ حقیقت لغویہ ہے۔ اگرچہ مجاز کے اعتبار سے ہر اس جگہ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے جو اس مقصد کے لیے بنائی گئی ہو۔[16]

2. بالاتفاق حقیقت شرعیہ حقیقت لغویہ پر مقدم ہو گی

"كتاب الوضو، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت پانچ احادیث لائے ہیں۔ جس میں سے حدیث نمبر 173 کتے کے برتن میں منہ مارنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔ شریعت حکم دیتی ہے کہ جس برتن میں کتا منہ مارے اس کو سات مرتبہ دھویا جائے۔ لیکن بعض حضرات کا موقف ہے کہ یہ حکم تعبدی ہے ایسا برتن حقیقت میں نجس نہیں ہو جاتا اس لیے اگر کوئی ایسے برتن کو سات سے کم مرتبہ دھولے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ برتن بدستور ناپاک ہے۔ لیکن یہ موقف محل نظر ہے۔ امام بخاری بھی اس موقف کو تسلیم نہیں کرتے انھوں نے ترجمۃ الباب میں اس حدیث کی طرف اشارہ کر دیا ہے جس کے لفظ ہیں: "طهور إناء أحدكم" طہارت کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں حدث یا خبث دور کرنا ہو برتن میں حدث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو متعین ہو گیا کہ برتن میں خبث پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے حدیث میں لفظ 'طہور' استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا برتن کی مکمل طہارت اسی وقت ہو گی جب اس کو سات مرتبہ دھویا جائے۔

علاوہ ازیں جب شارع کے الفاظ میں حقیقت حقیقتیا شرعیہ کا تعین کرنا مشکل ہو جائے تو ان الفاظ کو حقیقت شرعیہ پر محمول کیا جائے گا۔ یہاں بھی امام صاحب اس طرف اشارہ فرما کر حقیقت شرعیہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔[17]

3. **حقیقت کو مجاز پر مقدم کیا جائے گا**

"كتاب الاستيذان، باب يسلم الصغير علي الكبير"[18]

امام بخاریؒ اسکے تحت جو حدیث لائے ہیں۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"يسلم الصغير علي الكبير"

امام صاحبؒ یہاں ایک اصول کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہاں صغیر اور کبیر سے مراد عمر میں بڑا اور چھوٹا ہے۔ نہ کہ قد میں بڑا اور چھوٹا۔ اور اس کی وجہ یہ اصول ہے کہ ہمیشہ قرائن کے بغیر حقیقت مجاز پر مقدم ہو گی۔

4. **حقیقت کے ناممکن ہونے کی صورت میں مجاز متعین ہو جائے گا بشرطیکہ عقل ان کا ادراک کر سکے**

5. **صرف ضرورت کے وقت ہی حقیقت سے مجاز کی طرف جایا جاتا ہے**

"كتاب التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت پانچ احادیث لائے ہیں، جن میں سے پہلی دو احادیث صفات باری تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب بندہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک ذراع اس کی طرف بڑھتا ہوں ..."

امام صاحبؒ ان احادیث سلف صالحین کے موقف کو ثابت فرمانا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں شرعی نص کے بغیر کسی قسم کی تاویل کرنا اور مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ اصل اس اصول سے امام صاحبؒ اشاعرہ، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کے موقف پر اعتراض فرما رہے ہیں۔ اور واضح کر ناچاہ رہے ہیں کہ صرف ضرورت کے وقت ہی حقیقت سے مجاز کی طرف جایا جائے گا۔[19]

6. **حقیقت کے ناممکن ہونے کی صورت میں اس مجاز پر حمل کرنا اولیٰ ہو گا جو حقیقت کے زیادہ قریب ہو گا**

"كتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحبؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا فرمان ہے:

"كنا إذا صلينا خلف النبي ﷺ قلنا: ..."

اس حدیث میں قول کا محل متعین نہیں ہے۔ یعنی یہ اندازہ نہیں ہو رہا یہ قول نماز کے کس حصہ سے متعلق ہے۔ کیونکہ حدیث میں فقط "إذا صلي أحدكم" کے الفاظ آئے ہیں۔ ان الفاظ کے حقیقی معنی **تو لیا نجانے کی** تکمیل کے بعد پر دلالت کرتے ہیں۔

فلہٰذا یہاں پر حقیقت سے قریب مجازی معنی کو لیا جائے گا اور اس کو نماز کے آخری جز یعنی تشہد پر محمول کیا جائے گا۔[20]

7. شارع کا قول اس وقت عرف پر محمول ہو گا جب ثابت ہو جائے کہ یہ عرفِ شارع ہے عرفِ حادث نہیں وگرنہ لفظ کی دلالت اس کی عربی زبان میں وضع کے مطابق ہو گی

"كتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة"[21]

اس میں امام صاحبؒ ایک حدیث لائے ہیں۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"فإن إقامة الصف من تمام الصلاة"

عربی زبان میں تمام صلاۃ سے استحباب مراد لیا جاتا ہے، کیونکہ **فقہاء میں** شی مرزائد کو کہتے ہیں۔ اور وضع کے اعتبار سے اس کا اطلاق اس چیز پر بھی ہو جاتا ہے جس کے بغیر حقیقت پوری نہیں ہوتی۔ یہ ابن دقیق العید کا خیال ہے۔ لیکن امام بخاری ترجمۃ الباب اور حدیث کے ان الفاظ سے اس جانب توجہ مبذول کروا رہے ہیں کہ تمام الصلاۃ" سے ایک زائد چیز مراد لینا دور کی کوڑی ہے جو مراد لینا مناسب نہیں ہے، کیونکہ شارع کے لفظ کو صرف اسی پر محمول کیا جا سکتا ہے جس پر عربی زبان میں اس کی وضع کی گئی ہے۔ اور عرف پر صرف اس وقت ہی محمول کیا جائے گا جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ عرف شارع ہے عرف حادث نہیں

8. شارع کے صیغہ نفی کو فعل شرعی کی نفی پر حمل کیا جائے گا نہ کہ فعل حسّی کی نفی پر

"كتاب مواقيت الصلاة، باب لايتحري الصلاة قبل غروب الشمس"

اس باب کے تحت امام صاحب چار احادیث لائے ہیں جن میں سے دوسری حدیث کے لفظ ہیں:

«لا صلاة بعد الصبح حتي ترتفع الشمس ولا صلاة بعد العصر حتي تغيب الشمس»

حدیث میں "لا صلاۃ" صیغہ نفی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس سے مراد فعل شرعی کی نفی ہے فعل حسی کی نفی مراد نہیں ہو سکتی۔ اگر یہاں فعل حسی کو لیا جائے تو کوئی لفظ پوشیدہ ماننا پڑے گا۔ اور عربی کلام میں **اصل** یہ ہے کہ پوشیدہ نہ جائے۔ شرعی فعل پر محمول کرنے کی صورت میں کوئی پوشیدہ لفظ ماننا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا لا صلاۃ" سے شرعی نفی مراد لینا اولیٰ ہے۔ امام بخاریؒ کا اسلوب بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔[22]

9. تاکید مجاز کو رفع کر دیتی ہے

"كتاب الوضو، باب التيمن في الوضوء والغسل" [23]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ اس باب کے تحت دوسری حدیث میں فرمارہے ہیں:

"كان النبي يعجبه التيمن في تنعله وترجله و طهوره وفي شأنه كلّه"

امام صاحبؒ اس حدیث کے ذریعے باب میں پیدا ہونے والے کسی بھی مجاز کے خاتمہ کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں کہ تاکید کی شکل میں مجاز کا احتمال ختم ہو جاتا ہے، اور یہاں لفظ کلہ"، "شأنه" کی تاکید ہے۔ جس سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ لفظ "کلہ" نے یہاں پر ہر قسم کے مجاز کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ لفظ کلہ" کا تعلق "یعجب" کے ساتھ ہے نہ کہ " تیمن" کے ساتھ۔

10. ایک لفظ سے حقیقت اور مجاز دونوں مراد لینا

"كتاب بدء الوحي، باب"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت حدیث ہرقل لائے ہیں جس میں ہے کہ دحیہ قلبی نے نبی کریم ﷺ کے حکم مطابق ایک خط متعلقہ آدمی تک پہنچایا تھا۔ اس حدیث میں ایک جگہ پر لفظ ہیں: "صاحب إيلياء و هرقل"

اب یہاں پر یہ اختلاط ہو گیا ہے کہ صاحب کا لفظ "إيلياء" کے ساتھ منسلک ہے یا "هرقل" کے ساتھ۔ دراصل لفظ صاحب دو معنیٰ دے رہا ہے۔ ایک حقیقی اور ایک 'مجازی' امیر ایلیاء کے لیے مجاز ہے اور "هرقل" کے لیے حقیقت ہے۔ یعنی ایک لفظ سے بیک وقت حقیقت اور مجاز دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اسی بنا پر باب کو بالکل خالی چھوڑ دیا ہے اور کسی قسم کا بھی تبصرہ بھی نہیں فرمایا امام صاحبؒ کا اسلوب ہے کہ جہاں پر وہ کسی اصولی اختلاف سے بچنا چاہتے ہوں یا کسی ترجیح کا فیصلہ نہ کر پا رہے ہوں وہ یہی انداز اختیار فرماتے ہوں۔ واضح رہے کہ احناف رفع یدین کا اس اصول سے متعلق شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

"إرادة المعنيين الحقيقي والمجازي من لفظ واحد" اور چیز ہے۔

اور "إرادة المعني الشامل للحقيقة والمجازية" اور چیز ہے۔

دوسرے قانون میں مجاز اس قدر وسیع ہوتا ہے کہ حقیقی معنی اسکے اندر شامل ہوتا ہے جبکہ پہلے قانون میں نہیں ہے۔

11. اسم کُل کا اطلاق مجازاً بعض پر جائز ہے

"كتاب الحج، باب فضل مكة وبنيانها"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں حطیم بیت اللہ کے کتنے حصے تک ہے سے متعلق بحث موجود ہے۔ دراصل عبد اللہ بن زبیرؓ جب کعبہ کو دوبارہ تعمیر کیا تو اس میں حطیم کا وہ حصہ بھی شامل کر دیا جو کہ قریش نے چھوڑ دیا تھا۔ اس کے بعد حجاج بن یوسف نے دوبارہ کعبہ کو گرا کر قریش کی بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ کسی بھی روایت میں صراحتاً نہیں آتا کہ پورا حطیم ابراہیم علیہ السلام کے بنائے گھر کا حصہ ہے۔ اور عام طور پر حطیم سمجھے جانے والے مکمل حصے پر حطیم کا لفظ بولا جاتا ہے حالانکہ یہ مکمل حصہ حطیم میں شامل نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اسم کل کا اطلاق بعض پر لازم یا شائع ہے۔[24]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

تاویل

لغوی تعریف

لفظ تأویل لغوی طور پر آل، یؤول سے مأخوذ ہے۔ جس کا معنی "رجع" ہے۔ تاویل آخری انجام کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: آل الأمر إلیٰ کذا معاملہ فلاں کی طرف لوٹ گیا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے: مآل هذا الأمر. اس امر کا انجام۔ (25)

اصطلاحی تعریف

اصولیوں کے ہاں تاویل کا معنی ہے کہ لفظ کسی مضبوط دلیل کی بنیاد پر اس کے ظاہری معنی سے کسی معنی مراد کی طرف پھیر دینا۔

صاحب المہذب تاویل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهو حمل اللفظ علیٰ غیر مولود له الظاهر منه مع احتماله له بدلیل یعضده " (26)

تأویل سے مراد کسی لفظ کو اسکے ظاہری مدلول سے کسی مضبوط دلیل کے ساتھ احتمالی معنی پر محمول کر" نا ہے۔

امام شوکانیؒ لکھتے ہیں:

"صرف الکلام عن ظاهره إلیٰ معنی یحتمله، أو حمل الظاهر علی المحتمل المرجوح" (27)

کلام کو اس کے ظاہر سے محتمل معنی کی طرف پھیر دینا یا ظاہر کو محتمل مرجوح معنی پر محمول کرنا۔

تاویل کیلئے دلیل کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر کوئی تاویل دلیل کے بغیر ہو تو وہ ساقط اور غیر معتبر ہے۔ کیونکہ کسی لفظ کو محض تخمین و ظن کی بنیاد پر اس کے ظاہری معنی سے پھیر دینا تاویل فاسد ہے۔ (28)

بسا اوقات متکلم کسی شے کو دلیل سمجھتا ہے۔ لیکن نفس الامر میں وہ دلیل نہیں ہوتی۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"ہر تاویل دلیل سے قابل قبول نہیں ہوتی بلکہ اس میں معاملہ مختلف فیہ ہے اور اس میں کوئی ضابطہ بھی نہیں ہے۔ دلیل کبھی قرینہ ہوتا ہے، کبھی کوئی دوسرا ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قیاس راجح ہوتا ہے۔ جب دونوں احتمال مساوی ہوں تو ترجیح دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر احتمال قریبی جو اس میں قریبی دلیل ہی کفایت کر جاتی ہے، اور اگر احتمال بعید ہو تو اس کے لیے کوئی قوی اور مضبوط دلیل لانا ضروری ہے۔" (29)

تاویل کی انواع

تاویل کی تین انواع ہیں۔ ان تینوں انواع کے اختلاف کے ساتھ ساتھ دلیل بھی مختلف ہوتی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ تاویل قریب

یعنی مأول الیہ معنی انتہائی قریب ہو۔ اس کے لیے معمولی سی دلیل بھی کافی ہو جائے گی۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ ﴾ (30)

اس آیت مبارکہ کا ظاہری معنی کو نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ہے۔ مگر اس کو دوسرے معنی کی طرف پھیر دیا گیا ہے جس کا یہ لفظ احتمال رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ: "إذا عزمتم علىٰ أداء الصلاة" "جب تم نماز ادا کرنے کا عزم کرو۔

جس دلیل نے اس احتمال کو راجح قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکلفین سے نماز شروع کرنے کے بعد وضوء کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وضوء تو نماز کی صحت کے لیے شرط ہے اور شرط کا مشروع سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ یہ ایک قریبی معنی ہے جو سامع کے فہم میں جلدی جلدی آجاتا ہے۔ (31)

2 ۔ تاویل بعید

یعنی مؤول الیہ معنی بعید ترین ہو۔ لہٰذا اس کے لیے انتہائی مضبوط اور قوی ترین دلیل کا پایا جانا ضروری ہے۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَٱمْسَحُواْ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ ﴾ (32)

بعض لوگوں نے اس آیت مبارکہ کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد پاؤں کا مسح کہے۔ نیز انہوں نے اپنے اس نظر کی تائید میں "وأرجلكم" میں بکسر اللام کی قراءت سے دلیل پکڑی ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ میں پاؤں کو دھونا ہی ثابت ہے۔ لہٰذا یہ بعید ترین تاویل ہے۔

3 تاویل متوسط

یعنی مؤل الیہ معنی متوسط ہو۔ لہٰذا یہ تاویل بھی متوسط درجہ کی دلیل کی محتاج ہے۔ (33)

تاویل کی شروط

کوئی بھی تاویل اس وقت تک قابل قبول اور معتبر نہ ہو گی جب تک اس میں مندرجہ ذیل شروط نہ پائی جاتی ہوں۔

1. متأول (تاویل کرنے والا) اس کا اہل ہو۔
2. وہ لفظ تاویل کے قابل ہو، یعنی وہ لفظ اپنے ظاہری اور محتمل معنی میں واضح ہو۔
3. لفظ کو ظاہری معنی سے محتمل معنی کی طرف پھیرنے والی دلیل راجح ہو تاکہ اس ارجحیت کی بناء پر اس لفظ کا احتمال معنی مراد لیا جاسکے۔ (34)

امام شوکانیؒ کی شرائط

امام شوکانیؒ تاویل کی شرائط نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. وہ تاویل لغت کے موافق ہو یا عرف کے استعمال میں ہو یا صاحب شریعت کی عادت ہو۔
2. کوئی ایسی دلیل موجود ہو کہ جس معنی مستحملہ پر اس لفظ کو محمول کیا جارہا ہے وہ کثیر استعمال والا نہیں ہے۔
3. جب تاویل بالقیاس ہو تو ضروری ہے کہ وہ قیاس جلی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "وہ قیاس ایسی شئے جس کے ساتھ تخصیص جائز ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصلاً قیاس کے ساتھ تخصیص جائز نہیں ہے۔[35] "

تاویل کا حکم

تاویل مقبول اور معمول بہ ہے جب اس میں شروط موجود ہوں۔ عہد صحابہ سے لے کر آج تک تمام اہل علم اس پر عمل کرتے آرہے ہیں اور کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا۔[36]

تاویل الامام بخاریؒ

امام بخاریؒ کے نزدیک لفظ کی تاویل کی جاسکتی ہے اور اس کو اس کے اصلی معنی سے پھیر کر کسی مضبوط دلیل اور قرینے کی بنیاد پر دوسرا معنی مراد لیا جاسکتا ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک ترجمہ قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب پر اور نہی تحریم پر دلالت کرتی ہے اور یہی ان کا اصلی معنی ہے، لیکن کسی قوی دلیل اور مضبوط قرینے کی بنیاد پر ان (امر اور نہی) کو ان کے اصلی معنی (وجوب اور تحریم) سے پھیرا جاسکتا ہے۔

امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے:

"باب نهى النبى ﷺ على التحريم إلا ماتعرف إباحته، وكذلك أمره" [37]

"نبی کریم ﷺ کا کسی امر سے منع کرنا حرمت پر محمول ہوگا الا یہ کہ اس کی اباحت معلوم ہو جائے اور ایسے ہی آپ ﷺ کے امر کا حکم ہے۔"

مذکورہ ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک امر وجوب پر اور نہی تحریم پر دلالت کرتی ہیں اور یہی ان کا حقیقی اور اصلی معنی ہے۔ لیکن کسی قوی دلیل مضبوط قرینے یا دلالت سیاق کے ذریعے ان (امر اور نہی) کو ان کے اصلی معنی (وجوب اور تحریم) سے پھیر کر کوئی دوسرا معنی (مثلاً اباحت و استحباب) مراد لیا جاسکتا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"قاضی ابو بکر بن طیب نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک بھی امر وجوب اور نہی تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی دلیل آجائے۔ ابن بطال فرماتے ہیں کہ جمہور کا بھی یہی قول ہے۔"[38]

امام بخاریؒ نے اپنے اس ترجمۃ الباب کی تائید میں درج ذیل احادیث و آثار نقل کیے ہیں:

1. نبی کریم ﷺ نے حج میں قربانی ساتھ نہ لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ حج قرن کی بجائے حج تمتع کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: «أهلوا وأصيبوا من النساء»

''تم حلال ہو جاؤ اور اپنی عورتوں کے پاس پہنچ جاؤ۔

چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ولم يعزم علينا لكن أحلهن لهم" (39)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر ضروری قرار نہ دیا لیکن عورتوں کو ان کے لیے حلال کر دیا۔

گویا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے کلام "ولم يعزم علينا" کے قرینے نے صیغہ امر "أهلوا وصيبوا من النساء" کو اس کے اصل معنی (وجوب) سے پھیر کر استحباب کی طرف منتقل کر دیا ہے۔

2. سیدنا اُم عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نهينا عن إتباع الجنائز ولم يعزم علينا" (40)

'' ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کر دیا گیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر لازم قرار نہ دیا۔

اس حدیث میں بھی "ولم يعزم علينا" کے قرینہ نے "نهينا عن إتباع الجنازة" میں وارد نہی کی حرمت کے معنی کو پھیر کر مباح کی طرف منتقل کر دیا ہے۔

3. سیدنا عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صلوا قبل صلاة المغرب قال في الثالثة: لمن شاء» (41)

تم نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو، تیسری مرتبہ فرمایا: جو چاہے۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی "لمن شآء" کے قرینے نے "صلوا" میں وارد امر کے وجوب کو استحباب کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ یعنی یہاں امر اپنے اصلی معنی وجوب کیلئے نہیں ہے بلکہ اپنے احتمالی معنیٰ پر دلالت کر رہا ہے۔

خصوصی جائزہ

1. قوی دلیل کے بغیر خاص لفظ کی کوئی بھی تاویل قبول نہیں کی جائے گی

"كتاب الزكوة، باب زكوة الغنم"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت لمبی حدیث لائے ہیں جس میں زکوۃ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے اور کسی بھی جگہ خاص کے لفظ کی تاویل کا ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا گیا۔ حتیٰ کہ جو باب منعقد فرمایا ہے اس میں بھی زکوۃ الغنم کے لفظ ہیں۔ اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں وہ باب کے عین مطابق ہے۔ اور کوئی بھی اشارہ نہیں دیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ غنم سے شاۃ کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لے رہے ہیں۔ اس سے ضمناً ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جو ذات سے مراد قیمت لیتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تاویل بعید ہے اور لفظ شاۃ خاص ہے۔ اور اس کے لیے انتہائی مضبوط دلیل کی ضرورت ہے۔ (42)

2. محض عقلی احتمال کی وجہ سے خاص کو اس کے ظاہری معنی سے نہیں پھیرا جا سکتا

"كتاب الطلاق، باب الظهار... فمن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ اس ترجمۃ الباب سے جہاں مذکورہ بالا اصول ثابت کرنا چاہتے ہیں وہیں ان لوگوں کو فرمانا چاہتے ہیں جو اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے اس کا مفہوم کچھ یوں لیتے ہیں: فإطعام طعام ستين مسكينا"

اور وہ کہتے ہیں کہ اگر روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے اور ساٹھ دن تک کھلایا جائے تب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن یہ مفہوم لینے سے "ستون مسكينا" کے حقیقی معنی بدل دجائیں گے۔ علاوہ بریں یہ مفہوم لینے لفظ 'طعام' کے ظاہر کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے اور اس کے لیے ایک مفعول بھی لانا پڑتا ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔

3. عقائد، اصول دین اور صفات باری تعالیٰ میں کسی قسم کی تاویل جائز نہیں

صحیح بخاری کے مطالعے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام صاحبؒ نے کسی بھی مقام پر عقائد، اصول دین اور صفات باری تعالیٰ کے بارے میں کسی بھی قسم کی تاویل نہیں کی کہ شارع کی طرف سے کوئی دلیل آجائے۔

---

1 العدة في أصول الفقه:ص 172

2 المعتمد في أصول الفقه:1/ 29

3 الشيرازي، أبو إسحاق أبراهيم بن علي بن يوسف الفيروزآبادي (م476هـ)، التبصرة في أصول الفقه: ص178، طبع دار الفكر، دمشق، 1403هـ/ 1983ء

4 تفتازاني، سعدالدين مسعود (م 792هـ)، التلويح علي التوضيح: ص73، کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، کراچی،1400هـ

5 جواهر البلاغة في المعاني والبيان: ص 219، المتكتبة العصرية، بيروت

6 النساء 4 : 2

7 يوسف 12 :36

8 يوسف 12 :82

9 البلد 90 : 13

10 المهذب: 1/ 111

11 النساء 4 : 43

12 كشف الأسرار شرح أصول البزدوي: 2/ 77

13 النساء 4 : 43

14 أصول الشاشي: ص77

15 أيضا

16 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب لا تستقبل القبلة بغائط أو بول، رقم الحديث: 144

17 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، رقم الحديث: 172

18 صحيح البخاري: كتاب الاستيذان، باب يسلّم الصغير علي الكبير، رقم الحديث:6234

19 صحيح البخاري: كتاب التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربّه، رقم الحديث:7536

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، رقم الحديث:831

21 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، رقم الحديث:722

22 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب لايتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، رقم الحديث:585

23 صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب6، رقم الحديث: 7

24 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب فضل مكة وبنيانها، رقم الحديث: 1586

25 التركي، عبد الله بن عبد المحسن، أصول مذهب الإمام أحمد: 118، مؤسسة الرّسالة، بيروت، الطبعة الرابعة، 1416هـ/ 1996ء

26 المهذب: 3/ 1205

27 إرشاد الفحول: 2/ 589

28 تيسيرالتحرير:1/ 143؛ الإحكام للآمدى: 3/ 53

29 المستصفىٰ: 1/ 158

30 المائدة 5 : 6

31 المهذب: 3/ 1206

32 المائدة 5 : 6

33 المهذب: 3/ 1207

34 الإحكام للآمدي: 3/ 54

35 إرشاد الفحول: 2/ 590

36 المهذب: 3/ 1211

37 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب نهى النبى ﷺ على التحريم ...

38 فتح الباري: 16/ 416

39 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب نهي النبي ﷺ علي التحريم ...

40 صحيح البخارى: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب نهي النبي ﷺ علي التحريم ...

41 صحيح البخارى: كتاب التهجّد، باب الصّلاة قبل المغرب، رقم الحديث: 1183

42 صحيح البخارى: كتاب الزّكوة، باب زكٰوة الغنم ، رقم الحديث: 1454

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③

سلیٹی سوم

لفظ کی دلالت... 'جلی اور خفی ہونے' کے اعتبار سے

مبحث اول: نص و ظاہر

مبحث دوم: مجمل و مبین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

نص

تمہید

ہر لفظ اپنا معنیٰ دو طرح سے بتاتا ہے: واضح طور پر یا مخفی طور پر۔ اسے اصطلاح میں دلالت کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے لفظ کی دو قسمیں ہیں: واضح الدلالت اور غیر واضح الدلالت۔ یعنی لفظ کی ایک قسم اپنے معنی یا اپنی مراد کو واضح اور صاف طور پر بتاتی ہے، جبکہ دوسری قسم میں معنی واضح نہیں ہوتا۔ شافعی فقہاء کے نزدیک واضح اور غیر واضح الدلالت لفظ کی کل تین قسمیں ہیں:

1۔ نص 2۔ ظاہر 3۔ مجمل

'اجمال' کے ساتھ چونکہ 'بیان' کا بھی لازمی تعلق ہے اس اعتبار سے فصل کو ہم نے دو مباحث میں تقسیم کیا ہے:

1۔ نص و ظاہر 2۔ اجمال و بیان

نص کی تعریف

لغت میں 'نص' بمعنی 'بلندی' مستعمل ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

"نصت الظبية جيدها أي رفعته" [1]

"ہرنی نے اپنی گردن بلند کی"۔

معروف شاعر امرؤالقیس کا شعر ہے:

وجيد كجيد الريم ليس بفاحش إذا هي نصته، ولا بمعطل [2]

"اس کی لمبی گردن ہرنی کی گردن کی مانند ہے، جو نہ تو حد سے متجاوز ہے اور نہ ہی بے ڈھنگی ہے، جب اسے کھڑا کرتی ہے۔"

اس سے دلہن کی کرسی کو "منصة العروس" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ دلہن اس کرسی پر بیٹھ کر سب کے سامنے نمایاں ہو جاتی ہے۔ [3]

اصطلاحی تعریف

اصولیوں نے نص کی متعدد تعاریف کی ہیں، مثلاً

"ما يفيد بنفسه من غير احتمال" [4]

نص سے مراد وہ عبارت ہے جو احتمال کے بغیر اپنا معنی خود دے۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ﴾ [5]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا مام غزالیؒ نص کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إنه ما يتعين معناه بحيث لا يحتمل غيره"

"نص سے مراد وہ کلام ہے جس کا معنی اس اعتبار سے متعین ہو کہ اس میں معنی غیر کا احتمال نہ ہو" "الذي لا يحتمل التأويل" "وہ کلام ہے جو تاویل کا احتمال نہ رکھے" "ما لا يتطرق إليه احتمال" "وہ کلام ہے جس میں احتمال کی کوئی گنجائش نہ ہو۔" یہ سب تعریفات متقارب المعنی ہیں[6]۔

امام ابویعلیٰ ؒ نص کی متعدد تعاریف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مناسب ہو گا کہ نص کی تعریف یوں کر دی جائے:

"النص ما كان صريحا في حكم من الأحكام، وإن كان اللفظ محتملا في غيره وليس من شرطه ألا يحتمل اللفظ إلا معنى واحداً" [7]

"نص وہ ہے جو احکام میں سے کسی حکم میں صریح ہو اگرچہ لفظ اس کے علاوہ کسی دوسرے معنی کا احتمال رکھتا ہو۔ اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ لفظ فقط ایک ہی معنی کا محتمل ہو۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ﴾ [8]

دوسری جگہ فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ [9]

شریعت میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں: مثلاً

﴿لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ﴾ [10]

یہ آیت مبارکہ عدت کی مقدار میں نص ہے۔ اگرچہ دیگر معانی میں محتمل ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

« فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنْ الْإِبِلِ فَمَا دُونَهَا مِنْ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ: شَاةٌ، إِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ: فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ » [11]

"چوبیس یا اس سے کم اونٹوں میں، ہر پانچ میں ایک بکری ہے، اور پچیس سے پینتیس تک اونٹوں میں ایک بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی) ہے۔"

یہ حدیث زکوٰۃ کے نصاب اور فرض کی تقسیم میں نص ہے۔

اطلاق نص

بسا اوقات نص کا اطلاق ظاہر پر ہوتا ہے، جیسا کہ ہمارے اصحاب شافعی [120]

اسی طرح وحی بھی نص کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں ہماری مراد یعنی کتاب و سنت کی مطلقاً نصوص۔ یہی دونوں دین کی اصل اور بنیاد ہیں۔ تمام اصول اور ادلہ انہی دو سے ہی مستنبط ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ اور نص کا مقام و مرتبہ

امام بخاریؒ کے نزدیک استدلال میں نص کا مرتبہ سب سے مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی معروف کتاب صحیح بخاری کو "باب بدء الوحی" سے شروع کیا ہے، کیونکہ وحی سے مراد کتاب و سنت ہے اور انہی دونوں پر ہی نص کا اطلاق ہوتا ہے۔ گویا کہ امامؒ اپنی کتاب کو سب سے مقدم کرکے اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجتے وقت جو یہ فرمایا تھا:

﴿ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ [130]

"ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔"

وہ ہدایت ہم تک بذریعہ وحی پہنچ چکی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس عنوان کے تحت مندرجہ احادیث کے ذریعے یہ بتلا دیا کہ پیغمبر کے ہر ہر فعل پر وحی کا اطلاق ہوتا، یعنی پیغمبر کا کوئی کام وحی کے بغیر نہیں ہوتا۔ گویا اس عنوان کو قائم کرکے واضح کر دیا کہ ہدایت کا سرچشمہ و منبع حقیقی وحی ہی ہے۔ [14]

اسی طرح امام بخاریؒ نے نص اور وحی کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتے ہوئے، "كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة" کا عنوان قائم کیا ہے اور اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ حقیقی نجات کے لیے کتاب و سنت کو تھامنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس عنوان میں لفظ 'الاعتصام' قرآن مجید کی آیت مبارکہ ﴿وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا﴾ سے لیا ہے۔ [15]

امام کرمانیؒ رقمطراز ہیں کہ یہ ترجمہ ﴿ وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا ﴾ سے مستنبط ہے، کیونکہ حبل سے استعارتاً کتاب و سنت مراد ہیں۔ جس طرح رسی پانی جیسے مقصود تک پہنچا دیتی ہے اسی طرح کتاب و سنت بھی ثواب اور نجات جیسے مقصود کا سبب اور ذریعہ ہیں۔ [16]

امام بخاریؒ نے اس عنوان کے تحت درج احادیث سے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ ان کے نزدیک وحی (کتاب و سنت) ہی مصدر حقیقی ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی دوسری طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة

ابو الاشبال صغیر احمد شاغف اس عنوان پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"امام بخاریؒ نے یہ عنوان قائم کرکے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دراصل قرآن و سنت رسول ﷺ دونوں کا منبع ایک ہی ہے اور دونوں کی ابتداء اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتی ہے۔ پھر ان دونوں کا نزول صدور بھی ایک ہی شخصیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہے۔ لہٰذا مسلمہ کو شیطان کے دھوکے میں آکر کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسنت کے درمیان فرق کرنے کے لیے موشگافیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیاہے۔ بلکہ اسے کفر قرار دیاہے۔"

ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيۡنَ ٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيَقُولُونَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٖ وَنَكۡفُرُ بِبَعۡضٖ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيۡنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴾ (17)

" جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں ، اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں، اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے، اور کفر وایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں"

امام بخاریؒ نے اس کتاب میں بقول حافظ ابن حجرؒ 22 تراجم ذکر کی ہیں۔ جن میں سے 26 معلق ہیں جبکہ دیگر موصول ہیں۔ امام بخاریؒ نے یہ عنوان قائم کرنے کے بعد ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن میں کتاب و سنت کو تھامنے کا تذکرہ ہے۔ (18)

ظاہر

لغوی طور پر ظاہر کا معنی کسی شے کا واضح ہونا ہے۔ (19)

اصطلاحاً ظاہر سے مراد وہ لفظ ہے جس کا مطلب کسی قرینہ کی مدد کے بغیر از خود واضح ہوتا ہو تعلاس کی اصطلاحی تعاریف کی گئی ہیں جن میں سے چند معروف درج ذیل ہیں:

"الظاهر هو اللفظ الذي ظهر معناه بنفسه" (20)

ظاہر سے مراد وہ لفظ ہے جس کا معنی اس سے خود بخود ظاہر ہو رہا ہو۔

"المتردد بين أمرين، وهو في أحدهما أظهر" (21)

" جو لفظ دو امور میں متردد ہو اور وہ ان دونوں میں سے ایک معنی میں زیادہ واضح ہو۔

"هو ما دلَّ على معنى مع قبوله لإفادة غيره إفادة مرجوحة" (22)

جو ایک معنی پر دلالت کرے، اس کے علاوہ ایک مرجوح معنی کا بھی فائدہ دے۔

"ما دل دلالة ظنية: إما بالوضع كالأسد للسبع المفترس، أو بالعرف كالغائط للخارج المستقذر" (23) "جو ظنی دلالت کرے یا تو وضعی طور پر جیسے شکار کرنے والے درندے کو اسد کہہ دینا یا عرفی طور پر جیسے (پیٹ سے) نکلنے والی گندگی کو غائط کہہ دینا۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کا مفہوم

ظاہر سے مراد وہ لفظ ہے جو مطلب کسی قرینہ کے بغیر خود بخود واضح ہوتا ہے خواہ اس لفظ کے ظاہر معنی مقصود نہ ہوں۔[24] جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ﴾

"اللہ نے تجارت کو حلال اور سُود کو حرام قرار دیا ہے۔ "

یہ آیت مبارکہ تجارت کی حلت اور سُود کی حرمت میں ظاہر ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی "أحل" اور "حرم" کے الفاظ سے ظاہر ہیں اور کسی خارجی قرینہ کے بغیر سمجھ میں آتے ہیں لیکن اس آیت مبارکہ کے سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل مقصود یہ معنی نہیں ہے بلکہ اصل مقصود یہاں تجارت اور سُود کے درمیان مماثلت کی نفی ہے اور یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے جواب میں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی سُود کی مانند ہی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ ﴾[25]

" جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو، تین یا چار سے نکاح کر لو۔ "

یہ آیت مبارکہ اس امر کے بتلانے میں ظاہر ہے کہ غیر محرم عورتوں سے نکاح کرنا حلال لیکن سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی مقصود اصلی نہیں ہیں۔ اس آیت کے نزول کا اصل مقصد چار بیویوں تک ازدواج کی اجازت دینا ہے۔

ظاہر پر عمل کرنے کا حکم

لفظ کے ظاہری معنی پر اس وقت تک عمل کیا جاتا ہے جب تک کوئی ایسی دلیل موجود نہ ہو جو اس لفظ کو ظاہری معنی سے ہٹا کر کسی دوسرے معنی کی طرف لے جائے۔[26] کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کو اسکے ظاہری معنی سے اس وقت تک نہ پھیرا جائے جب تک کوئی دلیل اسکی متقاضی نہ ہو۔[27]

نص اور ظاہر میں فرق

امام شافعیؒ کے نزدیک نص کا اطلاق ظاہر پر ہو سکتا ہے۔[28] مگر جمہور اصولیوں کے ہاں نص اور ظاہر میں فرق ہے۔ نص سے مراد وہ لفظ ہے جس کا مطلب کلام میں اصل مقصود ہوتا ہے جبکہ ظاہر سے مراد وہ لفظ ہے جس کا مطلب کلام میں اصل مقصود نہیں ہوتا بلکہ صرف ایک ظاہری معنی ہوتا ہے۔[29]

ظاہر اور نص کی تاویل

ظاہر اور نص میں سے ہر ایک کی تاویل ہو سکتی ہے یعنی دلیل مل جانے پر ان کو کسی دوسرے معنی کی طرف پھیرا جا سکتا ہے، جیسے اگر وہ مطلق ہو تو اسے مقید اور عام ہو تو خاص کر دینا۔ نیز ظاہر اور نص منسوخ بھی ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کی اقسام

ظاہر دو قسمیں ہیں:

ا۔لفظ ظاہر جس کا معارض پایا جانا ممکن ہو جیسے عام، مطلق، امر اور نہی۔

ب۔لفظ ظاہر جس کا کوئی معارض نہ ہو جیسے خاص، مقید وغیرہ۔ (30)

پہلی قسم پر عمل کرنے میں اختلاف

ظاہر کی پہلی قسم (جس کا معارض پایا جانا ممکن ہو) پر عمل کرنے میں اہل علم کی دو آراء ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف) ایسا ظاہر جس کا معارض پایا جاتا ہو۔ اس کا معارض تلاش کرنے سے پہلے اس پر عمل کرنا منع ہے گویا کہ عام پر عمل کرنا منع ہے جب تک کہ اس کا مخصص تلاش نہ کر لیا جائے۔ اسی طرح مطلق پر عمل کرنا منع ہے جب تک کہ اس کا مقید نہ تلاش کر لیا جائے۔ اسی طرح امر پر عمل کرنا منع ہے جب تک کہ اس امر کے بارے میں یہ تلاش نہ کر لیا جائے کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہے جو اس امر کو وجوب سے استحباب یا مباح کی طرف پھیر رہا ہو۔ یہ جمہور اصولیوں کی رائے ہے۔ [31]

ب) ایسے ظاہر اپنے معارض تلاش کرنے سے قبل عمل کیا جا سکتا ہے۔ یہ رائے امام صیرفی، ابو اسحاق الاسفرائینی، ابو اسحاق الشیرازی، امام رازی، امام بیضاوی اور ابن تیمیہ رحمہم اللہ ہے۔ امام شوکانی کا میلان بھی اس طرف ہے۔

اگرچہ امام غزالی، آمدی اور ابن حاجب رحمہم اللہ نے نص مخصص کی تلاش سے پہلے عام پر عمل نہ کرنے کے قاعدے پر اجماع نقل کیا ہے لیکن اس اجماع میں نظر ہے، کیونکہ متعدد اہل علم اس کے مخالف بھی موجود ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم گزشتہ سطور میں کر چکے ہیں۔ [32]

دوسری قسم پر عمل کرنے سے اہل علم کی آراء

وہ ظاہر جس کا کوئی معارض نہ ہو جیسے خاص، مقید وغیرہ تو اس پر عمل کرنے کے وجوب کے بارے میں کسی اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ تکلیف کا یہی تقاضا ہے اور اس میں کسی احتمال کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔ اگر ایسے ظواہر پر عمل نہ کیا جائے تو نصوص معطل ہو جائیں گی۔ (33)

نص و ظاہر امام بخاریؒ

1. منزل کا اٹھانا اور حرکت دینا ہے

"كتاب الحج، باب السير إذا دفع من عرفة"

امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب میں لفظ نص کی مختلف ائمہ کے اقوال کی مدد سے تشریح فرمائی ہے۔ انھوں نے سب سے پہلے ہشام کا قول نقل فرمایا ہے کہ لغوی اعتبار سے نص کا مطلب چوپایے کو حرکت دینا ہوتا ہے۔ اور چلنے کی تیز ترین رفتار کو بھی نص کہتے ہیں۔ اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں اس کی وضاحت اس طرح ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصّ" "پہلے نبی کریم ﷺ درمیانی رفتار سے اونٹ کو چلاتے تھے پھر جب کھلی جگہ آجاتی تو اونٹ کی رفتار بڑھا دیتے۔ (34) "

2.نص وہ ہوتی ہے جس میں احتمال نہیں ہوتا اور نہ کسی قسم کی تاویل کی گنجائش ہوتی ہے

"كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها "

امام بخاریؒ نے یہاں باب کو اس انداز میں منعقد فرمایا ہے کہ کسی احتمال کی گنجائش نہیں اور عین اسکے مطابق حدیث بھی لائے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ﷺ نے فرمایا:

"خواتین میں سے سب سے بہترین عورتیں سیدہ مریمؑ سیدہ خدیجہؓ الکبریٰ ہیں۔"

یہاں پر خدیجۃ الکبریٰ سے مراد ام المومنین (نبی کریم ﷺ کی بیوی) اور سیدہ مریم سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں، ان کے علاوہ اور خواتین مراد لینا ممکن نہیں ہے۔ اور کسی بھی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ (35)

3. نص مفہوم موافق سے برتر ہوتی ہے

"كتاب الصلاة، باب الصلاة إلي الأسطوانة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

"فإني رأيت النبي ﷺ يتحرى الصّلاة عندها"

یعنی نبی کریم ﷺ کی کوشش ہوتی کہ اس ستون کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جائے۔ اب یہ الفاظ حدیث میں مذکور ستون کیلئے بالکل واضح ہیں ان میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے۔ اور نص وہی ہوتی ہے جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ جبکہ مفہوم موافق میں متعدد احتمالات ہو سکتے ہیں۔

ان الفاظ سے بالبداہت نص کی مفہوم سے برتری ثابت ہو گئی۔ (36)

4. نص ظاہر سے اولیٰ ہے

"كتاب الجهاد والسير، باب الخيل لثلاثة ..."

امام صاحبؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ نبی ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ لوگ گھوڑے پالتے ہیں اس میں ثواب کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے اسے تین قسموں میں بیان فرما دیا۔ اس کے بعد اسی وقت آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس سلسلہ میں گدھوں کا کیا حکم ہے؟ جناب ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:

"اس بارے میں بطور خاص مجھ پر کچھ نازل نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ ۝٨ ﴾ (37)

" پھر جس نے بذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔"

یعنی آپ نے خاص دلیل کی نفی فرمائی ہے لیکن دیگر اصولوں سے مسئلہ کا جواب دیا ہے۔

آپ ﷺ کے فرمان میں اصول فقہ کی دو اصطلاحات کی طرف اشارہ موجود ہے: قیاس 2 ۔ استدلال ہر ا بظو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعموم

کیونکہ پیغمبر ﷺ پر آپ کی اپنی تشریح کے مطابق گدھوں سے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا کہ آپ بطور خاص ان کا حکم بیان فرماتے۔ لیکن آپ ﷺ کے ارشاد سے اصول فقہ کی دونوں اصطلاحات ثابت کی جا سکتی ہیں۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نص دلالت میں ظاہر سے اولیٰ ہوتی ہے۔ اگر گدھوں کا خاص حکم نازل ہوتا تو استنباط یا استدلال فرمانے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔[38]

5. نص میں احتمال کی صورت میں ظاہر پر عمل جائز ہے

"كتاب التفسير، باب ﴿ ولا تصل علىٰ أحد منهم مات أبدا ولا تقم علىٰ قبره ﴾

امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی منافق کا نماز جنازہ پڑھا تھا۔ حضرت عمر نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ منافق کا جنازہ پڑھائیں گے اللہ تعالیٰ نے کیلئے بخشش مانگنے سے منع فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْ﴾ لہٰذا میں ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کرلوں گا۔

یہاں پر پیغمبر ﷺ نے ظاہر سے استدلال فرمایا۔ امام بخاریؒ کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ چونکہ عبد اللہ بن ابی کے بارے میں اس وقت تک کوئی نص موجود نہیں تھی اور نہ ہی بطور خاص اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا تھا، لیکن حضرت عمرؓ نے نص کے اندر پیدا ہونے والے احتمال کو صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے موقف کو پیش کیا۔ لیکن پیغمبر ﷺ نے اس احتمال سے اپنے فعل کا جواب ثابت فرمایا۔ جس کی تصدیق بعد میں ذاتِ اقدس کی طرف سے کر دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾[39]

" اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی تم نہ نماز جنازہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔"[40]

یہ آیت ظاہر کے مقابلہ میں نص ہے۔ اور یہی امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

6. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیاس سے ظاہر کی تاویل کے قائل تھے

"كتاب الصّوم ، باب الحجامة والقيء للصائم"

امام بخاریؒ اس باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استدلالات کو بیان فرما رہے ہیں اس میں رضی اللہ عنہ ہریرہ کے الفاظ ہیں:

"إذا قاء فلا يُفطر" "یعنی قے کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس حدیث کا ظاہر دلالت کر رہا ہے کہ از خود قے ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ رضی اللہ عنہ کے مظاہر حدیث کی تاویل قیاس سے فرمائی کہ قے کرنے والا اپنے جسم سے کوئی چیز خارج کرتا ہے داخل نہیں کرتا۔ اور خارج کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس مسئلہ میں صحابہ کے درمیان اختلاف تھا لیکن یہ بات بالکل واضح کہ صحابہ کرام ظاہر کی تاویل بذریعہ قیاس کرتے تھے۔[41]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

مجمل

لغوی تعریف

لغت میں 'مجمل' مبہم کو کہتے ہیں[42] ہر ایسے ملے کو مبہم کہا جاتا ہے جس کا معنی عقل میں نہ آئے۔

اصطلاحی تعریف

"وهو اللفظ الذي لا يفهم منه عند الإطلاق شيء" [43]

"مجمل وہ لفظ ہوتا ہے کہ اطلاق کی صورت میں اس کا مفہوم نہیں آتا۔"

الوجیز میں ہے:

"مجمل ایک ایسا لفظ ہے جس کی مراد مخفی ہو، اور جب تک بولنے والا اس کی وضاحت نہ کرے، اس کا علم نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس میں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہوتا جو اس لفظ سے متکلم کی مراد کو بتلائے۔" [44]

اجمال کے اسباب

4. بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ کسی لفظ کو نئے شرعی معنیٰ میں استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے لغوی معنیٰ اس سے مختلف ہوتے ہیں۔ جبکہ اس سے قبل وہ لفظ لغوی معنیٰ ہی میں معروف تھا۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ ﴾ [45] "نماز قائم کرو"۔

لفظ صلوٰۃ کا لغوی معنیٰ دعا ہے۔ اس آیت میں یہ لفظ اپنے لغوی نہیں بلکہ شرعی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے جسے کسی تحقیق یا غور و فکر کی بجائے شارع کی زبان اور وضاحت سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے "صلوٰۃ" کی مختلف کیفیتیں بیان کی ہیں اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اقوال و افعال مبارکہ سے صلوٰۃ کی وضاحت فرما دی ہے۔

5. اجمال کا دوسرا سبب یہ ہے کہ لفظ اجنبی اور غیر مانوس ہو۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴾ [46] "بے شک انسان کو بے صبرا پیدا کیا گیا ہے"۔

اس آیت کے لفظ 'ہلوعا' کی وضاحت اگلی آیت سے یوں ہوتی ہے:

﴿ إِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ جَزُوعًا ۝٢٠ وَإِذَا مَسَّهُ ٱلْخَيْرُ مَنُوعًا ﴾ [47] "جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے اور جب اس کو فارغ البالی حاصل ہوتی ہے تو سخت بخیل ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح قرآن میں لفظ "قارعة" استعمال ہوا ہے۔ جس کی وضاحت اگلی آیت سے ان الفاظ میں ہوئی ہے:

﴿ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡقَارِعَةُ ۝٣ يَوۡمَ يَكُونُ ٱلنَّاسُ كَٱلۡفَرَاشِ ٱلۡمَبۡثُوثِ ۝٤ وَتَكُونُ ٱلۡجِبَالُ كَٱلۡعِهۡنِ ٱلۡمَنفُوشِ ۝٥﴾ (48)

اے پیغمبر ﷺ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کھڑ کھڑ ادینے والا حادثہ کیسا کچھ ہے؟ وہ حادثہ وہ ہے جس دن لوگ ایسے پراگندہ و پریشان ہوں گے جیسے بکھرے پروانے اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔

6. اجمال کا ایک سبب خبر کے صیغہ سے امر وارد ہونا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَٱلۡجُرُوحَ قِصَاصٞۚ ﴾ (49) اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ ہے"

اس آیت میں خبر کا صیغہ امر پر دلالت کر رہا ہے۔ یہاں یہ اجمال موجود ہے کہ زخموں کی صورت میں قصاص کی خبر دی جا رہی ہے یا زخموں کی صورت میں قصاص لینے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

جمہور کے نزدیک یہ آیت قصاص کے وجوب پر دلالت کر رہی ہے۔ کچھ فقہاء کے نزدیک جب تک اس صیغہ کے معنیٰ و مراد کی وضاحت پر کوئی دلیل نہ ملے تب تک اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

مجمل کا حکم

مجمل لفظ پر اس وقت تک عمل نہیں کرنا چاہیے جب تک اس کا معنیٰ متعین نہ ہو جائے۔ معنیٰ کے تعین میں توقف کرنا چاہیے۔ جب شارع کی جانب سے ایسی وضاحت مل جائے جو مجمل کے معنیٰ کو متعین کرتی ہو اور اس میں موجود اجمال دور کرتی ہو تو اس لفظ پر عمل ہوتا ہے۔ مجمل کے معنیٰ کا تعین اور اس پر عمل میں توقف نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ تک تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں مجمل کی تفسیر و وضاحت فرما دی۔ لہٰذا اب توقف نہیں ہو گا۔ (50)

مبین

'مبین' لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کو ظاہر کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے:

"بيَّن فلانٌ كذا إذا أظهره وأوضح معناه" (51)

" بيَّن فلانٌ كذا اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اس چیز کو ظاہر کر دے اور اس کے معنی کو واضح کر دے۔

مبین کیلئے کتب اصول فقہ میں مفسر کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

مبین وہ ہوتا ہے جس کا معنی وضع کے اعتبار سے واضح ہو یا بیان کے بعد متعین ہو جائے۔ (52)

مثالیں

اللہ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ جَلۡدَةٗ ﴾ (53)

"اور جو لوگوں پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے دعویٰ پر نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسی(80) کوڑے مارو۔"

اس آیت میں لفظ "ثمانین" مبین ہے جس میں تخصیص اور تاویل کا احتمال نہیں ہے۔ یہ ایک معین عدد ہے جس میں کمی یا زیادتی ممکن نہیں ہے۔

﴿ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ خُلِقَ هَلُوعًا ١٩ إِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ جَزُوعٗا ٢٠ وَإِذَا مَسَّهُ ٱلۡخَيۡرُ مَنُوعًا ٢١ ﴾ (54)

"بے شک انسان بے صبر و بے ہمت پیدا کیا گیا ہے، جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔"

درج بالا آیات میں "ھلوعا" مجمل ہے جس کی تعیین اگلی آیت میں ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ ﴾ (55) اور نماز قائم کرو۔

اس آیت میں لفظ "الصلوۃ" مجمل ہے جس کے لغوی معنیٰ دعا کے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال سے اس کی وضاحت ہو گئی ہے اس لیے یہ لفظ مبین ہو گیا ہے۔ جس کی کوئی اور تاویل نہیں کی جا سکتی۔

مبین کا حکم

مبین میں تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہیں ہوتی یہ جس معنیٰ پر قطعی طور پر دلالت کرے اس پر عمل کرنا واجب(56) ہے۔

مجمل و مبین اور امام بخاریؒ

1. مفسر کو مجمل پر مقدم کیا جائے گا

"كتاب الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب لأن النبي ﷺ وأصحابه واصلوا و لم يذكر السحور"

امام صاحبؒ نے یہاں ایسا باب منعقد فرمایا ہے جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سحری کرنا فرض نہیں ہے کیونکہ اللہ کے نبی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وصال کرنا ثابت ہے۔ باب کا دوسرا حصہ مجمل ہے اس میں سحری کرنے یا نہ کرنے سے متعلق کوئی وضاحت موجود نہیں ہے۔ لیکن کتاب الصوم ہی میں امام صاحبؒ نے باب نمبر 48 میں ابو سعید خدریؓ کی حدیث نقل کی ہے اور اسی طرح باب نمبر 49 میں حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث لائے ہیں جن میں باب کے دوسرے حصے کی تفصیل موجود ہے۔ مذکورہ بالا باب کے تحت آنے والی حضرت عبد اللہ سے مروی حدیث کا دوسری دو حدیثوں سے تقابل کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ نے بعد والی دو حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عبد اللہؓ والی حدیث پر سحور کے عدم ایجاب کا باب باندھا پہلی پر اجمال ذکر کر کے دیگر حدیثوں کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا، کیونکہ جب تینوں حدیثوں کو ملایا جائے تو بالبداہت یہ بات سامنے آتی ہے کہ وصال سے روکنا حکم تحریمی نہیں تھا۔ اس لیے سحری کرنے کا حکم وجوب کا درجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتا۔ اس سے اندازہ امام طحاویؒ نے مجمل کے بجائے مفسر حدیث کو سامنے رکھا ہے۔ (57)

2. مفسر مبہم پر مقدم ہوتا ہے

"كتاب الزكوة، باب العشر فيما يسقي من ماء السماء و بالماء الجاري ..."

امام بخاریؒ خود فرماتے ہیں: مفسر مبہم پر مقدم ہو گا۔ پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت بلالؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ کے واقعہ کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتے ہیں:

"فضل بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کعبہ میں نماز ادا نہیں فرمائی۔ جبکہ بلالؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔"

امام صاحب کے بقول یہاں بلالؓ کے قول کو لے لیا جائے گا اور فضل کے قول کو ترک کر دیا جائے گا۔ (58)

فضل بن عباسؓ کی روایت میں ابہام موجود ہے، وہ یہ کہ وہ فعل ﷺ کی نفی کر رہے ہیں۔ جبکہ حضرت بلالؓ والی روایت سے صراحتاً اللہ کے نبی ﷺ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔

3. اجمالی طور پر تفسیر مفسر کا عین ہوتی ہے۔ مگر تفصیلاً اس کا غیر ہوتی ہے

"كتاب بدء الوحي، باب "

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ان الفاظ کے ساتھ حدیث لائے ہیں"..... حتي جاءه الحق وهو في غار حراء فجاء ه الملك ..."

یہاں پر امام بخاریؒ ایسے اصول کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس کا تعلق اصول فقہ اور بلاغت دونوں سے ہے۔ وہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ حدیث میں آنے والے لفظ "فجاء ہ" کی "ف" "تعقیبیہ نہیں بلکہ فائے تفسیریہ ہے، اور "حتی جاءہ الحق" اور "فجاءہ الملك" ایک ہی چیز کی وضاحت ہے فرق صرف اجمال و بیان کا ہے۔ کیونکہ فرشتے کا آنا وحی کے آنے کے بعد نہیں کہ تعقیب کا معنی پیدا ہو جائے بلکہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

4. مجمل کی دلالت واضح نہیں ہوتی

"كتاب الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت مسیء الصلاۃ والی روایت لائے ہیں، جس میں ایک جگہ لفظ ہیں:

"ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن"

اس حدیث کے ذکر کرنے میں امام بخاریؒ کے جہاں کئی مقاصد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجمل کے بارے میں بتایا جائے کہ اس کی دلالت واضح نہیں ہوتی۔ اور جب تک مجمل کی وضاحت نہیں آئے گی عمل ممکن نہیں ہو گا۔ اور اس روایت کی مبین یہ روایت ہے: «لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب»

جس سے پچھلی مجمل روایت کی شرح و وضاحت ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ مجمل کا بیان قرائن پر منحصر ہوتا ہے اور بسا اوقات مجمل کے ادراک میں اختلاف ہو جاتا ہے مجمل من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل الوجوہ مجمل بھی نہیں ہوتا۔[59]

5. اجمال لفظ مفرد میں بھی ہوتا ہے

"كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الأحكام التي تعرف بالدلائل"

اس باب کے تحت امام بخاری سیدہ عائشہؓ اور جبیر بن مطعمؓ کی روایات لائے ہیں۔ سیدہ عائشہؓ روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے سوال کرنے والی خاتون سے کہا "تَوَضَّئِي"

تو اس نے مزید وضاحت کے لیے پوچھا: "كيف أتوضأ بها يا رسول الله ﷺ"

یہاں پر رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے الفاظ "توضئي" میں اجمال تھا اسی وجہ سے اس خاتون کو وضاحت طلب کرنا پڑی۔

دراصل تَوَضَّئِي کا مفہوم کئی افراد کو شامل ہے۔ مثلاً نماز والا وضو، خالی ہاتھ پاؤں دھونا، استنجا کرنا یا محض رگڑ کر پاکیزگی حاصل کرنا۔ اس اجمال کی وجہ سے وہ خاتون مفہوم صحیح طور پر سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ جس کی تبیین اور وضاحت سیدہ عائشہؓ نے خود فرمائی۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مسائل پر بات کی۔ اور پھر کہا کہ یا رسول ﷺ اگر میں دوبارہ کوئی مسئلہ پوچھنے آؤں تو نہ پاؤں تو؟ ﷺ نے فرمایا: "إن لم تجديني فأتي أبا بكر"[60]

یہاں پر "لم تجدي" کے لفظ میں اجمال موجود ہے۔ جس میں متعدد احتمالات ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اس وقت مسجد یا گھر میں نہ پانا یا حقیقتاً ہی نہ پانا یعنی انتقال ہو جانا۔

مطلب یہ کہ مفرد لفظ میں بھی اجمال ہو سکتا ہے۔

6. امور وجودیہ کے علاوہ امور شرعیہ میں اجمال کی بقا کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں

"كتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے۔ اور نبی ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ وہ گھڑی بہت کم ہوتی ہے۔

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ امور وجودی یعنی جمعہ کے دن قبولیت کی ایک گھڑی کے وجود پر کوئی ابہام یا اجمال نہیں ہے۔ اختلاف صرف اس گھڑی کی تعیین میں ہے کہ اس کا وقت کون سا ہے۔[61]

---

1 لسان العرب: مادة ن ص ص؛ تاج العروس من جواهر القاموس، مادة ن ص ص

2 المعلقات السبع: ص54، المكتبة السلفية، لاهور

3 القاموس الوحيد: مادة ن ص ص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 أصول مذهب الإمام أحمد: ص101
5 البقرة 2 : 196
6 المستصفىٰ: 1/150؛ مجموع فتاوي ابن تيمية: 19/288
7 أصول مذهب الإمام أحمد: ص101
8 الطلاق 65 : 1
9 الإخلاص 112 : 1
10 البقرة 2 : 226
11 صحيح البخاري: كتاب الزكاة، باب زكوٰة الغنم، رقم الحديث: 1454
12 المهذب: 1197
13 البقرة 2 : 38
14 ابو الاشبال احمد شاغف بہاری، مقالات شاغف: ص43، کتاب سرائے، لاہور، 2006ء
15 فتح الباري: 12/ 245
16 فتح الباري: أيضاً
17 النساء 4 : 150
18 مقالات شاغف: ص 280، 281
19 أصول مذهب الإمام أحمد: ص117
20 ابن ملك، عز الدين عبد اللطيف بن عبد العزيز (801هـ)، شرح المنار: ص349، مطبعة العثمانية
21 أصول مذهب الإمام أحمد: ص117
22 أصول مذهب الإمام أحمد: ص117
23 إرشاد الفحول: 2/ 31
24 أصول الشاشي: ص72
25 النساء 4 : 3
26 شرح المنار: ص305
27 المهذب: 3/1202
28 المهذب: 3/1197
29 اصول فقہ پر ایک نظر: 2/273
30 البحر المحيط في أصول الفقه: 5/ 26
31 تيسير التحرير: 1/230
32 إرشاد الفحول: 2/ 140، 139
33 أصول مذهب الإمام أحمد: ص128
34 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب السير إذا دفع من عرفة، رقم الحديث: 1666

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

35 صحيح البخاري: كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي خديجة وفضلها، رقم الحديث: 3821
36 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب الصلاة إلي الأسطوانة، رقم الحديث: 8107
37 الزلزلة 99 : 7-8
38 صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب الخيل لثلاثة ...، رقم الحديث: 2860
39 التوبة 9 : 38
40 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ﴿ولا تصل علي أحد منهم مات... ﴾، رقم الحديث:4672
41 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم، رقم الحديث: 1937
42 أبوالمعالي عبد الملك بن عبد الله الجوينى(م478هـ)، البرهان في أصول الفقه: ص419، دار النصار، قاهرة، الطبعة الثانية، 1400هـ
43 الإحكام للآمدي: 165/2
44 الوجيز في أصول الفقه: ص352
45 البقرة 2 : 110
46 المعارج 70 : 19
47 المعارج 70 : 20
48 القارعة 101 : 3 ـ 5
49 المائدة 5 : 45
50 علم اصول فقہ ایک تعارف: 2/ 297
51 إرشاد الفحول: 2/ 13
52 تيسير الوصول إلى قواعد الأصول ومعاقد الفصول: ص166
53 النور 24 : 4
54 المعارج 70 : 19 ـ 21
55 البقرة 2 : 110
56 المعتمد في أصول الفقه: 1/ 294
57 صحيح البخاري: كتاب الصوم، بركة السحور من غير إيجاب، رقم الحديث: 1923
58 صحيح البخاري: كتاب الزكوة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء...، رقم الحديث: 1483
59 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة، رقم الحديث: 793
60 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الأحكام التي تعرف بالدلائل، الرقم: 7356
61 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، رقم الحديث: 935

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4

سلیٹی چہارم

تعارض الادلہ اور ان کا حل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

اصول فقہ کی بحثوں میں شرعی دلیلوں کے درمیان تعارض کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مسئلہ میں ایک دلیلِ شرعی کسی حکم کی متقاضی ہو اور اسی مسئلہ میں دوسری دلیلِ شرعی دوسرا حکم چاہتی ہو۔ ان معنی میں شرعی دلیلوں کے درمیان تعارض تصور فی الحقیقت کیا ہی نہیں جا سکتا، کیونکہ شریعت میں دلیلیں احکام کو بتانے کیلئے قائم کی گئی ہیں اور اسی وجہ سے ان کے مقتضیٰ پر عمل ممکن ہے اور تکلیف کی شرط پوری ہوتی ہے۔ تکلیف کی شرط یہ ہے کہ مکلّف کیلئے شرعی احکام کا جاننا اور سمجھنا ممکن ہو۔ اس صورت میں یہ بات محال ہے کہ دلائل ایک دوسرے کے مخالف ہوں اور ان کا مقصود ہی مبہم اور غیر واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جو شارع حکیم ہے، اس کیلئے شریعت میں ایسے دلائل مقرر کرنا محال ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ أَفَلا يَتَدَبَّرونَ القُرءانَ ۚ وَلَو كانَ مِن عِندِ غَيرِ اللَّـهِ لَوَجَدوا فيهِ اختِلـٰفًا كَثيرًا ﴾ [1]

"کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اِس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔"

تعارض حقیقت میں تو محال ہے لیکن مجتہدین کی رائے اور ان کی نظر کے اعتبار سے یہ محال نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک مجتہد ظاہر میں یہ سمجھے کہ کسی مسئلے میں ایک دلیل دوسرے کے مخالف ہے اور اس کا یہ سمجھنا اس کی کم فہمی، ادراک کی کمزوری اور مسئلے کے تمام دلائل اور پہلوؤں سے ناواقفیت کے سبب سے ہو۔ اس لئے اہل سنت کے ہاں یہ تعارض ظاہری ہوتا ہے کہ حقیقت میں۔ اسی وجہ سے ان کا عمومی اسلوب یہ ہے کہ وہ تطبیق وتوفیق کی کوششوں کو بروئے کار لانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔[2] تطبیق وتوفیق ممکن نہ ہونے کی صورت میں ناسخ ومنسوخ کی طرف جانے کی صورت بھی در حقیقت جمع وتوفیق سے تعلق رکھتی ہے، جس کے متعلق تفصیل 'نسخ' کی بحث کے ضمن میں اسی فصل میں آئے گی۔ تعارض الادلہ کے حل کے سلسلے میں حنفی فقہاء کا نقطہ نظر عام اصولیوں سے کافی مختلف ہے، چنانچہ اس فصل میں ہم تعارض کو حل کرنے کے حوالے سے جہاں کچھ اصول وضوابط ذکر کریں گے، وہاں خاص طور پر علمائے حنفیہ کے ہاں تعارض کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے مختلف طریق کار کی بھی نشاندہی کریں گے۔ آخر میں اس بحث میں امام بخاریؒ کے نقطہ نظر کو بھی تفصیل سے واضح کیا جائے گا، ان شاء اللہ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارض الادلہ اور ان کا حل

مجتہد کی نظر میں شرعی دلیلوں کے درمیان درحقیقت تعارض اس وقت ہوتا ہے جب دو دلیلیں قوت میں برابر ہوں، جیسے قرآن مجید کی دو آیتیں یا دو حدیثیں یا آیت اور حدیث صحیح۔ اگر یہ تعارض احادیث مبارکہ یا آثار صحابہ سے ہی دور ہو جاتا ہے کہ فلاں حکم شروع اسلام میں تھا جو بوجوہ بعد میں منسوخ ہو چکا ہے تو اس صورت کا تعلق تعارض الادلہ سے نہیں ہے۔ نسخ کی اس صورت کو نسخ صریح کہتے ہیں۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ﴾[3]

"جو لوگ تم میں سے وفات پا کر بیویاں چھوڑ جائیں وہ بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن روکے رکھیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَأُولَـٰتُ الأَحمالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعنَ حَملَهُنَّ ﴾[4]

"اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں"۔

پہلی آیت بتلاتی ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے میں حاملہ وغیر حاملہ عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، لیکن دوسری آیت بتاتی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے یعنی بچے کی پیدائش ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ دوسری آیت پہلی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے اس لیے دوسری آیت پہلی آیت کی ناسخ ہے۔ اس لیے دوسری آیت کے مطابق حاملہ عورت وضع حمل تک عدت گزارے گی، خواہ یہ مدت چار ماہ دس دن سے کم ہو یا زیادہ۔[5]

اگر صریح نسخ کی مذکورہ صورت موجود نہ ہو تو 'تعارض الادلہ' کہا جاتا ہے۔ اس تعارض کو دور کرنے کیلئے فقہا کے دو معروف منہج ہیں جن میں سے ایک طریقہ فقہائے شوافع نے اختیار کیا ہے، جبکہ دوسرا طریقہ احناف کے ہاں معروف ہے۔

شوافع کے ہاں تعارض رفع کرنے کے اُصول

شوافع کے نزدیک جب دو نصوص بظاہر متعارض محسوس ہو رہی ہوں تو درج ذیل طریقوں سے انکا تعارض دور کیا جائے گا:

1. **جمع:** اگر دو متعارض نصوص قوت میں یکساں ہوں، تو اس صورت میں مجتہد کو چاہیے کہ ان دونوں متعارض نصوص کے درمیان جمع، تطبیق اور موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرے، اس لیے کہ بہتر یہ ہے کہ دونوں شرعی نصوص پر عمل ہو اور کسی ایک نص پر عمل ترک نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيكُم إِذا حَضَرَ أَحَدَكُمُ المَوتُ إِن تَرَكَ خَيرًا الوَصِيَّةُ لِلوٰلِدَينِ وَالأَقرَبينَ بِالمَعروفِ ۖ﴾[6]

" تم پر بھی فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں کسی کے مرنے کا وقت آجائے بشرطیکہ وہ کچھ مال بھی چھوڑنے والا ہو تو وہ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے انصاف کے ساتھ وصیت کرے۔ "

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يوصيكُمُ اللَّـهُ فى أَولـٰدِكُم ۖ لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ ۚ فَإِن كُنَّ نِساءً فَوقَ اثنَتَينِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ما تَرَكَ ۖ وَإِن كانَت وٰحِدَةً فَلَهَا النِّصفُ ۚ وَلِأَبَوَيهِ لِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ مِمّا تَرَكَ إِن كانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَم يَكُن لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كانَ لَهُ إِخوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعدِ وَصِيَّةٍ يوصى بِها أَو دَينٍ ۗ ءاباؤُكُم وَأَبناؤُكُم لا تَدرونَ أَيُّهُم أَقرَبُ لَكُم نَفعًا ۚ فَريضَةً مِنَ اللَّـهِ ۗ إِنَّ اللَّـهَ كانَ عَليمًا حَكيمًا ﴾[7]

"اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے یعنی ترکہ کی تقسیم کا کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔ پھر اگر لڑکیاں ہی لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو میت کے مال متروکہ میں سے ان سب لڑکیوں کا حصہ دو تہائی ہو گا۔ اور اگر صرف ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے نصف ہو گا۔ پھر اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو میت کے مال متروکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اس میت کے کوئی اولاد نہ ہو اور صرف والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں بجائے تہائی کے چھٹے حصہ کی حقدار ہو گی۔ یہ سب تقسیم میت کی اس وصیت کو جو اس نے کی ہو، پورکرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد کی جائے گی۔ تم اپنے ماں باپ، دادا او ربیٹوں پوتوں کے بارے میں یہ نہیں جانتے کہ ان میں سے باعتبار نفع رسانی کے تم سے کون قریب تر ہے۔ یہ حصے خدا کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے واقف اور بڑی حکمت والا ہے۔"

پہلی آیت بتاتی ہے کہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کیلئے معروف طریقہ سے وصیت کرنا واجب ہے۔ جبکہ دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین، اولاد اور قریبی رشتہ داروں کیلئے میراث میں سے حصے مقرر فرما دیئے ہیں اور انہیں مورث کی صوابدید پر نہیں چھوڑا۔ اس لیے یہ دونوں آیتیں بظاہر متعارض ہیں۔ لیکن ان دونوں کے درمیان مطابقت اور موافقت پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پہلی آیت کو اس حکم پر محمول کیا جائے کہ جو والدین اور رشتہ دار کسی مانع کے سبب میراث میں سے حصہ نہ پاسکیں، مثلاً کسی کے والدین یا بعض رشتہ دار مسلمان نہ ہوں تو ان کے حق میں وصیت کرنا واجب ہے اور دوسری آیت کو اس حکم پر محمول کیا جائے کہ اس آیت میں جن ورثا کے حصے مقرر ہیں ان کو اسی طرح دے دیجائیں۔

جمع و توفیق (دو نصوص کے درمیان موافقت پیدا کرنا) کے قاعدہ میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ دو نصوص میں سے ایک نص عام ہو اور دوسری خاص، یا ایک مطلق ہو اور دوسری مقید، تو خاص سے عام کی تخصیص کریں گے اور خاص جس چیز کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں وارد ہوئی ہے اس پر اسی حد تک عمل کریں گے جس کے علاوہ دوسری چیزوں میں عام پر عمل کریں گے۔ اسی طرح مطلق کو مقید پر محمول کریں گے اور مقید پر اپنے موقع پر عمل کریں گے اور مطلق پر اس کے علاوہ دوسری چیزوں میں اسی تفصیل کے ساتھ جو ہم عام و خاص اور مطلق و مقید کی بحثوں میں آئندہ بیان کریں گے، عمل کریں گے۔ وہاں اس کی مثالیں بھی دی جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

واضح رہے کہ توفیق کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ دو نصوص میں سے ایک کی اس طرح تاویل کی جائے کہ وہ دوسری کی معارض نہ ہو۔ اس طرح بھی دلائل کا تعارض ختم ہو جاتا ہے۔

2. **نسخ:** اگر دلائل میں تطبیق و توفیق کی صورت ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں ایک مجتہد ان دونوں نصوص کی تاریخ ورود کو تلاش کرتا ہے۔ اگر اسے اپنے غور و فکر سے ان کی تاریخ کا علم ہو جاتا ہے تو وہ فیصلہ کرتا ہے کہ بعد میں وارد ہونے والی نص پہلی نص کی ناسخ ہے۔ اسے اصطلاحاتِ اصولیین میں نسخ ضمنی (حقیقت میں نسخ اجتہادی) کہتے ہیں۔
3. **ترجیح:** اگر دو متعارض نصوص کی تاریخ ورود کا علم بھی نہ ہو سکے، تو مجتہد نص کو دوسری پر ترجیح دے گا اور اس میں وہ طریقے اختیار کرے گا جو ترجیح کیلئے متعین ہیں۔ جیسے نص کو ظاہر پر ترجیح دی جائے گی۔ مثلاً جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ﴾[8]

''اور ان محرمات مذکورہ کے علاوہ باقی عورتوں کو تمہارے لیے حلال کر دیا گیا'' ہے

اس آیت کے لفظی و ظاہری معنی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان عورتوں کے علاوہ آدمی چار سے زیادہ عورتوں سے بیک وقت شادی کر سکتا ہے، لیکن آیت کے یہ ظاہری معنی دوسری آیت سے متعارض ہیں آیت یہ ہے:

﴿فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ﴾[9]

''اور عورتیں جو تم کو پسند ہوں ان میں سے دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرو''

اس آیت کی رُو سے ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، اور یہ دوسری آیت اس بارے میں نص ہے یعنی اسی مقصد کے لیے نازل ہوئی تھی، اس لیے اس کو پہلی آیت پر ترجیح دی جائے گی اور چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہو گا۔

4. **توقّف:** اگر جمع، نسخ اور ترجیح تینوں ممکن نہ ہوں تو دونوں دلیلوں پر عمل موقوف کیا جائے۔ لیکن یہ ایک فرضی صورت ہے جس کا عام طور پر وجود نہیں پایا جاتا۔[10]

احناف کے ہاں تعارض رفع کرنے کے اصول

احناف کے ہاں جب دو دلیلیں قوت میں برابر ہوں اور وہ آپس میں متعارض معلوم ہو رہی ہوں، جیسے قرآن کریم کی دو آیتیں یا دو حدیثیں تو ایسی حالت میں درج ذیل طریقوں سے ان کا تعارض دور کیا جائے گا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. **نسخ:** ایسی حالت میں مجتہد ان دونوں نصوص کی تاریخ ورود کو تلاش کرے گا۔ اگر اسے ان کی تاریخ کا علم ہو جاتا ہے تو وہ فوراً یہ فیصلہ کرے گا کہ بعد میں وارد ہونے والی نص سے پہلی نص منسوخ ہو جائے گی۔
2. **ترجیح:** اگر دلائل میں تقدیم و تاخیر کا علم نہ ہو سکے تو دلائل دیکھ کر ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔ فقہائے احناف کے ہاں ترجیح کے طریقوں میں سے بعض اہم طریقے درج ذیل ہیں:

اوّل: نص کو ظاہر پر ترجیح دی جائے گی کی مثال پیچھے شوافع کی بحث میں گزر چکی ہے۔

دوم: مفسر کو نص پر ترجیح دی جائے گی۔

جس عورت کو حیض کے علاوہ مسلسل خون جاری ہو یعنی وہ مستحاضہ ہو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«المستحاضة تتوضأ لكل صلاة»[11]

"مستحاضہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے۔"

یہ حدیث اس امر کے بارے میں نص ہے کہ مستحاضہ پر نماز کے لیے وضو کرنا، خواہ وہ ایک ہی وقت میں ہو، فرض ہے کیونکہ حدیث کے ظاہر الفاظ سے یہی معنی سمجھ میں آتے ہیں، اور اس حدیث کا مقصد بھی اصل میں اسی حکم کو بتانا ہے۔ لیکن اس میں تاویل کی گنجائش موجود ہے۔ اسی مسئلہ کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اور اسی حدیث کی یہ دوسری روایت ہے: «المستحاضة تتوضأ لوقت كل صلاة»

یعنی "مستحاضہ نماز کے ہر وقت کیلئے وضو کرے۔"

یہ حدیث پہلی حدیث کے متعارض ہے۔ پہلی حدیث کے مطابق مستحاضہ کو ہر نماز کیلئے وضو کرنا چاہیے۔ دوسری کی رُو سے نماز کے ایک وقت میں وضو کرنا چاہیے۔ یہ دوسری حدیث پہلی حدیث تفسیر کرتی ہے، یعنی اس کی تشریح و وضاحت کرتی ہے کہ مستحاضہ پر ہر نماز کیلئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ جب بھی نماز کا وقت آئے نیا وضو کرے۔ اس وقت میں چاہے جتنی نمازیں پڑھ لے۔ ان معنی میں کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی، کیونکہ یہ حدیث مفسر ہے۔ اس لیے پہلی حدیث کو ترجیح دی جائے گی اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل ہو گا۔

سوم: محکم کو اس کے ماسوا ہر قسم پر، خواہ وہ ظاہر ہو، نص ہو یا مفسر، ترجیح دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ ﴾[12]

"اور ان محرمات مذکورہ کے علاوہ عورتوں کو تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔"

محرمات کو چھوڑ کر اس آیت سے اس کے عموم کے سبب نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد شادی کی اجازت معلوم ہوتی ہے، لیکن دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ﴾[13]

اور تم کو یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ تم کو یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر کے بعد ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح" کرو۔

یہ آیت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کی حرمت کے بارے میں محکم ہے۔ اس آیت کے ان محکم معنی میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے اس آیت کو جو محکم ہے، پہلی آیت پر جو نص ہے، ترجیح دی جائے گی۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج کے ساتھ شادی کرنا حرام ہو گا۔

چہارم: جو حکم عبارۃ النص سے ثابت ہو اس کو اس حکم پر جو اشارۃ النص سے ثابت ہو، ترجیح دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَى﴾[14]

"اے ایمان والو مقتولین کے بارے میں تم پر قصاص لازم کیا گیا ہے"

دوسری جگہ ارشاد باری ہے: ﴿ وَمَن يَقۡتُلۡ مُؤۡمِنَا مُّتَعَمِّدَا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَـٰلِدَا فِيهَا ﴾[15]

"اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ وہ اس میں پڑا رہے ۔"

پہلی آیت عبارۃ النص کے طریقہ سے یہ بتاتی ہے کہ قاتل سے قصاص لینا واجب ہے۔ دوسری آیت اشارۃ النص کے طریقہ سے یہ بتاتی ہے کہ عمداً قتل کرنے والے سے قصاص لینا ضروری نہیں ہے، کیونکہ وہ سزا کے طور پر ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ یہ آیت عمداً قتل کرنے والے شخص کے لیے صرف جہنم کی سزا پر اکتفا کرتی ہے اور یہی آیت قتل عمد کی سزا کو بھی بتا رہی ہے، تو اشارۃ النص کے طریقہ سے اس آیت سے یہ بات نکلتی ہے کہ اس قاتل کو سوائے جہنم کی سزا کے کوئی دوسری سزا دینا ضروری نہیں ہے، کیونکہ یہ مشہور قاعدہ ہے کہ مقام بیان و تشریح میں اگر کسی چیز پر اکتفا کیا جائے تو وہ لمکین حصر ہوتا ہے یہ مفہوم اشارۃ النص سے نکلتا ہے اس لیے اس پر اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو عبارۃ النص سے سمجھا جاتا ہے اور وہ قصاص ہے۔ اس لیے عمداً قتل کرنے والے شخص پر قصاص واجب ہو گا۔

پنجم: جو حکم اشارۃ النص سے ثابت ہو اس کو اس حکم پر ترجیح دی جائے گی جو دلالۃ النص سے ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَن قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـًٔا فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ﴾[16]

"اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اسے ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کرنا ہے"

دوسری جگہ ارشاد باری ہے: ﴿ وَمَن يَقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَـٰلِدًا فيها ﴾[17]

"اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی جزاء جہنم ہے، جہاں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا ۔"

پہلی آیت سے عبارۃ النص کے طریقہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص غلطی سے کسی شخص کو قتل کر دے تو اس پر کفارہ واجب ہے اور اسی آیت سے دلالۃ النص کے طریقہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص کسی کو عمداً قتل کرے اس پر بھی کفارہ واجب ہو گا، کیونکہ یہ تو اس شخص سے جو خطاء سے کسی کو قتل کرے کفارہ کا زیادہ مستحق ہے۔ اس لیے کہ کفارہ کا سبب جرمِ قتل ہے اور قتلِ عمد میں یہ جرم قتل خطا کی بہ نسبت زیادہ شدید اور ہولناک ہوتا ہے۔ اس لیے قصداً قتل کرنے والے پر کفارہ غلطی سے قتل کرنے والے شخص کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ واجب ہونا چاہیے۔

دوسری آیت سے بطریق اشارۃ النص یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عمداً قتل کرنے والے شخص پر دنیا میں کوئی کفارہ نہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ آیت میں اس کیلئے دائمی جہنم کی سزا پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مقام بیان میں اس سزا پر اکتفا کرنا دوسری ہر قسم کی سزا کی نفی کرتا ہے۔ یہ مفہوم اس آیت سے اشارہ النص کے طریقہ سے معلوم ہوتا ہے اور یہ اس مفہوم سے متعارض ہے جو پہلی آیت سے دلالۃ النص کے طریقہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس لیے جو مفہوم اشارۃ النص سے نکلتا ہے وہ اس مفہوم پر قابل ترجیح ہے جو پہلی آیت سے دلالۃ النص سے نکلتا ہے۔ اس لیے عمداً قتل کرنے والے شخص پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

یہ حنفی فقہاء کا نظریہ ہے۔ شافعی فقہاء دلالۃ النص کو اشارۃ النص پر ترجیح دیتے ہیں، اس لئے قتل عمد میں بھی ان کے نزدیک کفارہ واجب ہے۔

3. **تطبیق:** اگر دو متعارض نصوص میں سے کسی کے بارے میں یہ معلوم کرنا مشکل ہو کہ کون سی نص ناسخ ہے اور جو ترجیح کے طریقے ہم نے اوپر ذکر کیے ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی اطلاق نہ ہوتا ہو اور دونوں نصوص قوت میں یکساں ہوں، تو اس صورت میں مجتہد کو چاہیے کہ دو دلیلوں میں تطبیق وتوفیق کی کوشش کرے۔ اسکی مثال پیچھے گزر چکی ہے۔
4. **سقوط:** دو متعارض نصوص میں اگر نسخ، ترجیح یا تطبیق کی کوئی صورت موجود نہ ہو تو حنیفہ کے ہاں دونوں نصوص ساقط الاعتبار ہوں گی۔ اس حوالے سے ان کا معروف ضابطہ ہے: إذا تعارضا تساقطا

☆ احناف کے ہاں اگر دلیلیں قوت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں، تو ترجیح دلیل کی قوت کی بنیاد پر دی جائے گی، اگرچہ یہ ترجیح حقیقت میں دو متعارض نصوص کے درمیان نہیں ہوگی، کیونکہ تعارض ایسی دلیلوں میں ممکن نہیں ہوتا جو قوت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں، بلکہ جو دلیلیں قوت میں ایک دوسرے کے برابر ہوں ان کے درمیان تعارض ہوتا ہے ذیل میں اس قسم کی ترجیح کے کچھ طریقے بیان کیے جاتے ہیں:

1. قرآن مجید کی آیت یا صحیح حدیث کو قیاس پر ترجیح دی جائے گی، کیونکہ قیاس ظنی دلیل ہے اور نص کی موجودگی میں اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔
2. قیاس کے مقتضیٰ پر اجماع کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ اجماع قطعی ہے اور قیاس ظنی ہے۔ ظنی میں قطعی کے ساتھ معارضہ کی طاقت نہیں ہے۔
3. متواتر حدیث کو خبر واحد پر ترجیح دی جائے گی۔
4. ایسی خبر واحد کو جسے عادل اور فقیہ نے روایت کیا ہو ایسی خبر واحد پر ترجیح دی جائے گی جس کو عادل مگر غیر فقیہ راوی نے روایت کیا ہو۔
5. اگر دو قیاس، باہم متعارض ہوں تو ان میں سے جو زیادہ قوی ہو۔ اس پر عمل کیا جائے گا یعنی جس قیاس میں علت مذکور ہو اس کو اس قیاس پر ترجیح دی جائے گی جس کی علت مستنبط کی گئی ہو یا جس قیاس کی علت تاثیر، یا حکم سے مناسبت میں دوسرے قیاس کی علت سے زیادہ قوی ہو، اس کو ترجیح دی جائے گی۔

☆ اگر دفع تعارض یا ترجیح کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی مفید نہ ہو، تو مجتہد کا فرض ہے کہ وہ ان دو متعارض دلیلوں میں سے کسی ایک سے استدلال کرنے کے بجائے کسی دوسری دلیل کو تلاش کرے جو ان سے رتبہ میں کم ہو۔ جیسے اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو نصوص کے درمیان تعارض ہو اور ترجیح ممکن ہو تو مجتہد قیاس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ (18)

☆ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح کی چھ قسمیں کی ہیں:

1. سند کے اعتبار سے
2. متن کے اعتبار سے
3. مدلول کے اعتبار سے
4. کسی خارجی امر کے اعتبار سے
5. کئی قیاسوں کے درمیان ترجیح
6. حدود سمعیہ کے درمیان ترجیح

امام شوکانیؒ نے ان سب قسموں کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، لیکن ان سب میں فقہاء کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ آخر میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ترجیح کا دارومدار مجتہد کی مسالک شریعت میں قوت نظر پر ہے۔ (19)

'تعارض الادلہ' اور امام بخاریؒ

1تعارض محض احتمال کی وجہ سے متحقق نہیں ہوتا

كتاب الوضو، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت لائے ہیں، اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل"

امام صاحبؒ ان الفاظ سے اصول کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ محض احتمال پر تعارض کی عمارت کھڑی کرنا درست نہیں ہے۔ اصل میں مالکیہ کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ کہنی اور ٹخنوں سے اوپر پاؤں میں دھونے کی نیت نہیں کرنی چاہیے ان کے نزدیک اسی موقف پر امت کا اجماع ہے، وہ اس حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں

"من زاد علي هذا فقد أساء وظلم"

یہ موقف کئی وجوہ سے صحیح مسلم کی صریح روایت کے خلاف ہے۔ جو کہ اسی فعل کے استحباب کو بیان کر رہی ہے۔ دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقف کے خلاف علما کے اجماع کا دعوی درست نہیں ہے، کیونکہ عبداللہ ابن عمر سلف سے ثابت ہے کہ وہ کہنیوں اور ٹخنوں سے اوپر دھونے کو مستحب قرار دیتے تھے۔ امام صاحبؒ اسلوب اسی ترجیح کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ کی دلیل قابل اعتماد نہیں لہذا قسم کے تعارض کا احتمال بھی باقی نہیں رہتا۔ (20)

2. جمع کے متعذر ہونے کی صورت میں معارضہ قابل عمل ہوگا

"كتاب الجمعة، باب إذا رأي الإمام رجلا جاء وهو يخطب أمره أن يصلّي ركعتين"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث لائے ہیں۔ جس ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے تو ایک آدمی آیا ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں ﷺ آپ نے فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔

کچھ لوگوں کا موقف ہے کہ خطبہ جمعہ کے دوران نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس پر وہ کچھ دلائل پیش کرتے کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے: ﴿ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾

اسی طرح ایک حدیث میں ہے: « وإذا قلت لصاحبك أنصت، وفي رواية: اجلس، فقد آذيت »

اصل میں امام بخاریؒ کا صریح باب باندھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں پر آسانی سے جمع ممکن پہلی بات یہ کہ پورا خطبہ جمعہ قرآن نہیں ہوتا۔ اور اگر اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے تو صحیح بخاری کی مذکورہ بالا حدیث سے اس کی تخصیص ہو جائے گی۔ لہٰذا یہاں پر آسانی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔[21]

3. اختلاف وہاں مؤثر ہوتا ہے جب بعض وجوہ قوی نہ ہوں

"كتاب النكاح، باب العزل"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت چار احادیث لائے ہیں جن سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ عزل کرنا جائز ہے۔ لیکن صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عزل کرنا جائز نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے عزل کو خفیہ زندہ در گور کرنا قرار دیا۔ بعض لوگ صحیح مسلم کی حدیث پر اعتراضات وارد کر کے اسے ضعیف قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اضطراب یا اختلاف اس وقت مؤثر ہوتا ہے جب اس کی بعض وجوہ قوی نہ ہوں۔ پس جب وجوہ موجود ہیں تو ان پر عمل کر لیا جائے گا کا اسلام بخاتنؒ ہے کہ وہ صحیح مسلم والی حدیث کو صحیح بخاری والی حدیث کے معارض نہیں سمجھتے اور ان دونوں حدیثوں کے درمیان جمع کے قائل ہیں۔ دراصل اختلاف اس صورت میں قادح ہو گا جب بعض وجوہ قوی نہ ہوں۔[22]

4. رفع تعارض کے تین طریقے ہیں: 1۔جمع 2۔نسخ 3۔ترجیح

5. جمع تاویل کی ایک قسم ہے اور یہ جمع کی صورت اس وقت ہو گی جب دونوں روایات قوت میں برابر ہوں

"كتاب الأشربة، باب الشرب قائما"

امام بخاریؒ اس باب میں تین احادیث لائے ہیں جن میں کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن امام صاحبؒ نے اس پر کوئی واضح حکم نہیں لگایا۔ کیونکہ دوسری طرف اس سے متعارض دلائل موجود تھے۔ متعارض دلائل یہ ہیں:

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو ڈانٹا۔

اسی طرح ترمذی کی ایک روایت میں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارا کوئی کھڑے ہو کر پانی نہ پیے اور جو بھول کر پی لے وہ قے کر دے۔

اسی طرح ایک روایت میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندے کو نبی ﷺ نے دیکھا کہ اس نے کھڑے ہو کر پانی پیا ہے تو آپ ﷺ نے کہا قے کر دے۔ اس نے کہا کس لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ بلی بھی پانی پیے ؟اس نے کہا نہیں!تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ تو اس سے بھی شریر چیز شیطان نے پانی پی لیا ہے۔

کسی بھی جگہ پر دو باہم متعارض نظر آنے والی نصوص میں تعارض دور کرنے کے تین طریقے ہیں:

ان میں سے ایک ترجیح کا طریقہ ہے کہ وہ بالا احادیث میں ترجیح اس طرح ہو گی کہ کھڑے ہو کر پانی پینے والی احادیث کو منع کرنے والی احادیث زیادہ قوی کہا جائے۔

اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں۔ جبکہ گزشتہ بیان کردہ حضرت قتادہؓ والی روایت میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ حضرت قتادہؓ کی روایت ہی راجح روایت ثابت نہیں۔ علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے والا قے نہیں کرے گا۔ یہ بھی ترجیح کے لیے مؤید ہیں۔

تعارض دور کرنے کا ایک طریقہ نسخ ہے۔ اگر نہی والی احادیث کو ثابت مان بھی لیا جائے تو انھیں دیگر احادیث کی بنا پر کہ جواز سے تعلق رکھتی ہیں ہے، منسوخ قرار دے دیا جائے گا کے علاوہ کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے ثابت ہے۔

تعارض رفع کرنے کی ایک صورت جمع کرنے کی ہے۔ جمع کو نا حقیقت تاویل کی ایک قسم ہے امام بخاریؒ اسی تاویل کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

اصل میں یہاں پر جمع میں مزید کئی صورتیں بنتی ہیں:

1. نہی والی احادیث میں "قائمٌ" کو چلنے کے معنی میں لے لیا جائے چل پھر کر پانی پینے کو حرام قرار دیا جائے۔
2. نہی کو اس پانی پر محمول کر لیا جائے جو اللہ کا نام لے کر نہیں پیا گیا۔
3. نہی کو مکروہِ تنزیہی پر محمول کر لیا جائے اور جواز والی احادیث کو اس کا بیان قرار دے دیا جائے۔

امام بخاریؒ کی فقاہت یہی تقاضا کرتی ہے کہ موصوف اسی آخری صورت کے قائل نظر آتے ہیں۔ اور اہل اصول متفق ہیں کہ جمع ترجیح کی بانسبت اولیٰ ہے۔[23]

6. جمع نسخ سے اولیٰ ہے

"كتاب الاستيذان، باب الاستلقاء"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت یہ حدیث لائے ہیں:

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسجد میں بالکل چت لیٹے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔

جبکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح لیٹنا جاہلانہ صاحب کا اسلوب نگارش بتاتا ہے کہ چت لیٹنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس سے وہ قانون کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ نسخ جمع کی بانسبت اولیٰ ہوتا ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ جواز والی حدیث نے نہی والی حدیث کو منسوخ کر رہی ہے لیکن یہاں بڑی آسانی سے جمع ممکن ہے کہ نہی کو اس بات پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمول کر لیا جائے کہ جہاں پر ہنگی کا خطرہ ہو اور جواز کو اس پر محمول کر لیا جائے جہاں پر برہنگی کا خطرہ نہ ہو۔ اکلا امام بخاریؒ جواز کا اشارہ بتاتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں تعدد نسخ جمع کے قائل ہیں۔[24]

7.جمع کی صورت میں اخبار صحیحہ کی توہین نہیں پائی جاتی

"كتاب الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت پانچ احادیث لائے ہیں۔ امام صاحبؒ دراصل اس تعارض کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں جو عمیر بن سعید اور ابی ساسان کی احادیث کے درمیان ہے۔

ان احادیث میں شرابی پر لگائی جانے والی حد سے متعلق اختلاف موجود ہے۔ عمیل بن سعید میں 40/ کوڑوں کا ذکر ہے جبکہ ابی ساسان والی روایت میں کہ قریب قریب کا ذکر ہے متعین طور پر چالیس کے لفظ موجود نہیں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابی ساسان کی روایت اولیٰ ہے کہ اسے قبول کیا جائے، کیونکہ روایت مرفوع ہے، جبکہ دوسری روایت موقوف ہے۔ پس جب موقوف اور مرفوع کا تعارض ہو جائے تو مرفوع کو مقدم کیا جائے گا لوگوں کا خیال ہے ابی ساسان والی روایت میں ضعف لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اور امام صاحبؒ کا اسلوب بھی یہی کہتا ہے کہ جہاں بھی جمع کرنا ممکن ہو وہاں پر جمع ہی ترجیح دی جائے گی کہ اس سے اخبار صحیحہ کی توہین نہیں پائی جاتی ویسے بھی اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے کوئی مقررہ حد ثابت نہیں ہے اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ کس مخصوص چیز سے سزا دی جائے گی۔[25]

8.جمع کی صورت میں ثقہ حفاظ کی تغلیط نہیں پائی جاتی

"كتاب الحج، باب ﴿ فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي ... ﴾ "

امام بخاریؒ اس باب کے تحت صرف ایک روایت لائے ہیں جو کہ ابو جمرہ ابن عباسؓ فرمارہے ہیں ابن عباسؓ کے ابو جمرہ کے علاوہ دیگر شاگرد کہتے ہیں کہ ابن عباس کے نزدیک ہدی سے مراد بکری ہے۔ جبکہ ابو جمرہ والی روایت میں بکری کے علاوہ اونٹوں اور گائے کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس حدیث میں امام صاحبؒ ایسے الفاظ لائے ہیں جن کے مفہوم پر ابو جمرہ اور دیگر ثقات کا اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔ امام بخاریؒ اصل اس روایت کو لا کر ان لوگوں کے طعن کا رد فرمانا چاہتے ہیں جو ابو جمرہ پر کیا جاتا ہے محدثین کرام ابو جمرہ کی توثیق اور روایت لینے پر متفق ہیں۔ لیکن یہاں امام صاحبؒ نے ابو جمرہ کے دفاع کیلئے جو اصولی راستہ اختیار کیا ہے وہ اخبار کی جمع کا یعنی ایسی حدیث رقم کی ہے جس سے اس سلسلہ میں تمام لوگوں کا اختلاف ختم ہو گیا ہے۔ اور واضح کیا ہے جمع کی صورت میں ثقہ حفاظ کی تغلیط سے بھی بچنے کا سامان موجود ہے حدیث کو اس باب میں لانے کا مقصد امام بخاریؒ اشارے سے بیان فرمارہے ہیں۔[26]

9.جمع کی صورت میں کسی بھی دلیل کا الغاء نہیں پایا جاتا

"كتاب الوصايا، باب قول الله عزو جل: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ شَهَـٰدَةُ بَيْنِكُمْ ... ﴾"

امام صاحبؒ اس باب کے تحت ان تین افراد سے متعلق حدیث لائے ہیں جو سفر کر رہے تھے ان میں سے ایک مسلمان اور باقی دونوں غیر مسلم تھے۔ مسلمان کا راستے ہی میں انتقال ہوگیا۔ یہ حدیث تفصیل کے ساتھ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے امام صاحبؒ اصل میں فقہا کے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ آیا کافر آدمی کی شہادت مقبول ہے کہ نہیں۔ اس سلسلہ میں فقہا کے دو گروہ ہیں ایک کے نزدیک صرف مسلمان کی گواہی قابل قبول ہے یہ آیت کے ہاں منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے: ﴿مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ﴾ لیکن اس آیت کے نسخ کی کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے۔ امام بخاریؒ کا غیر مسلم کی گواہی قبول کرنے والی حدیث کو یہاں لانا اور باقی قرآنی آیت کا ذکر فرمانا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ امام صاحبؒ یہاں پر بھی جمع کے اصول کو راجح قرار دے رہے ہیں، کیونکہ ان کی نظر میں دو دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل کو ملغیٰ کرنے کی نسبت جمع کا اصول بہتر ہے۔ اس کو اس صورت کے ساتھ خاص بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہونے لگے اور اس کے پاس کوئی دوسرا مسلمان موجود نہ ہو تو غیر مسلم کی گواہی قبول کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا اور یہی وہ جمع ہے جو امام صاحب کا مقصود ہے۔ (27)

10. ایک روایت کے راوی اگر تعداد میں دوسری روایت کی نسبت زیادہ ہوں اور وہ کسی چیز کو ثابت کر رہے ہوں نہ کہ نفی کر رہے ہوں تو اس روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جب وہ راوی احفظ اور اضبط ہوں

"كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا كبر و إذا ركع وإذا رفع"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت دو احادیث لائے ہیں جن سے ان تین باتوں کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں:

1. ان روایات میں کسی چیز کا ثابت ہونا پایا جا رہا ہے۔
2. ان روایات کے راوی کثیر تعداد میں ہیں۔
3. وہ راوی اس مفہوم کے مخالف آنے والی روایت کے راویوں کی نسبت اضبط اور احفظ ہیں۔

امام بخاریؒ نے ان تینوں اصولوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس باب کو منعقد فرما کر یہ اشارہ فرما دیا ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز میں رفع الیدین کو اصول فقہ یا اصول حدیث کے اعتبار سے ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ (28)

11. احفظ عدد کثیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا اگرچہ انفرادی طور پر ان میں سے ہر ایک حفظ میں اس سے کم تر ہی ہو

"كتاب الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه؟"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت پانچ احادیث لائے ہیں۔ جس میں ایک روایت اسحاق واسطی سے ہے، جس کے آخر میں الفاظ ہیں: و قال إبراهيم بن طهمان عن خالد عن عكرمة عن النبي ﷺ: و طلقها

امام بخاریؒ یہاں اشارہ فرما رہے ہیں کہ اس خبر کو ایوب کبھی مرسل بیان کرتے ہیں اور کبھی موصول بیان کرتے ہیں جبکہ ابراہیم بن طہمان اور جریر بن حازم صرف موصول بیان کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا اس حدیث کو یہاں نقل کرنے کا مقصد نظر آ رہا ہے کہ جب کسی حدیث کو کثر لوگ موصول بیان کر رہے ہوں اور ارسال کرنے والے کم ہوں تو وصل کو مقدم کیا جائے گا اگرچہ ارسال والا احفظ ہو لیکن اس اصول میں یہ بات مد نظر رہے کہ یہ اصول دائمی نہیں ہے۔ یہ اصول اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ ہمیشہ ایسے ہی بسا اوقات کا خلاف بھی ممکن ہے۔ (29)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین کے قلم سماع کو اولیت حاصل ہے، کیونکہ یہ شیخ کے تحفظ کی نشانی ہوتا ہے

"كتاب الغسل، باب الغسل بالصاع و نحوه"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت تین احادیث لائے ہیں۔ آخری حدیث ابو نعیم سے ہے جو کہ وہ ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا یہ روایت لانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ محدثین کے اس قاعدے پر عمل فرما رہے ہیں کہ سماع کو ترجیح حاصل ہو گی، کیونکہ یہ شیخ کے تحفظ کی علامت ہے ۔ امام بخاریؒ حدیث لائے ہیں ابو نعیم نے ابن عیینہؒ سے اس کو بہت عرصہ قبل سنا تھا اور اخیر عمر میں ابن عیینہؒ کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا کہنے لگ گئے تھے: عن ابن عباس عن میمونہؓ [30]

13. اپنے شیخ کے ساتھ لمبی مدت گزارنے والے راوی کے قول کو کم مدت گزارنے والے پر ترجیح ہو گی

"كتاب الطلاق، باب "

امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں وہ بریرۃ اور مغیث سے متعلق ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مغیث غلام تھے۔ جبکہ اس سے متعلق بعض دیگر احادیث میں اشارہ ہے کہ وہ غلام نہیں بلکہ آزاد تھے۔[31]

امام بخاریؒ نے غلام کے ثبوت والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اس حدیث کی ترجیح کی وجہ وہ سند ہے جس سے امام بخاری روایت کر رہے ہیں۔ اس سند میں آنے والے تمام راوی دوسری حدیث کے راویوں کے مقابلے میں زیادہ حافظ اور زیادہ عرصہ اپنے شیخ کے ساتھ گزارنے والے ہیں۔[32]

14. جس حدیث میں سبب کا ذکر کیا جائے وہ اس حدیث پر ترجیح پالے گی جس میں سبب کا ذکر نہیں

"كتاب مواقيت الصلاة، باب لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت چار احادیث لائے ہیں جس میں یہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں اور اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈھلنے تک کوئی نماز نہیں۔ اور اس میں اگلی حدیث ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔ لیکن مسجد میں ادا نہیں فرماتے تھے کہ کہیں امت کیلئے بوجھ نہ بن جائیں۔

یہاں پر امام بخاریؒ اصول حدیث کے اس مشہور اصول کی طرف توجہ لانا چاہتے ہیں کہ سبب والی حدیث عدم سبب والی حدیث پر ترجیح ہو گی۔ چونکہ اثبات والی روایت میں سبب کا ذکر ہے اور نہی والی روایت میں سبب کا ذکر نہیں لیے اثبات والی روایت پر عمل ہو گا۔[33]

15. عورتوں سے متعلقہ معاملات میں عورتوں کی روایت کو ترجیح دی جائے گی اور مردوں سے متعلقہ معاملات میں مردوں کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی

"كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت دو احادیث لائے ہیں،

پہلی حدیث حضرت عائشہؓ مروی ہے جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جنابت کی حالت میں روزہ رکھ لیتے اس کے بعد نہاتے اور نماز ادا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ اسی باب کے تحت حضرت ابو ؓ ہے یہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حالت جنابت میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ امام بخاریؒ نے یہاں حضرت عائشہؓ حدیث کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی وجہ وہی اصول ہے کہ خواتین سے متعلقہ معاملات میں خواتین کی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔[34]

16. صریح محتمل پر مقدم ہو گا جیسا کہ مفسر مجمل پر مقدم ہوتا ہے

"كتاب الصلاة، باب من قال لا يقطع الصلاة شئي"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت دو احادیث لائے ہیں۔

ایک حدیث سیدنا ابوذرؓ ہے کہ نمازی کے آگے سے کوئی بھی چیز گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

جبکہ اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں احتمالات ہیں اور صراحت موجود نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے یہاں پر ابوذرؓ کی روایت کو ترجیح دی ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مقابلہ میں صریح اور واضح ہے۔

اس کے علاوہ امام موصوفؒ نے "كتاب التفسير، ﴿ باب نساؤكم حرث لكم ...﴾" منعقد فرمایا ہے، جس کے تحت تین احادیث لائے ہیں۔

اس باب کے تحت سیدنا ابن عمرؓ سے دو روایات میں احتمال موجود ہے جبکہ حضرت جابرؓ کی روایت مفسر ہے۔ اس لیے امام صاحبؒ نے سیدنا جابرؓ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اور اسکے پیچھے یہی اصول کارفرما ہے کہ مفسر مجمل پر مقدم ہو گا۔[35]

17. نص سے اخذ استنباط سے اخذ کرنے پر مقدم ہو گا

"كتاب النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت ایک طویل حدیث لائے ہیں۔ جس سے ایک فقہی مسئلہ کے علاوہ ایک اصولی مسئلہ کے ثبوت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ نص کی دلیل استنباط والی دلیل سے قوی تر ہوتی ہے۔

اس حدیث میں ایک جگہ صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد حضرت عمرؓ کے پڑوسی اوس بن خولیؓ تھے جبکہ ایک جگہ پر ذکر آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مواخات عتبان بن مالکؓ کے ساتھ قائم کی گئی اور وہی حضرت عمرؓ کے پڑوسی تھے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے پڑوسی اوس بن خولیؓ تھے کیونکہ حدیث میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر ہے۔

جہاں عتبان بن مالکؓ کا حضرت عمرؓ کے پڑوسی ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں واضح نص موجود نہیں ہے بلکہ صرف ان الفاظ سے استنباط کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مواخات عتبان بن مالکؓ کے ساتھ قائم کی گئی تھی۔ جبکہ مواخات سے ہمسایہ ہونا لازم نہیں آتا۔ امام بخاریؒ کا اسلوب بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔[36]

18. اثبات نفی غیر محصورہ پر مقدم ہو گا۔ لیکن اگر نفی محصورہ ہو اور اس کا راوی حافظ ہو تو اس صورت میں اس کو اثبات پر ترجیح دے دی جائے گی۔

"كتاب المغازي، باب من قتل من المسلمين يوم أحد"

امام بخاریؒ اس باب کے ضمن میں پانچ احادیث لائے ہیں، جن میں یہ صراحت ہے کہ شہدائے احد کی نہ آپ نے نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ پڑھائی اور نہ ہی ان کو غسل دیکہ دگیاسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ ادا فرمائی تھی لیکن اس حدیث میں ضعف ہے۔

یہاں پر پہلی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی کیونکہ اس میں نفی غیر محصورہ ہے اور دوسری حدیث میں ضعف موجود ہے۔

امام صاحبؒ یہاں پر اسی اصول کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔[37]

19. تنصیص تحریم، عموم تحلیل اور قیاس پر مقدم ہو گی

"كتاب الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية....."

امام بخاریؒ اس باب میں آٹھ احادیث لائے ہیں۔ جن میں سے سات احادیث گدھا کھانے کی حرمت پر صریح دال ہیں جبکہ آٹھویں حدیث میں عبد اللہ بن عباسؓ آنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گدھے کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن امام صاحبؒ کا اسلوب بتاتا ہے کہ وہ عبد اللہ بن عباسؓ کے عمومِ تحلیل اور قیاس سے استدلال کو تسلیم نہیں کر رہے۔ اس لیے کہ تنصیص کی موجودگی میں عموم تحلیل اور قیاس کی طرف توجہ نہیں دی جا سکتی۔[38]

20. جب اصل اور غالب متعارض ہو جائیں تو اصل کو مقدم کیا جائے گا

"كتاب الصلاة، باب الصلاة في مرابض الغنم"

امام بخاریؒ اس باب میں صرف ایک حدیث لائے ہیں جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بکریوں کے باڑہ میں نماز ادا فرمائی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے بکریوں کے باڑہ طہارت ہوتی ہے لیکن عدم طہارت غالب ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ امکان بہت زیادہ ہو تا ہے کہ کا وجود ختم ہو گیا ہے۔

لیکن اصل اور غالب کے باہمی ٹکراؤ کی صورت میں ترجیح اصل کو ہو گی [39]

21. جو اصول کے موافق ہو گی وہ مخالف حدیث پر معنی کے اعتبار سے ترجیح پائے گی

"كتاب تقصير الصلاة، باب إذا لم يطق قاعدا صلّىٰ علَىٰ جَنب"

امام بخاریؒ اس باب میں ایک حدیث لائے ہیں، جس سے جہاں فقہ کا مسئلہ مستنبط فرما رہے ہیں وہیں ایک اصول کی طرف بھی ایماء کر رہے ہیں کہ جو چیز اصول سے موافق ہو گی وہ چیز اصول کے مخالف سے راجح ہو گی یہ ترجیح معنی کے اعتبار سے ہو گی سند کے اعتبار سے ترجیح نہیں ہو گی کیونکہ ایسی صورت میں دونوں روایتوں میں سے کسی ایک کا شاذ قیاس لازم آئے گا۔ جبکہ دونوں روایتیں صحیحین میں موجود ہیں سند کے اعتبار سے ایک کو دوسری پر ترجیح حاصل نہیں ہے۔ [40]

22. دلائل کی کثرت اسباب ترجیح میں سے ہے

"كتاب الدعوات، باب قول الله تعالى: ﴿ ادعوني أستجب لكم ... ﴾

امام بخاریؒ اس آیت سے یہ مسئلہ مستنبط کرنا چاہتے ہیں کہ جو بندہ تکبر کی وجہ سے دعا نہیں کرتا کیلئے وعید ہے۔ لیکن جو بندہ تکبر کی وجہ سے نہیں بلکہ سستی کرتے ہوئے دعا ترک کر دیتا ہے اس وعید میں شامل نہیں ہے۔ لیکن واضح رہے کہ دعا کو لازم پکڑنا ترک کی بانسبت راجح ہے، کیونکہ کے پیچھے بہت سارے دلائل موجود ہیں۔ جو اس بات پر دال ہیں کہ انسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سے زیادہ دعا کرنی چاہیے کے امام طحاویؒ پیچھے یہی اصول کار فرما ہے۔ [41] واللہ تعالیٰ اعلم!

---

1 النساء 4 : 82
2 جامع الاصول، اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص629
3 البقرة 2 : 234
4 الطلاق 65 : 4
5 أصول الفقه الإسلامي : 2/ 1176
6 البقرة 2 : 180
7 النساء 4 : 11
8 النساء 4 : 24
9 النساء 4 : 3
10 علم أصول الفقه للخلّاف: ص276
11 سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة، باب من قال تغتسل من طهر إلىٰ طهر، رقم الحديث: 300
12 النساء 4 : 24
13 الأحزاب 33 : 53
14 البقرة 2 : 278
15 النساء 4 : 93
16 النساء 4 : 92
17 النساء 4 : 93
18 جامع الاصول، اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص630-638
19 إرشاد الفحول: ص 244 ـ 251
20 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء، الرقم: 136
21 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب إذا رأي الإمام رجلا ... ، رقم الحديث: 930
22 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب العزل، رقم الحديث: 5210
23 صحيح البخاري: كتاب الأشربة، باب الشرب قائما، رقم الحديث: 5280، 5617
24 صحيح البخاري: كتاب الاستيذان، باب الاستلقاء، رقم الحديث: 6287
25 صحيح البخاري: كتاب الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال
26 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب ﴿ فمن تمتع بالعمرة إلى الحج ... ﴾ ، رقم الحديث: 1688
27 صحيح البخاري: كتاب الوصايا، باب قوله: ﴿ يأيها الذين آمنوا شهادة بينكم ... ﴾ رقم الحديث: 2780
28 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا كبرو إذا ركع و إذا رفع، رقم الحديث: 738، 994
29 صحيح البخاري: كتاب الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه؟، رقم الحديث: 5277

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

30 صحيح البخاري: كتاب الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، رقم الحديث: 253
31 صحيح البخاري: كتا ب الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج ... ، رقم الحديث: 5284
32 فتح الباري: 6/ 513
33 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، رقم الحديث: 585
34 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب الصائم يُصبح جنبا، رقم الحديث: 1926
35 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب من قال لا يقطع الصّلاةَ شيءٌ، رقم الحديث: 515، 4528
36 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، رقم الحديث: 5191
37 صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب من قُتل من المسلمين يوم أحد، رقم الحديث: 4082
38 صحيح البخاري: كتاب الذّبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية ... ، رقم الحديث: 5529
39 صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب الصلاة في مرابض الغنم، رقم الحديث: 429
40 صحيح البخاري: كتاب التقصير، باب إذا لم يُطِق قاعدا صلي علي جنب، رقم الحديث: 1117
41 صحيح البخاري: كتاب الدعوات، باب قول الله تعالىٰ: ﴿ ادعوني أستجب لكم ... داخرين ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

دلالت غیر منظوم (استدلالات)

فصل اول: لفظ کی دلالت کی کیفیتیں

فصل دوم: قیاس

فصل سوم: استحسان

فصل چہارم: استصلاح

فصل پنجم: سد الذریعہ

فصل ششم: حیلہ

فصل ہفتم: استقراء

فصل ہشتم: استصحاب

فصل نہم: سابقہ شریعتیں

فصل دہم: عرف واجماع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

گذشتہ باب کے آغاز میں گذر چکا ہے کہ منظوم اور غیر منظوم یا منطوق و مفہوم کی اصطلاحات باریک فرقوں کے متاخرین کے ہاں استعمال ہوتی ہیں ، جبکہ متقدمین کے ہاں صریح اور غیر صریح کا لحاظ ہوتا تھا ۔ گویا مقالہ ہذا میں 'دلالت' اور 'استدلال' کے نام سے دو الگ الگ باب قائم ہو گئے ہیں، جن میں سے یہ باب دلالت غیر منظوم یا بہ الفاظ دیگر 'استدلال' سے تعلق رکھتا ہے۔ نیز یہ بھی گذر چکا ہے کہ علماے اصول کے نزدیک لفظ کو اسکے معنی اور اسکے ساتھ اسکے تعلق کے اعتبار سے چار بنیادی قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں سے چوتھی تقسیم لفظ کی اس کے ان معانی پر دلالت کی کیفیت کے لحاظ سے ہے۔

لفظ کی اس اعتبار سے تقسیم میں حنفیہ اور شوافع نے الگ الگ اندازِ تعبیر اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کے ہاں اس اعتبار سے کوئی لفظ اپنے معنی ان چار طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے بتائیگا: عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص۔

حنیفہ کے علاوہ دوسرے تمام فقہاء نے یہاں دلالت کی ایک پانچویں قسم کا اضافہ کیا ہے، جسے 'مفہوم مخالف' کہتے ہیں۔ حنفیہ کے بالمقابل فقہائے شافعیہ کے ہاں کیفیتِ دلالت کے اعتبار سے لفظ کی دو طریقوں سے تقسیم کی گئی ہے:

1. **جمہور شافعی اصولیوں کی تقسیم:** ان کے نزدیک لفظ حکم پر اپنے صیغہ سے اور اپنی وضع سے دلالت کرتا ہے یا ان کے علاوہ دوسرے طریقوں سے بھی حکم بتاتا ہے۔ اس لحاظ سے ان کے نزدیک دلالت کی سات قسم ہیں:

دلالتِ صیغہ، دلالتِ اقتضاء، دلالتِ اشارہ، دلالتِ ایماء، مفہومِ موافق، مفہومِ مخالف اور دلالتِ معقول[1]

2. **بعض شافعی اصولیوں کی تقسیم:** انکے ہاں کیفیت دلالت کے اعتبار سے لفظ کی دو بنیادی قسمیں ہیں: منطوق و مفہوم، ان لوگوں کے ہاں منطوق کی پھر دو قسمیں ہیں: صریح، غیر صریح، پھر غیر صریح کی تین اقسام ہیں: 1۔ اقتضاء، 2۔ ایماء[2]، 3۔ اشارہ

اس فصل میں ہم کیفیتِ دلالت کے اعتبار سے لفظ کی تقسیم جمہور شافعی فقہا کے مطابق بیان کریں گے۔ یاد رہے کہ اس اعتبار سے لفظ یا تو اپنے 'صیغہ' اور 'وضع' کے اعتبار سے حکم بتاتا ہے یا صیغہ و وضع کے علاوہ دوسروں طریقوں سے۔ 'دلالت صیغہ' سے ان کی مراد یہ ہے کہ لفظ اپنے صیغہ اور اپنی وضع (ترکیب لفظی) سے حکم بتائے۔ اس میں چونکہ حکم صرف اپنے 'صیغہ' سے سمجھا جاتا ہے، اس لیے دلالت کی اس قسم کا تعلق 'دلالت غیر منظوم' سے نہیں، بلکہ 'دلالت منظوم' سے ہے۔ چنانچہ اس فصل میں ہم کیفیتِ دلالتِ لفظ کی اس قسم کے علاوہ باقی چھ قسموں پر آئندہ بالتفصیل گفتگو کریں گے ۔

---

① أصول الفقه للدكتور حسين حامد حسان: ص 504، 509، 520، 535؛ جامع الأصول اردو ترجمہ الوجیز از ڈاکٹر عبدالکریم زیدان: ص580 تا 584

② الإحكام في أصول الأحكام للآمدي: ص2/ 29، 2/ 42، 2/ 141؛ ابن الحاجب، عثمان بن عمر (646هـ)، مختصر منتهي السول والأمل في علمي الأصول والجدل: ص151، 152، مطبعة السعادة، مصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①

فصل اوّل

لفظ کی دلالت کی کیفیتیں

مبحث اول: دلالتِ اقتضا

مبحث دوم: دلالتِ اشارہ

مبحث سوم: دلالتِ تنبیہ وایماء

مبحث چہارم: مفہومِ موافق

مبحث پنجم: مفہومِ مخالف

مبحث ششم: دلالتِ معقول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

دلالت اقتضاء

تعریف

'اقتضاء' لغوی اعتبار سے 'طلب کرنے' کے معنی میں مستعمل ہے۔ اصطلاح میں اقتضاء کی تعریف یہ ہے:

"هي دلالة اللفظ علي معني مضمر عليه صدق الكلام، أو صحته عقلا أو شرعا" [1]

" لفظ کی اپنے مضمر معنی پر ایسی دلالت جس پر اس کلام کی صداقت اور عقلی وشرعی پہلو سے اسکی صحت موقوف ہو۔ "

علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں:

" کلام میں مدلول کا مخفی اور مقدر ہونا دلالتِ اقتضاء کہلاتا ہے۔" [2]

مقتضٰی کی اقسام

مقتضٰی کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

1. جس پہ صدق کلام موقوف ہے۔
2. جس پہ شرعاً صحت کلام موقوف ہے۔
3. جس پہ عقلاً صحت کلام موقوف ہے۔

1۔ جس پر صدق کلام موقوف ہو

1 ۔ صدق کلام کے لئے ضروری ہے کہ اسے مقدر واجب مانا جائے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو کلام جھوٹ پہ مبنی نظر آئے گا اور حقیقت کے خلاف واقع کے خلاف ہو گا۔ اس کی مثال یہ ارشادِ نبویﷺ ہے:

"إن الله تجاوز عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه" [3]

ظاہر کلام بتاتا ہے کہ امت سے ہر قسم کی خطا اور نسیان ختم کر دی گئی ہے اور یہ دونوں واقع نہیں ہوں گے، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، کیونکہ یہ تینوں چیزیں امت میں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ امت معصوم ہے اور رسول ﷺ جو بتاتے ہیں، وہ سچ ہے، لہٰذا لامی طور کسی محذوف کو مقدر ماننا پڑے گا، لہٰذا یہاں لفظ ' الإثم' کو مقدر مانا جائے گا۔

اسی طرح سے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لا صيام لمن لم يجمع الصيام من الليل» [4]

نص کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر عزم اور نیت کے صیام کی ذات کے وجود کی نفی ہے، جب کہ یہ چیز واقع کے مطابق نہیں ہے، لہٰذا یہاں لفظ صحیح مقدر مانا جائے گا، یعنی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لا صيام صحيح لمن يُجمع الصيام من الليل» [5]

۔جس پر شرعاً کلام موقوف ہو

اسے مقدر مانے بغیر شرعی طور پہ کلام کی درستی ممکن نہ ہو، جیسے: ﴿ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَو عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّة مِّن أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾ [6]

بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ چاہے مریض یا مسافر نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں، وہ دوسرے دنوں سے گنتی پوری کریں گے، لہٰذا ضروری طور پہ مقدر مانا جائے گا: "أو على سفر فأفطر فعدة من أيام أخر"

۔3جس پر عقلاً صحت کلام موقوف ہو

عقلی طور پہ کلام کی درستگی کیلئے اس کو مقدر تسلیم کرنا واجب ہے، جیسے: ﴿ حرمت عليكم أمهاتكم ﴾ [7]

عقل کی رو سے تحریم کی اضافت ذاتِ عینیات کی طرف ممنوع ہے، پس یہاں اضمار ضروری ہے او روہ ہے:

الوطء یعنی: حرم عليكم وطء أمهاتكم.

ارکان اقتضاء

1. المقتضِی: اس سے نص مراد ہے۔
2. المقتضیٰ: اس سے معنیٰ مقدر مراد ہے۔
3. الاقتضاء: یہ المقتضِی اور المقتضیٰ کے درمیان نسبت کا نام ہے۔

کیا مقتضی کیلئے عموم ہے؟

اس میں دو مذہب ہیں:

1. المقتضیٰ میں عموم نہیں: یہ حنفیہ اور بعض شوافع کا مذہب ہے اور یہی درست ہے۔ اس لیے کہ مقتضیٰ کا ثبوت ضرورت کی بنا پر ہے، یہاں تک کہ کلام مفید ہو جائے اور ضرورت کو ضرورت کے مطابق مقدر مانا جائے گا نہ کہ لامتناہی۔
2. المقتضیٰ میں عموم ہے: یہ رائے بعض شوافع اور امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہے اور بہت سے علماء کا یہی مسلک ہے۔

اس دوسرے مسلک کے دو دلائل ہیں:

1. اس کو منصوص کے مطابق لیا جائے گا، کیونکہ نص میں عموم ہے، لہٰذا مقتضیٰ میں بھی عموم ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ المقتضیٰ یہ المقتضِی کا تابع ہے اور مفید ہونا اس کی شرط ہے، پس شرط اس کے تابع ہو گی۔ اگر اس کو منصوص کی طرح کر دیا جائے تو پھر وہ تابع نہیں رہے گا بلکہ عموم، نص کے صیغہ کا بطور خاص حکم ہے، اس لیے اس کا اثبات مقتضیٰ میں جائز ہے۔ اگر اوپر دی گئی پہلی مثال میں ذاتِ خطا کا رفع کریں، تو وہ مقتدر ہے۔ پس تقدیر لازم ہے، لیکن اگر تقدیر میں ذات کو مقدر مانا جائے گا، تو المقتضی کی دلیل کی مخالفت بہت زیادہ مخالفت لازم آئے گی اور وہ ہے خطا اور نسیان کا وجود۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر جو آدمی بھول کر نماز میں بات کرے تھوڑی یا زیادہ، ایک تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی اور دوسرا آخرت میں مواخذہ بھی نہیں ہو گا۔

لیکن پہلے موقف کی صورت میں نماز باطل ہو جائے گی۔ اس کا اعادہ کرنا پڑے گا مگر کوئی اخروی گناہ نہیں ہو گا۔

دلالت اقتضاء کی مثال

1. ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ﴾ (8)

" تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام کی گئی ہیں۔ "

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حرمت کی نسبت ماؤں اور بیٹیوں کی طرف کی ہے، حالانکہ حرمت کا تعلق ذات کے ساتھ نہیں ہوتا، بلکہ ذات کے فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہاں لفظ 'نکاح' مقدر ہے(9)۔

2. اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: «رفع القلم عن ثلاث، عن الصبيى حتى يبلغ، وعن النائم حتىٰ يستيقظ وعن المجنون حتى يفيق» (10)

" تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہو، سویا ہوا شخص، جب تک بیدار نہ ہو اور دیوانہ، جب تک اسے مرض سے افاقہ نہ ہو جائے۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

دلالت ا شارہ

ڈاکٹر عبد الکریم الزیدان دلالت اشارہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هي دلالة اللفظ على معنى غير مقصود من سياقه، لا أصالة ولا تبعاً ولكنه لازم للمعنى الذي سيق الكلام من أجله" (11)

" یعنی لفظ کی ایسے معنی پر دلالت جو اس کلام کے لانے سے نہ اصلاً مقصود ہو نہ ضمناً اور نہ تبعاً، لیکن وہ اس معنی کو لازم ہو، جس کیلئے کلام لایا گیا ہے۔ "

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"حيث لا يكون مقصوداً للمتكلم" (12)

" یعنی جو عبارت میں مقصودِ متکلم نہ ہو۔ "

الاحکام للآمدی میں ہے:

"لم يكن ذلك مقصوداً من اللفظ" (13)

" جو لفظ سے اصلاً مقصود نہ ہو۔ "

میزان الاصول میں ہے:

"ما ثبت الحكم فيها بمعنى النّص لا بعين النص" (14)

"جس میں حکم نص کے مفہوم سے ثابت ہو رہا ہو، نہ کہ نص کے الفاظ سے۔ "

مندرجہ بالا تعریفات سے ظاہر ہوا کہ 'دلالت اشارہ' سے مراد لفظ کی اپنے ان معنی پر دلالت ہے، جو اس کلام سے اصلاً اور تبعاً مقصود نہیں ہیں، لیکن وہ ان مقصود معنی کے لیے لازم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دلالت اشا رہ کی مثالیں

1. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ ﴾ (15)

" (مالِ فے) ان مہاجر مسکینوں کیلئے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں۔"

اس آیت کے الفاظ اس مفہوم پر دلالت کرتے ہیں کہ جو مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے ان کا فے کے مال میں حصہ ہے۔ یہ نص ہے اور یہ معنی اس آیت کے وارد ہونے کا مقصود اصلی ہے۔ 'دلالت اشارہ' سے معلوم ہوا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین کی جو جائیدادیں ان کے سا بقہ وطن مکہ میں تھیں اور جن پر کفار مکہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ اب وہ ان کی ملکیت سے نکل چکی ہیں، کیونکہ اس آیت میں مہاجرین کے لیے لفظ الفقراء استعمال ہوا ہے۔ فقر حقیقت میں کسی مال کی عدم ملکیت کا نام ہے، مال سے محض دوری کو فقر نہیں کہا جاتا۔ فقر کی ضد غنی ہے اور اس کا معنی مال کی ملکیت کا ہونا ہے۔ صرف مال کا قرب کسی آدمی کو غنی نہیں کرتا۔ اس لیے مسافر حقیقت میں غنی ہے، اگرچہ وہ اپنے مال و جائیداد سے دور ہوتا ہے، لیکن مال پر اس کی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ مسافر فقیر نہیں ہوتا، اس پر زکوۃ واجب ہے۔

اس آیت میں لایا گیا لفظ الفقراء اشارۃً یہ معنی دیتا ہے کہ مہاجرین جن جائیدادوں کو مکہ میں چھوڑ آئے ہیں وہ ان کی ملکیت سے خارج ہو چکی ہیں۔ اگر مہاجرین کو مکہ میں چھوڑی ہوئی جائیدادوں کا بدستور مالک تصور کیا جائے تو پھر مہاجرین کا فقر ثابت نہیں ہوتا، جبکہ قرآن مجید نے انہیں فقراء کہا ہے۔

2. ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ﴾ (16)

"اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان (بچوں کی ماؤں) کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو

اس آیت کے الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ دودھ پلانے والی ما وں کا خرچہ اور ان کا کپڑا والد کے ذمہ ہے اور یہ کہ اولاد کی نسبت والد کی طرف ہوتی ہے، ماں کی طرف نہیں۔ اس لیے اس آیت کریمہ میں بچہ کی نسبت ایک حرف اختصاص کے ساتھ باپ کی طرف کی گئی ہے، یہ حرف اختصاص لام ہے۔ وعلی المولود له میں لفظ "له" باپ کی طرف نسبت ہے ۔ اس آخری معنی سے کئی معنی لازم آتے ہیں، جو دلالت اشارہ سے سمجھے جاتے ہیں:

الف) اولاد کا خرچہ صرف باپ پر واجب ہوتا ہے، جیسے باپ کی طرف نسبت میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے، ایسے ہی اس کے ذمہ جو اولاد کا خرچ ہے اس میں بھی کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔

ب) باپ کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی اولاد کے مال میں سے اتنی مقدار لے لے جو اس کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہو، کیونکہ اولاد کی نسبت لام ملکیت کے ساتھ باپ کی طرف کی گئی ہے، جیسا کہ اس آیت میں ہے: 'وعلی المولود له' باپ بچہ کی ذات کا مالک نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ آزاد ہے، لیکن مال میں اس کی ملکیت ممکن ہے۔ اس لیے ضرورت کے وقت وہ اس کے مال سے اس کی بقدر حاجت لے سکتا ہے۔

3. ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ﴾ (17)

" روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا۔"

اس آیت میں نص سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان کی راتوں میں رات کے آخری حصہ میں بیوی کے ساتھ صحبت جائز ہے۔ اس اجازت اور طلوع فجر تک اس کا وقت بڑھا دینے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ کبھی صحبت سے فارغ ہوتے ہی صبح ہو جائے اور روزہ دار حا لت جنابت میں ہو اور صبح سے پہلے اس کو غسل کا وقت نہ ملے۔ اس طرح دونوں وصف اس میں اکٹھے ہو جائیں۔ یعنی جنابت اور روزہ ان دونوں اوصاف کا اکٹھا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے منافی نہیں اور جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ حکم اس اجازت کے پیش نظر ہے جو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسباب و مقدمات کے لیے دی گئی ہے۔ اب آیت کے الفاظ تو یہ بتاتے ہیں کہ رات کے آخری لمحہ تک بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے۔ یہ نص کی دلالت ہے اور دلالت اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار کو صبح کے وقت حالت جنابت میں رہنے کی اجازت ہے۔ اگرچہ اس مقصد کے لیے یہ آیت وارد نہیں ہوئی۔ تاہم یہ معنی آیت کے ان معنی کے لیے لازم ہیں جو 'عبارۃ النص' سے معلوم ہوتے ہیں۔

'دلالت اشارۃ' کی اقسام

دلالت اشارہ کی درج ذیل دو اقسام ہیں: 1۔ اشارۃ ظاہرہ 2۔ اشارۃ خفیہ

1۔ اشارۃ ظاہرہ

یعنی جس سے نص کے التزامی معنی معمولی غور و فکر سے سمجھ میں آجائیں۔ اس کی امثلہ اوپر گزر چکی ہیں۔

2۔ اشارۃ خفیہ

دلالت اشارہ کی اس قسم میں معنی و مفہوم معلوم کرنے کے لیے غور و فکر اور دقت نظر کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ دلالت کی اس صورت میں اشارہ خفیہ اور دقیق ہوتا ہے اس کو سمجھنے اور معلوم کرنے میں مجتہدین کے درمیان اختلاف ہو سکتا ہے۔ نص کے اشارہ خفیہ سے ایک مجتہد وہ معنی معلوم کر لیتا ہے جس کا دوسرا مجتہد ادراک نہ کر سکتا ہو۔ (18)

اشارۃ خفیہ کی مثال یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ إِحْسَٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُۥ وَفِصَٰلُهُۥ ثَلَٰثُونَ شَهْرًا ۚ﴾ (19) "اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔"

اشارہ خفیہ کی دوسری مثال یہ آیت کریمہ ہے:

﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ ﴾ (20)

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے"

مذکورہ بالا دونوں آیتیں بطور نص جن معانی پر دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

1. والدین کے لیے وصیت
2. اس بناء پر ماں کی فضیلت جو وہ حمل اور رضاعت کے دنوں میں بچے کے لیے الم و مشقت برداشت کرتی ہے۔

یہ آیات انہی معانی و مفاہیم کے لیے لائی گئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں آیات سے اشارۃ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ ان آیات کا یہ معنی گہرے غور اور باریک بینی کا نتیجہ ہے۔ اکثر صحابہ کرام سے ان آیات کا یہ معنی مخفی رہا، لیکن حضرت علیؓ اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ معنی جان گئے تھے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی، شادی کے صرف چھ ماہ بعد اس عورت نے ایک بچے کو جنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ انہوں نے عورت کو رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَحَمْلُهُۥ وَفِصَٰلُهُۥ ثَلَٰثُونَ شَهْرًا ﴾ (21)

"یعنی حمل اور دودھ چھڑانے کی کل مدت تیس ماہ ہے۔"

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ ﴾ (22)

دودھ چھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس ماہ بیان کی گئی ہے۔ اگر حمل اور دودھ چھڑانے کی کل مدت میں سے جو تیس ماہ بنتی ہے، دودھ چھڑانے کی مدت یعنی چوبیس ماہ نکال دیئے تو باقی حمل کی مدت چھ ماہ رہ جاتی ہے۔ لہٰذا حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت پر حد جاری نہ کی اور اسے بری کر دیا۔(23)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث سوم

دلالت تنبیہ وایماء

نص کا علت کی طرف اس طرح اشارہ کرنا کہ حکم اور وصف باہم ملے ہوئے ہوں اور اگر وصف کو علت نہ مانا جائے، تو کلام ناقص ٹھہرے، دلالت تنبیہ وایماء کہلاتا ہے۔ بالفاظ دیگر جو دلالت صریح الفاظ کی بجائے بطریق التزام حاصل ہوتی ہے، اسے 'تنبیہ وایماء' کہا جاتا ہے، یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب علت لفظ کی بجائے معنی کے پہلو سے سمجھ آئے، تو اسے 'دلالت تنبیہ وایماء' کہا جاتا ہے۔

امام زرکشیؒ البحر المحیط میں فرماتے ہیں:

"الإيماء والتنبيه وهو يدل على العلة بالالتزام لأنه يفهمها من جهة المعنى لا اللفظ" (24)

" دلالت ایماء وتنبیہ سے مراد وہ دلالت ہے جو علت پر بطریق التزام دلالت کرے اور اس علت کو لفظ کی بجائے معنی کی جہت سے سمجھا جائے۔ "

علامہ شنقیطیؒ فرماتے ہیں:

"وأمّا دلالة الإيماء والتنبيه فهو لا تكون إلا على علة الحكم خاصة وضابطها: أن يذكر وصف مقترن بحكم في نص من نصوص الشرع على وجه لو لم يكن ذلك الوصف علة لذلك الحكم لكانت الكلام معيباً" (25)

" دلالت ایماء وتنبیہ بالکلیہ حکم کی علت سے متعلق ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ نصوص شرع میں کسی حکم سے متعلق وصف کو اس طرح ذکر کیا جائے کہ اگر اس وصف کو، جو نص میں موجود ہے، حکم کی علت نہ مانا جائے تو کلام میں عیب واقع ہو جائے۔"

علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں:

"ما يدل عل العلة بالتنبيه والإيماء، وذلك بأن يكون التعليل لازماً من مدلول اللفظ وضعا لا أن يكون اللفظ دالا بوضعه على التعليل" (26)

" جو علت پر اشارہ کے ساتھ دلالت کرے وہ اس طرح کہ علت لفظ کے معنی سے سمجھ آئے نہ کہ لفظ علت پر دلالت کرنے والا ہو۔ "

دلالت تنبیہ و ایماء کی اقسام

دلالت تنبیہ وایماء کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. فاء کے ذریعے حکم کو علت پر معلق کر دینا ،اس انداز میں کہ فاء علت پر داخل ہو اور حکم اس سے پہلے موجود ہو، جیسا کہ یہ بات آپ ﷺ کے فرمان میں موجود ہے، جو آپ ﷺ نے اس حاجی کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا جس کو اس کی اونٹنی نے گرا کر مار ڈالا تھا۔ فرمایا:

«وكفنوه في ثوبيه..... فإن الله يبعثه يوم القيامة يلبي» (27)

" اس کو انہی دو (احرام والے) کپڑوں میں کفن دے دو..... کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس حال میں اٹھائیں گے کہ یہ تلبیہ پڑھ رہا ہو گا۔ "

یا پھر فاء حکم پر داخل ہو اور علت اس سے پہلے موجود ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا﴾ (28)

" چوری کرنے والے مرد و عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ "

اسی کی دوسری مثال یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ﴾ (29)

" وہ آپ ﷺ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ وہ ایک تکلیف اور بیماری ہے تو تم حالت حیض میں اپنی بیویوں سے الگ رہو۔ "

وہ احادیث بھی اسی قسم کی مثال بن سکتی ہیں، جنہیں راوی کے ذریعے ترتیب دے کر بیان کرے، مثلاً:

"جاء رجل إلى أبي موسى فسأله..." (30)

" ایک آدمی حضرت ابو موسیٰ ؓ کے پاس آیا اور سوال کیا....

2. حکم کا وصف پر شرط اور جزا کے صیغے کے ذریعے مرتب ہونا، جیسا کہ اللہ رب العالمین کے مندرجہ ذیل فرامین گرامی ہیں:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ (31)

" جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیں گے۔ "

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾ (32)

" اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جائیں گے۔ "

3. شارع کسی حادثہ کے بعد جس کے بارے میں سوال کیا جائے کوئی حکم دے، جیسا کہ آپ ﷺ نے دیہاتی سے کہا:

« اعتق رقبة »(33) " ایک غلام آزاد کر "

تو یہ اس کے اس سوال کا جواب تھا جو کہ وہ رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہے تو اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کفارہ واجب ہونے کی علت ہے۔

4. حکم کے ساتھ کسی ایسی چیز کو ذکر کرنا کہ اگر اس کے ذریعے تعلیل بیان نہ کی جاتی ہو، تو اسکا ذکر کرنا بے فائدہ ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ یہ کہ سائل کسی واقعہ سے متعلق کسی امر کے بارے میں دریافت کرے اور اس کے بعد اس کا حکم ذکر کرے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے تازہ کھجوروں کی خشک کھجوروں کے بدلے بیع کرنے کا حکم پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: « أينقص الرطب إذا يبس » " کیا تازہ کھجوریں جب خشک ہو جاتی ہیں تو کم ہو جاتی ہیں"؟

جواب دیا گیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس کی تجارت کرنا صحیح نہیں۔[34]

پس اگر خشک ہو کر تازہ کھجوروں کا حکم ہونا ممانعت کی علت نہ ہوتا تو اس کے بارے میں سوال کرنا بیکار ہوتا۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی سوال کے جواب میں اس کی مثال کی طرف متوجہ کیا جائے، جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خثعم قبیلہ کی عورت نے والدین کی طرف سے حج کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے والد پر کوئی قرض ہوتا اور تم اسے ادا کر دیتیں تو کیا تیری ادائیگی اسے فائدہ پہنچاتی؟ اس نے کہا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: «فدين الله أحق أن يقضى»[35] " تو اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔ "

تو اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہاں پر قرض ہی علت تھا۔[36]

بعض دیگر شافعی اصولیین ایماء کی ایک دوسرے اعتبار سے چھ اقسام بیان کرتے ہیں علت کے متعلق ہیں:

1. حکم کا ترتب فاء کے ذریعے علت پر ہو گا۔
2. واقعہ کے ذکر کے بعد حکم کا ذکر ہو گا۔
3. حکم کا وصف سے اقتران ہو گا۔
4. شارع دو امروں کے مابین تفریق کرتا ہے، جس میں صفت کے ذریعے حکم لگایا گیا ہے۔
5. ایسی چیز کا دوران کلام ذکر کرنا جو خود بخود بتائے کہ اس حکم کی یہ علت ہے۔
6. شارع خود وصف منا سب کو حکم کے ساتھ ذکر کرے۔[37]

فائدہ

امام ابن حاجبؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ شافعی فقہاء کے ہاں اصطلاحی دلالت منطوق' کیفیتِ دلالت کے اعتبار سے لفظ کی اقسام کے حوالے علماے احناف کی مندرجہ ذیل قسموں کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے:

1۔ دلالت عبارت 2۔ دلالت اشارہ 3۔ دلالت اقتضاء[38]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث چہارم

مفہوم موافق

مفہوم کی تعریف اور تقسیم

از روئے لغت: 'مفہوم' 'فہم' سے اسم مفعول کا صیغہ[39] ہے۔

اصطلاحی اعتبار سے اس کی تعریف یہ ہے:"ما دل عليه اللفظ لا في محل النطق"[40]

" لفظ کی اپنے ایسے معنی پر دلالت جس کا تعلق اس کے نطق سے نہ ہو۔"

شافعی اصولیوں کے ہاں مفہوم کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مفہوم موافق 2۔ مفہوم مخالف

1۔ مفہوم موافق

اس کے بارے میں علامہ آمدی فرماتے ہیں:

"ما يكون مدلول اللفظ في محل السكوت موافقا لمدلوله في محل النطق"[41]

" لفظ کا مدلول محل سکوت اور محل منطوق دونوں جگہوں پر موافق ہو۔ "

بحر العلوم میں ہے:

"هي مدلولة اللفظ على ثبوت حكم ما ذكر في النصوص لما سكت عنه لاشتراكهما في علة الحكم التي تفهم بمجرد فهم اللغة" [42]

" یعنی مفہوم موافق لفظ کی اپنے معنٰی پر ایسی دلالت کو کہتے ہیں جو بتائے کہ نص میں مذکور حکم کا اطلاق کسی دوسرے واقعہ پر بھی ہوتا ہے اور یہ علت اس نص کے لغوی معنٰی جاننے سے سمجھ میں آتی ہو۔ "

یاد رہے کہ علماے احناف مفہوم موافق کو 'دلالت النص' کا نام دیتے ہیں، چنانچہ ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں لکھتے ہیں:

" دلالت النص اپنے معنٰی پر لفظ کی ایسی دلالت کو کہتے ہیں جس سے اس حکم کی علت معلوم ہو جائے، جو نص میں بیان کیا گیا ہے اور جو نص سے مقصود ہے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ منصوص حکم کا اطلاق کسی ایسے دوسرے واقعہ پر بھی ہوتا ہے جو اس نص میں مذکور نہیں ہے لیکن وہ واقعہ نص میں موجود حکم کی علت میں اس کے مساوی یا اس سے زیادہ شریک ہے۔"[43]

مفہوم موافق کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: 1۔ فحوی الخطاب 2۔ لحن الخطاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ فحوی الخطاب

شیخ سلیمان الاشقرؒ وضاحت یوں کرتے ہیں:

"هي أن يفهم من اللفظ حكم شيئ آخر لم يذكر في اللفظ أولى من المذكور بالحكم"(44)

" یعنی ایسا حکم سمجھ میں آجائے جو لفظوں میں موجود نہ ہو اور یہ مذکور حکم سے اولیٰ ہو۔ "

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا ﴾(45)

" اگر تمہارے پاس ان (والدین) میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں افتک نہ ہو۔ "

آیت میں مذکور حکم والدین کو أف' نہ کہنا ہے، لیکن اس سے ان کو مارنے اور گالی دینے سے روکنے کا حکم بھی نکل رہا ہے، جس کی حرمت یقیناً 'أف' کہنے سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کو قیاس اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

2۔ لحن الخطاب

صاحب' المہذب 'فرماتے ہیں:

"ما كان المسكوت عنه مساويا للمنطوق به" (46)

" یعنی لحن الخطاب یہ ہے کہ مسکوت عنہ حکم مذکور حکم کے برابر (مساوی) ہو۔ "

مفہوم موافق کی مثالیں

1. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأۡكُلُونَ أَمۡوَٰلَ ٱلۡيَتَٰمَىٰ ظُلۡمًا إِنَّمَا يَأۡكُلُونَ فِي بُطُونِهِمۡ نَارٗاۖ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيرٗا ﴾(47)

" بلاشبہ جو لوگ بلا کسی حق شرعی کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عن قریب دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ "

اس آیت کے باوصف یتیموں کا مال کھانا حرام ہے اور مفہوم موافق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کا مال جلانا، ادھر ادھر بکھیرنا اور پھینکنا اور کسی طریقے سے بھی تباہ و برباد کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ سارے کام بھی ظلم سے مال کھانے کے مترادف ہیں۔ اس میں مشترک علت یتیم کے مال پر زیادتی ہے۔ اس مثال میں جس واقع کا تذکرہ نہیں ہے وہ علت حکم میں مذکور حکم کے مساوی ہے۔

اگر کوئی شخص قسم کھا کے کہ وہ اپنی بیوی کو نہیں پیٹے گا، پھر وہ اس کے بال کھینچے یا دانت سے اسے کاٹے تو وہ حانث ہو گا کیونکہ اگرچہ اس نے بیوی کو نہ پیٹنے کی قسم کھائی ہے، لیکن پیٹنے، بال کھینچنے یا دانت سے کاٹنے کی سب صورتوں میں اذیت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر بال کھینچنا یا دانت کاٹنا الفت سے ہو تو پھر وہ حانث نہیں ہو گا کیونکہ اس میں اذیت کا پہلو نہیں پایا جاتا۔

2. ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖۚ ﴾(48)

" اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقہ عورت پر عدت واجب ہے تاکہ عورت کے رحم کے خالی ہونے کا یقین ہوجائے۔

مفہوم موافق سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہی علت اس عورت میں بھی پائی جاتی ہے جس کا نکاح کسی اور وجہ سے فسخ ہو جائے، مثلاً مرتد ہونے کی صورت میں نکاح فسخ ہو جائے وغیرہ، تو ایسی عورت کی عدت بھی تین حیض ہو گی۔

یہاں مسکوت عنہ اس حکم کی علت کے مساوی ہے جو آیت میں مذکور ہے، فلہٰذا دونوں کا حکم ایک ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث پنجم

مفہوم مخالف

شیخ سلیمان الأشقرؒ مفہوم مخالف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو أن يخص المتكلم بالذكر وصفا عن أوصاف المحكوم فيه أو حالا من أحواله فيستدل به على انتفاء الحكم عما عداه" (49)

" متکلم محکوم فیہ کے کسی ایسے وصف یا حالت کو بہ طور خاص ذکر کرتا ہے کہ اس کے ماسواء امور میں حکم کی نفی پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔"

بحر المحیط میں مفہوم مخالف کی تعریف یہ ہے: "إثبات نقيض حكم المنطوق للمسكوت" (50)

" مفہوم مخالف سے مراد ہے مسکوت امر کے لیے اس حکم کی ضد ثابت کرنا، جو منطوق میں پایا جاتا ہے۔ "

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان لکھتے ہیں:

"دلالة اللفظ على ثبوت نقيض حكم المنطوق للمسكوت عنه، أي أن يكون المسكوت عنه مخالفاً للمنطوق به في الحكم، فهذا يسمى مفهوم المخالفة" (51)

" اگر کوئی لفظ اس واقعہ کے بارے میں جو کلام میں مذکور نہیں ہے، ایسے حکم کو بتلائے جو اس کلمہ کی نقیض ہو، جو کلام میں مذکور ہو اس کو مفہوم المخالفہ کہتے ہیں۔"

مفہوم مخالف کی اقسام

علماے اصول نے مفہوم مخالف کی متعدد اقسام کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم ان میں سے پانچ اقسام کو قلمبند کرتے ہیں:

1۔ مفہوم صفت　　2۔ مفہوم شرط　　3۔ مفہوم غایت
4۔ مفہوم عدد　　5۔ مفہوم لقب

1 مفہوم صفت

امام زرکشیؒ 'مفہوم صفت' کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"تعليق الحكم على الذات بأحد الأوصاف" (52)

" ذات پر حکم کو کسی ایک وصف کے ساتھ معلق کرنا۔ "

الوجيز في أصول الفقه میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"هو دلالة اللفظ المقيد بوصف على نقيض حكمه عند انتفاء ذلك الوصف"[53]

" اگر کوئی لفظ کسی وصف کے ساتھ مقید ہو، اور وہ وصف نہ پایا جائے اور وہ لفظ اپنے حکم کی نقیض پر دلالت کرے، یعنی اس حکم کے منافی کو بتائے، ایسی دلالت یا ایسے مفہوم کو مفہوم صفت کہتے ہیں۔ "

یعنی اگر منطوق میں قید کسی وصف کی ہے تو منطوق کے حکم ثابت مانا جائے اور اگر اس سے اس وصف کی قید ہٹ جائے تو اس کے حکم کو اس کے برعکس سمجھا جائے۔

مثالیں

1. نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم یہ ہے: «في السائمة زكاة» [54]

"چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ ہے۔ "

2. قرآن کریم میں ہے: ﴿ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ ﴾[55]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ "

اس آیت کے بموجب فاسق کی خبر کی تحقیق کرنا ضروری ہے اور اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر عادل شخص خبر لائے، تو تفتیش کرنا واجب نہیں ہے۔

3. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَحَلَٰٓئِلُ أَبۡنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنۡ أَصۡلَٰبِكُمۡ ﴾[56]

" اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں، جو تمہاری صلب سے ہوں۔ "

اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جو لڑکے تمہارے صلب سے نہ ہوں، ان کی بیویاں تمہارے لیے حلال ہیں۔

۔2 مفہوم شرط

مفہوم شرط کی تعریف یہ ہے:

"ما يتوقف عليه المشروط ولا يكون داخلا في المشروط ولا مؤثرا فيه" [57]

" مفہوم شرط وہ ہے جس پر مشروط موقوف تو ہوتا ہے لیکن شرط نہ مشروط میں داخل ہوتی ہے اور نہ ہی مؤثر ہوتی ہے۔"

الوجیز میں ہے: "هو دلالة اللفظ المفيد لحكم معلق بشرط على ثبوت نقيضه عند انتفاء الشرط"[58]

" جو حکم کسی شرط کے ساتھ معلق ہو اور وہ شرط نہ پائی جائے تو اس حکم کی نقیض ثابت ہو گی۔"

یعنی جب حکم کو اگر کسی شرط سے معلق کیا گیا ہے تو اسے ویسا مانا جائے، جیسا وہ ہے اور جب وہ شرط نہ رہے تو اسے اس کے برعکس مانا جائے۔

ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں لکھتے ہیں:

" اگر لفظ کا حکم کسی شرط سے معلق ہو اس شرط کے نہ پائے جانے کی صورت میں اس حکم کے مخالف حکم کو '

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفہوم شرط ' کہتے ہیں۔[59]

مثالیں

1. اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ فَأَنفِقُواْ عَلَيۡهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّۚ﴾ [60]

" اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جا ئے۔"

یہ آیت اس حکم پر دلالت کرتی ہے کہ مطلقہ اگر حاملہ ہو تو دوران عدت اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر مطلقہ حاملہ نہ ہو اس کے لئے کوئی نان ونفقہ نہیں ہے۔

2. ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿ وَءَاتُواْ ٱلنِّسَآءَ صَدُقَٰتِهِنَّ نِحۡلَةٗۚ فَإِن طِبۡنَ لَكُمۡ عَن شَيۡءٖ مِّنۡهُ نَفۡسٗا فَكُلُوهُ هَنِيٓـٔٗا مَّرِيٓـٔٗا ﴾ [61]

" اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو، ہاں اگر وہ خوشدلی کے ساتھ اس مہر میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو تم مزے سے کھاسکتے ہو۔ "

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر بیوی اپنی رضامندی سے مہر میں سے کچھ دے تو شوہر لے سکتا ہے اور اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر بیوی رضامند نہ ہو تو بیوی کے مہر میں سے کچھ لینا شوہر پر حرام ہے۔

3مفہوم غایت

مفہوم غایت سے مراد ہے:

"دلالة النص الذي قيد الحكم فيه بغاية على انتفاء الحكم بعد هذه الغاية" [62]

" مفہوم غایت وہ ہے جس میں حکم کو غایت کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے اور غایت کے عدم وجود کی صورت میں حکم کا انتفاء ہو جاتا ہے۔"

الوجیز میں ہے:"هو دلالة اللفظ الذي قيد الحكم فيه بغاية على نقيض ذلك الحكم بعد الغاية" [63]

" یعنی لفظ کی ایسی دلالت جس میں حکم کو کسی غایت کے ساتھ مقید کیا گیا ہو اور اسی غایت کے بعد وہ لفظ اس حکم کی نقیض کو بتلائے۔"

مطلب یہ کہ منطوق میں حکم کو اسی حد تک مانا جائے جس کی اس میں قید لگائی گئی ہے اور جب وہ غایت نہ رہے تو وہ حکم بھی برعکس ہو جائے۔

مثالیں

1. قرآن مجید میں ارشا د ہے: ﴿فَٱغۡسِلُواْ وُجُوهَكُمۡ وَأَيۡدِيَكُمۡ إِلَى ٱلۡمَرَافِقِ وَٱمۡسَحُواْ بِرُءُوسِكُمۡ وَأَرۡجُلَكُمۡ إِلَى ٱلۡكَعۡبَيۡنِۚ﴾ [64]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمہیں چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو۔"

اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ وضو میں غایت اور یعنی کہنیوں کے بعد والا جسم کا حصہ اور ٹخنوں سے اوپر والے جسم کے حصے کو دھونا واجب نہیں ہے۔

2. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُۥ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَن يَتَرَاجَعَآ ﴾ (65)

"پھر اگر دو طلاقوں کے بعد شوہر اس کو تیسری طلاق بھی دے دے تو وہ عورت تیسری طلاق کے بعد اس شخص کے لئے حلال نہ ہو گی، تاوقتیکہ وہ اس شخص کے سوا دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کو تین طلاقیں مل جائیں وہ اس شخص کے لئے حلال نہ رہے گی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور وہ اس کو طلاق دے دے۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اس غایت کے بعد وہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔ یعنی جب اس کا دوسرا خاوند اس کو طلاق دے دے اور اس سے علیحدگی ہو جائے تو وہ اپنے پہلے خاوند سے شادی کر سکتی ہے۔

3. قرآن مجید میں ہے: ﴿ فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴾ (66)

"حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ۔ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حیض سے پاک ہونے سے پہلے بیوی سے مخصوص تعلقات حرام ہیں۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ غایت یعنی بیوی کی حیض کی مدت ختم ہونے اور اس کے غسل کر لینے کے بعد اس سے خاوند کی مباشرت جائز ہے۔

4۔ مفہوم عدد

مفہوم متعلق زکی شعبا ن لکھتے ہیں:

"هو دلالة النص الذي قيد الحكم فيه بعدد معين على انتفائه عما عداه" (67)

"نص کا حکم کسی معین عدد سے مقید ہو، اگر وہ عدد نہ ہو تو حکم بھی نہ پایا جائے۔"

إرشاد الفحول میں ہے: "هو تعليق الحكم بعدد مخصوص ، فإنه يدل على انتفاء الحكم فيما عدا ذلك العدد، زائدا كان أوناقصا" (68)

"حکم کو کسی عدد کے ساتھ خاص کیا گیا ہو، اس عدد کے معدوم ہونے یا اس سے کم یا زیادہ ہونے پر حکم کا انتفا ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ منطوق میں اگر کسی حکم پر قید رکھی گئی ہے تو اسے ویسا مانا جائے جیسا وہ ہے اور جب اس میں وہ تعداد نہ پائی جائے تو اس کے برعکس مانا جائے۔

مثالیں

1. قرآن مجید میں ہے: ﴿ ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُوا۟ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِاْئَةَ جَلْدَةٍ ﴾ (69)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ "

اس آیت میں غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی حد سو کوڑے بیان ہوئی ہے۔ اس کے مفہوم مخالف یہ ہے کہ حد زنا میں سو سے کم یا زیادہ کوڑے مارنا جائز نہیں ہے۔

2. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا۟ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجْلِدُوهُمْ ثَمَٰنِينَ جَلْدَةً ﴾ (70)

" اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو۔ "

مذکورہ آیت میں قذف کی حد اسی کوڑے بیان ہوئی ہے۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ حد قذف میں اسی سے کم یا زیادہ کوڑے مارنا جائز نہیں ہے۔

3. قرآن کریم میں ہے: ﴿ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ ﴾ (71)

" جو شخص ان تینوں میں سے کسی کا مقدور نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ تین دن کے روزے رکھے۔ "

اس آیت میں قسم کا کفارہ بیان کیا گیا ہے کہ قسم توڑنے کے بعد یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا کپڑا پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو مسلسل تین روزے رکھے۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ تین روزوں سے کم یا زیادہ نہ رکھے۔

5۔ مفہوم لقب

امام شوکانیؒ لقب کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

"هو تعليق الحكم بالاسم العلم ... أو اسم النوع" (72)

"حکم کا اسم علم یا اسم نوع کے ساتھ معلق ہونا مفہوم لقب کہلاتا ہے۔"

تسہیل الوصول میں ہے:

" کسی لفظ میں اس کا حکم اسم علم پر معلق ہو، اور اگر وہ اسم علم موجود نہ ہو بلکہ اس کی جگہ دوسرا ہو تو وہ لفظ اس حکم کے منافی حکم بتلائے، اس اسم علم کی عدم موجودگی میں اس حکم اطلاق نہ ہو گا جس پر یہ حکم موقوف ہے۔ یہاں اسم علم سے مراد وہ لفظ ہے جو ذات کو بتلائے صفت کو نہ بتلائے۔ خواہ اسم معرفہ ہو، جیسے 'قام زید' (زید کھڑا ہے۔) اس میں زید معرفہ ہے یا اسم نوع ہو۔ جیسے فی الغنم زکوۃ 'غنم' (بھیڑ بکریوں میں زکوۃ ہے۔) یہاں اسم نوع ہے۔ (73)

یعنی منطوق میں حکم اگر کسی جنس یا نوع کے ساتھ خاص ہو تو اسے ویسا ہی مانا جائے جیسا وہ ہے اور جب وہ اس جنس یا نوع کے ساتھ خاص نہ ہو تو اسے اس کے برعکس مانا جائے۔

مثالیں

1. علم کی مثال کے حوالے سے قرآن میں یوں ارشاد ربانی ہے: ﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ﴾ (74)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں 'محمد ﷺ' اسم علم ہے اور اس آیت کا حکم یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اللہ کا رسول نہیں ہے یا یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ 'محمد' نامی کوئی شخص اللہ کا رسول نہیں ہے۔

2. جنس کی مثال کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: الزكاة في البر [75] "گیہوں میں زکوۃ ہے۔"

یہاں 'البر' اسم جنس ہے۔ اس حدیث کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ گیہوں کے علاوہ دوسری اجناس میں زکوۃ نہیں ہے۔

جمہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفہوم لقب میں مفہوم مخالف پر عمل جائز نہیں، گویا مفہوم مخالف کی یہ قسم تمام اصولیین بشمول حنفی علما حجت نہیں۔[76]

مفہوم مخالف پر عمل کی شرائط

مفہوم مخالف کی تمام قسمیں منطوق کے حکم کی نقیض کو بتاتی ہیں اور جو چیزیں مذکور نہیں ہیں ان کا حکم ثابت کرتی ہے، خواہ منطوق کا حکم مثبت ہو یا منفی۔ جو لوگ مفہوم مخالف کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کی شرط ہے کہ جس قید کے ساتھ اسی حکم کو مقید کیا گیا ہے، اس کا کوئی دوسرا فائدہ نہ ہو، سوائے اس کے کہ منطوق میں جن چیزوں کا حکم بیان کیا گیا ہے، اس کی مسکوت سے نفی ہوتی ہو یعنی جب وہ قید موجود نہ ہو تو حکم بھی موجود نہ ہو۔ اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ ہو تو مفہوم مخالف حجت نہیں ہے اور اس پر عمل بھی مناسب نہیں ہے۔ گویا یہ مقید اکثری ہے یعنی یہ قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ لوگوں میں عام طور پر ایسا ہوتا ہے یا رواج ہے۔ چنانچہ اگر قید احترازی نہ ہو تو مفہوم مخالف بالاتفاق حجت نہیں۔ اسی طرح قید کا مقصد تکثیر اور مبالغہ ہو اس وقت بھی اس کے مفہوم پر عمل نہیں ہو گا۔ [77] شوکانی نے مفہوم مخالف پر عمل کرنے کے لیے آٹھ شرائط کا ذکر کیا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مفہوم مخالف پر عمل کی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ لگی قید کو اتفاقی کے بجائے احترازی ہونا چاہیے۔[78]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث ششم

دلالتِ معقول

'دلالت معقول' سے مراد یہ ہے کہ کوئی لفظ اپنے معنی یعنی علت سے جو اس سے نکالی گئی ہو، کسی حکم پر دلالت کرے۔ اس میں مصلحت سے استدلال بھی داخل ہے، خواہ شریعت اس مصلحت کی نوع کی تاکید کرتی ہو، جس کو قیاس کہتے ہیں، یا جنس کی تائید کرتی ہو، جس کو 'مصلحت مرسلہ' کہتے ہیں۔

استحسان اور سد ذرائع بھی اس قبیل سے ہیں، جیسے قرآن مجید کی آیت: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَـٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَـٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾[79] سے شراب کی حرمت معلوم ہوتی ہے۔ یہ حرمت آیت کے الفاظ بتلاتے ہیں، لیکن آیت میں جو علت سمجھ میں آتی ہے یعنی نشہ اس سے نبیذ اور دوسری تمام نشہ آور اشیاء کی حرمت معلوم ہوتی ہے۔

یہ دلالت قیاس کے باب میں داخل ہے، کیونکہ ہر قیاس ایسی مصلحت ہے جس نوع کی تائید شرع کرتی ہے۔ نبیذ کی حرمت اور اس کے پینے والے کو سزا دنیا انسانی عقل اور اس کے ہوش و حواس کی حفاظت کے لئے ہے۔ اور انسانی عقل کی حفاظت کی تائید ایک معین نص سے ہوتی ہے، جو حرمت شراب کے بارے میں وارد ہوئی ہے، یعنی شارع انسانی عقل کی حفاظت چاہتا ہے، نبیذ پینے کی ممانعت میں جو مصلحت ہے، شراب پینے کی ممانعت بھی اسی نوع سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی ان دونوں کی ممانعت کا مقصد حفاظت عقل ہے۔[80]

دلالت معقول دراصل قیاس ہی کی دوسری شکل ہے، چنانچہ دلالت کی اس قسم کی مزید تفصیلات بحث 'قیاس' میں ملاحظہ فرمائیں۔ 'دلالت معقول' کی 'قیاس' سے چونکہ قوی مناسبت ہے، چنانچہ اس باب کی دوسری فصل 'قیاس' کے حوالے سے قائم کی جائے گی۔ ان شاء اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلالت کی اقسام اور امام بخاریؒ

فصل ہذا کی پچھلی چھ مباحث کے حوالے سے امام بخاری کی آرا ء کو مشترکہ طور پر اس مبحث میں بیان کیا جارہا ہے۔ ہماری مراد منطوق اور مفہوم اور اس کی ذیلی تمام قسموں سے ہے۔ ذیل میں دلالت کی ان تمام قسموں سے متعلق امام بخاری ؒ کے نقطہ نظر کو مختلف نکات کی صورت میں صحیح بخاری کے ابواب اور احادیث کی روشنی میں اجاگر کیا جاتا ہے:

1. منطوق کی دلالت مفہوم کی دلالت پر مقدم ہوتی ہے

"كتاب الآذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها..."

امام بخاریؒ کے تحت چار احادیث لائے ہیں اور ان چار حدیثوں کے مجموعی مفہوم سے ایک خاص مسئلہ کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں مسئلہ یہ ہے: «لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب» اس باب میں امام صاحبؒ لفظ صلاۃ کے مجازی معنی سے یہ مسئلہ کشید فرمارہے ہیں کہ چونکہ ایک رکعت کو بھی صلاۃ کہا جاتا ہے تو خود بخود مفہوم یہ واضح ہو گا کہ سورۃ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں واجب ہے ۔اصل میں اس کے پس منظر میں امام صاحبؒ کی وہ معلومات ہیں، جو ان کے ذہن میں تھیں۔ اس پر آپ نے مستقل تصنیف بھی فرمائی ہے، جو ان کے تبحر علمی کی دلیل ہے۔ امام صاحب ؒ کے سامنے اس مسئلے متعلقہ تمام تر احادیث کے متون اور اسناد بالکل واضح تھے ، جن میں سے ایک وہ اسی باب میں لے کر آئے ہیں جس کے آخری لفظ یہ ہیں!

وافعل ذلك في صلاتك كلّها"

لیکن اس سے بھی زیادہ صریح وہ روایت جس کے الفاظ ہیں: "ثم افعل ذلك في كلّ ركعة"

امام صاحب کا باب کے اندر استدلال صریح دلیل سے نہیں ہے بلکہ مفہوم سے ہے، کیونکہ صریح احادیث صحیح بخاری کی شرط پر پورا نہیں اتر رہی تھیں، لیکن چونکہ ان روایات کا وجود بھی تھا اور امام صاحبؒ کے علم میں بھی تھیں اسی لیے انہوں نے یہ انداز اختیار فرمایا کہ منطوق کے بجائے مفہوم سے مسئلہ اخذ کر لیا جائے اور ساتھ ساتھ ضمنی طور پر یہ اشارہ بھی کر دیا جائے کہ بلاشبہ مسئلہ مفہوم سے ا خذ کیا جارہا ہے، مگر منطوق مفہوم سے مقدم ہوتا ہے۔(81)

2. جمہور کے نزدیک 'مفہوم' لفظ کے لوازم میں سے ہوتا ہے

"كتاب العمل في الصلاة، باب ما يجوز من التسبيح والحمد في الصلاة للرجال"

امام بخاریؒ نے اس باب میں امام کے بھول جانے کی صورت میں تسبیح اور تحمید کے لیے 'رجال' کی قید لگائی ہے، کیونکہ اس کے بعد ایک دوسرا باب بھی لا رہے ہیں، جس میں 'تصفیق (ہلکے انداز کی تالی بجانا) کے لیے 'نساء' کی قید ہے۔ امام صاحب نے ان دو ابواب میں 'رجال' اور 'نساء' کی قید الگ سے اس لیے لگائی تاکہ مفہوم کی تعیین کی جاسکے، کیونکہ اگر یہ قید نہ لگائی جائے تو تسبیح اور تصفیق کا حکم مردوں اور عورتوں کے لیے ثابت ہو جاتا جو کہ شریعت کی منشا کے خلاف ہے۔ اصل میں اس انداز سے امام بخاریؒ ظاہر کرنا چاہتے ہیں: "لا تسبيح إلا للرجال ولا تصفيق إلا للنساء" اس لیے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفہوم لفظ کے لوازم میں سے ہوتا ہے، کوئی اجنبی چیز نہیں ہوتا[82]۔

3. مفہوم موافق مفہوم مخالف سے قوی ہوتی ہے

"كتاب التوحيد، باب قول الله تعالي: ﴿ والله خلقكم و ما تعملون ﴾ ... "

امام بخاریؒ کو رہ ترجمۃ الباب سے معتزلہ کا رد فرمارہے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اصل میں معتزلہ اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیت میں 'ما' موصولہ ہے، جبکہ امام بخاریؒ کے نزدیک اس آیت کے مفہوم کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا اور مجازی معنیٰ نہیں لیے جائیں گے۔ جبکہ آیت ﴿ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴾ میں 'ما' موصولہ نہیں بلکہ 'ما' مصدریہ ہے۔ اصل میں اس آیت کا 'مفہوم موافق' لیا جائے تو حقیقی معنی اخذ ہوتا ہے، لیکن اگر مفہوم مخالف لیا جائے تو مجازی معنی حاصل ہوں گے اور یہ معانی اہل سنت والجماعت اور امام بخاریؒ کے موقف کے صریح خلاف ہیں۔ یہاں 'مفہوم موافق' سے مراد اس کی تینوں قسموں میں سے قوی ترین قسم ہے، جن کا تذکرہ پیچھے 'مفہوم' کی بحث میں گذر چکا ہے[83]۔

مفہوم کے حجت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ 'منطوق' کے معارض نہ ہو

"كتاب الحج، باب من أذن و أقام لكل واحدة منهما"

امام بخاریؒ اس باب سے ایک خاص اصول کی طرف رہنمائی فرمارہے ہیں اور یہ کہ 'مفہوم' صرف اس صورت میں حجت ہے جب وہ 'منطوق' کے معارض نہ ہو۔

بعض لوگ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے یہ مسئلہ نکالتے ہیں کہ عرفہ کے علاوہ کسی اور دن نمازیں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو صرف دو نمازیں جمع کرتے دیکھا ہے، لیکن دوسری طرف حضرت ابن مسعودؓ کے موقف کے مخالف کئی احادیث ایسی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے کئی مواقع پر نمازیں جمع فرمائی ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث میں نمازیں جمع کرنے کے عدم جواز کا مسئلہ 'منطوق' نہیں بلکہ 'مفہوم' ہے۔ دوسرا یہ کہ اصولاً اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ دو نمازوں کا جمع کرنا ایک ٹھوس اور اٹل حقیقت ہے، جو متعدد احادیث سے ثابت ہے اور جس اصول کی روشنی میں نمازیں جمع کرنے کا عدم جواز ثابت کیا جاتا ہے، اس اصول کو خود دعویٰ کرنے والے نہیں مانتے اور جو لوگ اس اصول کو مانتے ہیں ان کے ہاں شرط ہے کہ کوئی 'منطوق' اس کے معارض نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا 'مفہوم' کئی احادیث کے 'منطوق' سے متصادم ہے۔ امام صاحبؒ نے یہی اصول سامنے رکھ کر مذکورہ بالا باب منعقد فرمایا ہے اور اس کے تحت ایسی حدیث لائے ہیں، جس کے مطالعہ کے بعد یہ اصول از خود ثابت ہو جاتا ہے۔[84]

5. 'مفہوم مخالف' سے استدلال کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مفہوم 'مفہوم موافق' کے مخالف نہ ہو

"كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ : الدين النصيحة لله و لرسوله ..."

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ اس باب میں دو احادیث لائے ہیں۔ دوسری حدیث کے اندر الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں: إليكم باتقاء الله وحده لا شريك له والوقار والسكينة حتي يأتيكم أمير، فإنما يأتيكم الآن."

یہاں پر 'مفہوم غایت' کے لیے حتیٰ آیا ہے اور بعض شروط کے ساتھ مفہوم غایت جو کہ مفہوم مخالف کی ایک قسم ہے، حجت ہوتا ہے۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ مفہوم موافق اور مفہوم مخالف دونوں میں تعارض نہ ہو۔ جیسا کہ بظاہر یہاں محسوس ہو رہا ہے کہ امیر کے آنے تک اللہ سے ڈرو اور سنجیدگی اور وقار اختیار کرو۔ یہاں یہ 'مفہوم مخالف' مراد نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ بنتا ہے کہ امیر کے آنے کے بعد اللہ سے ڈرنے یا سنجیدگی یا اطمینان کی ضرورت نہیں۔ پس یہ 'مفہوم' اس جگہ پر قابل حجت نہیں، کیونکہ یہ 'مفہوم موافق' کے ساتھ ٹکرا رہا ہے۔[85]

مفہوم مخالف پر عمل کی شرائط میں سے یہ ہے کہ منطوق میں لگی قید 'اتفاقی' کے بجائے 'احترازی' ہو

"كتاب تقصير الصلاة، باب الصلاة بمنيً"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت تین احادیث لائے ہیں، جن میں حالت امن میں نماز قصر کا ذکر ہے۔ امام صاحبؒ ان احادیث کو لا کر اس اصول کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ مفہوم مخالف کی قبولیت کے لیے جہاں دیگر شروط ضروری ہیں، وہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ منطوق مخرج غالب کے طور پر نہ لایا گیا ہو، کیونکہ حدیث کے الفاظ صلى بنا النبي ﷺ آمن ما كان بمنيً ركعتين"[86]

"نبی کریم ﷺ نے ہمیں حالت امن میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی۔"

قرآن کریم میں ہے: ﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي ٱلْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ ٱلصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ ﴾[87]

"اور جب تم لوگ سفر کے لیے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کر دو (خصوصاً) جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔"

امام بخاری کا اسلوب یہ بتاتا ہے کہ وہ قرآن کی اس آیت کے 'مفہوم مخالف' کے قائل نہیں ہیں، کیونکہ حدیث رسول ﷺ میں واضح طور پر آرہا ہے کہ امن کی حالت میں بھی قصر کی جاسکتی تھی، اور صحابہ کرام، جن کے فہم کلام میں کوئی دورائے نہیں، بھی اس آیت کو مطلق لیتے تھے، کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قصر سے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا تھا: "یہ اللہ کا صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر کیا ہے۔"[88]

7. جب تک متعین نہیں ہو گی 'مفہوم مخالف' پر عمل نہیں کیا جائے گا

"كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر ایک آدمی کے دروازے کے باہر نہر جاری ہو اور اس میں وہ روزانہ پانچ بار نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال بھی یہی ہے، اللہ ان کے ساتھ گناہ مٹا دیتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ نے اس پر جو باب منعقد فرمایا ہے اسے ہم غیر متعین کہہ سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ انھوں نے پانچ نمازیں پڑھنے سے کس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اس کی تعیین نہیں فرمائی، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پر مفہوم مخا لف اخذ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جب 'مفہوم مخالف' دو باہم مختلف چیزوں کے درمیان دائر ہو جائے تو اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں 'مفہوم مخالف' پر عمل کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کی جہت متعین ہو ، جبکہ یہاں پر جہت متعین نہیں ہے۔ لیکن یہ حتمی ہے کہ اس سے کم از کم ایسے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جن پر اصرار نہ کیا جائے لیکن اگر صغیرہ گناہ اصرار کے ساتھ کرتا ہو یا بہت سارے صغائر اور کبائر اکٹھے ہوں تو ایسی صورت میں کسی بھی جہت کو متعین کرنا ممکن نہیں ہے صاحب کا اسلوب اسی نازک صورتحال کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔[89]

8 گر منطوق کی 'قید' کی حالت وہی ہے جو علت کی معلول کے ساتھ ہوتی ہے تو معتبر ہو گی، وگرنہ نہیں

"كتاب الزكوة، باب زكوة الغنم"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ایک طویل حدیث لائے ہیں جس میں یہ لفظ ہیں: "فإذا كانت سائمة الرجل ..."

جبکہ مؤطا امام مالک میں ہے:"و في سائمة الغنم..."

اگر باب اور ان الفاظ کو ملا کر دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ مفہوم مخالف لینے کی صورت میں غیر چرنے والی بکریوں پر زکوۃ نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ امام صاحب نے یہ اسلوب کیوں اختیار فرمایا؟ اس لیے کہ خاص طور پر ایسے مسائل میں جہاں امام صاحب کے نزدیک ایک پہلو خاصا واضح ہوتا ہے وہاں پر وہ حدیث کے ساتھ ساتھ اصول فقہ سے بھی استدلال کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر بھی امام موصوف اپنی عادت کے مطابق اس اصول کو بیان فرمانا چاہتے ہیں کہ صفت 'سائمہ' زکوۃ کے حکم کے لیے مناسب ہے ، لہٰذا یہ منا سبت کسی طرح بھی علت معلول کی مناسبت سے کم نہیں ، تو ایسی جگہ پر مفہوم مخالف معتبر ہو گا اور یہی امام صاحب کا مقصود تھا۔[90]

9. 'مفہومِ صفت' مفہوم مخالف کی قوی ترین صورت ہے

"كتاب الرقاق، باب ﴿لا ينفع نفسا إيمانها لم تكن آمنت من قبل ...﴾[91]"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت یہ الفاظ لائے ہیں:

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہو جانے کے بعد کافر کو اس کا اسلام کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ ہی مومن کو اس کا عمل سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد فائدہ دے گا۔ اسی طرح ایمان اور عمل صالح گلے میں دم اٹکنے سے پہلے تک قابل قبول ہیں۔ یہ مفہوم یہاں 'مفہوم صفت' سے اخذ کیا گیا ہے، یعنی ایمان اور عمل صالح کے قابل قبول ہونے کی اس شرط کی بنیاد 'مفہومِ صفت' ہے۔[92]

10. 'مفہوم شرط' کو دلیل بنانے میں اختلاف ہے، لیکن اکثر اصولیین کے ہاں مفہوم شرط حجت ہے

"كتاب الزكوة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء وترد في الفقراء حيث كان"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت یہ حدیث لائے ہیں: "... فإن هم أطاعوا لك بذلك فأخبرهم أن الله قد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة، فإن هم أطاعوا لك بذلك فأخبرهم أن الله قد فرض عليهم صدقة ..."

اس حدیث سے بظاہر یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ اگر کفار اسلام قبول کرلیں تو نمازیں پڑھیں اور پھر زکوۃ کی ادائیگی کریں اور پھر بالترتیب دیگر احکامات پر عمل پیرا ہوں، لیکن حدیث کے ظاہر سے یہ مفہوم لینا درست نہیں ہے ، کیونکہ 'مفہوم شرط' کو دلیل بنانا مختلف فیہ ہے اور یہ استدلال کمزور ہے، کیونکہ دعوت میں ترتیب، وجوب احکام میں ترتیب کو لازم نہیں ، جیسا کہ صلوۃ اور زکوۃ میں وجوب کے اعتبار سے ترتیب نہیں ہے اور نماز کی عدم ادائیگی سے زکوۃ کا اسقاط لازم نہیں آتا۔ اگر حدیث کے اس اسلوب سے ترتیب مراد نہیں ہے تو پھر یہ اسلوب اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے ؟ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ زکوۃ سب لوگوں پر فرض نہیں ہوتی، اس کے لیے بعض شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور اس کی ادائیگی سال کے بعد فرض ہوتی ہے، جبکہ نماز ایک دن میں پانچ مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سب سے پہلے اہم ترین چیز کو بیان کیا اس کے بعد اس سے کم اہم چیز کا تذکرہ کیا گیا اور اس کو الگ الگ بیان کرنے میں ایک سہولت یہ بھی ہے کہ اگر ایک ہی مرتبہ تمام چیزوں کا مطالبہ کر دیا جاتا تو نفور پیدا ہو سکتا تھا۔[93] واضح رہے کہ مفہوم شرط جمہور کے نزدیک حجت ہے۔[94]

11. 'مفہوم عدد' ضعیف ہوتا ہے، جبکہ منطوق میں اس کے معارض بات موجود ہو

"كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ ووهبنا لداود سليمان ....﴾ "

امام بخاریؒ یہاں پر اصولیین کے ایک اختلاف کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ 'مفہوم عدد' کی اصول فقہ میں کیا حیثیت ہے؟ انھوں نے ترجمۃ الباب میں حضرت سلیمان کی بیویوں کی تعداد کے حوالے اپنا رجحان کسی طرف واضح نہیں کیا ہے، کیونکہ روایات میں ان کی تعداد کے بارے میں مختلف اعداد منقول ہیں۔ اس باب کے تحت پانچ احادیث لائے ہیں، جن میں سے دو احادیث میں عدد کا ذکر موجود ہے پہلی حدیث میں ہے:

"...لأطوفن الليلة علي سبعين امرأة، قال شعيب وابن أبي الزناد "تسعين" وهو أصح"

دوسری حدیث میں لفظ ہیں: "...قال أربعون..." [95]

معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ 'مفہوم عدد' کو حجت مانتے ہیں، بشرطیکہ اس کا مفہوم موافق سے تعارض نہ ہو۔ واضح رہے بعض فقہاء مفہوم عدد کے قائل نہیں ہیں، لیکن اکثریت کے نزدیک 'مفہوم عدد' حجت ہے، ان شرائط کے ساتھ جو کہ مفہوم مخالف کے لیے ضروری ہیں۔[96]

12. مفہوم عدد کی دلالت قطعی اور یقینی نہیں ہوتی، بلکہ احتمالی ہوتی ہے

"كتاب الجنائز، باب ثناء الناس علي الميت"

اس باب کے تحت حدیث کے لفظ ہیں:

''اسودؒ کہتے ہیں کہ میں مدینہ پہنچا تو وہاں پر وبا پھیلی ہوئی تھی۔ میں حضرت عمرؓ کے پاس تھا کہ وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو فوت شدہ کے متعلق اچھی بات کہی گئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: لازم ہو گئی۔ ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف کی گئی حضرت عمر ؓ نے کہا واجب ہو گئی۔ پھر ایک تیسرا جنازہ گزرا تو اس کی مذمت کی گئی ، تو حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہو گئی۔ اسود ؓ نے پوچھا: یا امیر المومنین کیا واجب ہو گیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ویسے ہی کہا ہے جیسے پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر چار لوگ کسی مسلمان کے اچھا ہونے کی گواہی دے دیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ میں نے کہا اگر تین بھی گواہی دے دیں پھر بھی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر دو گواہی دے دیں پھر بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھی۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔ "

اس حدیث میں مفہوم مخالف کے بجائے 'مفہوم موافق' کا اعتبار کیا گیا ہے، اگر یہاں مفہوم مخالف کو لیا جائے تو حدیث کا مفہوم بہت عجیب صورت اختیار کر لے گا۔ اگر چار لوگوں کی گواہی کا 'مفہوم مخالف' لیں تو مفہوم یہ بنتا ہے کہ چار سے زیا گواہی میت کے جنت کے میں جانے میں مفید کے بجائے مضر ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا 'مفہوم مخالف' مراد لینا عقلاً محال ہے۔ اسی بنا پر صحابہ کرام نے بھی یہاں 'مفہوم مخالف' کے بجائے مفہوم موافق مراد لیا ہے۔ اسی لیے انھوں نے چار سے کم تین اور دو افراد کی گواہی سے متعلق دریافت کیا ہے اور چار سے اوپر پانچ کا سوال نہیں کیا۔ ثابت ہوا کہ مفہوم عدد کی دلالت یقینی نہیں بلکہ احتمالی ہوتی ہے، اسی لیے صحابہ بار بار حضرت سے پوچھتے رہے (97)۔

13. بسا اوقات مفہوم صفت اور مفہوم عدد صرف منطوق کی مسکوت سے مماثلت کا فائدہ دیتے ہیں

"كتاب التفسير، باب "لا تصلي علي أحد منهم مات أبدا و لا تقم علي قبره"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"استغفر لهم أو لا تستغفر لهم، إن تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم"

جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول سے متعلق نازل ہوئی۔ اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: " میں ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کر لوں گا۔ " نبی کریم ﷺ کے فرمان سے واضح طور پر مبالغہ کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کے مذکورہ قول کا جواب مشکل ہو گیا، کیونکہ ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کرنے کا حکم وہی ہے جو ستر بار یا اس سے کم کرنے کا ہے۔ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ان کے رشتہ داروں کی ڈھارس بندھانے کے لیے ایسا کیا، حالانکہ ایسا قطعاً نہیں تھا کہ اگر آپ ﷺ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار فرمائیں گے تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

اسی طرح اس باب کے تحت آنے والی دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ "اگر مجھے پتہ ہو کہ میں ستر سے زیادہ بار استغفار کروں گا تو اس کی بخشش کر دی جائے گی تو میں ستر سے زیادہ مرتبہ بھی استغفار کروں (98)۔

14. مفہوم مخالف کی قسم 'مفہوم لقب' سے استدلال جائز نہیں

"كتاب المغازي، باب حديث كعب بن مالك"

اس باب کے تحت آنے والی حدیث کعب بن مالکؓ کے جنگ تبوک سے متعلق ایک طویل واقعہ پر مشتمل ہے، جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے تین صحابہ کرام پیش ہوئے۔ ان میں سے جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے پیش ہوئے اور آپ ﷺ نے جنگ میں شریک نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کسی بہانہ کے بجائے سچ سچ بات بیان کر دی، جس کے جواب میں نبی ﷺ نے فرمایا: " أما هذا فقد صدق....."

امام بخاریؒ الفاظ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بسا اوقات مفہوم لقب حجت ہوتا ہے ، لیکن شرط یہ ہے کہ اسکے ساتھ قرینہ ملا ہوا ہو، کیونکہ آپ ﷺ کے الفاظ سے بظاہر یہ محسوس ہو رہا ہے کہ کعب کے علاوہ باقیوں نے جھوٹ بولا تھا، لیکن حقیقتاً ایسا نہیں تھا۔ اس میں اس قدر عموم نہیں ہے کہ کعب کے علاوہ ہر ایک کو مراد لے لیا جائے، کیونکہ دوسرے دونوں صحابہ یعنی مرارہؓ اور ہلالؓ بھی سچے تھے۔ (99)

---

1 ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي (م852هـ)، التلخيص الحبير: 1/ 509، المكتبة الأثرية، سانكله هل، باكستان

2 الإحكام في أصول الأحكام: 2/ 3

3 صحيح ابن حبان: كتاب أخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، باب ذكر الأخبار... ، رقم الحديث: 7326

4 صحيح ابن خزيمه: كتاب الصيام، باب الدليل علي أن النبي ﷺ أراد بقوله ....

5 صحيح ابن خزيمه: كتاب الصيام، باب الدليل علي أن النبي ﷺ أراد بقوله ...

6 البقرة 2 : 184

7 النساء 4 : 23

8 النساء 4 : 23

9 جامع الأصول اردو ترجم۵ الوجيز فى أصول الفق۵: ص106

10 شرح مشكل الآثار: باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله، رقم الحديث: 3358

11 الوجيز فى أصول الفقه: ص541

12 إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول: 2/ 37

13 الإحكام للآمدي: 3/ 61

14 ميزان الأصول في نتائج المعقول: ص401

15 الحشر 89 : 8

16 البقرة 2 : 233

17 البقرة 2 : 187

18 علم اصول فقہ ایک تعارف:305/2

19 الأحقاف 46 : 42

20 لقمان 31 : 31

21 الأحقاف 42 : 42

22 لقمان 31 : 31

23 علم اصول فقہ ایک تعارف: 306/2

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24 البحر المحيط: 4/ 178

25 الشنقيطي، محمد أمين بن المختار(م1395هـ)، مذكرة أصول الفقه على روضة الناظر للعلامة ابن قدامة: ص222، مكتبة الشاملة

26 الإحكام للآمدي: 3/ 279

27 سنن أبي داؤد: كتاب الإيمان، باب كيف يصنع بالمحرم إذا مات، رقم الحديث: 3338

28 المائدة 5 : 38

29 البقرة 2 : 222

30 جامع العلوم والحكم لأبي الفرج عبد الرحمن ابن رجب: ص400

31 الطلاق 65 : 2

32 الطلاق 65 : 3

33 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب التبسم والضحك، رقم الحديث: 6087

34 سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب التمر في التمر، رقم الحديث: 3359

35 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب من مات و عليه الصوم، رقم الحديث : 1953

36 شرح الكوكب المنير في أصول الفقه: 4/ 128

37 مختصر منتهي السول والأمل في علمي الأصول والجدل: 151ــ 152

38 أيضا

39 التعريفات: ص90

40 شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد بن أحمد زكريا (926هـ)، غاية الوصول شرح لب الأصول: ص37، مصطفىٰ البابي الحلبي، مصر، 1360هـ

41 الإحكام للآمدي: 2/ 210

42 السمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم (م373هـ)، بحر العلوم: 1/ 326، دار الكتب العلمية ، بيروت

43 علم اصول فقہ ایک تعارف:2/307

44 الأشقر، عمر سليمان (م1433هـ)، الواضح في أصول الفقه للمبتدعين: ص121، الدار السلفية، الكويت، الطبعة الأولى، 1396هـ/ 1976ء

45 الإسراء 17 : 23

46 المهذب في أصول الفقه:4/ 1756

47 النساء 4 : 10

48 البقرة 2 : 228

49 الواضح في أصول الفقه: ص121

50 البحر المحيط: 3/96

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

51 الوجيز في أصول الفقه: ص366
52 البحر المحيط في أصول الفقه: 3/ 113
53 الوجيز في أصول الفقه: ص366
54 سنن الدار قطنی: 2/ 288
55 الحجرات 49 : 6
56 النساء 4 : 23
57 إرشاد الفحول: 2/ 607
58 الوجيز في أصول الفقه: ص367
59 علم اصول فقہ، ایک تعارف: 315/2
60 الطلاق 65: 6
61 النساء 4 : 4
62 زكي الدين شعبان، أصول الفقه الإسلامي: ص 381، مؤسسة علي الصباح، الرياض، 1408هـ
63 الوجيز في أصول الفقه: ص368
64 المائدة 5 : 6
65 البقرة 2 : 230
66 البقرة 2 : 222
67 أصول الفقه للزكي شعبان: ص382
68 إرشاد الفحول: 608/2
69 النور 24 : 2
70 النور 24 : 4
71 المائدة 5: 89
72 إرشاد الفحول: 610/2
73 المحلاوي، محمد عبد الرحمن، تسهيل الوصول إلى علم الأصول: ص108، مصطفى البابي الحلبي، مصر، 1341هـ
74 الفتح 48 : 29
75 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الزكوة، باب في كل شيء أخرجت الأرض زكوة، رقم الحديث: 10122
76 الإحكام للآمدي: 3/ 93؛ تسهيل الوصول إلى علم الأصول للمحلاوي: ص107
77 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص553–555
78 إرشاد الفحول: 1/ 600
79 الأنعام 6 : 90
80 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص582،583
81 صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلّها ...، الرقم: 757

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

82 صحيح البخاري: كتاب العمل في الصلاة، باب ما يجوز من التسبيح والحمد في الصلاة... ، الرقم: 1201
83 صحيح البخاري: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: والله خلقكم و ما تعملون، رقم الحديث: 7555
84 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب من أذن و أقام لكل واحدة منهما، رقم الحديث: 1675
85 صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب قول النبي الدين النصيحة لله و لرسوله... ، رقم الحديث: 85
86 صحيح البخاري: كتاب تقصير الصلاة، باب الصلاة بمنيً، رقم الحديث: 1082
87 النساء 4 : 101
88 صحيح البخاري: كتاب تقصير الصلاة، باب الصلاة بمنيً، رقم الحديث: 1082
89 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة ، رقم الحديث: 528
90 صحيح البخاري: كتاب الزكوة، باب الزكوة الغنم، رقم الحديث: 1454
91 الأنعام 6 : 158
92 صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب﴿ لا ينفع نفسا إيمانها لم تكن آمنت من قبل ... ﴾، الرقم: 6506
93 صحيح البخاري: كتاب الزكوة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء و ترد في الفقراء حيث كان، الرقم: 1496
94 فتح البارى: 2/ 350
95 صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ووهبنا لداود سليمان...﴾، الرقم: 3424
96 فتح الباري: 14/ 743
97 صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب الثناء الناس علي الميت، رقم الحديث: 1368
98 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب "لا تصل علي أحد منهم مات أبدا...، رقم الحديث: 4672
99 صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب حديث كعب بن مالك، رقم الحديث: 4418

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲

فصل دوم

قیاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیاس

لغوی معنی

قیاس لغت میں 'تقدیر' (اندازہ لگانے) کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "قست الأرض بالقصبة" (میں نے زمین کو پیمانہ سے ماپا)۔ اسی طرح ہے "قِستُ الثوب بالذراع" میں نے کپڑے کو ہاتھوں سے ماپا۔ [1]

اصطلاحی تعریف

قیاس کی اصطلاحی تعریف میں علما کے مختلف اقوال ہیں۔ نور الانوار میں ہے:

"القياس في اللغة: التقدير، وفي الشرع: تقدير الفرع بالأصل في الحكم والعلة" [2]

" قیاس لغت میں ماپنے کو کہتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں قیاس سے مراد فرع کے حکم کو اصل کی علت کے ذریعے ماپنا ہے۔ یعنی اصل کی علت کی بنیاد پر فرع میں اسی حکم کو دیکھنا ہے۔ "

علامہ بیضاویؒ اپنی کتاب المنہاج میں قیاس کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"القياس إثبات مثل حكم معلوم في معلوم آخر لمشاركته له في علة حكمه عند المثبت" [3]

" قیاس سے مراد کسی معلوم شے کے حکم جیسا حکم کسی دوسری معلوم شے میں ثابت کرنا ہے جبکہ دوسری شے، اس حکم کو ثابت کرنے والے مجتہد کے نزدیک، پہلی شے جیسی علت اور وجہ کی حامل ہو۔ "

ابن سبکیؒ رقم طراز ہیں:

"القياس وهو حمل معلوم على معلوم لمساواته في علة حكمه عند الحامل" [4]

" قیاس سے مراد ایک معلوم شے کے حکم کو دوسری معلوم شے میں جاری کرنا ہے جبکہ دوسری شے میں حکم کی علت ، قیاس جاری کرنے والے مجتہد کے نزدیک، وہی ہو جو پہلی شے میں ہے۔ "

صدر الشریعہؒ قیاس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"القياس تعدية حكم من الأصل إلى الفرع بعلة متحدة لا تعرف بمجرد فهم اللغة" [5]

" قیاس سے مراد کسی مشترک علت کی بنیاد پر اصل سے فرع میں حکم کو متعدی کرنا ہے۔ جبکہ اس کی معرفت محض لغوی فہم سے حاصل نہ ہو سکتی۔ "

ابو زہرہؒ لکھتے ہیں: "بأنه إلحاق أمر غير منصوص على حكمه بأمر آخر منصوص على حكمه لاشتراكهما في علة الحكم" [6]

" قیاس سے مراد کسی منصوص امر کے حکم کو کسی غیر منصوص امر میں جاری کر دینا اس وجہ سے کہ دونوں کے حکم کی علت مشترک ہو۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجیت قیاس

بعض معتزلہ اور اہلِ ظواہر کے سوا کسی نے بھی قیاس کی حجیت کا انکار نہیں کیا۔ قائلین حجیت قیاس کے دلائل ملاحظہ ہوں:

قرآن مجید سے دلائل

1. فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْۖ فَإِن تَنَـٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾[7]

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی بھی اور اپنے میں سے اہل اقتدار کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم میں باہم کسی چیز میں نزاع واقع ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دیا کرو، اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے خوب تر بھی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں نزاع اور اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو پھر تمہیں چاہئے کہ اپنے اختلاف کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ یعنی قرآن و سنت کی طرف لوٹاؤ۔ ظاہر ہے کہ قرآن و سنت کی طرف لوٹانے کا مطلب یہی ہے کہ امر واقعہ اور اصل کی علت میں اشتراک تلاش کیا جائے اور شرائط قیاس پانے کی صورت میں اس کا حکم فرع میں جاری کیا جائے۔

2. ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَخْرَجَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ مِن دِيَـٰرِهِمْ لِأَوَّلِ ٱلْحَشْرِۚ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُواْۖ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَأَتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُواْۖ وَقَذَفَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِى ٱلْمُؤْمِنِينَ فَٱعْتَبِرُواْ يَـٰٓأُوْلِى ٱلْأَبْصَـٰرِ ۝٢﴾[8]

"وہ وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب کو ان کے گھروں سے پہلی ہی بار اکٹھا کر کے نکال دیا۔ تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور خود ان کا خیال یہ تھا کہ ان کے قلعے انہیں اللہ کی گرفت سے بچا لیں گے۔ سو اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے پہنچا کہ انہیں خیال بھی نہ تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی۔ سو اے دانش والو! عبرت حاصل کرو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود مدینہ کے قبیلے بنو نضیر کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کے دیگر قبائل کے علاوہ اس قبیلے سے بھی صلح کا معاہدہ ہو گیا تھا لیکن ربیع الاول ۴ ھ میں ایک معاملے کے سلسلے میں آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو ایک جگہ بٹھا کر سازش کی تھی کہ اوپر سے پتھر گرا کر آپ ﷺ کو ہلاک کر دیں۔ اس واقعے سے قبل غزوہ احد کے موقع پر بھی اس قبیلے نے مسلمانوں سے غداری کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالآخر باوجود مختلف تنبیہات کے جب انہوں نے اپنے رویے میں تبدیلی نہ کی۔ تو حضور ﷺ نے انہیں جلاوطن کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس پر وقلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے لیکن ان کی ایک نہ چلی اور انہیں مدینہ چھوڑ کر شام اور خیبر کی طرف جانا پڑا۔ اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَٱعۡتَبِرُواْ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَبۡصَٰرِ ﴾ " اے دانش والو! عبرت حاصل کرو۔ "

یعنی ان پر اپنے آپ کو قیاس کرو۔ (اگر تم ان جیسی روش اختیار کرو گے تو تمہارا حال بھی ان سے قدرے مختلف نہ ہو گا۔)

مشہور فقیہ ابو بکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

" اس آیت میں اعتبار کا حکم ہے اور نئے پیش آنے والے مسائل میں قیاس کرنا بھی اعتبار کی ایک قسم ہے، لہٰذا قیاس کا واجب الاستعمال ہونا ظاہر آیت سے ثابت ہے۔ "(9)

3. اللہ تعالیٰ نے منکرین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے خود قیاس کا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: قَالَ مَن يُحۡيِ ٱلۡعِظَٰمَ وَهِيَ رَمِيمٞ قُلۡ يُحۡيِيهَا ٱلَّذِيٓ أَنشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٖۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيمٌ (10)

"(کافر اپنی پہلی خلقت کو بھول گیا اور کہنے لگا) بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ آپ ﷺ، کہہ دیجئے کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں اول بار پیدا کیا تھا اور وہی سب خلقت سے خوب واقف ہے۔ "

علامہ قرطبیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: "ففي هذا دليل على صحة القياس لأن الله تعالى احتج على منكر البعث بالنشأة الأولىٰ قال من يحي العظام وهي رميم (11)

" اس میں قیاس کے حجت ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اللہ نے بعث بعد الموت کے منکرین پر پیدائش اول سے حجت قائم کی ہے اور فرمایا: ﴿ مَن يُحۡيِ ٱلۡعِظَٰمَ ﴾

قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن کے مضامین کو قیاس کے طریقے سے ثابت کیا گیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" اس طرح کی آیات جن میں قرآن کریم قیاس کے طریقے سے دلیل پیش کر رہا ہے۔ چالیس سے زیادہ ہیں۔ "(12)

ایسی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے قیاس کو بطور دلیل تسلیم کیا ہے۔ اس قسم کی مزید دو آیات ملاحظہ ہوں۔ ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَۖ (13)

" یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی طرح ہے۔ "

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کو آدم علیہ السلام کے بغیر ماں باپ پیدا ہونے پر قیاس کیا گیا ہے۔

4. مزید فرمایا: ﴿وَمِنۡ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنَّكَ تَرَى ٱلۡأَرۡضَ خَٰشِعَةً فَإِذَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡهَا ٱلۡمَآءَ ٱهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡۚ إِنَّ ٱلَّذِيٓ أَحۡيَاهَا لَمُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰٓۚ إِنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ٣٩﴾ (14)

"اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی پڑی ہے۔ پھر جب ہم اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے۔ جس نے زمین کو زندہ کر دیا ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اَحادیث رسول ﷺ سے دلائل

1. نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا امیر بنا کر بھیجتے ہوئے فرمایا: كيف تقضي إذا عرض لك قضاء، قال: أقضي بما في كتاب الله. قال: فإن لم يكن في كتاب الله؟ قال: بسنة رسول الله، قال: فإن لم في سنة رسول الله؟ قال: أجتهد رأي لا آلو، قال: فضرب رسول الله صدره وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضى رسول الله ﷺ وقال العقيلي: قال البخاري: لا يصح"[15]

'جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش آئے گا تو تم فیصلہ کیسے کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کتاب اللہ میں مسئلہ نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری سنت میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: میں اجتہاد کروں گا اور اپنی کوشش میں کوئی کمی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا: 'شکر ہے اس خدا کا جس نے اپنے نبی کے نمائندہ کو ایسے کام کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول ﷺ خوش ہے۔

2 صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی اور اب ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نعم، حجّي عنها، أرأيت لو كان على أمك دين أكنت قاضية؟ قالت: نعم، فقال: اقضوا الله، فأن الله أحق بالوفاء[16]

" ہاں اس کی طرف سے حج کر، بتلاؤ: اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہو تو تو ادا کرے گی؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ کا قرض ادا کرنا تو زیادہ ضروری ہے۔"

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کی بیوی نے ایک سیاہ رنگ کے بچے کو جنم دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ان کے رنگ کون کون سے ہیں؟ اس نے کہا! سرخ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ان اونٹوں میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے جواب دیا کہ ممکن ہے وہ کسی رگ کے اثر کی وجہ سے گیا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہی رگ کا اثر یہاں بھی پایا جا سکتا ہے۔[17]

درج بالا روایات اس بات کی شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں خود قیاس فرما کر اُمت کے لئے قیاس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام لینے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

بہت سی احادیث میں آپ ﷺ نے جہاں شریعت کا حکم بیان فرمایا، وہاں حکم کی علت بھی بیان فرمائی۔ علت بتانے کا فائدہ یہی ہو سکتا ہے کہ اس علت کی بناء پر یہی حکم دوسری چیزوں میں بھی جاری کیا جا سکتا ہے۔

3. آپ ﷺ سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا:

«هو الطهور ماؤه» [18] "سمندر کا پانی خود پاک اور پاک کرنے والا ہے۔"

آپ ﷺ نے صرف حکم بتانے پر ہی اکتفاء نہیں کیا کہ سمندر کے پانی سے وضو جائز ہے بلکہ اس کی علت بھی ارشاد فرمائی کہ سمندر کے پانی سے وضو اس لئے جائز ہے کہ اس کا پانی پاک کرنے والا ہوتا ہے۔

4. جس پانی میں بلی منہ ڈال دے اس کا حکم آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

«إنها ليست بنجس، إنما هي من الطوافين عليكم» [19]

"یہ ناپاک نہیں کیونکہ کثرت سے تمہارے درمیان آمدورفت رکھتی ہے۔"

ان الفاظ میں بلی کے حکم میں جو تخفیف کی گئی ہے، اس کی علت بھی بتا دی گئی کہ کیونکہ اس کا گھروں میں آزادانہ آنا جانا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کے حکم میں تخفیف کر دی ہے تاکہ لوگوں کو تنگی پیش نہ آئے۔

منکرین قیاس کے دلائل اور ردّ

جو لوگ قیاس کو دلیل شرعی تسلیم نہیں کرتے ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

1. ان کا کہنا ہے کہ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾ [20]

"اے ایمان والو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سبقت مت کیا کرو۔"

اور کسی حکم میں قیاس کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ (کتاب و سنت) پر سبقت کرنے کے مترادف ہے۔ مخالفین قیاس کی یہ دلیل درست نہیں ہے کیونکہ قیاس کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سبقت کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو عین اتباع ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سبقت کا الزام تو تب آتا جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نص موجود ہوتے ہوئے بھی قیاس کیا جاتا۔

2. ان کی دوسری دلیل یہ آیت ہے: ﴿ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ﴾ [21]

"لہٰذا آپ ﷺ ان کے درمیان اسی کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔"

منکرین قیاس اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ قیاس 'حکم بما لم ینزل بہ اللہ' ہے۔ حالانکہ ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ اجتہاد شرعی کے ذریعے حکم منصوص کی بنیاد پر دیگر احکام کی تفریع 'حکم بما لم ینزل به الله' نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو اللہ اختلاف کی صورت میں 'فردوه إلى الله والرسول' کا حکم ہی کیوں دیتا۔!؟

3. منکرین قیاس کی تیسری دلیل یہ آیات ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4. الف) ﴿مَّا فَرَّطْنَا فِي ٱلْكِتَٰبِ مِن شَيْءٍ﴾[22] "ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

ب) ﴿وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ﴾[23]

" اور نہ کوئی تر اور خشک چیز مگر (یہ سب کچھ) روشن کتاب میں موجود ہیں۔ "

ج) ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾[24]

" اور ہم نے آپ ﷺ پر ہر بات کو کھول کر بیان کر دینے والی کتاب اتاری ہے۔ "

منکرین قیاس ان آیتوں سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب قرآن کریم میں تمام احکام کی بابت ضروری معلومات جمع ہیں تو پھر تشریع بالقیاس کی ضرورت ہی کیا ہے!؟ کیونکہ اس صورت میں قیاس دو حال سے خالی نہ ہو گا: یا تو قیاس اسی چیز پر دلالت کرے گا جس پر قرآن دلالت کر رہا ہے تو یہ تحصیلِ حاصل ہے۔ یا پھر قرآن قیاس کے خلاف پر دلالت کریگا تو وہ مردود ہے۔

لیکن مذکورہ بالا آیات سے منکرین قیاس کا استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ سیاق عبارت دلالت کر رہا ہے کہ (۱) اور (۲) کی آیتوں میں کتاب سے مراد قرآن کریم نہیں ہے بلکہ مراد 'علم الٰہی' یا بالفاظ دیگر 'محفوظ' ہے۔ آیت (۱) کو سیاق و سباق سے ملا کر پڑھیے، ارشاد ہے: ﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَا طَٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي ٱلْكِتَٰبِ مِن شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾﴾[25]

"اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرندے ہیں جو اپنے دونوں بازوؤں سے اُڑتے ہیں، ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں۔ ہم نے لوح محفوظ میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جائیں گے۔ "

تفسیر روح المعانی میں ہے: عن الحسن وقتادة أن المراد بالكتاب: الكتاب الذي عند الله تعالى وهو مشتمل على ما كان وما يكون وهو اللوح المحفوظ[26]

" حسن بصریؒ اور قتادہؒ روایت ہے کہ آیت کریمہ میں جو لفظ کتاب آیا ہے اس سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ کے پاس محفوظ ہے اور جس میں ماضی و مستقبل کی تمام باتیں درج ہیں اور وہی لوح محفوظ ہے۔ "

لہٰذا منکرین قیاس کی طرف سے لفظ 'الکتاب' کا قرآن پہ اطلاق ہی سرے سے درست نہیں ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں ﴿وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ﴾ میں مراد وہی 'علم الٰہی' ہے۔ سیاق عبارت ملاحظہ ہو: ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ﴾[27]

" اور اسی کے پاس غیب کے خزانے کی کنجیاں ہیں۔ انہیں بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور کوئی پتّہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتابِ مبین میں ہیں۔"

"اِلّا في كِتٰب مبين کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازیؒ تفسیر الکبیر میں لکھا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فيه قولان: الأول: أن ذلك الكتاب المبين هو علم الله تعالى لا غيره وهذا هو الصواب"[28] " اس میں دو قول ہیں: پہلا یہ کہ اس کتاب مبین سے مراد اللہ کے علم کے سوا کوئی دوسری شے نہیں اور یہی قول درست ہے۔ "

حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں کتاب مبین مُراد قرآن کریم نہیں ہے بلکہ لوحِ محفوظ ہے۔ اور منکرین قیاس کا ان سے استدلال درست نہیں ہے۔

اور تیسری آیت: ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ﴾[29]

"اور ہم نے آپ پر کتاب اُ تاری جو ہر چیز کو کھول کر بیان کر دینے والی۔ "

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں مجموعی طور پر تمام تشریعی اُمور کے مبادی و اصول موجود ہیں، اور پھر اس پر اکتفاء نہیں کیا گیا ہے بلکہ طرق استنباط کی طرف بھی رہنمائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے ایسی صو رتحال پیدا ہو گئی ہے کہ یا تو بواسطہ نص قرآن سے حکم مستنبط کر لیا جائے۔ یا ان قواعد عامہ کو برت کر استنباط کیا جائے جن کی طرف قرآن نے راہنمائی کئے ہیں۔

قیاس کے ارکان

قیاس کے درج ذیل چار ارکان ہیں: 1۔ اصل 2۔ حکم اصل 3۔ علت 4۔ فرع

1. **اصل:** کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی حکم جس نص سے ثابت ہو، اس نص کو 'اصل' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کو 'مقیس علیہ' بھی کہتے ہیں۔
2. **حکم اصل:** یہ شرعی حکم ہے جو قیاس کے رکن 'اصل' میں نص سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کو فرع کی طرف متعدی کیا جاتا ہے۔
3. **فرع:** یہ وہ مسئلہ یا واقعہ جسکے بارے میں نص سے کوئی حکم ثابت نہیں ہے۔ قیاس کے طریقہ کار پر عمل کر کے اصل میں جو حکم موجود ہو اس کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے۔
4. **علت:** یہ وہ وصف ہے جو 'اصل' میں موجود ہو یا بالفاظ دیگر وہ مقصد ہے جسکی تکمیل کے لیے حکم دیا گیا ہو۔ اگر یہی وصف فرع میں موجود ہو تو اس کو اصل کے مساوی سمجھا جائے گا اسلیے اس پر اسی حکم کا اطلاق ہو گا جو اصل میں موجود ہے۔[30]

اس کی سادہ مثال یہ ہے کہ ایک کمرے میں دو کھڑکیاں ہیں: ایک دائیں طرف اور دوسری بائیں طرف۔ صاحب نے اپنے ملازم کو کہا کہ دائیں کھڑکی پر پردہ کھینچ دو۔ ملازم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ دائیں کھڑکی کا پردہ کھینچنے کا منشاء یہ ہے کہ اس میں سے دھوپ آ رہی ہے۔ اب اگر وہ دیکھتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد بائیں کھڑکی سے بھی دھوپ آنے لگی ہے تو وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ اس کھڑکی کا حکم بھی یہی ہے کہ اس کا پردہ کھینچ دیا جائے۔[31]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیاس کی شرائط

قیاس کے دلیل شرعی ہونے کے لیے اس میں کچھ شرائط کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ قیاس میں ان شرائط کا لحاظ رکھا جائے تبھی وہ صحیح نتائج دیتا ہے۔ قیاس کے ارکان میں سے ہر رکن کی شرائط الگ ہیں، اس لیے یہاں شرائط کو تین حصوں میں تقسیم کر کے بیان کیا جارہا ہے:

1. اصل اور حکمِ اصل کی شرائط
2. فرع کی شرائط
3. علت کی شرائط

اصل اور حکمِ اصل کی شرائط

1. اصل کسی دوسرے اصل کی فرع نہ ہو۔ مزید برآں اس کا حکم نص یا اجماع سے ثابت ہو۔ جو حکم خود قیاس سے ثابت ہو اس پر آگے قیاس نہیں کیا جاسکتا۔
2. کا حکم اپنی جگہ پر ثابت اور باقی ہو۔ قرآن و سنت کے وہ احکام جو منسوخ ہو چکے ہیں ان پر قیاس کر کے کوئی اور حکم ثابت کرنا درست نہیں۔

3 حکمِ اصل خلاف قیاس نہ ہو۔ جو حکم خود عام قواعد سے مستثنیٰ ہو اور خلاف قیاس ہو اس حکم کو قیاس کر کے کسی دیگر فرع میں جاری نہیں کیا جاسکتا۔

4 حکمِ اصل، اصل کے لیے مخصوص نہ ہو۔ بہت سے احکام ایسے ہیں جن کے بارے میں دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ احکام جن کے بارے میں جاری کیے گئے ہیں انہی کے لیے خاص ہیں۔ دیگر افراد کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ ایسے خصوصی احکام میں قیاس کر کے ان احکام کو دوسروں کے بارے میں جاری کرنا درست نہیں ہے۔

5. اصل، فرع سے مقدم ہو اور فرع مؤخر ہو۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو کہ حکم پہلے فرع میں جاری ہو چکا ہو اور اصل بعد میں مشروع ہوا ہو تو اس مقدم فرع کو مؤخر اصل پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔
6. حکم اصل، شرعی ہو لغوی حکم نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ خربوزہ کو خربوزہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ گول ہے اور گیند بھی گول ہے، لہذا اسکو بھی خربوزہ کہا جائے گا۔ یہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ علت کو لغوی قیاس سے ثابت کیا گیا ہے۔[32]

فرع کی شرائط

1. فرع کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا حکم کسی نص سے ثابت نہ ہو، کیونکہ قیاس کی طرف اس وقت رجوع کیا جاتا ہے جب کسی مسئلہ میں نص موجود نہ ہو۔ جس کا حکم وضاحت کے ساتھ بتادیا گیا ہے اس میں قیاس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

علت کی فرع اصل میں موجود ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قیاس کا مطلب ہی یہ ہے کہ حکم اصل کی علت فرع میں موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی بنا پر فرع میں بھی یہی حکم اصل کو جاری کیا جائے۔ اگر فرع میں علت ہی نہ پائی جائے تو قیاس کر کے اس میں اصل کا حکم جاری کرنے کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔

فرع کی علت اصل کی علت سے کم تر نہ ہو بلکہ برابر ہو یا برتر ۔ البتہ ہر اعتبار سے یکساں ہونا ضروری نہیں۔ بسا اوقات علت میں اصل اور فرع کی مشارکت کے باوصف اصل کو بعض امتیازات حاصل ہو سکتے ہیں۔

فرع کا حکم اصل کے حکم پر مقدم نہ ہو۔ یعنی فرع کا حکم پہلے نازل ہوا ہو اور اصل کا حکم اس کے بعد نازل ہوا ہو، جیسے تیمم کی نیت کے وجوب پر وضو کو قیاس کرنا۔ حالانکہ وضو کا حکم ہجرت سے پہلے نازل ہوا ہے اور تیمم کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا ہے۔[33]

علت کی شرائط

1. اصل کے ایسے وصف کو علت بنایا جائے جو حکم سے مناسبت رکھتا ہو۔ ایسے وصف کو علت قرار دینا درست نہیں ہے جو حکم سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔

علت ایسی ہو جس کی وجہ سے حکم میں تبدیلی واقع نہ ہو، لہٰذا کسی حکم کی ایسی علت قرار دینا جس سے بیان کیے ہوئے حکم میں تبدیلی واقع ہو جائے اور اس حکم کو اپنی اصل شکل پر برقرار نہ رکھا جا سکتا ہو، درست نہیں ہے۔[34]

3. اصل کی علت اسی کے ساتھ مخصوص نہ ہو بلکہ دوسری چیزوں میں پائی جا سکتی ہو۔ ایسی علت جو اصل کے ساتھ مخصوص ہو، اس کی بناء پر قیاس درست نہیں ہے۔

جہاں علت پائی جاتی ہو وہاں حکم بھی ضرور پایا جاتا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں علت تو موجود ہو لیکن وہاں حکم نہ پایا جاتا ہو۔ ایسی علت جس کے پائے جانے پر حکم لازمی طور پر مرتب نہ ہوتا ہو بلکہ کہیں مرتب ہو جاتا ہو اور کہیں نہ ہوتا ہو، قابل اعتبار نہیں۔

5. علت ایسے اوصاف میں سے ہو جن کو شارع نے غیر معتبر قرار نہ دیا ہو۔[35]

سابقہ بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیاس شریعت کے اہم ترین اور بنیادی مآخذ میں سے ہے۔ خود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیاس کے ذریعے احکام کا استنباط کرتے رہے۔ اہل ظواہر اور بعض معتزلہ کے علاوہ کسی نے بھی قیاس کی حجیت کا انکار نہیں کیا۔ البتہ کچھ لوگوں نے امام بخاریؒ کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ آپ قیاس کو حجت تسلیم نہیں کرتے۔

اجتہاد کے طرق و اسالیب

دور حاضر کے بعض مفکرین اجتہاد کے طرق و اسالیب کا خلاصہ درج ذیل انداز سے بھی پیش کرتے ہیں:

پہلی تقسیم

'اجتہاد' کے طرق و اسالیب کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں: اجتہاد بیانی، اجتہاد قیاسی اور اجتہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استصلاحی'۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

"رأى الدكتور معروف الدواليبى قسمة الاجتهاد إلىٰ ثلاثة أنواع وأشار الشاطبي في الموافقات إلىٰ بعضها. الاجتهاد البياني: وذلك لبيان الأحكام الشرعية من نصوص الشارع. الاجتهاد القياسي: وذلك لوضع الأحكام الشرعية للوقائع الحادثة مما ليس فيها كتاب ولا سنة بالقياس علىٰ ما في نصوص الشارع من أحكام. الاجتهاد الاستصلاحي: وذلك لوضع الأحكام الشرعية أيضًا، للوقائع الحادثة مما ليس فيها كتاب ولا سنة' بالرأي المبني على قاعدة الاستصلاح" (36)

"ڈاکٹر معروف الدوالیبی نے اجتہاد کی تین قسمیں بیان کی ہیں: ان میں سے بعض کی طرف امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی 'الموافقات' میں اشارہ کیا ہے۔ پہلی قسم 'اجتہادِ بیانی' ہے اور اس سے مراد قرآن وسنت کی نصوص میں سے شرعی احکام کے بیان واستنباط میں اجتہاد کرنا ہے۔ اجتہاد کی دوسری قسم 'اجتہاد قیاسی' ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جن مسائل کے بارے میں کتاب وسنت میں کوئی واضح حکم نہیں ہے، ان کو شرعی نصوص پر قیاس کر کے ان کا حکم معلوم کرنا ہوتا ہے۔ اجتہاد کی تیسری قسم 'استصلاحی اجتہاد' ہے اور اس سے مراد بھی یہی ہے کہ ان مسائل کہ جن کے بارے میں کتاب وسنت میں کوئی واضح حکم موجود نہ ہو، کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے 'استصلاح' کے قاعدے کے تحت کوئی رائے دینا۔"

اس تقسیم کو بعض علما نے اس انداز میں بھی بیان کیا ہے: اجتہاد بالنص، اجتہاد بالقیاس اور اجتہاد بالقواعد العامہ ۔ قواعدِ عامہ سے مراد مصلحت، سدِ ذرائع، عرف اور استصحاب وغیرہ ہیں۔

دوسری تقسیم

اجتہاد بالقیاس میں علّت کے اعتبار سے اجتہاد کے تین اسالیب بیان کیے جاتے ہیں: تحقیق المناط، تنقیح المناط اور تخریج المناط۔ 'تحقیق المناط' کے بارے میں ڈاکٹر محمد بن حسین بن الحسن جیزانی لکھتے ہیں:

"ينقسم الاجتهاد بالنسبة لعلة الحكم إلىٰ ثلاثة أقسام: تحقيق المناط، وتنقيحه، وتخريجه. فتحقيق المناط: هو أن يعلق الشارع، الحكم بمعنى كلي، فينظر المجتهد في ثبوته في بعض الأنواع أو بعض الأعيان كالأمر باستقبال القبلة واستشهاد شهيدين عدلين فينظر هل المصلي مستقبل القبلة؟ وهذا الشخص هل هو عدل مرضى؟ وهذا النوع من الاجتهاد متفق عليه بين المسلمين بل بين العقلاء"(37)

"علت کے اعتبار سے اجتہاد کی تین قسمیں ہیں: 1۔ تحقیق المناط 2۔ تنقیح المناط 3۔ تخریج المناط۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق المناط سے مراد یہ ہے کہ شارع کسی حکم کو کسی کلی معنیٰ میں لے پھر مجتہد بعض انواع یا بعض اعیان میں اس حکم کے ثبوت کے لیے غور و فکر کرے جیسا کہ استقبالِ قبلہ یا دو عادل گواہوں کی گواہی لینے کا معاملہ ہے۔ پس ا یک مجتہد اس مسئلے میں غور و فکر کرے گا کہ ا یک نمازی قبلہ رخ ہے یا نہیں؟ اسی طرح کیا یہ شخص عادل ہے اور گواہی کے لیے مناسب ہے یا نہیں؟ اجتہاد کی یہ قسم تمام اہل علم اہل عقل کے درمیان متفق علیہ ہے۔"

تنقیح تفعیل سے مصدر ہے اور اس کا معنی چھان پھٹک ہے یعنی 'چھان پھٹک' کر کسی حکم کی علت معلوم کرنے کا طریقہ 'تنقیح المناط' کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد بن حسین بن الحسن جیزانی لکھتے ہیں:

"وتنقيح المناط: وهو تهذيب العلة، فإذا أضاف الشارع حكمًا إلىٰ سببه واقترن بذلك أوصاف لا مدخل لها في إضافة الحكم، وجب حذف الأوصاف غير المؤثرة عن الاعتبار وإبقاء الوصف المؤثر المعتبر في الحكم. وذٰلك كأمر النبي ﷺ الأعرابي الذي واقع أهله في رمضان بالكفارة فعلم أن كونه أعرابيا، أو عربيا، أو الموطوءة زوجته، لا أثر له في الحكم، فلو وطئ المسلم العجمي سريته كان الحكم كذلك، وهٰذا النوع قد أقر به أكثر منكري القياس"[38]

" اجتہاد کی دوسری قسم تنقیح المناط ہے اور اس سے مراد علّت کا چھانٹنا ہے۔ اگر شارع نے کسی حکم کی نسبت اس کے کسی سبب کی طرف کی ہو اور حکم کے ساتھ کچھ ایسے دیگر اوصاف بھی ملے ہوئے ہوں جن کی حکم کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہو تو اس حکم کی علت میں ان اوصاف کا اعتبار نہ کرنا لازمی ہو گا جبکہ اس حکم میں جو وصف مؤثر اور معتبر ہو گا، اسی کو اس حکم کی علت کے طور پر باقی رکھا جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس بدو کو جس نے رمضان میں اپنی گھر والی سے جماع کر لیا تھا، کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ پس اس مثال سے معلوم ہوا کہ اس شخص کا بدو ہونا یا عربی ہونا یا اس کا گھر والی سے جماع ہونا، کفارے کے حکم میں ان اوصاف کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان عجمی بھی کسی عورت سے جماع کرتا ہے تو پھر بھی اسی طرح کفارے کا حکم ہو گا۔ اکثر منکرین قیاس نے بھی اجتہاد کی اس قسم کا اقرار کیا ہے۔"

آخر میں تیسرے اسلوب 'تخریج المناط' پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وتخريج المناط: وهو القياس المحض، وهو أن ينص الشارع على حكم في محل، ولا يتعرض لمناطه أصلاً، كتحريم الربا في البر، فيجتهد المجتهد في البحث عن علة الحكم ومناطه بطريق من طرق ثبوت العلة، وهٰذا النوع هو الذي وقع فيه الخلاف المشهور في حجية القياس"[39]

"اجتہاد کی تیسری قسم تخریج المناط ہے اور یہ محض قیاس ہے اور وہ یہ ہے کہ شارع کسی جگہ کوئی حکم بیان کرے اور اس حکم کی علت سے کوئی تعرض نہ کرے جیسا کہ گندم میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ پس اس قسم میں مجتہد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسالکِ علتِ روشنی میں اس حکم کی علت تلاش کرے گا۔ اجتہاد کی یہی قسم ہے جس کے بارے میں علما کا اختلاف قیاس کے حجت ہونے یا نہ ہونے کے پہلو سے ہے۔ "

امام بخاریؒ اور قیاس ورائے ... عمومی جائزہ

امام بخاریؒ کے تصور قیاس ورائے کے بارے تجزیہ و تبصرہ کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ پہلے حصے میں ایک عمومی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ عمومی جائزے سے ہماری مراد متاخرین کی وہ آراء و تاویلات ہیں جو انہوں نے اپنے معاصر افکار و نظریات کی کشمکش میں امام بخاری کو اپنے مویدین کی صف میں کھڑا کرنے کے لیے پیش کی ہیں۔

امام بخاریؒ کے بعض ظاہری الفاظ سے یوں لگتا ہے وہ حجیت قیاس کے قائل نہیں لیکن تتبع و استقصاء کلام کے بعد جواب یہ ہے کہ ان کے نزدیک حجیت قیاس مسلمہ ہے، کیونکہ ان کی وہ عبارتیں جو قیاس کی مذمت میں وارد ہیں وہ دراصل تکلف کے ساتھ اس قیاس کی مذمت میں ہیں جو نص کے مقابلے میں ہوتا ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاریؒ نے قیاس سے استفادہ کیا ہے چنانچہ بخاریؒ کا منہج و اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک باب باندھتے ہیں پھر اس کے ترجمۃ الباب یا محل استدلال میں ایسی نصوص لاتے ہیں جو بذاتِ خود اس باب کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں گویا اور قیاس کو بروئے کار لائے بغیر مذکورہ آیات سے مبینہ حکم نکلتا ہی نہیں۔

مثلاً امام بخاریؒ کی رائے میں گونگے کے اشارہ سے حد اور لعان ثابت ہو جاتے ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں

" جب گونگا شخص اپنی بیوی پر تحریر یا اشارے یا معروف حرکت کے ذریعے زنا کی تہمت لگائے تو ان صورتوں میں گونگا، بولنے والے کی طرح ہو گا اور امام بخاریؒ نے اپنی اس رائے کی تائید کے لیے دو پہلوؤں سے قیاسا استدلال کیا ہے:

1. چونکہ اشارہ کے ساتھ طلاق معتبر ہے۔ لہذا امام بخاریؒ نے کہا: "اگر کسی نے تحریر، اشارہ یا حرکت کے ذریعے طلاق دی تو یہ جائز ہے اور طلاق و قذف کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اگر کہا جائے کہ قذف صرف کلام کے ذریعے ہوتا ہے تو اس کو یہ جواب دیا جائے گا کہ پھر اسی طرح طلاق بھی صرف کلام کے ذریعے ہو سکتی ہے۔

قذف میں گونگے کے اشارے کو حدیث میں وارد اس اشارے پر قیاس کیا گیا ہے جو نبی ﷺ کے سامنے ہوا یعنی احکام شرعیہ میں اشارہ معتبر دلیل ہے۔"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

" جب گونگا اپنی بیوی پر تحریر یا اشارے یا معروف حرکت کے ذریعے زنا کی تہمت لگائے تو وہ بولنے والے انسان کی طرح ہو گا، کیونکہ نبی ﷺ نے شریعت میں اشارے کو معتبر قرار دیا ہے۔"

عام علما کے نزدیک علت کے اشتراک کی وجہ سے حکم معلوم کو کسی دوسرے حکم میں ثابت کرنا قیاس کہلاتا ہے۔ مثلاً جب آپ ﷺ سے گدھے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے گدھے کو گھوڑے سے تشبیہ دی۔ اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بِمَا أَرَاكَ اللَّـهُ﴾ اس کو صرف وحی میں محصور کرنا انصاف نہیں، بلکہ یہ تو قیا س کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت ہے۔

اسی طرح جب ایک آدمی نے اپنے بچے کے بارے میں شک کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے سوال کیا کہ کیا تیرے پاس سرخ رنگ کے اونٹوں میں کوئی خاکستری رنگ اونٹ ہے؟ ... اس نے کہا کسی اعلیٰ رگ نے اس کو کھینچ لیا ہو گا

اس کے علاوہ جب ﷺ نے عبد بن زمعہ کی عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ مشابہت دیکھی تو حضرت سودہؓ کو حجاب کا حکم دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ امام بخاریؒ علی الاطلاق قیاس کی نفی کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ یہ موقف رکھتے ہیں کہ بعض موقعوں پر نبی ﷺ نے وحی کے انتظار میں خاموشی اختیار کی اور بعض موقعوں پر رائے سے جواب ارشاد فرمایا۔ حاصل یہ ہے کہ قیاس کی بنیاد اگر کتاب وسنت ہے تو وہ محمود ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو ایسا قیاس مذموم اور سراسر تکلف ہے۔

امام صاحبؒ صحیح بخاری میں یہ باب منعقد فرمایا ہے: ' باب من شبه أصلاً معلوما بأصل مبين...' اور اس میں یہ حدیث لے کر آئے ہیں کہ "فدين الله أحق أن يقضي"

امام بیہقیؒ صحیح سند کے ساتھ حسان بن عطیہ سےؒ روایت لائے ہیں کہ جبریلؑ جیسے قرآن لے کر اترتے تھے ویسے ہی سنت لے کر اترتے تھے۔

قرآن میں ہے: ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ تو انبیا سب سے زیادہ بصیرت کے حامل تھے۔ اسی طرح اگر مجتہد کے اجر کی فضیلت بیان ہوئی ہے تو انبیا اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔

جنگی معاملات ہوں، مؤلفۃ القلوب کو کچھ دینا ہو یا بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینا ہو۔ نبی ﷺ کے تمام افعال کی سند یہ قول تھا: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾

امام بخاریؒ سلف صالحین اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی صورت ہے نہ کہ اہل ہوی کے نقش قدم پر۔

اب ہم امام بخاریؒ عظیم امام کی عبارات، ان کے اسلوب اور ان کے اشارات سے ان اصولوں کو رقم کرنے کی کوشش کریں گے جن کو ہمارے مطابق امام صاحبؒ نے اختیار فرمایا ہے:

1. 'علت' قیاس کا ایک رکن ہے

"كتاب الاستيذان ، باب الاستيذان من أجل البصر"

امام بخاریؒ کے ارکان اور جزئیات کی طرف توجہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اجازت لینے کے مسئلے کا تعلق آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے ہے۔ اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ امام بخاریؒ کے ارکان کو بخوبی جانچتے ہیں۔ بلکہ یہ واضح اشارہ ہے کہ امام بخاریؒ کے مشروع مانتے ہیں بشرطیکہ محمود ہو۔ کیونکہ حکم کا تعلق علت کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے۔

اسی مسئلے میں اس حدیث کو بھی رکھا جا سکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اپنی نظر کو پھیر لے یعنی نظر کے پیچھے نظر کو نہ لگا۔ اور ٹکٹکی باندھ کر مت دیکھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: جس نے یہ پوچھا تھا کہ کیا میں اپنی بہن سے بھی اجازت لے کر گھر میں داخل ہوا کروں؟ ہاں۔ اس آدمی نے کہا: میں تو اسکی پرورش کر رہا ہوں۔ تو انھوں نے جواب دیا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ اسے عریاں حالت میں دیکھے؟ (40)

یہ موقوف اثر واضح طور پر علت کو بتا رہا ہے۔

2. علل کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے

"كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تاويل فهو كما قال"

امام صاحب اس باب میں تین احادیث لا رہے ہیں۔ اور آخری حدیث میں باریک بینی سے امام صاحب کا یہ اشارہ نظر آتا ہے کہ وہ اوپر باندھے جانے والے باب کی رہنمائی میں اس حدیث سے مزید مسائل کو اخذ کر رہے ہیں، کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں: "جو غیر اسلامی ملت کی قسم اٹھاتا ہے یا وہ خودکشی کرنے والا ہے یا وہ جو کسی کو صریحاً کافر کہہ دیتا ہے جبکہ وہ کسی کی تاویل کو بھی ملحوظ نہیں رکھتا" پہلے کو آپ ﷺ نے کاذب قرار دیا، دوسرے کے بارے فرمایا کہ اسے جہنم کے اندر آگ کا عذاب دیا جائے گا اور تیسرے کے بارے میں فرمایا: گویا کہ اس نے اسکو قتل کر دیا۔

ایک اور چیز جو اسی حدیث میں موجود ہے کہ مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کے مترادف ہے۔

ان سب جگہوں پر علت مختلف ہے تو حکم بھی مختلف ہے۔ یعنی سب کے لیے حکم یکساں نہیں ہے۔ حکم کا یکساں نہ ہونا علل کے تفاوت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ اور یہی امام صاحب ؒ کا مقصود ہے۔(41)

3 جب علت شارع بیان کرے گا تو چاہے وہ ماوراء العقل ہو تو اس کو قبول کرلازم ہو گا

"كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر"

امام بخاریؒ اس حدیث کے آخری الفاظ "إن شدة الحر من فيح جهنم" سے قیاس کی حدود کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ جب تعلیل شارع کی طرف سے کی گئی ہو تو اسکا قبول کرنا واجب ہے۔ شارع نے جو علت بیان فرمائی: وہ یہ ہے کہ گرمی کا ایک سبب دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔ بظاہر یہ بات انسانی عقل سے بالاتر معلوم ہوتی ہے جب کہ یہی بات اوپر والے مسئلہ کی توجیہ میں شارع کی طرف سے بیان کی گئی ہے۔(42)

4. علت کے زوال سے حکم کا زوال لازم ہے مگر علت کی واپسی سے اسی حکم کی واپسی ضروری نہیں ہے

"كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، و ما يتزود منها"

امام بخاری اس باب کے تحت آنے والی روایات میں اس وجہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جن کی بنا پر مدینہ والوں کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے ایک دفعہ روکا گیا تھا۔ اس میں یہ علت نبی ﷺ نے بذات خود ارشاد فرمائی ہے کہ اس سال خانہ بدوش لوگوں کی بکثرت آمد کی وجہ سے تنگی ہو گئی ہے۔ لہذا آپ ﷺ نے ان کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ اس مخصوص علت کی بنا پر یہ حکم تھا، لیکن آج کے دور میں اگر وہی علت واقع ہو جائے تو کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف وہی حکم ہو گا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ آج کے دور میں مفلسی اور محتاجی سے نبرد آزما ہونے کے طریقے بہت سے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مشہور مقولہ ہے: "ہمیں کھجور کھانے سے غرض ہونی چاہیے نہ کہ درخت گننے سے" لہٰذا ثابت ہوا کہ اسی علت کے لوٹ آنے سے صرف اسی حکم کی واپسی ضروری نہیں ہو گی۔ دراصل امام صاحب ؒ بعض متشدد لوگوں کے اس ضابطے پر نقض وارد کر رہے ہیں کہ وہی حکم علت کے ساتھ عدماً اور وجوداً لازماً لوٹ آتا ہے۔[43]

5. قیاس کی درستی کے لیے یہ شرط نہیں کہ ہر فرع اعتبار سے اصل کے مساوی ہو

بلکہ بعض اوقات اصل میں ایسے امتیازات ہوتے ہیں جب کہ جو فرع میں موجود نہیں ہوتے البتہ اصل اور فرع میں صرف علت مشارکت کافی ہے۔ جیسے تھنوں میں دودھ کی حفاظت کو بند خزانے کے ساتھ ملحق کر کے وہی حکم لگا دیا جائے۔ وہ یہ ہے کہ دونوں کا مالک کی اجازت کے بغیر لینا منع ہے

"كتاب في اللقطة، باب لا تحتلب ماشية أحد بغير إذنه "

امام بخاریؒ پر باب اور حدیث کی مطابقت میں قیاس کا سہارا لیتے ہوئے قیاس کے انتہائی باریک معاملات کی طرف تنبیہ فرما رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اصل اور فرع میں ہر اعتبار سے مساوات یا مطابقت ضروری نہیں ہوتی، کیونکہ بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ اصل کے اندر کوئی اضافی خوبی ہوتی ہے مگر اس خوبی کا قیاس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں اس کا فرع میں نہ پایا جانا نقصان نہیں دیتا لیکن اصل صفت میں اشتراک ضروری ہے۔ جیسا کہ امام صاحب نے تھنوں کو مقفل خزانہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ کیونکہ دونوں جگہوں پر مشترکہ وصف ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر دونوں میں تصرف حرام ہے۔ اگرچہ تھن 'حرز' کے حساب سے خزانہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔[44]

6. اگر فرع علت کے اعتبار سے اصل سے زیادہ ہو اس کی زیادتی کے بقدر احکام وارد ہوں گے

"كتاب الفرائض، باب الولد للفراش حرة كانت أو أمة"

اس مقام پر امام بخاریؒ فرع کے اندر علت کی زیادتی کے بقدر احکام دیئے جانے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ اس لیے کہ فراش متقاضی تھا کہ

"(حضرت سودہؓ کے بھائی) عبد کو نسب کے اعتبار سے سودہؓ بنت زمعہ کے والد زمعہ کے ساتھ ملایا جائے جب کہ مشابہت عتبہ کے ساتھ ملانے کا تقاضا کرتی تھی۔ اس میں الحاق کے باوجود ام المؤمنین حضرت سودہؓ کو حجاب کا مزید حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علت فرع کے اندر اصل کی نسبت زیادہ پائی جا رہی ہے۔ اسی بنا پر دوسرے حکم (حجاب) کا اضافہ کیا گیا اور وہ یہ کہ حضرت سودہؓ سے کہا گیا کہ آپ عبد سے حجاب فرمائیں۔[45]"

7. فارق کی موجودگی میں قیاس درست نہیں ہو گا

"كتاب الصوم، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيا"

امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں حسن بصریؒ کا قول مجاہدؒ کے کہ اگر کسی نے بھول کر جماع کر لیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ امام صاحبؒ اس ترجمۃ الباب پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی روایت لائے ہیں جس سے یہ اشارہ ملتا ہو کہ بھول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر جماع کر لینے سے کوئی کفارہ لازم نہیں آتا۔ امام بخاریؒ انداز تقاضا کرتا ہے کہ جماع کو اور کھانے پینے کو ایک ہی حکم نہ دیا جائے۔ اس لیے کہ قیاس کے لیے ضروری ہے کہ وہاں پر کوئی فارق نہ پایا جائے۔ اور یہ بالکل واضح ہے کہ بھول کر جماع کرنے کی حالت کو کسی بھی صورت میں بھول کر کھا نے پینے کی حالت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جماع کی حالت میں قصور واقع ہے۔ نتیجتاً یہ چیز فارق ہے اور فارق کی صورت میں قیاس متعذر ہوتا ہے۔ (46)

8 قیاس حدود اور شرعی تقدیرات 'کفارات' میں نہیں چل سکتا

"كتاب المحصر، باب قول الله تعالى: ﴿ فمن كان منكم مريضا ... أو نسك ﴾ "

امام بخاریؒ اپنی تبویب سے اس جانب اشارہ فرما رہے ہیں کہ قرآن و حدیث میں جتنی جگہوں پر بھی حدود اور کفارات کا ذکر ہے وہاں پر قیاس کو کوئی دخل نہیں۔ اور اس کی دلیل انھوں نے یہ پیش کی ہے کہ قرآن کریم میں مریض اور سر میں جوؤں کی تکلیف کی وجہ سے جو فدیہ واجب ہوتا ہے وہ روزے ہیں یا صدقہ یا قربانی۔ اور حدیث میں اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ روزوں سے مراد تین روزے ہیں۔ جبکہ ابن التین وغیرہ کہتے ہیں کہ عموماً روزے کا متبادل ایک صاع خوراک ہوتی ہے حالانکہ رمضان میں افطار کی صورت میں یہاں ایک مد کو متبادل قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ظہار اور روزہ میں جماع کرنے کا کفارہ بھی ایک مد ہے جبکہ اس کے مقابل ہمیں کفارہ قسم میں تین مد اور اس کا ایک ثلث متبادل دینا ہو گا۔ لہٰذا واضح ہوا کہ حدود اور کفارات میں قیاس کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (47)

9. خصائص قیاس سے ثابت نہیں ہوتے

"كتاب الحج، باب الطيب عند الإحرام..."

اس باب کے تحت امام بخاریؒ جو حدیثیں لائے ہیں ان سے مقصود ایسے لوگوں کا رد فرمانا ہے جو کہتے ہیں کہ حج کے موقع پر احرام باندھنے سے قبل یا تحلل اول کے بعد (طواف اِفاضہ سے قبل) خوشبو لگانا صرف نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ تو امام صاحبؒ باب کے تحت آثار اور دو مرفوع حدیثیں لا کر ایسے لوگوں کا رد فرما رہے ہیں جو کہتے ہیں: 'حبب إليّ النساء والطيب' یعنی اس کی وجہ آپ ﷺ کا وحی لے کر آنے والے فرشتوں سے ملاقات تھی جو آپ ﷺ کا خاصہ تھا۔ جب کہ حدیث اور آثار واضح کر رہے ہیں کہ یہ حکم عام ہے۔ آپ ﷺ خاصہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ صرف قیاس سے خصائص ثابت نہیں ہو سکتے۔ (48)

10. اسماء وصفات باری تعالیٰ کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا

"كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحد"

اس باب سے امام بخاریؒ اشارہ فرما رہے ہیں کہ اسمائے باری تعالیٰ کی ایک امتیازی حیثیت ہے اس کی کیفیت مخلوق پر قیاس کر کے بیان نہیں کی جا سکتی اور باب میں صرف لفظِ اسم لائے ہیں صفات نہیں لائے، کیونکہ صفات تو لامتناہی ہیں۔ امام بخاریؒ کا ایما اس طرف ہے کہ اسمائے الٰہی اور صفات باری تعالیٰ کی کیفیتوں میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہے۔ باقی ننانوے نام کون سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ یا ان کے علاوہ بھی بے شمار صفات الٰہی موجود ہیں یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ (49)

11. فضائل قیاس سے ثابت نہیں ہوتے

"كتاب الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت احادیث لائے ہیں۔ جن میں کچھ اعمال کی فضیلت کا تقابل ہے۔ ایک حدیث میں ہے نماز کی فضیلت سب سے زیادہ ہے، اس کے بعد والدین سے اچھا سلوک کرنا اور پھر جہاد۔ بعض احادیث میں ہے کہ صحابہ نے فرمایا کہ ہم جہاد کو افضل جانتے ہیں۔ کیا ہم صرف جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: افضل جہاد حج مبرور ہے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایسا عمل بتائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ تو فرمایا اس کی کون طاقت رکھتا ہے سوائے اس کے کہ مجاہد کی جہاد سے واپسی تک کوئی عبادت گزار مسجد میں بغیر کسی وقفہ کے نماز میں لگاتار مصروف ہے اور ساتھ ہی مسلسل روزے رکھتا رہے؟ یعنی بظاہر عقلی قیاس سے یہ نظر آتا ہے کہ روزے دار نمازی اپنے مسلسل عمل کی بنا پر مجاہد پر فضیلت رکھتا ہے مگر کیونکہ عقل کو اس میں دخل نہیں۔ لہٰذا وہی حق ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہاد فضیلت کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے اور ایسا روزے دار نمازی دوسرے نمبر پر ہے۔ گویا ہم قیاس سے فضائل کی درجہ بندی نہیں کر سکتے۔ (50)

12. جب حکم اور علت کی مناسب ظاہر ہو تو علت کے موقع پر حکم میں عموم ہو گا اور صرف نص سے تخصیص ہو گی

"كتاب السهو، باب إذا صلى خمسا"

جب حکم کی وجہ ظاہر اسمجھ آ رہی ہو تو وہی علت ہو گی اور جہاں یہ علت پائی جائے وہاں یہ حکم لاگو ہو جائے گا۔ اس عموم کی تخصیص صرف نص ہی کر سکتی ہے۔ مثلاً نماز میں رکعات کی کمی بیشی کا علاج سجدہ سہو ہے خواہ وہ سلام سے قبل کیا جائے یا بعد میں جس کی وجہ سمجھ آتی ہے کہ اس طرح شیطان کی طرف سے نماز میں بھول کا مداوا کر کے شیطان ذلیل وخوار کر دیا گیا۔ چنانچہ اب یہ نماز میں کمی بیشی دونوں کے لیے حکم عام ہو گا ماسوائے اس کے کہ نص سے کوئی صورت مخصوص ہو جائے۔

امام بخاریؒ باب میں اگرچہ نماز میں رکعت کی زیادتی بتانے کے لیے خمسًا کا لفظ لائے ہیں، لیکن انکی مراد صرف زیادتی والی صورت کا حکم بیان کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ سجدہ سہو کا حکم کمی بیشی دونوں قسم کے خلل کے لیے عام ہے، خواہ یہ خلل کمی کی صورت میں ہو رہا ہو یا زیادتی کی صورت میں دونوں صورتوں میں حکم ایک ہی ہو گا یعنی سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا جائے یا بعد میں، کمی بیشی دونوں صورتوں کیلئے ایک ہی طریقہ ہے۔ کیونکہ خلل اور حکم میں مناسبت ظاہر ہے لہٰذا یہ علت کمی بیشی دونوں صورتوں پر مشتمل ہونے کی بنا پر یہاں حکم میں عموم ہو گا۔ الا یہ کہ اس کی تخصیص کوئی نص کر دے، کیونکہ یہ سجدے محض شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے نہیں ہیں بلکہ وہ واقع شدہ خلل کے ازالے کیلئے بھی ہیں۔ اگرچہ یہ زیادتی پانچ رکعتوں کی شکل میں ہو رہی ہو تو پھر بھی معنی میں خلل یعنی نقص کے حکم میں ہے۔ نقصان اور زیادتی کا فرق اس طرح کرنا کہ نماز میں کمی ہو تو سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا جائے اور زیادتی ہو جائے تو سلام کے بعد کیا جائے، درست نہیں ہے۔ اگرچہ یہ امام مالکؒ کا موقف ہے اور امام نوویؒ اسے راجح قرار دیا ہے۔ امام نوویؒ نے اس پر الملخص للکتبؒ کو قوی قرار دیا ہے۔ (51)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13. اگر ایک حکم کی دو علتیں ہوں تو نص میں ایک علت کا ذکر دوسری علت کی نفی نہ ہو گا

"كتاب الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن يمسح بالمنديل"

اس بات کو بتانے کے لیے امام بخاریؒ حدیث لائے ہیں جس میں حکم کی ایک علت کو بیان کیا گیا ہے کہ کھانے کے بعد کھانے والا اپنی انگلیوں کو خود چاٹ لے یا کسی دوسرے سے چٹوا لے۔ مگر اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس حکم کی یہی ایک علت ہے ایک حکم کی ایک سے زیادہ علتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ چاٹنا یا چٹوانا ہی اصل مقصد نہیں ہے بلکہ علت یہ بھی ہے کہ کھانے کی برکت کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور یہ علت بھی ممکن ہے کہ کھانا کم ہونے کی صورت میں کھانے کی اہانت کا اظہار نہ ہو۔ چونکہ ان متنوع حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک ہی حکم کی کئی علتیں ہو سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک علت کے منصوص ہونے کی صورت میں دیگر علتوں کی نفی نہیں ہو جاتی اور یہی وہ ضابطہ ہے جس کی طرف امام صاحب اشارہ فرما رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انگلیوں کے چاٹنے میں کراہت کے تصور کو بھی ختم کرنا مقصود ہے۔ (52)

بلکہ اب تو میڈیکل سائنس بھی اس کی تائید کر رہی ہے کہ انگلیوں کی پوروں پر ایسے انزائم (Enzyme) پا انسان کے عمل انہضام کے لیے نہایت مفید ہیں۔

14. مسالک علت میں سے ایک ایما ہے۔ یعنی اگر وصف کا حکم کے ساتھ اقتران نہ ہوتا تو یہ حکم بھی نہ ہوتا

"كتاب الجهاد، باب سهام الفرس"

اس میں امام بخاریؒ صورت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ سے ایک حکم ثابت ہو اور اس حکم کے ساتھ ایک وصف کا اقتران بھی ہو۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اگر ان کا آپس میں اقتران نہ ہوتا تو یہ حکم نہ ہوتا۔ اسے اصول فقہ کی زبان میں 'ایماء' (اشارہ) کہتے ہیں۔ اور اس اصول میں بعض لوگوں کا رد بھی ہے جو مال غنیمت میں گھوڑ سوار کیلئے ایک حصہ اور گھوڑے کیلئے دو حصے تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ صریح حدیثِ رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

امام صاحب نہایت لطیف انداز میں حدیث رسول ﷺ سے ایک اصول کا استنباط کر کے ان کے اس دعویٰ کا رد فرما رہے ہیں۔ (53)

15. صحابہ رضی اللہ عنہم قیاس کو دلیل بناتے تھے

"كتاب المحصر، باب إذا أحصر المعتمر"

یہاں امام بخاری عبداللہ بن عمرؓ کے اس واقعے کا ذکر فرماتے ہیں جس میں انھوں نے حج اور عمرہ کا اکٹھا ارادہ فرمایا تھا۔ پھر کہا کہ اگر ان کے مکہ پہنچنے کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہوئی تو میں وہی کروں گا جو اللہ کے رسول ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) کیا۔ نیز فرمایا: عمرہ اور حج کی اس مسئلہ میں شرعی نوعیت ایک ہی ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کو تو عمرہ سے روکا گیا تھا۔ لہٰذا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا کہ دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے، حالانکہ حج میں عمرہ کی نسبت زیادہ وقت صَرف ہوتا ہے اور حج کے اعمال بھی عمرہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں۔ پھر بھی اصل علت کے اشتراک کی بنا پر حج کو عمرہ پر قیاس کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیاس سے کام لیتے تھے۔[54]

قیاس کے بارے میں مذکورہ بالا نکات زیادہ تر امام بخاریؒ کے مطبوعہ کلام سے اخذ کیے گئے ہیں جس طرح شارحین بخاریؒ نے یہ نکات اپنی شروحات میں اجاگر کیے ہیں۔ اس لیے ہم کئی نکات کو 'نکات بعد الوقوع' بھی کہہ سکتے ہیں۔

امام بخاریؒ اور قیاس و رائے خصوصی تجزیہ و تبصرہ

گذشتہ سطور میں قیاس کے متعلق امام بخاریؒ کی آراء و افکار کا ایک عمومی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اب امام بخاریؒ کے پیش نظر اور ان کے زمانے میں موجود افکار و نظریات کے تناظر میں ان کے تصور قیاس کا خصوصی تجزیہ کیا جائے گا۔ ہم امام بخاریؒ کے تصور قیاس کے اس خصوصی تجزیہ سے پہلے چند تمہیدی نکات پیش کیے جاتے ہیں جن سے قیاس کے بارے میں ان کے نکتہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

پہلا نکتہ: شریعتِ محمدیہ کی جامعیت

امام بخاریؒ بھی امام شافعیؒ کی طرح مختلف فیہ اصولی ادلہ مثلاً مصلحت مرسلہ، سد الذرائع یا استحسان وغیرہ کے علاحدہ یا مستقل ادلہ شرعیہ ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ ان تمام طرق کو اسالیب شریعت کے دائرہ کے اندر محدود رکھنا چاہتے ہیں تاکہ الاعتصام بالکتاب والسنۃ یعنی کتاب وسنت سے وابستہ رہ کر پوشیدہ دروازوں کے ذریعے باہر جانے سے روکا جا سکے۔ اسی غرض سے وہ ایسی مغالطہ آمیز اصطلاحات سے پرہیز کرتے ہیں، چنانچہ وہ شریعت کے شمول و کمال کی ایسی تمام ضرورتوں کو اجتہاد کی وسعتوں میں سمیٹ لیتے ہیں جو بعض دیگر مجتہدین ایسی مستقل اصطلاحات سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مقاصد شریعت کا حصول تو ہو جائے، لیکن مفاسد سے بھی بچا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بارے میں بعض اہل فکر و نظر کی توجیہ یہ ہے کہ وہ ان اختلافی اصولوں کو استعمال تو کرتے ہیں لیکن ان ناموں کے ساتھ نہیں بلکہ شریعت کے اطلاق (اجتہاد) کے متنوع اسالیب میں ہی ان کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ گویا اس بارے دونوں امام صاحبان کا موقف یہ ہے کہ کتاب وسنت کی نصوص میں اس قدر وسعتیں اور گہرائیاں موجود ہیں کہ ایک مجتہد کے لیے انہیں پا لینے کی صورت میں ان اختلافی ادلہ سے (خصوصاً شریعت پر اضافہ کرکے) استدلال کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 'الجامع الصحیح' کے 'کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ' میں پہلا باب ہی 'باب قول النبی ﷺ: بعثت بجوامع الکلم' کے نام سے قائم کیا ہے، یعنی اللہ کے رسول ﷺ کو کتاب وسنت کی صورت میں ایسی جامع و کامل ہدایات ملی ہیں، جو تمام پیش آمدہ واقعات کو حالات و زمانہ کی رعایت کے باوجود استوار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث بیان کی ہیں جن میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں: عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: « ما من الأنبياء نبي إلا أعطي من الآيات ما مثله آمن عليه البشر »[55]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا ہے جسے ایسی نشانیاں دے کر نہ بھیجا گیا ہو کہ ان جیسی نشانیوں سے ہی لوگوں کو ایمان نصیب ہوا (وہ معجزات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسکت اور لاجواب تھے)"

چونکہ محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ تمام انسانیت کے لیے زمان ومکان کی حدود سے ماوراء مبعوث ہوئے ہیں لہٰذا ان کی الہامی تعلیمات ہر طرح کے پیش آنے والے معاملات (ہر قسم کے زمانہ وحالات کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے) انسانوں کی جمیع انفرادی واجتماعی ضروریات کی کفیل اور ہر قسم کی مشکلات کو حل کرنے کی ضامن ہیں۔

اس حدیث کے مطابق تمام انبیاء ورسل پر نازل ہونے والی وحی ایسی جامع ہوتی تھی کہ ان کے دور کے احوال وظروف کی رعایت سے ان کے مخالفین کے لیے ایک چیلنج بن جاتی تھی۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: « بعثت بجوامع الكلم ... »[56]

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے (شامل وکامل) جامع کلمات دے کر مبعوث کیا گیا ہے.... "

حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا ہے کہ 'جوامع الکلم' سے مراد کتاب وسنت ہیں، کیونکہ شریعت کی تعبیر کے لئے صحیح احادیث کے کلمات اس قدر جامع ہیں کہ قلیل الفاظ کثیر معانی کے حامل ہیں[57]۔

دوسرا نکتہ: حرفیت پسندی کی مخالفت

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے بارے یہ تصور درست نہیں ہے کہ وہ اہل ظاہر کی طرح حرفیت پسند ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ نے اپنی 'الجامع' میں ایسے ظاہریہ کا رد کیا ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے 'باب الحجة على من قال أن أحكام النبي ﷺ كانت ظاهرة...' کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے۔ امام داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ (م270ھ)، جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م256ھ) کے ہم عصر ہیں، کا موقف یہ ہے کہ کسی بلیغ کلام میں اجمال نہیں ہو سکتا کجا یہ کہ شریعت بیضاء میں کسی اجمال کا وجود ہو بلکہ شریعت میں تمام مسائل ظاہر وباہر ہیں۔[58] لیکن ان کا یہ قول اتنا شاذ ہے کہ ان کے بعد ان کے بہت بڑے ترجمان حافظ ابن حزم ظاہریؒ نے باضابطہ علمی اصولوں پر استوار کیا ہے بھی اسے تسلیم نہیں کرتے۔[59]

جمہور علما کے نزدیک اجمال سے ایسا مجموعی طرزِ کلام مراد ہے جس کو بعد ازاں قرائن وتفصیل سے واضح کیا جا سکے، چنانچہ امام شافعیؒ کا کہنا ہے: نزل القرآن جملة حتى بينه الرسول ﷺ "قرآن کریم مجمل اترا ہے، جس کی تبیین وتفسیر رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔"[60]

امام بخاریؒ وہ فکر ظاہریؒ حرفیت کے مغالطوں کی تردید کرتے ہیں۔

مذکورہ باب کے تحت وہ دو احادیث روایت کرتے ہیں جن میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ ثَلاَثًا فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولاً فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ. فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا. قَالَ لَتُقِيمَنَّ عَلَى هَذَا بَيِّنَةً أَوْ لأَفْعَلَنَّ. فَخَرَجَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأَنْصَارِ فَقَالُوا لاَ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلاَّ أَصْغَرُنَا.فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا. فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ (61)

"جناب عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور داخل ہونے کی اجازت طلب کی (لیکن جواب نہیں آیا) پس انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مصروف خیال کیا اور واپس تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ دیر بعد کہنے لگے کہ میں نے عبد اللہ بن قیس (ابو موسی اشعری) رضی اللہ عنہم کی آواز سنی تھی،(وہ کہاں ہیں؟) انہیں بلا کر لاؤ۔ پس حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ واپس کیو ں چلے گئے تھے؟ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہمیں اسی طرح شرعی حکم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ آپ اس پر کوئی گواہ لائیے ورنہ میں آپ کے ساتھ ایسا ویسا سلوک کروں گا ۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اس پر انصار کی مجلس میں جا پہنچے اور اپنا مسئلہ پیش کیا جس کا جواب انصار نے یہ دیا کہ ہمارا سب سے چھوٹا سا تھی اس بارے عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے گواہی دے گا۔ پس حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تائید میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جا کر یہی شرعی حکم بیان کیا تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاروباری مصروفیت کے سبب سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ سے مخفی رہا۔"

مذکورہ بالا مسئلہ اگرچہ قرآن کی ایک آیت میں موجود ہے تاہم اس اجمال کی تفصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور طرز عمل سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کے الفاظ کنا نؤمر بهذا (ہمیں یہی ہدایت دی جاتی رہی ہیں) سے واضح ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کریمہ کا واضح مفہوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہ تھا جو دیگر صحابہ کی طرف سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے واضح ہو گیا۔ آیت کریمہ درج ذیل ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّـهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (62)

"اے اہل ایمان اپنے گھروں کے علاوہ گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ اہل خانہ سے اجازت طلب نہ کر لو اور اس کے لئے سلام کہنے کا طریقہ اپناؤ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پس اگر تم گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو گھر میں داخل مت ہو یہاں تک کہ تمہیں اجازت مل جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے کہ تم لوٹ جاؤ تو تم لوٹ چلے جاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہت ہی پاکیزہ طرز عمل ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال و کردار سے بخوبی واقف ہے۔"

اس حدیث کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہریہ کے موقف کے خلاف یوں استدلال کیا ہے کہ ہر حکم نہ ایک جگہ مفصل بیان ہوتا ہے اور نہ ہی سب اس سے واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا ظاہری الفاظ کی پابندی سے شریعت کی بہت سی باریکیاں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیلات پوشیدہ رہ جائیں گی۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے فہیم شخص سے یہ نکتہ پوشیدہ رہا کہ جواب نہ آنے پر بھی ملاقات کا خواہش مند واپس جا سکتا ہے، کیونکہ قرآن کے ظاہری الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ واپسی کیلئے بھی اہل خانہ کی اجازت ضروری ہے۔ارشاد باری ہے:﴿ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ ﴾[63] ’’جب تمہیں واپس جانے کو کہا جائے تو لوٹ جاؤ‘‘

امام بخاریؒ نے اپنی ’الجامع‘ میں اس نکتہ کو بھی حل کر دیا ہے کہ ارشاد خداوندی: ﴿ وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ ﴾[64] میں کتاب سے مراد صرف قرآن نہیں ہے بلکہ کتاب اللہ سے مراد شریعت الٰہی ہے جس میں قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں شامل ہیں۔یہی نکتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے 'الاعتصام بالكتاب والسنة' کے نام سے ایک جامع عنوان قائم کر کے اس کے تحت متفرق ابواب سے کئی طرح واضح کیا ہے۔ ان ابواب میں باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم' اور 'باب الاقتداء بأفعال النبى صلى الله عليه وسلم' قابل توجہ ہیں۔بالخصوص ان ابواب کو 'كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة' کے تحت نقل کرنے سے مقصود یہی ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے میں اتباع سنت کی کس قدر اہمیت ہے؟

تیسرا نکتہ :اجتہاد کا جامع تصور

اس ضمن میں تیسرا قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دراصل اجتہاد اطلاق شریعت ہی کا نام ہے، جبکہ اہل علم کی اجتہادی آراء اطلاق کے متنوع اسالیب ہیں، جن میں ان کا باہمی اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔وہ اس کی اطلاقی حیثیت پر متفق ہونے کے باوجود یہ دونوں ائمہ تعبیر میں الگ الگ انداز اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ’ الاجتهاد هو القياس ‘[65] یعنی اجتہاد سے مراد قیاس ہی ہے، کہہ کر ’قیاس‘ کو اجتہاد کے جامع ترین معنوں میں لے لیا ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ’كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة‘ میں متنوع ابواب کے ذریعے اپنے تحفظات کا اہتمام کیا ہے کہ اجتہاد کتاب وسنت سے باہر کی کوئی اضافی شے نہیں ہے، بلکہ یہ شریعت کی تمام وسعتوں کا احاطہ کرنے کی گہری تگ وتاز اور کاوشوں سے عبارت ہے۔ تحفظات کے سلسلے میں امام بخاریؒ کے چند ایک ابواب ملاحظہ ہوں:

(الف) باب ما يذكر من ذم الرأي وتكلف القياس[66]

’’ دینی مسائل میں رائے پر عمل کرنے اور بے ضرورت قیاس کرنے کی مذمت کا بیان ‘‘

(ب) باب ما كان النبي ﷺ يسئل مما لا ينزل عليه الوحي فيقول: لا أدري أو لم يجب ولم يقل برأي ولا بقياس لقوله تعالى: ﴿ بِمَا أَرَاكَ اللَّـهُ ﴾[67]

’’ اس امر کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فوری طور پر) کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتاتے تھے بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس سے متعلق کوئی وحی نہ اتری ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: میں نہیں جانتا یا جواب نہ دیتے اور قیاس ورائے کی بنیاد پر کچھ کہنے سے گریز فرماتے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے: اس ہدایت کے مطابق فیصلے فرمایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجھائی ہے۔‘‘

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج) باب تعليم النبي ﷺ أمته من الرجال والنساء مما علمه ليس بر أي ولا تمثيل[68]

"نبی کریم ﷺ نے اپنے امت کے مرد وزن کو وہی کچھ سکھلایا جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی، آپ ﷺ کی کوئی بات نہ محض رائے ہے اور نہ تمثیل۔"

اور اجتہاد کی اہمیت اور اس کی وسعتوں کے بارے میں درج ذیل ابواب قابل توجہ ہیں:

(الف) باب ما جاء في اجتهاد القضاة بما أنزل الله تعالىٰ لقوله: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّـهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[69]

" قاضیوں کو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق (اجتہاد کر کے) فیصلے کرنے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی (کتاب وسنت) کے مطابق فیصلے نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں۔"

(ب) باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ[70]

" جب حاکم اجتہاد کر کے حکم دے یا فیصلہ کرے تو اسے (مخلصانہ محنت کا) ثواب ملے گا خواہ وہ درست حکم دے یا غلطی کر جائے۔"

(ج) باب إذا اجتهد العامل أو الحاكم فأخطأ خلاف الرسول من غير علم، فحكمه مردود لقوله ﷺ: « من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد »[71]

"جب کوئی عہدیدار یا حاکم کسی معاملہ میں پختہ علم کے بغیر اجتہاد کرے جو نبی کریم ﷺ کے سنت کے منافی ہو تو اس کا اجتہاد مسترد کر دیا جائے گا کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ہر وہ شخص جو ایسا کام بروئے کار لائے، جس پر ہماری طرف سے صاد نہ ہو وہ مسترد ہوتا ہے۔"

دلالت واستدلال کی اصطلاحات اور امام بخاریؒ کا زاویۂ نگاہ

مندرجہ بالا تمام ابواب اجتہاد وقیاس متعلق امام بخاریؒ کی تحفظات کی نشاندہی کرتے ہیں، تاہم امام صاحبؒ کے نزدیک پیش آمدہ مسائل کے بارے میں شریعت کے تمام احکام واضح نہیں ہوتے بلکہ بہت دفعہ کتاب وسنت میں گہرا غور وفکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ شرعی احکام کی مکمل رہنمائی حاصل کی جاسکے جو کتاب وسنت کی دلالت اور اس سے استدلال کی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کیلئے انہوں نے ایک مستقل باب دلالت کے بارے میں بھی قائم کیا ہے۔ جو یوں ہے:

(د) باب الأحكام التي تعرف بالدلائل وكيف معنى الدلالة وتفسيرها[72]

" ان شرعی احکام کا بیان جن کی پہچان وحی کی دلالت سے ہوتی ہے۔ نیز دلالت سے سے کیا مراد ہے اور اس کی تشریحات کیا ہیں۔"

حافظ ابن حجرؒ نے دلالت کی تعریف اس طرح کی ہے:

"والمراد بها في عرف الشرع الإرشاد إلى أن حكم الشيء الخاص الذي لم يرد في نص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص داخل تحت حكم دليل آخر بطريق العموم. فهذا معنى الدلالة وأما تفسيرها فالمراد به تبيينها وهو تعليم المأمور كيفية ما أمر به."[73]

" عرف شرع میں دلالت سے مراد یہ رہنمائی کرنا ہے کہ ایسی خاص شے کا حکم، جس کے بارے کوئی خاص نص نہیں آئی ہے، بہ طریق عموم کسی دوسری دلیل ہی کے تحت داخل ہوتا ہے۔ یہ تو ہوا دلالت کا مفہوم جبکہ اس کی تفسیر سے مراد تبیین ووضاحت ہے یعنی مامورین کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے، اسکی کیفیت سے انہیں آگاہ کرنا۔"

حافظ ابن حجرؒ عبارت میں دلالت کی تشریح کرتے ہوئے دو چیزیں بیان کی گئی ہیں:

1۔ مامورین کے لئے شرعی حکم کی اطلاقی کیفیت

2۔ شرعی حکم کو کسی خاص چیز میں محدود کرنے کی بجائے اسے عمومی حیثیت دینا

متاخرین فقہا پہلے شے کو دلالت کہتے ہیں، جبکہ دوسری شے کو استدلال سے تعبیر کرتے ہیں۔

چونکہ متاخرین کے ہاں دلالت اور استدلال کی مستقل اصطلاحات بننے کے بعد دونوں میں فرق کیا جاتا ہے، اس لیے حافظ ابن حجرؒ نے دلالت کی تشریح میں اجتہاد کی دونوں اصطلاحات کو شامل کر لیا ہے کیونکہ وہ اس وقت امام بخاریؒ کے باب کی تشریح کر رہے ہیں، جبکہ متقدمین دلالت اور استدلال میں کوئی خاص فرق نہیں کرتے۔ اگر متقدمین کے ہاں دونوں کے درمیان کوئی اعتباری فرق کیا بھی جا سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ دلالت میں ان کے ہاں زیادہ لحاظ کلام کی راہنمائی کا ہوتا ہے جبکہ استدلال میں اختیار کرتے ہوئے رہنمائی حاصل کرنے والے مجتہد کے غور وفکر کا زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے۔ باقی متقدمین کے ہاں دلیل واستدلال تقریباً ہم معنیٰ ہوتے ہیں، خواہ مجتہد خصوصی نصوص سے استنباطِ احکام کے لئے اجتہاد کرے یا نصوص کے معانی کو عمومی حیثیت دے رہا ہو۔

متاخرین کے ہاں استدلال کی خصوصی اصطلاح یہ ہے:

"وهو عبارة عن دليل لا يكون نصا ولا إجماعا ولا قياسا" [74]

" استدلال سے مراد پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کے ان طریقوں کا استعمال ہے جو نص یا اجماع یا قیاس کے علاوہ ہوں۔ "

امام بخاریؒ نے زیر بحث باب میں دلالت واستدلال کا وہی مفہوم پیش نظر رکھا ہے جو متقدمین کے ہاں مراد لیا جاتا تھا، کیونکہ اس وقت تک متاخرین کی استدلال والی خاص اصطلاح معرض وجود میں نہ آئی تھی۔ اسی لیے ہم زیر نظر مقالہ کے ابواب کی جو تقسیم کی گئی ہے، اس میں علامہ آمدیؒ کی تقسیم کے مطابق دلالت واستدلال کا کچھ فرق تو ملحوظ رکھا گیا ہے، لیکن امام بخاریؒ کا استدلال کے بارے میں موقف پیش کرتے ہوئے مقالہ نگار نے متاخرین کی وہ تمام اصطلاحات بھی استدلال میں شامل کر لی ہیں جنہیں متاخرین اختلافی اصول فقہ کے طور پر پیش کرتے ہیں، بلکہ استدلال کی بحث میں متاخرین کی دیگر متفق علیہ صورتوں کا بھی احاطہ کر لیا گیا ہے، مثلاً: قیاس بنفی الفارق، قیاس الدلالۃ اور قیاس منطقی وغیرہ۔ یعنی اس مقالے کا چھٹا باب 'دلالت' کی ان صورتوں پر مشتمل ہے جنہیں علامہ آمدیؒ نے 'دلالت المنظوم' کا نام دیا ہے، جبکہ ساتویں باب میں قیاس سمیت 'استدلال' کی تمام نوعیتوں کو سمیٹ لیا گیا ہے تاکہ امام بخاریؒ کا موقف ان تمام صورتوں کے لئے بھی پوری طرح واضح ہو سکے۔ گویا ساتواں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب جو دلالت غیر المنظوم پر مشتمل ہے، اس میں علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ وسیع تر مفہوم پیش نگاہ رکھا گیا ہے۔

امام بخاریؒ نے مذکورہ بالا باب کے تحت کئی ایک احادیث بیان کی ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

"عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال الخيل ثلاثة لرجل أجر ولرجل ستر وعلى رجل وزر ... وسئل رسول الله ﷺ عن الحمر قال ما أنزل الله عليّ فيها إلا هذه الآية الفاذة الجامعة ﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴾."[75]

" حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑا تین قسم کا ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو انسان کیلئے اجر و ثواب کا باعث ہے، دوسری اس کے لیے حفاظت کا باعث اور تیسری اس پر بوجھ ہے... ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: گدھے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: اس بارے میں مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی جامع آیت نازل کی ہے کہ جس نے ذرہ برابر بھی خیر کا کام کیا تو وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے عموم میں گھوڑے کے ساتھ گدھے کو بھی داخل کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گھوڑے کی تین قسمیں بیان کیں کہ ایک گھوڑا وہ ہے جو اللہ کے رستے میں جہاد و قتال کے لیے تیار کیا گیا ہے تو یہ اپنے مالک کے اجر ہی اجر ہے اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ دوسرا گھوڑا وہ ہے جو مالک نے اپنی ضرورت کے تحت رکھا ہے لیکن اس میں اللہ کا حق بھی ادا کرتا رہتا ہے تو یہ گھوڑا اس کے مالک کے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ گھوڑے کی تیسری قسم وہ ہے جو محض فخر و ریا کیلئے ہو تو ایسا گھوڑا قیامت والے دن اپنے مالک کے لیے وبال جان یا بوجھ بن جائے گا۔ اس پر ایک صحابی نے گدھے کے بارے سوال کیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مبارکہ ﴿ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴾[76] کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس میں تمام قسم کی سواریوں کا حکم آ گیا ہے۔

امام بخاریؒ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ الفاظ وحی میں ایسی جامعیت تھی کہ اس کے عموم میں بہت سے واقعات کا حکم بھی داخل تھا لیکن سائل یا مخاطب کے لیے وہ واضح نہیں تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظِ شریعت اس عموم میں ان واقعاتی امور کے شمول کی طرف اشارہ کر کے ان نصوص کی اپنے عام معنیٰ پر دلالت کی تفسیر و توضیح کر دی ہے اسی کا دوسرا نام تبیین ہے۔ واستدلال ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی[77] تھا۔

﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴾ کے عموم میں خیر و شر کا عامل اور عمل دونوں شامل ہیں۔ خیر کا عامل کوئی بھی ہو اور خیر کا عمل جیسا بھی ہو، عامل اپنے عمل کا اجر پالے گا۔ اسی طرح شر کا عمل جیسا بھی ہو اس کے عامل پر اس کا وبال ضرور پڑے گا۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب 'الجامع الصحیح' میں 'الاعتصام بالكتاب والسنة' کے عنوان کے تحت قیاس کے بارے اپنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقطہ نظر جن پہلوؤں سے پیش کیا ہے۔ اس کی کچھ وضاحت تو اوپر پیش کی جا چکی ہیں۔ تاہم ذیل میں نہی نکات کی کچھ مزید تفصیلات بیان کی جاتی ہیں:

قیاس کا کتاب و سنت سے ارتباط

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کی کتاب 'الاعتصام بالکتاب والسنۃ' میں قیاس کا ذکر کیا ہے۔ جس سے امام صاحبؒ کا مقصود یہ ہے کہ قیاس کو کتاب و سنت ہی سے ماخوذ سمجھا جائے اور یہ کوئی کتاب و سنت سے باہر کی شے نہیں ہے۔ جو قیاس کتاب و سنت کا ہی اطلاق ہو امام صاحب اس قیاس کے خلاف نہیں ہیں لیکن وہ قیاس کے اصول کے بارے میں شدت ضرور رکھتے ہیں کہ اس کی حیثیت دین میں ایک آزادانہ رائے کی نہ بن جائے۔ اس لیے ان کی شعوری کوشش یہ ہے کہ قیاس کو کتاب و سنت (شریعت) کی وسعتوں اور گہرائیوں میں شامل کر لیا جائے۔

امام بخاریؒ نے قیاس کو کتاب و سنت کے ساتھ اس طرح باندھ دیا ہے کہ جب تک یہ کتاب و سنت سے ہی ماخوذ ہو گا اس میں خیر کا پہلو رہے گا اور جب یہ کتاب و سنت کے دائرہ سے آزاد ہو جائے گا تو یہ ایسی رائے کہلائے جانے کا مستحق ہو گا جو مذموم ہے۔ اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ امام صاحبؒ قیاس در قیاس کے حق میں بھی نہیں ہیں، جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ سے بھی ایسے قیاسات کی شناعت میں اقوال مروی ہیں۔[78] وہ ایسے قیاس کے قائل ہیں جس کی بنیاد کتاب و سنت ہو۔ اگر کسی قیاس کی بنیاد کتاب و سنت کے علاوہ اس سے خروج کے رستوں کے حامل اصول ہوں مثلاً، ایسا استحسان جس کی سند محض انفرادی رائے ہو یا عام اشخاص کی آراء وغیرہ، تو یہ کتاب و سنت سے ماخوذ قیاس شمار نہیں ہو گا اور امام صاحبؒ کی نظر میں معتبر بھی نہ ہو گا۔

اس نقطے کو یوں بھی اجاگر کیا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے قیاس کو کتاب و سنت کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے انہیں قیاس کے لیے معیار قرار دے رہے ہیں۔ کسی قیاس کی صحت کا دعویٰ اسی صورت ممکن ہے جبکہ وہ کتاب و سنت کے موافق ہو۔ اگر کوئی قیاس ایسا ہے جو کتاب و سنت کی تعلیمات کے خلاف جا رہا ہے، تو وہ قیاس فاسد ہے۔ اسی طرح اگر اہل علم میں کسی مسئلہ میں قیاس کرتے ہوئے نتائج میں اختلاف ہو جائے تو ان جمیع قیاسات کو کتاب و سنت پر پیش کرنا چاہیے اور جو قیاس بھی کتاب و سنت کی تعلیمات کے زیادہ موافق و مناسب ہو گا وہی قیاس صحیح قرار پائے گا۔ کسی بھی قیاس کی صحت کا معیار یا بنیاد اس کی کتاب و سنت کے موافقت و مناسبت ہے۔ اس لیے قیاس کوئی نئی شے ایجاد نہیں کرتا بلکہ شریعت کی وسعتوں کا ہی اظہار کرتا ہے۔ اہل علم کا یہ قول معروف ہے کہ قیاس موجد و منشی شریعت نہیں ہے، بلکہ مظہر شریعت ہے کیونکہ ہمارے تمام پیش آمدہ مسائل اور انکے اختلافات کا حل اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے: ﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾[79]

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾[80]

اگر کسی بھی مسئلہ میں تمہارے مابین نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دو۔

یہاں لفظ شيء نکرہ ہے اور نکرہ جب نفی و استفہام یا شرط کے سیاق میں ہو تو عموم کے لیے نص ہوتا ہے۔ پس انسانوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمی اختلاف یا حکام سے نزاع دونوں 'شیئ' میں داخل ہیں۔ ان تمام قسم کے نزاعات کا فیصلہ کتاب و سنت ہی سے ہو گا۔

قیاس میں تکلف سے اجتناب

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب 'الجامع الصحیح' میں 'باب ما یذکر من ذم الرّأی و تکلّف القیاس' کے نام سے ایک باب باندھا ہے[81] جس سے بعض اہل علم کو یہ غلط فہمی لاحق ہوئی کہ امام صاحب قیاس کے حق میں نہیں ہیں جبکہ یہ دعوی امر واقعہ کے خلاف ہے۔[82] امام صاحب نے مطلق 'قیاس' کے لفظ کی بجائے 'تکلف قیاس' کے الفاظ استعمال کیے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ ان کے نزدیک قیاس مذموم نہیں ہے بلکہ قیاس میں تکلف کرنا مذموم ہے۔ پس وہ تکلف والے قیاس کی نفی کر رہے ہیں۔[83]

بعض اہل علم نے یہ توجیہ پیش کی ہے کہ امام بخاریؒ قیاس کی بجائے دلالت النص کے قائل ہیں کیونکہ یہ اہل علم تکلف قیاس سے مراد وہ قیاس لیتے ہیں جو جمہور متاخرین کا تصور قیاس ہے اور ان کے خیال میں امام بخاریؒ اس کے قائل نہیں تھے۔ ان کی رائے میں تکلف قیاس وہ قیاس ہے کہ جس میں علت مخفی ہوتی ہے یا اجتہادی ہوتی ہے اور امام صاحب اس کی مذمت کر رہے ہیں۔ 'قیاس' اور 'دلالت النص' میں فرق یہ بیان کیا گیا ہے کہ 'قیاس' میں علت مخفی ہوتی ہے اور مجتہد کو نکالنا پڑتی ہے، جبکہ 'دلالت النص' میں علت ظاہر ہوتی ہے اور ایک عامی بھی اس کو معلوم کر سکتا ہے۔[84]

مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿ فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ ﴾[85]

" پس تم اپنے والدین کو اف تک بھی مت کہو۔"

اس آیت مبارکہ میں 'اف' کہنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کی وجہ والدین کو اذیت پہنچانا ہے لہذا ہر ایسا قول یا فعل ممنوع قرار پائے گا جس سے والدین کو ذہنی یا قلبی یا نفسیاتی یا جسمانی اذیت پہنچے۔ یہ اس آیت کا ایسا مفہوم ہے جس کو اخذ کرنا ایک عامی کے لیے بھی ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دلالت نص کو 'بدیہی قیاس' بھی کہا گیا ہے یعنی ایسا قیاس جو ایک عام شخص کی دسترس میں ہو۔ اس کے برعکس قیاس میں انتقال حکم کی بنیاد 'علت خفی' کو صرف ایک مجتہد ہی اپنی اجتہادی بصیرت اور قوت تفقہ سے مستنبط کر سکتا ہے۔

امام بخاریؒ قیاس کے قائل ہیں

قیاس کی دو قسمیں ہیں:

یہ امام بخاریؒ کی طرف سے یہ توجیہ درست نہیں ہے کہ امام صاحب قیاس کی بجائے صرف دلالت النص کے قائل ہیں اور تکلف قیاس سے مراد جمہور اہل علم کا تصور قیاس ہے، کیونکہ یہ تصور امام بخاریؒ کی بجائے ان کے ہم عصر امام داؤد ظاہری کا ہے۔ مزید برآں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رائے اور قیاس کی مذمت کرتے ہوئے حرف جار 'من' استعمال کیا ہے جو یہاں تبعیض کے لیے ہے یعنی بعض کا مفہوم پیش کر رہا ہے۔ حرف جار 'من' کے کئی ایک استعمالات میں سے ایک معروف معنی 'تبعیض' کا بھی ہے۔[86] پس امام صاحب ہر اس قیاس کے قطعاً مخالف نہیں ہیں کہ جس میں علت مخفی ہو یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی مجتہد اجتہاد کے ذریعے علت کو اخذ کرے۔ علاوہ ازیں دلالت النص اور قیاس واستحسان کا فرق صرف یہ نہیں ہے کہ دلالت النص میں علت بدیہی ہوتی ہے اور قیاس میں عموماً اجتہاد کا نتیجہ بلکہ بڑا فرق یہ ہے کہ دلالۃ النص قیاس صورت ہے جبکہ عام قیاس علت مشترکہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم 'الجامع الصحیح' کے مطالعہ میں جابجا دیکھتے ہیں کہ وجہ مشترکہ یا عمومی ہونے کی بنا پر امام بخاریؒ حکم شرعی کا اطلاق مشترکہ یا عمومی استدلال کا طریقہ اپناتے ہیں۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ امام بخاریؒ دلالت النص کے علاوہ اشتراک علت کی بنا پر ہونے والے قیاس کے بھی قائل ہیں۔

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر امام صاحب اس قیاس کے خلاف ہوتے جو مجتہد کے فعل اجتہاد کا نتیجہ ہو تو وہ حاکم کے غلط اجتہاد پر اجر کی تائید میں 'باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ' کے عنوان سے باب کیوں باندھتے؟ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ امام بخاریؒ اپنے ان اجتہادی اخطاء کو ذریعہ قیاس کی بعض ناقص صورتوں کی مذمت کر رہے ہیں نہ کہ مطلقاً قیاس کی مخالفت کے قائل ہیں۔[87]

قیاس بنفی الفارق

مذکورہ بالا بات کو مثبتانہ انداز میں زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ علت شرعی کی ایک صورت تو قیاس بنفی الفارق کی ہے جس میں دو چیزوں کے مابین فرق کرنے والے اوصاف کی نفی کرتے ہوئے قیاس بالاولیٰ یا قیاس مساوی قرار دے کر ان کو شرعی حکم میں بھی برابر قرار دیا جاتا ہے۔ دوسری صورت قیاس بوجہ علت مشترکہ ہے یعنی کسی مشترک وصف کی بنیاد پر دو چیزوں کو حکم میں برابر قرار دیا جاتا ہے۔ پہلی صورت کو دلالت نص اور دوسری کو عموماً قیاس کا نام دیا جاتا ہے اور امام بخاریؒ دونوں کے قائل ہیں مثلاً امام بخاریؒ نے جس باب میں اپنا تصور اجتہاد تفصیل سے بیان کیا ہے یعنی "باب الأحكام التي تعرف بالدلائل وكيف معنى الدلالة وتفسيرها"، اس میں یہ حدیث بیان کی ہے:

"عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال الخيل ثلاثة لرجل أجر ولرجل ستر وعلى رجل وزر ... وسئل رسول الله ﷺ عن الحمر قال ما أنزل الله عليَّ فيها إلا هذه الآية الفاذة الجامعة ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾"[88]

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: گھوڑا تین قسم کا ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو انسان کے لیے اجر وثواب کا باعث ہے دوسری اس کے لیے حفاظت کا باعث اور تیسری اس پر بوجھ ہے۔ شخص ایک نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: گدھے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: اس بارے مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی جامع آیت نازل کی ہے کہ جس نے ذرہ برابر بھی خیر کا کام کیا تو وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

اس حدیث کے ذریعے امام بخاریؒ قیاس بنفی الفارق یا دلالت نص کے طریق سے الفاظ کے معانی پر دلالت کے اصول کا اثبات کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے گھوڑے کے بارے ایک ہدایت بیان کی اور اس کی تین قسمیں کی اور جب آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گدھے کے بارے سوال ہوا تو آپ نے قرآن کی ایک ایسی آیت بیان کر دی کہ جس نے خیر و شر کے عامل اور عمل خیر کے دونوں کے اعتبار سے گھوڑے اور گدھے میں فرق کرنے کی نفی کر دی ہے۔ پس خیر و شر کا عمل گھوڑے کے ذریعے ہو یا گدھے سے ہو یا کسی اور ذریعے ہو، ہر صورت میں انسان اس کا اجر یا وبال آخرت میں پالے گا۔

قیاس علت مشترکہ

اسی طرح قیاس بوجہ علت مشترکہ کے حوالہ سے بھی امام بخاریؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

"عن جابر بن عبد الله قال قال النبي ﷺ من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته وأنه أتي ببدر قال ابن وهب يعني طبقا فيه خضرات من بقول فوجد لها ريحا فسأل عنها أخبر بما فيها من البقول، فقال قربوها، فقربوه إلى بعض أصحابه كان معه، فلما رآه كره أكلها، قال كل فإني أناجي من لا تناجي." (89)

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بھی لہسن یا پیاز کھایا ہو تو ہماری مجلس اور مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں ہی بیٹھا رہے (تاکہ لوگ اس کے منہ کی بدبو کی اذیت سے محفوظ رہیں)۔ پس بدر والے دن آپ کے پاس ایک پلیٹ میں کچھ سبزیاں لائیں گئیں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بُو کو محسوس کیا تو آپ نے سوال کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ آپ کو بتلایا گیا کہ یہ فلاں فلاں سبزی ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ انہیں قریب لے آؤ۔ جب وہ سبزیاں آپ کے پاس موجود ایک صحابی کے قریب کر دی گئیں تو آپ نے دیکھا کہ وہ صحابی اس کو کھانے میں کراہت محسوس کر رہے ہیں (کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان سبزیوں کو تناول نہیں فرما رہے تھے) تو آپ نے فرمایا: تم کھالو کیونکہ میں تو اس ذات سے مناجات کرتا ہوں کہ جس سے تم مناجات نہیں کرتے ہو۔"

اس حدیث کو لانے سے امام بخاریؒ کا مقصود قیاس بوجہ علت مشترکہ کا اثبات ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لہسن اور پیاز کو کھا کر مسجد یا عوامی مجالس میں آنے سے منع فرمایا تھا اور اس میں علت ان سبزیوں میں موجود کی بُو کا وصف تھا۔ پس جب وہ علت دیگر سبزیوں میں بھی پائی گئی تو لہسن اور پیاز کے حکم میں وہ بھی شامل ہو گئیں۔ اسی طرح عصر حاضر میں ہم لہسن و پیاز پر سگریٹ کو بھی قیاس کر سکتے ہیں۔ (یہ ان لوگوں کی رائے کے مطابق قیاس ہو گا جو سگریٹ کو جائز یا مکروہ مانتے ہیں ورنہ جو سگریٹ کی حرمت کے قائل ہیں، ان کو اس دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔)

قیاس شبہ اور قیاس طرد؛ امام بخاریؒ کا موقف

مولانا عبد السلام مبارکپوریؒ کا کہنا یہ ہے کہ تکلف قیاس سے امام بخاریؒ کی مراد قیاس شبہ اور قیاس طرد اور قیاس استحسان ہیں اور امام بخاریؒ قیاس کی دونوں قسموں کے قائل نہیں ہیں۔ (90) قیاس شبہ سے مراد وہ قیاس ہے یعنی کہ جس کی مفروضہ علت کی حکم کے ساتھ مناسبت یا عدم مناسبت واضح نہ ہو رہی ہو یا اس کی مفروضہ علت کی حکم سے مناسبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ میں ہو ایسی علت بہت دفعہ پائی جاتی ہو لیکن لازماً مؤثر نہ ہو یا بالفاظ دیگر جس میں اصل کا حکم فرع میں اس لیے جاری کر دیا جائے کہ فرع کو اصل کے ساتھ کافی زیادہ مشابہت حاصل ہے اور یہ نہ دیکھا جائے کہ حکمِ اصل کی علت بھی فرع میں حقیقتاً موجود ہے یا نہیں۔ جیسا کہ بعض اہل علم نے مذی کے حکم کو پیشاب پر اس مشابہت کی بنا پر قیاس کیا ہے کہ دونوں سے سلسلہ نسب جاری نہیں ہوتا ہے۔ اب مذی کے حکم کو سلسلہ نسب کے جاری ہونے یا نہ ہونے کی علت سے کوئی شرعی یا عقلی مناسبت نہیں ہے۔[91] جبکہ قیاس طرد سے مراد ایسا قیاس ہے جس میں وصف جامع کی حکم شرعی سے مناسبت اتفاقی نوعیت کی ہو یا علت منضبط نہ ہو جیسا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مس ذکر سے وضو نہ کرنے کی وجہ (علت) اس کے طویل ہونے کے وصف کو بنایا ہے۔[92]

واضح رہے کہ امام بخاریؒ علت کی شرائط میں سے حکم سے علت کی مناسبت کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قیاس شبہ اور قیاس طرد کے قائل نہیں ہیں کہ جن میں علت کی حکم سے مناسبت یا تو وہم کے درجہ میں ہے یا منضبط اور متعدی نہ ہو۔ پس امام بخاریؒ 'باب ما يذكر من ذم الرّأي وتكلّف القياس' کے ذیل میں جو روایت لائے ہیں اُس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل علم کو اٹھالیں گے اور جہلاء اپنی من چاہی رائے سے فتوی دیں گے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"إن الله لا ينزع العلم بعد أن أعطاهموه انتزاعا، ولكن ينتزعه منهم مع قبض العلماء بعلمهم، فيبقى ناس جهال يستفتون فيفتون برأيهم، فيضلون ويضلون."[93]

"بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کو علم عطا کرنے کے بعد ان (کے سینوں) سے علم سلب نہیں کرے گا بلکہ اہل علم کو اٹھا کر علم چھینے گا۔ پس ان کے بعد جہلا باقی رہ جائیں گے اور ان سے لوگ فتوے طلب کریں گے جو اپنی رائے سے فتوے دیں گے۔ نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

اس روایت کو لانے سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کو اٹھالیں گے جن کے علم میں رسوخ اور گہرائی ہوتی ہے اور وہ حقیقی معنوں میں علماء کہلائے جانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ جہلاء باقی رہ جائیں گے۔ یہاں جہلاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو علم کی طرف منسوب تو ہیں لیکن ان میں علم کی گہرائیاں اور وسعتیں موجود نہیں ہیں۔ لوگوں کا ان جہلاء کی طرف فتاوی کے لیے رجوع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جہلاء معاشرے میں علماء کے مقام پر فائز ہوں گے، لیکن فتوی کے لیے جس علمی رسوخ یا گہرائی کی ضرورت ہے، وہ چونکہ ان میں موجود نہیں ہے لہذا انہیں جہلاء سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس جب علماء میں علمی پختگی نہیں ہو گی اور وہ کچھ ظاہری مشابہتوں کو دیکھ کر فتوے دینا شروع کر دیں گے، مقاصد شریعت اور حکمتوں و مصالح کو پیش نظر نہیں رکھیں گے جیسا کہ قیاس شبہ اور قیاس طرد وغیرہ میں علت مؤثرہ کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو خود بھی صراط مستقیم سے ہٹ جائیں گے اور اپنے متبعین کو بھی اس سے دور کر دیں گے۔

امام ابن تیمیہؒ بھی علت کی شرائط میں سے مناسبت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر مناسبت کی معارض چیزوں کو اہمیت دی جائے گی تو قیاس میں ایسی بے ضابطگیاں پیدا ہوں گی، جو اسے تکلف میں داخل کر دیں گی۔ اس کی مثال امام ابن تیمیہؒ نے یہ بیان کی ہے کہ اگر رمضان کے مہینہ میں روزہ قضا کرنے کی علت سفر یا مرض متفق علیہ ہیں یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص رمضان کے مہینہ میں مسافر یا مریض ہو تو قضا کرتے ہوئے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر سکتا ہے۔ اس حکم کی حکمت بنی نوع انسان کو مشقت سے بچانا ہے۔ لیکن مشقت ایک ایسا وصف ہے جو منضبط نہیں ہے، لہذا اس پر عام حا کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی اور یہ نہیں کہا گیا کہ جو شخص بھی مشقت محسوس کرے، وہ روزہ قضا کر سکتا ہے، بلکہ اسے ایک اور وصف سفر یا مرض وغیرہ کے ذریعے منضبط کر دیا گیا جن میں مشقت ایک خاص درجہ میں بالاتفاق موجود تھی ۔ اب بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن میں سفر اور مرض کے برابر یا ان سے بھی زیادہ مشقت موجود ہے تو کیا ان صورتوں میں روزہ قضا کیا جا سکتا ہے۔ قیاس کے قائل جمہور اہل علم تو یہ کہتے ہیں کہ شریعت نے روزے کی قضا کے لیے صرف سفر اور مرض کو بطور علت بیان کیا ہے لہذا ہم کسی اور صورت میں روزہ قضا کرنے کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں اور جب تک ان دونوں اوصاف میں سے کوئی ایک وصف موجود نہ ہو تو اس وقت تک روزہ قضا کرنا درست نہیں ہے، جبکہ امام ابن تیمیہؒ کا کہنا یہ ہے کہ کسی وصف کو علت قرار دینے میں اگرچہ انضباط کی بہت اہمیت ہے، لیکن بعض مخصوص صورتوں میں ہم انضباط کے وصف ہی چمٹے رہنے کی وجہ سے قیاس کو جمود کا شکار کر دیں گے اور شریعت کے مقاصد پورے ہونے سے رہ جائیں گے۔ لہذا اگر کوئی شخص سارا دن بھٹیوں وغیرہ میں کام کرتا ہے تو اس کی مشقت مسافر اور مریض کی مشقت کی مانند یا ان سے بڑھ کر ہے لہذا ایسے شخص میں اگرچہ سفر یا مرض کے اوصاف میں سے کوئی وصف نہیں پایا جا رہا ہے لیکن سفر اور مرض کی مشقت سے بڑھ کر تکلیف ہوتی ہے لہذا روزہ قضا کرنے کی حکمت یعنی مشقت بدرجہ اتم پائی جا رہی ہے پس ایسے شخص کو بھی روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے۔[94] امام بخاریؒ بھی علت سے بڑھ کر مناسبت علت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اگرچہ عام حالات میں وہ بھی علت کی شروط میں اس کے ساتھ ظہور اور انضباط کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

مذموم رائے سے اجتناب

امام بخاریؒ نے 'الجامع الصحیح' میں قیاس کے ساتھ 'رائے' کے بارے بھی اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔ قیاس کے ساتھ تکلف کا لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن رائے کا لفظ مطلقاً استعمال کیا گیا ہے، اگرچہ اس سے پہلے 'من' تبعیضیہ ہے جو اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہاں امام صاحب رائے کی بعض اقسام کی نفی کرنا چاہتے ہیں جو رائے مذموم یا باطل ہو، اس سے بچانا چاہتے ہیں ۔ امام صاحب نے اس عنوان کے تحت دو احادیث نقل کی ہیں۔ پہلی روایت حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: إن الله لا ينزع العلم بعد أن أعطاهموه انتزاعا، ولكن ينتزعه منهم مع قبض العلماء بعلمهم، فيبقى ناس جهال يستفتون فيفتون برأيهم، فيضلون ويضلون.[95]

"بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کو علم عطا کرنے کے بعد ان (کے سینوں) سے علم سلب نہیں کرے گا بلکہ اہل علم کو اٹھا کر علم چھینے گا۔ پس ان کے بعد جہلا باقی رہ جائیں گے اور ان سے لوگ فتوے طلب کریں گے جو اپنی رائے سے فتوے دیں گے۔ نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام صاحب جس رائے کی مذمت کر رہے ہیں وہ ایسی رائے ہے جو کتاب و سنت کے علم کے بغیر قائم ہو۔ ظاہر ہے کہ ایک جاہل کی رائے کی بنیاد کتاب و سنت تو نہیں ہو سکتی ہے لہذا جب رائے کی بنیاد کتاب و سنت نہیں ہے تو وہ رائے مذموم ہی ہے۔

اس باب کے تحت دوسری روایت جو امام صاحب نے کی ہے وہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

"اتهموا رأيكم على دينكم."(96)

" اپنے دین کے مقابلے میں اپنی رائے کو بے اعتبار جانو۔ "

'على دينكم' کے الفاظ سے امام بخاری یہ باور کروا رہے ہیں کہ ایسی رائے مذموم ہے جو کہ مقابلہ میں ہے یعنی کتاب و سنت کی تعلیمات کے بغیر یا ان کے خلاف ہو۔ اگر کسی رائے کی بنیاد کتاب و سنت ہو یا وہ کتاب و سنت سے متناقض ہو تو محمود ہے۔ اس کی ایک دوسری تعبیر یہ بھی ہے کہ وہ رائے بھی قابل اعتبار نہیں ہے، جو دین میں اضافہ ہو جسے عرفِ شرع میں بدعت کہتے ہیں ۔ امام بخاریؒ نے ایسی رائے کی مذمت میں بھی باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم و الغلو في الدين والبدع' کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا اجتہاد

امام بخاریؒ نے 'الجامع الصحيح' میں ایک عنوان 'باب ما كان النبي يسأل مما لم ينزل عليه الوحي فيقول لا أدري أو لم يجب حتى ينزل عليه الوحي ولم يقل برأي ولا بقياس لقوله تعالى بما أراك الله' کے الفاظ سے قائم کیا ہے۔ اس عنوان سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ امام صاحب مطلقاً قیاس کے خلاف ہیں کیونکہ ہم یہ واضح کر چکے ہیں امام صاحبؒ رائے مذموم اور قیاس فاسد کا انکار کیا ہے۔ اگر امام بخاریؒ مطلقاً قیاس کے انکاری ہوتے تو اپنی 'الجامع' میں 'باب من شبه أصلا معلوما بأصل مبين قد بين الله حكمهما ليفهم السائل' کے نام سے باب نہ قائم کرتے جو قیاس ہی کی واضح تصریح ہے۔

اجتہاد کی بحث میں اصولیین نے اپنی کتب میں اس نکتہ پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امور شرعیہ میں اجتہاد فرمایا ہے یا نہیں؟ امام زرکشیؒ نے بعض اہل علم کی یہ رائے نقل کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امور شرعیہ میں اجتہاد جائز نہیں تھا، کیونکہ ان مسائل میں آپ پر وحی اترتی تھی اور آپ ہدایت ربانی کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔(97)

امام بخاریؒ کا مسلک

امام بخاریؒ کی عبارت سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک چونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد 'ما أراك الله' میں داخل تھا، لہذا وہ قیاس یا رائے نہیں کہلائے گی، بلکہ واقعتاً ان کے اجتہاد پر وحی کا اطلاق ہو گا۔ امام بخاریؒ اور جمہور اہل علم کے موقف میں یوں فرق بیان کیا جا سکتا ہے کہ جمہور کے نزدیک واقعتاً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعیہ میں قیاس اور شرعی رائے کے ذریعے اجتہاد فرمایا اس اجتہاد کو اللہ سبحانہ وتعالی کی تصویب وتائید نے وحی کا درجہ دے دیا جبکہ امام صاحبؒ کے نزدیک آپ کا اجتہاد شروع ہی سے وحی میں داخل ہے کیونکہ جس رائے کا اظہار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسئلہ میں کیا ہے وہ اللہ کی طرف سے آپ کو سجھائی گئی ہے یعنی وہ وہبی ملکہ نبوت کی بنیاد پر ہوتی تھی لہذا جو بات اللہ کی طرف سے سجھائی گئی ہے تو اس کی نسبت اللہ کی طرف کرنی چاہیے نہ کہ شخصی رائے کی طرف۔ اور اس پہلو سے گویا نبی کی رائے ابتداءاً ہی وحی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر وحی کے کچھ بھی نہیں کرتے تھے۔ دراصل یہ نبی کے اجتہاد اور امتی اہل علم کے اجتہاد کا فرق واضح کیا جارہا ہے۔

اجتہاد اور تدبیر کا فرق کی توضیح

ذیل اجتہاد اور تدبیر کے حوالے سے کچھ وضاحتیں پیش کی جارہی ہیں۔ جن سے واضح ہو گا کہ وحی واجتہاد کا تعلق صرف دینی امور سے ہے، جبکہ تدبیر وحیل کا تعلق دنیاوی امور سے۔ اس طرح اجمالاً چار صورتیں بنتی ہیں:

1۔ تشریعی امور

2۔ اجتہادی امور

3۔ طبعی امور

4۔ تدبیری امور

1۔ تشریعی امور

قرآن میں نماز کا حکم تو تقریباً سو بار آیا ہے، مگر اس کی تفصیل کہیں بھی نہیں کہ اسے کیسے ادا کیا جائے؟ کتنی نمازیں ہوں؟ ان کے صحیح اوقات کیا ہیں؟ ہر نماز میں رکعات کی تعداد کتنی ہے اور اس کی ترکیب کیا ہے؟ اسی طرح حج کیسے ادا کیا جائے، زکوۃ کتنی وصول کی جائے؟ قضایا کا فیصلہ کیونکر کیا جائے۔ ہر قضیہ کے لیے شہادتوں کا نصاب اور طریق کار کیا ہے؟ یا نکاح میں عورت کی رضامندی کا حق اور اس کی اہمیت، خلع کا حق، صلح وجنگ کے قواعد کی تفصیلات وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام امر ایسے ہیں کہ انسان سنت یا آپ کے اقوال وافعال سے بے نیاز ہو کر انہیں بجالا ہی نہیں سکتا۔ گویا قرآن کو ماننے اور جاننے کا واحد ذریعہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔ پھر یہ تمام مندرجہ امور ایسے ہیں جن میں آپ ﷺ نے صحابہ سے کبھی مشورہ نہیں کیا، حالانکہ آپ کو مشورہ کا تاکیدی حکم تھا، کیونکہ یہ امور انسانی بصیرت سے تعلق نہیں رکھتے۔ عام انسان تو کیا ایک نبی بھی ایسے امور کا فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ ایسے تمام امور آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتائے اور سکھائے جاتے تھے خواہ یہ وحی بذریعہ القاء ہو یا جبریل کی بصورت انسان سامنے آکر بتانے کی شکل میں ہو۔ گویا ایسے تمام امور بھی بذریعہ وحی طے پاتے تھے جسے عرف عام میں وحی خفی کہا جاتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ ایسی تمام تفصیلات قرآن میں مذکور نہیں۔

2۔ اجتہادی امور

ان سے مراد ایسے دینی امور ہیں جن میں کسی پیش آمدہ مسئلہ کا حل سابقہ وحی کی روشنی میں تلاش کیا جائے۔ گو یہ معاملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ماہر علوم دین کی ذاتی بصیرت سے یکساں تعلق رکھتا ہے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ اس کے سب سے زیادہ حق دار تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک عورت نے آپ ﷺ کے پاس آکر مسئلہ پوچھا کہ میرے باپ پر حج فرض تھا اور مر گیا ہے۔ کیا میں اب اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: " بھلا دیکھو! اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اس عورت نے کہا: " ضرور کرتی " تو آپ ﷺ نے فرمایا: " تو پھر اللہ اس ادائیگی کا زیادہ حق دار[98] ہے "۔ آپ ﷺ کے ایسے اجتہادات اور استنباطات کی فہرست بھی طویل ہے تاہم اس سلسلہ میں بھی جب کبھی کوئی لغزش ہوئی تو اس کی بذریعہ وحی جلی یا خفی اصلاح کر دی گئی۔

اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ بتائیے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں۔ درآنحالیکہ میں صبر کرنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے بڑھنے والا، پیٹھ نہ پھیرنے والا ہوں، تو کیا اللہ میرے سب گناہ معاف کر دے گا؟ ﷺ نے فرمایا: 'ہاں' وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے اسے پھر آواز دے کر بلایا اور فرمایا " مگر قرضہ معاف نہ ہو گا۔ جبریل نے ابھی مجھے اس طرح بتایا ہے[99]"۔

یعنی سائل کے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے تو جنت کی بشارت دے دی، کیونکہ شہادت ایسا افضل عمل ہے کہ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی شہید جنت کا حق دار بن جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وقت وحی بھیج کر اس میں ترمیم فرما دی۔

3۔ طبعی امور

انسان کی روزمرہ کی بول چال، خوراک، پوشاک اور دوسرے معاملات انہی میں آتے ہیں اور ان امور کا تعلق تمام گوں سے یکساں ہے۔ ایسے امور میں انسان اور ایسے ہی آپ ﷺ بھی نسبتاً وحی سے آزاد تھے۔ لیکن وہ کون سا پہلو ہے جس میں وحی نے ایسے معاملات پر پابندی نہ لگائی ہو۔ مثلاً انسان اس بات میں تو آزاد ہے کہ وہ چاہے تو گوشت کھائے چاہے تو سبزی کھائے اور چاہے تو دال کھائے، لیکن وہ صرف حلال اور پاکیزہ چیزیں ہی کھا سکتا ہے۔ پھر اسے یہ بھی ہدایت ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے، اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے، اپنے آگے سے کھائے، برتن کو صاف کرے اور بعد میں دعا پڑھے۔ اسی طرح وہ اپنے لباس کے انتخاب کی حد تک تو آزاد ہے لیکن لباس کا ساتر ہونا اور ستر ڈھانکنا ضروری ہے اور عورتوں کے لیے پردہ بھی۔ عورت مردوں جیسا لباس نہ پہنے، نہ مرد عورتوں جیسا لباس پہنیں۔ وہ اپنے اہل خانہ سے گفتگو میں آزاد ہے لیکن اپنی بیوی سے حسن سلوک اور حسن معاشرت کا وہ پابند ہے۔ وہ اپنا کاروبار اختیار کرنے میں آزاد ہے، لیکن حرام کاروبار نہیں کر سکتا نہ جائز کاروبار میں ناجائز طریقوں سے مال کما سکتا ہے۔ ماپ تول میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ کسی دوسرے سے فریب سے مال نہیں بٹور سکتا نہ ہی سود اور اس کے مختلف طریقوں سے مال اکٹھا کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر وہ کون سا پہلو ہے جس میں وہ وحی سے بے نیاز ہے۔

4۔ تدبیری امور

ایسے امور میں آپ کو صحابہ سے مشورہ لینے کا حکم دیا گیا تھا۔ مثلاً جنگ کے لیے کون سا مقام مناسب رہے گا قیدیوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا سلوک کیا جائے؟ نظام حکومت کو کیسے چلایا جائے گویا ایسے امور ہیں جن کا تعلق انسانی بصیرت سے بھی ہے اور تجربہ سے بھی۔ ایسے امور میں وحی کی ضرورت نہیں ہوتی الا یہ کہ مشورہ کے بعد فیصلہ میں کوئی غلطی رہ جائے۔ ایسی صورت میں اس فیصلہ کی اصلاح بذریعہ وحی کر دی جاتی تھی۔ جیسے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ کے بعد فیصلہ کے متعلق وحی قرآن میں نازل ہوئی۔[100]

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ تشریعی امور کا انحصار کلیتاً وحی پر ہے اور قرآن میں احکام چونکہ مجملاً مذکور ہوئے ہیں اور ان کا تعلق انسانی بصیرت سے بھی نہیں، لہٰذا یہ احکام سنت کے بغیر انجام پا ہی نہیں سکتے۔ باقی تینوں قسم کے امور میں انسان نسبتاً آزاد ہے مگر ان تینوں پہلوؤں پر بھی وحی نے پابندیاں لگائی ہیں اور ہدایات بھی دی ہیں جن میں اکثر کا ذکر قرآن میں نہیں تو پھر آخر سنت نبوی سے انکار کیسے ممکن ہے اور کیسے کہا جا سکتا ہے کہ (وما ینطق) کا تعلق صرف قرآن ہی سے ہے؟ اور اس نظریہ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو شخص سنت کا منکر ہو وہ قرآن کا بھی منکر ہوتا ہے۔

اہل منطق نے دلیل کی تین قسمیں بیان کی ہیں: قیاس، استقراء اور تمثیل۔ (تیسیر المنطق) تمثیل میں ایک جزئی کی دوسری جزئی کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے خواہ وجہ مشابہت موثر ہو یا غیر موثر۔ امام بخاریؒ دراصل اہل منطق کی تمثیل کی تردید کرتے ہیں جبکہ وہ علت موثرہ کی بنیاد پر حکم کے اشتراک کے مخالف نہیں ہیں۔ گویا آپ کا ﷺ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ میں داخل ہے یعنی تدبیری امور بھی اصلاً ایک اساس رکھتے ہیں۔ ہم مباح کی بحث میں واضح کر چکے ہیں کہ اباحت بھی حکم شرعی ہے، اس اعتبار سے تدبیری اور طبعی امور بھی ایک لحاظ سے شرع کی اجازت کے محتاج ہیں۔ امام بخاریؒ نے خلفاء کی شوریٰ کی مثالوں سے یہ بھی واضح کیا ہے کہ شوریٰ کا اصل مقصد تبین وضاحت ہے نہ کہ اکثریت کا حصول۔

امام بخاریؒ کے ابواب اور ان کے تراجم سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب منطقی تمثیل کو بھی پسند نہیں فرماتے ہیں۔ امام صاحب نے 'الجامع' میں "باب تعليم النبي ﷺ أمته من الرجال والنساء مما علمه الله ليس برأي ولا تمثيل" کے نام سے عنوان قائم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد رائے یا تمثیل پر مبنی نہ ہوتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم تھی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

امام بخاریؒ کے تصور قیاس کے امتیازی نکات

مذکورہ بالا بحث میں واضح کیا جا چکا ہے کہ امام بخاریؒ جمہور اہل علم کی طرح قیاس رائے صحیح محمود کے قائل ہیں، اگرچہ انہوں نے اپنی 'الجامع' میں قیاس فاسد یا باطل رائے کی مذمت پیش کی ہے۔ اب اس فرق کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جائے گی جس میں امام بخاریؒ دیگر اہل علم سے منفرد ہیں:

1. قیاس، رائے اور تمثیل کے الفاظ سے اجتناب

امام بخاریؒ لفظ قیاس کی بجائے اجتہاد کی اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں۔ اسی لیے امام بخاریؒ نے 'باب مایذکرہ من ذم الرأی وتکلف القیاس' اور 'باب ما کان النبی یسأل مما لم ینزل علیه الوحی فیقول لا أدری أو لم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يجب حتى ينزل عليه الوحي ولم يقل برأي ولا بقياس لقوله تعالى بما أراك الله ' اور 'باب تعليم النبيﷺ أمته من الرجال والنساء مما علمه الله ليس برأي ولا تمثيل' کے نام سے ابواب قائم کیے ہیں کہ قیاس میں تکلف کرنا مذموم ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف قیاس یا تمثیل کی نسبت درست نہیں ہے۔

یہ واضح رہے کہ امام بخاریؒ جمہور اہل علم کی طرح قیاسِ صحیح کے قائل ہیں، لیکن اس کے لیے امام شافعیؒ کی تعبیر کے مطابق لفظ اجتہاد کو نمایاں طور استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ امام صاحب نے 'باب ماجاء في اجتهاد القضاة بما أنزل الله' اور "باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ" کے عنوان سے ابواب قائم کیے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ لفظ قیاس کو امام صاحب کے پسند نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس اصطلاح کے ساتھ کچھ ایسے تصورات بھی ملحق ہو گئے تھے جو شرعی مقاصد کے خلاف تھے۔

ارکان قیاس

جمہور اہل علم کا تصور قیاس تو یہ ہے کہ اصل کا حکم فرع میں کسی مشترک وجہ یا علت کے سبب منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس تصور قیاس میں ایک کو اصل بنایا جاتا ہے اور دوسری کو فرع۔ شراب کی حرمت کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔[101] اور اس حرمت کی وجہ جب اہل علم نے تلاش کی تو وہ نشہ تھی اب شراب کے علاوہ بھی جہاں نشہ پایا گیا وہاں شراب کا حکم لاگو کر دیا گیا۔

اصل، فرع، علت اور حکم ان چار چیزوں کو جمہور اہل علم کے ہاں ارکان قیاس کہتے ہیں۔[102] ان چیزوں پر قیاس کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ مثلاً اہل علم نے غور کیا کہ افیون میں بھی نشہ ہے۔ اب انہوں نے شراب کی حرمت کا حکم علت کی بنا پر افیون میں بھی منتقل کر دیا۔ شراب کو اصل قرار دیا گیا جبکہ افیون کو فرع قرار دے دیا گیا۔ شراب کو اس لیے اصل قرار دیا گیا کہ اس کی حرمت کا حکم واضح طور شریعت میں موجود ہے جبکہ افیون کو اس لیے فرع قرار دیا گیا کہ اس کا حکم بھی شریعت میں موجود تو تھا لیکن صراحت کے ساتھ نہیں تھا۔ پس علت کی مشابہت کی بنیاد پر اس میں شراب کا حکم منتقل کیا گیا ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اس کا حکم شراب کے حکم کے رستے معلوم ہوا ہے۔ پس کچھ چیزوں کا شرعی حکم تو براہ راست یا بلاواسطہ معلوم ہوا اور انہیں اصل قرار دیا گیا، جبکہ کچھ چیزوں کا بالواسطہ معلوم ہوا اس لیے انہیں فرع قرار دیا گیا۔ امام بخاریؒ نے اپنی 'الجامع' میں 'باب من شبه أصلا معلوما بأصل مبيّن قد بين الله حكمهما ليفهم السائل' کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے۔ اس باب کے عنوان پر غور کرنے سے درج باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ امام بخاریؒ کے نزدیک دین میں صرف مشابہت ظاہری کافی نہیں بلکہ علت موثرہ ہونی چاہیے۔

۲۔ مشبہ اور مشبہ بہ دونوں اس اعتبار سے اصل ہیں کہ دونوں کا حکم شرع میں موجود ہے۔ ایک جگہ واضح اور مبین ہے جبکہ دوسری جگہ مخفی یا مبہم ہے، کیونکہ قیاس کی حیثیت ایجاد حکم کی نہ ہونے کی بنا پر امام صاحب کے نزدیک مقیس اور مقیس علیہ دونوں اصل قرار پاتے ہیں۔ ان میں ایک اصل اور دوسرا فرع نہیں ہوتا۔

۳۔ ایک اصل صرف معلوم ہے جس کا حکم واضح نہیں جبکہ دوسری اصل شرع میں واضح طور پر مبیّن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ دونوں اصل کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے۔ گویا قیاس کوئی نیا حکم پیدا نہیں کرتا، صرف اظہار کا کام کرتا ہے۔

۵۔ صل معلوم کو اصل مبین کے ساتھ تشبیہ دینے کا مقصد ایجاد حکم نہیں ہوتا بلکہ دونوں اصلوں پر اللہ کے بیا کردہ حکم کو سائل کی تفہیم کے لیے آسان بنانا ہے۔

اسی مفہوم کو واضح کرنے کے لیے امام بخاریؒ کے شاگرد رشید امام نسائیؒ نے اپنی 'سنن' میں باب من شبه أصلا معلوما بأصل مبهم قد بين الله حكمهما ليفهم السائل' کے عنوان سے باب باندھا ہے۔[103] حافظ ابن حجرؒ نے امام نسائیؒ کا حوالہ دیتے ہوئے اس عبارت کو ترجیح دی ہے جو امام نسائیؒ نے لکھی ہے کیونکہ ان کے نزدیک امام بخاریؒ کا مقصود امام نسائیؒ کی عبارت سے زیادہ بہتر طور واضح ہو رہا ہے۔[104] امام نسائیؒ نے دونوں کو اصل تو قرار دیا ہے لیکن ایک کو اصل معلوم جبکہ دوسرے کو اصل مبہم قرار دیا ہے۔

امام بخاریؒ کی قائم کردہ ابواب کے تحت ذکر کردہ احادیث پر غور کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے الفاظ ان کی مراد کو واضح کرنے میں بہت ہی مناسب ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس عنوان کے تحت دو احادیث کا ذکر کیا ہے۔ پہلی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

"عن أبي هريرة أن أعرابيا أتى رسول الله ﷺ، فقال: إن امرأتي ولدت غلاما أسود وإني أنكرته، فقال له رسول الله ﷺ هل لك من إبل؟ قال: نعم، قال: فما ألوانها؟ قال: حمر،قال: هل فيها من أوراق؟ قال: نعم فيها لورقا، قال: فأني ترى ذلك جاءها؟ قال: يا رسول الله عرق نزعها، قال: ولعل هذا عرق نزعه ولم يرخص له في الإنتفاء منه." [105]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری بیوی نے ایک بچے کو جنم دیا ہے جو سیاہ رنگ کا ہے اور میں نے اسے اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بدو سے پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں تو اس نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا رنگ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا ان میں کوئی بھورے رنگ کا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں ان میں سے بعض بھورے رنگ کے بھی ہیں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے سوال کیا: کہ یہ بھورے رنگ والا کہاں سے آ گیا؟ تو اس نے جواب دیا: یہ ایک رگ ہے جس نے اسے کھینچ لیا ہو گا۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: شاید یہ بھی ایک رگ ہو جس نے اسے کھینچ لیا ہو گا اور آپ نے اس بدو کو یہ رخصت نہیں دی کہ وہ اس بچے کی اپنی طرف نسبت سے انکار کرے۔"

اس روایت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ ایک فعل معلوم قرار دے رہیں اور دوسری کو اصل مبیّن۔ اصل معلوم یہ ہے کہ جس کے بستر پر بچہ پیدا ہو تو بچے کی نسبت اسی کی طرف ہو گی۔ اس اصل معلوم کو شریعت نے ایک اور جگہ بیان کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ابھی اصل معلوم کے حوالہ سے اپنے محل میں ' الولد للفراش حرة كانت أو أمة' کے نام سے باب قائم کیا ہے۔ اس میں امام صاحب نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کا فرمان ہے:

« الولد لصاحب الفراش. »[106]

" بچے کی نسبت اس کی طرف ہو گی جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے۔"

یہ اصل معلوم ہے یعنی ایسی اصل جس کا حکم دین میں معلوم ہے لیکن سائل کو اس اصل کے سمجھنے میں دشواری پیش آ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائل یعنی بدو نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ کہا:

"إن امرأتي ولدت غلاما أسود وإني أنكرته." " میری بیوی نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا ہے کہ جس کا رنگ سیاہ ہے لہذا میں نے اسے اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔"

لہذا اس اصل کی تفہیم کے لیے تشبیہ بیان کرنا جائز ہے، لیکن تشبیہ کا مقصود یہ ہو گا کہ سائل کو اصل معلوم کا حکم سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ اس مثال میں اصل مبیّن یہ ہے کہ اونٹ کی نسل میں بعض اوقات ایسا بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کا رنگ اپنے والدین پر نہیں ہوتا۔ یہ ایک عام مشاہدے کی بات تھی، جو سائل یا بدو کے لیے واضح تھی اسی لیے اسے اصل مبیّن قرار دیا ہے یعنی سائل کے اعتبار سے وہ مبیّن ہے۔ جب اصل معلوم اور اصل مبین کو تشبیہ دی گئی تو سائل کے لیے اصل معلوم کا حکم بھی مبین کی مانند ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اصل فریضہ بھی تبیین ہی تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾[107] " اور ہم نے آپ کی طرف ذکر کو نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کے لیے اس کی تبیین فرما دیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ "

دوسری روایت جو امام بخاریؒ نے نقل کی ہے اس کے الفاظ دیکھیں:

"عن ابن عباس أن امرأة جاء ت إلى النبي ﷺ فقالت إن أمي نذرت أن تحج فماتت قبل أن تحج أفأحج عنها قال: «نعم حجي عنها أرأيت لوكان على أمك دين» أكنت قاضيته قال: نعم فقال: «فاقضوا الذى له فن الله أحق بالوفاء»[108]

" حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری والدہ نے ایک نذر مانی تھی کہ وہ حج کریں گی، لیکن حج کرنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہو گئی، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: ہاں! ان کی طرف سے حج کرو۔ تیرا کیا خیال ہے اگر تیری والدہ پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم ان کی وفات کے بعد اس کو ادا کرتیں تو اس عورت نے کہا: ہاں! تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: پس جو اس کے ذمہ ہے اسے ادا کرو کیونکہ اللہ کا قرض اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔"

اس روایت میں 'اصل معلوم' نذر کو پورا کرنا ہے اور یہ شریعت اسلامیہ میں واجب ہے۔ اس اصل کا حکم دوسرے مقامات پر واضح ہے۔ امام بخاریؒ نے اس اصل کے لیے 'باب الوفاء بالنذر' اور 'باب ثم من لا يفى بالنذر' کے نام سے عناوین اپنے محل میں قائم کیے ہیں اور ان کے تحت روایات لائے ہیں۔ دین میں یہ اصل معلوم تھی کہ نذر کو پورا کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے۔اور اگر کسی کے ذمہ کوئی نذر تھی اور وہ اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہو گیا تو اب اس کے ورثا پر لازم ہے کہ اس نذر کو ادا کریں۔ یہ مسئلہ بھی شریعت میں معلوم ہے، جیسا کہ امام بخاریؒ نے "باب من مات وعليه نذر" کے الفاظ سے ایک باب قائم کیا ہے اور اس میں ایسی روایات لائے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اولاد کو اپنے والدین کی نذریں پوری کرنی چاہییں، جیسا کہ ایک روایت کے الفاظ ہیں: "أن سعد بن عبادة الأنصاري استفتى النبي ﷺ في نذر كان على أمه، فتوفيت قبل أن تقضيه، فأفتاه أن يقضيه عنها فكانت سنة بعد"[109]

" سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی طلب کیا کہ ان کی والدہ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ ان کے ذمہ ایک نذر باقی تھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ فتوی دیا کہ وہ اس نذر کو پورا کریں۔ پس اس کے بعد سے یہ سنت بن گئی۔"

اب اصل معلوم یہ ہے کہ والدین کے ذمہ اگر نذر باقی تھی تو اولاد کو چاہیے کہ وہ اس نذر کو پورا کرے۔ سائل کے لیے اس اصل کی گرہ کشائی مشکل ہو رہی تھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل معلوم کو ایک ایسی اصل کے ساتھ تشبیہ دی جو معلوم ہونے کے ساتھ مبین بھی تھی کہ اس اصل مبین کے رستے اصل معلوم کی تفہیم سائل کے لیے آسان ہو گئی۔ اس مسئلہ میں اصل مبیّن والدین کی وفات کے بعد اولاد کی طرف سے ان کے ذمہ موجود قرض کی ادائیگی ہے۔ یہ اصل مبین ایسی تھی جو سائل کیلئے صریح تھی اور اس کے مشاہدے کے مطابق تھی۔ لہذا اس کے لیے اس تشبیہ سے شرعی حکم کی تفہیم آسان ہو گئی۔

آخر میں اصطلاحات کے حوالہ سے ایک مغالطہ دور کرنا بھی مناسب ہے، عام طور متقدمین کی اصطلاحات متاخرین ضرور استعمال کرتے ہیں، لیکن ضروری نہیں ہوتا کہ متاخرین کے ہاں طے کردہ تمام تفصیلات متقدمین کے ہاں بھی اسی طرح طے شدہ اور مسلمہ ہوں۔ پس ائمہ سلف اپنے متاخرین کی اصطلاحات کے پابند نہیں ہوتے اور ان میں گہرائی و گیرائی زیادہ ہوتی ہے، جبکہ متاخرین فنی جزئیات کو نئی نئی اصطلاحات سے نکھارنے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت سی جزئیات جو متقدمین کے ہاں اختلافی ہوتی ہیں، متاخرین ان میں سے کسی ایک کو لے کر اس پر مبنی اصطلاح وضع کر لیتے ہیں۔ پس احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ متقدمین کو متاخرین کی جامع مانع اصطلاحات یا فنی جزئیات کا قائل بنا کر پیش کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے جیسا کہ بعد میں آنے والے اختلافی اصولوں میں اس نکتہ کو زیادہ بہتر طور اجاگر کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔ وہ اصولی مسائل جو متقدمین کے ہاں اختلافی رہے ہیں، متاخرین بعض اوقات نئی نئی اصطلاحات کے ذریعے ان مسائل اور افکار کا بھی احاطہ کر رہے ہوتے ہیں جو متقدمین کے ہاں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ بھی واضح رہے کہ احوال وزمانہ کے عرف کی رو سے بسا اوقات شریعت کا اطلاق بدلا ہوا نظر آتا ہے اور یہ فقہ الواقع کا اختلاف ہے نہ کہ فقہ الاحکام کی تبدیلی۔ مناسب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے افکار پر بحث کرتے ہوئے ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھا جائے۔

---

1 الإحكام في أصول الأحكام للآمدي: 3/ 201

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 نور الأنوار في شرح المنار: ص190
3 خلاف، عبد الوهاب (م 1375هـ)، مصادر التشريع الإسلامي: ص21، دار القلم، كويت، 1972م
4 جمع الجوامع في أصول الفقه: 2/ 202
5 مصادر التشريع الإسلامي: ص21
6 أبوزهرة، محمد بن أحمد بن مصطفي (1394هـ)، أصول الفقه: ص204، دار الفكر العربي، القاهرة
7 النساء 4 : 59
8 الحشر 59 : 2
9 الجصاص، أبوبكر أحمد بن علي(م370هـ)، أحكام القرآن:3/ 429، دار الفكر، بيروت
10 يس36:79
11 الجامع لأحكام القرآن: 5/ 58
12 إعلام الموقعين عن رب العالمين: 1/ 130
13 آل عمران 3 : 59
14 فصلت 41 : 39
15 سنن الترمذي، كتاب الأحكام عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في القاضي كيف يقضي: 1327. فن حدیث کی رو سے تقریباً جملہ محدثین نے روایتاً اور درایتاً اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں بخاری، ترمذی، عقیلی، دار قطنی، ابن حزم، ابن طاہر، ابن الجوزی، ذہبی، سبکی اور ابن حجر رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ ضعیف ہونے کی وجہیں بھی کئی ہیں جن میں اسناد کی رو سے مبہم اور مجہول رواۃ کا وجود ہے مثلاً حارث بن عمرو مجہول ہے تو معاذؓ سے روایت کرنے والا نامعلوم (مبہم) راوی ہے۔ اسی طرح معاذؓ کا حوالہ دیئے بغیر اصحاب معاذؓ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً بیان کر رہے ہیں جسے مرسل کہا جاتا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل شبہات اور ازالہ شبہات کی صورت میں سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة 2/ 273 تا 286 میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ہم نے جو مختصر ضعف 'ارسال' بیان کی ہے کہ شعبہ والی روایت مرسل ہونے کی بنا پر متصل السند نہیں ہے اور مزید برآں سند میں جابجا غیر معروف راوی بھی موجود ہیں جب کہ شعبہ کے طریق کے علاوہ عمر بن جابر عن اشعث بن ابی الشعثاء عن رجل من ثقیف عن معاذ سے مروی سند کی رو سے یہ ضعیف روایت موقوف بھی ہے گویا مرفوعاً، موقوفاً، اور مرسلاً تینوں صورتوں میں حدیث ضعیف ہے۔
اس حدیث کی چند ایک مشہور تخریج کرنے والے محدثین یہ ہیں، مثلاً ابو داؤد الطیالسی ؒ نے اپنی مسند المعبود (1/ 286) میں امام احمدؒ نے المسند (5/ 242-230) میں، ابو داؤدؒ نے اپنی سنن (2/ 126) میں، ترمذیؒ نے اپنی جامع (2/ 275) میں، ابن سعدؒ نے الطبقات (2/ 584-347 طبع بیروت) میں اور العقیلی ؒ نے الضعفاء (ص76-77) میں الفقیہ والمتفقہ (1/ 93، 112، 133 مخطوطة الظاهرية اور 154، 155، 177، 189 مطبوعہ الریاض) میں اور البیہقی ؒ نے السنن الکبری (10/ 14) میں اور ا نے جامع بیان العلم (2/ 55-56) میں اور ابن حزمؒ نے الإحكام في أصول الأحكام (7/ 111، 112، 35، 6/ 26) میں۔ مصنف ابن ابی شیبة (10/ 177) میں، السنن الصغریٰ للبیهقي، باب ما يحكم به الحاكم (9/ 34) میں، التلخیص الحبیر لابن حجر 4)ؒ/1556) میں اور شرح مشکل الآثار (9/ 212) میں۔
جرح کرنے والے چند ایک محدثین کا تبصرہ یہ ہے:
حافظ ابن حزمؒ اس حدیث کو الإحكام في أصول الأحكام (2/ 204) میں 'باطل لا أصل لہ' کہا ہے۔، امام جوزقانی ؒ نے اس روایت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأباطیل والمناکیر (1/243) میں 'باطل' کہا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو 'صحیح' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال: 4/53)، علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو 'منکر' کہا ہے۔ (ضعیف الترمذی: 1327، ضعیف ابوداؤد: 3592) امام ترمذیؒ نے اس کی سند کو 'غیر متصل' کہا ہے۔ ابن ملقنؒ نے خلاصہ نکال کر (ضعیف بإجماع النقل فیما أعلمه یعنی میرے علم کی حد تک اس حدیث کی تخریج کرنے والے اس کے ضعف پر اجماع رکھتے ہیں) اجماعاً ضعف کا حکم لگا دیا ہے۔

لیکن بعض اصولیوں نے اس کے مفہوم کے پیش نظر اس حدیث کا اعتبار کرنے کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ مثلاً امام طحاویؒ نے اس حدیث کو شرح مشکل الآثار (9/212) میں صحیح کہا ہے، ابن عبد البرؒ نے جامع بیان العلم وفضلہ (2/844) میں 'صحیح مشہور' کہا ہے، ابن العربیؒ نے اسے عارضۃ الأحوذی (13/300) میں 'صحیح مشہور' کہا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اسے مجموع الفتاویٰ (13/364) میں 'اسنادہ جید' کہا ہے، امام ابن کثیرؒ اسے تفسیر القرآن العظیم (1/13) میں 'اسنادہ جید' کہا ہے، امام ابن قیمؒ نے إعلام الموقعین (1/183) میں اس حدیث کو قابل احتجاج قرار دیا ہے۔ ذہبیؒ اس کو تلخیص العلل المتناهية (269) میں 'حسن الاسناد ومعناہ صحیح' کہا ہے، شوکانیؒ نے اس کو 'حسن لغیرہ معمول بہ' کہا ہے۔ (الفتح الربانی: 9/5448) حافظ ابن حجرؒ اسے موافقۃ الخبر الخبر (119) میں 'غریب وموقوف' کہا ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے ملتے جلتے مفاہیم بعض دیگر اقوال میں بھی ملتے ہیں لہٰذا اس کی معنوی تائید ہو گئی جسے محدثین کی اصطلاح میں 'شواہد' کہتے ہیں۔ گویا اس حدیث کے الفاظ سے تو دلیل نہیں پکڑی جا سکتی البتہ اجمالی طور پر کتاب وسنت کے ساتھ 'اجتہاد' کی شرعی حیثیت بھی ثابت ہوتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے بارے میں جس طرح ابن الملقنؒ کی بات کا نتیجہ یہ ہے کہ فن حدیث کی رو سے اس کے ضعف پر محدثین کا اجماع ہے۔ اسی طرح شوکانیؒ سے معنوی تائید کی بنا پر محدثین ہی کی اصطلاح میں 'حسن لغیرہ' 'معمول بہ' قرار دے دیا ہے۔ بالفاظ دیگر روایتاً اور درایتاً تو عبارت حدیث ثابت نہیں ہے، لیکن معنوی شواہد کی بنا پر اصولیوں کے ہاں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے اور ان کی عبارتوں میں اسے دلیل کے طور پر پیش کرنا مشہور ہو گیا ہے۔ اصولیوں کا عام رویہ یہ ہے کہ کئی ایسے معتبر مفاہیم کو اپنے ہاں 'مقولہ' کی شکل دیتے ہوئے معرض استدلال میں لاتے ہیں۔ شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ ناقد محدثین نے بھی سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ (2/86) وغیرہ میں 'اجتہاد' کے جواز کی حد تک اس حدیث کا معنی درست تسلیم کیا ہے، لیکن حدیث ہذا کی عبارت کو قطعاً معتبر نہیں مانا، کیونکہ عبارت کا اسلوب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو بھی باہمی لا تعلق کر کے اجتہاد کو ایک مستقل تیسری حیثیت دے رہا ہے جو دینی تصورات کے اعتبار سے قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ شریعت کے لئے کتاب وسنت ہی وحی الٰہی ہونے کی بناء پر کافی ہیں۔ اجتہاد کی حیثیت اطلاق کی ہے۔ اسی غرض سے امام بخاریؒ نے اجتہاد کی تمام وسعتوں کا احاطہ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں کر لیا ہے، حتیٰ کہ خلافت وسیاست کی اہم بحث 'شوریٰ' بھی ان کی کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ کا آخری باب ہے۔

16 صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلا معلوما...، رقم الحديث: 1327

17 جامع الترمذي: كتاب الطهارة، باب ما جاء في ماء البحر أنه طهور، رقم الحديث: 69

18 سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، رقم الحديث: 83

19 سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة، باب سؤر الهرة، رقم الحديث: 75

20 الحجرات 49 : 1

21 المائدة 5 : 49

22 الأنعام 6 : 38

23 الأنعام 6 : 58

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24 النحل 16 : 89

25 الأنعام 6 : 38

26 آلوسي، السيد محمود (م1270هـ)، روح المعاني: 7/ 145، دار إحياء التراث العربي،بيروت

27 الأنعام 6 : 59

28 فخر الدين الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين(م 606هـ)، تفسير الفخر الرازي المشتهر بالتفسير الكبير و مفاتيح الغيب: 13/ 11، مكتبة العلمية، بيروت،الطبعة الأولى، 1411هـ

29 النحل 16 : 89

30 المستصفى من علم الأصول: 2/ 54

31 علم اصول فقہ، ایک تعارف: ص 346

32 الإحكام للآمدي: 3/ 8

33 محب الله شاه بهاري (م1119هـ)، مسلم الثبوت: 2/ 36، مطبع الأنصاري، دهلي، 1316هـ/ 1899ء

34 جامع الأصول أردو ترجمة الوجيز في أصول الفقه: ص258

35 الموافقات فى أصول الشريعة: 1/ 314؛ الإحكام للآمدي: 3/ 11

36 أصول الفقه الإسلامى: ٢/ 1041

37 الجيزاني، محمَّد بنْ حسَيْن بن حَسنْ، معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة: ص467-468، دار ابن الجوزي، الرياض، الطبعة الخامسة، 1427هـ

38 معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة: ص468

39 معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة: ص468

40 صحيح البخاري: كتاب الإستيذان، باب الإستيذان من أجل البصر، رقم الحديث: 6242

41 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تاويل فهو كما قال، رقم الحديث: 6105

42 صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم الحديث: 5574

43 صحيح البخاري: كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، و ما يتزود منه

44 صحيح البخاري: كتاب في اللقطة، باب لا تحتلب ما شية أحد بغير إذنه، رقم الحديث: 2435؛ فتح الباری شرح صحيح البخاري: 6/ 114

45 صحيح البخاري: كتاب الفرائض، باب الولد للفراش حرة كانت أو أمة

46 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب صائم إذا أو شرب ناسيا، رقم الحديث: 1933؛ فتح الباری: 5/ 196

47 صحيح البخاري: كتاب المحصر، باب قول الله: ﴿ فمن كان منكم مريضا... أونسك ﴾ ، رقم الحديث: 1814؛ فتح الباری: 5/ 15

48 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب الطيب عند الإحرام....، رقم الحديث: 1539

49 صحيح البخاري: كتاب الدعوات، باب لله مائة إسم غيرواحد، رقم الحديث: 2785؛ فتح الباری: 7/ 6

50 صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير، الرقم: 1226؛ فتح الباری: 4/ 122

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

51 صحيح البخاري: كتاب السهو، باب إذا صلى خمسا

52 صحيح البخاري: كتاب الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن يمسح بالمنديل ، رقم الحديث : 5446؛ فتح الباري: 4/ 122

53 صحيح البخاري: كتاب الجهاد، باب سهام الفرس ، رقم الحديث: 2863

54 صحيح البخاري: كتاب المحصر، باب إذا أحصر المعتمر، رقم الحديث : 1809

55 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب، باب قول النبي ﷺ بعثت بجوامع الكلم، الرقم: 7274

56 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب، باب قول النبي ﷺ بعثت بجوامع الكلم، الرقم: 7273

57 فتح البارى: 13/ 308-309

58 البحر المحيط في أصول الفقه: 2/ 115؛ شرح الكوكب المنير: ص 219

59 الرسالة: ص 27-28؛ ص 92

60 فتح البارى: 13/ 308-309 ؛ 15/ 483

61 صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الحجة على من قال إن أحكام النبي ﷺ كانت ظاهرة، رقم الحديث: 7353

62 النور: 24: 27-28

63 النور 24 : 28

64 الأنعام 6: 114

65 الرسالة: 477

66 صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 7307

67 النساء 4 : 105

68 صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 7310

69 صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 7316

70 صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 7317

71 صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 7318

72 صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 7356

73 فتح الباري: 13/ 331

74 الآمدي، الإحكام في أصول الأحكام: 4/ 104

75 صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الأحكام التي تعرف بالدلائل وكيف معنى الدلالةوتفسيرها، رقم الحديث: 6923

76 الزلزال 99 : 7،8

77 النحل 16 : 44

78 إعلام الموقعين: 2/ 284

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

79 الشورى 42 : 10

80 النساء 4 : 59

81 صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة

82 دروس صحیح بخاری، مرتبہ منیر احمد ؒ: ص216، 224 بک ہاؤس، 17 اردو بازار، لاہور، طبع اول، 1992ء، ملخص

83 دروس صحیح بخاری: ص21

84 دروس صحیح بخاری: ص21

85 الإسراء 17 : 231

86 أبو البقاء أيوب بن موسى الحسيني الكفومي، كتاب الكليات: ص1337، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1998ء

87 فتح الباري: 13/ 282

88 صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الأحكام التي تعرف بالدلائل و كيف معنى الدلالة وتغيرها، رقم الحديث: 6923

89 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام، باب الأحكام التي تعرف بالدلائل وكيف معنى الدلالة وتغيرها، رقم الحديث: 7359

90 سیرت امام بخاری: ص 434، 441

91 عياض بن نامي السلمي ، أصول الفقه الذى لا يسع الفقيه جهله: ص122، دار ابن الجوزي، الرياض

92 أصول الفقه الذى لا يسع الفقيه جهله: ص123

93 صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يذكر من ذم الرأي وتكلف القياس: 6877

94 أبو زهره، محمد بن أحمد بن مصطفى(1394هـ)ابن تيمية حياته وعصره وآداؤه وفقهه:ص379-380، دار الفكر العربي، القاهرة، 2000م

95 صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يذكر من ذم الرأي وتكلف القياس: 6877

96 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يذكر من ذم الرأي...، رقم الحديث: 6878

97 البحر المحيط: 41/ 562

98 صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلا معلوما ...، رقم الحديث: 7315

99 صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب ما وعده الله تعالى للمجاهد في الجنة، رقم الحديث: 1885

100 کیلانی، مولانا، عبد الرحمان، تیسیر القرآن: 4/ 316-317، مکتبة السلام، لاهور، طبع اول، 2000ء

101 المائدة 5 :90

102 إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول: 2/ 104

103 فتح الباري: 13/ 296-297

104 فتح الباري: 13/ 297

105 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلا معلوما...، رقم الحديث: 6884

106 صحيح البخاري: كتاب الفرائض، باب الولد للفراش كانت أو أمة، رقم الحديث: 6369

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

107 النحل 16 : 44

108 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلا معلوما...، رقم الحديث: 6885

109 صحيح البخاري: كتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، رقم الحديث: 6320

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳

فصل سوم

استحسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استحسان

لغوی مفہوم

'استحسان' لفظ 'حسن' سے 'استفعال' کے باب پر مصدر ہے۔ لغت میں اس کے مندرجہ ذیل معانی اور اطلاقات مستعمل ہیں:

1. اعتقاده حسناً: یعنی کسی چیز کو اچھا اور مستحسن سمجھنا خواہ وہ چیز حسیات میں سے ہو یا معنویات میں سے۔[1]

استحسان کا ضد 'استقباح' یعنی کسی شے کو قبیح سمجھنا۔[2]

2. طلب الأحسن للاتباع الذی هو مامور به: یعنی اچھی بات کی جستجو کرنا تاکہ اس کی پیروی کی جائے جو کہ شرعاً مامور بہ ہے۔[3]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ ٱلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ ﴾[4]

" میرے ان بندوں کو بشارت دو ، جو اچھی بات سن کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ "

اصطلاحی مفہوم

اصول فقہ میں 'استحسان' کے مفہوم اور تعریف کے بارے میں کافی اختلاف ہے اور اس کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں[5] اس لئے ہم ذیل میں استحسان کی بعض تعریفات قلم بند کرتے ہیں:

علامہ کرخیؒ معروف حنفی اصولیوں میں سے ہے اور ان کی تعریف کو استحسان کی بہترین تعریف کہا گیا ہے، لکھتے ہیں:

"الاستحسان هو أن يعدل الإنسان عن أن يحكم فی المسالة بمثل ما حكم به في نظائرها إلى خلافه لوجه هو أقوي من الأول يقتضي العدول عن الأول"[6]

" استحسان سے مراد یہ ہے کہ مجتہد کسی مسئلہ میں اس فیصلہ سے ہٹ کر فیصلہ دے، جو اسکے مشابہ مسائل میں پہلے دیا گیا ہو۔ اسکا یہ فیصلہ کسی ایسے سبب کی بنا پر ہو جو سابق فیصلہ سے قوی تر اور اس سے انحراف کا متقاضی ہو۔ "

فقہ مالکی سے تعلق رکھنے والے امام ابو الولید باجیؒ استحسان کی یہ مختصر تعریف پیش کی ہے:

"الاستحسان هو الأخذ بأقوى الدليلَين"[7]

" یعنی استحسان دو دلیلوں میں سے قوی تر دلیل پر عمل کا نام ہے۔"

حنبلی عالم علامہ طوفیؒ اپنے رسالہ میں 'استحسان' کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" العدول بحكم المسألة عن نظائرها لدليل شرعي خاص وهو مذهب أحمد"[8]

" کسی مسئلہ میں کسی خاص شرعی دلیل کی بناء پر اس کے مشابہ مسائل کے حکم سے انحراف کیا جائے، یہی احمد کا مذہب ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تعریفات کی روشنی میں استحسان کی جامع ومانع تعریف اس طرح ہو سکتی ہے:

"الاستحسان عبارة من تقدير ما جعله الشرع موكولا إلي الاجتهاد العملي كما أنه عبارة من إيثار ترك وجه من وجوه الاجتهاد النظري غير شامل شمول الألفاظ علي طريق الاستثناء والترخيص أو الاحتياط أو الترجيح لوجه طاري يعارضه في بعض مقتضياته وهو أقوى منه "

" یعنی استحسان ان امور کی تقیید و تعیین کا نام ہے جو شریعت نے اجتہاد عملی کے سپرد کر دیئے ہیں اور اسی طرح وہ عبارت ہے اجتہاد نظری کے وجوہ میں سے کسی وجہ کو ایک ایسے قوی تر سبب کے ذریعہ استثناء یا رخیص یا احتیاط و ترجیح کے طور پر ترک کر دینے سے جو اس پر طاری ہو کر اس کے بعض مقتضیات سے معارض ہو رہا ہے۔ "

تعریفات کا تجزیہ اور ارکان استحسان

مذکورہ تمام تعریفات سے یہ بات نکلتی ہے کہ 'استحسان' سے مقصود قیاس جلی کو چھوڑ کر قیاس خفی کو اختیار کرنا ہے یا کسی اصل کلی یا کلی حکم سے ایک جزیہ کا استثناء کرنا ہے، اور یہ استثناء کسی ایسی دلیل کی بنا پر ہوتا ہے جس سے مجتہد کا دل اس بات پر مطمئن ہو کہ یہ دلیل اس استثناء یا عمومی حکم کو چھوڑنے کی متقاضی ہے۔

جب مجتہد کو کوئی ایسا مسئلہ در پیش ہو جس میں دو قیاسوں کا باہمی ٹکراؤ ہوتا ہو یعنی ایک قیاس جلی ہو جو اس حکم کا تقاضا کرتا ہو جو اس مسئلہ کے بارے میں مقرر ہے یعنی عمومی حکم، دوسرا قیاس خفی جو دوسرے حکم کا متقاضی ہو اس وقت مجتہد کے ذہن میں ایسی دلیل موجود ہوتی ہے جو دوسرے قیاس کو پہلے قیاس پر ترجیح دینے کا تقاضا کرتی ہے، یا قیاس جلی جس حکم کا تقاضا کرتا ہے قیاس خفی اس کو چھوڑنے کا تقاضا کرتا ہے۔ یہاں قیاس جلی سے مراد عمومی قاعدہ یا اصل کلی ہے، جبکہ جس جزیہ کا اس اصل کلی سے استثناء کیا ہے کو قیاس خفی کہا جاتا ہے۔ الغرض سادا الفاظ میں استحسان کسی قاعدہ وضابطہ سے کسی جزیہ کے استثناء کا نام ہے، جیسا کہ دنیا کے ہر قانون میں اس کی مثالیں عام ہیں۔ اسلامی قانون میں اس اصولی چیز کو بعض فقہاء استحسان اور عمل استحسان کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

مجتہد کا قیاس جلی سے یہ عدول (گریز) کرنا یا قیاس خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دینا استحسان کہلاتا ہے اور جو دلیل اس عدول کی متقاضی ہوتی ہے اس کو وجہ استحسان یا سندِ استحسان کہتے ہیں اور جو حکم استحسان سے ثابت ہوتا ہے وہ حکم مستحسن کہلاتا ہے، یعنی وہ حکم جو قیاس جلی (عمومی) حکم کے خلاف ثابت ہے۔ اس بنیادی وضاحت سے معلوم ہوا کہ استحسان تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے: 1۔ عمل استحسان 2۔ دلیل استحسان 3۔ حکم مستحسن

عمل استحسان میں سب سے بنیادی اور اہم چیز وہ دلیل ہے جو عدول حکم کا تقاضا کرتی ہے، چنانچہ اگر وہ دلیل موجود نہ ہو یا پیش نہ کی جا سکے تو ایسا عمل کسی صورت میں استحسان کہلانے کا مستحق نہیں، بلکہ خواہش پرستی اور نفس پرستی کا نام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استحسان کی اقسام

عمل استحسان میں چونکہ سب سے اہم چیز 'دلیل' ہے جو مجتہد کو مجبور کرتی ہے کہ وہ قیاس جلی یا اصلی کلی کو چھوڑ کر کسی دوسری رائے کو اختیار کرے، چنانچہ اس دلیل کی اہمیت کے اعتبار سے استحسان کی درج ذیل اقسام بیان کی جاتی ہیں:

1. استحسان بالنص

استحسان بالنص سے مراد وہ استحسان ہے جس کی سند دلیل نص ہو۔ استحسان کی اس صورت میں کسی مسئلہ میں اس حکم کو ترک کر دیا جاتا ہے جس کا تقاضا قیاس اور قواعد کلیہ کریں اور اس کے برخلاف کسی ایسے حکم کو اختیار کر لیا جاتا ہے جو نص سے ثابت ہو، یعنی قیاس اور قواعد کلیہ کی رو سے کسی مسئلہ کا حکم کچھ اور ہونا چاہئے تھا لیکن استحساناً اس حکم کے برخلاف نص کے حکم پر عمل کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً:

1۔ بیع سلم ایک ایسی بیع ہے جس میں معاہدہ بیع کے وقت فروخت کی جانے والی چیز موجود نہیں ہوتی لیکن اس کی قیمت ادا کر دی جاتی ہے اور ایک مقررہ مدت کے بعد وہ چیز خریدار کو دینے کا معاہدہ کیا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ معدوم چیز کی بیع ہے اور قواعد کی رو سے معدوم چیز کی بیع باطل ہے۔ حضرت حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لا تبع ما ليس عندك» (9)

" جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اسے بیچو "

اس حدیث کا حکم عام ہے جس سے ہر معدوم چیز کی بیع ناجائز ٹھہرتی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا عام قاعدہ یہی لیکن بیع سَلَم اس عام قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اور یہ استثناء خود حدیث پاک سے ثابت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«من أسلف في شيءٍ ففي كيلٍ معلوم و وزنٍ معلوم إلى أجلٍ معلوم» (10)

" جو شخص کسی چیز میں سلم (کا معاہدہ) کرے تو معین ناپ، معین وزن میں اور ایک معین مدت تک کرے۔"

یوں بیع سلم کے معاملہ میں نص کی بناء پر قیاس کو چھوڑ دیا گیا اور یہ استحسان بالنص ہے۔

2۔ استحسان بالنص کی ایک دوسری مثال بھول کر کھا لینے کے باوجود روزہ کا باقی رہنا ہے۔ از روئے قیاس و قاعدہ اس صورت میں روزہ کا رکن اساسی زائل ہو گیا ہے، جس کے باعث روزہ فاسد ہو جانا چاہئے، لیکن نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی:

«إذا نسي فأكل و شرب، فليتم صومه، فإنما أطعمه الله و سقاه» (11)

" جس نے بھول کر کھا، پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ بے شک اللہ نے اس کو کھلایا ہے۔"

کی رو سے قیاس مذکور کو چھوڑ دیا گیا سے استحسان بالنص کہتے ہیں۔ (12)

علمائے اصول کے ہاں نص اور استحسان بالنص میں یہ فرق ہے کہ نص عام شے کو کہتے ہیں، برابر ہے کہ وہ کسی قاعدہ کلیہ سے تعلق رکھتی ہو یا جزیہ سے، جبکہ استحسان بالنص قاعدہ کلیہ سے نص کی بنا پر کسی جزیہ کے استثناء کو کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. استحسان بالاجماع

جب مجتہدین کسی مسئلہ میں اس سے ملتے جلتے مسائل کے حکمِ عام کے خلاف کسی حکم پر متفق ہو جائیں ، یا وہ عامۃ الناس سے کسی ایسے فعل پر سکوت اختیار کر لیں اور اس کی مخالفت نہ کریں ، جو فعل مقررہ اصولوں اور عام قواعد کے خلاف ہو تو مجتہدین کا ایسا اتفاق یا سکوت کی بنا پر ایسے فعل کا جواز دینا استحسان بالاجماع کہلائے گا، مثلاً:

1۔ استصناع یعنی آرڈر پر کوئی چیز بنوانا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کاریگر سے کوئی چیز تیار کروانے کا معاہدہ کرتا ہے، لیکن معاہدے کے وقت وہ چیز موجود نہیں ہوتی جس کے تیار کرنے کا معاہدہ کیا جا رہا ہے، جبکہ اس چیز کی قیمت معاہدہ کے وقت ہی ادا کر دی جاتی ہے۔ ایسا معاہدہ قیاس جلی یعنی قاعدہ وضابطہ سے باطل ہونا چاہئے، کیونکہ یہ ایک معدوم چیز کی بیع کا معاہدہ ہے لیکن یہ استحسان بالا جماع کی بناء پر جائز ہے۔ ملتِ مسلمہ اپنے تعامل میں ایسے معاہدات کرتی چلی آ رہی ہے اور فقہاء نے ان معاہدوں کو کبھی باطل قرار نہیں دیا، بلکہ عامۃ الناس کی سہولت اور فائدے کی خاطر عقلاً وکلیہ کو چھوڑ دیا اور ایسی بیع کو مستحسن سمجھ کر اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔

استحسان بالاجماع کی ایک اور مثال حمام میں اجرت دے کر نہانا ہے۔ قیاس جلی اور عام قواعد کی رو سے ایسا معاملہ فاسد ہے کیونکہ اس میں صرف اجرت / کرایہ مقرر ہوتا ہے جبکہ دورانِ غسل استعمال کیے جانے والے پانی اور صابن کی مقدار اور حمام کے اندر ٹھہرنے کی مدت غیر متعین ہوتی ہے ، لیکن استحساناً ایسے اجارہ کو جائز کہا گیا ہے، کیونکہ لوگوں میں اس کا ایسا ہی رواج ہے اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ یہاں قیاسی حکم کو ترک کر کے اس کے خلاف وہ حکم اختیار کیا گیا ہے جو اجماع سے ثابت ہے۔[13]

اجماع اور استحسان بالاجماع میں یہ فرق ہے کہ اجماع عام شے کو کہتے ہیں، برابر ہے کہ وہ کسی قاعدہ کلیہ سے تعلق رکھتی ہو یا جزیہ سے، جبکہ استحسان بالاجماع قاعدہ کلیہ سے اجماع کی بنا پر کسی جزیہ کے استثناء کو کہتے ہیں۔

3. استحسان بالعرف

استحسان عرفی یہ ہے کہ کسی معاملہ میں لوگوں کے حقیقی او / شرعاً مقبول عرف وعادت کی بناء پر قا عدہ وضابطہ کو چھوڑ دیا جائے اور اسی عرفی حکم کو اختیار کر لیا جائے مثلاً:

1. منقول چیزوں کو وقف کرنے کا عرف زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے، جیسے کتابیں اور برتن وغیرہ وقف کرنا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔ یہ ایک عام اصول سے استثناء ہے۔ اصول یہ ہے کہ وقف دائمی ہونا چاہئے، اس لئے وقف جائداد غیر منقولہ جائز نہیں لیکن عرف یعنی رواج ودستور کی بناء پر منقول اشیاء کا بھی وقف جائز ہے۔

2. کوئی شخص قسم اُٹھائے کہ گوشت نہیں کھائے گا اور اس کے بعد وہ مچھلی کھالے ، تو ظاہر قیاس کی رو سے وہ حانث (قسم توڑنے کا مرتکب) ہے ، لیکن استحسان کی رو سے حانث نہیں کیونکہ عرفِ عام میں جب گوشت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس میں مچھلی شامل نہیں ہوتی۔ استحسان کا یہ حکم عرف پر مبنی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. کوئی شخص یہ کہے کہ ہر چیز مجھ پر حرام ہے ، تو قیاس یہ کہتا ہے کہ ان الفاظ کی محض ادائیگی ہی سے وہ شخص حانث ہے ، کیونکہ اس نے ایک حلال چیز کا استعمال کر لیا ہے، اور وہ ہے ہوا میں سانس لینا ، لیکن استحساناً وہ حانث نہیں ہے۔ عرف عام کے مطابق اس قسم کی بات صرف کھانے پینے کی اشیاء تک محدود ہوتی ہے، لہٰذا جب تک وہ کھانے یا پینے کی کوئی چیز استعمال نہیں کر لیتا اس پر قسم کا کفارہ واجب نہیں ہے۔(14)

اصولِ عرف اور استحسان بالعرف میں یہ فرق ہے کہ 'عرف' کی بحث عام ہے، برابر ہے کہ وہ کسی قاعدہ کلیہ سے تعلق رکھتا ہو یا جزیہ سے، جبکہ استحسان بالعرف قاعدہ کلیہ سے عرف وعادت کی بنا پر کسی جزیہ کے استثناء کو کہتے ہیں۔

4. استحسان بالضرورت

جب کسی مسئلہ کے قیاسی حکم پر عمل کرنے سے تکلیف اور تنگی پیدا ہو اور اس حکم کا نفاذ کسی ضرر و نقصان کا موجب بنے یا کسی انسانی ضرورت کو پورا کرنا دشوار ہو جائے، تو ایسی صورت میں اس مسئلہ کے قیاس جلی سے ثابت حکم کو ترک کر کے ایسا حکم اختیار کیا جاتا ہے، جس سے تنگی و مشقت دور ہو اور انسانی ضرورت کی تکمیل ہو ، اسے استحسان بالضرورت کہتے ہیں۔ بالضرورت پر اس وقت عمل کیا جاتا ہے جب کسی انسانی ضرر و تکلیف کو دور کرنے کی اشد ضرورت ہو اور قیاس پر عمل کرنے سے نقصانات نتائج نکلنے کا قوی امکان ہو مثلاً:

1. جن چیزوں کی خرید و فروخت ناپ یا تول سے ہوتی ہے ان کو اگر قرض میں دیا جائے یا وہ جنس کے عوض بیچی جائیں تو ان کا ناپ تول میں برابر ہونا ضروری ہے، ورنہ ناپ تول میں فرق سود شمار ہو گا جو حرام ہے، لیکن پکی ہوئی روٹیاں اس عام اصول سے مستثنیٰ ہیں۔ پڑوسی آپس میں عام طور پر روٹیوں کا ادھار لین دین گن کر کرتے ہیں۔ اس سے روٹیوں کے وزن میں کمی بیشی ضرور ہو جاتی ہے لیکن اس کمی بیشی کو سود نہیں کہا گیا اور فقہاء نے ایسا لین دین جائز قرار دیا ہے۔ یہ حکم ضرورت کے تحت ہے کیونکہ پڑوسیوں کے مابین لین دین میں اس حد تک احتیا ط کرنا باعث مشقت ہے۔ اس مثال میں ایسی تمام چیزیں داخل ہیں جو لوگوں کے مابین روز مرہ زندگی میں لین دین کے لئے استعمال ہوتی ہیں اور جن کی کمی یا زیادتی میں احتیاط کرنا دشوار ہے۔
2. حوض اور کنویں کے پانی میں نجاست گرنے کے بعد قیاس کی رو سے اس کی پاکی کی کوئی صورت نہ ہونی چاہئے، کیونکہ ان میں نجاست کا اثر بہر حال باقی رہتا ہے۔ پھر اگر پاکی کی کوئی صورت باقی رہتی بھی ہے تو وہ یہ کہ سارا پانی نکالا جائے ، کیونکہ جتنے بھی ڈول آپ کنویں سے نکالیں گے اتنا ہی پانی نیچے سے مزید آکر پہلے سے موجود ناپاک پانی سے مل پھر نا پاک ہو جائیگا، چنانچہ اس ضرورت و مجبوری کی بناء پر اس قیاس کو چھوڑ کر استحسان کی رو سے پانی کی ایک خاص مقدار نکالنے سے کنواں پاک ہو جانے کا فتویٰ دیا گیا ہے۔(15)

ضرورت اور استحسان بالضرورت میں یہ فرق ہے کہ 'ضروریات' عام ہیں، برابر ہے کہ وہ کسی قاعدہ کلیہ سے متعلق ہوں یا کسی جزیہ سے، جبکہ استحسان بالضرورت قاعدہ کلیہ سے ضرورت و مشقت کی بنا پر کسی جزیہ کے استثناء کو کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5. استحسان بالمصلحت

جب ایک مسئلہ میں کسی مصلحت کی بناء پر قیاس کو ترک کر کے اس کے مخالف حکم پر عمل کیا جائے تو اسے استحسان بالمصلحہ کہتے ہیں۔ انسانی زندگی کے بہت سے مسائل میں بعض اوقات قیاسی حکم پر عمل کرنے سے ان مصالح کی تکمیل مشکل ہو جاتی ہے، جن کا شریعت اسلامی نے اعتبار کیا ہے۔ جب کسی قیاسی ضابطہ اور قاعدہ عامہ پر عمل ضرر رساں اور خلافِ مصلحت ہو تو ایسی راہ اختیار کی جاتی ہے جس سے حصولِ مصلحت ممکن ہو جائے۔ البتہ ایسی صورت میں صرف ان مصالح کا لحاظ رکھا جاتا ہے ، جنہیں شریعت نے معتبر جانا ہے۔ غیر شرعی مصلحتوں کی بناء پر قیاسی احکام اور عام قواعد کو ترک نہیں کیا جاتا ، مثلاً:

1. شریعت کا قانون ہے کہ اگر امانت دار سے امانت کا مال ضائع ہو جائے اور اس میں اس کی کوتاہی کو دخل نہ ہو تو امین کو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ یہی حکم ہر اس صورت میں ہو گا جہاں امانت کی شکل پائی جائے گی۔ مثلاً اگر شرکت میں کاروبار کرنے والوں میں کسی کے ہاتھ سے مال ضائع ہو جائے یا اپنے خاص ملازم سے مال تلف ہو جائے تو ان صورتوں میں تاوان نہ دینا پڑے گا، بشرطیکہ ان کی جانب سے حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ ہوئی ہو اور ضائع ہونے میں ان کے کسی فعل کو دخل نہ ہو۔ لیکن اس حکم سے وہ پیشہ ور مستثنیٰ ہوں گے ، جو کسی ایک شخص کے لیے مخصوص نہیں ہوتے ، بلکہ بہت سے لوگوں کا کام کرتے ہیں، مثلاً: دھوبی اور درزی وغیرہ۔ ایسے لوگوں کے ہاتھ سے مال تلف ہو جانے کی صورت میں انہیں تاوان دینا پڑے گا۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ اگر ان سے تاوان نہ لیا جائے گا تو حرص و طمع میں لوگوں کا مال جمع کرتے رہیں گے اور مدتوں واپس کرنے کا نام نہ لیں گے جس سے مالک کو زحمت ہو گی اور کبھی مال ناکارہ، خراب اور ضائع بھی ہو جائے گا۔
2. اگر کوئی عورت مرض وفات میں مرتد ہو جائے ، تو قیاس جلی کی رو سے شوہر اس کا وارث قرار نہیں پاتا ، لیکن امام ابو یوسفؒ نے بربنائے استحسان شوہر کو اس کی میراث کا حق دار ٹھہرایا ہے۔
3. عقدِ مزارعت میں عام قاعدہ ہے کہ فریقین یا ان میں سے کسی ایک کی وفات سے مزارعت ختم ہو جاتی ہے۔ فقہاء نے اس عام قاعدہ سے وہ صورت مستثنیٰ کی ہے جب زمین کا مالک وفات پا جائے اور فصل ابھی پک کر تیار نہ ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں مزارع کی مصلحت اور اسے پہنچنے والے ممکنہ نقصان کو دور کرنے کی خاطر استحساناً عقدِ مزارعت کو ختم تصور نہیں کیا جاتا، بلکہ فصل پک جانے تک اس کے استمرار اور جاری رہنے کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔[16]

مصالح اور استحسان بالمصالح میں فرق یہ ہے کہ 'مصالح' عام ہیں، برابر ہے کہ وہ کسی قاعدہ کلیہ سے متعلق ہوں یا کسی جزیہ سے، جبکہ استحسان بالمصالح قاعدہ کلیہ سے مصلحت کی بنا پر کسی جزیہ کے استثناء کو کہتے ہیں۔

6. استحسان بالقیاس الخفی

بعض اوقات کسی ایک مسئلہ میں دو قیاس سامنے آجاتے ہیں : ایک قیاس جلی اور دوسرا قیاس خفی یعنی مجتہد کی گہری نظر ایک اور پہلو کو دیکھ رہی ہو، جبکہ ظاہری نظر ایک دوسرے پہلو پر مرتکز ہو۔

جب کسی مسئلہ میں ایسے دو قیاس پائے جائیں اور دونوں ایک دوسرے سے متعارض ہوں ، یعنی ان کے حکم ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے خلاف ہوں، لیکن قیاس خفی زیادہ قوی ہو یا اس پر عمل کرنا لوگوں کے لئے آسانی اور فائدہ کا باعث ہو تو اس صورت میں قیاس جلی کے مقابلے میں قیاس خفی کو اختیار کر کے زیر غور مسئلہ پر اسکے مطابق حکم لگا دیا جاتا ہے۔ لوگوں کی سہولت اور مصلحت قیاس جلی کو ترک کرنے اور قیاس خفی پر عمل کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ قیاس خفی، قیاس جلی کے مقابلے میں زیادہ قوی اور نتائج کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اگر قیاسِ جلی پر عمل کرنا دشواری کا باعث اور ضرر رساں ہو تو مجتہد غور و فکر سے کوئی ایسا باریک اور پوشیدہ پہلو تلاش کرتا ہے جو قیاس جلی سے زیادہ طاقتور دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں وہ اس دلیل کی بنا پر قیاس جلی کو ترک کر دیتا ہے جو دلیل قیاسِ جلی کے مقابلے میں قیاسِ خفی کو اختیار کرنے کا تقاضا کرتی ہے، مثلاً:

1. اگر فروخت شدہ مال کے بارے میں خریدار کے قبضہ میں جانے سے پیشتر بائع اور مشتری کے درمیان ثمن یعنی طے شدہ قیمت کے بارے میں جھگڑا ہو جائے ، تو قیاس ظاہر کا تقاضا ہے کہ ثبوت فراہم کرنا فوخت کنندہ پر ہو کہ وہ زیادہ مقدار کا مدعی ہے اور اگر ثبوت نہ ہو تو خریدار قسم کھائے ، لیکن استحسان یہ ہے کہ بائع اور مشتری دونوں قسم اٹھائیں گے، کیونکہ قیاس خفی کی رو سے وہ دونوں ایک لحاظ سے مدعیٰ علیہ اور انکار کرنے والے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مشتری کا مدعی علیہ ہونا واضح ہے اور بائع اس لحاظ سے مدعی علیہ ہے کہ مشتری کم قیمت پر استحقاق بیع کا دعویٰ کر رہا ہے اور بائع اس کا منکر ہے۔
2. شکار کرنے والے پرندوں مثلاً شاہین، باز اور شکرا وغیرہ کے جھوٹے کی پاکی و ناپاکی کے مسئلہ میں قیاس جلی کا حکم یہ ہے کہ ان کا جھوٹا ناپاک ہے۔ ان کے جھوٹے کو شکار کرنے والے درندوں مثلاً شیر، ریچھ اور چیتا وغیرہ کے جھوٹے پر قیاس کیا گیا ہے۔ لعاب کا حکم گوشت کے تحت آتا ہے اور ان درندوں کا گوشت حرام ہے، لہٰذا ان کا لعاب بھی حرام ہوا۔ لعاب اس نجس گوشت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں قیاس خفی یہ ہے کہ پرندے چونچ سے کھاتے ہیں، چونچ ہڈی ہے اور ہڈی پاک ہے۔ اگر مردہ کی ہڈی پاک ہے ، تو زندہ کی ہڈی بدرجہ اولیٰ پاک ہے۔ پاک چونچ جب پاک چیز سے ملتی ہے تو کوئی ناپاکی پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے بر خلاف درندے زبان سے کھاتے پیتے ہیں اور زبان پر حرام گوشت سے پیدا ہونے والا نجس لعاب موجود ہوتا ہے۔ جب درندے کا نجس لعاب پاک چیز سے ملتا ہے تو اسے بھی ناپاک کر دیتا ہے۔ چونکہ پرندے زبان کی بجائے چونچ سے کھاتے ہیں، اس لئے پرندے کے جھوٹے کو درندے کے جھوٹے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا قیاس جلی کو ترک کر کے اس سے قوی تر قیاس خفی پر عمل کرتے ہوئے شکار کرنے والے پرندوں کے جھوٹے کو استحساناً پاک قرار دیا گیا ہے۔
3. اگر زرعی زمین کو وقف کیا جائے اور وقف میں حقوقِ ارتفاق مثلاً پانی دینے کا حق، گزرنے کا حق اور پانی گزارنے کا حق وغیرہ کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو کیا یہ حقوق معاہدہ وقف میں خود بخود شامل ہیں؟ قیاس جلی تقاضا کرتا ہے کہ یہ حقوق وقف میں شامل نہیں ہیں کیونکہ عقدِ وقف کو عقدِ بیع پر قیاس کیا جائے گا۔ معاہدہ بیع میں جب تک کسی چیز کا ذکر نہ کیا جائے تو وہ از خود اس معاہدے میں شامل نہیں ہوتی۔ بیع اور وقف کے درمیان جو قدر مشترک ہے، وہ مالک سے چیز کی ملکیت کا اخراج ہے۔ لہٰذا حقوق ارتفاق کا جب تک معاہدہ وقف میں ذکر نہیں کیا جائے گا وہ وقف میں شمار نہیں ہوں گے۔ قیاس خفی کا تقاضا ہے کہ وقف کو اجارہ پر قیاس کیا جائے۔ وقف اور اجارہ کے درمیان جو قدر مشترک ہے وہ چیز سے منفعت حاصل کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس چیز کی ملکیت نہ وقف میں حاصل ہوتی ہے اور نہ اجارہ میں۔یہ قیاس خفی ہے جس کےمطابق حقوقِ ارتفاق وقف کے حکم میں داخل ہوں گے، خواہ ان کا ذکر معاہدہ وقف میں خاص طور پر نہ کیا گیا ہو۔وقف کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کو وقف کیا گیا ہے اس سے منفعت حاصل کی جائے اور حقوقِ ارتفاق کے بغیر یہ منفعت حاصل نہیں ہو سکتی۔لہٰذا استحساناً حقوق ارتفاق وقف میں داخل ہوں گے۔(17)

'استحسان' کی حجیت اور آئمہ کی آراء

استحسان کو نمایاں طور پر ماننے اور استعمال کرنے والے اصولیوں میں فقہائے حنفیہ اور مالکیہ نام سرفہرست ہے، جبکہ بالعموم شوافع، حنابلہ اور ظاہریہ نے اس کا انکار کیا ہے۔بظاہر امام بخاریؒ چونکہ تمسک بالکتاب والسنۃ کے نمائندہ اہل علم میں سے ہیں اس لیے انہیں بھی منکرین استحسان کی فہرست میں شامل کیا جاتا ہے۔امام شافعی استحسان کا پرزور رد کرنے والوں میں سب سے نمایاں ہیں۔امام شافعیؒ نے تو اپنی کتاب 'الام' میں 'ابطال الاستحسان' کے نام سے باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے، جس کے تحت اس کے رد کے لیے تفصیلی دلائل لائے ہیں۔ان سے یہ قول بھی منقول ہے:من استحسن فقد شرّع یعنی "جس نے اصول استحسان کو مان کر اس کے مطابق فتوی دیا تو اس نے شریعت سازی کی۔" انہوں نے اپنی کتاب 'الرسالہ' میں لکھا ہے کہ " جس کسی نے استحسان کیا، اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے نماز پڑھنے کے لیے جدھر چاہا رخ کر لیا کہ یہی کعبہ کی سمت ہے، بغیر اس کے کہ اس کے پاس کعبہ کی سمت متعین کرنے کے لیے شارع کے قائم کردہ دلائل میں سے کوئی دلیل ہو۔ نیز وہ فرماتے ہیں:استحسان لذت لینے کا نام ہے، اگر دین میں استحسان کو اختیار کرنا جائز ہوتا تو وہ (شریعت کا) علم نہ رکھنے والے اہل عقول کے لیے جائز ہوتا اور یہ جائز ہوتا کہ دین سے متعلق ہر باب میں ہر چیز کو شریعت بنالیا جائے اور ہر شخص اپنے لیے خود شریعت بنالے۔"(18)

امام شافعیؒ کے بعد آنے والے محدثین میں سے حافظ ابن حزمؒ کے ہاں بھی رد استحسان میں بہت شدت نظر آتی ہے۔ابن حزمؒ کہتے ہیں:فصحّ أن الاستحسان شهوة واتباع للهوى وضلال یعنی " صحیح بات یہی ٹھہری کہ استحسان من مانی، ہوا پرستی اور ضلالت ہے۔(19)

قائلین استحسان کے دلائل

یہ دلائل کئی طرح کے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قرآنی دلائل

1. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ﴾(20)
" اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی نہیں کرنا چاہتا۔ "
2. دوسری جگہ ارشاد فرمایا﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ ٱلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ﴾(21)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" پس (اے نبی ﷺ!) بشارت دے دیں، میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔"

اس آیت میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو احسن قول کی پیروی کرتے ہیں۔

3. اللہ تعالیٰ نے دین کو آسان بنایا ہے۔ فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾[22]

" اور (اللہ نے) دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ "

4. استحسان کے قائلین اس کے جواز کو اس آئت کریمہ سے بھی ثابت کرتے ہیں :

﴿وَٱتَّبِعُوٓاْ أَحۡسَنَ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُم﴾[23]

" اور پیروی اختیار کرلو اپنے رب کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی۔"

سنّت سے دلائل

1. رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا:

«يسّرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا»[24]

" آسانی کرنا اور سختی نہ کرنا اور خوشخبری سنانا اور نفرت نہ دلانا بلکہ شوق دلانا۔ "

2. حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: «فما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن» [25]

" جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر استحسان حجت نہ ہوتا تو اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہ ہوتا۔

عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے دلائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے بھی استحسان کے جواز کا ثبوت ملتا ہے مثلاً: حضرت عمرؓ کے عہدِ حکومت میں ایک عورت کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ورثاء میں خاوند، والدہ، دو سگے بھائی اور دو ماں شریک بھائی شامل تھے۔ قانونِ میراث کے مطابق سگے بھائی عصبات میں شمار ہوتے ہیں اور ماں شریک بھائی اصحابِ فروض میں شمار ہوتے ہیں۔ اصحابِ فروض وہ ہیں جن کے حصے شریعت نے مقرر کر دیے ہیں۔ عصبات وہ ورثاء ہیں جن کے حصے مقرر نہیں بلکہ اصحابِ فروض کو دینے کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ عصبات کے حصہ میں آتا ہے۔ اس واقعہ میں متوفیہ کے ترکہ میں سے خاوند کا نصف حصہ، والدہ کا چھٹا حصہ اور ماں شریک بھائیوں کا ایک تہائی حصہ بنتا تھا اور انہیں دینے کے بعد سگے بھائیوں کے لئے کچھ نہیں بچتا تھا۔ اس تقسیم کی رو سے سگے بھائی میراث سے محروم ہو رہے تھے اور ان کا نقصان تھا۔ جبکہ سگے بھائیوں کا مرنے والی عورت سے دُہرا رشتہ تھا، یعنی وہ ان کی سگی بہن بھی تھی اور اپنے باپ کی طرف سے بھی وہ متوفیہ کے بھائی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سگے بھائیوں کا نقصان دور کرنے کے لئے میراث کے عام قیاسی قاعدہ کو ترک کر کے سگے بھائیوں کو ماں شریک بھائیوں میں شمار کر کے ان سب کو ایک تہائی میں حصہ دار بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرین استحسان کے دلائل

1 شارع نے انسان کو اس کی دنیوی زندگی میں بغیر رہنمائی کے نہیں چھوڑا بلکہ اس کے لئے احکام وضع کر دیئے ہیں :

﴿أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَن يُتْرَكَ سُدًى﴾[26]

"کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔"

کسی مسئلہ میں اختلاف کی صورت میں قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ نہیں کہا گیا کہ استحسان کی طرف رجوع کرو:

﴿فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ﴾[27]

" اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیر دو۔"

منکرین استحسان کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب انہیں بطور گورنر یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ان سے دریافت کیا: جب تمہارے پاس مقدمہ آئے گا تو اس کا فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کی سنت کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم سنت میں بھی نہ پاؤ؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ کو اس چیز کی توفیق بخشی جس سے اللہ کا رسول ﷺ راضی اور خوش ہے۔

اگر استحسان درست ہوتا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یقیناً یہ کہتے کہ میں استحسان سے کام لوں گا ، بلکہ انہوں نے قرآن، سنت اور اجتہاد کا ذکر فرمایا اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ کی رائے کی توثیق فرمائی۔

4. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إنه ليس شيء يقربكم إلى الجنة إلا و قد أمرتكم به، و ليس شيء يقربكم إلى النار إلا و قد نهيتكم عنه»[28]

" ایسی کوئی بھی چیز جو تمھیں جنت کے قریب کر دے میں نے اس کا حکم دے دیا ہے اور ایسی کوئی بھی چیز جو تمھیں آگ کی طرف لے جانے والی ہو میں نے اس سے تمھیں منع کر دیا ہے۔"

5. منکرین استحسان کا کہنا ہے کہ اگر استحسان کی اجازت دے دی جائے تو عالم و جاہل سب شریعت سازی شروع کر دیں گے۔ اس طرح کئی شریعتیں بن جائیں گی کیونکہ ا غراض و خواہشات اختلاف طبائع کے باعث مختلف ہیں۔ دوسری بات یہ کہ استحسان کی بنیاد ذراتی رجحان اور خواہش نفس پر ہے۔ استحسان کی ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ یہ ایسی دلیل ہے جسے مجتہد اپنی عقل اور رائے کے مطابق بہتر سمجھے اور اس کی طرف جھکے۔ کسی شخص کی عقل کی بنیاد پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام دین کی عمارت تعمیر نہیں کی جاسکتی۔

دلائل کا تجزیہ اور قابل ترجیح رائے

علامہ تفتازانی ؒ 'استحسان' کے حوالے سے اصولیوں کے اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ استحسان کا لفظ مطلق استعمال کرنے سے بعض علماء یہ سمجھے کہ اس کا مطلب شریعت میں اپنی خواہش سے قانون بنانا ہے، اس لیے انہوں نے اس کا انکار کیا۔ اس کے ماننے والوں کے نزدیک جو حقیقت ہے، وہ ان پر واضح نہ ہو سکی اور نہ ان تک مراد کا انہی علم ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس کو بلا کسی دلیل قانون سازی سمجھنے لگے، چنانچہ انہوں نے اس پر رکیک حملے شروع کر دیے اور اس کے بارے میں جو بھی نامناسب باتیں کہیں وہ سب کو معلوم ہیں خواہش نفس اور بلا کسی دلیل کے استحسان قطعی طور پر شرعی ماخذ نہیں ہے۔ اور اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔" (29)

واضح رہے کہ شافعیہ وغیرہ نے استحسان کو رد کیا ہے وہ اسی تناظر میں ہے کہ مجتہد قیاس جلی سے جو عدول کرتا ہے اس کی دلیل مجتہد کے ذہن میں ہوتی ہے، جسے یا تو اس نے بیان نہیں کیا ہوتا یا بیان کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا، چنانچہ اگر وہ اپنے 'استحسان' کی دلیل پیش کر دے وہ بھی ایسے استحسان کو ماننے کے لیے تیار ہیں، اگرچہ ان کے ہاں اس کا استعمال بطور اصطلاح نہیں ملتا۔ در اصل ان کے ہاں اصول استحسان کا پس منظر یہ ہے کہ بالعموم یہ اصول فقہائے حنفیہ و مالکیہ نے زیادہ استعمال کیا ہے اور دونوں مکاتب فکر میں بعد ازاں تقلید کے اثرات کافی نمایاں رہے ہیں۔ 'تقلید' میں چونکہ عموماً مقلد اپنے امام کے علم پر اس اعتماد کے ساتھ عمل کرتا ہے کہ اس کا امام شریعت و فقہ کا ماہر ہے اور اس کی نظر شریعت کی نصوص، مقاصد اور مصالح پر انتہائی گہری ہے، اس اعتماد کی بنا پر وہ مسائل میں اپنے علم پر اعتماد کے بجائے اپنے امام کے علم اور وسعت معلومات پر اعتماد کر کے اس کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دیتا ہے۔ ہمیں یہاں اس بحث میں نہیں پڑنا کہ تقلید ناجائز ہے یا جائز؟ لیکن یہ بتانا ہے کہ جو لوگ رد تقلید میں نمایاں ہوئے ہیں عام طور پر وہی استحسان کو تقلید کا دوسرا نام خیال کرتے ہوئے اسے شریعت کے مقابل ایک دوسری چیز خیال کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم اوپر ارکان استحسان کی بحث میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ استحسان خود اس کے ماننے والوں کے ہاں کسی دلیل یا سند کی بنا پر قیاس جلی سے عدول کا نام ہے، چنانچہ ہر وہ استحسان، جس کے پیچھے کتاب و سنت یا دیگر دلائل شرعیہ موجود ہوں وہ بہر حال قابل قبول ہو گا اور اگر وہ بغیر کسی سند یا دلیل کے اختیار کیا جائے تو اسے خواہش پرستی یا نفس پرستی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی وجہ ہے شافعی علماء میں سے بعض نے اس قسم کے استحسانات کو قبول کیا ہے۔ مشہور شافعی فقیہ علامہ قفال ؒ نے کہا ہے کہ " اگر استحسان سے مراد یہ ہے کہ جس چیز پر تمام اصول اپنے معانی کے ساتھ دلالت کریں اس استحسان کے پیچھے دلیل استحسان بھی پیش کی گئی ہو تو اس کو بطور دلیل اختیار کرنا اچھا ہے اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔" (30) اس کے بالمقابل حنفیہ میں سے امام طحاوی ؒ استحسان کے رد کرنے والے لوگوں میں شامل ہیں، کیونکہ وہ بھی اپنی عام آراء میں تقلید کے جواز کے قائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، چنانچہ ان کے ہاں جو 'استحسان' محض عقل ورائے کی بنا پر ہو اس کا انکار کرنا واجب ہے۔[31]

واضح رہے کہ استحسان کے منکرین جس استحسان کے اوپر تنقید کرتے ہیں وہ 'استحسان بالرائے' ہے، جس میں بغیر کسی دلیل کے محض مجتہد اپنی عقل وبصیرت سے ایک رائے کا اظہار کرتا ہے، جسے اس کے مقلدین بغیر کسی دلیل کے قبول کر لیتے ہیں۔ اسی استحسان کے امام شافعیؒ اُن کے متبعین فقہائے محدثین منکر ہیں، جن میں امام بخاری ؒ بھی شامل ہیں۔ 'استحسان' کی اسی شکل سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ قول تعلق رکھتا ہے:

"أنه لا يجوز إثبات الأحكام بمجرد الاستحسان والاستصلاح، فإن ذلك شرع للدين بالرأي" [32]

''احکام کا اثبات محض استحسان اور استصلاح سے کافی نہیں ہے، کیوں کہ یہ رائے کی بنیاد پر شریعت سازی کے مترادف ہے۔''

قابل غور امر یہ ہے کہ اجماع، ضرورت، مصلحت اور عرف وغیرہ کی بنا پر جاری کردہ تصورِ استحسان کا انکار کوئی کس طرح کر سکتا ہے؟ جبکہ یہ اصول بذات خود متفقہ طور پر شرعی دلائل میں شامل ہیں۔ دراصل ناقدین استحسان کا 'استحسان' وغیرہ سے اختلاف اِن وجوہ کی بنیاد پر نہیں ہے، بلکہ اُس استحسان سے ہے جو 'استحسان بالرائے' کہلاتا ہے۔ استحسان کے اس تصور کی تصویر کشی ذیل میں بعض علمائے اصول کی تعریفات استحسان سے بھی ہو رہی ہے:

1. امام عبد لمومن البغدادی استحسان کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"ما استحسنه المجتهد بعقله" [33]

'' استحسان بنیادی طور پر مجتہد کا محض اپنی عقل وبصیرت کیساتھ کسی مسئلہ میں عدول کلام ہے۔ ''

ڈاکٹر عبد الکریم نملہ لکھتے ہیں:

"إن الاستحسان هو: ما يستحسنه المجتهد بعقله وهو محكى عن أبي حنيفة" [34]

'' استحسان سے مراد ہے کہ مجتہد اپنی عقل سے کسی شے کو اچھا خیال کرے، امام ابو حنیفہؒ سے یونہی منقول ہے۔ ''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر استحسان بعض فقہاء کے ہاں حقیقتاً انہی معانی میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ ابھی تعریفات میں گذرا، تو بہر حال اسے قبول نہیں کیا جا سکتا، ورنہ دلیل وسند کے ساتھ پیش کیے گئے استحسان کا آئمہ میں سے کوئی بھی منکر نہیں، اگرچہ بطور اصطلاح ایسے استحسان کو وہ اپنے اصولوں میں ذکر نہیں کرتے اور اصطلاح کے اعتبار سے اسے صرف فقہائے حنفیہ ومالکیہ ہی نے اسے زیادہ استعمال کیا ہے۔

استحسان اور امام بخاریؒ

استحسان کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف وہی ہے جو پیچھے گذر چکا ہے کہ وہ دلیل وسند کے ساتھ پیش کیے استحسان کو تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ انہوں نے اسے لفظ استحسان سے تعبیر نہیں کیا اور وہ استحسان جس کی بنیاد رائے وعقل پر ہو وہ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکمل طور پر منکر ہیں۔ سند و دلیل کی بنیاد پر قائم استحسا ن کے حوالے سے امام بخاری فقہی آراء ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

1. امام بخاریؒ کے لین دین کے قائلین میں سے ہیں، حالانکہ قرض، لین دین سے متعلقہ تمام فقہی قواعد کے خلاف ہے۔ وہ اس طرح کہ باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ قرض کا لین سود ہی ہوتا ہے، کیونکہ قرض میں درہم کے بدلے درہم کا ایک خاص مدت تک لین دین کیا جاتا ہے اور بظاہر سود بھی اسی کا نام ہے۔
2. اسی طرح استحسان بالنص کی امثلہ میں بیع سلم کا تذکرہ آتا ہے، جس کے امام بخاریؒ قائل ہیں، حالانکہ اس میں بیع معدوم چیز کی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری استحسان کی بعض صورتوں کے قائل ہیں۔
3. سفر میں وصیت کے لیے اہل کتاب کی شہادت قبول کرنا جائز ہے، جبکہ کوئی مسلمان موقع کا شاہد نہ ہو۔ اس کے متعلق امام بخاریؒ باب منعقد فرما کر اسے جائز قرار دیا ہے، جس میں سب سے پہلے یہ آیت لے کر آئے ہیں:

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ... إلخ﴾

اس آیت کا شان نزول میں یہ واقعہ مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ بنو سہم کا ایک آدمی سفر کے لیے نکلا، جس کے ساتھ تمیم داری اور عدی بن بداء تھے۔ بنو سہم کا آد می راستے میں فوت ہو گیا اور وہاں پر کوئی مسلمان نہیں تھا۔ تو وہ اسکا ترکہ لے آئے اس میں سے ایک چاندی کا پیالہ، جس پر سونے کی میناکاری کی گئی تھی، غائب تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے قسم اٹھوائی۔ بعد میں وہی پیالہ مکہ سے مل گیا اور پتہ چلا کہ یہ پیالہ تمیم او رعدی نے فروخت کیا ہے۔ سہمی کی طرف سے دو آدمیوں نے قسم کھائی کہ یہ پیالہ اسکا تھا۔ اب امام بخاری کےؒ قائم کردہ باب اور حدیث کے درمیان مطابقت کا جائزہ لیا جائے کہ قیاس تو یہاں ہو نہیں سکتا، کیونکہ غیر مسلم کی شہادت مسلمانوں کے بارے میں مقبول نہیں۔ اب ضروری ہے کہ کسی اور طریقہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا جائے تو اس اصل کلی سے استثناء کی شکل صرف اصول استحسان سے استنباط کر لینے ہی سے ممکن ہے۔[35]

4. امام بخاریؒ کے حوالے سے درج ذیل موقف ہے۔ انہوں نے اپنی صحیح میں باب یوں قائم کیا ہے:

"كتاب الوصايا، باب الوصايا، وقول النبي ﷺ: وصية الرجل مكتوبة عنده..."

اس باب کے تحت امام بخاری چار روایتیں لائے ہیں جس میں پہلی روایت سے استدلال ہمارا مقصود ہے۔ اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: " کوئی بھی بندہ اس حالت میں دو راتیں نہ گزارے کہ وصیت اس کے پاس نہ لکھی ہوئی ہو ۔" اس میں نبی کریم ﷺ وصیت کی اہمیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اصول تقاضا کرتا ہے کہ موت کے بعد فوت شدہ آدمی کسی چیز کا مالک نہیں۔ لیکن نص کی بنا پر اس کی وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ اور اس نص کی بنیاد استحسان پر ہے۔[36]

5. امام بخاریؒ وزے کے حوالے سے اپنی جامع صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے: "كتاب الصوم، باب إذا أكل أو شرب ناسيا..." " روزہ دار اگر روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ امام بخاری بھی اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ بھول کر کھا پی لینے والا اپنا روزہ پورا کر لے حالانکہ قیاس کی رو سے روزہ ٹوٹ چکا تھا، مگر استحسان کی بنا پر روزہ پورا کیا جائے گا۔"[37]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 تاج العروس من جواهر القاموس: ۹/ 176
2 مختار الصحاح: 1/ 560، ماده: ق ب ح
3 أصول السرخسی: 2/ 200
4 الزمر 39 : 17،18
5 الإحكام للآمدي: 4/ 209؛ كشف الأسرار: 4/ 1132
6 المحصول في علم الأصول الفقه: 6/ 169
7 المسودة في أصول الفقه: ص 404
8 روضة الناظر وجنة المناظر: 1/ 407، ؛تيسير الوصول إلى قواعد الأصول ومعاقد الفصول: ص 77
9 جامع الترمذي: كتاب البيوع، باب كراهية بيع ما ليس عندك، رقم الحديث: 1232
10 صحيح البخاري: كتاب السلم، باب السلم في وزن معلوم، رقم الحديث: 2240
11 صحيح البخاري: كتاب الصيام، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيا، رقم الحديث: 1933
12 شلبي، محمد مصطفىٰ، أصول الفقه الإسلامي: ص276، دار النهضة العربية، بيروت، أصول السرخسي: 2/ 204
13 أصول السرخسي: 2/ 203
14 المهذب في أصول الفقه المقارن: 3/ 993
15 أصول الفقه الإسلامي: ص276 ؛ أصول السرخسي: 2/ 204
16 أصول الفقه الإسلامی: 2/ 746
17 المهذب: 3/ 994؛ أصول الفقه الإسلامي: 2/ 746
18 الإحكام للآمدي: 4/ 209
19 الإحكام لابن حزم: 6/ 16،17
20 البقرة 2: 185
21 الزمر 39: 17،18
22 الحج 22 : 78
23 الزمر 39 : 55
24 صحيح البخاري: كتاب الجهاد، باب ما يكره من التنازع... ، رقم الحديث: 3038
25 مسند أحمد، رقم الحديث:3600
26 النساء 4: 59
27 القيامة 75 : 36
28 المنذري، زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي(656هـ)، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف: 9/ 3، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى، 1429هـ/ 2008ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29 تفتازاني، سعدالدين مسعود، (م 792هـ) التلويح علي التوضيح : 2/81، کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، کراچی، 1400هـ، جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص371

30 البحر المحيط: 2/ 90

31 الإحكام للآمدي: 6/ 16،17

32 ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم (م728هـ)، الصارم المسلول على شاتم الرسول: 3/ 622، 623، 904، 905، دار ابن حزم، بيروت؛ روضة الناضر لابن قدامه: ص85

33 تيسير الوصول للبغدادي: 1/ 296

34 المهذب في علم أصول الفقه المقارن: 3/ 994،995

35 صحيح البخاري،كتاب الوصايا،باب يأيها الذين آمنوا شهادة بينكم رقم الحديث : 2780

36 صحيح البخاري: كتاب الوصايا، باب الوصايا وقول النبي ﷺ: وصية الرجل مكتوبة عنده...، رقم الحديث: 2737

37 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب إذا أكل أو شرب ناسيا...، رقم الحديث: 1933

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴

فصل چہارم

اِستصلاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِستصلاح

لغوی تعریف

'مصلحت' حصول منفعت اور دفع مضرت یعنی فائدہ کے حصول اور کسی خرابی کو دور کرنے کا نام ہے۔[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ ٱلْمُفْسِدَ مِنَ ٱلْمُصْلِحِ ۚ﴾ [2]

" اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کے بارے میں کہ سنوارنا ان کے کام کا بہتر ہے اور اگر ان خرچ نہ ملا تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خرابی کرنے اور سنوارنے والے کو جانتا ہے۔ "

اصطلاحی تعریف

اصطلاحی طور پر 'استصلاح' سے مراد ہے کہ صلاح اور منفعت حاصل کرنا، جیسے تجارت کا مقصد نفع ہوتا ہے۔ شرع کے مطابق 'مصالح مرسلہ' سے مقصود وہ چیز ہے، جس سے شارع کا مقصد پورا ہو۔ عبادات میں شارع کے حق کا خیال رکھا جائے گا اور عادات میں مخلوق کے نفع اور ان کے حال کی بہتری منظور ہو گی۔ [3]

مصالح کی اقسام

شریعت اسلامیہ میں مصالح کی تین اقسام ذکر کی گئی ہیں: ۱۔ مصالح معتبرہ ۲۔ مصالح ملغاۃ ۳۔ مصالح مرسلہ

1. مصالح معتبرہ

مصالح معتبرہ سے مراد وہ مصالح ہیں، جن کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے اور جن کے حصول کے لئے احکام وضع کئے گئے ہیں۔ ایسے مصالح حجت ہیں اور بطور دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مثلاً دین کی حفاظت، جان کی حفاظت، عقل کی حفاظت، آبرو کی حفاظت اور مال کی حفاظت۔ دین کی حفاظت کے لئے جہاد کو فرض کیا گیا۔ قرآن میں ہے:

﴿وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ ۚ﴾[4]

" تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ "

مال کی حفاظت کیلئے دوسروں کا مال باطل طریقوں سے حاصل کرنا حرام قرار دیا گیا:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ﴾ [5]

"اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔"

اسی طرح جان کی حفاظت کیلئے قصاص کا حکم دیا گیا، عقل کی حفاظت کیلئے شراب نوشی پر حد مقرر کی گئی اور آبرو کی حفاظت کے لئے حد قذف کو مشروع کیا۔[6]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. مصالح ملغاۃ

مصالح معتبرہ کے مقابلے میں بعض ایسی مصالح بھی ہیں، جو محض باطل خیال پر مشتمل ہیں۔ یہ وہ مصالح ہیں جن کا شارع نے اعتبار نہیں کیا اور ان کا شمار سرے سے مصالح ہی میں نہ کیا ہو۔ کیونکہ شارع کے بہت سے احکام ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اس قسم کی مصالح شریعت میں معتبر نہیں تھیں، ان کو مصالح ملغاۃ کہا جاتا ہے۔ یعنی ان کو شارع نے لغو قرار دیا ہے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں: میراث میں یہ قاعدہ مقرر ہے جو قرآن حکیم کے حکم سے ماخوذ ہے کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا اب کوئی شخص یہ کہے کہ مصلحت تو اس میں ہے کہ مرد اور عورت کو برابر حصہ ملنا چاہئے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مصلحت کو قرآن مجید کی اس آیت سے لغو قرار دیا ہے: ﴿يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِۚ﴾[7]

" اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔ "

کچھ لوگ اپنی بزدلی اور جان بچانے کے لئے جہاد سے بیٹھ رہیں تو یہ مصلحت قابل اعتبار نہیں ہے۔ شارع نے جو جہاد کے احکام دیئے ہیں ان کے پیش نظر اس مصلحت کو لغو قرار دیا ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ شارع نے جن مصلحتوں کو لغو قرار دیا ہے، ان پر احکام کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔[8]

3 مصالح مرسلہ

کچھ مصالح ایسے ہیں جن کو شارع نے لغو قرار نہیں دیا اور نہ ان کے معتبر ہونے کے بارے میں کوئی وضاحت کی۔ ایسی مصالح کو مصالح مرسلہ کہا جاتا ہے۔ یہ مصالح ایسے واقعات سے متعلق ہوتے ہیں جن کے بارے میں شارع نے سکوت اختیار کیا ہے اور ایسی کوئی نظیر نہیں ہے جس کا حکم منصوص ہو تاکہ ہم اس پر قیاس کر سکیں اور اس میں کوئی ایسا وصف ہوتا ہے، جو کسی معین حکم کے استنباط کیلئے مناسب ہوتا ہے، جو حصول نفع اور ازالہ نقصان کا سبب ہوتا ہے۔ جیسے وہ مصلحت جو تدوینِ قرآن کی متقاضی بنی۔ یا وہ مصلحت جس کے سبب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تقسیم وظائف اور جہاد میں مسلمانوں کو بھیجنے کے لئے رجسٹر بنائے گئے، یا وہ مصلحت جس کے سبب کاریگروں کے مال ضائع کرنے پر نہیں ضامن قرار دیا یعنی اگر کوئی چیز تلف کر دیں تو ان کو اس کا معاوضہ ادا کرنا ہو گا یا وہ مصلحت جس کے سبب حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے قتل پر پوری جماعت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔[9]

مصالح مرسلہ کی حجیت

علما کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ عبادات میں 'مصالح مرسلہ' پر عمل نہیں ہوتا کیونکہ عبادت سے متعلقہ امور توقیفی ہیں، ان میں اجتہاد اور رائے کو کوئی گنجائش نہیں۔ ان پر اضافہ دین میں ایک نئی چیز پیدا کرنا ہے۔ اسی کو بدعت کہتے ہیں اور بدعت مذموم ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعت اور اسکا مرتکب دونوں دوزخ میں جائیں گے۔

رہے معاملات تو مصالح مرسلہ کی حجیت اور ان کو ماخذ احکام میں ایک ماخذ سمجھنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ اصول فقہ کی کتب میں یہ اختلاف بہت وسعت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، لیکن فقہ کی کتب میں ہمیں اس وسعت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے اس کے آثار نہیں ملتے۔ جن فقہاء کی طرف یہ منسوب ہے کہ انہوں مصالح مرسلہ پر عمل نہیں کیا ان اجتہادات میں بھی کئی ایسی چیزیں ملتی ہیں جو 'مصالح مرسلہ' پر قائم ہیں، جیسے حنفی و شافعی فقہ میں ہمیں یہ چیزیں ملتی ہیں۔ بہر حال جو صورت بھی ہو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علما کے ایک گروہ نے مصالح مرسلہ کی حجیت کا انکار کیا ہے، ان میں اہل ظاہر جو کہ قیاس ہی کے منکر ہیں، وہ مصالح مرسلہ کا انکار بدرجہ اولی کرتے ہیں۔ شافعی اور حنفی فقہاء کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ وہ مصالح مرسلہ کو حجت نہیں مانتے لیکن ان کی فقہ میں ہمیں ایسے بے شمار اجتہادات ملتے ہیں جن کی بنیاد مصالح پر قائم ہے۔

علماء کا دوسرا گروہ وہ مصالح مرسلہ پر عمل کرتا ہے، اسے ایک شرعی حجت سمجھتا ہے اور تشریع کے ماخذ میں سے اسے ایک ماخذ مانتا ہے۔ آئمہ میں سے امام مالک، امام احمد کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ اسی نقطہ نظر کے حامل تھے۔ ان دونوں فریقین کے درمیان علماء کا ایک تیسرا فریق بھی ہے، جو مصالح مرسلہ پر علی الاطلاق عمل کے جواز کا قائل نہیں ہے، بلکہ بعض شرائط کے ساتھ اسے جائز قرار دیتا ہے۔[10]

قائلین مصالح مرسلہ کے دلائل

ذیل میں ہم مصالح کی حجیت کے قائلین کے دلائل ذکر کرتے ہیں کے بعد جو مصالح مرسلہ کو نہیں مانتے ان کے دلائل ذکر کریں گے۔ آخر میں ہم ان دونوں گروہوں کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے راجح قول کی نشاندہی کریں گے۔

مصالح مرسلہ کو شرعی حجت قرار دینے والوں کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

قرآنی دلائل

1. اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا: ﴿مَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ﴾[11]
   " اور ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ "
   رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کی مصلحتوں کا خیال رکھا جائے۔
2. ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ﴾[12]
   " اللہ تمہارے ساتھ نرمی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔ "
3. شریعت انسان کے حق میں نرمی اختیار کرتے ہوئے اضطراری حالت میں حرام اشیاء مباح قرار دی ہیں۔
   ﴿فَمَنِ ٱضۡطُرَّ فِي مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٖ لِّإِثۡمٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ﴾[13]
   " البتہ جو کوئی بھوک سے مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ "
4. شریعت اسلامیہ دلوں کے امراض کی شفاء، رہنمائی اور رحمت ہے۔
   ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٞ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٞ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾[14]

" لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض شفا ہے اور جو اسے قبول کرلیں، ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔ "

5. شارع کا یہ منشاء نہیں ہے کہ لوگوں کی زندگیاں مشقت اور تنگی سے دوچار ہوں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ﴾[15]

" اللہ تم پر زندگی کو تنگ کرنا نہیں چاہتا۔ "

اگر ہم استنباطِ احکام کا انحصار صرف انہی مصلحتوں تک محدود رکھیں، جن کا نصوصِ شریعت نے اعتبار کیا ہے تو نئے احوال و مسائل میں لوگوں کے بے شمار مصالح ضائع ہو جائیں گے اور ان کی زندگیوں میں تنگی واقع ہو جائے گی جو کہ منشائے شریعت کے خلاف ہے۔

سنّت سے دلائل

عن أناس من أهل حِمص من أصحاب معاذ بن جبل أن رسول الله ﷺ لمّا أراد أن يبعث معاذاً إلى اليمن قال كيف تقضي إذا عرض لك قضاء قال أقضي بكتاب الله قال فإن لم تجد في كتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فإن لم تجد في سنة رسول الله قال أجتهد بر أيي ولا آلو فضرب رسول الله ﷺ صدره فقال: «الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله ﷺ لما يرضى رسول الله ﷺ»[16]

"اہلِ حمص میں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے کئی اصحاب سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں بطور گورنر یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے پوچھا: جب تمہارے پاس مقدمہ آئے گا تو فیصلہ کس طرح کروگے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم سنّتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی نہ پاؤ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپکا اور فرمایا: سب تعریف اللہ ہی کو لائق ہے جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی، جس سے اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی اور خوش ہے۔"

اس روایت میں غیر منصوص مسائل میں اجتہاد سے کام لیتے ہوئے مصلحت کا اتباع کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

عمومی دلائل

مذکورہ دلائل کے علاوہ قائلین مصالح مرسلہ نے درج ذیل عمومی دلائل سے بھی مصالح مرسلہ کی حجیت کو ثابت کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. اسلامی شریعت بندوں کی مصالح کو پورا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ ہمیں یہ بات شرعی نصوص اور مختلف احکام سے معلوم ہوتی ہے۔ مصلحت مرسلہ پر عمل اسلامی شریعت کے مزاج کے موافق ہے۔ اور اس بنیاد کے مطابق ہے جس پر یہ قائم ہے، اور اس غرض سے ہم آہنگ ہے جس کے لئے اس کو لایا گیا ہے۔

یہ حق بات ہے، متعدد علماء نے بھی اس کی تصریح کی ہے:

امام شاطبیؒ کہتے ہیں: شریعت بنائی ہی اس مقصد کے لئے گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں وہ بندوں کے مقاصد پورے کرے، برائیوں اور خرابیوں کو ان سے دور کرے۔[17]

شیخ عزالدین بن عبد السلامؒ لکھتے ہیں:

"الشريعة كلها مصالح إما تدرأ مفاسد أو تجلب مصالح"[18]

" شریعت ساری کی ساری ہی مصالح کا نام ہے۔ خواہ مفاسد کا دور کرنا ہو، یا منافع کا حصول۔ "

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں:

" شریعت کی بنا اور اساس ہی دنیا و آخرت میں حکمتوں اور بندوں کی مصلحتوں پر ہے۔ یہ سر تا پا عدل و انصاف ہے، رحمت ہے، خیر و بھلائی و منفعت ہے، اور حکمت ہے ہر وہ مسئلہ جو عدل سے نکل کر ظلم میں شامل ہو، رحمت سے نکل کر اس کی ضد میں شامل ہو، مصلحت سے نکل کر خرابی و نقصان میں شامل ہو، حکمت سے نکل کر بے کار چیزوں میں شامل ہو، اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ چاہے اسے شریعت میں کسی تاویل کے ذریعہ داخل کیا گیا ہو۔"[19]

شریعت اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے، اور اپنی مخلوق کے درمیان رحمت کو پھیلانے کا نام ہے۔ شرعی نصوص کے استقراء سے ان علماء کے مذکورہ بالا اور اقوال کی تصدیق ہوتی ہے۔

2. لوگوں کی مصلحتیں اور ان مصلحتوں کے حصول کے لئے ان کے وسائل و ذرائع ظروف، حالات اور زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور پہلے سے ان کو محدود نہیں کیا جا سکتا۔ جب ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ شارع نے ان مصلحتوں کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے، تو اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان مصلحتوں کا محدود کرنا لازمی نہیں ہے۔ اگر ان مصالح میں سے صرف انہی مصلحتوں کا اعتبار کریں جن کی تائید خاص دلیلوں سے ہوتی ہے، تو ہم ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیں گے، اور مخلوق خدا کی بے شمار مصلحتوں سے ہمیں ہاتھ دھونا پڑے گا۔ یہ بات شریعت کی عالمگیریت اور اس کے دوام کے موافق و ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس لئے یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

3. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے مجتہدین نے اپنے اجتہادات میں مصلحت کا خیال رکھا، اور احکام کی بنیاد ان پر رکھی۔ اور ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اصول درست ہے، اور یہ نقطہ نظر صحیح ہے، اس لئے اس کو اجماع سمجھنا چاہئے۔ اب ہم ان چند مسائل کا ذکر کرتے ہیں، جن کی بنیاد ہمارے سلف صالحین میں سے مجتہدین نے مصالح پر رکھی تھی۔ یہ صرف مثال کے طور پر ہے۔ ورنہ مسائل بے شمار ہیں۔ قرآن مجید کے مختلف صحیفوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مصحف میں مدون کرنا، مختلف قراءتوں کو ختم کر کے سارے مسلمانوں کو ایک ہی قراءت پر جمع کرنا، مرض الموت میں جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے ورثہ سے محروم کرنے کے لئے طلاق دے اس کو طلاق کے بعد بھی میراث میں سے حصہ دلوانا، جن کاریگروں کو کوئی چیز بنانے یا درست کرنے کے لئے دی جائے اگر ان کے پاس سے وہ ضائع ہو جائے تو ان سے اس کا معاوضہ دلوانا، ہاں اگر آفت ارضی و سماوی یا مجبوری سے وہ ضائع ہوئی ہو تو پھر معاوضہ نہ ہو گا۔ یہ چیز ان کے قبضہ میں امانت ہوتی ہے۔ اور امانت کے ضائع ہونے پر معاوضہ نہیں ہوتا۔ لیکن مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ کاریگر لوگوں کے مال کی حفاظت میں غفلت اور سہل انگاری نہ برتیں۔[20]

منکرین 'مصلحت مرسلہ' کے دلائل اور ان پر تنقید

ذیل میں ہم مصالح کی حجیت کے منکرین کے دلائل ذکر کرتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایسے احکام دیئے ہیں، جو ان کی مصلحتوں کو پورا کرتے ہیں۔ اس نے ان کی کسی مصلحت سے چشم پوشی نہیں کی اور نہ ہی کسی مصلحت کو بغیر تشریع کے چھوڑا۔ تو اب جو لوگ 'مصلحت مرسلہ' کے قائل ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ شارع نے بندوں کی بعض مصلحتوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے لئے کوئی ایسے احکام نہیں دیئے، جن سے انکی یہ مصلحتیں پوری ہوتی ہوں اور یہ بات کبھی روا نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف ہے:

﴿أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَن يُتْرَكَ سُدًى﴾[21]

" کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی بے کار و مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ "

ان کی یہ دلیل واقعی ظاہر میں بڑی قوی ہے، لیکن اگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو نہایت کمزور ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ شریعت اسلامیہ نے بندوں کی تمام مصلحتوں کا خیال رکھا ہے۔ اور ان کو ایسے احکام دیئے ہیں جن کے ذریعہ انہیں ان مصلحتوں تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن شریعت نے قیامت تک آنے والی مصلحتوں کے تمام جزئیات کو صراحت سے بیان نہیں کیا۔ بلکہ ان میں سے کچھ کو صراحت سے بیان کیا ہے۔ نیز شریعت نے اپنے مجموعی احکام اور اصول سے یہ بات بتلائی ہے کہ شرعی احکام وضع کرنے سے شارع کا مقصود و غرض ہی مصلحت ہے۔ اور شریعت کا یہ طریقہ کہ اس نے تمام مصالح کو صراحت سے بیان نہیں کیا، اس کے محاسن میں سے ہے، معائب میں سے نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت ہمیشہ باقی رہنے کے لئے آئی ہے اور عالمگیر ہے، کیونکہ مصالح کے جزئیات وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں، تاہم اصل مصالح کی رعایت ہمیشہ قائم رہتی ہے، اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ اس لئے نہ یہ ممکن ہے اور نہ ضروری کہ مصالح کے جزئیات کو بھی مقدم سمجھا جائے اور ہر ہر مصلحت کے لئے الگ الگ احکام دیئے جائیں۔ اس بناء پر جب کوئی ایسی مصلحت وقوع پذیر ہو، جس کے بارے میں شریعت میں کوئی خاص موجود نہ ہو اور وہ شارع کے تصرفات اور مصلحت کی رعایت میں اس کے نقطہ نظر سے مناسب ہو، اور اس کے کسی حکم کے مخالف نہ ہو، تو یہ جائز ہے اور اس بات کی گنجائش ہے کہ ایسے حکم کا ہم خود اپنی رائے و بصیرت سے استنباط کریں جو اس مصلحت کو پورا کرتا ہو، اور شارع کو تشریع احکام کا جو حق حاصل ہے اس پر بھی کوئی زد نہ پڑتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ اور نہ اس سے یہ بات نکلتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کر کے بغیر احکام کے ہی چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں اس بات کی طرف رہنمائی کی ہے کہ ہم مصالح کا خیال رکھیں اور ان پر عمل کریں۔

2. مصالح مرسلہ ، مصالح معتبرہ اور مصالح باطلہ کے درمیان دائر ہیں، اس لئے ان کا مصالح معتبرہ کے ساتھ الحاق مصالح ملغاۃ کے ساتھ الحاق سے اولیٰ وافضل نہیں ہے۔ جب ان کے اعتبار کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے، تو ان سے استدلال بھی ممنوع ہوا۔ اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوئی کہ مصالح مرسلہ، مصالح معتبرہ کی قبیل سے ہیں، نہ کہ مصالح باطلہ کی[22]۔

یہ دلیل بھی کمزور ہے، کیونکہ اصل اصول جس پر شریعت کی بنیاد ہے وہ مصلحت کی رعایت ہے، اور مصلحت کا لغو قرار دینا جس کو الغاء کہتے ہیں ایک استثنائی چیز ہے۔ اس لئے جن مصالح کے بارے میں شریعت نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور جو ظاہر میں مناسب اور درست ہیں ان کا مصالح معتبرہ کے ساتھ الحاق مصالح ملغاۃ کے ساتھ الحاق سے افضل اور اولی ہے۔

3. مصالح مرسلہ پر عمل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جاہلوں کو تشریع احکام کی جرأت ہو جائے گی، اور اس سے شرعی احکام غیر شرعی احکام کے ساتھ خلط ملط ہو جائیں گے۔ نفس پرست حاکموں قاضیوں اور ذی اقتدار لوگوں کے لئے اپنی خواہشات کے مطابق کام کرنے کے لئے دروازہ کھل جائے گا۔ اس طرح وہ اپنی خواہشات کو مصلحت کا لبادہ اوڑھ کر، اور دین کا رنگ دے کر سارے احکام کی بنیاد اپنی خواہشات پر رکھیں گے ۔ یہ دین کو مجروح کرنے کا ایک راستہ ہے اور ظالموں اور مفسدوں کے ہاتھ میں سند دے کر دین کو متہم کرنا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ مصالح مرسلہ پر عمل کرنے کے لئے شریعت کے ان دلائل سے واقف ہونا لازمی ہے جن سے ان کا معتبر یا نامعتبر ہونا یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔ اہلِ علم اور اہل اجتہاد کے علاوہ دوسرے عام لوگوں کے لئے ان کا جاننا آسان نہیں ہے۔ اگر جاہل مصالح مرسلہ کو ناجائز طریقہ سے استعمال کرنے کی جرأت کریں گے تو اہلِ علم ان کی جہالت کا پردہ چاک کر دیں گے، اسی طرح ان کے شر سے بچا جا سکتا ہے ۔ رہے مفسد حاکم، تو مصلحت کا دروازہ بند کرنے سے ان کو نہیں روکا جا سکتا، بلکہ اس کے لئے امت اسلامیہ اپنے شرعی فرض منصبی کو انجام دے، اور ان کی یا تو اصلاح کر دے، یا ان کو برطرف کر دے۔[23]

دلائل کا تجزیہ اور قابل ترجیح رائے

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان 'مصالح مرسلہ' کے حوالے سے قول راجح کو یوں بیان فرماتے ہیں:

" دونوں فریقوں کے دلائل بیان کرنے کے بعد ہمارے نزدیک اس کا قول قابلِ ترجیح ہے، جو مصالح مرسلہ کی حجیت کا قائل ہے، شرعی احکام کی بنیاد، اُن کو احکام کے مآخذ میں سے ایک ماخذ تسلیم کرتا ہے۔ تشریع احکام کا یہ ماخذ ہماری نظر میں ایک زرخیز ماخذ ہے جو زندگی کے بعد بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں جن احکام کی ضرورت ہے ان کی حل میں یہ ہماری مدد کرتا ہے۔ اور اس میں خوبی یہ ہے کہ شریعت کے اصول اور قطعی احکام سے ایک مجتہد باہر نہیں جاتا...، لیکن مصالح پر عمل انفرادی کے بجائے اجتماعی طریقہ پر ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ جس حد تک مجتہدین ایک جگہ جمع ہو سکیں انہیں جمع کیا جائے۔ (24) ''

واضح رہے کہ شافعیہ وغیرہ فقہاء نے مصالح مرسلہ کا جو رد کیا ہے، وہ اس تناظر میں ہے 'مصلحت مرسلہ' کا ایسا بے محابہ استعمال نہ کیا جائے کہ شرعی نصوص بھی نظر انداز بلکہ رد کر دی جائیں، جیسا کہ عام طور پر عصر حاضر کے مفکرین کے افکارِ جدیدہ اور بسا اوقات قدیم فقہاء کی فقہی آراء میں نظر آتا ہے کہ وہ اصولِ مصلحت کو دین کی صریح نصوص پر یوں حاوی کر دیتے ہیں کہ نصوص اور ان کی حکمتوں کا کوئی اعتبا ر نہیں رہتا، بلکہ ایک طرح سے اللہ تعالی کے حکیمانہ احکامات بھی صریح نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح 'مصلحت' کے نام پر شرعی مصلحتوں کو رد کر دینا بھی مناسب طرز عمل نہیں، جیسا کہ 'مصالح مرسلہ' کا مفرطانہ استعمال کرنے والے افراد کا طرز عمل نظر آتا ہے۔ بعض لوگ جو مصالح کو اس حد تک عام کر دیتے ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ مصالح شرعیہ (مصالح معتبرہ وملغاۃ) بھی مصالح اجتہادیہ (مصالح مرسلہ) کی طرح زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھے، ان لوگوں بنیاد ی غلطی یہ ہے کہ یہ اِ ن شرعی مصالح (مصالح معتبرہ وملغ اۃ) فقہی واجتہادی مصالح (مصالح مرسلہ) میں فرق نہیں کرتے، حالانکہ اہل سنت کے ہاں شرعی مصلحت دائمی وابدی، جبکہ فقہی مصلحت وقتی وعارضی ہوتی ہے۔

'مصلحت مرسلہ' کی حقیقی نوعیت یہ ہے کہ تمدن کی تبدیلی سے پیدہ شدہ نئے حالات میں فقہاء کرام بسا اوقات شریعت کی کسی نص کے انطباق میں شرعی مقا صد اور معاملہ کے ہمہ گیر پہلوؤں کی رعائت رکھتے ہوئے شریعت میں موجود اس واقعہ سے ملتے جلتے نظائر (شرعی نصوص) پر قیاس کر کے اجتہاد و استنباط سے کچھ حدود و قیود کا اضافہ یا کمی کر دیتے ہیں۔ تمدن کے نئے تقاضوں سے جو انسانی ضروریات سامنے آتی ہیں، مجتہد کے لیے شرعی مقاصد اور تعلیمات دین کی روشنی میں ان کی رعائت رکھنا شارع کا مطلوب ہے۔ فقہاء کرام کے استنباطات و اجتہادی آراء کا شرعی نصوص واحکام سے بنیادی ترین فرق یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں، اسی لیے آپ کی لائی ہوئی شریعت بھی ابدی ہے، جسے منسوخ یا موقوف کر کے اب نئی شریعت قیامت تک نہیں لائی جاسکتی، برابر ہے کہ وہ کسی نئے حکم کے وجود میں لانے کی صورت میں ہو یا شریعت میں پہلے سے موجود کسی حکم کو ختم کرنے کے کی شکل میں، لہٰذا شرعی مصالح (مصالح معتبرہ وملغ اۃ) بھی روزِ اول سے دائمی حیثیت ہی رکھتے ہیں، جبکہ فقہاء کے ذکر کردہ مصالح کی حیثیت بہر حال یہ نہیں ہے۔

الغرض یہ سمجھنا کہ اللہ علیم وخبیر نے جن مقاصد و مصالح کی رعائت رکھتے ہوئے اپنے علم وحکمت کی روشنی میں جو احکامات پیش کر دیئے ہیں، بعد کے زمانوں کی بعض مصالح کی ان میں رعائت نہیں کی گئی ، انتہائی خطرناک با ت ہے۔ اس تناظر میں ہمارا کام بس یہی رہ جاتا ہے کہ ہم اپنے مخصوص علاقائی اور وقتی تقاضوں کی رعائت میں شر عی نصوص کی روشنی میں اپنے مسائل کا حل تلاش کریں۔ اس صورت میں جو فقہی واستنباطی راہنمائی سامنے آئی گی وہ بھی علاقائی اور وقتی ہی ہوگی، اسے ابدی اور کلی قرار دینا انتہائی غلط ہو گا۔ عالمگیریت اور ابدیت صرف شرعی احکامات کا خاصہ ہے، فقہی واجتہادی احکام کی یہ صفت نہیں ہے۔ اسی لیے علمائے اصول کے ہاں شرعی مصلحت کو ایک دوسری اصطلاح 'حکمت' کے نام سے بیان کیا جاتا ہے، جو ربِ حکیم کی صفتِ علیم وخبیر کی روشن مثال ہوتی ہے، جبکہ انسانی مصلحت کو 'حکمت' کے بجائے 'اجتہادی مصلحت' کا متوازی نام دیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ شریعت کی اسی عالمگیریت اور جامعیت کو واضح کرنے کے لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے الوصول فی بیان أنَّ أصولَ الدِّین وفروعه قد بیّنها الرّسول ﷺ کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس کا مطالعہ اس ضمن میں انتہائی مفید ہو گا۔

اگر اجتہادی مصالح کے سلسلہ میں مذکورہ معاملے کو کسی ضابطے کے طور پر تسلیم کر لیا جائے تو دین حنیف کے بے شمار وہ احکامات، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کی مشاکل کو سامنے رکھتے ہوئے رخصتوں کے ضمن میں پیش کیے ہیں، ان کے بارے میں ملحدین کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا کہ جب وہ مشاکل و مصالح ختم ہو جائیں یا حالات کا پس منظر و پیش منظر بدل جائے تو دین کے اس قسم کے اَحکامات کو اجماعی یا انفرادی اجتہاد سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اللہ کے علم و حکمت کے اوپر صریح اعتراض اور رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت کے صریح انکار کے مترادف ہے۔ منکرین حدیث نے اسی مکروفریب سے قرآن کریم میں خصوصا اور احادیث شریفہ میں عموما وارد شدہ بے شمار جزئی احکامات کا اپنے تئیں انکار یا مصلحت کے نام پر نسخ کر ڈالا ہے، جیسے قتال کا انکار، کتاب و سنت میں وارد شدہ حدود و تعزیرات کا انکار، حجاب کا انکار، اسبالِ ازار کا جواز، ڈاڑھی کا انکار، تصویر اور بت سازی کا جواز اور دیگر وہ کچھ جس سے پورے دین اسلام کا نقشہ الٹ کر رہ گیا ہے اور ایک نئے سیکولر اور لبرل اسلام کی تصویر سامنے آ رہی ہے۔

'مصالح مرسلہ' کی اسی بگڑی شکل کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا یہ فرمان قابل نظر ہے:

"أنه لا يجوز إثبات الأحكام بمجرد الاستحسان والاستصلاح، فإن ذلك شرع للدين بالرأي" (25)

" احکام کا اثبات محض 'استحسان' اور استصلاح سے کافی نہیں ہے، کیوں کہ یہ رائے کی بنیاد پر شریعت سازی کے مترادف ہے۔"

واضح رہے کہ ناقدین 'مصالح مرسلہ' کا اصولِ مصلحت سے اختلاف بالکلیہ نہیں ہے، بلکہ وہ ایسے تصورِ مصلحت کے انکاری ہیں، جس میں مصلحت کے نام پر بغیر کسی شرعی دلیل کے حکیمانہ شرعی احکامات کا انکار شروع کر دیا جائے، ورنہ شرعی تعلیمات اور شرعی مقاصد کی روشنی میں 'مصالح مرسلہ' کا استعمال واقعتاً ایک ایسی ضرورت ہے، جو دین اسلام کی ابدیت نقشہ پیش کرتی ہے۔

الغرض ہم 'مصالح مرسلہ' کے حوالے سے ان بعض فقہاء کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں جو انتہائی ضرورت کے پیش نظر اور کئی کڑی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے مصالح مرسلہ پر عمل کے قائل ہیں، تاکہ مصلحت کا بے محابہ استعمال بھی رک جائے اور انسانی زندگی کی ضروریات بھی مصلحت کے حوالے سے پوری ہوتی رہیں۔ ان شرائط کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔

مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط

مصالح مرسلہ کو حجت ماننے والے بعض اصولیوں نے اس پر عمل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تین شرائط عائد کی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. زیر غور مصلحت مرسلہ اور شریعت کے مقصد و مزاج کے درمیان ایسی ملائمت و مناسبت ہو کہ اس مصلحت کو اختیار کرنے سے شریعت کے کسی قطعی اصول و نص شرعی کی نفی نہ ہوتی ہو، بلکہ وہ مصلحت ان شرعی مصالح سے متفق ہو، جن کا حصول و قیام، شریعت کے مقاصد میں شامل ہے۔ زیر غور مصلحت شریعت سے نامانوس اور بہت دور نہ ہو۔

2. اس مصلحت پر عمل کرنا ضروری ہو اور اسے اختیار کرنے سے نقصان اور حرج دور ہوتے ہوں۔ اگر اس مصلحت کو اختیار نہ کیا جائے تو لوگ مشقت اور تنگی میں مبتلا ہوتے ہوں۔

3. مصلحت مرسلہ میں عام انسانوں کا فائدہ ہوتا ہے۔ خاص فرد یا خاص طبقہ اور گروہ کے فائدہ کی خاطر مصلحت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ عام مصلحت کو خاص مصلحت پر مقدم کیا جائے گا۔

مذکورہ تین شرائط کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مصلحت مقاصد شرع کے خلاف ہو اور نہ تعلیمات دین کی، نیز وہ اجتماعی اور کلی نوعیت کی ہو۔[26]

امام ابو حامد الغزالی کے مطابق کسی بھی مصلحت پر عمل کے لیے کم از کم تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

1 ۔ یہ کہ وہ مصلحت ضروری درجہ کی ہو کہ اس کے ترک پر شدید نقصان کا اندیشہ ہو۔

2 یہ کہ وہ معاشرے کی اجتماعی مصلحت ہو، محض چند افراد کا فائدہ اس میں مقصود نہ ہو۔

3 یہ کہ وہ قطعی و یقینی ہو، احتمالی نہ ہو۔

اس کی مثال انہوں نے اس قسم کے حالات سے دی کہ اگر جہاد میں کافر ایک مسلمان کو اپنے سامنے کھڑا کر کے جنگ کریں اور اس کو وہ بطور ڈھال استعمال کریں یعنی مسلمان مجاہدین کے اس مسلمان کی وجہ سے ان پر حملہ نہ کریں تو اس صورت میں مصلحت مرسلہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کی جان کی پروانہ کی جائے اور ان پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیا جائے۔ اس مثال میں تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں یعنی یہ مصلحت ضروری، اجتماعی اور یقینی ہے کہ اس کا لحاظ نہ کرنے پر مسلمانوں کا شدید اجتماعی نقصان حتمی ہے۔[27]

بعض دیگر اہل علم نے مالکیہ، جو کہ مصلحت مرسلہ کے سب سے زیادہ استعمال کرنے والے ہیں، کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ ان کے نزدیک کسی بھی مصلحت کو لینے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تین شرطیں ضروری ہیں:

1. اسکے اور شریعت کے مقاصد عامہ کے درمیان کوئی مناسبت پائی جائے اور وہ اسکے کسی قطعی حکم سے متصادم نہ ہو۔
2. وہ بذات خود سمجھ میں آنے والی مصلحت ہو۔
3. اس کے اختیار کرنے میں کوئی لازمی تنگی رفع ہوتی ہو۔[28]

امام بخاری اور 'مصالح مرسلہ'

امام بخاریؒ کے ہاں اصول مصلحت کا استعمال کسی اصطلاح کے طور پر نظر نہیں آتا، اگرچہ ان کی جامع صحیح میں ان کی اجتہادی آراء میں بغیر نام لیے اس کا وسیع استعمال موجود ہے۔ چونکہ امام بخاریؒ تمسک بالکتاب والسنہ کے نمائندہ افراد میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس لیے 'وہ مصلحت' کے نام پر شرعی نصوص کی تنسیخ یا تعطیل کی اجازت نہیں دیتے اور اسی طرح 'مصلحت مرسلہ' کے اُس مفرطانہ استعمال کے بھی حامی نہیں ہیں، جیسا کہ بعض 'مصالح مرسلہ' کے قائلین کے انداز میں نظر آتا ہے، جس کی نقشہ کشی گذشتہ صفحات میں تفصیلاً کر دی گئی ہے۔ اس بنیادی تمہیدی گفتگو کے بعد ہم ذیل میں امام بخاریؒ کے 'مصالح' سے متعلق نظریات کو چند امثلہ اور ضابطوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

1. ضرورت کی بنا پر ایسے شخص کے بارے نرمی اختیار کی جائے گی، جس پر کفارہ واجب ہو چکا ہے
2. مقاصد میں احتیاط وسائل میں احتیاط سے اولیٰ ہے
3. مفاسد کا دور کرنا مصالح کے حصول کی نسبت تقدم رکھتا ہے

"كتاب الصوم، باب إذا جامع في رمضان و لم يكن له شيئ فتصدق عليه فليكفر"

"باب المجامع في رمضان هل يطعم أهله من الكفارة إذا كانوا محاويج"

امام بخاریؒ نے ان دونوں ابواب میں ایک ہی قصہ کو دو مختلف سیاقات میں بیان فرمایا ہے اور ان دونوں سے مقصود اس اصول کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ شارع نے مصلحت کا اعتبار کیا ہے۔

ان احادیث میں اس صحابی کے مشہور واقعہ کا تذکرہ ہے جس نے حالت روزہ میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا تھا۔ جب کفارے کا معاملہ پیش آیا تو نبی ﷺ نے اچھی طرح تحقیق فرمائی اور اس کی غربت کی وجہ سے کفارہ کے تقاضا سے بچتے ہوئے جتنا ممکن تھا اس صحابی سے نرمی سے کام لیا تاکہ کفارہ بھی ادا ہو جائے اور اس پر بوجھ بھی نہ ہو۔ اس کو دوسرے لفظوں میں مصلحت کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اصول ہے کہ: 'مقاصد میں احتیاط وسائل میں احتیاط سے اولیٰ ہے۔ چونکہ مقصد حاصل ہو رہا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اس پر کسی قسم کی سختی نہیں فرمائی۔ سختی کی صورت میں مفسدہ واقع ہونے کا امکان تھا، اس لیے آپ ﷺ نے مصالح کو مقدم رکھا۔ اسی سے یہ اصول اخذ کیا گیا ہے "دفع المفاسد مقدم على جلب المصالح" کہ مفاسد کا دور کرنا مصالح کے حصول کی نسبت تقدم رکھتا ہے۔[29]

4. جب دو مصلحتیں آپس میں ٹکرا جائیں تو اہم ترین کو مقدم کیا جائے گا
5. دو مفسدوں کے ٹکراؤ کی صورت میں ہلکا ترین مفسدہ قابل ترجیح ہو گا
6. بڑی مصلحت کے حصول کے لیے خفیف مصلحت قربان کیا جا سکتا ہے

"كتاب التفسير، باب لو لا إذا سمعتموه قلتم ما يكون لنا أن نتكلم بهذا ...."

امام بخاریؒ حضرت عائشہؓ سے مروی ایک لمبی حدیث سے مصلحت کے مذکورہ تین اصولوں کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

حدیث کے میں الفاظ ہیں: كُذِبتَ لعمر الله، لا تقتلوه ولا تقدر على قتله، فقام أسيد بن حضير فقال لسعد بن عبادة: كذبت لعمر الله لنقتلنه، فإنك منافق تجادل عن المنافقين"

در اصل ان الفاظ کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ نے غلط فہمی کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق کچھ غیر مناسب بات کی تھی۔ اس معاملہ کا ذکر جب نبی کریم ﷺ نے مسجد میں لوگوں کے سامنے کیا تو دو گروہوں میں لڑائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھڑائی نکالیشہ پید اہو گیا، مسجد کے اندر صورتحال خراب ہو رہی تھی اور نبی ﷺ اس کو کنٹرول فرما رہے تھے۔ نبی ﷺ نے اس وقت مصلحت کے پیش نظر، جبکہ معاملہ عموم بلویٰ کی طرف جا رہا تھا اور ممکن تھا کہ قتل و غارت شروع ہو جاتی، فریقین کو خاموش کرا دیا، کیونکہ اس میں عظیم ترین مصلحت نبی ﷺ کی ناموس کا مسئلہ تھا اور اخف مفسدہ یہ تھا کہ صحابہ کو سمجھا بجھا کر خاموش کرا دیا جائے اور اس باب میں بات کرنے سے روک دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اسی کو قابل ترجیح جانا۔ نبی ﷺ کی فراست، جذبات پر قابو رکھنا اور امت سے متعلق خیر خواہی نے اس معاملہ کو بگڑنے سے روک لیا۔ نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے مذکورہ بالا تینوں قوانین کا اثبات ہوتا ہے۔[30]

7. مصلحت کے پیش نظر پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو ایک ہی نکاح میں رکھنا منع ہے

"كتاب النكاح، باب لا تنكح المرأة علي عمتها"

امام بخاریؒ نے اس باب میں ایسا اسلوب اختیار فرمایا ہے جو قاری کو اس کی علت تلاش کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ تھوڑے سے غور کے بعد یہ بات سمجھ آ جاتی ہے کہ امام صاحب نے اس باب میں کوئی واضح حکم بیان کیوں نہیں کیا۔ دراصل مذکورہ بالا اصول میں بیان کردہ نکاحوں کی صورت میں ایک جھگڑے کے بجائے کئی جھگڑوں کا خطرہ تھا۔ چونکہ ایک شوہر کی دو بیویوں کا عموماً ایک دوسرے کے ساتھ تصادم ہوتا رہتا ہے اس لیے پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں رکھنے کی صورت میں اس خوبصورت رشتے میں دراڑ کا قوی اندیشہ تھا اور شریعت کے پیش نظر اسی مصلحت کا لحاظ ہے۔ اس کے علاوہ امام بخاری اس ترجمۃ الباب سے ان لوگوں کا بھی رد کرنا چاہتے ہیں جو ایسے نکاح کو جائز سمجھتے ہیں اور اس حدیث کو ظاہر قرآن کے خلاف قرار دیتے ہیں۔[31]

8. اجتہاد جیسے عظیم امر کی وضاحت کے لیے نبی ﷺ نے بطور مصلحت صحابہ پر ناراضگی نہیں فرمائی

"كتاب المغازي، باب مرجع النبي من الأحزاب "

اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم بنو قریظہ پہنچ کر عصر کی نماز ادا کرنا۔ جب راستے ہی میں عصر کا وقت ہو گیا تو کچھ صحابہ نے کہا کہ ہم بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز ادا کریں گے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ نبی ﷺ کا یہ ارادہ نہیں تھا اور انھوں نے وہیں نماز ادا کر لی۔ جب نبی ﷺ کے سامنے اس معاملہ کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے کسی پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔ اس حدیث سے امام بخاری اس مسئلہ کی وضاحت فرمانا چاہتے ہیں کہ بڑی مصلحت کے حصول کے لیے بعض اوقات خاموشی اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے۔ چونکہ دونوں گروہوں کا ارادہ نیک تھا اور دونوں نے اپنی اپنی جگہ پر اجتہاد کیا تھا۔ تو پیغمبر علیہ السلام نے خاموشی اختیار کی اور آپ ﷺ کا کسی پر بھی نکیر نہ فرمانا بطور مصلحت[32] تھا۔

9. مصلحت کی بنا پر عبادات میں کسی بھی پہلو سے آسانی پیدا کی جا سکتی ہے

"كتاب الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي"

امام بخاریؒ ترجمۃ الباب سے اشارہ فرما رہے ہیں کہ اگر کسی انسان نے صرف عمرہ یا صرف حج کا احرام باندھا ہو، تو حج کی صورت میں قربانی ساتھ لے کر نہ چلا ہو، بالفاظ دیگر حج قران کی نیت نہ ہو، تو شریعت اسے ایک آسان اور نرم پہلو عطا فرماتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے اور بعد میں نئے سرے سے حج کا احرام باندھ لے۔ امام موصوف اس باب میں شریعت کی اسی مصلحت کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔[33]

10. مصلحت کی بناپر بعض لوگوں سے علم کو چھپانا جائز ہے

"كتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان میں واضح طور پر اشارہ موجود ہے کہ مصلحت کی بناپر کچھ لوگوں سے علم کو چھپانا جائز ہے۔ امام بخاری اس باب کے تحت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث لائے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلاَّ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ »

تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو نہ بتادوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں ڈرتا ہوں کہ وہ عمل چھوڑ کے بیٹھ جائیں گے۔

اس سے بالکل واضح ہے کہ مصلحت کی بناپر علم کو چھپایا جاسکتا ہے۔[34]

---

1 المستصفي من علم الأصول: 2/ 139

2 البقرة 2 : 22

3 مصطفیٰ زید، المصلحة في التشريع الإسلامي: ص210،211، دار الرائد، بغداد، الطبعة الثانية، 1964ء

4 البقرة 2 : 193

5 البقرة 2: 188

6 المستصفیٰ من علم الأصول:1/ 140؛ مسلّم الثبوت: 2/ 283

7 النساء 4 : 11

8 أصول الفقه الإسلامي: 2/ 753

9 عبد القادر بن بدران الدمشقي، المدخل إلى مذهب الإمام أحمد بن حنبل: ص 138، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثانية، 1401هـ/ 1981ء

10 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص375،376

11 الأنبياء 21 : 107

12 البقرة 2 : 185

13 المائدة 5 : 3

14 يونس 10 : 57

15 المائدة 5 : 6

16 سنن أبي داؤد: كتاب الأقضية، باب اجتهاد الرأي في القضاء، رقم الحديث: 3592

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17 الموافقات: 2/ 37

18 ابن عبدالسلام، محمد عزالدين عبدالعزيز(م660هـ)، قواعد الأحكام في مصالح الأنام: 1/ 9، مؤسسة الريان، بيروت، 1410هـ/ 1990ء

19 إعلام الموقعين: 3/ 1

20 المهذب: 3/ 1009، الإمام مالك لأبي زهرة: ص400

21 القيامة 75 : 36

22 الإحكام للآمدي: 4 / 216

23 المهذب: 3/ 1011

24 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص381

25 ابن تيمية، الصارم المسلول: 3/ 622 – 623 ، 904–905، روضة الناظر وجنة المناظر لابن قدامة: ص85

26 النملة، الدكتور عبد الكريم بن علي بن محمد الجامع لمسائل أصول الفقه : ص 389، مكتبةالرشد، الرياض، 1420هـ/ 2000ء

27 المستصفى للغزالي: 2/ 70

28 اصول فقہ پر ایک نظر از عاصم حداد: ص15،152

29 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب إذا جامع في رمضان و لم يكن له شيئ ...، رقم الحديث: 1935

30 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب لو لا إذا سمعتموه قلتم ما يكون لنا...، رقم الحديث: 4750

31 صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب لا تنكح المرأة علي عمتها، رقم الحديث: 5108

32 صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب مرجع النبي من الأحزاب، رقم الحديث: 4119

33 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ...، رقم الحديث: 1561

34 صحيح البخاري: كتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا، الرقم: 128

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

فصل پنجم

سد الذریعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سد الذریعہ

لغوی مفہوم

لغت میں ذریعہ کے معنی وسیلہ یا واسطہ کے ہیں، جس سے کسی چیز تک پہنچا جاسکے اور اس میں لام' عہد کا ہے یعنی یہاں وہ خاص ذرائع مراد ہیں جو مفاسد تک پہنچانے کا وسیلہ و واسطہ بنتے ہوں، چنانچہ جب یہ کہا جائے کہ فلاں چیز سد الذریعہ کے قبیل سے ہے تو اسکا مطلب یہ ہو گا کہ اس کا تعلق ان مخصوص وسائل واسباب کو روکنے کرنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہوں۔[1]

عربی میں لفظ 'سد' رکاوٹ اور بند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿قَالُواْ يَٰذَا ٱلۡقَرۡنَيۡنِ إِنَّ يَأۡجُوجَ وَمَأۡجُوجَ مُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلَىٰٓ أَن تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدّٗا﴾[2]

" ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں۔ کیا ہم آپ کے لیے خرچ کا انتظام کر دیں تا کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں؟"

صطلاحی مفہوم

'سد ذرائع' سے مراد ہے ان تمام راستوں کا بند کرنا اور ان راہوں کو مسدود کر دینا، جو احکام شریعت کے ترک کر دینے یا ان میں حیلہ اختیار کر لینے کا سبب بنتے ہیں اور بالآخر شریعت کے ممنوعات کے ارتکاب کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں، اگرچہ کسی ممنوع امر کا ارتکاب بلا ارادہ ہی سرزد ہوا ہو۔[3]

جناب علی حسب اللہ نے 'سد ذرائع' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

" 'سد ذرائع' سے مقصود یہ ہے کہ جائز امور کو منع کرنا جبکہ وہ ناجائز کی طرف لے جانے والے ہوں۔"[4]

' سد الذرائع ' کے بالمقابل اصولیوں نے 'فتح الذرائع' کی اصطلاح کو بھی استعمال کیا ہے اور ان دونوں کو مصلحت مرسلہ کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اس فصل ہم بالعموم 'سد الذرائع' ، جبکہ ذیلی طور 'فتح الذرائع' کی بعض صورتیں وامثلہ بھی پیش کریں گے۔

افعال کی اقسام

نتائج کے اعتبار سے وہ افعال 'جد الذرائع' میں شامل ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں:

1. حرم افعال

ایسے افعال جو اپنی ذات میں فاسد و حرام ہیں، ان افعال کی طبیعت و مزاج ہی ایسے ہیں کہ یہ شر، نقصان اور فساد کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جاتے ہیں، مثلاً:

1. نشہ آور اشیاء کا استعمال جو انسان کے ہوش و حواس زائل کر دیتا ہے۔ حدیث پاک میں کسی نشہ آور چیز کی قلیل مقدار کا استعمال بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ما أسكر كثيره فقليله حرام» (5)

"جس کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔"

2. کسی شخص پر بدکاری کی تہمت لگانا جس سے اس کی عزت و ناموس مجروح ہوتی ہو۔

3. زنا کا ارتکاب جس سے نسب میں گڑبڑ اور اختلاط پیدا ہو جاتا ہے۔

ان افعال کے بارے میں علماے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ 'سد ذرائع' کے دائرہ میں داخل ہی نہیں ہیں۔ (6)

2. مباح افعال

ایسے افعال جو اپنی ذات میں مباح اور جائز ہیں لیکن مفاسد کا ذریعہ، وسیلہ یا سبب بنتے ہیں، ان کی کئی اقسام ہیں:

1. ایسے فی نفسہ مباح و جائز افعال جو شاذ و نادر ہی فساد و خرابی کا سبب بنتے ہیں۔ ان افعال میں نفع یعنی مصلحت راجح ہوتی ہے اور خرابی و نقصان یعنی مفسدہ مرجوح ہوتا ہے، مثلاً اس عورت کو دیکھنا یا اس پر نگاہ ڈالنا جس کے ساتھ منگنی ہو چکی ہو یا ہونے والی ہو یا اس کے بارے میں گواہی دینا۔ ان افعال کو اس دلیل کی بنا پر ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا کہ مفاسد کا ذریعہ بن سکتے ہیں، کیونکہ ان سے پیدا ہونے والی خرابی ایک راجح مصلحت سے دبی ہوئی ہے۔

یہ اصول تشریع احکام کے بارے میں شریعت کے عمومی نقطہ نظر کے مطابق ہے اور علما کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، چنانچہ شریعت نے عدت کے ختم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں عورت کا قول تسلیم کیا ہے، حالانکہ اس میں جھوٹ کا احتمال ہے۔ قاضی کو شہادت کی بناء پر فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حالانکہ اس میں گواہوں کے جھوٹ بولنے کا احتمال ہے۔ اکیلے دیانتدار شخص کی روایت کو قبول کیا جاتا ہے حالانکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اس کو صحیح بات یاد نہ رہی ہو۔ چونکہ یہ اندیشے اور احتمالات مرجوح ہیں اس لیے شارع نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور ان کو لائق اعتنا نہیں سمجھا۔

2. ایسے فی نفسہ مباح اور جائز افعال جو اکثر فساد و خرابی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان افعال کا مفسدہ ان کی مصلحت سے زیادہ راجح ہوتا ہے، جیسے شورش و فتنہ کے زمانے میں ہتھیار فروخت کرنا اور زمین کو ایسے کاموں کے لیے کرائے پر دینا جو حرام ہوں، جیسے جوئے کا اڈہ بنانے کے لیے زمین دینا، مشرکین کے باطل معبودوں کو ان لوگوں کے سامنے گالی دینا۔ ایسے شخص کے ہاتھ انگور فروخت کرنا، جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ انگور کے رس سے شراب بناتا ہے اور یہ اس کا پیشہ ہے۔

3. ایسے ذرائع و وسائل جن کو مکلّف ان مقاصد کے خلاف استعمال کرے جن کے لیے انہیں بنایا گیا تھا، تو وہ خرابی کی طرف لے جائیں، جیسے کوئی شخص بیع کو 'ربا' (سُود) کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

دوسرے اور تیسرے قسم کے افعال کی ممانعت کے بارے میں فقہاے کرام کی آراء مختلف ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ مالکی اور حنبلی فقہا کے نزدیک ایسے افعال ممنوع ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ 'سد الذرائع' اسلام کے اصول تشریع میں سے ایک اصول ہے، اس کی اپنی ذاتی حیثیت ہے اور اس پر بہت سے احکام مبنی ہیں۔ کوئی فعل کسی خرابی و مفسدہ کی طرف لے جاتا ہے اور اس کا غالب گمان ہے تو اس فعل کی ممانعت ہونی چاہئے، کیونکہ شریعت مفاسد کو روکنے کے لیے اور خرابی کی طرف لے جانے والے وسائل، ذرائع اور ریاستوں کو بند کرنے کے لیے آئی ہے۔ فقہا کے اس گروہ کی نگاہ ان افعال کے مقاصد، غرض و غایت اور نتائج پر ہے اس لیے وہ ان کی ممانعت کے قائل ہیں۔ انہو ں نے ان کے فی نفسہ مباح اور جائز ہونے کے پہلو کا اعتبار نہیں کیا۔

2۔ شافعیہ اور ظاہریہ کی رائے میں ایسے افعال چونکہ فی نفسہ مباح ہیں، اس لیے انہیں ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے ان افعال کی اباحت کو مد نظر رکھا ہے اور ان کے نتائج کا اعتبار نہیں کیا۔ شر یعت نے اس قسم کے افعال کی عام اجازت دی ہے جن میں ضرر کا محض احتمال ہو، ضرور یقینی نہ ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب تک ایک فعل مباح ہو اور اس کے کرنے کی اجازت ہو، تو محض اس اندیشہ و احتمال سے کہ وہ خرابی اور فساد کا باعث بن سکتا ہے، اس کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس قسم کے احتمالات کبھی وقوع پذیر ہوتے ہیں اور کبھی نہیں۔

سد الذریعہ کی حجیت کے دلائل

'سد لذرائع' یا 'فتح الذرائع' کو حجت ماننے والوں کے تفصیل دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

1. اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ ٱنظُرۡنَا وَٱسۡمَعُواْۗ﴾ (7)

" اے ایمان والو! تم نبی ﷺ کو اپنی طرف مخاطب کرنے کی غرض سے 'راعنا' نہ کہا کرو بلکہ 'انظرنا' کہا کرو اور (آپ ﷺ کی بات) پوری توجہ سے سنا کرو۔ "

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو لفظ 'راعنا' کہنے سے منع کیا ہے حالانکہ ان کی نیت اچھی تھی۔ یہ ممانعت یہودیوں کے ساتھ مشابہت کی بناء پر کی گئی جن کا مقصد اس لفظ سے نبی کریم ﷺ کی توہین کرنا تھا۔

2 صالحین کی قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بت پرستی کا ذریعہ بنتی ہیں، حالانکہ مسجد بنانا اچھی بات ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے سد ذریعہ کے طور پر فرمایا:

" اس قوم پر اللہ کا شدید غضب ہے جس نے اپنے نبیوں اور اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (8) "

'حمد الذریعہ' کے طور پر متشابہات سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ» (9)

" حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان چند امور ایسے ہیں جن کی حیثیت متشابہات کی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص متشابہات سے بچا اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچا لیا۔ "

4. شراب کے ایک قطرہ کو بھی حرام کہا گیا ہے تاکہ یہ گھونٹ گھونٹ پینا اتنی مقدار میں شراب پینے کا ذریعہ نہ بن جائے، جو نشہ لاتی ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كلّ مسكر حرام و ما أسكر كثيره فقليله حرام»[10]

" ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے"۔

5. اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا حرام ہے تاکہ خلوت میں یہ ملاقات کسی حرام فعل کے ارتکاب کا ذریعہ نہ بنے۔

6. نبی کریم ﷺ نے بیع و قرض کو اکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے تاکہ ان کا ملنا سود کا ذریعہ نہ بن جائے۔

7. شارع نے حاکم یا قاضی کو ایسے شخص کا ہدیہ قبول کرنے سے منع کیا ہے جو اسے عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے ہدیہ نہ دیتا ہو۔ اس کی علت یہ ہے کہ یہ ہدیہ ناجائز کاموں اور رشوت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

8. جو شخص اپنی بیوی کو اپنی میراث سے محروم کرنے کے لیے طلاق دے اس کو میراث میں سے حصہ دیا جائے گا تاکہ یہ طلاق اس کی میراث سے محرومی کا ذریعہ نہ بنے، حالانکہ اصولاً طلاق کے بعد بیوی کو میراث میں سے حصہ نہیں ملنا چاہیے۔

9. شارع نے اس بات سے منع کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ منگنی کر رہا ہو تو دوسرا اس عورت کو شادی کا پیغام دے، یا اگر کوئی شخص ایک چیز خرید رہا ہو اور اس کا بھاؤ تاؤ کر رہا ہو تو دوسرا اس چیز کا بھاؤ تاؤ شروع کر دے۔ یہ سب احکام آپ ﷺ نے اس لیے دیئے تھے کہ لوگوں کے مابین بغض پیدا نہ ہو اور اس طرح ایک دوسرے سے دور نہ ہو جائیں۔

10. اگر کوئی شخص مرض الموت میں کسی کے حق میں قرض کا اقرار کرے تو اس کا یہ اقرار تسلیم نہیں کیا جائے گا تاکہ ورثاء کی حق تلفی نہ ہو، لیکن اگر مرنے والا شخص اپنے زمانہ صحت میں اقرار کر چکا ہو اور اس قرض کے ثبوت کے لیے شہادتیں موجود ہوں تو مرض الموت میں قرض کا اقرار درست تسلیم کیا جائے گا۔[11]

11. پُر فتن دور میں 'سد الذرائع' کے طور پر اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ سماج دشمن افراد سے اسلحہ چھینا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فتنہ کے زمانہ میں اسلحہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔[12]

12. اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنْ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ»[13]

" جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہو تو اس کا پیکان تھام لے یا کہا گیا اس کو اپنی مٹھی میں لے تاکہ کسی مسلمان کو خراش نہ آئے۔ "

اس حدیث کی رُو سے عام حالات میں اسلحہ کی نمائش پر 'سد الذریعہ' کے طور پر پابندی کا جواز ملتا ہے۔

13. جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ وہ انگور سے شراب بنائے گا، اس کے ہاتھ انگور فروخت کرنا بھی ناجائز ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ ارتکاب گناہ میں تعاون ہے، جو قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ناجائز ہے:

﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ﴾ (14)

" نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔"

'سد الذرائع' کی حجیت میں اختلاف اور راجح رائے

مالکیہ اور حنابلہ 'سد الذرائع' کو کلی طور پر حجت تسلیم کرتے ہیں، جبکہ شوافع اور احناف اس کو بعض حالات میں حجت تسلیم کرتے ہیں۔ حافظ ابن حزمؒ سد الذرائع' کو سرے سے حجت تسلیم نہیں کرتے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ زیادتی اور گناہ پر تعاون جائز نہیں ہے، مثلاً مسلمانوں کے راستوں میں کنویں یا گڑھے کھودنا اور ان کے کھانے کی چیزوں میں زہر ملانا۔ اسی طرح اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جو چیز خیر و شر دونوں چیزوں کا ذریعہ بن سکے مگر اس کے فعل میں لوگوں کے لیے منفعت ہو تو وہ جائز ہے۔ (15) ان دو صورتوں کے علاوہ دیگر صورتیں محل اختلاف ہیں (16) اور موضع اختلاف وہ وسائل ہیں جو بظاہر مباح ہیں، مگر وہ ممنوع و حرام امور کی طرف لے جانے کا ذریعہ بن رہے ہوں۔ اسی طرح ایک اختلافی نکتہ یہ بھی ہے کہ جس چیز میں ممنوع کی طرف لے جانے کا قصد ظاہر نہ ہو، آیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ (17)

'سدالذریعہ' کے سلسلے میں فریق اوّل کی رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ وسائل اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیمؒ (م 751ھ) لکھتے ہیں:

" اگر مقاصد ایسے ہوں جن تک صرف اسباب و ذرائع سے رسائی ہوتی ہو اور وہ ان مقاصد تک پہنچاتے ہوں تو ان مقاصد تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ان کے تابع ہوں گے اور وہ انہیں کے سبب سے معتبر ہوں گے۔ حرام چیزوں اور معاصی تک پہنچانے والے وسائل مکروہ یا ممنوع ہوں گے کیونکہ وہ اس حرام مقصد تک لے جاتے ہیں اور اس مقصد کے ساتھ مربوط ہیں۔ ایسے وسائل جو اللہ تعالی کی اطاعت اور اس کے قرب تک پہنچاتے ہیں اپنے اس مقصد تک لے جانے کے سبب پسندیدہ ہیں اور ان کی اجازت ہے۔ کسی مقصد کا ذریعہ اس مقصد کے تابع ہوتا ہے اور وہ دونوں مطلوب ہوتے ہیں لیکن ان میں سے ایک مقصد کی حیثیت سے مطلوب ہوتا ہے اور دوسرا وسیلے کے طور پر۔" (18)

معلوم ہوا کہ 'سد الذرائع' یا 'فتح الذرائع' کو حجت شرعی کی حیثیت حاصل ہے، البتہ ان کے درجات کا تعین مقاصد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ شریعت کے مقاصد تو مخصوص ہیں اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہیں، لیکن ان مقاصد کے حصول میں استعمال ہونے والے ذرائع محدود و متعین نہیں ہیں، بلکہ ان میں وسعت پائی جاتی ہے۔ مقاصد شریعت کی تکمیل کیلئے حالات و ظروف کے تحت ذرائع کو اختیار کیا جائے گا۔ حالات کے تحت ذرائع کا لحاظ رکھنا شریعت کی ابدیت اور سرمدیت کی دلیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر امر بالمعروف و نہي عن المنکر مقاصد شریعت میں اہم مقاصد ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا جب لوگ دس بیس آدمیوں کے درمیان خطبہ دیتے اور امر بالمعروف و نہي عن المنکر کرتے تھے۔ اس وقت لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات و جر ائد نہیں تھے۔ اب شریعت یہ کہتی بلاتکلوف و نہي عن المنکر کے لیے مذکورہ بالا ذرائع کا اختیار کرنا نہ صرف مباح ہے بلکہ بعض حالات میں مندوب اور بعض حالات میں واجب ہے۔

دشمنان اسلام کے شر کو دفع کرنے کے لیے جہاد فرض ہے۔ ایک زمانے میں تیر کمان اور تلو ار سے جہاد کیا جاتا تھا، آج کل خودکار ہتھیار، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم استعمال ہوتے ہیں۔ کوئی شخص یہ کہے کہ چاہے کچھ بھی ہو ہم تو تیر کمان ہی سے جہاد کریں گے، جدید ہتھیار استعمال نہیں کریں گے تو وہ قرآن مجید کے احکام کی خلاف ورزی کرنیوالا قرار پائے گا۔ قرآن میں ہے:

﴿وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (19)

" اور ان سے مقابلہ کے لیے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان درست رکھو، قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑ سے جس کے ذریعے تم رعب رکھتے ہو اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمن پر۔ "

اس آیت کریمہ میں ﴿تُرْهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ کی حیثیت مقصد کی ہے اور ﴿ وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ ﴾ کی حیثیت ذریعہ کی ہے۔

مقصد میں تبدیلی قیامت تک نہیں آسکتی، لیکن جس دور میں جن جن ذرائع سے عدو اللہ اور عدو المسلمین کو مرعوب کیا جاسکتا ہے انہیں استعمال کرنا واجب ہے اور وہ دور از کار قدیم ذرائع جو اب اللہ کے دشمنوں اور مسلمانوں کے دشمنوں پر رعب رکھنے کے کام نہیں آسکتے، انہیں ترک کرنا ہو گا۔

اگرچہ ہم 'مصالح مرسلہ' کی طرح 'سد الذرائع' پر بھی عمل کرنے میں افراط و تفریط کے رویوں کے قائل نہیں اور جن تفصیلات و شرائط کو مصالح مرسلہ کی بحث میں ہم پیش کر چکے ہیں، 'سد الذرائع' میں بھی ان کے لحاظ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

'سد الذرائع' اور 'مصالح مرسلہ' میں تعلق

'سد الذرائع' کا اصول 'مصالح مرسلہ' کے اصول کی توثیق کرتا ہے اور اس کو تقویت پہنچاتا ہے کیونکہ ایسے اسباب اور وسائل کو اختیار کرنے کو یہ منع کرتا ہے جو خرابیوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔ مصلحتوں کی بعض صورتوں میں ایک بھی ایک اہم صورت ہے، اس لحاظ سے یہ اصول مصلحت کا تتمہ اور تکملہ ہے۔ 'سد الذرائع' کی بعض صورتیں 'مصلحت مرسلہ' کی بعض صورتوں میں معتبر ہیں۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اصول مصلحت پر عمل پیرا ہیں اور اس کے علمبردار ہیں یعنی مالکیہ اور ان کے متبعین تو وہ سد الذرائع پر بھی عمل کرتے ہیں۔ اگر کوئی ذریعہ خرابی کی طرف لے جاتا ہے تو اس کو بند کرتے ہیں اور روکتے ہیں اور اگر وہ کسی فائدہ کی طرف لے جاتا ہے، چاہے وہ وسیلہ فی نفسہ حرام ہو وہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ (20)

'سد لذریعہ' کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'سد الذرائع' یا 'فتح الذرائع' کے اصول چونکہ 'مصلحت مرسلہ' کا تتمہ اور تکملہ ہیں، اس لیے جو موقف امام بخاریؒ نے اصول مصلحت کے حوالے سے پیش نظر رکھا ہے وہی 'ذرائع' میں بھی رکھا، یعنی ان کی جامع صحیح میں بغیر نام لیے ان اصولوں کا وسیع استعمال موجود ہے۔ البتہ وہ 'ذرائع' کے نام پر شرعی نصوص کی تنسیخ یا تعطیل کی اجازت نہیں دیتے اور اسی طرح 'ذرائع' کے مفرطانہ استعمال کے بھی حامی نہیں ہیں۔ اس تمہیدی گفتگو کے بعد اب ہم ذیل میں امام بخاریؒ کے 'اصولِ ذرائع' سے متعلق چند امثلہ اور نظریات کی نشاندہی کرتے ہیں:

1. فعل حرام سے بچنے کے لیے مشتبہات سے بچنا لازمی ہے

"كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ایک حدیث لائے ہیں، جس کی انھوں نے چار سندیں بیان کی ہیں۔ یہاں پر امام صاحب نے واضح طور پر اشارہ کیا ہے کہ 'سد الذرائع' ایک حقیقت ہے۔ ان کا استدلال " و بينهما أمور مشتبهات" سے ہے۔ امام صاحب اس سے اگلے باب میں تین احادیث لائے ہیں، جن میں تین مشتبہ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مشتبہ چیزوں سے بچنا اصل میں سد الذرائع ہی کا اعتبار کرنا ہے اور شریعت اس کا اعتبار کر رہی ہے، چاہے وہ کسی بھی نام یا اسلوب سے ہو۔[21]

2. محض وسوسے اور احتمال کی بنا پر کسی چیز کو مشتبہ قرار نہیں دیا جا سکتا مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز کو اختیار کرنا چاہیے

"كتاب البيوع، باب ما يتنزه من الشبهات ، باب من لم ير الوساوس و نحوها من الشبهات"

امام بخاریؒ ان دونوں اصولوں کو ثابت کرنے کے لیے تین حدیثوں سے استدلال فرمایا ہے۔ پہلی حدیث میں نبی کریم ﷺ کی احتیاط کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور کو محض اس لیے کھانا پسند نہیں فرمایا کہ اس میں صدقے کا احتمال تھا۔ اس کا تعلق مذکورہ بالا دوسرے قانون سے ہے۔

پہلے اصول کے لیے امام بخاریؒ حدیث لائے ہیں۔ پہلی حدیث میں ذکر کردہ آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وضو ٹوٹ چکا ہے، اس وقت تک وہم یا شک کی بنا پر وضو کرنا ضروری نہیں ہے، جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت بھیج دیتے ہیں، لیکن پتہ نہیں ہوتا کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کا نام لے اور کھا۔[22]

3. ایسا فعل جو حرام کی طرف لے جانے والا ہے، اگرچہ حرام کا قصد نہ بھی کیا جائے، وہ پھر بھی حرام ہے

"كتاب الأدب، باب لا يسب الرجل والديه"

امام صاحبؒ یہاں فرمانا چاہتے ہیں کہ بعض اوقات انسان کا ارادہ کسی حرام فعل کا نہیں ہوتا، لیکن وہ حرام کی طرف لے جانے والا ہوتا ہے، تو خرابی سے بچنے کے لیے اس کو اس فعل سے بھی منع کر دیا جائے گا۔ اصول فقہ میں اس تصور کو 'سد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذرائع' کا نام دیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ بندہ اپنے والدین کو لعن طعن کرے۔ جب ایک آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا، اگر وہ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کی ماں کو دے گا۔ نبی ﷺ کا یہ قول 'سد الذرائع' کی حجیت کی طرف ایک واضح اشارہ ہے۔[23]

5. **لین دین کے معاملات میں عیوب کا ظاہر کرنا لازم ہے، تاکہ بعد ازاں جھگڑے کی نوبت سے بچا جا سکے**

"كتاب البيوع، باب شراء الإبل الهيم، أو الأجرب الهائم: المخالف للقصد في كل شئي"

امام بخاریؒ کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ نے ایک بیمار اونٹ خرید لیا اصل میں مسئلہ یہ تھا کہ نعاس نامی ایک شخص تھا، جس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ گئے اور اس کے شریک سے وہی اونٹ خرید لائے۔ وہ شخص آیا تو اس کے ساتھی نے کہا کہ ہم نے تو وہ اونٹ بیچ دیا۔ اس نے پوچھا کسے بیچا؟ ساتھی نے کہا کہ ایک سخی کے ہاتھوں بیچ دیا، جو اس طرح کے تھے۔ اس نے کہا افسوس! وہ تو عبد اللہ بن عمر ؓ تھے، چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ساتھی نے آپ کو مریض اونٹ بیچ دیا ہے اور آپ کے سامنے اس نے اس کے مرض کی وضاحت بھی نہیں کی۔ عبد اللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ پھر اسے واپس لے جاؤ۔ جب وہ اس کو لے جانے لگا تو عبد اللہ بن ؓ عمر نے فرمایا کہ اچھا رہنے دو، ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں کہ آپ ﷺ نے فلا یلتھاوٰی یعنی امراض چھوت والے نہیں ہوتے۔[24]

6. **فتنہ اور خانہ جنگی کے دوران ہتھیاروں کی خرید و فروخت منع ہے، جبکہ اسلام کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو**

"كتاب البيوع، بيع السلاح في الفتنة و غيرها"

امام بخاریؒ کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ حنین کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک زرہ بخش دی اور میں نے اسے بیچ دیا۔ پھر میں نے اس کی قیمت سے قبیلہ بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔

بادی النظر میں اس حدیث کی دلالت باب کے دوسرے حصے پر نہیں بلکہ پہلے حصے پر ہے، لیکن جب اس دور کے حالات اور اس صحابی کے حالات کو دیکھا جائے کہ جس نے آپ ﷺ کے دور میں زرہ بیچ کر باغ خریدا تھا وہ غیر فتنہ کا زمانہ تھا۔ اس سے ایک اور مسئلہ بھی نکل سکتا ہے کہ دوران فتنہ اگر ہتھیاروں کی خرید و فروخت اس نہج پر ہو کہ اس سے نقصان کا خطرہ نہ ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ لیکن ابو قتادہ نے وہ زرہ اس وقت فروخت کی جب کہ مسلمانوں اور مشرکوں میں قتال جاری تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور احتمال یہی ہے کہ یہ زرہ اس کو فروخت نہیں کی گئی، جو مسلمانوں کے خلاف قتل پر تعاون کر رہا تھا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاریؒ باب کے پہلے حصے کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ فتنہ اور قتال کے زمانے میں وہ خرید و فروخت منع ہے، جس سے اہل اسلام کو خطرہ ہو لیکن وہ خرید و فروخت جس سے اہل اسلام کو فائدہ ہو اسے تو واجب قرار دیا جائے گا۔[25]

7. **سد ذرائع سے اصل مقصود نیت اور دل کی پاکیزگی ہے**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كتاب الأدب، باب فضل من استبرأ لدينه"

اس باب کے تحت حدیث میں مشتبہ معاملات کے بعد جسم کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ امام بخاری ؒ باب کے انعقاد سے اسی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہوتا ہے، جس کی درستی پر سارے جسم کی درستی کا انحصار ہے۔ یہاں پر جسمانی تندرستی مراد نہیں بلکہ قلبی تندرستی یعنی روحانیت مراد ہے۔ اس لیے کہ جب روحانیت پر شیطانیت غالب آجاتی ہے، تو روح شیطانیت کے تابع ہو جاتی ہے اور جب تک دل درست ہوتا ہے یعنی روح پاکیزہ ہوتی ہے، اس وقت تک انسان کے تمام تر معاملات ذات مقدس کی اطاعت میں ہوتے ہیں۔ امام صاحب فرمانا چاہتے ہیں کہ دل ہر وقت پاکیزہ ہو یعنی اس پر بہیمیت کا غلبہ نہ ہو۔ یہ حدیث بطور خاص ان الفاظ کے ساتھ دل کے افعال کے لیے بطور 'سد الذرائع' ارشاد فرمائی گئی ہے، کیونکہ تمام تر معاملات کا انحصار دل پر ہی ہے۔[26]

---

1 أصول الفقه الإسلامي : 2/ 873

2 الكهف 18 : 94

3 زرقا مصطفى أحمد(م 1357هـ)، الفقه الإسلامي في ثوبه الجديد:ص27، دار الفكر، دمشق، 1968ء

4 علي حسب الله، أصول التشريع الإسلامي : ص283، ادارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچی، 1407هـ/ 1987ء

5 سنن النسائي: كتاب الأشربة، باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، رقم الحديث :1865

6 أصول الفقه الإسلامی: 2/ 884

7 البقرة 2: 104

8 الجامع لأحكام القرآن: 2/ 41

9 صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم الحديث: 52

10 سنن ابن ماجه: كتاب الأشربة، باب ما أسكر كثيره فقليله حرام، رقم الحديث: 3392

11 علم اصول فقہ، ایک تعارف: 2/560، 561

12 هيثمي، علي بن أبي أكبر (م708هـ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب البيوع، باب النهى عن بيع السلاح في الفتنة: 4/ 87، مؤسسة المعارف، الرياض،1415هـ/ 1993ء

13 صحيح البخاري: كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا، رقم الحديث: 1251

14 المائدة 5 : 2

15 أصول الفقه الإسلامي: 2/ 792

16 الموافقات: 3/ 304

17 أصول الفقه الإسلامی: 2/ 793

18 إعلام الموقعين: 3/ 120

19 الأنفال 8 : 60

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20 القرافي، أبي العباس أحمد بن أدريس (م684هـ)، الفروق أو أنوار البروق في أنواء الفروق للقرافي: 2/ 32، 33، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى،1418هـ/ 1998ء

21 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات، رقم الحديث: 2051

22 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب ما يتنزه من الشبهات ، رقم الحديث: 2055، 5657

23 صحيح البخاري : كتاب الأدب، باب لا يسب الرجل والديه ، رقم الحديث : 5973

24 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب شراء الإبل الهيم أو الأجرب الهائم:.... ، رقم الحديث: 2099

25 صحيح البخاري: كتاب البيوع، بيع السلاح في الفتنة و غيرها، رقم الحديث: 2100

26 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم الحديث: 52

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦

فصل ششم

حیلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیلہ

حیل کا لفظ 'حیلہ' کی جمع ہے اور اس کا معنی یوں بیان کیا جاتا ہے:

"ما يتوصل به إلى مقصود بطريق خفي" [1]

"کسی مقصود کو مخفی طریقے سے حاصل کرنے کو حیلہ کہتے ہیں۔"

عام طور اہل علم نے حیلہ کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اقسام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن توصل بها بطريق مباح إلى ابطال حق أو اثبات باطل فهو حرام أو إلى اثبات حق أو دفع باطل فهي واجبة أو مستحبة وإن توصل بها بطريق مباح إلى سلامة من وقوع في مكروه فهي مستحبة أو مباحة أو إلى ترك مندوب فهي مكروهة [2]

"اگر تو کسی مباح رستے سے کسی حق کو باطل یا باطل کو حق ثابت کر دیا تو یہ حرام ہے اور اگر کسی حق کا اثبات یا باطل کو دفع کرنا مقصود ہے تو ایسا حیلہ واجب یا مستحب کے درجہ میں ہے اور اگر کسی مباح رستے سے حیلہ کرتے ہوئے مکروہ سے بچنا چاہتا ہے تو یہ مستحب ہے اور اگر تو حیلے کے رستے مندوب و مستحب سے بھاگنا چاہتا ہے تو اس کا حکم مکروہ کا ہے۔"

قرآن کے بیان کے مطابق ساحل سمندر پر واقع یہود کی ایک بستی پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار کو منع کیا تھا تاکہ وہ اس دن اللہ کی عبادت کریں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ان[3] ہیں آزمائش میں اس طرح ڈالا کہ ہفتے والے دن تو مچھلیاں پانی کی سطح پر آجاتی تھیں اور بستی والوں کو شکار کی دعوت دیتی تھیں جبکہ باقی دنوں میں گہرے پانی میں چلی جاتی تھیں۔ یہود کی اکثریت اس آزمائش میں پوری نہ اتری اس نے ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنے کے لیے ایک حیلہ ایجاد کیا۔ انہوں نے سمندر کے ساحل کے نزدیک چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود ڈالے اور ان گڑھوں کو پانی کی نالیوں کے ذریعے سمندر سے ملا دیا۔ جب ہفتے کا دن ہوتا تھا تو یہ لوگ مچھلیوں کو سمندر سے ان گڑھوں کی طرف ہانک دیتے تھے اور اتوار والے دن جا کر انہیں پکڑ لیتے تھے۔ اس طرح بظاہر وہ اللہ کے حکم کی پابندی کر رہے تھے کہ انہوں نے ہفتے والے دن مچھلیوں کا شکار نہیں کیا لیکن اللہ کے اس حکم کا جو مقصود تھا یعنی ہفتے والے دن کو اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص کرنا ' وہ یہاں پورا نہ ہو رہا تھا ایک دوسرے گروہ نے اس پہلے گروہ کو حیلہ کرنے سے منع کیا لیکن پہلا گروہ ان لوگوں کا تھا جو دوسرے گروہ کو کہتے تھے کہ پہلے گروہ کو سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ لوگ نہ تو پہلے گروہ والوں کی طرح حیلے سے مچھلیاں پکڑتے تھے اور نہ ہی ان کو اس فعلِ بد سے منع کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شرعی حکم سے بچنے کے لیے کیے جانے والے اس حیلے کی وجہ سے پہلے گروہ پر عذاب نازل کیا جس کا تذکرہ قرآن میں ان الفاظ میں موجود ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِى كَانَتْ حَاضِرَةَ ٱلْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِى ٱلسَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴾[4]

" اور آپ ان یہود سے اس بستی والوں کا حال پوچھیں جو سمندر کے کنارے آباد تھی جبکہ وہ لوگ ہفتے کے دن زیادتی کرتے تھے جب ان کے پاس ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے والے دن پانی کی سطح پر آجاتی تھیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا تھا تو وہ ان کے سامنے نہ آتی تھیں۔ اسی طرح ہم ان کی آزمائش کر رہے تھے اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے۔ جب اس بستی کے ایک گروہ نے دوسرے سے کہا کہ تم اس جماعت کو کیوں نصیحت کرتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے کہا: تاکہ تمہارے رب کے ہاں معذرت پیش کر سکیں [کہ ہم نے تو انہیں سمجھایا تھا] اور شاید ان میں سے کچھ لوگ ڈر جائیں [اور اس قسم کے حیلوں سے باز آجائیں]۔ پس جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا جس کی ان کو نصیحت کرائی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو کہ برائی سے منع کرتے تھے اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ہم نے ان کو ان کی نافرمانی کے سبب سخت عذاب میں پکڑ لیا۔"

اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث میں بھی حیلوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها»[5]

" اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے ' ان پر چربی کا کھانا حرام کیا گیا تو انہوں نے اس کو پگھلا کر بیچ ڈالا (اور بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگ گئے)۔"

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسے تمام حیلوں کو اختیار کرنا جن سے شرعی احکام باطل ہو جاتے ہوں یا حرام کو حلال بنایا جاتا ہو، ناجائز ہے،[6] مثلاً اگر کسی شخص کے پاس دس لاکھ روپیہ گیارہ ماہ سے پڑا ہے اور اب وہ شخص زکوۃ سے بچنے کے لیے سال گزرنے سے ایک دو ہفتے پہلے وہی مال اپنی بیوی کو ہبہ کر دیتا ہے تو اب اس پر زکوۃ نہ ہو گی کیونکہ اس رقم پر ایک مکمل سال نہیں گزرا۔ اسی طرح اگلے سال اس کی بیوی سال گزرنے سے پہلے یہی رقم اپنے شوہر کو ہبہ کر دیتی ہے اور اس طرح وہ مال پھر زکوۃ سے بچ جاتا ہے۔

حیلوں کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں بظاہر کوئی فرض یا واجب حکم ساقط تو نہیں ہوتا ہے لیکن اس حکم سے مطلوب شرعی مقاصد بھی پورے نہیں ہوتے ہیں بعض اہل علم اس قسم کے حیلوں کے قائل ہیں۔ اس قسم کے حیلوں کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص زکوۃ سے بچنے کے لیے کسی ایسے شخص کو تلاش کرتا ہے جو زکوۃ کا مستحق ہو۔ اب اس شخص کو زکوۃ کی رقم دینے سے پہلے وہ صاحب یہ طے کرتا ہے کہ وہ شخص یہ زکوۃ لینے کے بعد اس رقم کا ایک معمولی سا حصہ اپنے پاس رکھے گا اور باقی رقم زکوۃ دینے والے کو ہبہ کر دے گا لہذا اگر کسی شخص کی زکوۃ ۵۰ ہزار بنتی ہے تو مستحق زکوۃ شخص وہ زکوۃ وصول کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس میں سے ۲ یا ۳ ہزار خود رکھ لیتا ہے اور باقی رقم زکوۃ دینے والے کو ہبہ کر دیتا ہے ۔

اس طرح کے حیلے کے نتیجے میں زکوۃ کے حکم کا جو شرعی مقصد تھا یعنی غربا، مساکین اور محتاجوں کی امداد یا صاحب مال کا تزکیہ نفس وغیر ہ، تو وہ فوت ہو جاتا ہے اللہ کے رسول ﷺ کی یہ سنت ہے کہ زکوۃ جس بستی کے امراء سے وصول کی جائے اسی کے غریبوں کی طرف لوٹا دی جائے [7]۔ اگر کوئی عالم ایسے حیلے اختیار کرے جن سے وہ زکوۃ دوبارہ امراء کی طرف واپس لوٹ جائے تو یہ حیلے شرعاً ناجائز اور حرام ہوں گے ۔ اور ان حیلوں کی حرمت نصوص شریعہ سے ثابت ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر احمد حسن لکھتے ہیں :

" تمام فقہاء کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ شرعی احکام کے ابطال کے لیے حیلوں کا استعمال ناجائز ہے۔ احناف کے ہاں ہمیں حیلوں کے استعمال کا جواز ملتا ہے۔ امام محمد بن الحسنؒ کی طرف اس موضوع پر ایک کتاب بھی منسوب ہے۔ اور 'خصاف' کی 'حیل' پر ایک کتاب ہے۔ ان حیلوں سے فقہائے احناف کی مراد وہ حیلے نہیں ہیں جن سے شرعی احکام باطل ہو جاتے ہیں' اور وہ مصالح فوت ہو جاتی ہیں جن کے لیے یہ احکام دیے گئے ہیں۔ بلکہ ان حیلوں سے مقصود وہ راستے اور وہ وسیلے تلاش کرنا ہے جن سے یہ مصالح پورے ہوں نہ کہ شرعی احکام کی خلاف ورزی ہو۔" [8]

اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ ایک ایسا حیلہ جس سے کوئی شرعی فرض ساقط ہو جائے یا کوئی حرام ' حلال بن جائے وہ احناف کے نزدیک ناجائز حیلہ ہے لیکن بعض متاخرین نے بہت سے ایسے حیلوں کو جائز رکھا ہے جن سے احکام الٰہی کے شرعی مقاصد فوت ہو جاتے ہوں جیسا کہ مروجہ اسلامی بینکاری کی مثال ہے ۔

حیلوں کے قائل بعض اہل علم کی طرف سے بعض ایسی نصوص پیش کی جاتی ہیں جن سے اس قسم کے حیلوں کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً حضرت ایوب علیہ السلام کا اپنی بیوی کا سو کوڑوں کی جگہ سو تنکوں والا [9] یا حضرت ایوناف علیہ السلام کا اپنے بھائی کو حیلے بہانے سے اپنے پاس رکھ لینا [10]۔ یا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ کا یہ کہنا کہ ردی کھجور کے بدلے عمدہ کھجور کمی بیشی کے ساتھ نہ بیچو بلکہ اگر ایسا کرنا ہی ہو تو پہلے اپنی ردی کھجو نقدی کے بدلے بیچو اور پھر اسی نقدی سے عمدہ کھجور خریدو۔ [11] یا اللہ کے رسول ﷺ کا ایک بوڑھے بیمار شخص پر زنا کی حد جاری کرنے کے لیے یہ حکم دینا کہ اس کو سو کوڑوں کی بجائے سو شاخوں والی کھجور کی ایک ٹہنی مار دو۔ [12]

ایسی تمام مثالوں کا جواب یہ ہے کہ اگر تو اپنے حق کو حاصل کرنے یا کسی ظلم کو رفع کرنے کے لیے یا کسی شخص سے ایسی تکلیف دور کرنے کے لیے ہو جو تکلیف مالا یطاق میں داخل ہو، حیلہ کیا جائے تو یہ ایک جائز حیلہ ہے بشرطیکہ اس حیلے کے لیے جائز ذریعہ یا وسیلہ استعمال کیا جائے اور بعض علماء مثلاً امام شاطبیؒ وغیرہ تو اسے حیلے کی تعریف میں بھی داخل نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک حیلہ وہی ہے جو ناجائز اور غیر شرعی حیلہ ہو

اس کے برعکس بعض علما نے مثلاً امام ابن القیمؒ وغیرہ نے حیلے کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک جائز اور شرعی حیلہ ہے اور دوسرا ناجائز اور غیر شرعی حیلہ۔ [13]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ایوب علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنی بیوی کی ناشکری پر یہ قسم اٹھائی کہ صحت مند ہونے کے بعد تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا جرم ایسا نہ تھا کہ ان پر سو کوڑوں کی سزا جاری کی جاتی لیکن حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی قسم کا بھی لحاظ تھا لہٰذا حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو ایک ایسی سزا سے بچانے کے لیے، جس کی وہ مکلف نہ تھیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک حیلہ سجھا دیا۔ لہٰذا ایسا حیلہ جو دفع ضرر کے لیے ہو، جائز حیلہ ہے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائی کو اپنے پاس روکنا ان کا ایک شرعی و اخلاقی حق تھا، علاوہ ازیں وہ اپنے بھائی بنیامین کو سوتیلے بھائیوں کے مزید ظلم سے بچانا چاہتے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ قَالَ إِنِّيٓ أَنَا۠ أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴾(یوسف) اشارہ ہے علاوہ ازیں اللہ کے رسول ﷺ نے بوڑھے اور بیمار شخص پر سو کوڑوں کی حد اس لیے جاری نہ فرمائی کہ اس کے جاری کرنے سے اس کے مرنے کا امکان غالب تھا، پس اسے تکلیف مالا یطاق سے بچانے کے لیے آپ نے ایک حیلہ اختیار فرمایا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ والی روایت میں آپ نے اپنی ذاتی ضرورت پوری کرنے کے لیے دو جائز ذریعے و وسیلے کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی ہے یعنی بیع کے عام مروج طریقے کے ذکر نسیئہ کے بدلے پہلے اپنی ردی کھجور بیچو اور پھر عمدہ کھجور حاصل کرو۔ یہاں ردی کھجور کے بدلے عمدہ کھجور کے حصول کے لیے آپ ﷺ بیع کے سادہ اور روزمرہ متداول جائز طریقے کو استعمال کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں نہ کہ کسی حرام کو حلال بنانے کے کسی ناجائز حیلے کو اختیار کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں ، اس کو اگر حیلہ کہا بھی جائے تو اس حیلے سے شریعت کا کوئی مقصد یا مصلحت فوت نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی شرعی حکم باطل ٹھہرتا ہے۔ جبکہ اسلامی بینک جن حیلوں کی بنیاد پر قائم ہیں وہ شرعی مقاصد و مصالح کو فوت کرنے کے ساتھ ساتھ شرعی احکام کو باطل کرنے والے بھی ہیں۔ ان حیلوں پر اگر غور کیا جائے تو یہ حرام کو حلال بنانے کے ویسے ہی چور دروازے ہیں جو یہود نے استعمال کیے تھے۔

حال ہی میں مروجہ اسلامی بینکاری کے بارے میں علمائے احناف کی ایک بڑی تعداد کا ایک متفقہ فتوی کراچی سے جاری ہوا ہے، جس میں مروجہ حیلوں کے بارے یہ بیان مرقوم ہے :

1۔ یہ حیلے صرف مخصوص حالات اور وقتی عبوری دور کے لیے بعض علماء نے بتائے تھے۔

2۔ یہ بہت ہی نازک اور خطرناک حیلے ہیں ، ذرا سی بے احتیاطی اس کو سودی نظام سے ملا دیتی ہے۔

3۔ ان حیلوں کو دائمی نظام کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ ناجائز بھی ہے۔ (15)

الحیل اور امام بخاریؒ

امام بخاریؒ کے حوالے سے رائے کو ہم درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کریں گے کہ وہ اس قسم کے حیلوں کو جائز نہیں کرتے:

۱. جن سے ظاہری قانونی تقاضے تو پورے ہوں لیکن احکام کے مقاصد فوت ہو جائیں۔

۲۔ یا فرائض سے فرار کے لیے اختیار کیے جائیں۔

۳۔ یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے لیے اختیار کیے جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴. یا وہ دھوکے مبنی ہوں۔
۵. یا دوسروں کا حق غصب کرنے کے لیے ہوں۔

مقاصد شرعیہ کو فوت کرنے والے حیلے

امام بخاریؒ بھی فعل میں مقصد کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ امام صاحب نے کتاب الحیل میں پہلا باب ہی ان الفاظ سے قائم کیا ہے: باب في ترك الحيل وأن لكل امرئ ما نوى في الإيمان وغيرها.[16]

حیلوں سے تمسک کرنے کا بیان اور اس بات کا بیان کہ ہر شخص کے لیے اسی کا اعتبار ہو گا جس کی اس نیت کی ہے، ایمان کے مسئلہ میں بھی اور ایمان کے علاوہ مسائل میں بھی

امام بخاریؒ یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ ایمانیات اور اعمال دونوں میں نیت اور مقصود کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اگر کسی فعل کا مقصد شرعی نہیں ہو گا تو چاہے ظاہری فعل شریعت کے مطابق ہی کیوں نہ ہو، اس فعل کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔ غیر شرعی حیلے وہی ہوتے ہیں جن میں مقاصد شرعی فوت ہو جائیں جبکہ شریعت اسلامیہ کی ظاہری تعلیمات پوری ہو رہی ہوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے تحت یہ حدیث لائے ہیں:

عن علقمة بن وقاص قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يخطب قال سمعت النبي ﷺ يقول يأيها الناس إنما الأعمال بالنية وإنما لإمرئ ما نوى...[17]

"حضرت علقمہ بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے کہ انہوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے صرف وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔"

یہ روایت اس لحاظ سے نص ہے کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے یعنی اعتبار ظاہر عمل کی بجائے اس کے پیچھے نیت کا ہو گا۔ اگر نیت میں فساد ہے تو ایسا عمل بھی 'شر' کا عمل کہلائے گا نہ کہ 'خیر' کا، اگرچہ اس کا ظاہر شریعت کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ غیر شرعی حیلوں میں ظاہر تو شریعت کے مطابق ہوتا ہے لیکن نیت شرعی تعلیمات اور مقاصد کے منافی ہوتی ہے لہذا حیلوں پر مبنی ایسے افعال واعمال اللہ کی نظر میں بطور دین قابل قبول نہیں ہیں۔

فرائض سے فرار اختیار کروانے والے حیلے

امام بخاریؒ فرائض سے فرار کے لیے اختیار کیے جانے والے حیلوں کا رد فرماتے ہیں۔ امام صاحبؒ کے نزدیک ایسے حیلے بھی قطعی طور جائز نہیں ہیں جن کے رستے واجبات دینیہ کو باطل قرار دیا جائے۔ امام صاحبؒ اپنی 'الجامع' میں کتاب الحیل کے تحت یہ حدیث بھی لائے ہیں:

عن طلحة بن عبيد الله أن أعرابيا جاء إلى رسول الله ﷺ ثائر الرأس فقال يا رسول الله أخبرني ما ذا فرض الله على من الصلاة فقال الصلوات الخمس إلا أن تطوع شيئا فقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أخبرني بما فرض الله علی من الصیام قال شهر رمضان إلا أن تطوع شیئا قال أخبرني بما فرض الله علی من الزکاة قال فأخبره رسول الله ﷺ شرائع الإسلام قال والذی أکرمك لا أتطوع شیئا ولا أنقص مما فرض الله علی شیئا فقال رسول الله ﷺ أفلح إن صدق أو دخل الجنة إن صدق.

وقال بعض الناس :في عشرین ومائة بعیر حقتان فإن أهلکها متعمدا أووهبها أو احتال فیها فرارا من الزکاة فلا شیء علیه [18]

" حضرت طلحہ عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو آپ کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے۔ اس نے آپ سے سوال کیا: مجھے یہ بتلائیں کہ اللہ تعالی نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں تو آپ نے کہا: پانچ نمازیں سوائے اس کے کہ تو کچھ نفل بھی پڑھ لے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ اللہ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں تو آپ نے کہا: رمضان کے روزے سوائے اس کے کہ تو کچھ نفل روزے رکھ لے۔ اس نے کہا کہ مجھے اس بارے بھی خبر دیں کہ اللہ نے مجھ پر کتنی زکاۃ فرض کی ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے ضابطہ اسلام کی خبر دی۔ اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت بخشی میں نہ تو ان فرائض سے زیادہ کروں گا اور نہ ہی ان میں کمی کروں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :اس نے سچ کہا یا آپ نے یہ کہا کہ اگر اس نے سچ کہا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو تین سالہ اونٹوں کی زکاۃ ہے لیکن اگر اس شخص نے ایک اونٹ جان بوجھ کر ہلاک کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا یا زکاۃ سے بچنے کے لیے کوئی اور حیلہ کیا تو اس پر کوئی زکاۃ نہیں ہے۔"

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان حیلوں کا رد فرما رہے ہیں جو زکوۃ، جسے اللہ نے فرض قرار دیا ہے، سے بچنے کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں۔ ان معروف حیلوں میں ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ جب کسی شخص کا مال نصاب کو پہنچ جائے تو وہ سال گزرنے کی شرط پوری ہونے کچھ دن پہلے اپنے مال میں سے کچھ کو تلف کر دے یا ہبہ کر دے تاکہ وہ مال زکوۃ کے نصاب سے کم ہو جائے اور وہ شخص صاحب نصاب نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ سے بچ جائے ۔ مثلاً شریعت اسلامیہ نے سونے میں زکوۃ کا نصاب بیس دینار یا ساڑھے سات تولے سونا مقرر کیا ہے۔ اب اگر وہ شخص اس میں سے ایک دینار اپنی بیوی کو ہبہ کر دے تو اس کے پاس انیس دینار باقی رہ جائیں گے جو ساڑھے سات تولے سے کم ہونے کی وجہ سے نصاب کو نہیں پہنچیں گے اور ان پر زکوۃ بھی فرض نہیں ہو گی۔ امام بخاریؒ نے اپنی 'الجامع' ایک باب یوں بھی با ندھا ہے: ولا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیة الصدقة [19]

" زکوۃ سے بچنے کے لیے جدا جدا مال کو جمع اور جمع شدہ مال کو جدا جدا نہیں کیا جائے گا۔ "

مذکورہ بالا صورتیں ایسی ہی ہیں جن میں زکوۃ سے بچنے کے لیے جمع شدہ مال کو جدا جدا کیا جا رہا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے زکوۃ سے بچنے کے لیے جمع شدہ مال کو جدا جدا کرنے اور جدا جدا مال کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔[20]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا نکتہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے جب اس بدو نے فرائض کے بارے سوال کیا اور آپ نے اسے فرض زکوۃ کے بارے خبر دی تو اس نے جواباً کہا: "ولا أنقص مما فرض الله علی شیئا" یعنی اللہ نے مجھ پر جو زکوۃ فرض کی ہے، میں اس میں سے کسی قسم کی بھی کمی نہیں کروں گا ۔ یہاں نفی کے سیاق میں نکرہ لایا گیا اور یہ عبارت اپنے عموم میں نص ہے ۔ پس یہ کمی کسی حیلے سے ہو یا بغیر حیلے کے ، ہر طرح سے ممنوع ہے۔

امام بخاریؒ اسکی قسموں کی مزید وضاحت میں لکھتے ہیں :

" وقال بعض الناس: في رجل له إبل فخاف أن يجب عليه الصدقة فباعها بإبل مثلها أو بغنم أو ببقر أو بدراهم فرارا من الصدقة بيوم احتيالا فلا بأس عليه وهو يقول إن زكى إبله قبل أن يحول الحول بيوم أو بسنة جازت عنه "[21]

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اونٹ ہیں اور اسے زکوۃ کے فرض ہو جانے کا اندیشہ ہے تو وہ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے زکوۃ سے بچنے کے لیے ان میں سے ایک اونٹ کو اسی جیسے اونٹ یا بکریوں یا گایوں یا دراہم کے بدلے بیچ دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ اگر اس نے سال مکمل ہونے سے ایک دن پہلے ایک اونٹ کو ذبح کر دیا تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

یعنی شریعت اسلامیہ نے اونٹوں میں زکوۃ کا نصاب کم از کم پانچ اونٹ مقرر کیا ہے۔ ایک شخص کے پاس پانچ اونٹ ہیں اور اسے ایک سال مکمل ہونے کے بعد ان میں ایک بکری بطور زکوۃ نکالنی ہے لیکن وہ شخص قمری سال مکمل ہونے سے ایک دن پہلے اپنا ایک اونٹ بیچ دیتا ہے اور اس کی جگہ کچھ بکریاں یا گائے یا درہم یا دینار یا کوئی اور اونٹ لے لیتا ہے ۔ اب اس کا پہلے والا مال تو زکوۃ کے نصاب سے کم ہو گیا یعنی چار اونٹ ہی رہ گئے جبکہ اس کا نیا مال جو اس نے ابھی ابھی خریدا ہے، اس پر ایک سال مکمل نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ نہیں ہے پس اس صورت میں شریعت کے ظاہری تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش میں اس کے مقاصد کو فوت کر دیا گیا ہے ۔ زکوۃ کا مقصد صاحب نصاب کے مال کی پاکیزگی، اس کا روحانی ترفع اور فقراء و مساکین کی فلاح و بہبود تھی اور اس حیلے کے سبب سے اس قسم کے جمیع اعلی مقاصد فوت ہو گئے اور شریعت ایک کھیل تماشا بن کر رہ گئی ۔

ایک اور جگہ امام بخاریؒ اس قسم کے حیلوں کے رد میں احادیث روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس أنه قال استفتى سعد بن عبادة الأنصاري رسول الله ﷺ في نذر كان على أمه توفيت قبل أن تقضيه فقال رسول الله ﷺ اقضه عنها.

وقال بعض الناس: إذا بلغت الإبل عشرين ففيها أربع شياه فإن وهبها قبل الحول أو باعها فرارا واحتيالا لإسقاط الزكاة فلا شيئ عليه وكذلك إن أتلفها فمات فلا شئ في ماله [22]

" حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ ان کی والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں تو اللہ کے رسول ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ ان کی طرف سے یہ نذر پوری کرو۔

بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد بیس ہو جائے تو ان میں چار بکریاں زکوۃ فرض ہے لیکن اگر اس نے یہ اونٹ سال مکمل ہونے سے پہلے ہبہ کر دیے یا انہیں بیچ دیا تا کہ زکوۃ سے بچ سکیں تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔ اور اگر اس نے ان اونٹوں کو تلف کر دیا تو پھر بھی اس پر کچھ فرض نہیں ہے۔"

اس روایت کو بطور دلیل بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جو چیز اللہ کی طرف سے فرض ہے وہ فرض مکلف کے ذمے اس وقت تک باقی رہے گا جب تک اسے ادا نہ کر دیا جائے یہاں تک کہ اگر مکلف کی وفات کے بعد بھی اس کی ادائیگی کی کوئی صورت بنتی ہو تو اسے ورثاء کی طرف سے ادا کرنے کا شریعت میں حکم موجود ہوتا ہے جیسا کہ حج یا روزوں یا نذر وغیرہ کے بارے حکم دیا گیا ہے کہ ورثاء اس کو میت کی طرف سے ادا کریں۔ پس جب موت، جو ایک تکوینی امر ہے، سے کوئی فرض مکلف کے حق میں ثابت ہو جانے کے بعد ساقط نہیں ہو سکتا تو حیلے بہانوں سے کیسے ساقط ہو سکتا ہے؟

حرام کو حلال بنانے کے حیلے

امام بخاریؒ حیلوں کا بھی رد فرمایا ہے جو بظاہر حرام کو حلال بنا دیتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے:

عن عبد الله أن رسول الله ﷺ نهى عن الشغار قلت لنافع ما الشغار قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ابنته بغير صداق وينكح أخت الرجل وينكحه أخته بغير صداق. وقال بعض الناس: إن احتال حتى تزوج على الشغار فهو جائز والشرط باطل. وقال في المتعة النكاح فاسد والشرط باطل وقال بعضهم المتعة والشغار جائز والشرط باطل [23]

" عبداللہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔ راوی نے امام نافعؒ سے سوال کیا کہ نکاح شغار کیا ہے تو انہوں نے کہا کسی شخص کو اپنی لڑکی نکاح میں دے اور خود اسکی لڑکی سے شادی کرے بغیر کسی حق مہر کے۔ یا کسی شخص کی بہن سے نکاح کرے اور اسے اپنی بہن نکاح میں دے اور کوئی حق مہر نہ ہو۔

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر حیلہ کر کے نکاح شغار کر لیا تو جائز ہے لیکن شرط باطل ہو گی۔ اسی طرح متعہ کے بارے بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ نکاح متعہ فاسد ہے اور شرط باطل ہے جبکہ بعض کا کہنا یہ ہے کہ نکاح متعہ اور شغار دونوں جائز ہیں البتہ شرط باطل ہے۔"

یہاں امام بخاریؒ علما کا رد فرما رہے ہیں جنہوں نے یہ اصول وضع کیا ہے جس کی اصل شرع میں ناجائز ہو تو وہ باطل ہوتا ہے اور جس کا وصف شرع میں ناجائز ہو تو وہ فاسد ہوتا ہے جیسا کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ حق مہر چونکہ نکاح کی اصل نہیں ہے بلکہ اس کا وصف ہے لہذا اس وصف کی عدم موجودگی سے نکاح تو ہو جائے گا اگرچہ فاسد ہو گا یعنی اس نکاح کے شرعی اثرات مرتب ہوں گے اگرچہ وصف نکاح مثلاً حق مہر کی عدم ادائیگی کی صورت میں فاعل گناہ گار ہو گا [24] اور متعہ۔ چونکہ منسوخ ہو چکا ہے لہذا اصلاً ممنوع ہونے کی وجہ سے باطل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اس کے موقّت ہونے کو بھی ایک وصف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیتے ہوئے اسے بھی فاسد کہا ہے اور بعض نے تو نکاح متعہ اور نکاح شغار دونوں کو جائز قرار دیا البتہ ان میں وقت اور حق مہر کی عدم ادائیگی کی شرائط کو باطل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ نکاح ہو جائے گا جبکہ شرائط باطل ہیں اور باطل شرائط سے نکاح کے وجود پر کوئی اثرات مرتب نہیں ہوتے ہیں [25]

امام بخاریؒ نے ایک اور روایت کرتے ہیں:

عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «لا تنكح البكر حتى تستأذن ولا الثيب حتى تستأمر» فقيل يا رسول الله كيف إذنها؟ قال: «إذا سكتت» وقال بعض الناس إن لم تستأذن البكر ولم تزوج فاحتال رجل فأقام شاهدى زور أنه تزوجها برضاها فأثبت القاضي نكاحها والزوج يعلم أن الشهادة باطلة فلا بأس وأن يطأها وهو تزويج صحيح [26]

" حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اللہ کے رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کسی کنواری کا نکاح اس کی اجازت اور کسی شوہر دیدہ کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہیں کیا جائے گا۔ پس آپ سے سوال ہوا کہ کنواری کی اجازت کی کیا صورت ہو گی؟ تو آپ نے فرمایا: اس کی خاموشی (یعنی پوچھنے پر اس کا انکار نہ کرنا)۔ اور بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی کنواری عورت کسی شخص سے نکاح کی اجازت نہ دے اور شادی نہ کرے تو وہ شخص حیلہ کرتے ہوئے دو جھوٹے گواہ عدالت میں اس بات پر لے آئے کہ ان دو گواہوں کی موجودگی میں اس عورت نے اس شخص سے اپنی رضامندی سے نکاح کیا ہے اور قاضی اس شخص کے حق میں فیصلہ کر دے اور شوہر یہ جانتا ہو کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں تو اس شخص کے لیے اس عورت سے مباشرت جائز ہے اور یہ نکاح صحیح قرار پائے گا۔ "

امام بخاریؒ کہتا ہے کہ اس قسم کے جھوٹے حیلوں سے کوئی عورت اس شخص کے لیے حلال نہیں ہو جائے گی ، چاہے اس کے حق میں قاضی نے ہی فیصلہ ہی کیوں نہ دے دیا ہو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

عن أم سلمة عن النبي ﷺ قال إنما أنا بشر وإنكم تختصمون ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض وأقضى له على نحو ما أسمع فمن قضيت له من حق أخيه شيئا فلا يأخذ فإنما أقطع له قطعة من النار [27]

" حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سوا اس کے نہیں میں ایک بشر ہوں اور تم آپ میں جھگڑے کرتے ہوئے اور اس کا امکان ہے کہ تم میں کوئی ایک دوسرے سے زیادہ زبان کا تیز ہو اور میں اسکی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں ۔ پس اگر میں کسی کے حق میں اسکے بھائی کے حق میں کچھ فیصلہ کر دوں اور وہ اسے لے لے تو وہ یہ جان لے کہ میں اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔ "

پس جب اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے ایک چیز کسی کے لیے حلال نہیں ہو سکتی تو ایک عام قاضی کے فیصلہ سے کیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال ہو سکتی ہے۔ پس قاضی کے فیصلہ کے باوجود وہ عورت اس شخص پر حرام ہے اور اس کا اس عورت سے کوئی تعلق قائم کرنا زنا اور بدکاری کی حد میں داخل ہونے کے سبب سے اسے اخروی سزا کا مستحق بنا دیتا ہے۔

دھوکہ دینے والے حیلے

امام بخا رحؒ اپنی 'الجامع' ایسے حیلوں کا بھی رد فرماتے ہیں جو دھوکا دہی، فراڈ اور جھوٹ پر مشتمل یا خلاف حقیقت ہوں۔ امام صاحب ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما أن رجلا ذكر النبي ﷺ أنه يخدع في البيوع فقال إذا بايعت فقل لا خلابة [28]

" حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اسے خرید وفروخت میں لوگ بہت دھوکا دیتے ہیں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جب بھی تو خرید وفروخت کرتو معاملہ کرنے والے سے یہ کہہ دیا کر کہ کسی قسم کا دھوکا نہیں چلے گا۔ "

بعض تاجر بہت چرب زبان ہوتے ہیں اور اپنی چیز بیچنے کے لیے اسکی تعریف یا اوصاف میں مبالغہ کرتے ہیں جس سے کوئی سادہ شخص اس کے دام فریب میں آکر اس سے وہ چیز خرید لیتا ہے لیکن بعد میں اسے احساس ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ تو دھوکا ہوا ہے۔ ایسے ہی ایک سادہ لوح صحابی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تدبیر سکھادی کہ کسی سے خرید وفروخت کا معاملہ کرتے ہوئے تم یہ شرط لگا دیا کرو کہ کسی قسم کا بھی دھوکا یا خلاف حقیقت بیان کا اعتبار نہ ہو گا اور اب اگر اطلاع چیز کی خرید وفروخت عاقدین کی رضامندی سے بھی جائے لیکن بائع کو معلوم ہو کہ اس کے بیان میں کوئی خلاف حقیقت بات یا دھوکا تھا تو اس کے لیے اس شے کی قیمت جائز نہیں ہو گی پس حیلے کے ذریعے کسی کو بیع وشراء پر آمادہ کر لینے سے اس بیع وشراء کا شریعت میں اعتبار نہیں ہو گا۔

دوسروں کا حق مارنے کے حیلے

ایسے حیلے جن میں کسی دوسرے انسان کا حق غصب کیا جائے یا چھین لیا جائے، بھی ناجائز ہیں ۔ صحیح بخاری میں ہے:

باب إذا غصب الجارية فزعم أنها ماتت فقضي بقيمة الجارية الميتة ثم وجدها صاحبها فهي له ويرد القيمة ولا تكون القيمة ثمنا. وقال بعض الناس الجارية للغاصب لأخذه القيمة وفي هذا احتيال لمن اشتهى جارية رجل لا يبيعها فغصبها واعتل بأنها ماتت حتى يأخذ ربها قيمتها فيطلب للغاصب جارية غيره قال النبي ﷺ أموالكم عليكم حرام ولكل غادر لواء يوم القيامة [29]

" اس بات کا بیان کہ ایک شخص نے دوسرے کی لونڈی غصب کر لی اور مالک نے یہ سمجھا کہ وہ مر گئی ہے لہٰذا اس کی قیمت وصول کر لی پھر مالک کو وہ لونڈی مل گئی تو وہ اس لونڈی کا نیا مالک ہے اور قیمت غاصب کو لوٹا دی جائے گی اور اس کی طرف سے ادا شدہ قیمت اس لونڈی کی قیمت نہیں بنے گی۔ بعض لوگوں کا اس مسئلہ میں یہ کہنا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ لونڈی غاصب کے لیے ہے کیونکہ مالک نے اس کی قیمت وصول کر لی ہے حالانکہ اس میں حیلہ یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی لونڈ ی کی خواہش رکھتا ہے اور مالک اسے وہ لونڈی نہیں بیچنا چاہتا تو وہ اس لونڈی کو غصب کر لے اور یہ جھوٹ بولے کہ وہ لونڈی مر گئی ہے یہاں تک کنڈلی کا مالک اس کی قیمت وصول کر لے اور غاصب سے اپنی لونڈی کے علاوہ لونڈی کا مطالبہ کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تمہارے مال تم میں سے ایک دوسرے پر حرام ہیں اور ہر دھوکے باز کے ہاتھ میں قیامت والے دن ایک بدنامی کا 'جھنڈا' ہو گا۔"

پس بیع و شراء کے حیلے سے اگر کسی کی چیز غصب کر لی تو بیع و شراء کے شرعی جواز کے باوجود ایسے حیل پر مبنی بیع جائز نہیں ہو گی اور غاصب اس ظاہری خرید و فروخت کے باوجود غاصب ہی رہے گا ۔ امام بخاریؒ حوالہ سے ایک اور حدیث روایت کرتے ہیں: عن أم سلمة عن النبي ﷺ قال إنما أنا بشر وإنكم تختصمون ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض وأقضي له على نحو ما أسمع فمن قضيت له من حق أخيه شيئا فلا يأخذ فإنما أقطع له قطعة من النار [30]

" حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سوا اس کے نہیں میں ایک بشر ہوں اور تم آپ میں جھگڑے کرتے ہوئے اور اس کا امکان ہے کہ تم میں کوئی ایک دوسرے سے زیادہ زبان کا تیز ہو اور میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس اگر میں کسی کے حق میں اسکے بھائی کے حق میں کچھ فیصلہ کر دوں اور وہ اسے لے لے تو وہ یہ جان لے کہ میں اسے آگ کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ "

---

① فتح الباری : 12 □ 326

② فتح الباری: 12 □ 326

3 الأعراف 7 : 163

④ الأعراف 7 : 163، 165

⑤ كتاب البيوع، باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، رقم الحديث:2110

⑥ ڈاکٹر احمد حسن، جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز فی اصول الفقہ: ص ۴۲۱ ، مطبع مجتبائی، لاہور

⑦ سنن الترمذی: كتاب الزكاة عن رسول الله، باب كراهية أخذ خيار المال في الصدقة، رقم الحديث:625، دار إحياء التراث العربي، بيروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص 421۔422

⑨ ص 38: 44

⑩① يوسف 12: 70 ـ 72

⑪① صحيح البخاري: كتاب الوكالة، باب إذا باع الوكيل شيئا فاسدا فبيعه مردود، رقم الحديث: 2188

⑫① سنن أبي داؤد: كتاب الحدود، باب إقامة الحد على المريض، رقم الحديث: 4474

⑬① جامع الاصول از ڈاکٹر احمد حسن: ص 423۔ 425

⑭① يوسف 12 : 69

⑮① آٹھ صفحات پر مشتمل اس مفصل فتوے کی بعد پریس ریلیز بھی جار ی کی گئی، یہ فتوی ایک پمفلٹ کی صورت میں عام کیا گیا جس پر ا کے ناشر کا نام موجود نہیں ہے۔ البتہ یہ فتوی معروف انگریزی روزنامہ اخبار 'ڈیلی ٹیکے' ۲۹ اگست ۲۰۰۸ ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے اور اس کا خلاصہ جامعہ بنوری ٹاؤن کی ویب سائیٹ پر بھی موجود ہے ۔ اس میں یہ کہا گیا کہ مروجہ اسلامی بینکاری قطعی غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ اسلام کی طرف منسوب بینکاری کا بھی وہی حکم ہے جو دیگر سودی بینکوں کا ہے ۔ اس اجلاس میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی سے حضرت مولانا مفتی عبد المجید دین پوری صاحب، حضرت مو لانا مفتی رفیق احمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی شعیب عالم صاحب، جامعہ فاروقیہ سے حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب، حضرت مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت مولانا مفتی احمد خان صاحب، جامعہ اسلامیہ کلفٹن سے حضرت مفتی حبیب اللہ شیخ صاحب، خیر المدارس ملتان سے مولانا مفتی عبد اللہ صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے حضرت مفتی غلام قادر صاحب، جامعہ خلفائے راشدین، کراچی سے حضرت مفتی احمد ممتاز صاحب، جامعہ أحسن العلوم، کراچی سے حضرت مفتی زر ولی خان صاحب، جامعہ رشیدیہ بلوچستان سے حضرت مولا نا مفتی احتشام الحق آسیا آبادی صاحب وغیرہ نے شرکت کی ہے۔

مذکورہ فتوی کی تفصیل کے لیے دیکھیں، کتاب: **مروجہ اسلامی بینکاری کے بارے میں علماء کرام اور مفتیان عظام کا متفقہ فتوی**: ص ۳۔۴

⑯① صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب في ترك الحيل وأن لكل امرئ ما نوى في الإيمان وغيرها.

⑰① صحيح البخاري: كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، رقم الحديث : 1

⑱① صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب فى الزكاة وأن لا يفرق بين مجتمع ...، رقم الحديث : 6556

⑲① صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة

⑳② صحيح البخاري: كتاب الزكاة، باب لا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①② صحيح البخاري، كتاب الحيل

②② صحيح البخاري، كتاب الحيل، باب في الزكاة وأن لا يفرق بين مجتمع ...، رقم الحديث : 6558

③② صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب الحيلة فى النكاح، رقم الحديث : 6559

④② فتح البارى: 12 / 334

⑤② فتح البارى: 12 / 334

⑥② صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب فى النكاح، رقم الحديث : 6567

⑦② صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب إذا غصب جارية فزعم أنها ماتت فقضى ... ، رقم الحديث: 6566

⑧② صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب ما ينهى من الخداع، رقم الحديث : 6563

⑨② صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب إذا غصب جارية فزعم أنها ماتت فقضى....، رقم الحديث : 6566

⑩③ صحيح البخاري: كتاب الحيل، باب إذا غصب جارية فزعم أنها ماتت فقضي....، رقم الحديث : 6566

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷

فصل ہفتم

استقراء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقراء

'استقراء' کے لغوی معنی تتبع اور تلاش کرنے کے ہیں۔[1]

اصطلاح میں اس کا مفہوم ہے :" جزئیات کا بغور مطالعہ کر کے کلی حکم اور قاعدہ ثابت کرنا۔[2] "

لہٰذا جزئیات کا مشاہدہ کرنے سے جو نتیجہ بر آمد ہو، اسے 'استقرا' کہتے ہیں۔

قرآن مجید نے تعقل اور غور و فکر پر بہت زور دیا ہے:

﴿ قُلْ سِيرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُواْ كَيْفَ بَدَأَ ٱلْخَلْقَ ﴾[3]

"(اے نبی ﷺ) ان سے کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتداء کی ہے۔ "

اس کے علاوہ متعدد مقامات پر عقل کے استعمال پر زور دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ كَذَٰلِكَ يُحْيِ ٱللَّهُ ٱلْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴾[4]

" اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمہیں تمہاری عقل مندی کے لیے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ "

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴾[5]

" ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں اگر عقل مند ہو (تو غور کرو)۔ "

ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓاْ أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُواْ شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوٓاْ أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴾[6]

" وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ) تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ۔ تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے، تاکہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو۔"

انسان کی فطرت میں یہ بات ودیعت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے آس پاس کی چیزوں کو دیکھ کر کچھ اصول وضع کر لیتا ہے، مثلاً ایک ان پڑھ کسان یہ علم رکھتا ہے کہ گندم کا بیج زمین میں ڈالنے سے قبل زمین کو نرم کرنا ضروری ہے، ورنہ گندم کا نازک پودا سخت زمین کا سینہ چیر کر اپنا سر مٹی سے باہر نہیں نکال سکتا۔ اس کے علاوہ گندم کے بیج کو پانی، دھوپ اور ہوا وغیرہ بھی مناسب مقدار میں ملتی رہنی چاہیے۔ ان پڑھ انسان کو یہ بات کسی زرعی یونیورسٹی کی تعلیم و تحقیق سے معلوم نہیں ہوئی بلکہ اس کا زندگی بھر کا تجربہ اسے بتاتا ہے کہ یہ بات بالکل سچ ہے۔ اس کا یہ تجربہ اس کے چھوٹے سے گاؤں کے چند کھیتوں تک محدود ہے جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے مختلف کھیتوں میں گندم کے بیج کو اسی طرح ایک پودا بنتے دیکھا۔ جس سے اس نے یہ عمومی قاعدہ اصول بنالیا کہ بیج اس وقت نشوونما حاصل کرتا ہے جب کھیت کی مٹی نرم ہو اور اسے پانی، دھوپ اور ہوا وغیرہ بقدر ضرورت ملے۔

استقراء کی دو قسمیں ہیں:

1۔ استقراء تام

2۔ استقراء ناقص

1 ۔ استقرءِ تام

'استقراء تام' کا مطلب یہ کہ کسی قضیہ کی تمام جزئیات کا مشاہدہ کرنے کے بعد ایسا کلی حکم ثابت کرنا جو اس کی تمام جزئیات کو شامل ہو۔ مثلاً فرض نماز ہو یا نفل نماز، ان میں سے ہر ایک کے لیے طہارت ضروری ہے، لہٰذا ہر نماز کی ادائیگی کے لیے طہارت ضروری ہے، مگر نزاعی صورتوں کے علاوہ۔

اسی طرح بیع ایک معاہدہ ہے اور ہر معاہدے کا لازمی حصہ رضامندی ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں تسلیم کرلی جائیں تو پھر اس کا نتیجہ بھی تسلیم کرنا ضروری ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ بیع کیلئے رضامندی ضروری ہے۔

'استقراء تام' میں کسی قضیہ کی جزئیات سے متعلق اقوال تسلیم کرلینے کے بعد ان کا نتیجہ تسلیم کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

2 ۔ استقراءِ ناقص

کسی قضیہ کے لیے کوئی حکم اس بنا پر ثابت کرنا کہ وہ حکم اس قضیہ کے بعض یا اکثر جزئیات میں بھی ثابت ہے، 'استقراء ناقص' کہلاتا ہے، مثلاً ہر جانور کھانے اور بولنے کے لیے اپنے منہ کا نچلا جبڑا حرکت میں لاتا اور استعمال کرتا ہے۔ یہ بات مختلف حیوانات اور انسان کے جبڑوں کے مطالعہ ومشاہدہ کے بعد ایک قاعدہ عاہ کے طور پر کہی جاتی ہے، لیکن مگرمچھ اپنا اوپر والا جبڑا ہلاتا اور استعمال میں لاتا ہے۔ مگرمچھ کا یہ فعل دیگر تمام حیوانات کے نچلے جبڑے کو ہلانے کے فعل کے خلاف ہے، لہٰذا استقراء ناقص سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ ضروری نہیں ہے کہ سو فیصد سچ ہوں۔ ان میں استثناء کا احتمال ہمیشہ ہوتا ہے۔

'استقراء ناقص' کی ایک مثال امام کا یہ فتویٰ ہے کہ وتر واجب نہیں ہے، کیونکہ وتر کی نماز سواری پر ادا کی جاسکتی ہے اور وہ نماز جو سواری پر ادا ہو جائے وہ واجب نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایسی خاتون جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت کے بارے میں امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ اس کی مدت حیض کے حوالے سے اس کی قریبی رشتہ دار خواتین کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ وہ طبعی اور خلقی طور پر ان سے قرابت رکھتی ہے۔

'استقراء ناقص' سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس کا درجہ یقین کا نہیں بلکہ غالب یا راجح ظن کا ہوتا ہے[7]۔

'استقراء' اور امام بخاریؒ

'استقراء' کے حوالے سے امام بخاریؒ کے ذیل کے دو نکات کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. ضابطہ ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت 60 دن ہو گی

"كتاب الحيض، باب من سمي النفاس حيضا و الحيض نفاسا"

امام بخاریؒ نے یہ باب منعقد فرما کر ایک تو اصل کی جانب اشارہ کیا ہے کہ نکلنے والے خون کا اصل نام نفاس ہے، لیکن اس کی تعبیر معنی اخص کے ساتھ کی ہے یعنی نفاس کو حیض اور حیض کو نفاس کا نام دیا ہے۔ اس سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر نفاس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟ کیونکہ اس کی تعیین کے بغیر شرعی احکامات پر عمل ناممکن ہے۔ امام بخاری ؒ ذہنوں کی ان راستوں کی طرف رہنمائی فرمانا چاہتے ہیں کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہو سکتی ہے اس کی تحقیق کی جائے۔ اسی تحقیق ہی کا نام 'استقراء' ہے۔ استقراء کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ نفاس کی مدت 60 دن ہے اور یہی مذہب شافعیؒ ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے استقراء کو نظر انداز کرتے ہوئے ام سلمہؓ کی روایت سے حجت پکڑی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے دور میں نفاس والی عورتیں چالیس دن شمار کرتی تھیں لیکن اس کا اس سے کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ چالیس کا عدد ساٹھ میں داخل ہے، اور دوسرا یہ کہ بوجہ استقراء دن 60 ثابت ہو چکا ہے اور یہی امام بخاری ؒ کا مقصود ہے۔ (8)

2. حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے

"كتاب التفسير، باب ﴿وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن... ﴾

امام بخاریؒ ان آیات کی تفسیر میں جہاں دیگر مقاصد کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں وہاں ضمنی طور پر یہ بات بھی سمجھانا چاہتے ہیں کہ عدت کے معاملات پر تبھی پوری طرح عمل ہو سکتا ہے جب تک اسکی زیادہ سے زیادہ مدت کا تعین کر لیا جائے۔ مثال کے طور پر جب تک یہ واضح نہ ہو کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے اسوقت تک عورت کی عدت ختم نہیں ہو گی اور وہ آگے نکاح نہیں کر سکتی۔ یہ ایک اشارہ ہے کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت کا علم ہونا ضروری ہے اور اسکی تعیین 'استقراء' ہی کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ امام بخاریؒ خود تو کسی معین مدت کی طرف اشارہ نہیں کیا، لیکن اس طرف توجہ ضروری دلوائی ہے۔

اس سلسلہ میں جمہور فقہا کا مذہب یہ ہے کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے اور یہ چیز بنی عجلان کی عورتوں میں پائی جاتی تھی، جبکہ بعض لوگ یہاں پر صحابی کے ایک اثر کی بناء پر کہتے ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ 'استقراء' کے بعد چار سال کی مدت ثابت ہو چکی ہے، جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ (9)

---

1 المنجد: ص 617

2 التعريفات: 1 / 37

3 العنكبوت 29: 20

4 البقرة 2: 73

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 الحدید 57 : 17

6 المؤمن40 : 67

7 المهذب: 3/ 1025، 1026

8 صحيح البخاري: كتاب الحيض، باب من سمي النفاس حيضا و الحيض نفاسا، رقم الحديث : 298

9 صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن... ، رقم الحديث: 4909

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸

فصل ہشتم

اِستصحاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استصحاب

لغوی تعریف

'استصحاب' لغت میں مصاحبت کے معنی میں آتا ہے۔ کہا جاتا ہے"استصحبت في سفری الكتاب والرفيق" یعنی میں نے کتاب یا رفیق کو سفر میں اپنا ساتھی بنایا۔ 'استصحاب' کا معنی ہے: مصاحبت چاہنا، ایک دوسرے سے چمٹے رہنا اور جدا نہ ہونا، باقی رکھنا، جاری رہنا، کسی چیز کا اسی حالت میں باقی رہنا جب تک اسے تبدیل کرنے والی کوئی چیز نہ پائے جائے۔ (1)

اصطلاحی تعریف

استصحاب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے: "استدامة إثبات ما كان ثابتا أو نفی ما كان منفيا" (2)

" جو چیز پہلے سے ثابت و موجود چلی آرہی ہو اس کو اسی طرح سمجھنا، یا جو چیز پہلے موجود نہ ہو اس کو اب بھی موجود نہ سمجھنا۔"

ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے: "هو بقاء ذلك الأمر ما لم يوجد ما يغيره" (3)

" یعنی جو چیز جس حالت میں پہلے تھی اس کو اس وقت تک اسی طرح اپنی حالت میں باقی سمجھنا جب تک کوئی ایسا سبب موجود نہ ہو جو اس کو تبدیل کر دے۔ "

اگر کسی چیز کا وجود ماضی میں دلیل کے ساتھ ثابت شدہ ہے اور زمانہ حال میں اس کے وجود کی نفی پر کوئی دلیل نہیں ملتی، تو پھر اس چیز کو حال میں بھی اسی طرح موجود سمجھا جائے گا جسطرح کہ وہ ماضی میں تھی، کیونکہ اس چیز کا موجود ہونا ماضی سے ہی سے ثابت چلا آرہا ہے اور اگر ماضی میں اس چیز کا عدمِ وجود دلیل کے ساتھ ثابت تھا اور بعد والے زمانے میں اسکے وجود پر کوئی دلیل نہیں ملتی تو ماضی میں اس چیز کے عدم وجود کا حکم زمانہ حال میں بھی اسی طرح باقی رکھا جائے گا۔ ماضی کے اس حکم کو حال کے ساتھ مصاحبت دینا یا بہ الفاظ دیگر ماضی کے حکم کا حال میں استمرار ماننا علماے اصول کے ہاں 'استصحاب' کہلاتا ہے۔ (4)

اس اصول کی بنیاد پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ کسی خاص وقت یا زمانہ میں وہ زندہ تھا ہم یہ کہیں گے کہ وہ اب بھی زندہ ہے، جب تک اس کی وفات کے بارے میں کوئی ثبوت موجود نہ ہو، گویا مفقود الخبر شخص کے بارے میں 'استصحاب' کا تقاضا ہے کہ اسے زندہ شخص ہی کی مانند تسلیم کیا جائے، الا کہ اس کی وفات کی کوئی اطلاع مل جائے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرے جو باکرہ یا غیر شادی شدہ ہو اور وہ اس کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد یہ دعوی کرے کہ وہ عنت شادی شدہ تھی، یعنی اس کی بکارت زائل تھی اور وہ شخص اپنے اس دعوی کی تائید میں کوئی ثبوت بھی پیش نہ کرے تو بلا ثبوت اس کا ایسا دعوی تسلیم نہیں کیا جائیگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ شادی تک دوشیزہ لڑکیوں کی بکارت کے بارے میں اصل یہ ہے کہ ان کی بکارت موجود ہوتی کیونکہ پیدائش ہی سے یہ چیز چلی آتی ہے، الا کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ بکارت شادی سے پہلے زائل ہو چکی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استصحاب کی اقسام

استصحاب کی کئی قسمیں ہیں، جن میں سے مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

1 ۔ استصحاب اباحت

وہ تمام چیزیں جو نفع بخش ہیں اور شریعت نے ان کے حرام ہونے پر کوئی واضح اور معین حکم نہیں دیا، ایسی چیزوں میں 'اصل' یہ ہے کہ وہ مباح ہیں، جب تک کوئی دلیل ان چیزوں کی اصل کو تبدیل کرنے والی موجود نہ ہو تو 'استصحاب' کی رو سے ان کے مباح ہونے کا حکم ہو گا۔ تمام خورد و نوش کی اشیا، جانور، نباتات یا جمادات جن کے حرام ہونے کی کوئی دلیل موجود نہ ہو وہ حلال اور مباح ہیں، کیونکہ کائنات کی تمام چیزوں کا حکم اصلی اباحت ہے، مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ہے:

1. ﴿وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا مِّنۡهُۚ﴾ (5)

" اور اس نے زمین و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا۔ "

2. ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا﴾ (6)

" وہی (اللہ) ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔ "

3. پھر فرمایا: ﴿أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ﴾ (7)

" تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔ "

4. نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ» (8)

"سب مسلمانوں میں زیادہ بڑا گناہ گار مسلمان وہ ہے جس نے ایسی بات پوچھی جو حرام نہ تھی، پھر اس کے پوچھنے کے سبب سے وہ لوگوں پر حرام ہو گئی۔ "

2 استصحاب براءتِ اصلیہ

انسان اپنی اصلیت کے اعتبار سے تمام حقوق سے بری ہے، جب تک کہ کوئی دلیل موجود نہ ہو، اس وقت تک اس کے ذمہ کوئی حق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ دوسرے پر اس کا حق ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا حق ثابت کرے، کیونکہ مدعیٰ علیہ اصلیت کے لحاظ سے اس سے بری ہے۔ اگر مضارب یہ ثابت کرے کہ مضاربت میں اسے کوئی نفع نہیں ہوا تو اس کا قول تسلیم کیا جائے گا، جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

اسی طرح شریعت نے انسان کو جن چیزوں کا مکلف کیا ہے وہ ان سے بری الذمہ ہے یہاں تک کہ کوئی ایسی دلیل پائی جائے جو اسے ان کا مکلف کر دے، جیسے اگر کوئی چھوٹا ہے تو شریعت کی طرف سے اس پر کوئی ذمہ داری نہیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ اگر وہ سویا ہوا ہے، تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے اور اگر وہ پاگل ہے تو اس پر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نہیں یہاں تک کہ وہ عقل کی حالت میں آجائے۔[9]

3۔استصحابِ حکم

یعنی یہ کہ اگر مسئلہ میں حکم جواز یا حرمت کا ہے تو وہ جواز یا حرمت ہی کا رہیگا، یہاں تک کہ جواز کے حرمت میں یا حرمت کے جواز میں تبدیل ہو جانے کی دلیل مل جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ احکام کے اپنی حالت بر قرار رہنے میں اصل یقین ہے اور وہ یقین یا ظن غالب ہی سے زائل ہو سکتا ہے۔ جمہور علما کی یہی رائے ہے۔ ان کے ہاں جو شخص باوضو ہے اس کا وضو بر قرار رہیگا، جب تک کہ اس کے ٹوٹ جانے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو جائے۔ اسی وجہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق آواز یا ریح کی صریح موجودگی کے بغیر نماز کو نہیں توڑنا چاہیے۔[10] مالکیہ کے اس مسئلہ اصل احتیاط ہے، چنانچہ شک کی صورت میں بھی اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔[11]

4۔ استصحابِ وصف

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز یا کسی شخص کا وصف ویسا ہی سمجھا جائے گا جیسا کہ وہ تھا، یہاں تک کہ اس کا تبدیل ہو جانا ثابت ہو جائے، جیسے پانی اپنی اصل کے اعتبار سے پاک ہے تو وہ پاک ہی رہے گا اور کسی چیز کے ملنے سے اس کا یہ وصف زائل نہیں ہو گا، الا یہ کہ اس چیز سے اس کا رنگ، بو یا مزا بدل جائے۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد پر کسی شخص کی ملکیت ثابت ہو، تو اس کی یہ ملکیت اور اس کا حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک اس کی ملکیت زائل ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ اس کو فروخت کر دے، وقف کر دے یا ہبہ کر دے۔

اسی طرح نکاح ثابت ہو جانے کے بعد منکوحہ عورت اپنے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال ہے جب تک ان کے درمیان تفریق لازم کرنے والی کوئی دلیل نہ پائی جائے۔[12]

5 ۔اختلاف کی صورت میں استصحابِ حکمِ اجماع

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں فقہاء کے اختلاف کے موقع پر اجماع سے ثابت حکم کو باقی رکھا جائے گا۔ اگر کسی مسئلہ کے حکم پر اجماع منعقد ہو، بعد ازاں اس متفقہ حکم کی کسی صفت میں تبدیلی واقع ہو جائے جس کی بناء پر فقہاء کے مابین مسئلہ کے حکم میں آراء کا اختلاف پیدا ہو تو اس اختلاف کے بعد والی صورت میں اجماع سے ثابت پہلے والے حکم ہی کو استصحاباً جاری رکھا جائے گا، جب تک کہ اجماع سے ثابت حکم کو زائل کرنے والی کوئی واضح دلیل سامنے نہ آجائے۔ جیسے پانی نہ ملنے پر تیمم کر کے نماز پڑھنے والا شخص اگر دوران نماز پانی کو دیکھ لے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، کیونکہ پانی کی عدم دستیابی کی حالت میں تیمم کی نماز صحیح ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے۔ اگر متیمم پانی ملنے سے قبل اپنی نماز مکمل کر لیتا ہے تو سب فقہا کے نزدیک اس کی نماز درست ہے اور وہ اپنی نماز نہیں دہرائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تیمم کرنے والا دوران نماز پانی دیکھ لے تو کیا اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور کیا وہ وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کرے یا اس کی نماز درست ہو گی اور وہ اسی حالت میں اپنی نماز کو جاری رکھے اور مکمل کر لے؟ اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء یہ ہیں:

امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تیمم کی نماز باطل ہے اور وہ وضو کر کے نماز دوبارہ ادا کرے۔ اس صورت میں پانی کو دیکھنے سے پہلے کی حالت میں تیمم کی نماز صحیح ہونے پر اجماع کے حکم کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ دوران نماز پانی دیکھ لینے کی صورت میں تیمم کی نماز باطل نہیں ہے۔ وہ اسی حالت میں نماز مکمل کرے، کیونکہ پانی دیکھنے سے قبل کی حالت میں تیمم کی نماز کی صحت پر اجماع ثابت ہے۔ اختلاف فقہاء کی موجودہ صورت میں استصحاب پر عمل کرتے ہوئے اجماع سے ثابت پہلے والے حکم ہی کو بعد میں جاری رکھا جائے گا۔[13]

علامہ ابن قدامہؒ نے المغني میں، علامہ ابن قیمؒ إعلام الموقعين میں اور امام شوکانیؒ نے إرشاد الفحول اس مسئلہ میں تفصیل کلام کیا ہے اور دوسری کو ترجیح دی ہے کہ وہ استصحاب اجماع کی وجہ سے اپنی نماز کو جاری رکھے گا۔

6،7۔ استصحابِ عموم یہاں تک تخصیص آجائے اور استصحابِ نص یہاں تک کہ نسخ آجائے

اس قسم سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی چیز اس وقت تک عام سمجھی جائے گی جب تک کہ اس کی تخصیص نہ آجائے اور اسی طرح نص کا استمرار جاری رہیگا، یہاں تک کہ شارع کی طرف سے اسے منسوخ کر دیا جائے۔[14]

استصحاب کی حجیت

استصحاب کی حجیت کے سلسلہ میں اہل علم کی دو آراء ہیں:

1. امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم، اہل ظاہر اور ان کے ہم فکر دیگر علما 'استصحاب' کو مطلق حجت قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک استصحاب کا اصول احکام کے اثبات اور نفی دونوں میں اور موجود، معدوم، عقلی اور شرعی تمام امور میں حجت ہے، جب تک کہ اسے تبدیل کرنے والی کوئی مخالف دلیل سامنے نہ آجائے، لہٰذا وہ چیز جو دلیل کے ساتھ ثابت ہو، پھر اس کے باقی رہنے میں شک پیدا ہو جائے تو 'استصحاب' پر عمل کرتے ہوئے اس چیز کے باقی رہنے کا حکم دیا جائے گا۔ ان اہل علم نے اپنی رائے کو ان الفاظ میں منضبط فرمایا ہے: الاستصحاب حجة في الدفع والإثبات یعنی 'استصحاب' نفی اور اثبات دونوں میں حجت ہے۔[15]
2. حنفی فقہاء 'استصحاب' کو حجت تو مانتے ہیں لیکن اس کا دائرہ محدود کر دیتے ہیں۔ ان کی رائے میں 'استصحاب' نفی اور دفع میں تو حجت ہے، لیکن اثبات اور استحقاق میں حجت نہیں ہے۔ یعنی یہ اصول کسی کا دعوی زائل کرنے میں تو استعمال ہو گا لیکن استقرار حق کے لیے دلیل نہیں بن سکتا۔ اس کے ذریعے کسی حق یا حکم کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ وہ اپنے موقف کی تعبیر ان الفاظ سے کرتے ہیں: الاستصحاب حجة في الدفع، لا في الإثبات یعنی استصحاب دفع و نفی میں تو حجت ہے، لیکن اثبات اور استحقاق میں حجت نہیں۔ خلاصہ یہ کہ 'استصحاب' حجت تو سب کے نزدیک ہے، لیکن احناف کے نزدیک یہ بقائے حکم کے لیے حجت نہیں، دفع حکم کے لیے حجت ہے۔[16]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. یہاں ایک تیسرا موقف متکلمین کا ہے، جو 'استصحاب' کو سرے سے حجت تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح زمانہ اول میں کوئی مسئلہ دلیل کا محتاج تھا بالکل اسی طرح زمانہ ثانی میں بھی وہ نئی دلیل کا محتاج رہے گا۔ اس لیے کہ یہ احتمال باقی ہے کہ زمانہ ثانی میں وہ دلیل ہو یا نہ ہو اور ان کے ہاں یہ چیز شرعیات کے ساتھ خاص ہے، البتہ حسیات کا معاملہ اس سے مختلف ہے، کیونکہ حسیات میں 'استصحاب' کو جاری کرنا اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہے، جبکہ شرعیات میں ایسا نہیں ہے۔[17]

اس اختلاف کے اثرات

استصحاب کی حجیت میں علما کے مابین اس اختلاف کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کا اندازہ مفقود الخبر شخص کے احکام سے لگایا جاسکتا ہے۔ مفقود الخبر شخص وہ ہے جو اپنے علاقے سے غائب ہو جائے، اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکے کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہی اس کی زندگی یا موت کا کوئی علم ہو۔

مفقود الخبر شخص کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ آیا اسے مردہ تصور کر کے اس کا ترکہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے یا نہیں، نیز اگر اس کے قریبی رشتہ داروں میں کوئی وفات پا جائے تو کیا مفقود الخبر شخص کو زندہ تصور کر کے متوفی رشتہ دار کے ترکہ میں سے اس کا حصہ نکالا جائے یا اس پر میت کا حکم نافذ کر کے وفات پانے والے رشتہ دار کا ترکہ باقی زندہ ورثاء کے مابین تقسیم کر دیا جائے۔ یہی سوال ایسے شخص کی بیوی کے آگے نکاح کرنے کے جواز سے تعلق رکھتا ہے کہ آیا وہ ابھی بھی اس شخص کے عقد نکاح میں ہے یا اسے بیوہ شمار کیا جائیگا؟

علماے احناف نے قرار دیا ہے کہ مفقود الخبر شخص کو اس وقت تک زندہ تصور کیا جائے گا، جب تک اس کے مرنے کا ثبوت سامنے نہ آجائے۔ اس کا مال ورثاء کے درمیان تقسیم نہیں کیا جائے گا، نہ اس کی بیوی کو طلاق ہو گی اور نہ ہی وہ اپنے غائب رہنے کے عرصہ میں فوت ہونے والے کسی رشتہ دار کے ترکہ میں سے بحیثیت وارث کوئی حصہ وصول کر سکے گا۔ احناف کے نزدیک مفقود الخبر شخص کی وفات، اس کے ترکہ کی تقسیم اور اس کی بیوی کے فسخ نکاح کے دعووں کے خلاف 'استصحاب' حجت ہے، لیکن اس کی یہ زندگی کسی نئے حق کو ثابت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یعنی کسی ایسی چیز کا وجود ثابت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی جو اس شخص کے غائب ہوتے وقت اس کے پاس موجود نہیں تھی۔ 'استصحاب' کی رو سے اسے زندہ قرار دینا اعتباری ہے، حقیقی نہیں ہے۔

مالکی فقہاء نے یہ رائے دی ہے کہ مفقود الخبر شخص کا مال روک لیا جائے گا، جب تک کہ ستر سال گزرنے کے بعد قاضی اس کی موت کا حکم نہ سنا دے۔ جب قاضی اس کی موت کا فیصلہ کر دے، تو پھر اس کا ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ کسی دوسرے فوت شدہ رشتہ دار کے ترکہ میں سے مفقود الخبر شخص حصہ بھی روک لیا جائے گا، جب تک اس کا زندہ ہونا ظاہر نہ ہو جائے۔

امام شافعیؒ کا موقف یہ ہے کہ مفقود الخبر شخص کو ایک زندہ آدمی مانا جائے گا، نہ اس کا ترکہ تقسیم ہو گا، نہ بیوی اس سے علیحدہ ہو گی اور وہ کسی دوسرے کے ترکہ سے بحیثیت وارث اپنا حصہ حاصل کرے گا۔ اس لیے کہ مفقود الخبر شخص کی اصل یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ زندہ ہے، لہذا اس اصل کو باقی و جاری کھا جائے۔ (18)

قائلین 'استصحاب' کے دلائل

قائلین 'استصحاب' کے ہاں اس کی حجیت کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ﴾ (19)

" اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے، اس میں تو میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے، یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر اللہ کے سوا کسی کا نام لیا گیا ہو۔"

اس آیت میں دلیل موجود نہ ہونے سے استدلال کیا گیا ہے اور یہی استصحاب ہے۔

2. نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی جسے یہ خیال ہو جاتا کہ نماز میں اس کی ریح خارج ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا» (20)

" وہ نماز اس وقت نہ توڑے جب تک کہ وہ آواز نہ سن لے یا نہ پائے۔"

اس حدیث میں ایسے شخص کا وضو صحیح ہونے کا حکم دیا گیا ہے، جسے اپنے وضو کے باقی رہنے کا یقین ہے اور اس کے ٹوٹ جانے میں شک ہے۔ شک دلیل نہیں بن سکتا، لہذا وضو اپنی اصل پر قائم رہا۔

3. جو شرعی احکام عہد نبوی میں ثابت تھے، وہ ہمارے حق میں بھی ثابت ہیں اور ہم ان احکام کے مکلّف و پابند ہیں۔ اس کی دلیل 'استصحاب' ہے۔ اگر 'استصحاب' حجت نہ ہوتا تو یہ احکام ہم پر لازم نہ ہوتے۔

4. ماضی میں ثابت یا معدوم چیز کو ظن اور گمان کی بنا پر اس وقت تک جاری و باقی رکھا جاتا ہے جب تک اس کے برعکس کوئی دلیل نہ آجائے، کیونکہ شرعی احکام میں ظن غالب حجت ہے۔

5. 'استصحاب' کا اصول بعثت کے لوازمات میں سے ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت برحق ہے، لہذا اس کے لوازمات بھی برحق ہیں۔ 'استصحاب' بعثت کے لوازمات میں سے اس طرح ہے کہ رسالت و نبوت کے ثبوت میں معجزات کا ظہور لازمی ہے۔ معجزہ ایک خارق عادات واقعہ ہوتا ہے جبکہ عادت سے کسی چیز کا تسلسل کے ساتھ یا وقفہ وقفہ سے ہمیشہ وقوع پذیر ہونا مراد ہے، جیسے سورج کا روزانہ مشرق سے طلوع ہونا اور مغرب میں روزانہ غروب ہونا۔ (21)

مانعین 'استصحاب' کے دلائل

مانعین 'استصحاب' کے چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1. جس طرح کسی چیز کو پہلے زمانے میں ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح بعد والے زمانے میں بھی اس کے ثبوت کے لیے کسی دلیل کی احتیاج ہوتی ہے۔ صرف ابتداء میں کسی چیز کا ثابت ہونا اس کے باقی و جاری رہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کافی نہیں ہے، کیونکہ کسی چیز کا موجود ہونا اور اس کا باقی و جاری رہنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ماضی میں ہونے والا کوئی معاملہ بعد میں نہ ہو۔ ہر وہ کام جو بغیر دلیل کے ہو، قابل رد ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ استصحاب کسی چیز کو ثابت کرنے کے لیے بالذات دلیل نہیں ہے۔

2. شرعی احکام کسی ایسی دلیل ہی سے ثابت ہوں گے جو قرآن و سنت کی کسی نص، اجماع یا قیاس سے ماخوذ ہو۔ استصحاب ان ادلہ شرعیہ میں شامل نہیں ہے، لہذا شرعی امور میں اس سے احکام کا استنباط کرنا جائز نہیں ہے۔
3. اگر ہم استصحاب کو حجت مان لیں تو اس طرح متعارض دلائل کے ذریعہ احکام ثابت کرنے کا راستہ کھل جائے گا۔

اصولِ استصحاب کا تجزیہ اور راجح رائے

مذکورہ بالا آراء کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ 'استصحاب' کی دلیل صرف اس وقت کام آتی ہے جب انتہائی کوشش اور جستجو کے باوجود دلائل شرعیہ یعنی قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے کوئی مدد نہ ملے۔ دیگر دلائل کی موجودگی میں براہ راست 'استصحاب' پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ (22)

امام شوکانیؒ استصحاب کے بارے میں علماے اصول کی آراء کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" استصحاب حقیقت میں کسی نئے حکم کو ثابت نہیں کرتا، لیکن جو حکم ماضی میں معتبر دلیل سے ثابت تھا وہی اب بھی جاری رہیگا۔ اس صورت میں اپنی ذات سے یہ کوئی فقہی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا ماخذ ہے جس سے احکام مستنبط کیے جائیں۔ یہ تو صرف اس بات کا قرینہ ہے کہ جس دلیل کی بنیاد جو حکم سے پہلے تھا اب بھی وہی باقی ہے۔ نیز کسی مسئلہ میں جب کوئی دلیل موجود نہ ہو اس وقت استصحاب پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے کہ جب فقیہ دلیل تلاش کرنے میں اپنی پوری کوشش کر چکا ہوتا ہے اور اس کو دلیل نہ ملے، اس وقت وہ استصحاب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس لیے بقول بعض فتوی کا آخری دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں وہ نفی واثبات میں استصحاب حال کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر اس چیز کے زائل ہونے میں کوئی تردد ہو تو اس کو باقی سمجھا جائیگا، اگر وجود میں تردد ہو تو اصل میں اس کا عدم وجود معتبر ہوگا یعنی اسے معدوم سمجھا جائیگا۔ (23)

واضح ہوا کہ کسی مسئلہ میں استصحاب سے استدلال اسی صورت میں کیا جائیگا جب اس مسئلہ میں انتہائی تلاش کے باوجود کتاب و سنت، اقوال صحابہ، اجماع، قیاس اور مصالح وغیرہ سے کوئی دلیل نہ ملے۔ اسے اختیار کرنے پر ائمہ اربعہ اور ظاہریہ سب کا اتفاق ہے، اگرچہ ان کے درمیان اختلاف اس کی مقدار میں ہے، یعنی یہ کہ اسے کس حد تک اختیار کیا جائے اور کس حد تک اختیار نہ کیا جائے۔ اسے سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ظاہریہ ہیں، پھر حنبلیہ، پھر شافعیہ اور پھر مالکیہ وحنفیہ ہیں۔ اس کا انحصار اس پر ہے کہ جن فقہاء نے قیاس اور استحسان و مصالح کا استعمال کم کیا اور اپنے آپ کو کتاب و سنت اور اجماع ہی کا پابند رکھا، جیسے ظاہریہ تو انہوں نے دوسروں کی بہ نسبت استصحاب پر عملاً زیادہ اعتماد کیا اور جن فقہاء نے قیاس اور استحسان و مصالح کو اختیار کرنے میں توسع دیکھایا جیسے حنفیہ و مالکیہ تو ان کا استصحاب پر اعتماد عملاً کم رہا اور جو لوگ اس بارے میں درمیانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے، جیسے شافعیہ وحنبلیہ تو وہ استصحاب پر اعتماد کرنے میں بھی درمیانے رہے۔[24]

استصحاب پر مبنی بعض قواعد

فقہاء کئی قواعد فقہیہ کی بنیاد استصحاب پر رکھی ہے، جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

1. "الأصل بقاء ما كان على ما كان"[25]

" جو جیسا تھا اسے ویسا ہی تسلیم کیا جائے۔ "

مثلاً مفقود الخبر شخص کو زندہ تسلیم کیا جائے، جب تک کہ اس کے فوت ہونے کا ثبوت نہ ملے۔

2. "اليقين لا يزول بالشك"[26]

"یقین کو کسی شک کے ذریعے زائل نہیں کیا جاسکتا۔"

مثلاً اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں سحری کھائے۔ اسے فجر کے طلوع ہونے میں شک ہو اور یہ یقین نہ ہو کہ اس نے طلوع فجر کے بعد کھانا کھایا ہے یا اس سے پہلے کھایا ہے، اس کا روزہ درست ہے اور اس پر اس دن کے روزہ کی قضا واجب نہیں ہے۔ کھانا کھاتے وقت رات کا ہونا یقینی امر تھا اور فجر کے طلوع ہونے میں شک تھا، لہذا یقین والی چیز پر عمل کیا جائے گا۔ یقین کسی شک کے ذریعے زائل نہیں ہوتا۔

3. "الأصل براءة الذمة"[27]

" اصول یہ ہے کہ ذمہ داری سے (انسان کو) بری تصور کیا جائے۔ "

چنانچہ اس ضابطہ کی رو سے ملزم اس وقت تک الزام سے بری سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس پر الزام ثابت نہ ہو جائے۔

4. "الأصل في الأشياء الإباحة"[28]

" اصول یہ ہے کہ تمام چیزیں مباح (جائز) ہیں۔ "

ہر قسم کا معاملہ اور تصرف صحیح ہے جب تک کہ شریعت سے اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ملے۔ البتہ گوشت اور عورت اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اگر کسی گوشت کے بارے میں یقین نہ ہو کہ وہ ذبیحہ ہے تو ایسے گوشت کی اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کے ساتھ نکاح کی اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہیں، ماسوائے اس عورت کے جس سے نکاح کرنا جائز ہو اور اس سے نکاح کر لیا جائے۔

'استصحاب' کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف

امام بخاریؒ بھی دیگر اصولیین کی طرح اصولِ اجتہاد کو تسلیم کرتے ہیں تفصیلات کے ساتھ جن کا تذکرہ ابھی اوپر گذرا۔ 'استصحاب' کے حوالے سے ان کا یہ موقف مندرجہ ذیل ابواب اور امثلہ کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے:

1. **'استصحاب' کے ثبوت کی پہلی اور صریح دلیل صحیح بخاری کی اس تبویب سے سامنے آتی ہے:**

كتاب الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول استصحاب بر مبنی یہ قاعدہ اہل علم کے ہاں معروف ہے: اليقين لا يزول بالشك[29] یعنی یقین کو کسی شک کے ذریعے زائل نہیں کیا جاسکتا۔ اس قاعدہ کی مثال جمہور علماء کے ہاں یہ ہے کہ جو شخص باوضو ہے اس کا وضو برقرار رہیگا، جب تک کہ اس کے وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو جائے۔ امام بخاریؒ اصول اور اس کے تحت پیش کی جانے والی اس مثال دونوں کے قائل ہیں، بلکہ اس بات کو انہو ں نے اپنی تبویب میں صراحت سے بیان کیا ہے۔ ثابت ہوا کہ امام بخاریؒ اصول استصحاب کو معروف معانی میں تسلیم کرتے ہیں۔[30]

2. **اس کے ثبوت کی دوسری صریح دلیل صحیح بخاری میں یوں ہے کہ غیر سبیلین سے اخراج کی صورت میں وضو کا معاملہ تب تک برقرار رہیگا، جب تک کہ غیر سبیلین سے اخراج کی صورت میں کوئی دلیل سامنے نہ آجائے۔**

امام بخاریؒ بات کو باقاعدہ اس تبویب سے واضح کیا گیا ہے:

"كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر..."

وہ یہاں ایسی احادیث سے استدلال فرمارہے ہیں جو اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خون آلود کپڑوں ہی میں نماز ادا فرماتے تھے۔ امام صاحب اس بات کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ خون کے اخراج کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ اصل عدم نقض ہے، پس یہ اصل برقرار رہے گا یہاں تک کہ اسکے خلاف دلیل مل جائے اور اسی کا نام 'استصحاب' ہے۔ امام بخاریؒ کا یہ استدلال ترجمہ الباب سے صراحتاً ثابت ہورہا ہے، نیز یہ مثال بعض فقہاء کے موقف کے مطابق دی گئی ہے، جمہور کے ہاں غیر سبیلین سے کسی شے کا اخراج ناقض وضو نہیں ہے۔[31]

3. **'استصحاب' کی حجیت کی تیسری دلیل صحیح بخاری کے درج ذیل حدیث سے مستخرج ہے:**

"كتاب التيمم، باب التيمم ضربة"

اس باب کے تحت جو حدیث امام بخاریؒ لائے ہیں اس میں یہ واقعہ موجود ہے کہ دو صحابہ سفر میں تھے، نماز کا وقت ہوا تو انہیں پانی نہیں ملا۔ ایک صحابی نے نماز نہیں پڑھی، جبکہ دوسرے صحابی نے چوپائے کی طرح مٹی میں لت پت ہونے کے بعد نماز ادا کی، حالانکہ اس وقت تک تیمم کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔ صحابی کا تیمم کے بعد پاک ہو جانا اصل ہے، اب ان کی پاکی برقرار رہنا یہ استصحاب کی دلیل کی بنا پر ہے۔[32]

---

1 البحر المحيط: 6/ 17؛ سلقيني، إبراهيم محمد، الميسر في أصول الفقه: ص187، دار الفكر المعاصر، بيروت، 1441هـ/ 1991ء

2 إعلام الموقعين: 1/ 294

3 إرشاد الفحول: 3/ 798

4 أصول الفقه الإسلامي: 2/ 859

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 الجاثية 45: 13

6 البقرة 2: 29

7 المائدة 5: 4

8 سنن أبي داؤد: كتاب السنة، باب لزوم السنة، الرقم:4610؛ غاية الوصول: ص 138، المستصفي: 1/ 128

9 البحر المحيط: 6/ 20، التمهيد في أصول الفقه: 4/ 251

10 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب لا يتوضا من الشك حتى يستيقن، رقم الحديث: 137

11 اصول فقہ پر ایک نظر: ص154

12 الميسر في أصول الفقه: ص190، أصول الفقه الإسلامى: 2/ 862

13 الإحكام للآمدى: 3/ 127، اللمع: ص67

14 المدخل إلى مذهب الإمام أحمد: ص134، الإبها ج: 3/ 110

15 الإبهاج: 3/ 111، المدخل إلى مذهب الإمام أحمد: ص 133

16 كشف الأسرار: 2/ 1098؛ مرآة الأصول: 2/ 367

17 أصول الفقه الإسلامي: 2/ 867

18 الشوكاني، محمد بن علي، فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير: 4/ 446، دار الفكر، بيروت، 1983ء

19 الأنعام 6: 145

20 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، رقم الحديث: 137

21 الإبهاج: 3/ 112

22 كشف الأسرار: 2/ 1098؛ ملاخسرو، الشيخ محمد بن فرامرز بن على بن محي الدين الحنفي(م885هـ)، مرآة الأصول شرح مرقاة الوصول في أصول الفقه:2/ 367، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة، 1429هـ / 2008ء

23 إرشاد الفحول: 3/ 798

24 اصول فقہ پر ایک نظر از عاصم حداد: ص152، 153

25 الأشباه والنظائر على مذهب أبي حنيفة النعان: ص 87

26 كشف الأسرار: 3/ 134؛ الإشباه والنظائر: 1/ 84

27 الأشباه والنظائر لإبن نجيم: 1/ 89

28 أميربادشاه، محمد أمين، تيسيرالتحرير: 2/ 247، دارالنشر/ دار الفكر، بيروت؛ الميسر في أصول الفقه: ص190

29 كشف الأسرار:3ص134؛ الاشباه والنظائر: 1/ 84

30 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، رقم الحديث: 137

31 صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين...، رقم الحديث 176

32 صحيح البخاري: كتاب التيمم، باب التيمم ضربة، رقم الحديث: 347

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹

فصل نہم

سابقہ شریعتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابقہ شریعتیں

'سابقہ شرائع' کا دلالت غیر المنظوم سے تعلق یہ ہے کہ شرائع مَن قبلنا اس کے قائلین کے ہاں دراصل 'استصحاب' ہی کی ایک صورت ہیں، کیونکہ یہ ماضی بعید سے زمانہ نبوت محمدیہ تک جاری رہنے والا اور منتقل ہونے والا ایک استمراری حکم ہے، چنانچہ ہم نے اسے دلالت غیر منظوم میں اصول استصحاب کے ذیل میں بیان کیا ہے۔

شرائع مَن قبلنا کا مفہوم

اہل لغت کہتے ہیں الشریعة کا معنی پانی پینے کی وہ جگہ ہے، جہاں سے لوگ پانی پیتے اور لیتے ہیں [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ ثُمَّ جَعَلْنَٰكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ ٱلْأَمْرِ ﴾ [2]

" پھر ہم نے آپ کو دین کے کھلے رستے پر (قائم کر) دیا۔ "

سابقہ شریعتوں سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے لیے بھیجے تھے اور ان کے نبیوں اور رسولوں پر نازل کئے تاکہ وہ امتوں تک پہنچادیں۔

'سابقہ شریعتوں' کے احکام کی اقسام

شریعت اسلامی نے سابقہ شریعتوں کے احکام کو کس حد تک منسوخ کیا، کن احکام کو باطل قرار دیا، کن احکام کو برقرار رکھا اور کن احکام میں تبدیلی وصلاح کی، اس کا جائزہ لینے کے لئے ذیل میں شرائع سابقہ کے احکام کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جارہا ہے، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت اسلامی میں سابقہ شریعتوں کے احکام کی شرعی حیثیت کیا ہے اور فقہ اسلامی ان سے استفادہ کی حدود کار کیا ہیں:

1. عقائد سے متعلق احکام

سابقہ شریعتوں کے احکام کی پہلی قسم ان احکام کو قرار دیا جاسکتا ہے جو عقائد سے متعلق ہیں۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ شریعت اسلامی سابقہ تمام شرائع کے تمام احکام کی کلی طور پر تنسیخ نہیں کرتی۔ تمام شریعتیں من جانب اللہ ہیں اور ان تمام شریعتوں میں عقائد یکساں رہے ہیں۔ عقائد کسی ایک رسول کی شریعت کے ساتھ مخصوص نہ تھے، مثلاً اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، رسول پر ایمان، شریعت اور الہامی کتب پر ایمان، آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان وغیرہ۔ یہ سب عقائد سابقہ تمام شریعتوں اور شریعت اسلامی میں مشترکہ ہیں اور ہر شریعت میں لازم ہیں۔ یہ دین کے اصول ہیں اور سابقہ شریعتوں میں پائے جانے والے ان اصولِ دین کی ہماری شریعت ناسخ نہیں ہے۔ [3]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت اسلامی میں غیر مذکور احکام

سابقہ شریعتوں کے احکام کی دوسری قسم ان احکام پر مشتمل ہے جو شریعت اسلامی میں مذکور نہیں ہیں یعنی قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ دونوں نے ان احکام کو بیان نہیں فرمایا۔ ان احکام کے بارے میں علما کا متفقہ موقف ہے کہ یہ ہمارے لیے شرعی حجت نہیں ہیں۔[4]

3شریعت اسلامی میں منسوخ احکام

شرائع سابقہ کے وہ احکام جو شریعت اسلامی میں بیان تو کیے گئے ہیں لیکن شریعت اسلامی میں ان احکام کے منسوخ ہو جانے کی نصوص بھی پائی جاتی ہیں، تو ایسے احکام ہمارے حق میں بالاتفاق منسوخ متصور ہوں گے۔ شریعت اسلامی سابقہ شرائع کے جن احکام کو منسوخ کرنے والی ہے وہ احکام بالاتفاق اور بلانزاع ہمارے لیے شرعی حجت نہیں ہیں۔ یہ احکام سابقہ امتوں کے لیے ہی خاص تھے اور انہی پر فرض تھے، لیکن یہ امت مسلمہ کے لئے منسوخ کر دیے گئے ہیں۔ ان احکام پر عمل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ اگر ان احکام کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے تو متعلقہ آیات کی تلاوت تو کی جائے گی لیکن ان پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ ایسے احکام سے متعلق آیات کی تلاوت باقی ہے، لیکن عمل منسوخ ہے، مثلاً

1. **توبہ:** موسوی شریعت میں توبہ کا طریقہ تھا کہ گناہگار اپنی جانوں کو قتل کریں۔ موسوی شریعت میں توبہ کا یہ حکم قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِٱتِّخَاذِكُمُ ٱلْعِجْلَ فَتُوبُوٓاْ إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَٱقْتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ﴾ [5]

"جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنے کو آپس میں قتل کرو، تمہاری بہتری اللہ کے نزدیک اسی میں ہے، تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے۔"

یہ حکم ہمارے حق میں منسوخ ہے امت محمدیہ کی توبہ یہی ہے کہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی چاہی جائے اور آئندہ کے لئے وہ گناہ نہ کرنے کا عزم کیا جائے۔

﴿فَمَن تَابَ مِنۢ بَعْدِ ظُلْمِهِۦ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [6]

"جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے۔"

حرمت کا مخصوص دن: بنی اسرائیل پر سبت یعنی ہفتہ کے دن کی حرمت لازم تھی۔ اس حکم کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، لیکن یہ حکم ہمارے حق میں منسوخ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّمَا جُعِلَ ٱلسَّبۡتُ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِۚ﴾ (7)

" ہفتے کے دن کی عظمت تو ان لوگوں کے ذمے ہی ضروری کی گئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔"

ناخن والے جانور اور چربی: بنی اسرائیل پر ناخن والے جانور اور گائے و بکری و کچی چربی حرام تھی۔ اس حرمت کا ذکر قرآن اور سنت رسولؐ دونوں بنیادی مصادر شریعت میں ہے، لیکن اب یہ حکم ہمارے لیے منسوخ ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَعَلَى ٱلَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٖۖ وَمِنَ ٱلۡبَقَرِ وَٱلۡغَنَمِ حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ شُحُومَهُمَآ إِلَّا مَا حَمَلَتۡ ظُهُورُهُمَآ أَوِ ٱلۡحَوَايَآ أَوۡ مَا ٱخۡتَلَطَ بِعَظۡمٖۚ ذَٰلِكَ جَزَيۡنَٰهُم بِبَغۡيِهِمۡۖ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ﴾ (8)

" اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام کر دی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہو۔ ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم یقیناً سچے ہیں"

صحیح بخاری میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها» (9)

" اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر فروخت کیا۔ "

سابقہ شریعتوں کے لئے حرام اور شریعت اسلامی کے لئے حلال احکام

سابقہ شریعتوں کے احکام کی چوتھی قسم ان احکام کی ہے جن کا ذکر شریعت اسلامی میں یوں ہے کہ وہ سابقہ امتوں کے لئے حرام تھے لیکن وہ شریعت اسلامی میں حرام نہیں، بلکہ حلال اور جائز ہیں، جن کے جواز کی شریعت میں دلیل موجود ہے۔ ایسے احکام اب اسلامی شریعت کا حصہ ہیں اور شرعی حجت ہیں۔ ان احکام پر عمل سابقہ شرائع کے حوالے سے نہیں بلکہ شریعت اسلامی کے حوالے سے کیا جائے گا، مثلا

1. **عبادت والے دن کا کاروبار:** بنی اسرائیل کے لیے سبت کا دن عبادت کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور اس روز ان کے لئے کسی قسم کا دنیوی کام کرنا منع تھا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ ٱلَّذِينَ ٱعۡتَدَوۡاْ مِنكُمۡ فِي ٱلسَّبۡتِ﴾ (10)

" اور یقیناً تمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے ۔"

جس طرح سبت یعنی ہفتہ کا دن بنی اسرائیل کے لئے متبرک تھا، اسی طرح مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن مبارک ہے لیکن مسلمانوں کے لئے اس روز کاروبار کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ہو چکی ہو۔ جمعہ کے اذان سے نماز ادا ہونے تک کاوربار کی ممانعت ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ﴾ (11)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"

ناخن والے جانور اور چربی: یہودیوں پر ناخن والے تمام جانور حرام تھے۔ اس کے علاوہ ان پر گائے اور بکری کی چربی بھی حرام تھی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَعَلَى ٱلَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمْنَا كُلَّ ذِى ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ ٱلْبَقَرِ وَٱلْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَآ إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَآ أَوِ ٱلْحَوَايَآ أَوْ مَا ٱخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَٰهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ﴾ (12)

" اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام کر دی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہو۔ ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم یقیناً سچے ہیں"

شریعت اسلامی میں امت مسلمہ کے لئے مویشی، گائے اور بکری وغیرہ کی چربی حلال اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلْأَنْعَٰمِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ﴾ (13)

" تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے۔"

شریعت اسلامی میں مویشیوں میں سے جو جانور حرام کیے گئے ہیں، وہ صرف یہ ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ وَٱلْمُنْخَنِقَةُ وَٱلْمَوْقُوذَةُ وَٱلْمُتَرَدِّيَةُ وَٱلنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ ٱلسَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى ٱلنُّصُبِ﴾ (14)

" تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو"

3. **مال غنیمت:** مال غنیمت جو کہ دشمن سے لڑائی کے بعد اس کا مال قبضہ میں کیا جاتا ہے، یہ مال سابقہ امتوں کے لئے حرام تھا، وہ اسے اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے تھے، بلکہ وہ اپنے سارے اموال غنیمت کو ایک خاص مقام پر رکھ دیتے آسمان سے آگ آ کر انہیں بھسم کر دیتی تھی اور ان کے ہاتھ کچھ بھی نہ لگتا تھا۔ لیکن شریعت اسلامی میں مسلمانوں کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ 74 فی) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«وأحلت لي الغنائم ولم تحل لا حد قبلي» (15)

" میرے لیے غنیمت کے مال حلال کر دیے گئے حالانکہ مجھ سے پہلے کی (نبی) کے لئے حلال نہیں کیے گئے تھے۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5.شریعت اسلامی میں موجودہ قوانین سابقہ

وہ احکام جو قرآن مجید یا سنت میں بیان کیے گئے ہیں اور قرآن وسنت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ قرآن وسنت میں مذکور سابقہ شریعتوں کے یہ احکام ہم پر بھی اسی طرح فرض ہیں جس طرح ہم سے پہلے دوسری امتوں پر فرض تھے۔ ایسے احکام بالاتفاق ہمارے لیے شرعی حجت ہیں۔ ان کی مشروعیت کی دلیل شریعت اسلامی ہے۔ شرائع سابقہ کے ایسے تمام احکام جنہیں شریعت اسلامی نے بیان کرنے کے بعد ان کی فرضیت کے بارے میں بھی بتادیا ہے، وہ شریعت اسلامی ہی کے احکام ہیں، اب ان کا مصدر وماخذ شرائع سابقہ نہیں بلکہ شریعت اسلامی ہے، مثلا

1. **روزہ:** روزہ سابقہ امتوں پر بھی فرض تھا اور ہم پر بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾ (16)

" اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

2. **قربانی:** حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے بارے میں فرمایا:

«سنة أبيكم إبراهيم» (17)

" یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔"

3. **ختنہ:** یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اختتن إبراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين بالقدوم» (18)

" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی سال کی عمر میں ایک تیشہ سے کیا۔ "

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أربع من سنن المرسلين: الختان والعطر والسواك والنكاح» (19)

جامع ترمذی کے میسر نسخہ میں مندرجہ بالا روایت میں لفظ 'الختان' کی جگہ 'الحیاء' آیا ہے، یہ درست نہیں ہے۔ علامہ عبد اللہ ناصح علوان نے اپنی کتاب "تربية الأولاد في الإسلام" میں "تحفة المودود" کے حوالے سے لکھا ہے کہ الحاملی سے یہ ثابت شدہ ہے کہ امام ترمذی نے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں لفظ 'الختان' ہی ہے۔ بعض نسخوں میں "الحیاء" اور بعض "الحناء" درج ہے، یہ دونوں غلط ہیں۔ (20)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ختنہ کرانا سنت ہے جبکہ جمہور ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک ختنہ کرانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں بغیر تبصرہ کے کیا گیا ہے

شرائع سابقہ کے احکام کی چھٹی قسم وہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید یا سنت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے، لیکن قرآن وسنت دونوں نے نہ ان کا اقرار کیا ہے اور نہ ہی ان کا انکار کیا ہے، یعنی شریعت اسلامی میں ان احکام کی فرضیت یا منسوخی یا ان احکام کے اٹھا لیے جانے کے بارے میں کوئی صراحت موجود نہیں ہیں، بلکہ قرآن وسنت دونوں اس سلسلے میں خاموش ہیں، مثلاً قرآن مجید کی سورۃ المائدہ میں ہے:

1. ﴿ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِى ٱلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا ﴾ (21)

" اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔"

2. اسی طرح سورۃ المائدہ ہی میں ہے

﴿ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ﴾ (22)

" اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔"

3. حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لئے پانی کی تقسیم کا جو حکم نازل ہوا وہ قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ ٱلْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴾ (23)

" ہاں انہیں خبر کر دے کہ پانی ان میں تقسیم شدہ ہے، ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہو گا"

احکام شرائع سابقہ کی اس قسم کے شرعی حجت ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ پر علماے اصول کے دو مؤقف سامنے آئے ہیں۔ کچھ اس قسم کے احکام کی حجیت کے قائل ہیں اور کچھ منکرین۔ ذیل میں ہر دو موقف اور ان کے دلائل کو بیان کیا جاتا ہے:

شرائع مَن قبلنا کی حجیت

علماے اصول کا ایک گروہ احکام شرائع سابقہ کو شرعی دلیل اور حجت تسلیم کرتا ہے۔ ان علماء کے نزدیک سابقہ شریعتوں کے جو احکام ہماری شریعت میں بیان کیے گئے ہیں اور وہ شریعت اسلامی کی کسی نص سے منسوخ نہیں ہوئے، وہ احکام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہیں۔ اب وہ سابقہ شریعتوں کے احکام نہیں رہے، لہذا وہ ہمارے لیے حجت ہیں۔ البتہ سابقہ شریعتوں کی کتب کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ شرائع سابقہ کے احکام معلوم کرنے کے لیے یہود و نصاری کی روایات پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتب میں تحریفات کر دی ہیں اور ان کی روایات میں تواتر بھی مفقود ہے لہذا شرائع سابقہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں وہی کچھ معتبر اور قابل اعتماد ہے جو وحی متلو (قرآن مجید) یا وحی غیر متلو (سنت) کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

قائلین اور ان کے دلائل

شرائع سابقہ کو حجت تسلیم کرنے والوں میں جمہور اصحاب امام ابو حنیفہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہم، بعض اصحاب شافعیہ اور جمہور حنابلہ شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ہے کہ شرائع سابقہ کے جن احکام کا نسخ ثابت نہیں ہے، ان کا اعتبار کیا جائے گا۔[24] متاخرین میں سے امام شوکانی مایہ ناز تفسیر فتح القدیر میں اسی رائے کی تائید کی ہے۔

قائلین اپنے مؤقف کی حمایت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں، ان میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

1. قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟﴾[25]

"ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی سارے نبی جو مطیع تھے، اسی کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے۔"

اس آیت کریمہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ وہ تورات کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک ہیں۔ لہذا شرائع سابقہ کے مطابق فیصلہ کرنا ہماری شریعت میں شامل ہے۔

2. اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے: ﴿أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ۗ﴾[26]

"وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) انہی کے راستے پر آپ چلیں۔"

اس آیت میں بنی اسرائیل کے انبیائے کرام کو ہدایت یافتہ کہا گیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے راستے پر چلنے کی تلقین کی گئی ہے، لہذا ان کی شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شریعت ہے۔

3. ارشاد ربانی ہے: ﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ﴾[27]

"پھر ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلیں۔"

اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

4. اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ﴾[28]

"تورات میں ہم نے یہودیوں پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ ہے۔"

اس آیت میں تورات میں بیان کردہ قصاص کے قانون کا ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ آیت ہماری شریعت میں قصاص کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ شریعتوں کی اتباع نہیں کرتے تھے تو پھر اس آیت سے شریعت اسلامی میں قصاص کے وجوب کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 . حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ جب اپنے صحابہ کے ہمراہ غزوہ خیبر سے لوٹے تو رات کو ایک جگہ قیام فرمایا، جہاں سب سوگئے، یہاں تک کہ نماز فجر قضا ہوگئی۔ بیدار ہونے پر آپؐ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی اور فرمایا:

«من نسي صلوة فليصلها إذا ذكرها فإن الله قال وأقم الصلوة لذكري» [29]

" جو شخص نماز بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے اسے پڑھ لے اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرما یا: اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔"

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت ﴿ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ ﴾[30] جسے رسول اکرم ﷺ نے تلاوت فرمایا، اس آیت میں حضرت موسی علیہ السلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شرائع سابقہ ہمارے لیے حجت ہیں۔

6 .حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے رات کو نوافل پڑھنے اور دن کو روزہ رکھنے کو عادت بنا لیا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ، وَلاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى" [31]

پھر حضرت داؤد علیہ السلام کا سا روزہ رکھو وہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے اور دشمن کے ساتھ مقابلے کے وقت کبھی بھاگتے نہ تھے۔

7. نبی اکرم ﷺ نے زانی یہودی اور یہودیہ کو رجم فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس سزا کا نفاذ تورات کے حکم کے مطابق کیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے :

«خُذُوا عَنِّى خُذُوا عَنِّى قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْىُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ» [32]

8.یہود کی اس اطلاع پر کہ حضرت موسی علیہ السلام یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أنا أولى بموسى منهم»[33]

" میں ان سب میں موسی علیہ السلام سے زیادہ قریب ہوں۔ "

اس روز اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو نجات دے کر فرعونیوں کو غرق کیا تھا تو شکرانہ کے طور پر حضرت موسی علیہ السلام اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

9.شرائع سابقہ سے استدلال کرنے والے اصولی یہ بھی کہتے ہیں کہ شرائع سابقہ امت مسلمہ کے حق میں حسن و اچھی ہیں اور ان کا ترک کرنا قبیح و برا ہے، کیونکہ جو چیز سابقہ شریعتوں میں اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی وہ بری ہو ہی نہیں سکتی اور جو اس وقت حسن تھی، وہ اب بھی حسن ہے، بشرطیکہ کسی مصلحت کی بنا پر اس کا حکم شریعت اسلامیہ میں تبدیل نہ کر دیا جائے، چنانچہ ہمارے لیے سابقہ شریعتوں میں اللہ کی راہنمائی موجود ہے، اس سے استفادہ نہ کرنا اللہ کی راہنمائی کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔ اسی کی طرف اس اصولی قاعدہ میں اشارہ ہے القديم يترك على قدمه یعنی " قدیم کو اس کی قدامت پر چھوڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا چاہیے۔ "

منکرین اوران کے دلائل

جو علما شرائع سابقہ کی عدم حجیت کے قائل ہیں ان میں امام ابن حزم، امام غزالی، فخر الدین رازی ، ابن سمعانی، خوارزمی، ابو اسحاق شیرازی، نووی قاضی اسماعیل بن اسحاق مالکی، ابن العربی رحمۃ اللہ علیہم اور اشاعرہ و معتزلہ شامل ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک بھی یہی مؤقف راجح ہے۔[34] اس رائے کی تائید المغنی کے مصنف امام ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب نزھة الخاطر میں کی ہے اور اس کے مضبوط دلائل دیے ہیں۔

منکرین شرائع سابقہ اپنے مؤقف کے حق میں درج ذیل دلائل بیان کرتے ہیں:

1. اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ﴾[35]

" ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لیے شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔ "

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ہر امت کیلئے الگ شریعت ہے، لہذا ایک ا مت دوسری امت کی شریعت کی مکلف نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے مختلف زمانوں میں مختلف امتیں پیدا کی ہیں جو اپنی اپنی شریعتوں پر عمل کرنے کی مکلف تھیں۔ تمام زمانوں کے انسان ایک امت نہیں بلکہ مختلف امتیں ہیں۔ اللہ کا منشاء یہی ہے کہ مختلف امتیں ہوں اور ان کی الگ الگ شر یعتیں ہوں۔

2. پھر امت کو الگ شریعت اور راہ عمل دینے کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِى مَآ ءَاتَىٰكُمْ ﴾[36]

" اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا لیکن اس نے یہ اس لئے نہیں کیا کہ جو کچھ اس نے تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ "

3. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گورنر بنا کر یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس مقدمہ آئے گا تو اس کا فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق فیصلہ کروں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ پاؤ اور کتاب اللہ میں بھی نہ پاؤ؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : پھر میں اپنی عقل، غور و فکر اور دریافت سے فیصلہ کروں گا اور کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپکا اور فرمایا:

«الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله ﷺ لما يرضى رسول الله ﷺ"[37]

" ہر طرح کی تعریف کو اللہ ہی لائق ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔"

منکرین کا استدلال اس روایت سے یوں ہے کہ اگر شرائع سابقہ کے احکام حجت ہوتے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ان کا ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وسنت کے بعد ضرور کرتے۔

4. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا کچھ حصہ دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لو كان موسى حيا بين أظهر كم ما حل له إلا أن يتبعني» (38)

"اگر موسیٰ علیہ السلام بھی آج تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو ان کے لیے میرا اتباع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔"

5. سابقہ رسل اور ان کی شریعتیں اپنی اپنی امتوں کے لیے خاص تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کسی زمان و مکان او رقوم کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ قیامت تمام انسانوں کے لیے ہے۔

"وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة و بعثت إلى الناس عامة" (39)

" اور ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ "

سابقہ شریعتوں کو حجت تسلیم نہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ شریعت اسلامی تمام سابقہ شریعتوں کی ناسخ ہے۔ (40)

دلائل کا تجزیہ اور راجح موقف

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان شرائع مَن قبلنا کے حوالے سے علمائے اصول کے اختلاف کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" سچ یہ ہے کہ یہ اختلاف کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اس لیے کہ اس سے عمل میں کوئی اختلاف مرتب نہیں ہوتا۔ پچھلی شریعتوں کے احکام میں سے جو حکم بھی اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ذکر فرمایا ہے، اس کے ہمارے حق میں منسوخ ہونے یا باقی رہنے کی کوئی نہ کوئی دلیل دوسری جگہ پر ہماری شریعت ہی میں ضرور موجود ہے۔ باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کی یہ دلیل خواہ اس نص کے سیاق میں ہو جس نے سابق شریعتوں کا یہ حکم ہمارے لیے بیان کیا ہے یا یہ دلیل کتاب وسنت کی نصوص میں کسی اور مقام پر ہو۔ ہم یہاں اپنے اس قول کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قصاص کے متعلق مذکورہ بالا آیت میں جو احکام مذکور ہیں وہ ہمارے حق میں بھی ہیں، منسوخ نہیں ہوئے۔ بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ زخموں اور اعضاء کا قصاص ہماری شریعت میں نہیں ہے۔ یہ حکم ہم سے پہلے کی شریعتوں میں تھا، اس لیے ہم پر یہ واجب نہیں ہے، یہ بات محض ان لوگوں کا وہم ہے....." (41)

امام ابن قدامہؒ کی تصنیف المغنی میں مذکور ہے کہ قتل کے علاوہ اعضاء کے قصاص لینے پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے، اگر قصاص لینا ممکن ہو تو۔ (42) " نیز امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں آیت مذکورہ کے حکم پر عمل کرنے پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔" (43)

المختصر سابقہ شریعتوں سے استدلال کے حوالے اصولیوں کا جس قدر اختلاف کتب اصول میں مندرج ہے وہ محض نظری ہے، ورنہ عملی پہلو سے تمام وہ امثلہ جن کی نسبت قرآن وسنت میں سابقہ شریعتوں کی طرف بلا تبصرہ کی گئی ہے، خود شریعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمدی کے دیگر مقامات پر صراحتاً یا اشارۃ اس کی ہمارے حق میں شرعی حکم ہونے کو دین نے بیان کر دیا ہے۔

شرائع مَن قبلنا سے اخذ واستنباط میں امام بخاریؒ کی قف

امام بخاریؒ کی ترجمان دیکھ کر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک اس سلسلہ میں مذہب جمہور راجح ہے، یعنی انہوں نے بہت سارے ابواب میں کتاب وسنت میں بلا تبصرہ موجود سابقہ امم کی شرائع سے استدلال کیا ہے اور بہت سارے تراجم ابواب ان کی روشنی میں منعقد کیے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ "امام بخاریؒ مقامات پر سابقہ شرائع سے کئی استدلالات فرمائے ہیں۔ (44)

ذیل میں ہم متعدد ابواب اور امثلہ کے ذریعے امام بخاریؒ کی قف کی وضاحت کرتے ہیں:

1. "كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة و من تستر فالستر أفضل "

" یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے، جس نے تنہائی میں ننگے غسل کیا اور جس نے کپڑا باندھ کر غسل کیا، اس نے افضل معاملہ کو اختیار کیا۔"

اس باب کے تحت امام بخاریؒ احادیث لے کر آئے ہیں، ان میں سے پہلی حدیث حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ، فَقَالُوا وَاللهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلاَّ أَنَّهُ آدَرُ ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي يَا حَجَرُ، حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى، فَقَالُوا وَاللهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ. وَأَخَذَ ثَوْبَهُ، فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا »(45)

" بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام اکیلے نہاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اس عمل کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے خصیے بڑھنے کی بیماری ہے۔ ایک بار آپ نہانے لگے تو پتھر آپ کے کپڑے لے بھاگا، موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے دوڑے اور اسے کہتے رہے: اے پتھر میرے کپڑے! یہاں تک کہ بنی اسرئیل نے دیکھ لیا کہ ان کا خیال غلط تھا۔ آپ نے اپنے کپڑے لیے اور پتھر کو اپنے عصا سے مارنا شروع کر دیا۔ "

دوسری حدیث حضرت ایوب علیہ السلام سے متعلق ہے۔ روایت میں ان کا واقعہ ان الفاظ سے موجود ہے:

« بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَى رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لاَ غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ »(46)

" حضرت ایوب علیہ السلام ننگے غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام انہیں اپنے کپڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیٹنے لگے۔ اللہ نے پکارا کہ اے ایوب! کیا ہم نے تمہیں غنی نہیں کر دیا؟ فرمایا کیوں نہیں مگر میں تیری برکات سے غنی نہیں۔"

امام بخاریؒ دونوں جگہوں پر دو انبیاء کے عریاں نہانے کا ذکر کیا ہے، جس سے عریاں نہانے کا جواز شرائع سابقہ سے ملتا ہے اور جن لوگوں نے اکیلے بھی ننگا نہانے کو ناجائز کہا ہے ان کا رد کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام کے اکیلے عریاں نہانے سے استدلال کرتے ہوئے امام بخاریؒ نے جائز قرار دیا ہے، مگر بتا دیا ہے کہ ستر ڈھانپ کر نہانا افضل ہے۔

2۔ امام بخاریؒ صحیح میں دو ابواب کے عنوانات یوں قائم کیے ہیں:

"كتاب الجنائز، باب مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا"

"جو شخص ارض مقدس یا ایسی ہی کسی برکت والی جگہ دفن ہونے کا آرزو مند ہو۔"

"كتاب أحاديث الأنبياء، باب وفاة موسى وذكره بعده"

ان دونوں ابواب کے تحت امام صاحب ایکؒ ہی حدیث لائے ہیں، لیکن ان دونوں کی سندوں میں امام بخاریؒ کے شیوخ مختلف ہیں۔ دونوں جگہ ایک روایت کو بیان کر کے متعدد استنباطات کیے ہیں، جو امام بخاریؒ کی اجتہادی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مروی حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، الفاظ حدیث کچھ یوں ہیں کہ

« أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لاَ يُرِيدُ الْمَوْتَ . فَرَدَّ اللهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ ، فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ . قَالَ أَىْ رَبِّ! ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ فَالآنَ! فَسَأَلَ اللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ» . قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ »[47]

"ملک الموت آدمی کی شکل میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے، وہ جب آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے (نہ پہچان کر) انہیں ایک زور کا طمانچہ مارا اور ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ واپس اپنے رب کے حضور میں پہنچے اور عرض کیا: یا اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ پہلے کی طرح کر دی اور کہا کہ دوبارہ جا اور ان سے کہہ کہ آپ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیے اور پیٹھ کے جتنے بال آپ کے ہاتھ تلے آجائیں، ہر بال کے بدلے ایک سال کی زندگی آپ کو مزید دی جاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ اے اللہ! پھر کیا ہو گا، فرمایا پھر بھی موت آئے گی۔ موسیٰ بولے، اچھا پھر ابھی کیوں نہ آجائے۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر کے مارنے کے فاصلہ کے بقدر ارض مقدس سے قریب کر دیا جائے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا۔ وہ قبر لال ٹیلے کے پاس تھی۔"

اس روایت سے امام بخاریؒ نے اخذ کیا ہے کہ بیت المقدس ہو یا مکہ مدینہ، ایسے مبارک مقامات میں دفن ہونے کی آرزو کرنا جائز ہے اور استدلال موسیٰ علیہ السلام کی آرزو سے کیا ہے جو شرائع سابقہ کی حجیت پر دلیل ہے۔

3۔ امام بخاریؒ ایسی دیوار بنانے کے لیے مزدور لگانا صحیح ہے، جس کے گرنے کا ڈر ہو۔ امام صاحبؒ اپنی جامع صحیح میں اس بارے میں یوں عنوان قائم کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى أَنْ يُقِيمَ حَائِطًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ جَازَ

" جب کوئی شخص اس لیے مزدور حاصل کرے کہ وہ دیوار بنائے جو گرنے کے قریب ہے تو یہ جائز ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس رائے کو درج ذیل آیت مبارکہ سے مستنبط کیا ہے:

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا [48]

" پس ان دونوں موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، تو اس خضر علیہ السلام نے اس کی مرمت کر دی، تو موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے لیتے۔ "

یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ قول میں بھی موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرمان الٰہی سے یہ استدلال کیا ہے کہ اس طرح سے بغیر کسی اجرت کے کسی کا کام کر دینا جائز ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ سابقہ شریعتیں ہمارے لیے حجت ہیں۔

4 امام بخاری رحمہ اللہ نماز جمعہ فرض ہے، جیسا کہ انہوں نے باب قائم کیا ہے: باب فرض الجمعة

امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کی تائید کے لیے جس حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

« نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ ، فَهَدَانَا اللهُ، فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ ، الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ »[49]

" ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد ہونے کے باوجود قیامت میں سب سے آگے رہیں گے، حالانکہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پھر یہ دن 'جمعہ' ان پر فرض ہوا، لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہماری رہنمائی کی۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قول سے کہ ان پر جمعہ فرض ہوا ، یہ استدلال کیا ہے کہ ہم پر بھی جمعہ فرض ہے ۔ یہ علم ہمیں سابقہ شریعتوں کی وجہ سے ہوا۔

5. سابقہ شریعت کی حجیت کے سلسلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب یوں قائم کیا ہے:

"باب كراهية الخب في الأسواق"

" بازاروں میں شور وغل مچانے کی کراہت۔ "

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں اپنی رائے کی تائید کے لیے یہ دلیل پیش کی ہے کہ تورات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات بیان ہوئی ہیں کہ وہ نبی نہ سنگدل ہے نہ درشت خو ہے اور نہ بازاروں میں شور وغل کرنے والا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا اس بات کو مکروہ جاننے کی نص سے دلیل لینا سابقہ شرائع سے احتجاج میں ان کے موقف کی نشاندہی کرتا ہے [50]

امام بخاری رحمہ اللہ کے ارشاد: ﴿ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ شریعتوں کی پیروی فرماتے تھے اس بارے میں اس باب کو ملاحظہ فرمائیں: "كتاب الحدود، باب أحكام أهل الذمة..."

سابقہ انبیا کے افعال سے دلیل پکڑنے کو امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے تحت پیش کی گئی دو روایات میں بیان کیا ہے۔ [51]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7شرائع سابقہ سے احتجاج کے سلسلہ میں امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک دلیل یہ بھی ذکر کی ہے آپ ﷺ نے تورات کے حکم کے مطابق یہودی مرد اور عورت کو رجم فرمایا [52] تھا۔

8.حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ایسے معاملات جن میں نبی کریم ﷺ کے پاس واضح راہنمائی نہیں ہوتی تھی، آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے۔ اہل کتا ب بالوں کا سدل یعنی لٹکتے ہوئے ویسے چھوڑ دیتے تھے، نبی کریم ﷺ نے بھی سدل فرمایا، بعد ازاں آپ ﷺ نے مانگ نکالنی شروع کر[53] دی۔

سابقہ شرائع کی حجیت پر استدلال کرتے ہوئے امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح میں کئی روایات کو نقل کیا ہے۔ ان میں بعض درج ذیل ہیں:

4. نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رات کو نفل پڑھتے اور دن کو روزہ رکھنے کو عادت بنالیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ ﷺ حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا:

« فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ، وَلاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى »[54]

5. اسی طرح امام بخاریؒ ایک اور روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا »[55]

6. اس ضمن میں ایک تیسری امام بخاریؒ لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کی اس اطلاع پر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، ﷺ نے اس دن کا روزہ کھا اور دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ»[56]

"میں موسیٰ علیہ السلام کا ان سے زیادہ قریب ہوں۔"

بعض روایات کی رو سے آپ ﷺ یہ الفاظ دوہرا «أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ»[57]

---

1 الصحاح: 3 / 1236؛ تهذيب اللغة: 1/ 425

2 الجاثية 45:18

3 المستصفىٰ للغزالي: 1 / 250

4 الوجيز في أصول الفقه للزيدان: ص 21

5 البقرة 2: 55

6 المائدة 5: 39

7 النحل 16: 124

8 الأنعام 6: 146

9 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، رقم الحديث: 2223

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10 البقرة 2: 65

11 الجمعة 62: 10

12 الأنعام 6: 146

13 المائدة 5: 1

14 المائدة 5: 3

15 صحيح البخاري: كتاب الجهاد، باب قول النبي ﷺ أحلت لكم الغنائم، رقم الحديث: 3122

16 البقرة 2: 183

17 سنن ابن ماجه: كتاب الأضاحي، باب ثواب الأضحية، رقم الحديث: 3247

18 صحيح البخاري: كتاب الأنبياء، باب قوله: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾، رقم الحديث:3356

19 جامع الترمذى: كتاب النكاح، باب ما جاء في فضل التزويج والحث عليه، رقم الحديث:1101

20 عبد الله ناصح علوان، تربية الأولاد في الإسلام، حاشية: 1/ 104

21 المائدة 5: 32

22 المائدة 5: 45

23 القمر 54: 28

24 الإحكام في أصول الأحكام: 4/ 190؛ أصول البزدوى: ص232؛ إرشاد الفحول: 2/ 257

25 المائدة 5: 44

26 الأنعام 6: 90

27 النحل 16: 123

28 المائدة 5: 45

29 سنن أبي داؤد: كتاب الصلوة، باب في من نام عن صلوة أو نسيها، رقم الحديث: 435

30 طه 20: 14

31 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب صوم داؤد، رقم الحديث: 1979

32 صحيح مسلم: كتاب الحدود، باب حد الزنا، رقم الحديث:1690

33 صحيح البخاري: كتاب الأنبياء، باب قوله: وهل أتاك حديث موسى، رقم الحديث: 3397

34 الإحكام في أصول الأحكام: 4/ 190؛ المستصفى من علم الأصول : 1/ 152؛ البحر المحيط: 6/ 41

35 المائدة 5: 48

36 المائدة 5: 48

37 سنن أبي داؤد: كتاب الأقضية، باب اجتهاد الرائى في القضاء، رقم الحديث: 3592

38 مسند الإمام أحمد بن حنبل: 3/ 338

39 صحيح البخاري: كتاب التيمم، باب التيمم، رقم الحديث: 335

40 الإحكام في أصول الأحكام: 4/ 192؛ المستصفى من علم الأصول: 1/ 255

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

41 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز: ص413

42 المغني: 7/ 702، 703

43 تفسير ابن كثير: 2/ 62

44 فتح الباری: 11/ 48

45 صحيح البخاري: كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا...، رقم الحديث : 278

46 صحيح البخاري: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالي يريدون...، رقم الحديث : 7493

47 صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن...، رقم الحديث : 1339

48 الكهف:18: 97

49 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب فرض الجمعة: 876

50 صحيح البخاري: باب كراهية الخب في الأسواق

51 صحيح البخاري: كتاب الحدود، باب أحكام أهل الذمة...، رقم الحديث: 2072، 2073

52 صحيح البخاري: كتاب الحدود، باب أحكام أهل الذمة وإحصانهم ...، رقم الحديث: 6840

53 صحيح البخاري:كتاب اللباس ،باب الفرق، رقم الحديث: 5917

54 صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب صوم داؤد... ، رقم الحديث : 1979

55 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب من نام عند السحر...، رقم الحديث: 1131

56 صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب قوله تعالى: ﴿و هل أتاك حديث موسي...﴾، الرقم: 3397

57 صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب و جاوزنا ببني إسرائيل البحر....، رقم الحديث : 4680

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩

فصل دہم

عرف واجماع

مبحث اول: عرف وعادت

مبحث دوم: اجماع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث اول

عرف وعادت (رواج)

لغوی تعریف

یہ لفظ عرف یعرف عرفاناً سے ماخوذ ہے۔ عرفان کے معنیٰ علم' کے ہیں۔ لفظ اعتراف اسی سے ہے۔ (1)

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے عرف کے معنیٰ 'عرفان' اور 'معرفت' کے لکھے ہیں۔ قرآنی آیات کی روشنی میں انہوں نے واضح کیا کہ تفکر و تدبر کے ساتھ کسی چیز کے جاننے کو معرفت و عرفان کہتے ہیں۔

مولانا مجیب اللہ ندوی لکھتے ہیں:

لغوی اعتبار سے عرف کا اطلاق متعدد معنوں میں ہوتا ہے۔ بلند اور نمایاں چیز کیلئے بھی عرف استعمال ہوتا ہے اور معرفت جود و کرم کے لئے بھی۔ بھلے اور پسندیدہ قول و عمل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور کسی کام کے مسلسل اور پے در پے ہونے پر بھی۔ جب کہ عادت کا لغوی معنیٰ طریقہ، طرز اور کسی چیز کے بار بار ہونے یا کرنے کے ہیں۔ یہ لفظ معاودت سے ماخوذ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے: "العادة طبيعة ما فيه" (2)

اصطلاحی مفہوم

امام غزالیؒ کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

" کوئی فعل یا طریقہ عقلی طور پر لوگوں کے نفوس میں اس طرح جم جائے کہ فطرت سلیمہ اس کو قبول کرلے اور اسلامی دنیا کے سلیم الطبع لوگ اس کے عادی ہو جائیں، بشرطیکہ وہ نص شرعی کے خلاف نہ ہو۔ (3)

شیخ ابو زہرہ یوں رقمطراز ہیں:

" عرف وہ ہے جس پر اپنی زندگی گزارنے کیلئے لوگوں کی ایک جماعت متفق ہو جائے اور عادت افراد و جماعت کا بار بار کا عمل ہے۔ جب کوئی جماعت کسی امر کی عادی ہو جاتی ہے تو وہ ان کا عرف بن جاتا ہے، لہٰذا جماعت کی عادت اور اس کا عرف نتیجہ اور مآل کار کے اعتبار سے دونوں ایک ہی ہیں، اگرچہ مفہوم میں دونوں مختلف ہیں لیکن جماعت سے جو مخصوص ہے اس میں دونوں مل جاتے ہیں۔ (4)

ابن نجیم ہندیؒ لکھتے ہیں:

"العادة عبارة عما يستقر في النفوس من الأمور المتكررة المقبولة عند الطباع السليمة" (5)

"عادت سے مراد وہ امور ہیں جو بار بار کے عمل و تعامل سے سلیم الفطرت لوگوں کے دل میں جگہ پکڑ لیتے ہیں اور قبولیت عامہ حاصل کرتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرف کی مختلف تقسیمات

1. عرف کی تقسیم دو اعتبار سے کی گئی ہے: استعمال اور وضع کے اعتبار سے، نوعیت کے اعتبار سے
2. استعمال اور وضع کے اعتبار سے اس کی دو مزید قسمیں ہیں: عرف قولی، عرف عملی
3. نوعیت کے اعتبار سے بھی عرف کی دو قسمیں ہیں: عرف عام، عرف خاص
4. مذکورہ تمام قسموں کا حکم کیا ہے؟ اس اعتبار سے بھی عرف کی دو قسمیں ہی: عرف صحیح، عرف فاسد

ذیل میں عرف کی مذکورہ تمام اقسام کی علیحدہ علیحدہ تعریفات کو ملاحظہ کریں:

1 ۔ عرف قولی

اس سے مراد بعض وہ مخصوص الفاظ جو لوگوں کے درمیان خاص معانی میں معروف ہوتے ہیں، یعنی جب وہ الفاظ بولے جاتے ہیں تو ان کا خاص مفہوم ہوتا ہے جو اس مفہوم سے مختلف ہوتا ہے جس کے لیے وہ لفظ لغت میں وضع کیا گیا ہے، جیسے لفظ ولد کا اطلاق لڑکے پر ہوتا ہے لڑکی پر نہیں، لفظ لحم کا اطلاق مختلف جانوروں کے گوشت پر ہوتا لیکن مچھلی کے گوشت پر نہیں۔ لفظ دابہ کا اطلاق صرف چوپائیوں پر ہوتا ہے حالانکہ اس کے لغوی معنی میں ہر وہ جاندار چیز شامل ہے جو زمین پر رینگتی ہو یا حرکت کرتی ہو، جیسے سانپ

یاد رہے کہ مختلف علوم وفنون کی اصطلاحات کا تعلق بھی عرف قولی سے ہوتا ہے۔

2عرف عملی

عرف عملی سے مراد وہ کام ہیں جن کے لوگ عادی ہوں، جیسے بغیر معاہدہ ایجاب وقبول کے خرید وفروخت کرنا یعنی بیچنے والا خریدنے والے کو اس کے مانگنے پر ایک چیز دیتا ہے اور وہ اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے اور دونوں کے درمیان کوئی باہمی لکھت پڑھت نہیں ہوتی۔ اسی طرح مہر کو دونوں طریقوں یعنی مہر معجل اور مؤجل میں سے کسی ایک طریقہ پر ادا کرنا یہ بھی عرف عملی کی مثالوں میں سے ہے۔

عرف کی مذکورہ دونوں قسمیں (قولی و عملی) کبھی عام ہوتی ہیں اور کبھی خاص۔

1۔ عرف عام

عرف قولی و عملی عام اس وقت کہلاتے ہیں جب تمام اسلامی ملکوں میں ایک جیسے ہوں اور ان ملکوں کے تمام لوگ اس پر چلتے ہوں اور تمام ملکوں یہ عرف عمومی طور پر پھیلا ہوا ہو۔ عرف عملی عام کی مثال کسی کاریگر سے کوئی چیز آرڈر پر بنوانا ہے، جبکہ عرف قولی عام کی مثال لفظ دابہ اور لفظ لحم سے دی جا سکتی ہے۔

2عرف خاص

جب یہ عرف ایک ملک میں ہو، دوسرے میں نہ ہو یا کسی پیشہ یا صنعت والوں کے ساتھ مخصوص ہو تو اسے عرف خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ عرف عملی خاص کی مثال پاکستان میں اشیائے خورد ونوش کی خریداری کے ساتھ آخر میں کچھ اضافی چیز شامل کر دینے سے دی جاسکتی ہے، جبکہ عرف عملی عام کی مثال نکاح کے وقت مہر معجل ومؤجل ہے۔

واضح رہے کہ عرف اپنی مذکورہ تمام قسموں کے اعتبار سے صحیح ہوتا ہے یا فاسد:

1 ۔عرفِ صحیح

عرف صحیح سے مراد وہ عرف ہے جو شریعت کی نصوص کا مخالف نہ ہو اور وہ ایسا نہ ہو کہ جس کے ذریعے کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرتا ہو اور کسی دلیل شرعی کے خلاف نہ ہو۔ ایسا عرف قبول کیا جائیگا اور مسائل میں اس کا لحاظ رکھا جائے گا، جیسے عقدِ نکاح کے وقت لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور ان میں شرینی تقسیم کی جاتی ہے، ہوٹلوں کے مالک اپنے ملازمین کو دوپہر اور رات کا کھانا اپنے پاس سے کھلاتے ہیں۔ بچے کے تکمیل قرآن کے موقعہ خوشی کے اظہار کے لیے قاری صاحب اور انتظامیہ کو والدین تحائف وغیرہ دیتے ہیں۔

2۔عرفِ فاسد

ایسا عرف جو قرآن وسنت کی نصوص کے خلاف ہو یا کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیتا ہو، یا اس سے کوئی ضرر پہنچتا ہو یا کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو تو ایسا عرف قابل قبول نہیں ہے، جیسا کہ سود خوری، سٹہ یا لاٹری، کمیٹی والی بولی، تاش وشطرنج اور جوئے پر مبنی عادات ورواجات وغیرہ۔

بعض اہل علم 'عرف صحیح' کی مزید دو اقسام بیان کرتے ہیں: عرف صحیح عام، عرف صحیح خاص

1۔عرف صحیح عام

یہ وہ عرف ہے جس پر سبھی علاقوں میں لوگ متفق ہوں۔ احناف کے ہاں اس کے سبب قیاس ترک کر دیا جائیگا۔ وہ اسے 'استحسان بالعرف' کہتے ہیں۔

2۔عرف صحیح خاص

یہ وہ عرف ہو سکتا ہے جو کسی خاص شہر میں معروف ہو یا لوگوں کے کسی خاص طبقے میں رائج ہو، جیسے تاجروں یا زراعت پیشہ لوگوں کا عرف۔

اسی طرح بعض اہل علم 'عرف صحیح' کی یوں بھی تقسیم کرتے ہیں: عرف صحیح قولی، عرف صحیح عملی

1 ۔عرف صحیح قولی

'عرف صحیح قولی' کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ جو الفاظ اور تراکیب لوگوں میں اس طرح پھیل جائیں کہ بغیر کسی قرینہ اور عقلی ارتباط کے ان سے ایک خاص مفہوم مراد ہو تو ایسے الفاظ اور تراکیب 'عرف صحیح قولی' کہلاتے ہیں، جیسے لفظ ولد کا اطلاق لڑکے پر ہوتا ہے، لڑکی پر نہیں اور تمام جائز علوم وفنون کی اصطلاحات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2عرف صحیح عملی

معاملات کی وہ صورتیں جو عملاً لوگوں میں رائج ہوں، جیسے عام لوگوں کیلئے جو حمام بنائے جاتے ہیں ان میں داخل ہو کر نہانا اور داخل ہونے سے پہلے وہاں ٹھہرنے کی مدت اور غسل میں استعمال کیلئے پانی کی مقدار طے نہ کرنا۔ کسی کاریگر یا کارخانے سے جوتے بنوانا۔ بغیر معاہدہ ایجاب و قبول کے خرید و فروخت کرنا۔ اس کو اصطلاح میں 'بیع تعاطی' کہتے ہیں، یعنی بیچنے والا خریدنے والے کو اس کے مانگنے پر ایک چیز دیتا ہے اور وہ اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی باہمی عقد نہیں ہوتا۔ کرائے کے مکانوں اور دکانوں کا کرایہ ماہوار ادا کیا جاتا ہے۔ ہفتہ وار تعطیل کا رواج۔

عرف وعادت کی حجیت

قرآن حکیم اور سنت مطہرہ میں عرف اور معروف کے الفاظ کئی مقامات پر آئے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت میں عرف وعادت کو تطبیقِ احکام میں اساسی درجہ حاصل ہے۔ چند آیات کریمہ اور احادیث شریفہ یہ ہیں:

1. ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ... ٱلْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُتَّقِينَ ﴾ (7)

" ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کر دینا فرض کیا گیا ہے۔ متقین پر یہ ایک حق ہے۔"

2. ﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ ﴾ (8)

" اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ "

3. ﴿ وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ﴾ (9)

" دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہو گا۔ "

4. ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّآ ءَاتَيْتُم بِٱلْمَعْرُوفِ ۗ﴾ (10)

" اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ حرج نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق ان کا حق جو تم نے دینا طے کیا تھا، دے دو۔ "

5. ﴿ وَلِلْمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُتَّقِينَ﴾ (11)

" اور مطلقہ عورتوں کو بھی دستور کے مطابق نان ونفقہ دینا چاہئے، پرہیزگاروں پر یہ بھی حق ہے۔ "

6. ﴿ وَءَاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ مُحْصَنَٰتٍ غَيْرَ مُسَٰفِحَٰتٍ﴾ (12)

"اور دستور کے مطابق ان لونڈیوں کا مہر بھی ادا کرو بشرطیکہ عفیفہ ہوں، نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں۔ "

7. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ﴾ (13)

" جو نادار ہو وہ دستور کے مطابق یتیم کے مال میں سے لے کر کھا سکتا ہے۔ "

8. جن چیزوں سے عرف کا ثبوت ملتا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارے کے بارے میں فرمایا: ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ (14) یعنی درمیانے قسم کا وہ کھانا جو تم گھر والوں کو کھلاتے ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9. سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے کہ ہندہ بنت عتبہ نے اپنے خاوند ابو سفیانؓ کے بارے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ اخراجات میں ہاتھ ذرا کھینچ کر رکھتے ہیں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لیا کرو؟ اس پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«خذي ما يكفيك وولدك بالمعروف» (15)

" جتنا تیرے اور تیرے بچوں کے لئے دستور کے مطابق کافی ہو تا لے لے۔ "

10. رسول اکرم ﷺ کا غلام کے بارے میں ارشاد مبارک ہے:

«للمملوك طعامه وكسوته بالمعروف ولا يكلف من العمل إلا ما يطيق» (16)

"غلام کا کھانا اور اس کا کپڑا عام دستور کے مطابق دیا جائے اور ایسے کام پر مامور نہ کیا جائے جس کی اس میں رقت نہ ہو۔" (17)

علامہ زرقانیؒ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

" معروف کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کمی یا زیادتی اس طرح کا کھانا کپڑا دیا جائے جس طرح کہ اس جیسے دوسرے غلاموں کو دستور کے مطابق ملتا ہے۔ (18)"

عرف کی حجیت

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان عرف کی حجیت کے حوالے سے اپنی رائے ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

" حقیقت یہ ہے کہ عرف شریعت میں معتبر ہے اور اس پر احکام کی بنا رکھنا درست ہے۔ درحقیقت یہ کوئی مستقل ماخذ نہیں ہے بلکہ ان ماخذوں کی طرف ہی لوٹتا ہے جن کا شریعت نے اعتبار کیا ہے اور جو بات ہم کہہ رہے ہیں اس کے دلائل کئی طرح سے دیے جاسکتے ہیں.... مختلف زمانوں میں فقہاء کا عرف سے استدلال کرنا اور اپنے اجتہادات میں اس کا اعتبار کرنا عرف کے صحیح اور معتبر ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ عرف پر لوگوں کا عمل اجماع سکوتی پر عمل کی مانند ہے۔ بعض فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے اور بعض نے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے، صریح رد کرنے والا کوئی نہیں، اس لیے عرف کا معتبر ہونا اجماع سے ثابت ہے۔ (19)"

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ دلائل کی روشنی میں علمائے اصول نے عرف کو تطبیق مسائل میں ایک اصل کی حیثیت دی ہے، جس پر کئی احکامات کی بنا ہے۔ ان کے بعض اقوال جو اس کی حجیت کو بتاتے ہیں، یہ ہیں:

1. العادة محكَّمَة یعنی رواج یا دستور کو فیصلہ میں بنیادی مقام دیا جائیگا۔
2. المعروفُ عُرْفا كالمشروط شرطا یعنی جو چیز رواج و دستور کے سبب معلوم ہو وہ اپنی اہمیت میں ایسی ہی ہے، جیسے مشروط کے ساتھ کا شرط کا تعلق ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرف کے معتبر ہونے کی شرائط

عرف کے معتبر ہونے اور اس پر حکم کی بنیاد رکھنے کے لیے علماے اصول کے ہاں چند شرائط ہیں ۔ ان شرائط کو علامہ عزالدین بن عبد السلامؒ نے اپنی کتاب 'قواعد الاحکام میں بیان کیا ہے۔ یہ شرائط درج ذیل ہیں

اول: عرف نص شرعی کے مخالف نہ ہو

اس قسم کے عرف کی چند مثالیں یہ ہیں کہ لوگوں کے درمیان اس کا عام رواج ہے کہ جس شخص کے پاس امانت رکھی جاتی ہے اسے اس کی اجازت ہوتی ہے کہ اما نت رکھنے والے شخص کے علاوہ بعض دوسرے افراد کو بھی دستور کے مطابق وہ امانت واپس کر سکتا ہے، جیسے امانت رکھنے والے شخص کی بیوی، اس کی اولاد، اور اس کا ملازم۔ اس قسم کے عرف میں وہ تمام شرائط بھی شامل ہیں جو ان عقود (معاہدوں) کے لئے ضروری ہیں، جن سے عرفِ صحیح کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر عرف نص کے خلاف ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، جیسے سودی کاروبار کا رواج، شادی کی دعوتوں میں شراب نوشی کا اہتمام، نیم عریانی اور ستر کھولنا وغیرہ۔ اس قسم کے رسم ورواج کے معتبر نہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔[20]

دوم: عرف مطرد اور غالب ہو

'مطّرد' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی رواج وستور لوگوں کے درمیان مشہور اور عام ہو اور اس سے متعلق طبقہ کے لوگ اس سے ناواقف ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی واقف ہو، کوئی نہ ہو۔ مطّرد کو لفظ 'عام' سے بھی تعبیر کیا سکتا ہے۔ 'غالب' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عرف اکثر جگہ پایا جاتا ہو اور اکثر ایسا ہی رواج ہو، بہت کم اس کے خلاف کوئی دوسرا طریقہ یا دستور ملتا ہو۔ اکثریت (غلبہ) اور عموم (اطراد) کا اعتبار اس وقت ہے جب کوئی عرف اہل عرف یعنی اس رواج سے متعلق طبقہ کے درمیان مشہور وعام ہو، نہ یہ کہ فقہی کتابوں میں اس کا مشہور ہونا لکھا ہوا ہو۔ کیونکہ کتابوں میں لکھا ہوا عرف بدل بھی سکتا ہے۔ اور اس کا ہر وقت احتمال ہے۔

سوم: معاملہ یا تصرف کے وقت عرف کا وجود ضروری ہے

اس شرط سے یہ مراد ہے کہ وہ عرف جس پر کسی معاملہ یا تصرف کو محمول کیا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ کے وقت موجود ہو یعنی عرف اس معاملہ سے پہلے وجود میں آیا ہو، پھر اس معاملہ کے زمانہ تک جاری رہے اور اس کے وجود کے وقت موجود ہو۔ اس اصول کے مطابق اوقاف، وصیتوں، خرید وفروخت کے معاملات، اور شادی کی دستاویزات کے دلائل کی تشریح اور ان میں مندرجہ شرائط واصطلاحات کا مفہوم اس عرف کے مطابق وہ سمجھا جائے گا جو ان معاملہ کرنے والے اشخاص کے زمانہ میں تھا، نہ کہ اس عرف کے مطابق جو ان کے بعد وجود میں آیا۔ جیسے اگر ایک شخص اپنی زمین کی آمدنی علماء اور طلبہ پر وقف کرے اور وقف کرنے کے وقت عرف عام میں علماء سے مراد لوگ ہوں جو امور دین سے واقفیت رکھتے ہوں اور طلبہ سے مراد علم دین کے طالب علم ہوں تو وقف کی آمدنی انہی علماء پر صرف کی جائے گی، اور علماء کے لئے حصول سند (ڈگری) کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شرط نہ ہو گی، چاہے اس کے بعد کے عرف کے مطابق علماء کے لئے حصول سند ضروری سمجھا جاتا ہو۔ چنانچہ یہ آمدنی صرف علم کے طلبہ پر خرچ کی جائے گی، چاہے بعد کے عرف کے مطابق طلبہ کا اطلاق دینی و دنیوی علوم دونوں کے طلبہ پر ہوتا ہو۔

چہارم: معاملہ یا تصرف کے وقت کوئی قول یا فعل عرف کے خلاف موجود نہ ہو

یعنی کوئی ایسا قول یا فعل موجود نہ ہو جو عرف کے خلاف ہو، مثلاً کسی معاہدہ میں دونوں فریق اس بات صراحۃً متفق ہو گئے کہ قیمت فوراً ادا کی جائے گی، لیکن بازار میں عرف یہ ہے کہ قیمت قسطوں میں ادا کی جاتی ہے، تو اس صورت میں قیمت فوراً ہی ادا کی جائے گی۔ کیونکہ معاہدہ میں یہ صریح شرط موجود ہے۔ یا اگر عرف یہ ہو کہ کسی مال کے برآمد کرنے کے مصارف خریدار پر ہوتے ہیں، لیکن اگر فریقین کسی معاملہ میں اسی بات پر متفق ہو جائیں کہ یہ مصارف بیچنے والے پر ہوں گے تو عرف پر عمل نہیں ہو گا۔ یا اگر عرف یہ ہو کہ زمین کی رجسٹری کرانے کے مصارف خریدار پر ہوتے ہیں، لیکن اگر فریقین اس پر متفق ہو جائیں کہ یہ مصارف بائع کے ذمہ دار ہوں گے، تو عرف پر عمل نہیں ہو گا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز بغیر ذکر کئے عرف سے ثابت ہو، اگر اس کے خلاف کوئی شرط لگادی جائے تو عرف پر عمل نہیں ہو گا۔ (21)

عرف کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف

'عرف' شریعت کے نمایاں تطبیقی اصولوں میں شامل ہے۔ اس سلسلہ میں امام بخاری کی آرا کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عرف صحیح کا مکمل اعتبار کرتے ہیں اور 'عرف' سے مسائلِ دینیہ اخذ فرماتے ہیں اور اس کو ایک اہم شرعی تطبیقی اصول تسلیم کرتے ہیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے امام بخاریؒ اپنی الجامع الصحیح میں کتاب البیوع میں عرف کے حوالے سے ایک مستقل باب ان الفاظ سے قائم کرکے 'عرف' کو ثابت کیا ہے:

"باب من أجرى أمر الأمصار على ما يتعارفون بينهم في البيوع والإجارة والمكيال والوزن وسننهم على نيّاتهم ومذاهبهم المشهورة"

"خرید و فروخت، اجارہ، ناپ تول اور ان کے طور طریقوں میں ہر شہر کے لوگوں کے عرف، ان کی نیتوں اور ان کے مشہور طریقوں پر حکم دیا جائے گا۔"

اس تبویب کے تحت امام بخاریؒ نقل کیا ہے کہ قاضی شریحؒ سوت بیچنے والوں سے کہا:

"تمہارے رسم و رواج کے مطابق حکم دیا جائے گا"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"ابن المنیرؒ کا کہنا ہے کہ اس باب کے قائم کرنے سے امام بخاریؒ کا یہ بتانا تھا کہ عرف پر اعتماد کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔" (22)

اسی طرح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ عرف ایک معتبر اور جاری عمل ہے۔" (23)

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے متعدد دلائل سے 'عرف' کی حجیت پر استدلال کیا ہے، جن میں سے کچھ یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (24)
" اور جو کوئی فقیر ہو اسے رواج کے مطابق کھانا چاہیے۔ "
2. ابو طیبہؓ نے پیشگی طے کیے بغیر نبی ﷺ کو سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے کھجور کے ایک صاع کا حکم دیا۔ گویا اس وقت سینگی لگوانے کی اجرت ایک صاع معروف تھی، جسے پہلے طے نہیں کیا گیا تھا۔
3. جب ہند بنت عتبہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے خاوند ابوسفیان بن حربؓ کے مال سے کچھ لے سکتی ہے یا نہیں؟ جو اس پر مکمل خرچ نہیں کرتا، تو اسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اور تیرے بیٹے رواج کے مطابق جو تمھیں کافی ہو لے لو۔ اس بات کو امام بخاری نے باقاعدہ باب قائم کر کے جائز قرار دیا ہے۔ باب کا عنوان یوں ہے:

"كتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل فللمرأة ....."

امام بخاریؒ باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس کے آخری الفاظ ہیں: «خذي ما يكفيك و ولدك بالمعروف»

یہ الفاظ واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ امام بخاریؒ 'عرف' کے قائل ہیں۔ (25)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث دوم

اجماع

لغوی تعریف

اجماع کا مادہ 'ج،م،ع' ہے جس کے لغوی معنی اشیاء کو اکٹھا کرنے اور باہم ملانے کے ہیں ۔

ابو منصور ازہری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والجمع أن تجمع شيء إلى شيء والإجماع أن تجعل المتفرق جميعاً" (26)

" جمع سے مراد ایک شے کو دوسری شے سے ملانا ہے اور 'اجماع' یہ ہے کہ آپ متفرق اشیاء کو اکٹھا کر دیں۔"

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الجمع ضم الشيء بتقريب بعضه من بعض، يقال جمعته فاجتمع، وقال عز وجل: ﴿وَجُمِعَ ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ ﴾، ﴿ وَجَمَعَ فَأَوۡعَىٰٓ﴾،﴿ جَمَعَ مَالَا وَعَدَّدَهُۥ ﴾، ﴿ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفۡتَحُ بَيۡنَنَا بِٱلۡحَقِّ ﴾...وأجمعت كذا أكثر ما يقال فيما يكون جمعاً يتوصل إليه بالفكرة نحو: ﴿فَأَجۡمِعُوٓاْ أَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ﴾...وقال تعالى: ﴿ فَأَجۡمِعُواْ كَيۡدَكُمۡ﴾ ويقال أجمع المسلمون على كذا، اجتمعت آراؤهم عليه" (27)

" 'جمع' سے مراد مختلف اشیاء کو ایک دوسرے کے قریب کرتے ہوئے آپس میں ان کو ملا دینا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: میں نے اس کو جمع کیا تو وہ جمع ہو گیا۔ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے: "اور روز قیامت سورج اور چاند کو جمع کیا جائے گا"۔ ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہے: "اس نے مال جمع کیا اور اس کو محفوظ رکھا"۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے: "اس نے مال کو جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا"۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے: "اللہ تعالی ہم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا، پھر وہ ہمارے مابین حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے گا"...باب افعال سے یہ لفظ اکثر و بیشتر ان چیزوں کے جمع کرنے کے بارے میں آتا ہے جو فکر سے متعلق ہوں ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تم اپنی تدبیر کو اپنے شریکوں سمیت تیار کر لو"...اسی طرح اللہ نے فرمایا: "تم اپنی چال کو پختہ کر لو"۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے یعنی اس مسئلے میں ان کی آراء باہم متفق ہیں۔"

علامہ سید مرتضی الزبیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والإجماع أي إجماع الأمة الإتفاق، يقال: هذا أمر مجمع عليه أي متفق عليه" (28)

" اجماع امت سے مراد امت کا اتفاق ہے ۔ کہا جاتا ہے 'مجمع علیہ' یعنی یہ معاملہ متفق علیہ ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی تعریف

'اجماع' کی تعریف کے سلسلے میں ائمہ کرام کے مابین اختلاف موجود ہے، لیکن حقیقتاً یہ تمام اختلاف لفظی ہے۔ سب کی بیان کردہ تعریفات کا مضمون قریب قریب ایک ہی ہے۔

امام ابو حامد غزالیؒ اجماع کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"أما تفهيم لفظ الإجماع فإنما نعني به اتفاق أمة محمد ﷺ خاصة على أمر من الأمور الدينية" (29)

" جہاں تک اجماع کے لفظ کے مفہوم کا معاملہ ہے تو اس سے ہمار ی مراد امت محمدیہ کا وہ اتفاق ہے جو خصوصی طور امور دینیہ میں ہو۔"

امام بزدویؒ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إنه عبارة عن اتفاق المجتهدين من هذه الأمة في عصر على أمر من الأمور" (30)

" وہ اس امت کے اہل اجتہاد لوگوں کے کسی زمانے میں کسی معاملے پر باہم اتفاق کر لینے کا عبارہ ہے۔ "

شیخ محمد بن علیٰ تھانویؒ فرماتے ہیں:

"وفي اصطلاح الأصوليين هو إتفاق خاص وهو اتفاق المجتهدين من أمة محمد ﷺ في عصر علي أمر من الأمور" (31)

" وہ اس امت کے اہل اجتہاد لوگوں کے کسی زمانے میں کسی معاملے پر باہم اتفاق کر لینے کا عبارہ ہے۔ "

علامہ آمدیؒ یوں رقمطراز ہیں:

"الإجماع عبارة عن اتفاق جملة أهل الحل والعقد من أمة محمد من عصر من الأعصار على حكم واقعة من الوقائع" (32)

" اجماع سے مراد کسی زمانے میں امت محمدیہ کے جملہ اہل حل وعقد کا کسی واقعے کے شرعی حکم پر اتفاق کر لینا۔"

علامہ علاؤ الدینؒ فرماتے ہیں:

"وقيل ـ وهو الأصح ـ إنه عبارة عن اتفاق المجتهدين من هذه الأمة في عصر على أمر من الأمور" (33)

" ایک قول کے مطابق، اور یہ قول صحیح ترین ہے' اجماع سے مراد اس امت کے مجتہدین کا کسی زمانے میں کسی معاملے پر اتفاق کر لینا ہے۔"

اجماع کے وقوع کا امکان

اوپر اجماع کی جو تعریف کی گئی ہے اس کی رو سے کیا اس کے وقوع پذیر ہونے کا امکان ہے؟ اس بارے میں جمہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولیین کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے اور عملاً صحابہ کرام کے زمانہ میں ہو چکا ہے، چانچہ صحابہ کرام نے بہت سے احکام پر اجماع کیا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جاسکتا۔ دوسرا یہ کہ اگر سگے بہن بھائی نہ ہوں تو باپ کی طرف سے ہونے والے بہن بھائیوں سگے بہن بھائیوں کی جگہ دی جائے گی۔ تیسرا یہ کہ مسلمان عورت کا نکاح کسی غیر مسلم مرد سے نہیں ہو سکتا اور چوتھا یہ کہ مفتوحہ اراضی کو فاتحین کے درمیان اس نہیں بانٹ دیا جائیگا، جس طرح دوسرے اموال، غنائم بانٹ دیے جاتے ہیں۔

امام شافعیؒ اجماع کے ممکن الوقوع ہونے کے قائل ہیں، لیکن وہ عہد صحابہ کے بعد اس کے وقوع انتہائی نادر اور مشکل شمار کرتے ہیں کیونکہ جن علماء کا اجماع معتبر ہے وہ مختلف ممالک میں پھیل گئے اور ان کا باہم ملاقات کرنا مشکل ہو گیا۔

امام صاحبؒ کا کہنا ہے کہ اجماع ممکن الوقوع تو ہے لیکن اس کے واقع ہونے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ کسی ایک مجلس یا مکان میں جمیع علماء و فقہاء جمع ہوں اور اپنی آراء کا صراحت سے اظہار کریں یا ایک عالم دین جمیع بلاد اسلامیہ کا سفر کرتے ہوئے تمام فقہاء کی آراء جمع کرے، بلکہ اس کا وقوع یوں ممکن ہے کہ دین اسلام کے ضروری اساسی مسائل اس قدر واضح اور صریح ہیں کہ ان کے بارے میں اگر تم کسی بھی شخص یا عالم دین سے پوچھو تو وہ ایک ہی جواب دے گا، مثلاً پانچوں نمازوں کی فرضیت، ان کی تعداد رکعات، صفات اور اوقات، زکاۃ، روزہ اور اس کے حدود اور بعض وہ حالات جن میں اسے چھوڑا جاسکتا ہے، حج اور جہاد کی مشروعیت وغیرہ دین اسلام میں مثلاً پانچ نمازوں کی فرضیت پر اجماع کے حوالے سے کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ مجتہدین و فقہاء سے صراحتاً نماز کی فرضیت کے بارے میں رائے معلوم کر سکے اور اس کی بنیاد پر اجماع کا دعوی کرے اور نہ ہی کبھی تاریخ میں ایسا ہوا ہے کہ کسی زمانے میں جمیع صحابہ' تابعین یا علماء نے کسی ایک جگہ جمع ہو کر پانچ نمازوں کی فرضیت کے بارے میں اتفاق کا اظہار کیا ہو، بلکہ پانچ نمازوں کی فرضیت کو ہم اس طرح مجمع علیہ مسئلہ کہیں گے کہ اگر کسی بھی مسلمان یا عالم دین سے تم اس مسئلے کے بارے میں پوچھو گے تو وہ تمہیں ایک ہی جواب دے گا۔ (34)

وہ اپنی کتاب 'الأم' میں اپنے سے مناظرہ کرنے والے شخص سے کہتے ہیں:

"یہ وہ اجماع ہے جس کے بارے میں اگر تم کہو کہ وہ ہو گیا تو اپنے ارد گرد کسی کو، اگر وہ کچھ علم رکھنے والا ہو، یہ کہتے نہ پاؤ گے کہ یہ اجماع نہیں ہے۔" (35)

تقریباً یہی رائے امام احمد بن حنبلؒ کی بھی ہے، چنانچہ امام ابن قیمؒ امام احمد کا قول حنبلؒ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"من ادّعى الإجماع فهو كاذب" (36)

"جس نے اجماع کا دعوی کیا وہ جھوٹا ہے۔"

مزعومہ اجماع کی صورت حال کا نقشہ علامہ ابو بکر جصاصؒ کی تصنیف 'الاجماع' میں کچھ یوں کھینچا گیا ہے:

"والذي يتضح من النصوص التي أوردناها أن الإجماع الكامل وهو معرفة جميع آراء الفقهاء والمجتهدين صراحة في المسألة لم يقع في عهد الصحابة وذلك أنه رغم الإقامة الجبرية التي فرضها عمر على الفقهاء في خلافته كان هو بنفسه يرسل القضاة الفقهاء إلى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأمصار ليحكموا بين الناس كإرساله أبا موسٰى الأشعري إلى البصرة مثلاً ليقضى بين الناس و هو الفقيه الذي يعد أحد الفقهاء في عصر الرسول و لم يكن يستخرج رأيه أو أقل ما يقال لم يعرف أنه استخرج رأيه في المسائل التى عرضت لعمر و التي لم يعرف لها حكمالا من كتاب و لا من سنة و لهذا يمكن أن نقول أن الإجماع الذي كان على عهد الصحابة رضي الله عنهم هو إجماع الفقهاء حاضرى مركز الخلافة أما من سواهم من الفقهاء و المجتهدين فإجماعهم يكون تبعاً لإجماع الذي صدق عليه الخليفة و عمل به و أفتى الناس عليه و إن كان قولهم إن خالفوا يعتد به" (37)

''جن نصوص کا ہم نے تذکرہ کیا ہے' ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع کامل یعنی کسی مسئلہ میں جمیع فقہاء اور مجتہدین کی آراء کی معرفت' صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں واقع نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے دور خلافت کے محدثین کو اپنے ارد گرد اکٹھا کر رکھا تھا وہ خود بھی مختلف شہروں کی طرف فقہاء اور قاضیو ں کو لوگوں کے مابین فیصلوں کے لیے بھیجتے تھے، جیسا کہ انہوں نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے مابین فیصلے کریں اور یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک فقیہ صحابی تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کا طریقہ استخراج آراء کا نہ تھا یا کم از کم مشہور نہیں ہوا کہ انہوں نے پیش آمدہ مسائل میں حضرت عمرؓ کے سامنے اپنی آراء پیش کی ہوں ، بالخصوص ان مسائل کے بارے میں جن کے متعلق کتاب وسنت میں کوئی شرعی معروف نہ ہو۔ اسی لیے اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ہم یہ بات کہیں کہ زیادہ سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کا اجماع مرکز خلافت مدینہ منورہ میں موجود فقہاء کا اکٹھ ہو سکتا تھا۔ البتہ ان کے ماسوا فقہاء اور مجتہدین کا اجماع اس اجماع کی متابعت میں ہو سکتا ہے' جس کی تصدیق خلیفہ کی طرف سے ہوئی اور خلیفہ اس پر عمل کرتے ہوئے اس کے مطابق رعایا کے لیے فتوی جاری کر دیتا اگر وہ دیتا تھا اور اگر ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے خلیفہ کے قول کی مخالفت کی ہوتی تو اس مخالفت کا اعتبار ہو سکتا تھا۔''

خلاصہ یہ ہے کہ سلف صالحین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اجماع حجت شرعیہ تو ہے، لیکن اس کا وقوع بہت مشکل ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کا کہنا یہ ہے کہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے دور میں تو اجماع ممکن تھا اور واقع بھی ہوا ہے، لیکن ان کے زمانہ کے بعد اس کا وقوع ممکن نہیں ہے۔ (38) اسی رائے کو اکثر فقہائے محدثین نے اختیار کیا، جیسے حافظ ابن حزمؒ اور شوکانیؒ وغیرہ۔ (39)

اجماعی مسائل کو جمع کر کے مستقل کتب لکھنے والے تقریباً تمام مؤلفین، جیسے حافظ ابن حزمؒ اور امام ابن المنذرؒ وغیرہ، نے بھی اپنی کتبِ اجماع کے مقدموں میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اکثر اجماع کے دعوے دعووں کے قبیل سے ہوتے ہیں، حقیقی اجماعی مسائل بہت کم ہیں، چنانچہ اجماع کے دعووں کو خوب سوچ سمجھ کر لینا چاہیے۔

قریب قریب اجماع کے حوالے سے یہی رائے اصولیوں میں سے امام الحرمین الجوینیؒ اور امام غزالیؒ وغیرہ نے اختیار کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اجماع ایک ظنی دلیل ہی کا نام ہے، کیونکہ ایسے مسائل نہایت نادر ہیں جن کے بارے میں قطعی کہا جاسکے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مجمع علیہ ہیں۔ اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ عام طور جو اجماع کے دعوے کتب فقہ میں موجود ہیں ان کا منکر کافر نہیں ہو سکتا، کیونکہ وقوع اجماع کے اکثر دعوے حقیقی نہیں ہوتے۔[40]

اجماع کے وقوع کا عصر حاضر میں امکان

واضح رہے کہ اجماع کے حوالے سے اوپر جس اجماع کو حجت شمار کیا گیا ہے، ایسا اجماع آج کے دور میں بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آج ہم بھی کہہ سکتے ہیں ' مسلمانوں کا پانچ نمازوں کی فرضیت پر اجماع ہے'۔ اگر کوئی شخص اس پر یہ اشکال وارد کرے کہ اہل قرآن اور منکرین حدیث تو پانچ نمازوں کی فرضیت کے قائل نہیں ہیں تو پھر اجماع کا دعوی کیسے ممکن ہے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ نماز اصول دین میں سے ایک اصل ہے اور اس کی فرضیت صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے بالاجماع منقول ہے۔ اگر مابعد کے ادوار میں کچھ کافر یا بدعتی فرقوں نے اس کی فرضیت کا انکار کر دیا تو کوئی حرج کی بات نہیں، لہذا اجماع کا دعوی برقرار رہا۔ اسی طرح آج ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی متعدد قراءات کے وجود پر، حدیث کی حجیت پر، حدود و تعزیرات، عذاب قبر اور قادیانیوں کے کافر ہونے وغیرہ امور پر امت کا اجماع ہو چکا ہے، اگرچہ کسی ایک مجلس یا مکان میں جمع ہو کر علماء نے اس قسم کے اجماعی فتووں کو جاری نہیں کیا لیکن نہ مشرق و مغرب کے جمیع علماء میں سے ہر ہر عالم دین کی رائے ان کے بارے میں ہمیں صراحت سے معلوم ہے، لیکن اس کے باوجود اجماع کا دعوی جائز ہے اور یہ دعوی اسی معنی میں ہو گا' جس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اجماع سے مراد دین کے وہ صریح و بنیادی مسائل ہیں کہ جن کے بارے علماء کی ایک معتد بہ جماعت اپنی رائے کا اظہار اپنے قول اور عمل سے کرے اور بقیہ علماء میں سے کسی بھی عالم دین سے جب اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ قولی یا عملی صراحت سے اسی رائے کا اظہار کریں۔

اجماع کی حجیت

اجماع کی قطعیت کے سلسلہ میں درج ذیل متنوع قسم کے دلائل ملاحظہ کیجئے:

1. ﴿ وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴾

" جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے۔ وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

امام غزالیؒ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں :

"ذلك يوجب اتباع سبيل المؤمنين وهذا ما تمسك به الشافعي" [41]

"اس آیت سے مسلمانوں کے اجماع کی اتباع کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور یہی وہ آیت ہے جس سے امام شافعیؒ نے اجماع کی حجیت کو ثابت کیا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾ (42)

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط (نہایت معتدل) بنایا تاکہ تمام انسانوں کے لیے سچائی کی شہادت دینے والے تم ہو۔"

وسط کے معنی بہترین اور عادل کے آتے ہیں۔ عادل گواہ کا قول حجت ہوتا ہے۔ (43)

3.قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

﴿ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ ﴾ (44)

"اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو"

4. دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا ٱخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَىْءٍ فَحُكْمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ ﴾ (45)

"اور جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف ہے۔"

المستصفیٰ میں مذکورہ دونوں آیات سے متعلق مرقوم ہے :

"مفهومه إن اتفقتهم فهو حق" (46)

"ان آیات کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس مسئلہ میں امت محمدیہ متفق ہو جائے وہ برحق ہے"

5.اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾ (47)

" اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی اور تم میں سے اقتدار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف۔ اگر تمھیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے باعتبار انجام کے اور بہت اچھا ہے۔ "

اس آیت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس مسئلہ پر امت محمدیہ کے علماء باہم متفق ہوں وہ مسئلہ برحق ہوگا۔ اس لیے کہ اس آیت میں ﴿وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ﴾ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، جس کی براہ راست تشریح ارباب حکومت سے جب کہ بالواسطہ ارباب بصیرت واجتہاد سے بھی کی جاتی ہے۔ یاد رہے ﴿وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ﴾ سے مراد بقول ابن عباسؓ کے اہل علم ہی ہیں۔

علاوہ بریں متعدد احادیث ایسی ہیں جن سے اجماع کی قطعیت کا ثبوت ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللهَ لاَ يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى ضَلاَلَةٍ وَيَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ» (48)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا محمد ﷺ کی امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

7. اسی مضمون کی ایک یہ حدیث بھی ملاحظہ کیجئے:

«إِنَّ أُمَّتِي لَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلاَلَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلاَفًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الأَعْظَمِ» (49)

" بے شک میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی جب تم کسی مسئلے میں اختلاف دیکھو تو جماعت کی اتباع کرو۔"

دیکھئے اسلام میں لزوم جماعت کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے؟ نبی ﷺ کے درج ذیل ارشاد سے ملاحظہ فرمائیے:

«فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ وَهْيَ جَمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ» (50)

" جو اس امت میں (خلیفہ منتخب ہونے کے بعد) تفرقہ ڈالنا چاہے جبکہ ساری امت اکٹھی ہو تو اس شخص کو قتل کر دو، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

«من فارق الجماعة شبرا فمات، فميتة جاهلية» (51)

" جس نے جماعت (ملت اسلامیہ سے) بالشت بھر بھی دوری اختیار کی، پھر وہ اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت سے افتراق کو پسند نہیں کیا گیا اور ایسے شخص کی موت کو جاہلیت والی موت قرار دیا گیا ہے۔

10. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ لْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، وَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ »(52)

" بے شک شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے جیسے کہ بھیڑ بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے، وہ الگ ہونے والی، تنہا ہونے والی، کنارے پر چرنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے لہذا الگ ہونے سے بچو اور تم پر مسلمانوں کے اکٹھ اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہنا لازم ہے۔"

11. اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«.....بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ » (53)

"تم جماعت کی موافقت لازم پکڑو اور خبردار تفرقہ سے بچو اس لیے کہ شیطان ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ دور ہوتا ہے جو شخص چاہتا ہے کہ جنت کے چبوترہ میں جگہ حاصل کرے وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ موافقت کو لازم پکڑے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا دونوں احادیث اس مضمون کی کھلی وضاحت کرتی ہیں کہ ہر مسلمان کو عامۃ المسلمین کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہیے اور انفرادی راستوں اور طریقوں سے بچنا چاہیے۔ اس لیے کہ جس طرح بھیڑیا ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو آسانی سے قابو کر لیتا ہے اسی طرح شیطان بھی مسلمانوں کی جماعت سے الگ تھلگ ہو کر رہنے والے شخص پر بڑی سہولت سے قابو پالیتا ہے اور اسے تباہی کے دھانے تک لے جاتا ہے۔

12. حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لاَ تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ » (54)

" میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے معاملے کو قائم رکھے گا انھیں جو رسوا کرنے کی کوشش کرے، یا ان کی مخالفت کرے گا یہ فعل نقصان رساں نہ ہو گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آپہنچے اور وہ اسی حالت پر ہوں۔"

13. ترمذی میں اسی مضمون کی ایک حدیث ان الفاظ سے مروی ہے:

«لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ». قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ. (55)

" میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اسے جو شخص ذلیل کرنا چاہے نقصان نہ پہنچا سکے گا جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے۔ محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ علی بن مدینی کے نزدیک یہ محدثین ہیں۔ "

چونکہ علی بن المدینی محدثین کی خدمات اور اتباع سنت کے مدح سرا ں ہیں اس لیے وہ ان کی فکری سلامتی کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نظر میں محدثین ہی السواد الاعظم ہیں جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔

14. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون سيئا فهو عند الله سيئ" (56)

" جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہے۔ اور جس چیز کو مسلمان برا تصور کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔"

اگرچہ مذکورہ احادیث میں سے اکثر کی اسناد پر کلام کیا گیا ہے لیکن تمام روایات مل کر زور دار انداز سے اجماع کی حجیت کو ثابت کر رہی ہیں۔

اجماع کی اقسام

علماے اصول نے اجماع کی کئی ایک اعتبارات سے مختلف اقسام بیا ن کی ہیں۔ مجتہدین کی رائے کی صراحت اور عدم صراحت کے اعتبار سے اجماع کی دو قسمیں ہیں: 1۔ اجماع صریح 2۔ اجماع سکوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔اجماع صریح

اس سے مراد اتفاق ہے کہ جس مسئلے پر تمام اہل علم متفق ہوں اور اس رائے کے قبول کرنے کی صراحت کریں۔
ڈاکٹر وہبہ الزحیلی اجماع صریح کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"فالإجماع الصريح هو أن تتفق آراء المجتهدين بأقوالهم أو أفعالهم على حكم في مسألة معينة كأن يجتمع العلماء في مجلس و يبدى كل منهم رأيه صراحة في المسألة وتتفق الآراء على حكم الواحد أو أن يفتي كل عالم في المسألة برأي وتتحد الفتاوي على شئ واحد وهو حجة عند الجمهور كما عرفنا" (57)

" اجماع صریح سے مراد ہے کسی معین مسئلے کے شرعی حکم پر مجتہدین کی جملہ آراء، ان کے اقوال یا افعال کی روشنی میں متفق ہو جائیں۔ مثلاً علماء کسی مجلس میں جمع ہوں اور ہر ایک اس مسئلے میں اپنی رائے صراحت سے بیان کرے اور بالآخر ایک ہی حکم شرعی پر ان کی آراء جمع ہو جائیں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی مسئلہ میں ہر مفتی اپنی رائے بیان کرتے ہوئے کوئی فتوی جاری کرے اور ان کے فتاوی ایک ہی رائے پر جمع ہو جائیں۔ اجماع کی یہ قسم جمہور کے نزدیک حجت ہے۔"

واضح رہے کہ یہ اتفاق صرف ایک مجلس تک محدود ہے ، تمام امت اس طرح ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی لہذا ایسا اجماع صریح بعض علماء کے نزدیک حجت تو ہے جبکہ دوسرے علماء اس کے وقوع کو ناممکن قرار دیتے ہیں اور اسی اعتبار سے اس کے اجماع ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہماری تفصیلی گذارشات پیچھے گذر چکی ہے۔

2۔اجماع سکوتی

اجماع صریح کے بالمقابل دوسری قسم اجماع سکوتی کی ہے۔
ڈاکٹر وہبہ الزحیلی اجماع سکوتی کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"هو أن يقول بعض المجتهدين في العصر الواحد قولاً في مسألة، و يسكت الباقون بعد اطلاعهم على هذا القول، من غير إنكار" (58)

" اجماع سکوتی یہ ہے کہ کسی زمانے میں کسی مسئلے میں مجتہدین کی ایک جماعت ایک قول کہے اور باقی مجتہدین اس قول کو جان لینے کے بعد بھی خاموش رہیں اور اس کا انکار نہ کریں۔"

ایسا سکوت جمیع علما کے ہاں ممکن الوقوع ہے ، لیکن اس کی حجیت کے بارے علماء کا اختلاف ہے۔
امام شوکانیؒ نے اجماع سکوتی کی حجیت کے قائلین علمائے اصول کے بارہ اقوال نقل کیے ہیں۔ (59)
ڈاکٹر وہبہ الزحیلی ان اقوال کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وللعلماء فيه خمسة مذاهب أولها مذهب الشافعي وعيسى بن أبان و الباقلاني والمالكية:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لايكون إجماعاً ولا حجة.ثانيها مذهب أكثر الحنفية والإمام أحمد: يعتبر إجماعاً وحجة قطعية.ثالثها مذهب أبي علي الجبائي أنه إجماع بعد انقراض عصرهم لأن استمرارهم على السكوت إلى الموت يضعف الاحتمال. رابعها مذهب أبي هاشم بن أبي علي أنه ليس بإجماع لكنه حجة و اختار الآمدي أنه إجماع ظني يحتج به وهو قريب من هذا المذهب وأيده ابن الحاجب في مختصره الكبير والكرخي من الحنفية.خامسها مذهب ابن أبي هريرة أنه إن كان القائل حاكماً لم يكن إجماعاً ولا حجة وإلا فهو إجماع وحجة" (60)

"اس مسئلے میں علما کے پانچ مذاہب ہیں ۔پہلا مذہب امام شافعی ، عیسی بن ابان، باقلانی رحمۃ اللہ علیہم اور مالکیہ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ نہ تو اجماع ہے اور نہ ہی حجت ہے۔ دوسرا مذہب جمہور حنفیہ اور امام احمدؒ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ اجماع اور قطعی حجت ہے۔ تیسرا مذہب ابو علی الجبائیؒ کا ہے کہ یہ اجماع تو ہے لیکن ان مجتہدین کے زمانہ کے گزر جانے کے بعد کیونکہ موت تک ان کا برابر خاموش رہنا مخالفت کے احتمال کو کمزور کر دیتا ہے۔ چوتھا مذہب أبو ہاشم کا ہے کہ یہ اجماع تو نہیں ہے لیکن حجت ہے۔ علامہ آمدیؒ کا کہنا ہے کہ یہ ایک ظنی اجماع ہے لیکن قابل احتجاج ہے۔ علامہ آمدیؒ کا موقف بھی چوتھی رائے کے قریب قریب ہے۔ ابن حاجب نے اپنی کتاب 'المختصر' میں اور حنفیہ میں سے امام کرخیؒ نے بھی اسی مذہب کی تائید کی ہے۔ پانچواں قول ابن ابی ہریرۃ کا ہے کہ اگر قائل حاکم ہو تو یہ نہ تو اجماع ہو گا اور نہ ہی حجت اور اگر وہ حاکم نہ ہو تو اجماع بھی ہے اور حجت بھی۔ "

اجماع سکوتی پر عمل کرنے کی شرائط

جو علما اجماع سکوتی کی حجیت کے قائل ہیں ' انہوں نے اس کے حجت ہونے کے لیے کچھ شرائط عائد کی ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی شرائط کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أما القائلون بحجية الإجماع السكوتي وهم (الحنفية والحنابلة) فقد اشترطوا في توافرها في هذا الإجماع:

1.أن يكون السكوت مجرداً عن علامة الرضا أو الكراهة.

2.وأن ينتشر الرأي المقول به من مجتهد بين أهل العصر.

3.وتمضي مدة كافية للتأمل والبحث في المسألة.

4.وأن تكون المسألة اجتهادية.

5.وأن تنتفي الموانع التي تمنع من اعتبار هذا السكوت موافقة كالخوف من سلطان جائر أو عدم مضي مدة تكفي للبحث أو أن يكون الساكت ممن يرون أن كل مجتهد مصيب فلا ينكر ما يقوله غيره لأنه من مواضع الاجتهاد أو يعلم أنه لو أنكر لا يلتفت إليه، ونحو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك" [61]

" جو لوگ اجماع سکوتی کی حجیت کے قائل ہیں یعنی حنفیہ اور حنابلہ، انہوں نے اس اجماع کے پائے جانے میں چند شرائط عائد کی ہیں :

پہلی شرط تو یہ ہے کہ مجتہدین کے ایک طبقے کا سکوت رضا یا کراہت کی علامات سے خالی ہو۔ **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو رائے کسی ایک مجتہد کی طرف سے پیش کی گئی ہے ' وہ اہل زمانہ میں پھیل جائے۔ **تیسری شرط** یہ ہے کہ مسئلے میں غور و فکر اور تحقیق کے لیے ایک مناسب مدت گزر چکی ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مسئلہ اجتہادی ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ رکاوٹیں جو دنہ ہوں جو اس سکوت کا اعتبار کر نے میں مانع ہوں جیسا کہ ظالم حکمران کا خوف یا تحقیق کے لیے مناسب مدت کا نہ پایا جانا یا سکوت اختیار کرنے والے مجتہد ین وہ ہوں 'جن کی یہ رائے ہو کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے۔ پس یہ لوگ اپنے علاوہ مجتہین کے اقوال کا اس وجہ سے انکار نہ کرتے ہوں کہ یہ اجتہادی مسائل ہیں یا اس مجتہد کا یہ خیال ہو کہ اگر میں نے انکار بھی کیا تو کوئی توجہ نہ دے گا وغیرہ وغیرہ ۔ "

اجماع کی ایک اور تقسیم

ایک اور پہلو سے اجماع کی تقسیم یوں بھی کی گئی ہے: اجماع مرکب اجماع غیر مرکب

اجماع مرکب

علامہ ابیجاجؒ مرکب سے متعلق فرماتے ہیں:

" اگر کسی مسئلے کے حکم پر اتفاق اور علت میں اختلاف ہو تو ایسا اجماع مرکب ہے۔ [62] "

ڈاکٹر حسنؒ اجماع مرکب کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"مرکب وہ ہے جس میں کسی مسئلہ کے حکم کے بارے میں بہت سی رائیں اکھٹی ہو جائیں لیکن علت حکم میں اختلاف ہو۔ جیسے کسی شخص کو قے آجائے اور اس حالت میں وہ کسی عورت کو ہاتھ بھی لگا بیٹھے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قے کے سبب سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے کے سبب سے۔ یہ اجماع دونوں علتوں میں سے ایک کے فاسد ہونے سے حجت کے قابل نہیں رہتا... اجماع مرکب کی صورت یہ بھی ہے کہ جب مجتہدین کسی مسئلہ میں اختلاف کریں اور بعد کے دور میں مختلف مسالک کے فقہا علیحدہ علیحدہ ان میں سے کسی ایک رائے پر اتفاق کر لیں تو اب ان دو یا تین اقوال پر اجماع کیا جائے گا اور آئندہ لوگوں کو اس کا اختیار نہ ہو گا کہ اس مسئلہ میں کوئی تیسرا قول یا نظریہ اختیار کریں۔" [63]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجماع غیر مرکب

اجماع غیر مرکب یہ ہے کہ مجتہدین کے درمیان حکم اور اس کی علت دونوں پر اتفاق رائے پایا جائے۔

ڈاکٹر احمد حسنؒ اجماع غیر مرکب کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ فقہاء کا ایسے مسئلہ پر اتفاق ہو جس میں دو قول نہ ہوں بلکہ ایک قول ہو۔ اس میں امت کا ایسے مسائل پر اتفاق ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں۔ یہ عقائد اور فرائض میں اجماع ہے۔ جس مسئلہ میں صرف ایک رائے پر اتفاق ہو جائے اور تمام فقہاء اس کو تسلیم کرلیں تو وہ غیر مرکب ہے۔(64)

'اجماع مرکب' کی ایک دوسری اصطلاح

بعض علماے اصول پہلی 'اجماع مرکب' کی ایک اور تعریف بھی کی گئی ہے، وہ یہ کہ 'اجماع مرکب' اسے کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں مجتہدین کے درمیان کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف ہوا ہو اور اس میں دو یا زیادہ قول تسلیم کر لیے گئے ہوں تو گویا ان دو یا زیادہ رایوں پر مجتہدین کا اجتماعی اتفاق ہو گیا ہے۔ ایسی صورتحال میں اکثر اہل علم کے ہاں اس مسئلہ میں تیسرے قول یا تیسری رائے کی اجازت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی اجازت دینا گویا 'اجماع مرکب' کو توڑنا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ اجماع کسی ایک رائے پر تمام مجتہدین کے اتفاق کو کہتے ہیں، چنانچہ دو یا زیادہ آراء کو اجتماعی اتفاق کا نام دینا بے بنیاد ہے اور 'اجماع مرکب' کوئی شے نہیں، بلکہ اس صورت مسئلہ میں اجماع غیر مرکب یعنی مفرد ہی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تیسری رائے بھی ہے اور وہ یہ کہ اختلاف کرنے والوں کے درمیان جس حد تک اتفاق ہے اس متفق علیہ قدر مشترک سے انحراف تو جائز نہیں، البتہ اگر تیسرا قول اختلاف کرنے والوں کے درمیان متفق علیہ چیز سے نہیں ٹکراتا تو نیا قول لانے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ کتب اصولوں میں اس کی کئی امثلہ دی گئی ہیں اور بظاہر اس مسئلہ یہی رائے قابل ترجیح معلوم ہوتی ہے۔(65)

یہاں ہم تیسرے قول، جو متفق علیہ قدر سے نہیں ٹکراتا، کی ایک مثال سی وضاحت کرتے ہیں۔ اگر کسی میت کے ماں، باپ اور زوجین میں سے کوئی ایک ہو تو اس کے ترکہ کی تقسیم میں عصر اول کے فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کل مال کا تہائی حصہ ماں کو دیا جائے، کیونکہ وہ ذوی الفروض میں سے ہے، بقیہ میں سے زوجین میں جو بھی موجود ہو اس کو ملیگا، اگر بیوی ہے تو اسے چوتھائی اور شوہر ہے تو اسے آدھا، اس تقسیم کے بعد جو بچے گا وہ سب کا باپ کو گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے زوجین میں سے جو موجود ہو اس کو کل جائیداد میں سے حصہ دیا جائیگا، جو باقی بچے گا اس کا تہائی حصہ ماں کو دیا جائیگا اور اس کے بعد جو بچے گا، وہ باپ کو عصبہ ہونے کے سبب دیا جائیگا۔ تابعین کے زمانہ میں اس مسئلہ میں امام ابن سیرینؒ نے یہ رائے اختیار کی تھی کہ اگر ماں باپ کے ساتھ میت کی بیوی موجود ہو تو ماں کو کل جائیداد کا تہائی حصہ دیا جائیگا، لیکن ماں باپ کے ساتھ اگر شوہر موجود ہو تو کل جائیداد میں سے شوہر کا حصہ پہلے نکالا جائیگا، اس کے بعد بقیہ جائیداد کا تہائی حصہ ماں کو ملے گا۔ یہ قول مذکورہ بالا دونوں قولوں کے درمیان جو قدر مشترک ہے اس سے متصادم نہیں ہے، اس لیے یہ اجماع کو نہیں توڑتا۔

اس کی دوسری مثال یہ بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ عصر اول کے فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اگر بیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برص، جنون، دماغی خلل میں مبتلا ہو یا اس میں رتق (اندام نہانی کا بند ہونا) یا قرن (شرمگاہ میں ہڈی کا ہونا) جیسے عیوب ہوں تو شوہر کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ ایک فریق کی رائے یہ ہے کہ ان تمام عیوب کی موجودگی میں اس کو فسخ کا حق حاصل ہے، دوسرے فریق کی رائے یہ ہے کہ چونکہ شوہر کو طلاق کا حق حاصل ہے، اس لیے فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہے، وہ اس کو طلاق دے سکتا ہے۔ اب اگر تیسرا یہ کہے کہ فلاں فلاں عیب کی صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور فلاں عیب کی صورت میں نہیں، تو یہ بھی جائز ہو گا، اس لیے کہ اس سے اجماع مرکب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔[66]

کیا اجماع کتاب وسنت کی کسی نص کو منسوخ کر سکتا ہے؟

حالانکہ اس چیز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اجماع کا وجود ہی عہد رسالت کے بعد ہوا ہے۔ اس کا مرتبہ کتاب وسنت کے بعد ہے اور نسخ بھی عہد رسالت ہی ممکن ہے، لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی میں ایک گروہ کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے بعض حنفی اور مالکی متکلمین اور بعض معتزلہ جیسے عیسی بن ابان کہتے ہیں کہ اجماع سے کتاب وسنت منسوخ ہو سکتے ہیں۔ پھر امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

> ”ہم ان حضرات کی بات کی یہ تاویل کیا کرتے تھے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ اجماع سے کسی ناسخ نص کا پتہ چلتا ہے، لیکن بعض لوگوں نے ہمیں بتایا کہ یہ لوگ خود اجماع کو ناسخ مانتے ہیں۔ اگر ان کی مراد واقعتا یہ ہے تو یہ ایک ایسا قول ہے جس سے مسلمانوں کے لیے جائز قرار پاتا ہے کہ وہ اپنے نبی کے بعد اپنے دین میں جو چاہیں تبدیلی کر لیں، جیسا کہ نصاری یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسی نے ان کے علما کے لیے جائز قرار دیا ہے کہ جس چیز کے حرام ٹھہرانے میں وہ کوئی مصلحت سمجھیں، اسے حرام قرار دے لیں اور جس چیز کے حلال ہونے میں وہ کوئی مصلحت دیکھیں اسے حلال قرار دے لیں، لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے اپنے لیے جائز سمجھتے تھے۔“[67]

اگر متقدمین میں کسی مسئلہ میں دو قول ہوں تو کیا متاخرین میں کسی ایک قول پر اجماع کا ہو جانا ممکن ہے؟

بہت سے شافعی علمائے کرام نے اس کی شدت سے تردید کی ہے اور امام ابن تیمیہؒ سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی اسے ممکنات میں سے خیال نہیں کرتے، کیونکہ صحابہ کرام اور مسلمہ شخصیات نے اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کیا اور اس مسئلہ میں ان کے دو قول ہو گئے تو اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معاملہ بدیہی نہیں، بلکہ نظری واحتمالی ہے اور انہی احتمالات کے سبب متقدمین کا اس مسئلہ اختلاف ہوا۔ کسی نظری مسئلہ میں عام لوگوں کا اتفاق ہو جانا ممکن نہیں، کجا یہ کہ صحابہ اور آئمہ دین کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ انہوں نے بغیر کسی غور کے باہم اختلاف کر لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورتحال میں اس مسئلہ میں کوئی ایسا گہرا پہلو تھا، جو بہر حال اجماع کے وقوع میں مانع بنا، چنانچہ بعد والوں کا اجماع اس پہلے سے موجود اختلاف کو رفع نہیں کر سکتا، کیونکہ اس طرح سے بعد والوں کا ان دو میں سے کسی ایک قول پر متفق ہو جانا محال ہے۔ اجماع کے دعوے کی صورت میں بہت ممکن ہے کہ بوقتِ اجماع کوئی ایسا عالم پایا جائے جو اس اجماع کا مخالف اور پہلے سے موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلافی رائے میں کسی دوسرے قول کا حامی ہو، کیونکہ پیچھے یہ بحث گذر چکی ہے کہ اساسیات اور بدیہیات میں اجماع ممکن الوقوع ہے، جبکہ نظری امور میں اجماع کے دعوے عموماً جھوٹے ہوتے ہیں۔ (68)

ہماری رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر اختلاف کا سبب کوئی ایسا وصف یا اشکال تھا جو اتفاق سے مانع رہا اور بعد کے فنوں میں متعدد وجوہ کی بنا پر وہ زائل یا حل ہو گیا تو اس صورت میں اجماع کا وقوع ممکن ہے۔ اس لیے کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بعض پرانے حالات میں محتمل اور ظنی ہوتا ہے، لیکن تمدن کی تبدیلی اور زمانہ کی ترقی کوئی ایسا نیا تجربہ پیش کرتی ہے کہ وہ وصف تبدیل ہو جاتا ہے اور اجماع سے مانع اشکال رفع ہو جاتا ہے، سو اس قسم کے حالات میں عملاً اجماع کا وقوع بعید نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علمائے اصول کے ہاں تمدن کی تبدیلی کے تحت اختلاف تو کیا، اجماعی مسئلہ کے بالمقابل نئی صورتحال سامنے آنے جانے کی صورت میں دوسرے اجماع کا وقوع بھی ممکن ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ یہی وجہ ہے بعض علمائے احناف اور شوافع نے مذکورہ مسئلہ میں یہی رائے پیش کی اگرچہ ناممکن ہے، اگرچہ نادر ہے۔ (69)

کیا ایک اجماع کے بعد دوسرا اجماع ہو سکتا ہے؟

جمہور کی رائے کے مطابق یہ ممکن نہیں کیونکہ اس سے پہلے اجماع کی مخالفت ہو گی، جو اپنی جگہ حجت ہے اور اس کی خلاف ورزی نہیں کی جا سکتی، کجا یہ کہ سب اس کی خلاف ورزی پر اجماع کر لیں۔ (70)

البتہ اگر تبدیلی حالات سے اجماع کا وہ وصف ہی تبدیل ہو جائے، جس کی بنا پر وہ اجماع معرض وجود میں آیا تھا تو ایسی صورت میں دوسرا اجماع ہو جانا ممکن ہے، کیونکہ یہ اجماع پہلے اتفاق کے بالمقابل نہیں، بلکہ ایک دوسری صورت پر اجماع سے تعلق رکھتا ہے۔

عوام کا اجماع معتبر یا علما کا؟

اس حوالے سے اجماع کی دو طرح تقسیم کی گئی ہے: 1۔ اجماع عام 2۔ اجماع خاص

1۔ اجماع عام

کسی فن کے ماہرین کا اسی فن کے کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جائے ، مثلاً نحو و صرف یا طب کے کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جائے۔ متقدمین علمائے کرام اس کو حجت تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو ایک مستند قول کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ (71)

2۔ اجماع خاص

اس سے مراد وہ اجماع ہے جس کی متعدد تعریفات ہم صفحات بالا میں رقم کر چکے ہیں۔ (72)

اجماع کے ضمن میں ہم تمام مسلمانوں کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ بچے اور مجنون

2۔ اہل اجتہاد یا اہل حل و عقد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ عام مسلمان اور وہ علما جنہیں اجتہاد کا ملکہ حاصل نہیں۔

ان میں سے پہلی قسم اجماع کے اعتبار سے لفظ 'امت' میں داخل نہیں۔

دوسری قسم میں شامل افراد امت میں داخل ہیں اور اجماع میں ان کی موافقت نہایت ضروری ہے۔

تیسری قسم کے بارے میں اختلاف ہے کہ اجماع کے انعقاد میں ان کا اعتبار ہو گا یا نہیں۔ (73)

جمہور کے نزدیک اجماع میں ایسے فریق کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (74)

احکام شرع کی دو قسمیں ہیں:

4. وہ ضروریات دین یا امہات شرائع، جن کے ادراک میں نہ خواص و عوام کی کوئی تخصیص ہے اور نہ کسی علمی رائے کی ضرورت، مثلاً نقل قرآن یا نماز، روزہ اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت۔ ان پر اجماع کے لئے عوام و خواص سب کا اعتبار کیا جائے گا۔

5. احکام شرع کی دوسری قسم وہ ہے جس سے صرف علما اور اہل اجتہاد واقف ہوتے ہیں مثلاً نماز، نکاح و طلاق اور بیع وغیرہ کی تفصیلات۔ اس میں صرف اہل علم واجتہاد کا اتفاق معتبر ہو گا۔(75)

اجماع اہل مدینہ (تعامل اہل مدینہ)

اہل مدینہ کے اجماع وتعامل کے حجت ہونے کے بارے میں اہل علم کے دو موقف کتب اصول میں موجود ہیں:

6. اہل مدینہ کا اجماع حجت ہے، اس کے قائلین مالکیہ ہیں۔(76)

7. اہل مدینہ کا اجماع قابل حجت نہیں ہے، یہ جمہور کا مؤقف ہے۔

امام شوکانیؒ کے موقف کی نمائندگی میں لکھتے ہیں:

"إجماع أهل المدينة على انفرادهم ليس بحجة عند الجمهور ، لأنهم بعض الأمة" (77)

جمہور کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا اجماع حجت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ امت کا ایک حصہ ہیں (نہ کہ پوری امت)۔

قائلین اجماعِ اہل مدینہ کے دلائل

امام مالکؒ نے لیث بن سعدؒ کو ایک خط لکھا جس میں ان کے ایک فتویٰ پر ناراضگی کیا اور انہیں اس فتوی سے رجوع کی رغبت دلائی، کیونکہ وہ رواج مدینورہ کے خلاف تھا۔ اس خط میں امام صاحب نے تعامل مدینہ کی اہمیت بتانے کچھ لیے دلائل بھی دیئے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ﴾

" اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔"

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ ٱلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ﴾

" میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس کی پیروی کرتے ہیں۔"

امام مالکؒ امام لیثؒ کو اس خط میں لکھتے ہیں:

"لازم ہے کہ تو اپنے نفس کے بارے میں محتاط رہے اور جس لیل کی اتباع میں نجات ہے اس کو تلاش کرے۔ "

پھر امام موصوف نے مذکورہ بالا دونو آیات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

"فإنما الناس تبع لأهل المدينة" (78)

" بے شک لوگ اہل مدینہ کی پیروی کرتے ہیں۔"

امام موصوفؒ کا یہ تھا کہ اہل مدینہ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے یقین اولین انصار و مہاجرین کی پیروی کی، چنانچہ اہل مدینہ کی اتباع ہی بہترین اتباع ہے۔ امام مالکؒ کہنا ہے کہ اہل مدینہ وحی کے نزول کے وقت موجود تھے، چنانچہ وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے ہیں۔

3. اجماع اہل مدینہ کے حق میں درج ذیل حدیث کو بھی پیش کیا جاتا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إن المدينة لتنفى خبثها كما ينفى الكير خبث الحديد» (79)

" بے شک مدینہ اپنی گندگی کو دور پھینک دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی گندگی (زنگ) کو دور کر دیتی ہے۔ "

علماے اصول میں سے امام غزالیؒ کا خیال ہے کہ امام مالکؒ کہاں صرف اہل مدینہ کا اجماع ہی حجت ہے۔ (80) اور دیگر بعض اہل علم نے اس کی صراحت کی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اہل مدینہ کے علاوہ کسی کے اجماع کو حجت تسلیم ہی نہیں کرتے تھے، (81) لیکن نامور فقیہ ابن امیر الحاج امام کی طرف منسوب اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ۔ ان کا کہنا ہے کہ علامہ ابن بکر ابو یعقوب رازی، علامہ طیالسی، قاضی ابو الفرج اور قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہم نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اجماع کے عام تصور کے حوالے سے تو امام مالکؒ ائمہ کے ساتھ ہی ہیں، البتہ اجماع اہل مدینہ میں ان کا دیگر ائمہ سے امتیازی مسلک ہے۔ (82)

اجماع و تعامل اہل مدینہ کے بارے میں امام مالکؒ کی رائے کا تجزیہ

امام ابن تیمیہؒ اجماع و تعامل اہل مدینہ کے بارے میں امام مالکؒ کے دعاء پر بہت جاندار جائزہ پیش کیا ہے، اسے ذیل میں مختصر اذکر کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" امام مالکؒ کے بارے میں عام مشہور یہ ہے کہ وہ مطلقاً اہل مدینہ کے اجماع کو حجت مانتے تھے، لیکن حقیقت یہ نہیں ہے، بلکہ وہ اہل مدینہ کے تعامل کو چار مراتب میں تقسیم کرتے ہیں:

پہلا مرتبہ یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کے زمانہ سے منقول چلا آرہا ہو، جیسے صاع اور مد کی مقداریں اور سبزیوں پر کسی زکاۃ کا نہ ہونا۔ اس کے حجت ہونے پر امام مالک اور دوسرے تمام علما متفق ہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ جب مدینہ اور امام مالکؒ ان کی ملاقات ہوئی تو اس مسئلہ کے حوالے سے انہوں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے ابو عبد اللہ! میں آپ کے قول کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں نے جو کچھ دیکھا ہے اگر میرے استاد ابو حنیفہؒ بھی دیکھ لیتے تو وہ بھی اسی رائے کی طرف رجوع کر لیتے، جیسے میں نے رجوع کیا ہے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے کے زمانہ سے منقول ہو۔ امام مالکؒ کے مذہب میں یہ حجت ہے۔ امام شافعیؒ اس کے قائل ہیں اور بظاہر یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے۔

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں دو حدیثیں یا دو قیاس متعارض ہوں اور یہ پتہ نہ چل رہا ہو کہ ان میں کس کو دوسرے پر ترجیح دی جائے، جب کہ ان میں سے ایک پر اہل مدینہ کا عمل ہو تو امام مالکؒ شافعیؒ اور (ایک روایت میں) امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ جس حدیث یا قیاس کی تائید اہل مدینہ کے عمل سے ہوتی ہو اسے ترجیح دی جائے۔ امام ابو حنیفہؒ اور (ایک روایت میں) امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اسے ترجیح نہ دی جائے۔

چوتھا مرتبہ اہل مدینہ کے متاخر عمل کا ہے۔ اس کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ نہ صرف جمہور اہل علم کے ہاں حجت نہیں، بلکہ خود محقق مالکی علما بھی اس کے قائل نہیں ہیں، جیسے قاضی عبد الوہابؒ اور ابو الولید الباجیؒ وغیرہ مالکی علما نے وضاحت کی ہے کہ خود امام مالکؒ ایسی حجت نہیں مانتے تھے، جس کا اتباع کرنا تمام مسلمانوں کے لیے واجب ہو۔ اگر امام مالکؒ کی نگاہ میں اس کی یہ حیثیت ہوتی تو وہ کبھی بھی خلیفہ ہارون الرشید کو موطا امام مالک کو بطور قانون نافذ کرنے سے منع نہ کرتے۔"[83]

تعامل اہل مدینہ کی حجیت کے بارے میں مشہور مالکی فقیہ قاضی عبد الوہابؒ فرماتے ہیں:

" اہل مدینہ کے اجماع کی دو قسمیں ہیں: اجماع نقلی، اجماع استدلالی

پھر نقلی اجماع تین صورتوں پر مشتمل ہے:

1. وہ بات جو نبی ﷺ سے ابتدا ہی سے منقول ہو، جیسا کہ اہل مدینہ کی اذان اور اوقات نماز کے سلسلے کی روایات۔
2. ایسا تعامل جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے منقول چلا آرہا ہو، جیسے کہ صاع اور مد کی مقداریں۔
3. وہ بات کسی اقرار سے منقول ہو جیسے کہ ان حضرات کا سبزیوں وغیرہ سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا، حالانکہ مدینہ میں سبزیاں کاشت کی جاتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے عشر وصول نہیں کرتے تھے۔

ایسے مسائل میں اہل مدینہ کا اجماع حجت ہے۔"[84]

استدلالی اجماع یہ ہے کہ اہل مدینہ کے مجتہدین کسی رائے تک اجتہاد کے ذیعے پہنچیں۔ ایسے مسائل میں انکا اجماع حجت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔"(85)

مراتب اجماع

اجماع کے چار مراتب بیان کیے گئے ہیں، جن کی مختصر وضاحت ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

1. کسی مسئلہ میں تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہو جائے۔ ایسا اجماع قرآن مجید کی آیت کی طرح ہے اور ایسے اجماع کا انکار کرنا احناف کے نزدیک کفر ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت پر عام صحابہ کرام نے ان کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اتفاق کا اظہار کیا تھا۔

نوٹ: حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انتخاب ثقیفہ بنی ساعدہ نے کس قدر لوگوں سے لیا اور پھر کس طرح حضرت عمرؓ کی بیعت سے وہاں موجود اصحاب کا اکٹھ ہوا اس کے پیش نظر متاخرین جس طرح مراتب اجماع کی تفصیلات پیش کرتے ہیں ان کی حقیقت پر کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ البتہ متاخرین کی اجماع کی اصطلاح کو متقدمین کی اصطلاح مان کر بہت سے اجماعات کے دعوے صرف دعوے ہی رہ جاتے ہیں جن کے پیچھے کوئی قوی دلائل نہ اس حوالے تفصیلی بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

2. کسی مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایسا اتفاق سامنے آئے کہ جس میں بعض صحابہ نے خاموشی اختیار کی ہو اور اپنی رائے کا اظہار نہ کیا ہو۔ علماے کرام نے ایسے اجماع کو حدیث متواتر کے برابر درجہ دیا ہے۔ جیسے عہد ابو بکر صدیق میں بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا۔ ابتداءً بعض صحابہ نے اس کی مخالفت کی لیکن بعد میں سب متفق ہو گئے۔ بہت سے صحابہ کرام کی طرف سے یہ اتفاق سکوت کی صورت میں سامنے آیا۔

3. اجماع کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ تابعین و تبع تابعین کسی مسئلہ میں متفق ہو جائیں۔ اس اجماع کو حدیث مشہور کے برابر شمار کیا گیا ہے۔

4. بعد میں آنے والوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین میں کسی قول پر اتفاق کر لینا۔ یہ سب سے کم درجہ کا اجماع ہے۔(86)

اصولِ 'اجماع' کا خصوصی تجزیہ

اب تک ہم نے اجماع کی لغوی اور فنی و اصطلاحی تعریف پر بحث کی ہے۔ 'اجماع' کی یہ تعریف دراصل متاخرین کی وضع کردہ ہے۔ متقدمین اہل علم کے نزدیک الفاظ کی نسبت معانی و تصورات (concepts) زیادہ اہم تھے لہٰذا ان کی زیادہ کوشش معانی و تصورات کی وضاحت پر صرف ہوتی تھی۔ وہ کسی لفظ کے لغوی معنی میں کچھ مزید معنی مل کرتے ہوئے اسے ایک عرفی معنی میں استعمال کر لیتے تھے جو بعد ازاں مختلف شروط و قیود کے ساتھ متاخرین کے ہاں اصطلاح بن جاتی تھی اور متاخرین اپنی اصطلاحات کو جامع و مانع بنانے کی کوشش میں الفاظ و عبارات کا اختلاف اور شروط و قیود کے اضافے منطقی طور پر جامع مانع تعریفات کے لیے کرتے رہتے تھے۔ گو یا متاخرین میں یونانی فلسفہ و منطق کے در آنے کے سبب سے معانی کی بجائے الفاظ نے زیادہ اہمیت اختیار کر لی اور معانی و صورات کی صراحت کی بجائے فنی تعریفات کے الفاظ کا ہیر پھیر ہی بحث و تحقیق کا اصل جوہر قرار پایا۔ یہی وجہ ہے کہ متاخرین کی فنی اصطلاح اجماع کہ اجماع سے مراد کسی زمانے جزوی رائے پر کے جمیع علمائے مجتہدین کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق ہے، پر اس قدر عقلی و منطقی اعتراضات کی بھرمار ہے کہ جن کا جواب دینا بہت مشکل[87] ہے بلکہ متاخرین کو صحابہ کے زمانے میں بھی کسی جزوی اجتہادی مسئلہ میں تمام مجتہد علماء کا اتفاق ثابت کرنا یک بھی مشکل نظر آتا ہے۔ زہیر شفیق لکھتے ہیں:

" والذي يتضح من النصوص التي أوردناها أن الاجماع الكامل وهو معرفة جميع آراء الفقهاء والمجتهدين صراحة في المسألة لم يقع في عهد الصحابة وذلك أنه رغم القامة الجبرية التي فرضها عمر علي الفقهاء في خلافته كان هو بنفسه يرسل القضاة الفقهاء إلى الأمصار ليحكموا بين الناس كرساله أبا موسى الأشعرى إلى البصرة مثلا ليقضى بين الناس و هو الفقيه الذي يعد أحد الفقهاء في عصر الرسول و لم يكن يستخرج رأيه أو أقل ما يقال لم يعرف أنه استخرج رأيه في المسائل التي عرضت لعمر و التي لم يعرف لها حكما لا من كتاب و لا سنة و لهذا يمكن أن نقول أن الجماع الذي كان على عهد الصحابه رضى الله عنهم هو إجماع الفقهاء حاضرى مركز الخلافة أما من سواهم من الفقهاء و المجتهدين فإجماعهم يكون تبعاً لإجماع الذى صدق عليه الخليفة و عمل به و أفتى الناس عليه وإن كان قولهم إن خالفوا يعتد به" [88]

" جن نصوص کا ہم نے تذکرہ کیا' ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجماع کامل یعنی صراحتاً جزوی مسائل میں جمیع فقہاء اور مجتہدین کی آراء کی معرفت صحابہؓ کے دور میں بھی واقع نہیں ہوئیں۔ اگرچہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں فقہاء صحابہ کو جبراً پر اپنے ہاں ٹھہرا رکھا تھا۔ تاہم وہ خود مختلف شہروں کی طرف فقہاء قاضیوں کو لوگوں کے مابین فیصلوں کے لیے بھیجتے رہے تھے جیسا کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو بصرہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے مابین فیصلے کریں حالانکہ ابو موسیٰ اشعری آپ ﷺ کے زمانے کے بھی فقہاء صحابہؓ میں شمار ہوتے تھے، لیکن حضرت عمرؓ (اپنے زمانے کے پیش آمدہ مسائل) میں ان سے رائے طلب نہیں کرتے تھے یا کم از کم یہ کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ سے یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کبھی ان سے ایسے مسائل میں رائے طلب کی ہو جو انہیں مرکز خلافت میں درپیش آتے ہوں اور ان کا حکم کتاب و سنت سے معلوم نہ ہو سکتا ہو۔ اسی لیے ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ صحابہؓ کے دور کا اجماع بھی صرف مرکز خلافت مدینہ منورہ میں موجود فقہاء کا اجماع ہوتا تھا۔ جبکہ ان کے سواء دیگر شہروں کے فقہاء اور مجتہدین کا اجماع اس اجماع کے تابع ہوتا تھا۔ جس کی تصدیق خلیفہ کی طرف سے ہوتی تھی اور خلیفہ اس پر عمل کرتا اور اس کے مطابق لوگوں کو فتوی دیتا تھا۔ اور اگر ان صحابہؓ نے خلیفہ کے قول کی مخالفت کی ہوتی تو اس کا اعتبار ہوتا۔"

امام بخاریؒ کا زمانہ متقدمین کا دور ہے اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کلام صلبی زیدیؒ اجماع کے بنیادی تصور پر ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ نے دوسرا کام یہ کیا اجماع کے بارے معاصر اسلامی معاشروں میں جو کچھ غلط تصورات رائج ہو رہے تھے تو انہوں نے اسکی تصحیح کا بھی فریضہ سرانجام دیا۔ اسکی تفصیل ہمیں امام شافعیؒ کی کتاب 'جماع العلم' میں ملتی ہے۔[89]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئمہ اہل الحدیث کا تصورِ اجماع

امام بخاریؒ کے نزدیک اجماع سے مراد اہل علم کی عرفی رائے ہے۔ اجماع کے بارے امام صاحبؒ کی یہ رائے در اصل ائمہ اہل الحدیث کے تصور اجماع کا تسلسل ہے۔ اسی معنی میں اجماع کے قائلین میں سے امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ امام مالکؒ نے اجماع یا تعامل اہل مدینہ کو صرف اس معنی میں حجت قرار دیا ہے، یہ منورہ کے اس دور کا تعامل تھا۔ اسی کی روایت کو اجماع کہا جارہا ہے۔ علامہ الباجیؒ نے واضح کیا ہے کہ امام مالکؒ جس اجماع اہل مدینہ کو حجت مانتے تھے وہ اس عرفی روایت پر اہل مدینہ کا اتفاق تھا جو روایت صحابہ کے دور سے چلی آ رہی تھی جیسا کہ صاع، مد، اذان، اقامت اور سبزیوں میں زکاۃ نہ ہونے جیسے مسائل میں اہل مدینہ کا اتفاق ہے۔ اور یہ مسائل ایسے ہیں جن میں اہل مدینہ کے اتفاق کی بنیاد وہ عرفی روایت ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے چلی آ رہی ہو۔[90] امام مالکؒ اگر اجتہادی مسائل میں اہل مدینہ کے اتفاق کو حجت سمجھتے تو اپنی مؤطا میں "العيب في الرقيق جماع أهل المدينة على أن البيع بشرط البراءة لايجوز، ولايبرئ أصلا علمه أو جهله" کے نام سے باب قائم کرکے اس مسئلہ میں اہل مدینہ کی مخالفت نہ کرتے۔[91]

امام شافعیؒ اپنے استاذ امام مالکؒ کے تصور اجماع میں صرف اس قدر اضافہ کیا ہے کہ نقل روایت کے ساتھ دین کے بنیادی اور اجتماعی مسائل میں فہم کی روایت میں بھی اہل علم کی عرفی رائے کو اجماع قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

امام شافعیؒ اپنے استاذ امام مالکؒ کے تصور اجماع میں صرف اس قدر اضافہ کیا ہے کہ نقل روایت کے ساتھ دین کے بنیادی اور اجتماعی مسائل میں فہم کی روایت میں بھی اہل علم کی عرفی رائے کو اجماع قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"قال الشافعي: فقال لي قائل: قد فهمت مذهبك في أحكام الله ثم أحكام رسوله وإن من قبل عن رسول الله فعن الله قبل بأن الله افترض طاعة رسوله وقامت الحجة بما قلت بأن لا يحل لمسلم علم كتاباً ولا سنة أن يقول بخلاف واحد منهما وعلمت أن هذا فرض الله فما حجتك في أن تتبع ما اجتمع الناس عليه مما ليس منه نص حكم الله ولم يحكوه عن النبيﷺ أتزعم ما يقول غيرك أن جماعهم لا يكون أبدا لا على سنة ثابتة وإن لم يحكوها قال فقلته أما ما اجتمعوا عليه فذكروا أنه حكاية عن رسول الله فكما قالوا إن شاء الله وأما ما لم يحكوه فاحتمل أن يكون قالوا حكاية عن رسول اللهﷺ واحتمل غيره ولا يجوز أن نعده له حكاية لأنه لا يجوز أن يحكى لا مسموعاً."[92]

" امام شافعیؒ فرماتے ہیں: کہ مجھے ایک کہنے والے نے کہا: میں نے اللہ تعالی اور پھر اس کے رسول ﷺ کے احکام کے بارے آپ کا مذہب اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ پس جو شخص بھی اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے خبر کو قبول کرے گا وہ اللہ ہی کی خبر قبول کرے گا کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو فرض کیا ہے اور جو کچھ (دلائل) آپ نے (اس مسئلے میں) بیان کیے ہیں اس سے حجت قائم ہو جاتی ہے کہ کسی بھی شخص کے لیے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں کہ وہ کتاب و سنت تک پہنچ جانے کے بعد اس کی مخالفت کرے اور میں نے یہ بھی جان لیا ہے کہ اللہ تعالی نے اس (طرز عمل) کو فرض قرار دیا ہے لیکن یہ بتلائیں کہ جس بات پر لوگوں کا اجماع ہو گیا ہو اس کے اتباع کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے جبکہ اس (اجماع) کے بارے میں کتاب اللہ کی نہ تو کوئی نص موجود ہو اور نہ ہی کوئی ایسی روایت ہو جسے لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کر رہے ہوں۔ (سائل نے مزید کہا) کیا آپ کا موقف بھی وہی ہے جو آپ کے علاوہ بعض علماء کا ہے کہ اجماع ہمیشہ کسی ایسی سنت پر ہو گا جو کہ ثابت ہو اگرچہ لوگ اس سنت کو آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ کر رہے ہوں۔ میں نے کہا: اگر تو کسی بات پر ان کا اجماع ہو گیا ہے اور وہ اسے اللہ کے رسول ﷺ سے نقل بھی کر رہے ہیں تو اس کا معاملہ تو ویسا ہی ہے ان شاء اللہ تعالی جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے (یعنی آپ ﷺ سے ثابت ہونے کی وجہ سے دین ہے) اور جس کو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیان نہیں کیا ہے (لیکن اس کے دین ہونے پر ان کا اجماع ہے) تو اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ انہوں نے یہ بات اللہ کے رسول ﷺ سے نقل کی ہو اور اس کے غیر کا بھی احتمال ہے۔ ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم اس قسم کے اجماع کو اللہ کے رسول ﷺ سے منقول قرار دیں کیونکہ آپ ﷺ سے اسی چیز کی حکایت جائز ہے جو سن کر نقل کی گئی ہو۔"

امام شافعیؒ کا اجماع کے بارے یہ کہنا بھی ہے کہ اجماع صرف ضروریات دین یا اصول دین میں ممکن ہے، اس سے بھی ان کی مراد یہی ہے کہ اصول دین میں ہی اہل علم کی متفق علیہ رائے عرف سے معلوم کی جا سکتی ہے اور جہاں تک اجتہادی یا فروعی مسائل کا تعلق ہے تو ان میں اہل علم کا اتفاق ممکن نہیں ہے اور علما کے معروف اختلافات اس بات کی صریح دلیل ہیں۔

اصولیین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام شافعیؒ شاگرد امام احمد بن حنبلؒ نے اجماع کا رد کر دیا، (94) لیکن انہوں نے جس اجماع کا رد کیا وہ دراصل وہ مزعوما جماع ہے جس کی صدائے بازگشت بعض اہل علم کی طرف سے امام احمدؒ کے زمانہ میں ہی گونجنا شروع ہو گئی تھی۔

امام بخاریؒ کا اصول اجماع کے بارے میں آراء

امام بخاریؒ کے بارے موقف وہی ہے جو ائمہ اہل الحدیث والاثر کا ہے کہ اجماع سے مراد اہل علم کی عرفی رائے ہے اور اس کا خلاف چونکہ گمراہی کا سبب ہے لہذا جائز نہیں ہے۔ ہم امام موصوفؒ کے اس حوالے سے افکار کے تفصیل جائزے کو ذیل کے عنوانات کی صورت میں واضح کریں گے:

1. اجماع کی حجیت

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک باب یوں قائم کیا ہے:

باب قوله تعالى: ﴿وكذلك جعلنكم أمة وسطا﴾ وما أمر النبي ﷺ بلزوم الجماعة وهم أهل العلم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" اللہ کے قول "اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا" اور اللہ کے رسول ﷺ نے جو جماعت کے لزوم کا حکم دیا اور اس جماعت سے مراد اہل علم کی جماعت ہے۔"

امام بخاریؒ کے تحت درج ذیل روایت لائے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ . فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ . فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ . فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ » . ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ قَالَ عَدْلاً ﴿لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾.(95)

" حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت والے دن حضرت نوح کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ آپ نے پہنچا دیا تو وہ جواب دیں گے کہ جی ہاں! میرے رب، پس ان کی امت سے سوال کیا جائے گا کہ کیا حضرت نوح نے تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا ہی نہیں آیا۔ پس اللہ تعالی حضرت نوح سے سوال کریں گے کہ آپ کے گواہ کون ہیں؟ تو وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت۔ پس تمہیں یعنی امت محمدیہ ﷺ کو لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں امت وسط یعنی معتدل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ بن جائیں۔"

اس روایت سے امام بخاریؒ نے اجماع کی حجیت کو ثابت کیا ہے کہ قیامت والے امت محمدیہ ﷺ کے اہل علم کی جماعت کا نبیوں کے حق میں گواہی دینا اور ان کی گواہی کی بنیاد پر فیصلہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اتفاق شرعی مسائل میں حجت، گواہی اور دلیل ہے۔ اگر تو ان کی گواہی یا شہادت حجت نہ ہوتی تو انہیں قیامت کے دن کے فیصلوں کی بنیاد نہ بنایا جاتا۔ ایک دوسری روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے لزوم جماعت کا حکم دیا ہے اور لزوم جماعت کا حکم بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے کیونکہ جماعت سے مراد اہل علم کی جماعت ہے۔ پس اہل علم کی وہ جماعت جو حق پر قائم ہو، اس کی اجتماعی رائے امت کے حق میں حجت بن جائے گی۔ امام بخاریؒ "باب قول النبي ﷺ لاتزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق يقاتلون وهم أهل العلم." کے تحت درج ذیل روایت لائے ہیں:

عن المغيرة بن شعبة عن النبي ﷺ قال: «لا يزال طائفة من أمتي ظاهرين حتى يأتيهم أمر الله وهم ظاهرون» (96)

"مغیرہ بن شعبہ اللہ کے رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ حکم یعنی قیامت قائم ہو جائے اور وہ پھر بھی غالب رہیں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. اجماع کی تعریف

امام بخاریؒ نے الجامع میں ایک اور باب اس عنوان سے قائم کیا ہے:

باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: « لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الحَقِّ يُقَاتِلُونَ » . وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.[97]

"اللہ کے نبی ﷺ کے اس قول کا بیان کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہتے ہوئے لڑتا رہے گا اور وہ اہل علم کا گروہ ہے۔"

اس باب کے عنوان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک 'امت وسط' اور لزوم 'جماعت' سے مراد اہل علم ہیں۔ پس ایک بات تو قطعی طور معلوم ہو گئی کہ امام صاحب کے نزدیک اجماع سے مراد امت یا عوام کا فرد فرد اتفاق نہیں ہے بلکہ صرف اہل علم کے مجموعی اتفاق کا نام اجماع ہے اور عوام کا اتفاق اہل علم کے اتفاق کے تابع ہوتا ہے۔ دوسرا یہ بھی واضح ہو گیا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک اجماع سے مراد اس کی وہ فنی تعریف نہیں ہے جسے متاخرین اصولیین نے منطقی طور جامع مانع بنانے کے لیے متعدد شروط و قیود کی روشنی میں وضع کیا ہے۔ اس باب کے عنوان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک اجماع سے مراد کسی زمانے کے فرد افرد اتمام اہل علم کا اتفاق نہیں بلکہ معروف اہل علم کی جماعت کا اتفاق ہے کیونکہ عربی زبان میں 'طائفة' کے لفظ کا اطلاق ایک یا دو یا تین پر بھی ہو جاتا ہے۔[98] پس اہل علم کی وہ جماعت جو حق پر قائم ہو، اس کی اجتماعی رائے امت کے حق میں حجت بن جائے گی۔ امام بخاریؒ باب کے تحت درج ذیل حدیث لائے ہیں:

عن المغيرة بن شعبة عن النبي ﷺ قال: «لا يزال طائفة من أمتي ظاهرين حتى يأتيهم أمر الله وهم ظاهرون»[99]

"مغیرہ بن شعبہ اللہ کے رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ حکم یعنی قیامت قائم ہو جائے اور وہ پھر بھی غالب رہیں گے۔"

3. اجماع کے علم کے ذرائع

امام بخاریؒ نے اپنی الجامع میں جہاں اجماع کے صحیح تصور کو اجاگر کیا اور اسے اہل حق علما کی جماعت کی عرفی رائے قرار دیا ہے، وہاں اس کے علم کے ذرائع پر بھی بحث کی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اجماع کے ذریعے اس امت کی خیر و بھلائی کو قیامت تک کے لیے اس کا ایسا مقدر بنا دیا ہے کہ جس سے اختلاف اللہ کی مشیئت سے اختلاف کے مترادف ہے۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

عن ابن شهاب أخبرني حميد قال سمعت معاوية بن أبي سفيان يخطب قال سمعت النبي ﷺ يقول: «من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وإنما أنا قاسم ويعطى الله ولن يزال أمر هذه الأمة مستقيما حتى تقوم الساعة أو حتى يأتي أمر الله»[100]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابن شہاب زہری ؒ سے مروی ہے کہ مجھے حمید ؒ نے خبر دی کہا کہ میں نے معاویہ بن سفیان سے سنا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ کہتے سنا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں اور میں تو تقسیم کرنے والا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ سیدھا رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔"

اس روایت میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کونیہ کی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی مشیئت میں خیر واستقامت لکھ دی ہے لیکن اس خیر واستقامت کا ذریعہ اہل حق علماء کی جماعت ہے کہ جن کے واسطے سے یہ امت ہمیشہ خیر کی شاہراہ پر گامزن رہے گی اور شذوذات ونوادر یا تجدید وتشکیل کی پگڈنڈیوں سے محفوظ رہے گی۔ اہل حق علماء کی اجتماعی رائے کا فکری طور غالب ہونا ہی اس کی صحت وحجت کی کافی وشافی دلیل ہے۔

4. اجماعی مخالفت

امام بخاری ؒ نے اپنی الجامع میں جماعت کا باب باندھنے کے فورا بعد اہل علم کی عرفی رائے اور اتفاق سے علیحدہ رستہ اختیار کرنے والے گروہوں اور فرقوں کی مذمت میں ایک باب یوں باندھا ہے:

باب قول الله تعالى أو يلبسكم شيعا

اللہ کے اس قول کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں فرقوں میں بانٹ دے گا" کا بیان۔

اس باب کے تحت امام صاحب ؒ درج ذیل روایت لائے ہیں:

قال عمرو سمعت جابر بن عبد الله رضى الله عنهما يقول لما نزل على رسول الله ﷺ قل هو القادر على أن يبعث عليكم عذابا من فوقكم قال أعوذ بوجهك أو من تحت أرجلكم قال أعوذ بوجهك فلما نزلت أو يلبسكم شيعا ويذيق بعضكم بأس بعض قال هاتان أهون أو أيسر.[101]

"عمرو کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا میں اللہ کی اس عذاب سے پناہ چاہتا یا وہ تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے تو اس پر بھی اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ تم کو فرقوں میں تقسیم کر دے اور تم کو ایک دوسرے کی طاقت کا مزا چکھا دے تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ یہ دونوں عذاب کی صورتیں بہت ہی آسان ہیں۔"

اس روایت کے مطابق اہل حق علماء کی عرفی رائے سے اختلاف کرنے والے اپنی خواہشات کی پیروی کے نتیجے میں فرقوں میں بٹ کر آپس میں لڑیں گے اور اللہ کے عذاب کے مستحق بن جائیں گے۔ اور اہل علم کی جماعت کی بالمقابل آراء کے حاملین کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے فرق قرار دیا گیا ہے جو عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہوں۔

5. تعامل اہل مدینہ اور تعامل حرمین

مدینہ منورہ کو باعتبار علم دوسرے شہروں جیسے کوفہ، بصرہ، شام، مصر وغیرہ پر جو فضیلت حاصل ہوتی ہے اس کا کون انکار کر سکتا ہے؟ اسی لیے کوفہ کے سوا باقی تمام شہروں کے لوگ اہل مدینہ کے علم کے سامنے سرنگوں رہا کرتے تھے اور کبھی علم میں اپنے آپ کو ان کا ہم پلہ خیال نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ مدینہ میں رہ جانے والے وہ صحابہ تھے جن کا شمار علمی لحاظ سے بہترین صحابہ میں ہوتا تھا، کیونکہ فتنہ (حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے زمانہ کی خانہ جنگی) کے بعد وہاں سے اگر کوئی صحابی نکلا تو اس سے بہتر کوئی دوسرا صحابی وہاں مقیم رہا۔ یہی مقام مدینہ منورہ کے علاوہ مکہ مکرمہ کو بھی ہمیشہ سے حاصل رہی ہے۔

اسی وجہ سے بعض اہل علم نے امام بخاریؒ کے حوالے سے یہ رائے پیش کی ہے کہ وہ اہل مدینہ کے تعامل کو حجت بلکہ اسے ایک قدم آگے بڑھ کر اہل مدینہ ومکہ دونوں کے تعامل کی حجیت کے قائل تھے، لیکن یہ دعوی محل نظر ہے۔ یہ مغالطہ امام بخاریؒ کی جس تبویب سے پیدا ہوا ہے، وہ یہ ہے: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي و حض علي إتفاق أهل العلم و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة..."

دیکھ لیجیے کہ اس عبارت میں کہیں اجماع یا تعامل اہل حرمین کی صراحت نہیں، چنانچہ یہ موقف کہ امام بخاریؒ تعامل اہل مدینہ یا تعامل اہل حرمین کو حجت خیال کرتے ہیں، صحیح نہیں، البتہ یہ بات ضرور واضح ہے کہ وہ تعامل مدینہ اور اہل حرمین کے اتفاق کو اہمیت ضرور دیتے ہیں۔ اس کا ایک واضح قرینہ یہ بھی ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ انداز اختیار کیا ہے کہ اپنی کتاب کے ہر باب کی ابتداء امام مالکؒ کی حدیث سے کرتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں شہر نبی ﷺ کے اہل علم کا علم کیا اہمیت رکھتا ہے۔[102]

6. اجماع منہاج

اہل علم کی ایک جماعت نے اجماع کو 'منہاج' کا مسئلہ قرار دیا ہے یعنی مسلمانوں کے اہل علم کے معروف منہج استدلال سے نکل کر کوئی رائے پیش کرنا یا استنباط کرنا در حقیقت اجماع کی مخالفت ہے۔ ان علماء نے اپنے اس موقف کی دلیل میں یہ بیان کیا ہے کہ اجماع کے حق میں پیش کی جانے والی دلیل میں 'اتباع سبیل المؤمنین' کے لفظ نمایاں ہیں جس میں "سبیل" کا قریبی ترجمہ 'منہج' ہی بنتا ہے کیونکہ 'سبیل' کا لغوی معنی 'رستہ' ہے اور رستہ پر چلا جاتا ہے اور چلنا ایک فعل ہے۔ پس سبیل المومنین کی مخالفت سے مراد سلف صالحین کے منہج استدلال اور طرز استنباط کو چھوڑتے ہوئے کوئی اصول و قواعد استدلال اختیار کرنا ہے۔ امام بخاریؒ کے بارے بھی محسوس ہوتا ہے کہ اہل علم کے عرفی اتفاق سے ان کی مراد اصول استدلال اور قواعد استنباط میں ان کا عرف ہے۔ باقی جہاں تک ان اصول و قواعد کی تطبیق واجراء کی صورت میں نتائج وثمرہ کا معاملہ ہے یعنی فتوی وفقہ تو اس میں اختلاف بہت ہے۔ امام بخاریؒ اپنی الجامع میں یہ حدیث لائے ہیں:

عن ابن شهاب أخبرني حميد قال سمعت معاوية بن أبي سفيان يخطب قال سمعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبيﷺ يقول: «من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وإنما أنا قاسم ويعطى الله ولن يزال أمر هذه الأمة مستقيما حتى تقوم الساعة أو حتى يأتي أمر الله»[103]

" ابشہاب زہری ؒ سے مروی ہے کہ مجھے حمید نے خبر دی نے کہا کہ میں نے معاویہ بن سفیان سے سنا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ کہتے سنا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں اور میں تو تقسیم کرنے والا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ سیدھا رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔"

اس روایت میں 'امر' کے لفظ سے محسوس ہوتا ہے کہ امام بخاری ؒ کے سے مراد منہاج کے مسئلہ میں اجتماعی رویہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

---

1 لسان العرب: ماده ع، ر، ف
2 فقہ اسلامی اور دورِ جدید کے مسائل از مجیب اللہ ندوی ؒ: ص104
3 المدخل في الفقه الإسلامي: ص 220
4 الإمام مالك وحياته لأبي زهرة : ص 439
5 الأشباه والنظائر: ص 63
6 تمام کتبِ اصول میں عرف کی یہ تمام تقسیمات ذکر ہوئی ہیں، جیسے الإحكام للآمدي، المستصفى للغزالي، إرشاد الفحول للشوكاني
7 البقرة 2: 180
8 البقرة 2: 228
9 البقرة 2: 233
10 البقرة 2: 233
11 البقرة 2: 241
12 النساء 4: 25
13 النساء 4: 6
14 المائدة 5: 89
15 صحيح البخاري: كتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل فللمرأة ...، رقم الحديث: 5364
16 موطا الإمام مالك: كتاب الاستئذان ، باب الامر بالرفق بالمملوك
17 دیگر دلائل کی تفصیل کے لیے دیکھیں: الإحكام للآمدي: 3/ 112، الفروق للقرافي: ص149، الموافقات: 2/ 198
18 شرح موطا الإمام مالك:4/ 395، 396
19 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز: 397۔400

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20 المبسوط للسرخسي: 13/ 196
21 عز الدين بن عبد السلام، قواعد الأحكام: 2/ 178
22 فتح الباري، كتاب البيوع، باب من أجرى أمر الأمصار: 4/ 474
23 عمدة القاری:12/ 17
24 النساء 4: 6
25 صحيح البخاري: كتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل فللمرأة ...، رقم الحديث: 5364
26 تهذيب اللغة:1/ 254
27 المفردات في غريب القرآن: ص190
28 تاج العروس من جواهر القاموس:20/ 463
29 المستصفى:1/ 286
30 كشف الأسرار : 3/ 227
31 كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم :1/ 248
32 الإحكام في أصول الأحكام:1/ 254
33 كشف الأسرار: 3/ 337
34 الرسالة: ص357 ـ 359 ؛ 471 ـ 472 ؛ الأم : 7/ 281
35 الأم :4/ 81
36 إعلام الموقعين:1/ 30 ؛ مجموع الفتاوى:19/ 271
37 الجصاص، أبوبكر أحمد بن علي(م370هـ)، الإجماع:ص13ـ14، تحقيق: زهير شفيق، دار المنتخب العربي، 1993ء
38 مجموع الفتاوى:11/ 341
39 إرشاد الفحول:1/ 259-260
40 المستصفي:1/ 354؛ البرهان: 1/ 671
41 المستصفیٰ:2/ 175
42 البقرة 2 : 143
43 المهذب:2/ 855
44 آل عمران 3 : 103
45 الشوریٰ 42 : 10
46 المستصفیٰ:1/ 138
47 النساء 4 : 59
48 جامع الترمذي: كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، رقم الحديث: 2167
49 سنن ابن ماجه: كتاب الفتن، باب السواد الأعظم، رقم الحديث: 3950

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

50 صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين، رقم الحديث: 1852
51 صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين، رقم الحديث: 1849
52 مسند أحمد: رقم الحديث: 22107
53 جامع الترمذى: كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، رقم الحديث: 2165
54 صحيح البخارى: كتاب المناقب، باب28، رقم الحديث: 3641
55 جامع الترمذى: كتاب الفتن، باب ما جاء في أهل الشام:2192
56 مجمع الزوائد: 1/ 182
57 أصول الفقه الإسلامي:1/ 552
58 أصول الفقه الإسلامي:1/ 552
59 ارشاد الفحول: 1/ 224-226
60 أصول الفقه الإسلامي:1/ 552
61 أصول الفقه الإسلامى:1/ 553
62 كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم: 1/ 240
63 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز: ص241،240
64 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز: ص241،240
65 أصول الشاشي: ص131-134
66 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز: ص230-233
67 أصول الفقه و ابن تيمية: 1/ 328
68 آل منصور، صالح بن عبد العزيز، أصول الفقه وابن تيمية: 1/ 333، الطبعة الأولى، 1400هـ/ 1980ء
69 الإحكام للآمدي: 1/ 275
70 أصول الفقه لأبي زهرة: 1/ 211
71 ارشاد الفحول : 1/ 310
72 المحصول في علم أصول الفقه: 4/ 198
73 كشف الأسرار شرح بزدوى: 3/ 239
74 الإحكام في أصول الأحكام: 1/ 115
75 كشف الأسرار شرح بزدوي :3/ 239
76 الإحكام للآمدي:1/ 349
77 إرشاد الفحول : 1/ 292
78 ترتيب المدارك وتقريب المسالك: 1/ 64
79 فتح الباري : 4/ 82
80 المستصفي: 1/ 187

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

81 التوضيح والتلويح: 2/ 428
82 التقرير والتحبير على تحرير الكمال : 3/ 100
83 أصول الفقه وابن تيمية: 1/ 333
84 التقرير والتحبير على تحرير الكمال: 3/ 100
85 إرشاد الفحول: 1/ 293
86 جامع الاصول اردو ترجمہ الوجيز في أصول الفقه: ص239
87 إرشاد الفحول: 1/ 267
88 الإجماع: ص١٣، ١٤
89 الشافعي، محمد بن إدريس(م 204هـ)، جماع العلم، فقرات 256 تا 259: ص63، دار الفتح، الشارقة، الطبعة الأولىٰ، 1416هـ/ 1995ء
90 ارشادالفحول:1/ ٢١٩
91 أيضاً
92 الرسالة: ص٤٧١، ٤٧٢
93 الرسالة: ص٣٥٧-٣٥٩
94 إعلام الموقعين:4/ ٣٠
95 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قوله تعالي: و كذلك جعلناكم...، الرقم:7349
96 صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث: 6881
97 صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة
98 أبو السعادات الحارث بن محمد الجزري النهاية في غريب الأثر:3/ 336، المكتبة العلمية، بيروت، 1979ء
99 صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحديث:6881
100 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب، باب قول النبي ﷺ لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق وهم أهل العلم، رقم الحديث: 6882
101 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول الله تعالى أو يلبسكم شيعا، الرقم: 6883
102 فتاوي ابن تيمية: 20/ 312-320
103 صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي ﷺ لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق وهم أهل العلم، رقم الحديث: 6882

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمۂ بحث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمۂ بحث

اجتہاد ہر دور کی اہم ضرورت رہا ہے اور اس کی اہمیت بھی ہمیشہ اہل علم کے ہاں مسلم رہی ہے۔ اجتہاد اسلام کا ایک ایسا حرکی تصور ہے جو اسے نت نئی نیرنگیوں سے آشنا کر کے فکری جمود سے آزادی بخشتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں آپ ﷺ کی حیثیت اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے صدق و وفا کے علمبردار مرشد الٰہی کی تھی۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کو جو بھی مسئلہ درپیش آتا تو اس سے متعلق الہامی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے وہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے اور کتاب و سنت کی روشنی سے پوری طرح مطمئن ہو جاتے، گویا امت مسلمہ کو اسلامی طرز حیات کے دو بڑے مصادر قرآن و سنت کی صورت میں اللہ کے رسول ﷺ کے توسط سے ہی حاصل ہوئے۔ لہٰذا آپ دینی معاملات میں اکثر وحی کا انتظار فرماتے اور وحی جلی یا وحی خفی کی روشنی میں لوگوں کے مسائل حل کرتے۔ بعض اوقات اگر وحی نازل نہ ہوتی تو آپ شریعت الٰہی کی تعلیمات میں غور و فکر کرتے اور یہ فکر و نظر آپ ﷺ کے ملکہ نبوت کے حامل ہونے کے باوصف ہر طرح کے مسائل کی عقدہ کشائی کرتا، جسے لغوی طور پر تو 'اجتہاد' کہا جا سکتا ہے، لیکن ہوائے نفس سے پاک ہونے اور ملکہ نبوت کی ممارست کی بدولت یہ سنت رسول ﷺ ہی کہلاتا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عصمت اور الہامی تصویب کا نتیجہ ہوتا تھا۔

چونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت دائمی ہے اس لیے آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہی آخری شریعت تا قیامت نافذ العمل ہے، تاہم آپ ﷺ کے وصال کے بعد حکومت کی حد تک ان کے خلفا کا دور شروع ہوا۔ جن میں چار خلفاء (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم) پہلے خلفائے راشدین تسلیم کیے جاتے ہیں. ﷺ کی صحبت کی بدولت کتاب و سنت کے تربیت یافتہ اور اس کی خصوصی فہم و بصیرت کے حامل تھے۔ ان کے ہمراہ اصحاب رشد و ہدایت صحابہ کی ایک جماعت ہمیشہ موجود رہی، جو ان کے مشیر اور مؤید بنے رہے۔ اس رعیل اول نے خلفائے راشدین کے ساتھ نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کتاب و سنت کی روشنی میں ہی تمام پیش آمدہ مسائل حل فرمائے۔

اس دور کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ کتاب اللہ کے ساتھ اسوہ حسنہ (حدیث و سنت) کی تلاش کے لیے بھی بڑی محنت کرتے خلفائے راشدین اہل علم و امانت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے ہر قسم کے پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ یہی ان کا عرف و اجماع تھا۔ ان کے شاگرد ان تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کتاب و سنت سے اخذ و استفادہ کے لیے یہ طریقہ کار ان سے سیکھا اور پیش آمدہ مسائل کو اسی 'منہاج نبوت' سے حل کرتے رہے۔

چونکہ خلفائے راشدین کے دور میں اسلامی خلافت کی حدود اس قدر وسیع ہو گئی تھیں کہ اس دور کی سپر پاورز 'روم و فارس' بھی زیر نگیں ہو کر خلافت اسلامیہ تین براعظموں ایشیاء، افریقہ اور یورپ تک پھیل چکی تھی۔ چنانچہ دائرہ اسلام کی تعداد میں نئے داخل ہونے والے لوگوں کے ساتھ ساتھ جب نئی تہذیبوں اور متمدن معاشروں سے واسطہ پڑا تو ہزاروں نئے مسائل بھی سامنے آتے رہے جن کو حل کرنے کے لیے اجتہاد کی اہمیت روز بروز بڑھنے لگی تو تابعین میں اجتہاد کے دو مکاتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر 'اہل الاثر' اور 'اہل الرائے' کے نام سے معروف ہوئے۔ جن کے اسالیب اجتہاد کے امتیازات مقالہ ہذا کے چوتھے باب کی فصل اول میں تفصیل سے پیش کیے جا چکے ہیں۔ اہل الاثر کے سرخیل مشہور محدث اور فقیہ تابعی سعید بن مسیب ؒ ہے جن کا حلقہ ا ثر زیادہ تر حرمین شریفین تھا۔ تاہم ان کی مسند علمی پر بعد ازاں امام دارالہجرۃ مالک بن انس براجمان ہ لیے عموما اس مکتب فکر نے امام مالک ؒ کے اسالیب اجتہاد وافتا سے زیادہ شہرت پائی۔ دوسری طرف بڑی بڑی فتوحات اسلامیہ سے کئی نئے شہر آباد ہوئے، جن میں خصوصی طور پر بغداد و کوفہ وغیرہ مشہور ہوئے، جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے شاگردان تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کی ایک بڑی تعداد بھی منتقل ہو چکی تھی۔ انہی تابعین میں سے حدیث وفقہ کے ایک بڑے امام، ابراہیم نخعیؒ تھے۔ جو کچھ نئے اسالیب اجتہاد کے حامل ہونے کی بنا پر 'اہل الرائے' کے امام بن گئے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ انہی کے ایک شاگرد رشید حضرت حماد بن ابی سلیمان ؒ کے شاگرد ہیں۔ گویا دور تابعین میں ہی اسالیب اجتہاد کے دو مکتب فکر نمایاں ہوئے اور اہل علم ان مکاتب فکر سے منسوب ہونے لگے۔

اگرچہ اس کے بعد ہمیں دو مناہج فکر کے امتزاج کی مساعی بھی ملتی ہیں جن میں بڑا نام امام شافعی ؒ کا لیا جاتا ہے، جو امام مالک ؒ کے براہِ راست شاگرد ہونے کے علاوہ امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگرد رشید امام محمد بن حسن الشیبانیؒ سے بھی فیض یافتہ تھے، چنانچہ انہوں نے اجتہادی اسالیب کو منضبط کرنے کے لیے اصول حدیث وفقہ کے موضوع پر معرکۃ الآراء کتاب 'الرسالۃ' لکھ کر اجتہادی اسالیب کو پختہ بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کی۔ امام شافعیؒ دونوں حلقوں کے اکابرین سے استفادہ کے باوجود بنیادی طور پر 'اہل الاثر' مکتب فکر پر ہی گامزن رہے کہ ان کی نظر میں خیر القرون کا یہی بنیادی اسلوب اجتہاد تھا۔ تاہم تدوینی اعتبار سے انہوں نے دونوں مکاتب فکر کے انداز کو ملحوظ نظر رکھا۔

تیسری صدی ہجری کے حدیث وفقہ کے اجل امام بخاریؒ کا تعلق بنیادی طور پر 'اہل الاثر' مکتب فکر سے ہے، تاہم انہوں نے اپنی تصنیف 'الجامع الصحیح' میں جہاں روایت و درایت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی صحیح احادیث پر استدلال کی بنیاد رکھی وہاں صحیح بخاری کی ترتیب و تدوین میں اجتہاد وفقہ کو اتنی اہمیت دی کہ ان کی کتاب کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا: "فقه البخاري في تراجم أبوابه" (امام بخاریؒ کی فقاہت ان کے ابو اب کی ترجمانی میں ہے۔)

اجتہاد کا یہ عمل چوتھی صدی ہجری تک مسلمانوں کی ذہنی و فکری تگ و تاز کا میدان بنا رہا لیکن شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کے بقول چوتھی صدی ہجری میں فکری جمود نے اپنے ڈیرے ڈال دیے اور اسلامی قرون وسطیٰ کے علماے کرام زیادہ تر سابقہ اکابر ائمہ کے فقہی مذاہب کی تدوین میں جُت گئے اور اس طرح عالم اسلام میں تیرہ (13) فقہی مذاہب کا دور دورہ رہا، حتی کہ خلافتِ عثمانیہ (ترکی) کے دور میں کعبۃ اللہ کے چار کونوں میں چار مصلے بنا کر انہی چاروں فقہی مذاہب کو محدود کرنے کی مساعی بھی ہوئیں۔

خلافت عثمانیہ کے بالمقابل یورپ بھی اپنی نشأۃِ ثانیہ کے لیے بیدار ہوا اور سترہویں صدی عیسوی میں وہاں ایک عظیم صنعتی انقلاب آیا جس نے تمدن کو نہ صرف صنعتی ترقی دی بلکہ وہاں سائنس و ٹیکنالوجی کو انسانی ترقی کی معراج قرار دیا گیا۔ دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر میں یہی تمدنی ترقی انسانی زندگی کے سیاسی، معاشی اور سماجی پہلوؤں پر اس طرح چھاگئی کہ امت مسلمہ ان گنت علمی اور عملی مسائل سے دوچار ہوگئی۔ ایک طرف بے پناہ مادی وسائل کی بدولت مغرب نے نہ صرف پوری دنیا پر سیاسی اور اقتصادی استیلاء حاصل کرلیا بلکہ مغربی علوم کے فیض یافتہ اس مغالطے کا بھی شکار ہوگئے کہ اگر کوئی انسانی ترقی ہو سکتی ہے تو وہ صرف جدید تمدن کو اپنا کر ہی ممکن ہے۔ دوسری طرف شریعت محمدیہ انسان کو جہاں اپنے خالق سے جوڑنے کی دعوے دار ہے وہاں رہتی انسانیت تک انسان کو ہر قسم کے پیش آنے والے مسائل ومشکلات کو حل کرنے کی بھی علمبردار ہے۔ یہ ضرورت اس وقت دوچند ہو جاتی ہے کہ موجودہ دور کا انسان تمدنی ترقی کے باوجود اخلاق وکردار کے اعتبار سے بھی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا جارہا ہے۔ جس کی ایک ادنیٰ سی جھلک 'میکیاولی سیاست' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اس وقت علوم وفنون پر بھی 'لارڈ میکالے' کا نظام تعلیم مسلط ہے جس کی وجہ سے اب علوم وفنون بھی انسانی بصیرت یا اخلاق وکردار کو سنوارنے کی بجائے مادہ پرستی کی تجارت بن کر رہ گئے ہیں۔

اُمت مسلمہ سیاسی طور پر مغلوب ہونے کے باوجود اس کے عام اہل علم ابھی تک قرون وسطیٰ کی فقہی تعبیرات کے اسیر بنے ہوئے ہیں اور اس امر کے لیے کوشاں ہیں کہ دور جدید کے تمام مسائل کو بھی اپنے اپنے فقہی مذاہب سے حل کر کے اسلام کو تمدنی ترقی سے ہم آہنگ کر دیں گے۔ حالانکہ حالات کی اتنی بڑی تبدیلی کے بعد مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت اجتہاد کی تربیت اور اس کے اسالیب کی گہرائیوں سے آشنائی کی ہے۔ تاکہ مقاصد شریعت کی روشنی میں دنیا کو پیش آمدہ مسائل ومشکلات کے سلسلے میں کتاب وسنت کی رہنمائی مہیا کی جاسکے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ بظاہر مختلف مکاتب فکر سے وابسطہ دار العلوم اور ان سے متعلقہ دار الافتاء ترقی یافتہ تمدّن کی بدولت بے پناہ ادارہ جاتی تبدیلیوں کے باوجود قدیم وجدید مسائل کے حل پیش کرنے کے دعوے تو کرتے ہیں لیکن امتِ مسلمہ زیادہ سے زیادہ سپر پاورز کی ذہنی غلامی میں پھنستی چلی جارہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مکتب فکر اپنی مخصوص فقہ کا اسیر بننے کی بجائے مقاصد شریعت کی روشنی میں خیر القرون کے اجتہادی طور طریقوں سے واقف ہو کر نئے چیلنجز کا سامنا کرے۔

بلاشبہ اجتہاد کے بارے میں امت مسلمہ نئے دور میں افراط وتفریط کا شکار ہے۔ ایک طرف فقہی جمود ہے، جس نے اپنے تئیں اجتہاد کے دروازے بند کر کے متدعویہ فقہوں کو شریعت کی مانند دائمی حیثیت دینے کی کوشش شروع کر رکھی ہیں۔ یعنی ان جامد فکر مفتیان کرام کا کام صرف اس حد تک محدود ہو کر رہ گیا ہے کہ وہ اپنی سابقہ فتاوی کی کتاب سے فتوی نکال کر سائل کو مطمئن کر دیں یا پھر پس منظر سے قطع تعلق فقہی عبارتوں کی بال کی کھال اتارنے اور علمی مغالطوں کی صورت میں 'حیل' کو فروغ دیں، ان حیلوں سے عصر حاضر کے کچھ لادین تمدنی اداروں کے قانونی تقاضے پورے کر کے ان کے مادی وسائل میں شرکت تو کی جاسکتی ہے لیکن ان حیلوں کی وجہ سے امت مسلمہ مقاصد شریعت سے بہت دور جارہی ہے۔ اگرچہ کتاب وسنت کی جامعیت اور اجتہاد کی وسعتوں کی بدولت ہر قسم کے قدیم وجدید مسائل کا بہترین حل پیش کیا جاسکتا ہے لیکن ہمارے ہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن و سنت کی بالا دستی کا دعوے دار ایک طبقہ وہ بھی ہے جو حرفیت پسندی سے ہی تمام قسم کے مسائل کو حل کرنا چاہتا ہے لیکن نتیجتاً وہ مقاصد شریعت سے قطع نظر کتاب و سنت کی نصوص کی گہرائیوں اور گیرائیوں کا لحاظ کیے بغیر مضحکہ خیز انداز سے تمدنی ترقی کو روکنے کا باعث بن رہا ہے۔

امام بخاریؒ کے اصول اجتہاد کے موضوع پر اس مقالہ کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ امام بخاریؒ نے جس طرح مقاصد شریعت کے تحت بنیادی اجتہادی اسالیب کی روشنی میں احادیث وسنن کی وسعتوں اور گہرائیوں سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے دور کے مسائل کا حل پیش کیا تھا، اسی طرح انہی اصولوں سے مستفید ہو کر حیلہ سازی اور حرفیت پسندی سے بچتے ہوئے مقاصد شریعت کی روشنی میں کتاب وسنت کی گہرائیوں اور وسعتوں سے پیش آمدہ مسائل کو حل کیا جائے۔

اس موضوع پر تحقیق کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی اجتہادی آراء کے ذریعے اپنے دور کے جن فتنوں کا رد کیا تھا، ان میں سے کئی ایک فتنے صرف نام کی تبدیلی سے آج بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی اصولی اور فکری انداز سے ان معاصر فتنوں کا بھی رد کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً امام بخاریؒ نے جہم واعتزال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ان فتنوں کا پر زور رد فرمایا تھا جو فلسفہ یونان سے مرعوب کر کتاب وسنت کی تاویلوں بلکہ انکار حدیث کے الحاد کی طرف آگے بڑھ رہے تھے۔ چنانچہ امام صاحبؒ نے خبر واحد کی حجیت پر زور دے کر یہ بھی باور کرایا کہ کتاب اللہ سے مراد صرف قرآن مجید نہیں ہے بلکہ قرآن اور اسوہ رسول ﷺ دونوں ہیں اور اپنے اس موقف کے اثبات کے لیے بڑے ہی لطیف انداز میں قرآن مجید کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی احادیث صحیحہ سے استدلال فرمایا۔ پس اس مقالہ کے مطالعہ سے فتنہ انکار حدیث کا اصولی وفکری رد بھی وحی الٰہی کی روشنی میں ہمارے سامنے آئے گا۔ چنانچہ اس مقالے کا تیسرا بڑا فائدہ مصادر و مآخذ دین وشریعت کے تعین کے ساتھ اہل علم کی بھرپور اجتہادی تربیت کا بھی ہے کیونکہ اب جہم واعتزال کی بازگشت مغربی فکر وفلسفہ کی بنیاد پر عقل پرستی سے ہو رہی ہے جو ترقی پسندی کی دعوے دار بھی ہے۔ اس طرح یہ فتنے جدیدیت، اور مابعد جدیدیت کے نام پر تجدد والحاد کو فروغ دے رہے ہیں۔

امام بخاریؒ کی کتاب کا نام 'الجامع الصحیح' ہے جو اس کی جامعیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ امام صاحبؒ نے اس کتاب میں اپنے دور کے ہر قسم کے شعبہ زندگی سے متعلقہ مسائل کو متنوع ابواب قائم کر کے ائمہ سلف کی تائید کے ساتھ صحیح ترین احادیث سے پیش فرمایا ہے۔ جن میں عبادات اور معاملات کے بارے میں شریعت کی معتدل آراء سامنے رکھی ہیں۔ صحیح بخاری میں عقائد وعبادات کے وسیع میدانوں کے علاوہ اجتماعیات کے تمام شعبوں مثلاً عمرانیات، معاشیات اور سیاسیات وغیرہ کے لیے بھی بڑی ٹھوس آراء ان کی تدوین کے بین السطور ہی پائی جاتی ہیں۔ علم سیاسیات کے ایک طالب علم کے طور ہم یہ جانتے ہیں کہ بادشاہت نے جمہوریت تک کا سفر کیسے طے کیا ہے؟ اور جمہوری نظام میں اب پارلیمنٹ کے ادارے کی کیا اہمیت ہے؟ امام بخاریؒ نے اسلام کے شورائی نظام کے بارے اصولی مباحث کو کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة میں نہایت اختصار سے پیش کر دیا ہے کہ شوری کا اصل مقصد کتاب وسنت کی روشنی میں زیر بحث مسئلہ کی توضیح و تبیین ہی ہے۔ اسلام کے شورائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام کے بارے میں امام بخاری ؒ کے بیان کردہ اصولی نکات معاصر پارلیمنٹ کو اسلامی شوری بنانے میں ایک رول ماڈل کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے معاشی نظام میں بھی امام صاحبؒ نے ایسی اصولی آراء پیش کی ہیں جو ہزاروں جزئیات وفروعات کا حکم اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہیں۔ مثلاً امام صاحبؒ نے قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت میں احادیث نقل کی ہیں اور اسے ایک اصول کے طور بیان کیا ہے کہ اسلام میں قبضہ سے قبل کسی شے کی فروخت جائز نہیں ہے۔ پس اس اصول کی روشنی میں ان تمام جدید مسائل کا شرعی حکم اخذ کیا جا سکتا ہے جو اس اصول کے تحت داخل ہیں جیسا کہ سٹاک مارکیٹ میں 'شارٹ سیل' کا تصور ہے یعنی ایک شخص ایسے شیئرز بیچ دیتا ہے جو اس کے قبضہ میں نہیں ہیں لیکن فروخت کرنے والے کو یہ امید ہوتی ہے کہ وہ مارکیٹ سے سستے داموں حاصل کر کے خریدار کے حوالے کر دے گا۔ پس اس تحقیق کا چوتھا بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ سماجی علوم یعنی سوشل سائنسز میں جو نئے نئے افکار سامنے آئے ہیں ان کے بارے شرعی رہنمائی امام بخاری ؒ کے اصول اجتہاد میں پائی جاتی ہے اور ان اصولی آراء کی روشنی میں ان سماجی علوم کو شریعت کے مطابق کیا جا سکتا ہے جو وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

امام بخاریؒ نے مقاصد شریعت کی روشنی میں کتاب وسنت کے اطلاق کے متنوع اسالیب کو اجتہاد قرار دیا ہے اور ان مناہج کی نسبت صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کی طرف کی ہے۔ امام بخاری کتاب الاعتصام میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ استخراج واستدلال کے صرف وہی مناہج واسالیب درست ہیں جنہیں صحابہ کی جماعت نے اختیار کیا تھا اور انہی مناہج واسالیب کو اختیار کرنے والی جماعت کے بارے امام صاحب ؒ کی رائے یہ ہے کہ وہ اہل علم کی ایسی جماعت ہے جو قیامت تک غالب رہے گی۔ پس اس تحقیق کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ صحابہ کے اسالیب ومناہج اجتہاد کا تعارف اور ان کی تدریس کا رستہ ہموار کرنا ہے۔ پس اگر ہم خلفاے راشدین کی اجتہادی بصیرت سے مستفید ہونا چاہتے ہیں اور ان بنیادوں پر اہل علم کی اجتہادی تربیت کرنا چاہتے ہیں کہ جن بنیادوں پر صحابہ کی اجتہادی تربیت ہوئی تھی اور اس اجتہادی ذوق وملکہ کو بیدار کرنا چاہتے ہیں جو صحابہ میں موجود تھا تو اس کے لیے صحیح بخاری کا امام بخاریؒ کے اصول اجتہاد کی روشنی میں ایک علمی مطالعہ از بس ضروری ہے۔

حافظ عبدالرحمٰن مدنی

10/ محرم الحرام 1434ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس

1. فہارس آیاتِ قرآن کریم

2. فہارسِ احادیثِ نبویہؐ

3. فہارس اَشعار

4. فہارس اعلام

5. فہارس اماکن

6. فہارس مصطلحات

7. مصادر و مراجع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①

فہارس آیات قرآنِ کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس آیات قرآن کریم

آیات کریمہ	مقالہ کا صفحہ نمبر
وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُواْ بِهِمْ ...	4
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ...	8
وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ...	45
ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ ...	122
يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ...	122
وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ رَبِّ ٱجْعَلْ هَٰذَا ٱلْبَلَدَ ءَامِنًا...	125
وَأَحَلَّ اللَّـهُ الْبَيعَ وَ حَرَّمَ الرِّبَا...	139
إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا	139
وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ...	141
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ...	155
وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّـهِ الَّذِي آتَاكُمْ ...	158
وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ	160
وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ...	163
وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ..	163
دَعْوَىٰهُمْ فِيهَا سُبْحَٰنَكَ ٱللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَٰمٌ	164
يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ	185
وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ	189
وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ	190
وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ	194
وَٱلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ	194
وَأَقْسَمُوا بِاللَّـهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ	195
لَوْ شِئْتَ لاَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْراً قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ	201
إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ	202

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا	211
ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُواْ مِنۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُواْ ثُمَّ جَٰهَدُواْ...	211
وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ...	211
وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِه...	211
وَمَن جَٰهَدَ فَإِنَّمَا يُجَٰهِدُ لِنَفۡسِهِۦٓۚ...	211
مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا ...	212
وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ...	220
إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّـهِ الْإِسْلَامُ...	222
قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّـهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ...	223
دَعَوُا اللَّـهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ...	223
وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ...	223
مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ...	223
مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ	224
وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَـٰذَا يَوْمُ الدِّينِ...	224
وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ	224
هَـٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ	224
إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ	224
وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّـهِ...	224
وَأَخْلَصُواْ دِينَهُمْ لِلَّهِ	224
يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ	224
وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا	224
لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ	224
أَفَغَيۡرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبۡغُونَ	224
وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ...	224
هُوَ ٱلَّذِيٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ	224
وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ...	225
وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّـهِ...	225

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ	225
وَمَنۡ أَحۡسَنُ دِينٗا مِّمَّنۡ أَسۡلَمَ وَجۡهَهُۥ لِلَّـهِ...	225
وَأَخۡلَصُواْ دِينَهُمۡ لِلَّهِ	225
يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ	225
وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا	225
لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ	225
أَفَغَيۡرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبۡغُونَ	225
وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ...	225
هُوَ ٱلَّذِيٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ	225
وَلَا يَدِينُونَ دِينَ ٱلۡحَقِّ	225
وَمَنۡ أَحۡسَنُ دِينٗا مِّمَّنۡ أَسۡلَمَ وَجۡهَهُۥ لِلَّـهِ...	225
فَلَوۡلَآ إِن كُنتُمۡ غَيۡرَ مَدِينِينَ	226
شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ...	227
وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا	228
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا	228
شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ...	229
ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا...	229
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا	229
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ...	230
ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا...	230
شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ	230
وَمَن يَكۡفُرۡ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ	230
شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ	230
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا	231
مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا	232
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا	233
ثُمَّ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ أَنِ ٱتَّبِعۡ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۖ	234

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ	234
وَمَنۡ أَحۡسَنُ دِينٗا مِّمَّنۡ أَسۡلَمَ وَجۡهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحۡسِنٞ	234
وَأَخۡلَصُواْ دِينَهُمۡ لِلَّهِ	234
يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ	234
وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا	234
لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ	234
أَفَغَيۡرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبۡغُونَ	235
وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَٰمِ دِينٗا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ	235
هُوَ ٱلَّذِيٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ	235
وَمَنۡ أَحۡسَنُ دِينٗا مِّمَّنۡ أَسۡلَمَ وَجۡهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحۡسِنٞ	235
إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ	235
وَمَنۡ أَحۡسَنُ دِينٗا مِّمَّنۡ أَسۡلَمَ وَجۡهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحۡسِنٞ	235
إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ	235
وَأَخۡلَصُواْ دِينَهُمۡ لِلَّهِ	235
يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ	235
وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا	235
لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ	235
أَفَغَيۡرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبۡغُونَ	235
وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَٰمِ دِينٗا	235
ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٖ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا	237
وَمَن يَكۡفُرۡ بِاللَّـهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ	237
شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا	238
يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَأُ أَفۡتُونِي فِي رُءۡيَيَ	238
وَيَسۡتَفۡتُونَكَ فِي ٱلنِّسَآءِۖ قُلِ ٱللَّهُ يُفۡتِيكُمۡ فِيهِنَّ	240
يَسۡتَفۡتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفۡتِيكُمۡ فِي ٱلۡكَلَٰلَةِۚ	240
وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي	242
قَالُواْ يَٰشُعَيۡبُ مَا نَفۡقَهُ كَثِيرٗا مِّمَّا تَقُولُ	242

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّين	242
لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا	243
وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ	244
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	252
مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ	252
فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّـهِ وَالرَّسُولِ...	252
وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُوْلِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ	260
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِىٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِۦ	265
وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ	265
وَلَآ أَدْرَىٰكُم بِهِۦ	269
وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا ٱلْحُطَمَةُ	269
قُلْ إِنْ أَدْرِى أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ	270
وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ	270
لَا تَدْرِى لَعَلَّ اللَّـهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا	270
وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ	272
إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ	272
لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ	274
وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ	286
وَعَلَى ٱللَّهِ قَصْدُ ٱلسَّبِيلِ	290
وَٱقْصِدْ فِي مَشْيِكَ	290
لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّٱتَّبَعُوكَ	290
أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي ٱلسَّمَآءِ	298
وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا	298
وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِـۧمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ	301
فَأَتَى ٱللَّهُ بُنْيَٰنَهُم مِّنَ ٱلْقَوَاعِدِ	301
وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ	315
وَشَاوِرْهُمْ فِي ٱلْأَمْرِ	315

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ	315
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ	319
فَمَنِ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ	235
لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا	356
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ	356
مَّا فَرَّطْنَا فِي ٱلْكِتَٰبِ مِن شَىْءٍ	357
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى	357
ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ	357
فَٱعْتَبِرُوا۟ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَبْصَٰرِ	358
لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا	358
مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ	358
لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ	359
قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ	359
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ ...	359
وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ	359
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا۟ أَيْدِيَهُمَا	359
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ ...	359
وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ	359
وَٱسْتَشْهِدُوا۟ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ	359
وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ...	359
وَأَشْهِدُوٓا۟ إِذَا تَبَايَعْتُمْ	360
ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى	396
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ	397
وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ ...	397
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ...	397
ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ...	398
وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَٱلْأَغْلَٰلَ ٱلَّتِى كَانَتْ عَلَيْهِمْ ...	400

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ	400
وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ	400
وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ	400
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ...	408
فَسْـَٔلُوٓاْ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ	409
وَفَوْقَ كُلِّ ذِى عِلْمٍ عَلِيم	409
ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ...	411
وَلَا تَنكِحُواْ ٱلْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ	413
فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّـهِ وَالرَّسُولِ...	413
مَا كَانَ لِنَبِىٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى ٱلْأَرْضِ...	414
وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ	414
وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ	420
بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا	420
فَأَوْحَىٰٓ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُواْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا	421
وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى ٱلْحَوَارِيِّـۧنَ أَنْ ءَامِنُواْ بِى وَبِرَسُولِى	421
وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ	421
فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَىٰهَا	421
وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ أَنِ ٱتَّخِذِى مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا	428
كُلًّا نُّمِدُّ هَـٰٓؤُلَآءِ وَهَـٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ	429
وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا	429
قَالَ يَٰبُنَىَّ إِنِّىٓ أَرَىٰ فِى ٱلْمَنَامِ أَنِّىٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ	430
وَكَلَّمَ اللَّـهُ موسىٰ تَكليمًا	433
وَما كانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّـهُ إِلّا وَحيًا ...	434
وَاتَّخَذَ قَومُ موسىٰ مِن بَعدِهِ مِن حُلِيِّهِم عِجلًا جَسَدًا ...	435
أَفَلا يَرَونَ أَلّا يَرجِعُ إِلَيهِم قَولًا وَلا يَملِكُ لَهُم ضَرًّا وَلا نَفعًا...	435
ٱلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ أَفْوَٰهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ	436
وَقالوا لِجُلودِهِم لِمَ شَهِدتُم عَلَينا قالوا أَنطَقَنَا اللَّـهُ الَّذى	436

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ	437
بَلِ لِلَّهِ ٱلْأَمْرُ جَمِيعًا	439
وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ	440
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ ٱللَّهُ إِلَّا وَحْيًا	442
إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ	443
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ ٱللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ	443
وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ أَنِ ٱتَّخِذِى مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا	443
ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلَّذِى خَلَقَ	445
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ	445
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ	446
وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُوا۟ بِٱلْعَدْلِ	447
إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ	449
شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ	450
ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ	450
ٱللَّهُ خَـٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ	450
وَيَوْمَ نُسَيِّرُ ٱلْجِبَالَ	450
يَـٰجِبَالُ أَوِّبِى مَعَهُۥ وَٱلطَّيْرَ	450
وَلَقَدْ خَلَقْنَـٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَـٰكُمْ	450
وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ	451
وَلَا تَقْرَبُوا۟ ٱلزِّنَىٰٓ	451
فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا	452
وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ	453
وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا	453
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ	453
فَٱقْرَءُوا۟ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ	454
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ ...	454
فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ ٱلَّذِى ٱؤْتُمِنَ أَمَـٰنَتَهُۥ	454

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ ...	455
وَكُلُواْ وَٱشۡرَبُواْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلۡخَيۡطُ ٱلۡأَبۡيَضُ	455
قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِينَةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِيٓ أَخۡرَجَ لِعِبَادِهِۦ وَٱلطَّيِّبَٰتِ	456
وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ	457
هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ ...	457
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَسۡـَٔلُواْ عَنۡ أَشۡيَآءَ إِن تُبۡدَ لَكُمۡ ...	458
وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ ٱلۡمَرَاضِعَ مِن قَبۡلُ	458
حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ	458
حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ	458
إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ	474
أَلَا لَهُ ٱلۡحُكۡمُ	474
فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُۖ	474
وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ	474
إِنَّ اللَّـهَ لا يُخلِفُ الميعادَ	476
لا يُسـَٔلُ عَمّا يَفعَلُ وَهُم يُسـَٔلونَ	476
إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَيَنۡهَىٰ	476
يَأۡمُرُهُم بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَىٰهُمۡ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ	476
وَإِن تُبدوا ما فى أَنفُسِكُم أَو تُخفوهُ يُحاسِبكُم بِهِ اللَّـهُ	477
لا يُكَلِّفُ اللَّـهُ نَفسًا إِلّا وُسعَها	477
إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ	486
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ	486
فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّـهِ وَالرَّسُولِ	486
أَفَحُكۡمَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ يَبۡغُونَۚ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ ٱللَّهِ	486
فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُۖ وَلَا تَتَّبِعۡ أَهۡوَآءَهُمۡ	486
إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِۖ يَقُصُّ ٱلۡحَقَّۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلۡفَٰصِلِينَ	487
إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ	487
وَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ	487

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا ٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِيهِ مِن شَيۡءٖ...	487
إِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذَا دُعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ	487
وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ	487
وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ	487
وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ	487
وَأَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ	488
وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ	488
إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ	489
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ بِٱلۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ	489
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلۡقِسۡطِۖ	489
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٞ وِزۡرَ أُخۡرَىٰ	489
مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُم مِّنۡ حَرَجٖ...	490
يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ	490
وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ	490
خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةٗ	491
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ	491
وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ	491
وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْۚ	491
وَأَنكِحُواْ ٱلۡأَيَٰمَىٰ مِنكُمۡ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ	492
وَءَاتُواْ ٱلنِّسَآءَ صَدُقَٰتِهِنَّ نِحۡلَةٗ...	492
فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا تَعۡدِلُواْ فَوَٰحِدَةً أَوۡ مَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۚ	492
ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِۖ فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ	493
لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ	493
يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِۚ	493
وَتِلۡكَ ٱلۡجَنَّةُ ٱلَّتِيٓ أُورِثۡتُمُوهَا بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ	494
فَوَرَبِّكَ لَنَسۡـَٔلَنَّهُمۡ أَجۡمَعِينَ عَمَّا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ	494
لِمِثْلِ هَـٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ	494

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ	494
يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ	494
إِنِّىٓ أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ٱبْنَتَىَّ	494
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ ٱلرِّبَوٰٓا۟...	495
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ	496
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ	498
فَإِنَّمَا يَسَّرْنَٰهُ بِلِسَانِكَ	498
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ	501
وَإِنَّهُۥ لَكِتَـٰبٌ عَزِيزٌ	501
وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ	501
ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ	503
وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ	503
وَٱفْعَلُوا۟ ٱلْخَيْرَ	503
وَأَحْسِنُوٓا۟	503
فَكُلُوا۟ مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ	503
وَأَشْهِدُوٓا۟ إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ	503
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ	503
وَٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم	503
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ	503
إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَٰنِ وَإِيتَآئِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ	504
إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا	504
كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ۖ	504
كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا ٱلْوَصِيَّةُ	504
كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ	504
كِتَٰبَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ	504
إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا	504
وَرَهْبَانِيَّةً ٱبْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَٰهَا عَلَيْهِمْ	504

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ أَزْوَٰجِهِمْ	504
حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ	505
لَقِيتُمْ فِئَةً فَٱثْبُتُوا	505
وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا	505
وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ	505
وَعَلَى ٱلْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ	505
وَلِلْمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ	505
وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ	505
وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ	505
وَٱلْوَٰلِدَٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ	505
لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ ٱلرَّضَاعَةَ	506
فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ...	506
وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ	506
وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ	506
وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْىِ	506
إِنَّمَا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ قَٰتَلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ	506
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ	506
قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ ٱلْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ	506
وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ	506
لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًا	507
وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ	507
وَلَا تَقْرَبُواْ ٱلزِّنَىٰٓ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً	507
وَذَرُواْ ظَٰهِرَ ٱلْإِثْمِ وَبَاطِنَهُۥٓ	507
وَدَعْ أَذَىٰهُمْ	507
وَلَيْسَ ٱلْبِرُّ بِأَن تَأْتُواْ ٱلْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا	507
وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ	507
فَإِنِ ٱنتَهَوْاْ فَلَا عُدْوَٰنَ إِلَّا عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ	507

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةُۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ..	507
وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُۥٓ ءَاثِمٌ قَلْبُهُۥ	507
وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا	508
ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ ٱلرِّبَوٰا۟ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى	508
أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلْأَنْعَٰمِ	508
أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ	508
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ	508
فَمَن تَعَجَّلَ فِى يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ	508
لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۚ بَعْدَهُنَّ	508
لَيْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جُنَاحٌ..	509
فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ ٱللَّهِ تَبْدِيلًا	516
وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ	518
وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ	518
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ	519
مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ	519
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟	519
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	519
وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ	519
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟	521
وَيَدْرَؤُا۟ عَنْهَا ٱلْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَٰدَٰتٍ	523
وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ	523
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟	528
قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى	528
فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ	528
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ..	528
وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ	529
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟	529

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا	529
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ	529
قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى	529
فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ	529
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ	529
وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ	530
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَة...	530
وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ	534
وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا	540
وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ	543
لَّقَدْ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ	544
كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ	548
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ	548
وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّـهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ	548
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا	548
فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّـهِ وَالرَّسُولِ	549
فَٱعْتَبِرُواْ يَٰٓأُوْلِى ٱلْأَبْصَٰرِ	550
لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ	554
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا	559
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ	559
قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا	560
وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ	560
ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٍ ...	560
وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ	561
إِنَّ عَلَينا جَمعَهُ وَقُرءانَهُ	562
وَأَقيمُوا الصَّلوٰةَ	564
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا	564

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ	566
لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ ...	566
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ	566
وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً	567
وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ	567
إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ	567
فَلَمَّآ أَن جَآءَ ٱلْبَشِيرُ أَلْقَىٰهُ عَلَىٰ وَجْهِهِۦ	570
وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُۥ	571
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي ٱلدِّينِ	571
قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْاْ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ	573
قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ	574
إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلْهُدَىٰ	577
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُواْ	578
وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ	578
إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ ٱلْحَقِّ	581
اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ	581
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ	582
فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ	582
فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا	582
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ	583
وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ...	583
وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا	589
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ	589
لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ	589
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي ٱلدِّينِ	590
وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا	590
يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا	590

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَما كانَ المُؤمِنونَ لِيَنفِروا كافَّةً	595
يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِن جاءَكُم فاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنوا	595
كُلُّ نَفسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ	622
وَكُلُّهُمْ ءَاتِيهِ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ فَرْدًا	622
كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ	622
فَسَجَدَ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ	622
كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا۟ فِيهِ	622
وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا	623
وَلَهُۥ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُۥ لَا يَسْتَكْبِرُونَ	623
مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ۚ	623
مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ	623
وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ	623
وَمَا مِنْ إِلَـٰهٍ إِلَّا ٱللَّهُ ۚ	623
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ	623
إِنَّ ٱلْإِنسَـٰنَ لَفِى خُسْرٍ	623
وَإِن تَعُدُّوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحْصُوهَآ ۗ	623
إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَـٰتِ	624
يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَـٰدِكُمْ ۖ	624
يَـٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ...	624
ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً	624
وَاللَّـهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ	624
وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا يَتَرَبَّصْنَ	624
وَٱلْمُطَلَّقَـٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَـٰثَةَ قُرُوٓءٍ ۚ	626
وَأُو۟لَـٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ	626
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا۟ أَيْدِيَهُمَا	627
ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُوا۟ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِاْئَةَ جَلْدَةٍ ۖ	627
يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَـٰدِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ ۚ	627

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ	627
وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ	627
تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِأَمْرِ رَبِّهَا	627
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ	627
كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا ٱلْوَصِيَّةُ	630
وَلَا تَحْلِقُوا۟ رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ ٱلْهَدْىُ مَحِلَّهُۥ	630
وَرَبَـٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ	630
وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ	631
وَأُو۟لَـٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ	631
إِذَا نَكَحْتُمُ ٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ	631
فَٱقْرَءُوا۟ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ ۚ	631
يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَـٰدِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ ۚ	631
ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُوا۟ كُلَّ وَٰحِدٍ...	631
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمُ	632
يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِىٓ أَوْلَـٰدِكُمْ ۖ	635
فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ	635
فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ	637
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا۟ أَيْدِيَهُمَا	638
وَٱلَّذِينَ يُظَـٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا۟ فَتَحْرِيرُ	641
فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ...	641
مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ	641
وَرَبَـٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ	642
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ	643
قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ...	643
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا۟ أَيْدِيَهُمَا	643
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُوا۟ وُجُوهَكُمْ	644
فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُوا۟ بِوُجُوهِكُمْ	644

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ أَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِيدٖ	647
وَإِذَا كَانُواْ مَعَهُۥ عَلَىٰٓ أَمۡرٖ جَامِعٖ لَّمۡ يَذۡهَبُواْ حَتَّىٰ يَسۡتَـٔۡذِنُوهُۚ	647
وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرۖ	647
أَلَآ إِلَى ٱللَّهِ تَصِيرُ ٱلۡأُمُورُ	647
وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ	649
لِيُنفِقۡ ذُو سَعَةٖ مِّن سَعَتِهِۦ	649
وَٱلۡوَٰلِدَٰتُ يُرۡضِعۡنَ أَوۡلَٰدَهُنَّ حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِ	649
وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدۡخِلۡهُ جَنَّٰت	649
وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ	650
وَٱفۡعَلُواْ ٱلۡخَيۡرَ	650
كُلُواْ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقۡنَٰكُمۡ	650
ٱعۡمَلُواْ مَا شِئۡتُمۡ	650
وَأَشۡهِدُواْ ذَوَيۡ عَدۡلٖ مِّنكُمۡ	650
فَأۡتُوا بِسُورَةٖ مِّن مِّثۡلِهِۦ	650
رَّبِّ ٱغۡفِرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ	650
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّـهُ حَلَالًا طَيِّبًا	650
ٱدۡخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ	650
كُونُواْ قِرَدَةً خَٰسِـِٔينَ	650
فَذُوقُواْ فَلَن نَّزِيدَكُمۡ إِلَّا عَذَابٗا	650
فَٱصۡبِرُوٓاْ أَوۡ لَا تَصۡبِرُواْ	650
كُن فَيَكُونُ	650
فَلۡيَضۡحَكُوا قَلِيلًا وَلۡيَبۡكُوا كَثِيرًا	650
وَنَادَوۡاْ يَٰمَٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَۖ	650
فَٱقۡضِ مَآ أَنتَ قَاضٖۖ	650
فَٱنظُرۡ مَاذَا تَرَىٰۚ	650
قُلۡ مُوتُواْ بِغَيۡظِكُمۡۗ	650
قُلۡ هَاتُواْ بُرۡهَٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ	650

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٱنظُرُوٓاْ إِلَىٰ ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثۡمَرَ وَيَنۡعِهِۦٓ	650
قُلۡ تَمَتَّعُواْ فَإِنَّ مَصِيرَكُمۡ إِلَى ٱلنَّارِ	650
فَلۡيَحۡذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ	651
وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ أَشُدَّهُۥۚ	652
كَانُواْ لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَن مُّنكَرٖ فَعَلُوهُۚ	652
وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ أَشُدَّهُۥۚ	654
حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحۡمُ ٱلۡخِنزِيرِ	654
وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَأۡخُذُواْ مِمَّآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ شَيۡـٔٗا	654
وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ	654
وَلَا تَقتُلوا أَنفُسَكُم	654
وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعۡنَا بِهِۦٓ أَزۡوَٰجٗا مِّنۡهُمۡ	654
وَلَا تَحۡسَبَنَّ ٱللَّهَ غَٰفِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ ٱلظَّٰلِمُونَۚ	654
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ	654
لَا تَعۡتَذِرُواْ قَدۡ كَفَرۡتُم بَعۡدَ إِيمَٰنِكُمۡۚ	654
لَا تَسۡـَٔلُواْ عَنۡ أَشۡيَآءَ إِن تُبۡدَ لَكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ	654
وَلَا تَنسَوُاْ ٱلۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡۚ	654
لَا تَحۡزَنۡ إِنَّ اللَّـهَ مَعَنَا	655
وَلَا تَخَفۡۖ إِنَّكَ مِنَ ٱلۡأٓمِنِينَ	655
فَٱصۡبِرُوٓاْ أَوۡ لَا تَصۡبِرُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡۖ	655
وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ	655
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْ	655
وَءاتُوا اليَتـٰمىٰ أَموٰلَهُم	669
إِنّي أَرىٰني أَعصِرُ خَمرًا	669
وَسـَٔلِ القَريَةَ	669
فَكُّ رَقَبَةٍ	669
تَبَّت يَدا أَبي لَهَب	669
أَو لـٰمَستُمُ النِّساءَ	669

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَو لَـٰمَستُمُ النِّساءَ	670
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ	675
وَٱمْسَحُواْ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ	675
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ	681
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ	682
قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ	682
لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ	682
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ	683
وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعاً	683
إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ	684
وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ	685
فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ	685
مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ	687
ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ	688
وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ	688
وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ	689
إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ خُلِقَ هَلُوعًا	689
إِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ جَزُوعا	689
وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا ٱلْقَارِعَةُ	689
وَٱلْجُرُوحَ قِصَاص	690
وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُواْ بِأَرْبَعَةِ	690
إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ خُلِقَ هَلُوعًا	691
وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ	691
أَفَلا يَتَدَبَّرونَ القُرءانَ وَلَو كانَ مِن عِندِ غَيرِ اللَّـهِ	697
وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجا يَتَرَبَّصْنَ	698
وَأُولَـٰتُ الأَحمالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعنَ حَملَهُنَّ	698
كُتِبَ عَلَيكُم إِذا حَضَرَ أَحَدَكُمُ المَوتُ	699

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يوصيكُمُ اللَّـهُ فى أَولـٰدِكُم ۖ لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ	699
وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ	700
فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ ۖ	700
وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُم	701
وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُواْ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓاْ أَزْوَٰجَهُۥ	701
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى	702
وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنا مُّتَعَمِّدا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدا فِيهَا	702
وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	702
وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ	702
وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ	705
فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ	707
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ ...	707
مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ	708
ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ...	711
فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ	718
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ	718
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ	719
لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ	720
وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ	721
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ	721
وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ إِحْسَٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ كُرْهًا	722
وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ	722
وَحَمْلُهُۥ وَفِصَٰلُهُۥ ثَلَٰثُونَ شَهْرًا ۚ	723
وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ	723
وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا	725
وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ	725
وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا	725

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ	725
فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما	728
إن الذين يأكلون أموال اليتمى	728
والمطلقات يتربصن بأنفسهن	728
إن جاءكم فاسق بنبإ فتبينوا	731
وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم	731
فأنفقوا عليهن حتى يضعن حملهن	732
واتوا النساء صدقتهن نحلة فإن طبن لكم عن شيء	732
فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق وامسحوا	732
فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره	733
فاعتزلوا النساء فى المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن	733
الزانية والزانى فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة	733
والذين يرمون المحصنت ثم لم يأتوا بأربعة شهداء	734
فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام	734
محمد رسول الله	734
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إنما الخمر والميسر	736
والله خلقكم وما تعملون	738
يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ	749
هُوَ ٱلَّذِىٓ أَخْرَجَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ مِن دِيَـٰرِهِمْ	749
فَٱعْتَبِرُواْ يَـٰٓأُوْلِى ٱلْأَبْصَـٰرِ	750
۔الَ مَن يُحْىِ ٱلْعِظَـٰمَ وَهِىَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا ٱلَّذِىٓ أَنشَأَهَآ	750
إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ	750
وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَنَّكَ تَرَى ٱلْأَرْضَ خَـٰشِعَةً	750
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	752
فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ	752
مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَـٰبِ مِن شَىْءٍ	753
وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَـٰبٍ مُّبِينٍ	753

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ	753
وَمَامِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا طَٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ	753
وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ	753
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ	754
بما أراك الله	760
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ	760
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ	760
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ	768
وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا	769
وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا	769
بِمَا أَرَاكَ اللَّـهُ	769
ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الظالمون	770
فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل	772
وما اختلفتم فيه من شيء فحكمه لى الله	773
فإن تنازعتم فى شيء فردوه لى الله والرسول	773
فلا تقل لهما أف.	774
فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل	775
وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ	782
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ	785
فَبَشِّرْ عِبَادِ	794
يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ	801
فَبَشِّرْ عِبَادِ	801
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ	802
وَٱتَّبِعُوٓاْ أَحْسَنَ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم	802
أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَن يُتْرَكَ سُدًى	803
فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ	803
يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ...	806

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌۖ	810
وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِۚ	810
وَلَا تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ	810
يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوْلَٰدِكُمْۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِۚ	811
وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ	812
يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ	812
فَمَنِ ٱضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ	812
يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ	812
مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ	813
أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَن يُتْرَكَ سُدًى	815
قَالُواْ يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ	825
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ	827
وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ	829
وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ	830
تُرْهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ	830
وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ ٱلْبَحْرِ	836
قَالَ إِنِّيٓ أَنَا۠ أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ	839
قُلْ سِيرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُواْ كَيْفَ بَدَأَ ٱلْخَلْقَۚ	849
كَذَٰلِكَ يُحْيِ ٱللَّهُ ٱلْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ ءَايَٰتِهِۦ	849
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْأٓيَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ	849
هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ	849
وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُۚ	856
هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا	856
أحل لكم الطيبات	856
قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ	860
ثُمَّ جَعَلْنَٰكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ ٱلْأَمْرِ	866
وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم	867

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَن تَابَ مِنۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهِۦ وَأَصۡلَحَ فَإِنَّ ٱللَّهَ	867
إِنَّمَا جُعِلَ ٱلسَّبۡتُ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِۚ	868
وَعَلَى ٱلَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٖۖ وَمِنَ ٱلۡبَقَرِ	868
وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ ٱلَّذِينَ ٱعۡتَدَوۡاْ مِنكُمۡ فِي ٱلسَّبۡتِ	868
فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ	868
وَعَلَى ٱلَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٖۖ وَمِنَ ٱلۡبَقَرِ	869
أُحِلَّتۡ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلۡأَنۡعَٰمِ إِلَّا مَا يُتۡلَىٰ عَلَيۡكُمۡ	869
حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحۡمُ ٱلۡخِنزِيرِ	869
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ	870
مِنۡ أَجۡلِ ذَٰلِكَ كَتَبۡنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ	871
وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفۡسَ بِٱلنَّفۡسِ	871
وَنَبِّئۡهُمۡ أَنَّ ٱلۡمَآءَ قِسۡمَةُۢ بَيۡنَهُمۡۖ كُلُّ شِرۡبٖ مُّحۡتَضَرٞ	871
إِنَّآ أَنزَلۡنَا ٱلتَّوۡرَىٰةَ فِيهَا هُدٗى وَنُورٞۚ	872
أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقۡتَدِهۡۗ	872
ثُمَّ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ أَنِ ٱتَّبِعۡ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۖ	872
وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفۡسَ بِٱلنَّفۡسِ	872
وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ	873
لِكُلّٖ جَعَلۡنَا مِنكُمۡ شِرۡعَةٗ وَمِنۡهَاجٗاۚ	874
وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ	874
كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ... ٱلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَ	886
وَلَهُنَّ مِثۡلُ ٱلَّذِي عَلَيۡهِنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ	886
وَعَلَى ٱلۡمَوۡلُودِ لَهُۥ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ	886
فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ إِذَا سَلَّمۡتُم مَّآ ءَاتَيۡتُم بِٱلۡمَعۡرُوفِۗ	886
وَلِلۡمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعُۢ بِٱلۡمَعۡرُوفِۖ حَقًّا عَلَى ٱلۡمُتَّقِينَ	886
وَءَاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِ مُحۡصَنَٰتٍ	886
وَمَن كَانَ فَقِيرٗا فَلۡيَأۡكُلۡ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ	886
مِنۡ أَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُونَ أَهۡلِيكُمۡ	886

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلۡيَأۡكُلۡ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ	890
وَجُمِعَ ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ	891
فَأَجۡمِعُوٓاْ أَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ	891
فَأَجۡمِعُواْ كَيۡدَكُمۡ	891
وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ	895
وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ	896
وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْ	896
وَمَا ٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِيهِ مِن شَيۡءٖ فَحُكۡمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِۚ	896
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ	896
وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ	896
وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلۡأَوَّلُونَ مِنَ ٱلۡمُهَٰجِرِينَ وَٱلۡأَنصَارِ	905
فَبَشِّرۡ عِبَادِ	906
وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ	912

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

فہارس احادیث نبویہ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست اَحادیث نبویہؐ

أحاديث	صفحه
كفارة المجلس إذا قام العبد أن يقول سبحانك اللهم ...	53
بني الإسلام على خمس وهو قول وفعل و يزيد وينقص...	58
لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه...	120
فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر صاعا من تمر أو صاعا من شعير...	120
للهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِى كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا...	121
ما أنزل الله...	121
أُ أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدا...	122
إِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا...	123
لا يَزَالُ هَذَا الأَمْرُ فِى قُرَيْشٍ ، مَا بَقِىَ مِنْهُمُ اثْنَانِ...	123
لاَ يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلأُ...	123
لاَ حَسَدَ إِلاَّ فِى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَسُلِّطَ ...	124
الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِى قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ...	125
أنه جاء رجل إلى ابن مسعود فقال: إني أعتقت عبداً...	135
إن أهل الإسلام لا يسيبّون ...	135
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنْ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ...	146
ثم إن زنت فليجلدها الحدثم بيعوها بعد الثالثة والرابعة...	146
لا تمنعوا إماء الله مساجد الله...	147
ائذنوا للنساء بالليل إلى المساجد...	147
إنما الغسل على من تجب عليه الجمعة...	147
كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ ...	148
فإذ اخرج الإمام طووا الصحف و يستمعون الذكر...	148

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنى الإسلام على خمس...	156
كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ...	164
إذا قال الإمام سمع الله لمن حمده فقولوا...	167
رجلين يعذبان في القبر... الخ	169
أول ما بدء به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة...	170
فتحدث رسول الله ﷺ مع اهله ساعة...	170
وتوضأ عمر بالحميم ومن بيت نصرانيه...	170
كان النبي ﷺ يحب التيمن ما استطاع في شأنه كله...	171
أن النبي ﷺ أتى سباطة قوم فبال قائما...	171
كان النبي ﷺ يجمع بين المغرب والعشاء إذا جد به السير...	172
جمع بين الصلوٰتين في السفر...	172
كنا لا نعد الكدرة والصفرة شيأ...	172
اللهم باعد بيني و بين خطاياي...	174
أن رسول الله ﷺ شرب لبنا فمضمض ...	176
باب 3	
إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا...	194
أي الصدقة أفضل أي الصدقة أفضل؟ قال «جهد المقل...	195
أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا...	195
إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ...	195
كَانَ عَبْدُ الله إِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ، قال: اللَّهُمَّ إِنِّي...	196
كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا...	196
إِنَّ اقْتِصَادًا فِي سُنَّةٍ وَسَبِيلٍ خَيْرٌ مِنَ اجْتِهَادٍ فِي غَيْرِ سُنَّةٍ وَسَبِيلٍ ...	196
أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ...	196
مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِى بَيْتِهِ مِنْهُ شَىْءٌ ». فَلَمَّا...	197
فَوَجَدَتْ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ...	197
أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى ...	197

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَأَصَابَنَا ...	198
:- وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ وَكُنَّا نَأْكُلُ ...	198
! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ...	198
أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ ...	198
أَنَّ رَجُلَيْنِ قَدِمَا عَلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا ...	199
إِنَّ هَذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ ...	199
إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الإِسْلَامِ...	199
لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَصَابَ النَّاسَ جَهْدٌ شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ...	200
عليكم بِتَقْوَى اللهِ، بِهَذَا الْقُرْآنِ، فَالْزَمُوهُ عَلَى مَا...	200
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ، أَتَخَايَلُ فِيهِ الْمَوْتَ فَقُلْتُ...	200
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا قَدْ جُهِدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ ...	200
مَا لِي أَرَاكَ قَدْ جَهَدْتَ جَهْداً شَدِيدًا...	201
وَقَدْ أَصَابَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَهْدٌ...	201
وَالنَّاسُ فِي جَهْدٍ إِلاَّ مَنْ تَبِعَهُ	201
لَمَّا حَفَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الْخَنْدَقَ أَصَابَهُمْ جَهْدٌ...	202
خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ...	202
أن أم الربيع بنت البراء وهي أم حارثة بن سراقة أتت...	202
مَنْ حُمِّلَ مِنْ أُمَّتِي دَيْناً ثُمَّ جَهِدَ فِي قَضَائِهِ فَمَاتَ وَلَمْ يَقْضِهِ فَأَنَا وَلِيُّهُ	203
إِذَا اجْتَهَدَ فِي الْيَمِينِ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ»	203
إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ...	212
الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ اثْنَانِ فِي النَّارِ وَ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ...	212
سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النَّفَلِ هَلْ يَكُونُ فِي أَوَّلِ مَغْنَمٍ قَالَ ذَلِكَ...	213
كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ...	214
اللهم علّمه التأويل، وفقّهه في الدين...	243
أخبرني رجل من الأنصار من أهل الفقه...	247
فضلت على الأنبياء بست: أوتيت جوامع القلم ...	301

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4	
رجل توفي وترك خالته وعمته فقال النبي الخالة و العمّة ...	309
إذ جاءه رجلان يختصمان في مواريث في أشياء قد درست ...	310
إنما نهيتكم من أجل الدافة فكلوا وادخرو...	310
إن أمي نذرت أن تحج حتى ماتت أفأحج عنها...	311
ولد لي غلام أسود و إني أنكرته فقال: هل لك من إبل...	311
إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْـمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ ...	312
خرج رجلان في سفر فحضرت الصلاة وليس معهما ماء...	313
كان أبو بكر الصديق إذا ورد عليه الخصم ...	314
فإن أعياه خرج فسأل المسلمين وقال أتاني كذا وكذا فهل علمتم أن...	314
فإن أعياه أن يجد فيه سنة من النبي ﷺ جمع رؤوس الناس وخيارهم...	315
فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللهِ وَرَسُولِهِ...	315
أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة و إن كان عبدا حبشيا...	318
عليكم بسنتي وسنةالخلفاء الراشدين المهديين...	318
قال بعث إلي أبو بكر لمقتل أهل اليمامة وعنده عمر...	318
شهدت عمر أشرك الإخوة من الأب والأم مع الإخوة من الأم...	320
فإن رأس القضاء اتباع ما في كتاب الله...	321
باب 5	
إن للملكّ لمة وإن للشيطان لمة...	421
إن روح القدس نفث في روعي...	430،421
أسئلك رحمة من عندك تلهمني بها رشدي...	422
الرؤيا الصالحة في النوم، فكان ...	294
إن روح القدس نفث في روعي ...	430
أحياناً يتمثل إلي الملك رجلًا فيكلمني فأعى ما يقول	430
إن جبرئيل عليه السلام أتى النبي ﷺ! وعنده أم ...	430
بينما نحن جلوس عند رسول الله ﷺ! ذات يوم إذ طلع ...	431

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أحياناً يأتيني مثل صلصلة الجرس وهو أشد علي فيفصم ...	431
إذا قضى الله الأمه في السماء ضربت الملائكة ...	432
أوّل ما بدى به من الوحي الروايا الصالحة ...	432
بينا أنا أمشي، إذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصري...	433
قال عهد إلي خمسين صلاة على أمتي كل يوم ...	433
حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه ، الملك فقال اقرأ...	445،444
أحياناً يتمثل لي الملك رجلاً...	444
فأخبر رسول اللهﷺ ! خير ماریٰ فقال اله ورقة ...	444
وهو يحدث عن فترة الوحي فقال في حديثه"بين أنا أمشى إذ سمعت..."	445
لاصلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب...	454
إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَىٰ عَبْدِهِ...	456
الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم...	463
ولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة...	466
أكثرت عليكم في السواك...	465
ليشربن ناس الخمر يسمونها بغير اسمها...	469
لا عدوىٰ ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ...	470
مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ ...	472
إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنْ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ...	472
أشهر الحج شوال وذوالقعدة وعشر من ذي الحجة ...	494
بُعِثْت بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ...	497
إن بني إسرائيل كان إذا أصاب ثوب أحدهم قرضه...	498
وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورً ...	498
صلّ قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلى جنب...	498
إذا اشتد الحرّ فأبردوا بالصلاة...	498
إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ. فَقَال...	498
وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ ...	499

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ...	499
كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي...	499
أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف ...	500
نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ...	500
خَلَّفْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا ...	520
لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ ...	520
أَلاَ إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ...	520
وما لي لا العن من لعن رسو ل الله ﷺ ومن هو في كتاب الله...	521
البينة أو حد في ظهرك...	523
إنما الأعمال بالنيات...	524
لا وصية لوارث... ...	524
صلوا كما رأيتموني أصلي...	528
خذوا عني مناسككم...	528
إذا شئت أخرجتك...	535
خير أمتي قرني ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم...	545
أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم...	549
إني لا أدري ما قدر بقائي فيكم فاقتدوا ...	549
سترون من بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي ...	549
لا تزالون بخير ما دام فيكم من رأني وصاحبني...	553
لا يقطع السارق إلا في ربع دينار فصاعداً ...	559
أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ فَأَمَّا الْـمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ ...	559
إن الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر الأهلية...	560
أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَه مَعَه ...	561
صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي...	564
كان المال للولد وكانت الوصية للوالدين ...	567

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فليبلغ الشاهد الغائب فرب مبلغ أوعى من سامع...	572
بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الله وَرَسُولِهِ ...	573
بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ...	574
لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ الله الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ...	574
لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ الله اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ ...	575
الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الأَنْصَارِ ...	576
قُرَيْشٌ وُلاَةُ هَذَا الأَمْرِ...	576
نضر الله امرأة سمع منا حديثا فحظفه حتى يبلغه فرب ...	578
المتبايعان بالخيار ما لم يفترقا...	587
خيرالقرون قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم...	595
باب 6	
لا ايمان لمن لا أمانة له...	623
لاصلاة لن لم يقرأ بفاتحة الكتاب...	631،623
ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان ...	633
إذا نعس أحدكم و هو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم...	638
قال ليس هذا أريد ولكن فتنة ألتي تموج كما يموج البحر...	639
فَالثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ ...	642
أن عليا قطع أيديهم من المفصل و حسمها...	644
نهى رسول الله ﷺ أن يسافر بالقرآن إلىٰ أرض العدو...	654
إذا أتى أحدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ...	670
يسلم الصغير على الكبير...	671
كنا إذا صلينا خلف النبي قلنا...	672
فإن إقامة الصف من تمام الصلاة...	672
لا صلاة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس...	672
كان النبي يعجبه التيمن في تنعله ...	673
أهلوا وأصيبوا من النساء...	677

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوا قبل صلاة المغرب قال في الثالثة، لمن شاء...	677
في أربع و عشرين من الإبل فما دون الغنم ...	688
فإني رأيت النبي يتحرى الصلاة عندها...	687
ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن...	693
لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب...	693
المستحاضة تتوضأ لكل صلاة...	702
المستحاضة تتوضأ لوقت كل صلاة...	702
فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل...	605
لا صيام لمن لم يجمع الصيام من الليل	٧١٨
رفع القلم عن ثلاث، عن الصبيى حتى يبلغ. . .	٧٢٠
وكفنوه في ثوبيه..... فإن الله يبعثه يوم القيامة يلبي	٧٢٦
أينقص الرطب إذا يبس	٧٢٧
فدين الله أحق أن يقضى	٧٢٧
الزكاة في البر	٧٣٧
إليكم باتقاء الله وحده لا شريك. . .	٧٤١
صلي بنا النبي آمن ما كان بمنيً ركعتين	٧٤١
فإذا كانت سائمة الرجل	٧٤٢
و في سائمة الغنم	٧٤٢
فإن هم أطاعوا لك بذلك. . .	٧٤٢
لأطوفن الليلة علي سبعين امرأة	٧٤٣
أما هذا فقد صدق....	٧٤٥
نعم، حجّى عنها، أرأيت لو كان على أمك دين. . .	٧٥٣
هو الطهور ماؤه	٧٥٤
إنها ليست بنجس، إنما هي من الطوافين عليكم	٧٥٤
ما من الأنبياء نبي إلا أعطي من الآيات. . .	٧٦٨
بعثت بجوامع الكلم...	٧٦٩

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ. . .	٧٦٩
من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد	٧٧٢
الخيل ثلاثة لرجل أجر ولرجل ستر و على رجل وزر...	٧٧٤
من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو ليعتزل. . .	٧٧٨
إن الله لا ينزع العلم بعد أن أعطاهموه انتزاعا. . .	٧٧٩
إن امرأتي ولدت غلاما أسود وإني أنكرته - - -	٧٨٦،٧٨٧
الولد لصاحب الفراش	٧٨٧
إن أمى نذرت أن تحج فماتت قبل أن تحج - - -	٧٨٧
فى نذر كان على أمه، فتوفيت قبل أن تقضيه - - -	٧٨٨
لا تبع ما ليس عندك	٧٩٨
من اسلف فى شيءٍ ففى كيلٍ معلومٍ - - -	٧٩٨
إذا نسي فأكل و شرب، فليتم صومه - - -	٧٩٨
يسّرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا	٨٠٤
فما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن	٨٠٤
إنه ليس شيئ يقربكم إلي الجنة إلا و قد أمرتكم به - - -	٨٠٥
لّما أراد أن يبعث معاذاً إلى اليمن قال كيف تقضي - - -	٨١٥
كذبت لعمر الله، لا تقتلوه و لا تقدر على قتله - - -	٨٢٢
مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ - - -	٨٢٤
ما اسكر كثيره فقليله حرام	٨٢٨
الْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ - - -	٨٢٩
كل مسكر حرام و ما اسكر كثيره فقليله حرام	٨٣٠
إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِك - - -	٨٣٠
قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها	٨٣٩
يقول يأيها الناس إنما الأعمال بالنية وإنما لإمرئ ما نوى...	٨٤٢
ثائر الرأس فقال يا رسول الله أخبرني ما ذا فرض الله على من الصلاة - - -	٨٤٢
في نذر كان على أمه توفيت قبل أن تقضيه فقال رسول الله ﷺ اقضه عنها	٨٤٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نهى عن الشغار قلت لنافع ما الشغار قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ...	٨٤٥
قال لاتنكح البكر حتى تستأذن ولا الثيب حتى تستأمر ...	٨٤٦
إنما أنا بشر وإنكم تختصمون ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته ...	٨٤٦
أنه يخدع في البيوع فقال إذا بايعت فقل لا خلابة	٨٤٧
إنما أنا بشر وإنكم تختصمون ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته ...	٨٤٨
إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ ...	٨٥٦
لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا ...	٨٦١
لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها	٨٦٩
و أحلت لي الغنائم ولم تحل لا حد قبلي	٨٦٩
سنة أبيكم إبراهيم	٨٧٠
اختتن إبراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين بالقدوم	٨٧٠
اربع من سنن المرسلين: الختان والعطر والسواك والنكاح	٨٧٠
من نسي صلوة فليصلها إذا ذكرها فإن الله قال وأقم الصلوة لذكري	٨٧٣
فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ، وَلاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى	٨٧٣
خُذُوا عَنِّى خُذُوا عَنِّى قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ ...	٨٧٣
أنا أولى بموسى منهم	٨٧٣
الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضى رسول الله	٨٧٤
لو كان موسى حيا بين أظهر كم ما حل له إلا أن يتبعني	٨٧٥
كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً ، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ...	٨٧٦
بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ ...	٨٧٦
أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى - عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ...	٨٧٧
نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا ...	٨٧٨
أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ - عَلَيْهِ السَّلاَمُ ...	٨٧٩
أَنَا أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ	٨٧٩
أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ	٨٧٩
خذي ما يكفيك و ولدك بالمعروف	٨٨٧

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للمملوك طعامه وكسوته بالمعروف ولا يكلف. . .	٨٨٧
إِنَّ الله لاَ يَجْمَعُ أُمَّتِى أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى ضَلاَلَةٍ - - -	٨٩٦
إِنَّ أُمَّتِى لَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلاَلَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ ...	٨٩٧
فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ وَهْىَ جَمِيعٌ ...	٨٩٧
من فارق الجماعة شبرا فمات فميتة جاهلية	٨٩٧
إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ ...	٨٩٧
بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ ...	٨٩٧
لاَ تَزَالُ مِنْ أُمَّتِى أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ الله، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ ...	٨٩٨
لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِى مَنْصُورِينَ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ ...	٨٩٨
ان المدينة لتنفى خبثها كما ينفى الكير خبث الحديد	٩٠٦
يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ ...	٩١٢
لا يزال طائفة من أمتى ظاهرين حتى يأتيهم أمر الله وهم ظاهرون	٩١٢،٩١٣
لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِى ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُونَ	٩١٢
من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين وإنما أنا	٩١٣،٩١٦
قل هو القادر على أن يبعث عليكم عذابا من فوقكم....	٩١٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④

فہارس اشعار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ اشعار

زبان	اشعار		صفحہ
عربی	إن عشت تُفْجَع بالأحبةِ كلِّهم	وبقاء نفسك لا أبا لك أفجع	34
عربی	كان البخارى حافظا ومحدثا ميلاده صدق ومدة عمره	جمع الصحيح مكمل التحرير فيها حميد والقضاء في نور	65
عربی	صحيح البخاري لو أنصفوه أسانيد مثل نجوم السماء	لما خط إلا بماء الذهب أما متون كمثل الشهب	101
عربی	فجاء كتاب جامع من صحاحها وفى سنة المختار يبدى صحيحها أصح كتاب بعد تنزيل ربنا	لحافظ عصر قد مضى فى التقادم بإسناد أهل الصدق من كل حازم وحسب بالإجماع في مدح حازم	101
عربی	فمدافع الريّان عري رسمها	خلقا كما ضمن الوحي سلامها	420
عربی	میں نے چھینا تجھ سے چاقو اور چلاتا ہے تو	مہرباں ہوں مگر نامہربانا سمجھا ہے تو	438
اردو	سمجھتی ہیں مآل گل، مگر کیا زور فطرت ہے	سحر ہوتے ہی کلیوں کو تبسم آہی جاتا ہے	438
اردو	مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا	ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا	438
عربی	چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا	مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا	438
فارسی	عجم ہنوز نہ داند رموز دین ورنہ	زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست	438
فارسی	سرود بر سر منبر کہ قوم از وطن است	چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست	439
فارسی	دین آن پیغمبر ناحق شناس	بر مساوات شکم دارد اساس	439
فارسی	گوسفندے در لباس آدم استبر تخیل ہائے او فرمان رواست قوم ہا از شکر او مسموم گشت	حکم او بر جان صوفی محکم است جام او در خواب آورد گیتی رباست خفت و از ذوق عمل محروم گشت	439
عربی	لا يسألون أخاهم حين يندبهم	للنائبات علىٰ ماقال برهانًا	454
عربی	كريم شمائله من بني	معاوية الأكر مين السنن	516
عربی	طلع البدر علينا	من ثنيات الوداع	668
عربی	وجيد كجيد الريم ليس بفاحش	إذا هي نصته، ولا بمعطل	681

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④

فہارس اعلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ اَعلام

اعلام	صفحہ نمبر
ابن حزم	340
ابن شہاب زہری	341،329
ابان بن عثمان	329
ابراہیم	3، 4، 5، 6، 73، 91، 160، 197، 227، 231، 234، 301، 395، 673
ابراہیم الخواص	54
ابراہیم الدورقی	79،62
ابراہیم بن المنذر	62،21
ابراہیم بن حمزہ	21
ابراہیم بن طہان	709
ابراہیم بن علی	262
ابراہیم بن معقل	38،28
ابراہیم بن معقل النسفی	38
ابراہیم بن موسیٰ	62،39،24
ابراہیم بن یزید	75
ابراہیم نخعی	320،321،323،328،330،331
ابن ابی حاتم	71،
ابن ابی لیلی	330
ابن اثیر جزری	5، 42، 74،91، 192، 110،
	115،
ابن اعرابی	85،268،269،
ابن التین	58،86،
ابن الجوزی	92،
ابن الحاجب	88،89،209،210،263،
ابن الزبیر	86،
ابن السمعانی ابو المظفر	383
ابن الصلاح	73،82،84،101،
ابن العربی	214،277،
ابن القاسم	337،336،334
ابن القیم الجوزی	51،
ابن المرابط	86،
ابن الملقن	44،
ابن الہمام	211،389
ابن باز	400
ابن بشکوال	112،
ابن بطال	58،
ابن تیمیہ	51،80،103،105،108،214، 229، 251، 342، 390، 416، 653
ابن جریج	53،213،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جریج	341
ابن جریر	327
ابن حاجب	389،642،686
ابن حبان	5،
ابن حجر	5، 73، 74، 78، 82، 83، 87، 88، 89، 90، 91، 93، 99، 103، 106، 107، 110، 112، 113، 114، 112، 122، 134، 136، 139، 142، 155، 156، 159، 164، 166، 167، 174، 178، 215، 281، 337، 341، 616، 676، 683، 684
ابن حزم	214، 323، 324، 325، 327، 329، 343، 356، 357، 358، 360، 373
ابن خزیمہ	28، 36، 37، 38، 55،
ابن خلدون	267، 324، 325، 326، 347، 383، 385، 390
ابن خلکان	85،
ابن داستہ	85،
ابن دقیق العید	108،
ابن ساعاتی	264،
ابن سرکین	72،
ابن سماعہ	326
ابن سمعانی	263، 351
ابن شبرمہ	330
ابن شہاب الزہری	75، 312، 335
ابن عبد الحکم	334
ابن عبد البر	42، 82، 107، 110، 112، 214،
ابن عدی	35،
ابن عمر	147، 156، 177، 328، 329، 330،
ابن عیینہ	710
ابن فرحون	87، 112، 113
ابن قدامہ	209، 367
ابن قرمس	88
ابن قیم	215، 335، 388، 390
ابن کثیر	40، 54، 73، 103، 104، 109، 214، 303
ابن مبارک	5، 6، 14، 341،
ابن مفلح حنبلی	363
ابن ملقن	89، 214
ابن منظور افریقی	191، 193، 226، 238، 239، 240، 269، 271، 275، 278، 280، 284، 286، 619، 647، 652
ابن مہدی	333
ابن ہمام	209، 210، 211،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن وہب	336
ابو احمد حاکم	43،
ابو احمد محمد بن سلیمان	40،
ابو اسحاق الاسفرائنی	686
ابو اسحاق الشیرازی	686
ابو اسحاق شاطبی	390
ابو اسحاق مروزی	244،
ابو الاشبال صغیر احمد	683
ابو الحسن اشعری	381، 651،
ابو الحسن الجبائی معتزلی	381
ابو الحسن علی بن اسماعیل	190، 192، 243،
ابو الحسین البصری	621، 651
ابو الحسین محمد	383,384
ابو الفتح قشیری	102،
ابو الفضائل	362
ابو الفضل	24،
ابو الفضل احمد بن سلمہ	39،
ابو الفلاح حنبلی	104،
ابو القاسم المہلب	86،
ابو الولید	20، 22،
ابو الولید الباجی	87، 166، 139
ابو الولید بن میقل	86،
ابو الیمان	23،
ابو بکر صدیق	312، 215، 313، 314، 315، 316، 317، 319، 320، 328، 329، 330، 355، 362، 381
ابو بکر الجصاص	355، 376، 372، 373،
	355، 387، 389
ابو بکر عبد اللہ	20،
ابو بکر محمد بن عبد اللہ	299،
ابو بکر ارموی	368
ابو ثور	80، 327
ابو جعفر بن سعید	41،
ابو جعفر محمود بن عمرو	72، 86، 100،
ابو جمرہ	708
ابو جہینہ	74،
ابو حاتم	71،
ابو حاتم الوراق النحوی	14،
ابو حازم واسطی	28،
ابو حامد الاعمش	39،
ابو حامد محمد بن محمد	113،
ابو حذیفہ صبری	90،
ابو حنیفہ	248، 250، 324، 326، 338، 339، 342، 347، 417
ابو داؤد سجستانی	33، 34،
ابو ذر	410، 711،
ابو زرعہ	28، 71،
ابو زہرہ مصری	336، 337، 380، 385، 388
ابو سعد	23، 197،
ابو سعید خدری	121، 126، 197، 198، 203، 313
ابو سلمہ البصری	24،
ابو عاصم	24، 60، 22، 24، 25، 25،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عبد اللہ	636
ابو عبد الرحمن احمد	26، 28، 30، 33، 42،
ابو عبد اللہ	7،
ابو عبد اللہ حسین	28، 38،
ابو عبد اللہ حمیدی	99، 149،
ابو عبد اللہ محمد بن الشرقی	43،
ابو عبیدہ	196،
ابو علی بن ابو ہریرہ	351
ابو عمرو البصری	24،
ابو عمیر	8،
ابو عوانہ	31،
ابو غسان	23، 24،
ابو لہب	669
ابو محمد بن ابی جعفر	86
ابو محمد عبد اللہ بن احمد	367
ابو مسہر ابو الاعلیٰ	25،
ابو مطیع بلخی	326
ابو معاویہ	5،
ابو مغیرہ عبد القدوس	23،
ابو منصور ماتریدی	381، 624، 387، 651،
ابو منصور محمد بن احمد	189، 190، 243،
ابو موسیٰ اشعری	329
ابو نصر تمار	35،
ابو نصر سجزی	102،
ابو نعیم	341، 710
ابو نعیم احمد بن یغوث	22،
ابو نعیم اصفہانی	25، 28،
ابو ہاشم	651
ابو ہریرۃ	4، 121، 146، 147، 174، 194، 328، 351، 635، 645، 688، 694، 696، 705، 706، 707، 711
ابو یعلیٰ	682
ابو یوسف	28، 342،
ابو اسحاق شیرازی شافعی	383
ابو اسحٰق اسفرائنی	78، 102، 108
ابو الاشبال صغیر احمد	44،
ابو الاصبغ بن سہل	86،
ابو الحسن السندی	80،
ابو الحسن القابسی	86،
ابو الحسن علاء الدین	389
ابو الحسن علی بن محمد	5، 188، 209، 249، 263، 265، 299،
ابو الحسن مستملی	139،
ابو العباس الاصم	85، 86
ابو القاسم البغوی	39، 42،
ابو القاسم بن مندہ	42، 43،
ابو الکلام آزاد	340
ابو بشر دولابی	39، 41،
ابو بقریش محمد بن جمعہ	39،
ابو بکر ابن عاصم	28، 37،
ابو بکر الاعین	11، 39،
ابو بکر الحمیدی	25،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر بزار	39،
ابو بکر بن ابی شیبہ	144،
ابو بکر بن المقری	38،
ابو بکر بن داؤد	39،
ابو بکر جصاص	262،
ابو بکر شہرستانی	325،326،331
ابو بکر محمد بن الحسن	191،
ابو ثابت	21،
ابو جعفر احمد بن نصر	88،
ابو حفص عمر	87،
ابو داؤد طیالسی	26،83
ابو ذر ہروی	86،139،
ابو ذر غفاری	160،
ابو زید المروزی	87،139،
ابو عبد اللہ الباجی	87،
ابو عبد اللہ بن عیسیٰ	86،
ابو عبد النور	88،
ابو عبیدۃ مشہور	90،
ابو علی بن سکرۃ	86،
ابو عمر بن الحذاء	86،
ابو عمر یوسف بن محمد	112،
ابو کریب	62،
ابو محمد بن ابی جعفر	87،
ابو محمد بن صاعد	39،60،
ابو نصر اسماعیل	190،191،269،
ابی العاص الخوارزمی	25،
ابی القاسم البوشنجی	45،
ابی بکر محمد بن موسیٰ	114،
ابی بکر المدینی	62،
ابی زکریا	110،
ابی ساسان	708
احمد	20،323، 326، 327، 335، 337،401
احمد بن ابی الولید	24،
احمد بن ادریس	264،265،
احمد بن اشکاب	23،
احمد بن النضر	25،
احمد بن حفص	6،
احمد بن حنبل	19، 23، 25، 26، 28، 31، 34، 35،62،72،100،183
احمد بن خالد الوہبی	23،
احمد بن سعید الاندلسی	262،
احمد بن سنان	24،
احمد بن شبیب	23،24،
احمد بن شجاع	88،
احمد بن صالح	23،
احمد بن عبد العزیز	403
احمد بن عبد الحلیم	116،
احمد بن عبد اللطیف	92،
احمد بن عبد المالک	24،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد بن عثمان بن حکیم	24،
احمد بن علی	112،
احمد بن فارس	189،290،
احمد بن محمد	85،86،87،92،
احمد بن محمد بن الجلیل	43،
احمد بن محمد بن سعید	71،
احمد بن موسیٰ	24،
احمد بن یزید الحرانی	24،
احمد تمیمی حنفی ثم شافعی	383
احمد علی سہارنپوری	92،
احمد مزید	113،
احنف	4،
ادریس بن عبداللہ	86،
الازہری	243،
اسامہ بن زید	316،409
استاد محمد علی السایس	327،330،331
استاذ علی حسب اللہ	365
استاذ مصطفی زرق	365
اسحاق	234،
اسحاق الخزاعی	44،
اسحاق بن ابراہیم	23،
اسحاق بن احمد	28،
اسحاق بن راہویہ	21، 24، 25، 27، 31، 33، 40،71،76، 327
اسحاق واسطی	709
اسد بن الفرات	336
اسد بن موسیٰ اموی	76،
اسماعیل	3،197،234،
اسماعیل بن احمد	35،
اسماعیل بن حماد	269،
اسماعیل بن ربان	23،
اسماعیل بن سالم	20،
اسماعیل بن صلاح	265،
اسماعیل بن عبداللہ	24،
اسماعیل بن محمد	85،92،
اسنوی شافعی	388
اسود بن یزید	75،196،320،330،
اصبغ بن الفرج	23،
اصفہانی	326
الاعظمی	112،
ام ربیع	203،
ام سلمۃ	310
ام عطیہ	677
دارمی	79،
امرؤالقیس	681
امیر عبداللہ بن طاہر	71
امیر معاویہ	5،
امیہ بن بسطام العیشی	24،
انس	8،134،174
انس بن مالک	329،634،636،646
انور شاہ کشمیری	80،111

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوزاعی	327، 341
اوس بن خولی	711،
ایوب	160،
ایوب سختیانی	75،
آدم	160، 655، 228،
آدم بن ابی ایاس	23، 25،
آلوسی	278، 279،
آمدی	616، 625، 629، 640، 648، 381، 384، 388، 686، 655
البانی	214،
بدرالدین	91،
بدل بن المحرب	22،
براء	203،
بَرْدِزْبَہ	3، 4،
برھان ابن خضر	90
برہان الدین	92،
بریدہ بن حصیب	212،
بزدوی	209، 326،
بشر المریسی	326
بشر بن الحکم	24،
بشر بن شعیب	23،
بغدادی	39، 383،
بغوی	302،
البکیر	23،
بلال	693
بلقینی	101، 155، 156، 164، 160، 616
بیضاوی	209، 210، 211، 362، 363، ، 364، 373، 386،
تاج الدین ارموی	384، 389
تاج الدین سبکی	264، 272،
تاج الشریعہ حنفی	389
تاج عبدالرحمن	328، 329
ترمذی	13، 30، 32، 214،
تقی الدین	51، 89
تقی امینی	364
ثناء اللہ زاہدی	653
ثوبان	199،
جابر	201، 202، 656، 677، 705، 711
جان ڈیون پورٹ	119،
جاوید احمد غامدی	371، 374، 375
جبرائیل	167،
جبلہ بن سحیم	198،
جبیر بن مطعم	694
جرجانی	270، 277، 278، 281، 287، 288، 289، 651
جریر بن حازم	709
جریر بن عبدالحمید	75، 341
جریر طبری	231، 237،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعفر	216، 317،
جعفر بن الصباغ شافعی	383
جعفر بن محمد القطعان	23،
جلال الدین	110، 389
جندب بجلی	200،
جوز قانی	214،
جوہری	651
الجوینی	262،
حاتم بن محمد	86،
حاجرہ	197،
حاجی خلیفہ	282، 283، 284،
حارث بن ہشام	320
حارثہ بن سراقہ	202، 203،
حازمی	114،
حاشد بن اسماعیل	11، 22، 39، 54، 61، 79،
حافظ الدین نسفی حنفی	387
حاکم	71، 83، 95، 112، 114،
حبان بن موسیٰ	24،
حجاج بن محمد	53،
حجاج بن یوسف	673
حذیفہ	145، 146، 171، 329، 412، 413، 425،
حرمی بن عمارہ	22،
حریث بن ورقا	64،
حریز بن عثمان	25،
حسان بن حسان	24،
حسن بصری	248، 327،
حسن بن الصباح	24،
حسن بن ربیع	23،
حسن بن زیاد	326
حسن بن شجاع	24،
حسن بن عمر	87،
حسین البزدوی	387، 388، 389
حسین بن محمد الغسانی	94،
حسین بن محمد القبانی	25، 39،
حکم بن مسعود	320
حماد بن ابی سلمہ	75،
حماد بن ابی سلیمان	330، 341
حماد بن زید	5، 6،
حماد بن شاکر	72،
الحمصی	24،
حموی	85،
حمیدی	20، 62، 636،
حوا	655
حیوۃ بن شریح	23،
خارجہ بن زید	320، 329
خازن	277،
خالد بن خراش	334
خالد بن علی المنشیقح	365
خالد بن مخلد	23، 24،
خالد بن یحییٰ الذہلی	64،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیجۃ الکبری	687
خراسانی	21،41،
خزیمہ انصاری	320
خسرو حنفی	389
خصاف	326
خضر	184،201،
خطابی	85،
خطیب القزوینی	647
خطیب بغدادی	3، 7، 21، 27، 35،106، 130،118،
خطیب تبریزی	302،
خلاد بن یحییٰ	25،
خلف بن بطال	87،
خلف بن سعید	86،
خلف بن عبد الملک	112،
خلیفہ بن خیاط	24،
خلیفہ ہارون رشید	401
خلیلی	42،
داخلی	10،55،61،
دار قطنی	100،106،
دارمی	28،30،34،35،
داؤد الصواف	39،
داؤد ظاہری	80،324
دبوسی	88،
الدبوسی حنفی	387
دمیاطی	89،

ڈاکٹر اسپرنگز	119،
ذہبی	6،27،29،34،35،36،37،38، 54،85،87،103،104،215،
راشد الصنعانی	81،
راغب	220، 224، 230، 234، 237، 244،269،286،299،
ربیع بن صبیح	75،
ربیعۃ الرای	321،329
ربیعۃ بن ابو عبد الرحمان	322،332
رجا بن حیوۃ	75،320
رشید احمد گنگوہی	80،
رفیع عثمانی	130،
زرکشی الشافعی	89، 351، 374، 389، 621، 653
زفر	326
زکریا بن یحییٰ اللوکوی	24،
زکریا کاندھلوی	80،166،167،175،178،
زمخشری	190،276،281،286،
زہری	652
زید بن اخزم	24،
زید بن ارقم	202،
زید بن الخطاب	85،
زید بن ثابت	319،328،329،330
زید بن خالد	146،
زیرک الفارسی	39،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زین الدین قاسم	365
سالم بن عبداللہ بن عمر	75،329،
سبرہ بن فاکہ	199،
سبکی	4،
سخاوی	52،80،89،103،113،
سدی	232،
سرخسی	326، 387، 619، 620، 622، 648
سریج بن النعمان	23،24،
سعد الدین تفتازانی حنفی	389،
سعد بن ابی وقاص	329،
سعد بن جناح	40،
سعد ان البخاری	3،
سعید	5،
سعید بن ابی عربہ	75،
سعید بن ابی مریم	23،25،62،
سعید بن المسیب	75،
سعید بن جبیر	75،320،330
سعید بن حفص	23،
سعید بن سلیمان	24،35،
سعید بن عبداللہ	24،
سعید بن عیسیٰ	23،
سعید بن کثیر بن عفیر	23،24،
سعید بن مسیب	320،322
سعید بن وھب	86،
سعید خدری	292
سفیان بن عیینہ	26،327
سفیان ثوری	75، 326،327،335،341
سلمان فارسی	4،
سلمہ بن اکوع	687
سلیم اللہ خان	166،178،
سلیم بن مجاہد	12،79
سلیمان	160،
سلیمان بن بلال	25،
سلیمان بن حرب	22،25،55،
سلیمان بن مہران اعمش	330
سلیمان بن یسار	75،320،329
سہارنپوری	303،
سہل بن شاذویہ	39،
سہیل	53،
سہیل بن ابو حثمہ	198،
سید نور الدین	81،
سیوطی	110،
شاطبی	107،240،364،374،649
شافعی	28، 149،323، 324، 326، 328، 334، 335، 341، 342، 343، 344، 345، 350، 351، 352، 353، 354، 372، 373، 380، 383، 622، 637، 651، 655،669،672،685،686
شاہ ولی اللہ	76، 81، 94، 104، 129، 130، 168، 171، 111، 112،251، 335،343

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبیر احمد عثمانی	109،114،116،
شراحیل حمدانی	330
شریح القاضی	330،
شریح بن حارث	320
شریح بن حارث کندی	330،
شعیب	242،
شعیب الشعیثی	24،
شمس الدین ذہبی	27،
شمس الدین کرمانی	89،102
شمس الدین محمد بن مفلح	363
الشنقیطی	113،
شہاب الدین عبد الحلیم	388
شہاب الدین محمود	387
شوکانی	113،109،215 ، 221، 261، 674،301،675،686،705
شیبان بعلی	323
صالح الفوزان	361،367
صالح بن بشر	33،
صالح بن محمد جزرہ	28،35،
صدقہ بن الفضل	35،
صدیق حسن خان	51، 280، 229،282، 232، 280،302،303،
صفوان بن عیسیٰ	22،
صیرفی	686
طاش کبری زادہ احمد	271،
طاہر الجزائری	51،101،
طاہر القادری	371
طاؤس بن کیسان	320
طبرانی	316
طحاوی	214،326
طلحہ بن عبید اللہ	198،199،
طلق بن غنام	23،
عافی القاضی	326
عامر بن شرحبیل	75،
عامر شعبی	320
عائشہ	184،196، 203، 229، 328، 330، 316، 328، 330، 340، 610،611،694
عباد بن تمیم	708
عبادۃ بن ولید	200،
عبادہ بن صامت	45،
عباس بن ولید	24،
عبد الجبار معتزلی	383،384
عبد الحلیم بن عبد السلام	388
عبد الرحمٰن	111،112،
عبد الرحمن بن عوف	329
عبد الرحمن مخزومی	329
عبد السلام حنبلی	388
عبد العزیز بن احمد	366
عبد الغنی الباجقنی	366
عبد الکریم زیدان	367
عبد اللہ	316،333،389
عبد اللہ الجوینی	361،362،373،383،384
عبد اللہ الطبری شافعی	383

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ بن المبارک	118،
عبد اللہ بن حمود ابا الخیل	364
عبد اللہ بن عباس	75، 184، 149، 311، 312، 316، 330
عبد اللہ بن عتبہ	320، 329
عبد اللہ بن عمر	636، 646، 672، 705
عبد اللہ بن مسعود	329
عبد اللہ بن یوسف	368
عبد المحسن بن حماد	369
عبد المنان نور پوری	370
عبد الواحد ہاشمی	182،
عبد الوہاب خان	385
عبد الوہاب خلاف	365
عبد بن حمید	25،
عبد البر الشحنہ	92،
عبد الحق دہلوی	93،
عبد الحئ لکھنوی	80، 91،
عبد الحئ بن العماد	27،
عبد الرحمن الاشقر	41،
عبد الرحمن بن علی	92،
عبد الرحمن بن عمرو	75،
عبد الرحمن بن عوف	247،
عبد الرحمن بن مہدی	26،
عبد الرحمن بن یزید	196، 216،
عبد الرحمن کیلانی	236، 270،
عبد الرزاق	144،
عبد السلام الخفاف	40،
عبد السلام مبارکپوری	4، 19، 22، 29، 63، 91، 111، 112،
عبد الشکور بہاری	389
عبد العزیز بن جریج	75، 91،
عبد القدوس بن ہمام	62،
عبد الکریم زیدان	227، 649، 653
عبد اللہ الاویسی	21،
عبد اللہ العامری	24،
عبد اللہ بن ابی	202، 988،
عبد اللہ بن الجنید	39،
عبد اللہ بن المبارک	24،
عبد اللہ بن المطین	39،
عبد اللہ بن حماد الآملی	25،
عبد اللہ بن حمدون	43،
عبد اللہ بن زبیر	198، 673
عبد اللہ بن سعید الاشج	62،
عبد اللہ بن سلام	161،
عبد اللہ بن سلمۃ	6،
عبد اللہ بن صالح	23،
عبد اللہ بن عباس	201، 216، 230، 233، 236، 238، 243، 272، 287، 608، 610، 612، 642
عبد اللہ بن عمر	120، 122، 156،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ بن عمرو	74،
عبد اللہ بن مبارک	27،26،42،75،
عبد اللہ بن محمد بن جعفر	3،19،28،
عبد اللہ بن مزنی	677
عبد اللہ بن مسعود	126،134،196،246،699
عبد اللہ بن مغفل	134،
عبد اللہ بن منیر	24،28،
عبد اللہ بن موسیٰ	22،25،
عبد اللہ بن ورد	86،
عبد اللہ بن وہب	76،
عبد اللہ بن یزید	20،
عبد اللہ بن یوسف	23،
عبد اللہ روپڑی	271،
عبد اللہ شافعی	369
عبد النور بن منیر	88،
عبدان	24،
عبید اللہ	312
عبید بن سباق	319
عبید بن عمیر	320
عبید اللہ البصری	24،
عبید اللہ بن عتبہ	75،
عبید اللہ بن موسیٰ	21،24،76،
عبید اللہ بن واصل	39،
عبیدہ سلمانی	320
عتبان بن مالک	711
عتبہ	312
عثمان	5،122، 193،290،318،328، 329،330،340،410
عثمان ابن حاجب مالکی	384
عثمان بن ابی شیبہ	25،
عثمان بن صالح	23،
عثمان بن عمر	210،263،
عدۃ	23،
عدی بن ارطاۃ	321
عدی بن حاتم طائی	398
عرباض بن ساریہ	228،
عروۃ البارقی	136،
عروہ بن زبیر	23،75،320،329
عساکر الدین	31،
عصام بن خالد	25،
عضد الدین شیرازی	89،
عطا بن ابی رباح	75،213،320،
عطاء	184،
عطیہ محمد سالم	369
عفان بن مسلم	22،
عکرمہ	75،320
ابن النجار حنبلی	654،655
ابن حزم	80،111،
اسماعیل عجلونی	80،94
الاصیلی	86،88
علاؤالدین	652
علاؤالدین السبکی	653،683

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علقمہ بن قیس	75،320،330
علی	329،330،412،644
علی الحلوانی	62،
علی بن ابی ہاشم	24،
علی بن الحسین	75،
علی بن المدینی	72،151
علی بن النایف الشحود	241،242،
علی بن بزدوی	92،
علی بن حسن بن شقیق	24،
علی بن حسین الباقر	329
علی بن خلف	87،91
علی بن عبد الکافی السبکی	362،383،389
علی بن عیاش	23،24،25،39،
علی بن محمد	87،111،
علی بن محمد شوکانی	370،382،389
علی بن مدینی	25،26،27،
علی زین العابدین	329
علی فیوی مقری	193،
علی قاری	112،
علی قنوجی	363
عمار بن یاسر	329
عمر	79، 147، 170،197، 198، 216، 247، 251، 272، 317، 318، 319، 320، 321، 328، 329، 330، 340، 341، 404، 409، 410، 412، 413، 414، 417،611،688
عمر بن حفص	23،
عمر بن عبد الرحمٰ	87،
عمر بن عبد العزیز	75،318،320،321،340،341
عمر بن عبد الوہاب	24،
عمر بن علی	89،
عمر بن قیس	321
عمر بن محمد البحیری	39،
عمر بن ہارون بن یزید	6،
عمر سلیمان اشقر	33،351
عمر یوسف بن ادریس	86،
عمرو بن ابی سلمہ	650
عمرو بن الخلف	24،
عمرو بن خالد الحرانی	24،
عمرو بن دینار	320
عمرو بن زارہ	54،79
عمرو بن عاص	212،
عمیر بن سعید	708
عیاش بن الولید	24،
عیاض	333،334،364
عیسیٰ	227،
عیسیٰ بن طہمان	25،
عینی	19،103،108،167،
غزالی	113، 114،208، 210، 211، 629، 648، 656، 674، 682، 686

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخر الدین الرازی	368،384،686،655،620
فراہیدی	188،
فربری	73،87،139
فضل احمد انصاری	94،
فضل بن دکین الکوفی	24،
فضل بن طاہر	34،
فضل بن عباس	55،693
فقیر اللہ	94،
فیرز آبادی	193،243،619
فیصل بن عبد العزیز	362
قاسم بن زکریا المطرز	39،
قاسم بن محمد	75،320،329
ابو یوسف	326
قاضی ابو بکر	648،651،676
قاضی ابو یعلیٰ	262،
قاضی باقلانی	383
قاضی شریح	75،
قاضی عیاض	87،88،113،
قبیصہ بن ذویب	320
قبیصہ بن عقبہ	23،
قتادۃ	75،233
قتیبہ بن سعید	24، 25، 27، 28، 32، 33، 39، 57،60،79،
قتیبہ بن مسلم	5،
قرافی	653
قرطبی	212،278،368
قسطلانی	6، 9،81، 87، 92، 102، 113، 616
قطب حلبی	89،
قلیوبی بن عبد اللہ	88،
کرخی	387
کرخی	326
کرمانی	634،683
لالکائی	72،
لقمان	160،286،287،
لیث	
لیث بن سعد	27، 189، 190، 226،652، 312،
مالک	5، 6، 26، 27، 62، 213، 200، 202، 203، 245، 247، 246، 676،250،322
مالک بن انس	75، 149،321، 323، 324، 325، 326، 372، 329، 331، 333، 335، 336، 337، 340، 341،342،344،401،408
المالکی الاندلسی	362
مبارک	24،
مجاہد	75، 149، 184، 149، 184،232،320،233،
مجاہد بن جبر	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجد الدین	110،
محب اللہ بہاری	209،
محمد اقبال	371، 372، 374، 375، 393، 394، 400، 402
محمد الخضری	65
محمد العباد	40، 41،
محمد الغزالی	651، 652
محمد امین خاں	94،
محمد امین شنقیطی	252،
محمد انور شاہ کاشمیری	51،
محمد بن ابان	24،
محمد بن ابراہیم الوزیر	106،
محمد بن ابراہیم الیمانی	104،
محمد بن ابی بکر	92،
محمد بن ابی حاتم	9، 11، 21، 24، 28، 38، 66،
محمد بن احمد الابشیہی	282،
محمد بن احمد انصاری	264،
محمد بن احمد مالکی تلمسانی	389
محمد بن اسحاق	75، 150،
محمد بن الازہر سجستانی	55،
محمد بن الحکم المروزی	24،
محمد بن الصلت	24،
محمد بن العلاء	62،
محمد بن الفضل	24،
محمد بن المنکدر	75،
محمد بن المنیر	87،
محمد بن امیر الحاج حنفی	389
محمد بن امین	389
محمد بن بشار	24، 79
محمد بن جریر طبری	36،
محمد بن حسن الشیبانی	326، 340، 342، 344
محمد بن حنفیہ	329
محمد بن خلف	28، 86،
محمد بن دلّویہ	44،
محمد بن رافع	24، 54،
محمد بن سائق	23،
محمد بن سلام بیکندی	11، 12، 19،
محمد بن سنان	22،
محمد بن سہل اللغوی	40،
محمد بن سیرین	75،
محمد بن شہاب زہری	201، 247، 248،
محمد بن صالح العثیمین	363
محمد بن طاہر	74، 135، 114، 135،
محمد بن عبد اللہ	112،
محمد بن عبد الرحمن	75
محمد بن عبد الرحیم	25،
محمد بن عبد اللہ	19، 21، 25،
محمد بن عرعرہ	22،
محمد بن علی	91،
محمد بن علی البغدادی	388
محمد بن عمر یوسف	86،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عیسیٰ الصباغ	23،
محمد بن قتیبہ البخاری	39،
محمد بن کثیر	175،
محمد بن محمد الشافعی	91،93،113،115
محمد بن محمد الغزالی شافعی	384
محمد بن محمد بن سلیمان	39،
محمد بن مقاتل	24،
محمد بن منصور	87،
محمد بن میمون خیاط	62،
محمد بن ناجیۃ	39،
محمد بن نصر مروزی	28،35،
محمد بن ہارون الحضرمی	39،
محمد بن ہارون الرومانی	36،
محمد بن یحییٰ بن ابی عمر	62،
محمد بن یحییٰ ذہلی	25،35،
محمد بن یوسف	11،25،23،89،115،
محمد تمیمی	85،
محمد خضری بک	367،380
محمد رفیق تارڑ	400
محمد صفی الدین ہندی	264،
محمد ضیاء الحق	404
محمد ضیاء الرحمٰن	83،84،112،
محمد علی تھانوی	271،278،
محمد غزالی	350، 366، 367، 373، 374، 382،384
محمد نافع	75،79،
محمد بن ابی زید	88،
محمود احمد غازی	370
محمود الحسن	175،
محمود نسفی	264،
محی الدین یحیی	116،
مختار بن ابی بکر	87،
مرتضی زبیدی	190،239،281،290،
مرزا حیرت دہلوی	94،
المروزی	12،24،
مریم	160،687
المستملی	58،
مستنیر بن عتیق	4،
مسدد بن مرید بصری	76،
مسدد بن مسرہد	24،
مسروق	320،330
مسروق	75،
مسلم	23،28، 30، 31، 32، 42، 53، 99، 100، 105، 106، 107، 136،
مسلمہ القعنبی	31،
مسلمہ بن قاسم	40،
مصطفی سباعی	337،340
مصطفی کمال پاشا	393،402،
مطرف بن عبداللہ	21،
معاذ	190،214،215،351،
معقل بن یسار	367،636

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معمر	341
معمر بن راشد	،75
مغلطائی	،89،88
مغیرہ	،38،23،5،3
مغیرہ بن مقسم الضبی	330
المقدسی الواسطی	،24
مقدسی شافعی	384
مکحول	،75
مکی بن ابراہیم	،25،24
ملا علی قاری	،8
ملاحی	،86
مناع القطان	338
منصور بن ابی القاسم	،87
منصور	،13
منصور بن معتمر سلمی	330
منظور الحسن	371
مہدی	318
مہلب بن ابی صفرہ	88،85
موسیٰ	،242،227،201
موسیٰ الخواری	،41
موسیٰ العبسی	،25
موسیٰ بن عقبہ	،53
موسیٰ بن ہارون	،39
موسی غرناطی شاطبی	369
میمون بن مہران	،317،314،215
نافع مولی ابن عمر	329،75
نذیر حسین دہلوی	،88
نسائی	،101
نسفی	619
نضر بن شمیل	،34
نعیم بن حماد	،62،25
نعیم بن حماد خزاعی	،79،76
النہدی	،24
النہر تیری	،39
نواب صدیق حسن	389،109،94
نوح	،238،231،229،227
نور الحق	92،25،22
نووی	116،108،106،74،73
النیسابوری	،39
ہارون بن الاشعث	،19
ہشام بن عامر	،200
ہشام بن عمار الدمشقی	،35،24
ہیثم	341
ہیثم بن بشیر	،75
وائل بن حجر	،74
وحید الدین خان	371
وحید الزماں	،94
الوراق الکوفی	،24
الوزیر الیمانی	،115
وکیع بن الجراح	14،27
ولی الدین خطیب	،8

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہبہ الزحیلی	364،338
یاقوت حموی	5،
یحییٰ	332،6،322
یحییٰ بن ابی بکر	92،
یحییٰ بن بکیر	312
یحییٰ بن آدم	27،
یحییٰ بن بشر	24،
یحییٰ بن جعفر البیکندی	5،
یحییٰ بن ساعد	60،39،31،
یحییٰ بن سعید	247،246،
یحییٰ بن عمر بن حفص	24،
یحییٰ بن محمد طحان	86،
یحییٰ بن معین	100،72،35،28،27،26،25
یحییٰ بن موسیٰ	24،
یحییٰ بن یحییٰ	31،24،
یزید بن ابی عبید	25،
یزید بن ہارون	34،
یعقوب بن یوسف	39،
یمان البخاری	3،
یمان جعفی	19،
یوسف	666،228،223،160،
یوسف قرضاوی	370،312
یوسف البیکندی	19،
یوسف بن ریحان	41،
یوسف فیروز آبادی	362
یونس	312،160
یونس بن مغیث	87،

ابراہیم	557،556،429،
ابراہیم نخعی	601،597،596،
ابن الاثیر	447،422،
ابن الجزری	497،
ابن الحاجب	531،
ابن المبارک	468،
ابن تیمیہ	577،
ابن حجر	431، 501، 545، 558، 600، 602،601،
ابن خیران	528،
ابن سریج	528،
ابن سمعانی	531،
ابن سیرین	597،
ابن صیاد	539،
ابن عبدالبر	596،563،518،468،
ابن عقیل	580،
ابن قدامہ	599،580،
ابن قیم	600،577،552،
ابن منظور افریقی	553،447،422،
ابو اسحاق	577،532،525،
ابو الولید باجی	596،570،
ابو بردہ	450،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابورافع	520،
ابوزہرہ	596، 600،
ابوسعید اصطخری	528،
ابوسعید خدری	566، 601،
ابوشامہ المقدسی	525،
ابوطلحہ انصاری	591،
ابوعبیدہ	551، 591،
ابوموسیٰ	468،
ابوالبقاء	580،
ابوالحسن اشعری	475،
ابوالحسن ماوردی	569،
ابوالدرداء	501،
ابوبکر بن داؤد	581،
ابوبکر دقاق	532،
ابوبکر صدیق	547، 549، 552، 575، 576،
ابوحنیفہ	551، 593، 599،
ابومنصور ماتریدی	475،
ابوہریرہ	468، 500، 543، 558، 573، 574، 576، 587،
ابی بن کعب	499، 551، 591،
احمد بن حنبل	468، 577، 593، 599، 600،
اسامہ	471،
اسماعیل	429،
اصلاحی	556، 557، 558،
ام سلمہ	430، 468،
ام عطیہ	547،
انس بن مالک	537، 546، 579، 587، 591،
اوزاعی	468، 563، 565،
آمدی	449، 460، 517، 531، 550، 579، 580، 583، 592، 593،
براء	574،
بریرہ	600، 602،
بزدوی	570،
بلال بن امیہ	523،
عبداللہ ابن عباس	467، 468، 471، 476، 494، 496، 501، 540، 549، 553، 555، 567، 572، 594، 599، 602،
بیضاوی	448،
تقی عثمانی	580،
ثوری	468،
جابر بن عبداللہ	445، 539،
جاوید غامدی	556، 557، 558،
جبرئیل	425، 430، 431، 432، 433،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	437، 439، 440، 441، 444، 445، 501،
جراح	546،
الجرجانی	422، 423،
جصاص	503،
جعفر بن ابی طالب	594،
جمال الدین قاسمی	517،
جوینی	530، 531، 533،
حارث بن ہشام	431،
حارث محاسبی	577،
حافظ العلائی	602،
حسن بصری	543، 586، 596،
حسن بن صالح	601،
حسین احمد مدنی	438،
حسین بن علی	577،
حفص بن عاصم	500، 502،
حمل بن مالک	579،
خدیجہ	432،
خزیمہ بن ثابت	450،
خضر	473،
خطیب ابو بکر بغدادی	592،
داؤد ظاہری	577،

دحیۃ بن خلیفہ کلبی	430، 572، 573،
دمیاطی	497،
ذوالیدین	582، 583،
راغب	423، 447، 496،
زبیدی	496،
زجاج	447،
زرکشی	448، 496، 530،
زید بن ثابت	500، 578،
سرخسی	572،
سعد بن عبادہ	576،
سعید بن جبیر	468،
سعید بن مسیب	468، 473، 586، 596، 597، 598،
سنان	546،
سہل بن سعد	523،
السید الطباطبائی	424،
شاطبی	460، 462،
شافعی	468، 525، 530، 551، 574، 577، 578، 597، 598، 599،
شریف المرتضی	581،
شوکانی	453، 454، 455، 457، 458، 460، 461، 462، 476، 517،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	532، 579،
شیخ محمد خضری	577،
صیرفی	532،
عائشہ	424، 429، 430، 432، 468، 529، 551، 555، 575، 587، 600، 601،
عبدالجبار عمرپوری	562،
عبدالرحمن بن عوف	579،
عبدالعظیم زرقانی	424،
عبدالفتاح القاضی	497،
عبدالفتاح غدہ	562،
عبدالقادر	424،
عبدالکریم بن علی	457، 455، 454، 459 ، 460، 461، 462، 517،
عبدالکریم زید	517، 587،
عبداللہ الحاکم	596،
عبداللہ بن ام مکتوم	591،
عبداللہ بن زبیر	526، 594، 601،
عبداللہ بن عمر	468، 476، 494، 522، 525، 535، 539، 547، 549، 551، 552، 553، 568، 573، 574، 579، 591، 599،
عبداللہ بن مسعود	500، 501، 520، 521، 543، 546، 551، 597،
عبداللہ بن منکدر	539،
عبدالہادی الفضلی	497،
عبدالوہاب	517،
عثمان	500، 552، 579،
عدی بن حاتم	523،
عرباض بن ساریہ	549،
عروۃ	468،
ابن صلاح	545، 556، 592،
علی	467، 422، 468، 542، 545، 547، 572، 601،
عمار	554،
عمر بن الخطاب	430،
عمران بن حصین	498،
عیسیٰ بن ابان معتزلی	595،
غزالی	448، 474، 525، 593، 597، 598، 599،
فخرالدین رازی	448، 530، 531، 532، 580، 598،
فریعہ بنت مالک	579،
فیروزآبادی	496،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاشانی	581،
قاضی ابن الطیب	598،
قاضی ابو بکر باقلانی	525، 580،
قاضی ابوطیب طبری	532،
قتادہ	473،
قریط عنبری	454،
کرخی	503،
کرمانی	432،
لال	542، 547، 591،
مالک	468، 531، 557، 593، 596، 597، 599،
مالک بن حویرث	590،
محمد احمد بٹلا	564،
محمد بن ادریس قرافی	569،
محمد بن مسلمہ	579،
محمد عبدہ	423،
المزنی	468،
مصعب بن عمیر	572،
مطرف بن عبداللہ	565،
معاذ بن جبل	551، 554،
مغیرہ بن شعبہ	579،
مقدام بن معدیکرب	520،
مکارم شیرازی	425، 569،
ملاجیون	571،
مناع القطان	424،
موسیٰ	433، 435، 442، 444، 473،
ناصر الدین البانی	585،
نعمان بن بشیر	594،
نہربانی	581،
نووی	592،
ہشام بن حکیم	499، 501،
یحییٰ بن ابی کثیر	563، 565،
یعقوب	570، 571،
یوسف	571،
ابراہیم	870، 870،
ابن العربی	874،
ابن المنیر	889،
ابن بکر ابویعقوب رازی	906،
ابن تیمیہ	779، 780، 807، 820، 894، 903، 906،
ابن حاجب	727، 900،
ابن حجر	769، 772، 773، 777، 786، 838، 876، 889،
ابن حزم ظاہری	769،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سمعانی	874،
ابن شہاب زہری	914،
ابن قدامہ	858،874،875،
ابن قیم	752،816،831،858،893،
ابن کثیر	875،
ابن مسعود	740،804،805،898،
ابن نجیم ہندی	883،
ابو اسحاق شیرازی	874،
ابو الولید باجی	796،907،910،
ابو حامد الغزالی	821، 874، 883، 892، 894، 895،906،
ابو حنیفہ	807، 858، 870، 871، 901، 907،
ابو زہرہ	750،883،
ابو سفیان بن حرب	887،890،
ابو طیبہ	890،
ابو علی الجبائی	900،
ابو منصور ازہری	891،
ابو یوسف	801،907،
ابو الفرج	906،
ابو بکر الجصاص	752،893،
ابو بکر صدیق	908،

ابو سعید خدری	770،912،
ابو ہریرہ	768، 783، 786، 870، 872، 877،
احمد حسن	840،901،902،
اسود	743،744،
ام سلمہ	846،848،853،
امام مالک	742، 766، 814، 858، 870، 871، 905، 906، 907، 910، 915،
ایوب	840،841،870،876،877،
آمدی	718، 725، 729، 773، 892، 900،
باقلانی	900،
بزدوی	892،
بلال	840،841،
بنیامین	841،
بیضاوی	750،
بیہقی	762،
ترمذی	870،
تفتازانی	806،
تمیم داری	808،
جابر بن عبد اللہ	778،869،875،914،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل	762،
الجوینی	894،
حسان بن عطیہ	762،
حسن بصری	755، 764،
حکیم بن حزام	798،
حلبی	901،
خضر	878،
خوارزمی	874،
داؤد ظاہری	759، 776،
رازی	755، 874،
راغب اصفہانی	883، 891،
زرقانی	887،
زرکشی	725، 732، 781،
زکی شعبان	735،
زہیر شفیق	909،
زید بن ارقم	870،
سعد بن عبادہ انصاری	788، 844،
سبکی	750،
سلیمان الاشقر	730، 732،
سہل بن حنیف	781،
سودہ	764،
سید مرتضیٰ الزبیدی	891،
شاطبی	759، 816، 840،
شافعی	719، 768، 769، 771، 775، 785، 803، 807، 852، 858، 859، 870، 893، 895، 900، 901، 907، 909، 910، 911،
شنقیطی	725،
شوکانی	721، 736، 858، 861، 872، 894، 899، 905، 721، 736، 858، 861، 872، 894، 899، 905،
صالح	871،
صدر الشریعۃ	750،
طلحہ بن عبید اللہ	843،
طیالسی	906،
عائشہ	822، 833، 887،
عبد السلام مبارکپوری	778،
عبد الکریم زیدان	721، 732، 818، 875، 887،
عبد الکریم نملہ	807،
عبد اللہ بن ابی بن سلول	744،
عبد اللہ بن عباس	724، 762، 808، 897،
عبد اللہ بن عمر	767، 780، 828، 830، 834، 847،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمرو	780، 828، 873،
عبداللہ ناصح علوان	870،
عبدلمومن البغدادی	807،
عبید بن عمیر	759،
عثمان	724، 907،
عدی بن بداء	808،
عرفان خالد ڈھلوں	729، 733،
عزالدین	816، 888،
عزالدین بن عبدالسلام	888،
علامہ طوفی	796،
علاؤالدین	892،
علقمہ بن وقاص	842،
علی	724، 827، 915،
علی بن مدینی	898،
عمر بن خطاب	743، 744، 767، 769، 770، 804، 813، 834، 842، 868، 875، 894، 897، 908، 909،
عیسیٰ	752،
عیسیٰ بن ابان	900،
عینی	889،
قاضی ابو بکر	906،
قاضی عبدالوہاب	907،
قتادۃ	755، 834،
قرطبی	752،
کرخی	796، 900،
کعب بن مالک	744،
لیث بن سعد	905، 906،
مجاہد	764،
مجیب اللہ ندوی	883،
محمد بن حسین بن الحسن جیزانی	759، 760،
محمد علی تھانوی	892،
مرارہ	745،
مسطح	822،
معاذ	753، 804، 805، 815، 824، 874، 897،
معاویہ بن سفیان	914،
مغیرہ بن شعبہ	912، 913،
موسیٰ	867، 876، 877، 878، 879،
موسیٰ اشعری	726، 770، 804، 894،
نسائی	786،
نعمان بن بشیر	829،
نوح	912،
نووی	766، 874،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نووی قاضی اسماعیل بن اسحاق مالکی	874،
ہارون الرشید	907،
ہلال	745،
ہندہ بنت عتبہ	887،890،
وہبہ الزحیلی	758،899،900،
یوسف	840،841،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤

فہارس اماکن / مقامات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ اماکن / مقامات

اماکن	صفحہ نمبر
ابو ظہبی	402
اُردن	402
اریٹریا	500
اسکندریہ	87
اشبیلیہ	87
اصبہان	37
افریقہ	29
امارت	44
اندلس	87،86،85
ایشیا	29
بحرین	36
بخارا	64،،44،55،35،19،5،4،3
برصغیر	500،182
بصرہ	915،909،894،341،327،321،79،75،37،36،28،32،27،22،13،12
بغداد	327،112،68،67،56،55،31،28،27،23،22،21،7،4،3
بلخ	85،33،24
بیت المقدس	877،575
بیکند	64،5
پاکستان	885،414،413،406،405،403،402،399،394،393،392
تاشقند	24
ترکی	405،403،401،399،392،327
تلمسان	88
تیونس	500
جبال	24
جدہ	579،21
الجزائر	500
جزیرہ خراسان	24
چاڈ	500
چین	438
حجاز	601،330،325،324،193،136،80،79،56،34،33،32،31،22،21،19
حطیم ابراہیم	673
حمص	815،214
خراسان	494،341،122،75،56،37،35،34،33،32،27،24،5،13،4
خرتنک	65،64
خوارزم	5
دریائے جیحون	4
دمشق	327
رملہ	36
رے	32،24
سعودی عرب	414،405،399
سمرقند	651،624،65،64،56،36،24،5
سنٹرل افریقہ	500
سوڈان	500،405
سوڈان	500

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینیگال	500
شام	23،28،31،33،56،75،79،80،320، 327،341،535،574،591،752،915
شمال افریقہ	500
صفا	197
صومالیہ	500
طائف	21،59،67
طرطوس	36
طنجہ	44
عراق	5،13،31،34،56،79،80،321،324، 326،331،334،337،380،587، 601،622،624
عرب امارات	402
غار حراء	432،433،444،445،692
فارس	189،275،276،290،299
قرطبہ	327
قیروان	327
کراچی	841
کرمان	122
کریمینیا	23
کوفہ	22،28،32،75،45،136،320،321، 323،327،329،341،469،915
کویت	402
کینیا	500
لاہور	502
لیبیا	405،500
مالی	500
مدینہ	19،21،22،26،28،71،75،156، 161،197،198،202،239،247،
	252،288،310،316،320،321، 323،327،328،331،340،341، 406،467،568،572،575،587، 588،668،710،721،722،743، 751،752،763،879،877،894، 905،906،907،909،910،915
مراکش	44،333،500
مرو	12،24،33،35،327
مروہ	197
مریہ	86
مصر	23،31،33،34،35،36،44،66،76، 88،111،116،299،205،217،257، 291،292،294،305،327،402، 403،500،406،770،915
مکہ	6،19،20،28،721،45،722،767، 808،877،915
ملوک سامانیہ	4
موریطانیہ	500
نائیجر	500
نائیجیریا	500
نساء	33
نصیر آباد	31
نیشاپور	23،31،85،327،
ہرات	24
ہندوستان	438
واسط	24،32،76،341
یمن	28،74،75،214،341،545،402، 572،576،753،805،804،815،874
یورپ	29،43،405،416

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦

فہارس اصطلاحاتِ علمیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ اصطلاحاتِ علمیہ

اصطلاحات	مقالہ کا صفحہ نمبر
اثر(اثار)	127، 129، 139، 140، 147، 176، 177، 178، 196، 333،
اجازۃ الروایۃ	87،
اجتہاد	13، 14، 51، 61، 62، 63، 66، 77، 79، 85، 124، 128، 143، 163، 182، 194، 251، 252، 260، 261، 271، 272، 304، 415، 449، 466، 474، 488، 492، 541، 542، 543، 545، 546، 548، 549، 550، 636، 645،
اجتہاد تطبیقی	310، 314،
اجتہاد قضائی	310، 314،
اجماع	77، 78، 81، 82، 100، 101، 104، 107، 180، 109، 214، 263، 264، 265، 266، 300، 315، 317، 324، 325، 335، 345، 350، 370، 379، 399، 406، 410، 411، 414، 449، 464، 522، 523، 527، 528، 530، 531، 547، 548، 550، 557،
	576، 577، 578، 594، 600، 630، 631، 670، 686، 703، 704،
احادیث مشکلہ	93،
استحسان	148، 260، 344، 356، 372،
استحسان	148، 260، 347، 346، 348، 361، 714، 738، 768، 775، 777، 791،
استحسان بالاجماع	799،
استحسان بالعرف	799، 800، 885،
استخراج	77، 138، 140، 142، 144، 147، 182، 249، 250، 260، 261، 270، 271، 304، 340، 369، 370،
استدلال	215، 249، 250، 252، 259، 260، 262، 263، 264، 265، 266، 274، 275، 277، 278، 282، 304،
استصحاب	266، 300،
استصحاب	714، 759، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 866،
استصلاح	714، 759، 769، 807، 812، 820،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقراء	249،266،
استقراء	82، 141، 249، 266، 346، 714، 758،816،850،851،852،853،
استقراء تام	852،
استقراء ناقص	852،
استقرائے ناقص	266،275،
استنباط	249، 250، 259، 260، 261، 265، 270،271،304،
استنباط(مستنبط)	12،43،13،62،63،64،77،78،79، 81، 92، 128، 138، 139، 146، 148، 323، 335، 363، 364، 365، 366، 370، 372، 373، 380، 383، 384، 617، 632، 637، 657، 688، 712،
اسماء الرجال	26،118،119،
اشارۃ النص	148،702،703،715،
اصل	231، 237، 240، 261، 263، 272، 273، 274، 298، 299، 300، 301، 302،303،304،
اصول فقہ	188، 250، 260، 299، 301، 304،342،371، 373، 380، 382، 383،3865،388،452،471،517، 536، 544، 592،622، 635، 640، 650، 687، 690، 696، 708، 742، 767،796،808،833
اطلاق(مطلق)	452، 455، 459، 464، 467، 468، 469، 470، 471، 516، 536، 545، 552، 553، 559، 567، 580، 600، 601،
اطلاق(مطلق)	452، 455، 459، 464، 467، 468، 469، 470، 471، 516، 536، 545، 552، 553، 559، 567، 580، 600، 601،
اطلاق(مطلق)	119، 141، 172، 189، 224، 244، 251،263،269،277،302، 452، 455، 459، 464، 467، 468، 469، 470، 471، 516، 536، 545، 552، 553، 559، 567، 580، 600، 601، 633، 645، 668، 673، 689، 703،729،755،768،775،883،
اقتضاء النص	148،
اقتضاء النص	148،715،
امر	126، 146، 162،420، 421، 422، 432، 442، 447، 449، 454، 466، 474، 475، 489، 503، 504، 505، 506، 509، 529، 544، 567، 602، 619، 628، 634، 648، 649، 650، 651، 652، 656، 674، 676، 750، 832
امر	126، 146، 162، 619، 628، 634،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	648، 649، 650، 651، 652، 656، 674، 676، 750، 832،
امر	420، 421، 422، 432، 442، 447، 449، 454، 466، 474، 475، 489، 503، 504، 505، 506، 509، 529، 544، 567، 602،
امر	126، 188، 189، 190، 191، 193، 203، 213، 215) 216، 228، 229، 230، 237، 240، 246، 252، 260، 266، 267، 269، 273، 274، 275، 276، 278، 287، 298، 300، 304، 317، 318، 320، 328، 336، 340، 341، 342، 343، 344، 351، 357، 359، 387، 393، 394، 398، 400، 401، 407، 408، 409، 412، 413، 420، 421، 422، 432، 442، 447، 449، 454، 466، 474، 475، 489، 503، 504، 505، 506، 509، 529، 544، 567، 602، 616، 618، 619، 626، 627، 628، 629، 634، 635، 636، 647، 648، 649(650، 651، 652، 653، 654، 656، 672، 674، 727، 771، 827، 856،
امیر المؤمنین فی الحدیث	8
امیر المؤمنین فی	8،

الحدیث	
اہل الاثر	14، 29، 32، 39، 59، 66، 321، 322، 323، 326، 328، 330، 331، 332، 339، 342، 343، 344، 372،
اہل الرائے	14، 30، 59، 60، 78، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 330، 331، 332، 333، 335، 336، 337، 338، 342، 343، 344، 372، 657،
اہل الظاہر	60، 324، 325، 326،
اہل بدعت	323،
اہل سنت	66، 321، 322، 323، 326، 327، 331، 340، 443، 456، 585، 590، 697، 740، 790،
آحاد	12، 163، 326، 567، 581، 584، 587، 589، 590
بعض الناس	59، 143، 279، 355، 357، 843، 844، 845، 846،
بیع سلم	798، 808،
تابعی	39، 95، 139، 143، 177، 232،
تاریخ	3، 4، 5، 7، 8، 13، 19، 20، 21، 29، 30، 33، 40، 41، 42، 52، 60، 61،
تاویل	60، 108، 63، 124، 351، 408، 486، 522، 555، 597، 632، 666، 667، 671، 674، 675، 676، 682، 688،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	706،
تبع تابعین	908،594،323،95،41،27،25،20
تجسیم	436،
تجسیم	436،
تحدیث	136،96،
تحریف	185،
تحقیق	214، 248، 249، 259، 260، 261، 267،268،303
تخریج	261،
تخصیص	477، 534، 559، 560، 563، 567، 586،587،
تخصیص	477، 534، 559، 560، 563، 567، 586،587،
تخصیص	48) 66، 130، 159، 248، 477، 534، 559، 560، 563، 567، 586، 587،766،801،826،905،
تخییر	220،221،646
تدبیر	158، 220، 223، 249، 260، 266، 267،270،
ترجمۃ الباب	63،88،122،123،124،128،129، 130، 138،139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 147، 148، 149، 151، 159، 163، 467، 473، 476، 494، 523، 636، 637، 638، 645، 656، 657، 670، 671، 672، 676،
	686،
تشبیہ	436،472،
تشبیہ	436،472،668،761،779،788،
تطبیق	128، 138، 139، 145، 309، 312، 343،321، 636، 385، 385، 387، 467، 563، 617، 697، 700، 703، 886،
تعبیر	312، 313، 323، 324، 329، 340، 344، 345، 370، 374، 392، 393، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 404،407،408،410،412،
تعبیر	5،40،71،66،84،157،175،194، 163، 312، 313، 323، 324، 329، 340، 344، 345، 370، 374، 392، 393، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 404، 407، 408، 410، 412، 638، 669، 715، 773، 805، 807، 888،
تعلیقات ومتابعت	74،
تفسیر	4،27،29،30،52،63،771،
تقلید	29، 43، 45، 51، 66، 250، 343، 344، 356، 360، 374، 399، 401، 550،559،563،567، 804
تقیید	65،68،94،130،149،172،365، 559،563،567،645،797،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلازم بین الحکمین	266،
تلقی بالقبول	99،105،107،108،109،
تمثیل	260،273،274،
ثبوت	266،271،299،
ثقہ	33،35،38،39،104،588،707،
ثلاثیات	34،94،
الجامع	31،34،39،40،
جرح	26، 33، 36، 41، 61، 106، 118، 214،595،
جہاد	158، 199، 208، 211، 236، 271، 159، 394، 634، 766، 774، 818، 821،832،893،908
جہمیہ	41،60،323،523
حافظ	8،25،26،27،29،33،35،37،65،
حج	7، 20، 87، 122، 156، 184، 226،233، 247، 303، 311، 350، 667،676،
حدیث	9،10،11،12،13،14،19،20،22، 24،25،26،27،28،29،30،31،32، 33،36،37،38،39،40،41،42،43، 52،53،54،55،56،57،60،61،62، 63، 74، 77، 90، 91، 118، 211، 212، 215، 239، 309، 315، 323، 327، 330، 340، 441، 476، 516، 627،630،644،635،

حرام	6، 9، 184، 221، 221، 265، 287، 339، 353، 359، 397، 398، 411، 450، 451، 452، 458، 459، 466، 469، 503، 518، 520، 526، 643، 700،706،
حسن	12،32،215،
حکم	197، 209، 210، 220، 221، 223، 225، 229، 239، 240، 242، 249، 260، 263، 264، 266، 270، 272، 273، 274، 275، 286، 298، 299، 163،173،776،784
حکم تکلیفی	221،448،452،460
حکم شرعی	210، 264، 309، 310، 325، 331، 360،363،373
حکم عقلی	210،455
حکم وضعی	221،448،452،458
حکمت	223، 260، 267، 286، 287، 288، 289،
حواس خمسہ	423، 425،
خاص	124، 125، 130، 149، 158، 172، 425،619،625،632،
الخبر المحتف بالقرائن	99،
خطاب	220، 221، 380،، 414،448، 449، 450، 451، 452، 456، 459، 469، 534،554،625،638

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب	448، 449، 450، 451، 452، 456، 459،469،534،554،
خلافت	5،23،313،392،403،406،411،
خلافت اسلامیہ	315،
خلق قرآن	28،
درایت	14، 19، 30، 32، 82، 249، 260، 269، 270، 271، 272، 324، 326، 340،411،
درایت اجتہادی	270،271،272،
دلالۃ النص	148،702،703،715،
دلالت	191، 225، 230، 238، 241، 262، 278،279،289،
دلالت اشارہ	715،717،721،723،727،
دلالت اقتضاء	715،718،720،727،
دلالت معقول	715،717،738،
دین	199،234،260،
راوی	12، 13، 26، 35، 41، 43،53، 61، 77، 82، 95، 96، 97، 136، 156، 166،245، 289، 542، 570، 576، 581، 586، 587، 588، 590، 592، 593،594، 595، 598،599،600،
راوی	12، 13، 26، 35، 41، 43،53، 61، 77، 82، 95، 96، 97، 136، 156، 166،245، 289، 542، 570، 576، 581، 586، 587، 588، 590، 592،
	593،594، 595، 598،599،600،
رخصت وعزیمت	221،183،460،785،556
رضاعت	505، 551،
رضاعت	161،339،505،551،723
رکن	273،156،461،798،653
روایت	3،5،8،10،11،12،13،14،19،21، 22،24،25،26،28،29،30،31،32، 33،34،37،38،39،40،41،42،43، 44، 45، 52، 53، 55، 61، 63، 367، 371،
زکاۃ	148،156،233،843،893،907،
زیادت فی السند	97،
سائنس	249،
سبب	221، 243، 251، 279، 103،62، 118،159،162
سدذرائع	645،
سدذرائع	645،738،758،827،834،
سکوت	729،7390،731،737: 744،848، 901،
سلیم الذہن	95،
سنت	8،12،13،27،43،45،60،62،66، 122، 144، 161، 163، 190، 196، 199، 214، 215، 222، 230، 233، 236، 238، 249، 252، 265، 332، 340434، 449، 456، 466، 467،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	475، 488، 490، 491، 492، 497، 500، 510، 516، 517، 518، 520، 521، 522، 523، 524، 532، 533، 534، 535، 542، 543، 545، 546، 549، 550، 551، 556، 557، 558، 559، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 572، 574، 580، 583، 584، 585، 587، 588، 589، 601، 611، 613، 628، 630، 634، 683، 741، 798
سنت	8، 13، 27، 45، 63، 69، 84، 101، 161، 314، 315، 335، 342، 376، 400، 415، 421، 43، 449، 456، 466، 467، 475، 488، 490، 491، 492، 497، 500، 510، 516، 517، 518، 520، 521، 522، 523، 524، 532، 533، 534، 535، 542، 543، 545، 546، 549، 550، 551، 556، 557، 558، 559، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 572، 574، 580، 583، 584، 585، 587، 588، 589، 617، 628، 641، 683،
سند(اسانید)	10، 12، 19، 21، 33، 36، 38، 39، 53، 56، 118، 134، 1368، 303، 761، 804
سنن صحیحہ	101،
سیر ومغازی	150،
شاذ	12، 31، 39، 77،
شرط	221، 4، 399، 373، 366، 354، 177، 173، 5، 451، 506، 543، 699،
شریعت	212، 219، 220، 222، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 248، 249، 250، 251، 252، 260، 289، 301، 302،
شیخین	31، 95،
صاع	120، 126، 148، 709، 765، 890، 907، 910،
صبح	429، 535، 574، 591،
صبح	429، 535، 574، 591،
صبح تمتع	
صحابی	90، 93، 95، 129، 139، 143، 145، 170، 200، 201، 247، 303، 333، 592، 594، 597، 589، 634، 637، 772، 776، 821،
صحت وفساد	77، 469
صحیح	7، 10، 12، 26، 29، 30، 40، 45، 52، 53، 56، 57، 58، 62، 63، 128، 137، 214، 369، 398، 602، 639، 857،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	858،
صحیحین	86، 93، 99، 102، 104، 105، 106، 107، 108،
ضبط	12، 26، 28، 39، 94، 95، 101، 159، 331، 341، 371، 385، 386، 393، 460، 462، 467، 543، 577،
ضبط صدری	341،
ضبط کتابت	341،
ضعیف	32، 40، 41، 58، 63، 76، 99، 106، 107، 151، 214، 302، 303، 543، 545، 600، 602، 705،
طریق	14، 30، 42، 53، 87، 96، 97، 109، 144، 151، 169، 171،
طعن	71، 323، 106، 707،
ظنی	210، 241،
عام	120، 121، 124، 125، 149، 172، 250، 300، 424، 564، 699، 700،
عبارۃ النص	148، 702، 715، 723،
عدالت	12، 26، 28، 44، 95، 109، 321، 338، 404، 405، 413، 548، 554، 586، 588، 598، 599،
عدل وضبط (عادل وضابط)	12، 26، 28، 39،
عقل	423، 426، 456، 473، 475، 476،
	477، 491، 547، 555، 580،
عقل	144، 104، 101، 88، 26، 173، 249، 298، 325، 349، 423، 426، 456، 473، 475، 476، 477، 491، 547، 555، 580، 629، 637، 689، 719، 763، 807، 851،
عقیدہ	24، 59، 222، 228، 301، 322، 325، 327، 331، 738، 818،
علت	53، 73، 221، 260، 263، 272، 273، 274، 311، 325، 327، 343، 351، 459، 464، 498، 577، 586، 703، 776، 777، 778، 779، 780، 784، 785،
علل الحدیث	12، 13، 52، 54،
علوم وفنون	4، 19، 29، 55،
عمرہ	156، 184، 527، 553، 560، 767، 823، 824،
عموم (عام)	47، 146، 171، 177، 390، 465، 510، 533، 534، 559، 560، 567، 578، 582، 587، 619، 626، 631، 638، 645، 701، 766، 775، 797، 806، 827، 904،
غریب	12، 37، 45، 788
فبط صدری	341،
فبط صدری	341،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ	212، 213، 215، 216، 220، 238، 239، 240، 241، 242، 248، 251، 260، 275،
فراست	260، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281،
فرسخ	5، 36،
فرض	221، 147، 458، 464، 491، 504، 519، 524
فرع	272، 273، 274، 298، 299،
فطرانہ	126،
فقہ	3، 9، 13، 14، 27، 29، 30، 31، 32، 36، 37، 51، 52، 62، 63، 80، 81، 85، 87، 91، 102، 103، 134، 248، 249، 250، 260، 322، 326، 329، 336، 346، 350، 370، 380، 384، 385، 447، 449، 470، 475، 536، 577، 590، 597، 617، 635، 689، 708
فقہ الحدیث	29، 30، 31،
فقہائے مدینہ	328،
فقہی قواعد	138، 808،
فقیہ	36، 52، 62، 79، 80، 87، 144، 210، 239، 243، 248، 250، 251، 260، 362، 365، 366، 554، 587، 703، 894
القاء	421، 422، 425، 428، 430، 442،
	443،
القاء	61، 62، 325، 348، 385، 386، 421، 422، 425، 428، 430، 442، 443، 782،
قرینہ	624، 637، 651، 655، 656، 668، 674، 677، 684، 685، 689،
قرینہ	624، 637، 651، 655، 656، 668، 674، 677، 684، 685، 689،
قضیہ موجبہ	266،
قضیہ (قضایا)	266، 274، 275، 289،
قطعی	102، 210، 241، 289،
قلیل الوہم	95،
قوانین (قانون)	249، 278،
قوت شہویہ	423، 427،
قوت غضبیہ	427،
قوی باطنہ	423،
قیاس	7، 37،
قیاس الدلالۃ	148، 773،
قیاس العلۃ	148،
قیاس جلی	325، 326، 344،
قیافہ	260، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 289،
مانع	221، 372، 409، 561، 701، 901
مباح وجائز	221، 829، 856
مبہم	526، 562،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبہم	118، 143، 173، 175، 526، 562، 689، 697، 785، 789،
مبین	561، 563،
مبین	369، 561، 563،
متصل	12، 77، 81، 82، 95، 104، 125، 139، 151، 586، 594، 599، 600، 601، 602، 707،
متعارض	97، 128، 145، 698، 700، 703، 705، 711،
متعارض	97، 128، 145، 698، 700، 703، 705، 711،
متفق علیہ	93، 95، 209، 263، 339، 374، 538، 577، 586، 587،
متواتر	12، 500، 520، 567، 568، 569، 570، 581، 584، 589، 703، 908،
مجتہد	208، 209، 210، 211، 242، 249، 250، 266، 270، 304،
مجتہد مطلق	51، 80،
مجمل	65، 124، 149، 175، 518، 522، 560، 562، 563، 681، 689، 690، 691، 692، 710، 769، 784،
مجمل	65، 124، 139، 163، 518، 527، 536، 560، 562، 563، 616، 646، 681، 689، 690، 691، 692، 769، 782،
محدث	5، 6، 10، 11، 12، 13، 19، 24، 26، 27، 29، 30، 52، 53، 54، 55، 66، 79، 82، 87، 89، 93، 182، 209، 215، 302، 303، 321، 323، 332، 341، 342، 345، 380، 516، 525، 541، 542، 545، 552، 553، 556، 563، 566، 587، 592، 602، 707، 709،
محرف	87،
مخاطب	430، 436، 438، 451، 452، 534،
مختلط	95،
مختلف فیہ	107، 674،
مدلس	95، 96، 592،
مرسل	12، 341، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 601، 602، 708،
مرفوع	12، 42، 63، 74، 77، 92، 104، 122، 125، 135، 139، 140، 169، 249، 300، 541، 542، 543، 554، 555، 707، 763،
مرفوع	12، 44، 59، 74، 77، 104، 122، 125، 135، 139، 169، 541، 542، 543، 554، 555، 212، 239، 249، 707، 765، 789،
مرفوع حکمی	541، 542، 555،
مروی عنہ	95،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسند	34،42،77،
مشابہت	227، 273، 274، 275، 280، 281، 283،285،
مشتبہ	6،9،
مشتقات	229،240،
مشہور	12، 570، 581، 584، 592، 593، 594،908،
مصالح مرسلہ	812، 813، 814، 815، 818، 819، 820،822،832،
مصالح معتبرہ	812،813،818،819،
مضاربت	9،
مطلق	51،63،80،130،147،148،149، 151، 172، 184،210، 268، 327، 356،372،
معتزلہ	434، 435، 436، 440، 442، 456، 475، 477، 523، 528، 532، 580، 581،740،751،758،903،
معضل	12،592،
معطلہ	41،60،
معنعن	97،
مفسر	231، 232، 563، 690، 691، 692، 701،
مفصل	42،43،44،644،770،790،
مفہوم شرط	733،743،742،743،
مفہوم صفت	732،733،742،744،
مفہوم عدد	732،735،743،744،
مفہوم غایت	732،734،741،
مفہوم لقب	732،736،737،744،745،
مفہوم مخالفت	616، 715، 717، 729، 732، 733، 734، 735، 736، 740، 741، 742، 744،
مقاصد شریعت	289،389،474،
مقطوع	12،135،249،541،543،
مقید	92، 130، 147، 148، 149، 172، 518، 522، 691، 641، 642، 643، 644،646،686،700،734،737،
مکروہ	143،162،178،183،221
مکلف	355،356،381،404
منقطع	12،82،341،542،592،601،
منقطق	69،267،268،325، 341، 365، 385، 542، 592، 601، 773، 784، 908،913،
منہاج	220،230،236،237،238،260،
موقوف	12، 74، 135، 138، 151، 213، 215، 249، 285، 541، 542، 543، 554، 555، 602، 707، 761، 787، 788،817،
نازل(سند)	19،25،136،
نص	324، 325، 331، 350، 352، 353، 358،359،360،389،408،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نص	62، 151، 171،324، 325، 331، 350، 352، 353، 358، 359، 360، 389، 408، 600، 637، 642، 643، 644، 670، 671، 681، 682، 683، 685، 686، 687، 688، 718، 719، 721، 722، 723، 725، 729، 735، 754، 756، 757، 761، 766، 767، 773،777،798،808،821،842،
نصوص(نص)	304،
نہی	157، 619506، 507، 509، 626، 627،628،636،
الہام	278، 279، 420،301، 421، 422، 425، 429، 437، 441، 442، 769، 812،
ہجرت	199،211،
واجب	148،157،182،221
وجدان	423،456،
وحی	211، 226، 227، 228، 229، 230، 232، 234، 249، 289، 420،301، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 452، 474، 497، 518، 521، 526،538،539،560،565،585،
وحی ایجادی	428،
وحی شرعی	429،
وحی عرفانی	428،429،
وحی فطری	428،
یاس الشبہ	148،
وجدان	263،423،456،
وحی	20،60،155،159،211،226،227، 232، 234، 249، 269، 301، 309، 310، 312، 319، 323، 326، 340، 349، 351، 359، 373، 399، 400، 403،404،405،415،416، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 452، 474، 497، 518، 521، 526، 538، 539، 560، 565، 585، 617، 643، 682، 883، 692، 762، 765، 769، 771، 772، 774، 781، 782، 783، 784، 785، 860، 872،906،
وحی ایجادی	428،
وحی شرعی	429،
وحی عرفانی	428،429،
وحی فطری	428،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس مصادر و مراجع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

1. القُــرآن الكريــم
2. أبا الخيل، سليمان بن عبد الله، مقدمة في الفقه، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، 1418هـ/ 1998ء
3. الأبشيهي، شهاب الدين محمد بن أحمد، المستطرف في كل فن مستظرف، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثاني، 1986ء
4. ابن أبي العز الحنفي،صدر الدين محمد بن علاء(م792هـ) شرح العقيدة الطحاوية، جمعية إحياء الثراث الإسلامي،كويت، الطبعة الثالثة، 1419هـ/ 1996ء
5. ابن أبي حاتم الرازي، عبد الرحمٰن بن محمد بن إدريس (م327هـ) الجرح والتعديل6، دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن، الطبعة الأولىٰ، 1952ء
6. ابن أبي شيبة، أبي بكر عبدالله بن محمد(م235هـ) الكتاب المصنف في الأحايث والآثار، دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن، الطبعة الأولىٰ، 1387هـ/ 1967ء
7. ابن أبي يعلي، قاضي أبي الحسين بن محمد(م458هـ)، طبقات الحنابلة، دار المعرفة، بيروت
8. ابن أثير الجزري، مجد الدين أبي السعادات (م 606هـ) النهاية في غريب الحديث والأثر، المكتبة العلمية، بيروت، 1399/ 1979ء
9. ابن الأثيرالجزري، مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد (م606هـ)أسد الغابة، دار الفكر، بيروت
10. ابن الأثيرالجزري، مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد (م606هـ)، جامع الأصول في أحاديث الرسول ﷺ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1418هـ/ 1998ء
11. ابن الجوزي(م779هـ) مناقب أحمد بن حنبل، مطبعة عبد الفتاح الطويل، القاهرة، مصر
12. ابن الجوزي، أبي الفرج عبدالرحمن بن علي بن محمد(م597هـ) المنتظم في تاريخ الملوك والأمم، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 1414هـ/ 1995ء
13. ابن الحاجب ، عثمان بن عمر (646ھ) مختصرمنتهٰي السول والأمل في علمي الأصول والجدل، مطبعة السعادة، مصر
14. ابن الصلاح، أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن بن عثمان الشهرزوري (م643هـ) مقدمة ابن الصلاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم الحديث:ص 7، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1428هـ/ 2007ء

15. ابن العربي، قاضي أبي بكر محمد بن عبد الله (م 543هـ) أحكام القرآن عيسى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الثاني، 1387/ 1968ء

16. ابن العربي، قاضي أبي بكر محمد بن عبد الله (م 543هـ) عارضة الأحوذي بشرح صحيح الترمذي، دار الوحي، القاهرة

17. ابن العربي، قاضي أبي بكر محمد بن عبد الله (م 543هـ)، كتاب المحصول في أصول الفقه ، دار البيان، اردن، 1420هـ

18. ابن اللحام، أبو الحسن علاء الدين علي بن محمد(م803هـ)، القواعد والفوائد الأصولية وما يتعلق بها من الأحكام الفرعية: ص4،دار الكتب العلمية، بيروت،1405هـ/ 1983ء

19. ابن اللحام، علي بن محمد بن علي(م750هـ) المختصر في أصول الفقه ، جامعة ملك عبد العزيز، مكة مكرمة، 1980ء

20. ابن الملقن، سراج الدين أبو حفص عمر بن علي، (م804هـ) البدر المنير في تخريج الأحاديث والأثار الواقعة في الشرح الكبير، دار الهجرة للنشر والتوزيع،الرياض، الطبعة الأولىٰ، 1425هـ/ 2004ء

21. ابن النجار الحنبلي، محمد بن أحمد بن عبد العزيز(م 972هـ) شرح الكوكب المنير في أصول الفقه، جامعة أم القرى، مكة المكرمة، 1424هـ / 2003ء

22. ابن أمير الحاج الحنبلي، محمد بن محمد، التقرير والتحبير: 6/ 47، دار الكتب العلمية، بيروت

23. ابن أمير الحاج، محمد بن محمد (879هـ) التقرير والتحبير، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 1403هـ/ ١٩٨٣

24. ابن بشكوال، أبي القاسم خلف بن عبد الملك (م578هـ) الصلة في تاريخ علماء الأندلس، المكتبة العصرية، بيروت، ط1423،1هـ/ 2003ء

25. ابن تیمیہؒ، شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم (م728ھ): مقدمہ اصولِ تفسیر (عربی)، مترجم: عبد الرزاق ملیح آبادیؒ، مکتبہ سلفیہ، لاہور، ۱۹۷۰ء

26. ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم (م728هـ) المسودة في أصول الفقه ، دارالكتب العربي، بيروت

27. ابن تيمية، أحمد بن عبدالحليم(م728هـ)، مجموع فتاوىٰ ابن تيمية، وزارة الشؤون الإسلامية، السعودية، 1995م

28. ابن تيمية، أحمد بن عبدالحليم(م728هـ)، منهاج السنة النبوية، جامعة الإمام محمد بن سعود، الرياض، 1406هـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29. ابن تيمية، أحمدبن عبدالحليم (م728هـ) الصارم المسلول على شاتم الرسول، دار ابن حزم ،بيروت

30. ابن جرير الطبري، محمد بن جرير بن يزيد (310هـ) جامع البيان في تأويل القرآن ،تحقيق أحمد شاكر، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى 1420/ 2000ء

31. ابن جرير الطبري، محمد بن جرير بن يزيد (310هـ) جامع البيان في تاويل القرآن، دار الكتب العلمية، بيروت، 1992ء

32. ابن جماعة الكتاني، المنهل الروي في مختصر علوم الحديث النبوي، ، طبع دار الفكر، دمشق.

33. ابن حاجب، جمال الدين أبو عمرو عثمان بن عمر أبي بكر مالكى(م 571هـ) منتهى السؤل والعمل في علمي الأصول والجدل ، طبع:مطبعة السعادة، مصر، 1326،

34. ابن حبان، أبي حاتم محمد بن حبان البستي(م 354هـ)كتاب الثقات، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1419هـ / 1998ء

35. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي (م852هـ)، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، فاروقي كتب خانه، ملتان

36. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي(م852هـ) تهذيب التهذيب، دار الفكر، بيروت، 1404هـ

37. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي(م852هـ) شرح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، مكتبة الغزالي، دمشق، 1999ء

38. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي(م852ھ) موافقة الخبر في تخريج أحاديث المختصر،مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الثانية، 1419هـ/ 1998ء

39. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي(م852هـ)لنكت على كتاب ابن الصلاح، جامعة الاسلامية، مدينة المنورة،الطبعة الأولى، 1404هـ/ 1984ء

40. ابن حجر العسقلاني،أحمد بن علي (م852هـ) تقريب التهذيب، دار المعرفة، بيروت، 1395هـ

41. ابن حجر العسقلاني،أحمدبن علي(م852هـ) هدي الساري مقدمة فتح الباري، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة،1421هـ/ 2000ء

42. ابن حجرالعسقلاني، أحمدبن علي (م852هـ) الإصابة في تمييز الصحابة، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1415 هـ/ 1995ء

43. ابن حجرالعسقلاني، أحمدبن علي(م852هـ) تغليق التعليق على صحيح البخاري، المكتب الإسلامي، بيروت، 1405هـ/ 1985ء

44. ابن حجرالعسقلاني، أحمدبن علي(م852هـ) فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار الكتب العلمية،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیروت، الطبعة الثالثة،1421هـ/ 2000ء

45. ابن حجرالعسقلاني، أحمدبن علي(م852هـ)، التلخيص الحبير، المكتبة الأثرية، سانكله هل، باكستان

46. ابن حجرالعسقلاني، أحمدبن علي(م852هـ)، الدرر الكامنة في أعيان المئة الثامنة، دار الجليل، بيروت؛ تذكرة: 4/ 1502

47. ابن حزم، أبي محمد علي بن محمد بن احمد (م 456ھ)الإحكام فی أصول الأحكام، دار الحديث، القاهرة، الطبعة الأولى ، 1404هـ

48. ابن حزم، أبي محمد علي بن محمد بن احمد (م 456ھ)جوامع السيرة5، دارالمعارف ،مصر، الطبعة الأولیٰ، 1900ء

49. ابن خلدون،عبد الرحمن بن محمد(م808هـ) ،مقدمه ابن خلدون،دار الجليل، بيروت

50. ابن خلدون،عبد الرحمن بن محمد(م808هـ)، كتاب العبر وديوان المبتدا والخبر في أيام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوي السلطان الأكبر، الفصل السابع، علم الفقه وما يتبعه من الفرائض، دار إحيا التراث العربي، بيروت

51. ابن خلكان، أبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد، أبي بكر (م681هـ) وفيات الأعيان وأنباء الزمان8، دارصادر، بيروت

52. ابن دريد، أبوبكر محمد بن الحسن (م321هـ)جمهرة اللغة ، دار العلم للملايين، بيروت، الطبة الأولى، 1978ء

53. ابن دقيق العيد، الاقتراح في بيان الاصطلاح،، طبع دار الكتب ا لعلمية، بيروت

54. ابن رجب الحنبلي،(م795هـ)شرح علل الترمذي،مكتبة المنار،اردن،الطبعة الأولى، 1407هـ/ 1987ء

55. ابن رجب،زين الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن شهاب الدين(م795هـ)، جامع العلوم الحكم ، دار المعرفة، بيروت

56. ابن رشد، أبي الوليد محمد بن رشد(م595 هـ) الضروري في أصول الفقه ، دار الغرب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى، 1994ء

57. ابن عبد البر، أبوعمر يوسف بن محمد (م463هـ) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء (تحقيق محمد زاهد الكوثري) ، دار الكتب العلمية، بيروت

58. ابن عبد البر، أبوعمر يوسف بن محمد (م463هـ) جامع بيان العلم و فضله، دار الكتب العلمية، بيروت

59. ابن عبد البر،ابوعمر يوسف بن محمد (م463هـ) التمهيد لما فی المؤطا من المعانی والأسانيد، دار احياء التراث، العربي، بيروت،ط1، 1420هـ/ 2000ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

60. ابن عبد ربه الأندلسي، أحمد بن محمد (م328هـ) العقد الفريد، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الثالث،1384/ 1965ء

61. ابن عبدالسلام، محمد عزالدين عبدالعزيز(م660هـ)، قواعد الأحكام في مصالح الأنام، مؤسسة الريان، بيروت، 1410هـ/ 1990ء

62. ابن فارس، أبو الحسين أحمد بن فارس بن زكريا، معجم مقاييس اللغة، كتاب الدال،دار الفكر للنشر والتوزيع - دمشق - سوريا، 1979ء

63. ابن فارس، أحمد بن فارسي بن زكريا (م 395هـ) معجم مقاييس اللغة، دار الفكر، بيروت، 1399هـ / 1989ء

64. ابن فرحون، إبراهيم بن علي (م799هـ)، الديباج المذهب في معرفة أعيان المذهب ، دار التراث، القاهرة،1394هـ

65. ابن قدامة الحنبلي، موفق الدين أبو محمد عبد الله بن أحمد(م660هـ)، المغنى، مطبعة عبد الفتاح الطويل، قاهرة، مصر ،1992ء

66. ابن قدامة الحنبلي، موفق الدين أبو محمد عبد الله بن أحمد(م660هـ)روضة الناظر وجنة المناظر، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الرياض، 1399هـ

67. ابن قدامة المقدسي (م620 هـ) روضة الناظر وجنة المناظر، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الرياض، 1399هـ

68. ابن قيم الجوزية، شمس الدين محمد بن أبي بكر(م751هـ) أعلام الموقعين عن رب العالمين، دارالكتب الحديثة، مصر، 1389هـ

69. ابن قيم الجوزية، شمس الدين محمد بن أبي بكر(م751هـ) البدائع في علوم القرآن، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية، 1427هـ/ 2006ء

70. ابن قيم الجوزية، شمس الدين محمد بن أبي بكر(م751هـ)، إعلام الموقعين عن رب العلمين، مكتبة الكليات الأزهرية، القاهرة، 1968هـ

71. ابن كثير، عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمرو البصري(م774هـ) المختصر في أخبار البشر، مطبعة الحسينية، مصر

72. ابن كثير، عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمرو البصري(م774هـ) البداية والنهاية في التاريخ، دار الريان، القاهرة، 1408هـ

73. ابن كثير، عماد الدين أبو الفداء إسمٰعيل بن عمرو البصري(م774ھ)، تفسير القرآن العظيم، مكتبة دار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام، الرياض،١٩٩٢ء

74. ابن ماجه القزويني، أبي عبد الله محمد بن يزيد الربعي(م273ء) سنن ابن ماجه، دارالسلام للنشر والتوزيع، الرياض، السعودية، ط3 ، 1421هـ / 2000ء

75. ابن ماكولا، أبونصر علي بن هبة الله بن جعفر(م475هـ) الإكما ل في رفع الإرتياب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى والأنساب، تحقيق:عبدالرحمن المعلمي، دار المعارف العثمانية، الهند، 1976ء

76. ابن ملك، عز الدين عبد اللطيف بن عبد العزيز (801هـ)، شرح المنار ، مطبعة العثمانية

77. ابن منظور، محمدبن مكر م الافريقي(م711هـ) لسان العرب:3/ 133، دار صادر، بيروت، 1992ء

78. ابن همام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد(م861هـ)التحرير في أصول الفقه، مصطفى البابي الحلبي، مصر،1351هـ؛ الصنعاني، محمد إسماعيل(م1182هـ)إرشاد النقاد إلى الإجتهاد ،الدار السلفيه، كويت، 1405هـ

79. ابوالاشبال احمد شاغف بہاری، مقالات شاغف، کتاب سرائے، لاہور، 2006ء

80. أبو البقاء أيوب بن موسى الحسيني الكفومي، كتاب الكليات، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1998ء

81. أبو الحسن علي بن إسماعيل بن سيده (م457هـ)المحكم والمحيط الأعظم، دار الكتب العلمية، بيروت، 2000ء

82. أبو الحسن علي بن عمر(م 385هـ) سنن الدارقطني8، وزارة الأوقاف مصر

83. أبو الحسن علي بن محمد (م631هـ) الإحكام في أصول الأحكام ، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى،1404هـ

84. أبو السعادات الحارث بن محمد الجزري النهاية في غريب الأثر، المكتبة العلمية، بيروت، 1979ء

85. أبو المظفر منصور بن محمد(م489هـ) قواطع الأدلة في الأصول،، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1418 / 1999ء

86. أبو المعالي عبد الملك بن عبدالله الجوينى (م478هـ)، البرهان في أصول الفقه، دار النصار، قاهره، الطبعة الثانية، 1400هـ

87. أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد أيوب الأندلسى القرطبى الباجى الذهبى المالكى(450هـ) مقدمة الإشارة في أصول الفقه ، طبع: مكتبة النزار، 1997 بتحقيق عادل عبد الموجود، علي محمد عوض

88. أبو زهره، محمد بن أحمد بن مصطفٰى(1394هـ) مالك حياته و عصره ، دارالفكر العربي، القاهرة

89. أبو زهره، محمد بن أحمد بن مصطفى(1394هـ)ابن تيمية حياته وعصره وآداؤه وفقهه، دار الفكر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العربي، القاهرة، 2000م

90. أبو يعلى، محمد بن الحسين الفراء البغدادي (م458هـ) العدة في أصول الفقه، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1400هـ / 1980ء

91. أبو يعلى، محمد بن الحسين الفراء البغدادي (م458هـ)العدة فى أصول الفقه، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1400هـ / 1980ء

92. أبوالحسن محمد بن على البصرى(م436هـ) المعتمد فى أصول الفقه، دمشق، 1385هـ / 1965ء

93. أبوالمعالي عبد الملك بن عبد الله الجوينى(م478هـ)، البرهان في أصول الفقه ، دار النصار، قاهرة، الطبعة الثانية، 1400هـ

94. أبوالمعالي عبدالملك بن عبدالله الجوينى(م478هـ)البرهان في أصول الفقه، دار النصار، قاهره، الطبعة الثاني، 1400هـ

95. أبوزهره ، محمد بن أحمد بن مصطفٰى،(م1394هـ)، آثار امام شافعیؒ، مترجم سید رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1961ء

96. أبوزهره ، محمد بن أحمد بن مصطفٰى،(م1394هـ)، حیات حضرت امام ابو حنیفہؒ، مترجم غلام احمد حریری، المكتبة السلفية، لاهور، 1383هـ

97. أبوزهره ، محمد بن أحمد بن مصطفٰي (1394هـ)، حیات امام ابو حنیفہؒ، مترجم غلام احمد حریری ، ملک سنز، فیصل آباد، ۱۹۸۳ء

98. أبوزهره، محمد بن أحمد بن مصطفٰي، (1394هـ) اصول الفقه، دار الفكر العربي، القاهرة

99. أبوزهرة، محمد بن أحمد بن مصطفٰى(1394هـ) ابن حنبل: حياته وعصره، آراؤه وفقهه ، دار الفكر العربي، القاهرة

100. أبو زهرة، محمد بن أحمد بن مصطفٰي (1394هـ)، أصول الفقه ، دار الفكر العربي، القاهرة

101. أبي النور زهير، أصول الفقه، دار الطباعة المحمدية،القاهرة

102. أبي زكريا محمد يحي الصديقي (م1334هـ) مقدمه لامع الدرارى على جامع البخاري، الفائدة السادسة ، المكتبة الامدادية، مكه مكرمه، 1396هـ / 1976ء

103. أحمد بن حنبل (م241هـ)مسند أحمد، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1420هـ -1999ء

104. اُردو دائرہ معارف، دانش گاہ پنجاب، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، طبع اوّل 1398/1978ء

105. الأرموري الهندي، محمد بن عبد الرحيم بن شيخ صفي الدين(م715هـ) نهاية الوصول في دراية الأصول، المكتبة التجارية، مكة المكرمة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

106. الأرموي، سراج الدين محمود بن أبي بكر (م 682هـ)، التحصيل من المحصول، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1408هـ / 1988ء

107. الأزهري، أبو منصور محمد بن أحمد (م370هـ)، تهذيب اللغة، مكتبة الخانجي، القاهرة

108. اسرار احمد، ڈاکٹر (م2010ء) ماہنامہ میثاق: ص ۲۵، اکتوبر ۱۹۹۷ء، لاہور

109. إسماعيل باشا البغدادي،إسماعيل بن محمد أمين بن سليم(م1339هـ) هداية العارفين أسماء المؤلفين وأثار المصنفين:2/ 76، منشورات مكتبة المثنى، بغداد، 1955ء

110. الأسنوي، جمال الدين عبد الرحيم بن عمر البيضاوي(م772هـ) نهاية السول في شرح منهاج الأصول، عالم الكتب، بيروت، 1420هـ/ 1999ء

111. الأشقر، عمر سليمان(1433هـ) القياس بين مؤيديه ومعارضيه ، دار النفائس، بيروت

112. الأشقر، عمر سليمان(م1433هـ)الواضح في أصول الفقه للمبتدعين ،الدار السلفية، الكويت، الطبعة الأولي،1396هـ/ 1976ء

113. الأشقر، عمر سليمان، الدكتور (1433هـ) ، تاريخ الفقه الإسلامي ، مكتبة الفلاح، الكويت، 1982ء

114. الأعظمي، الدكتور محمد ضياء الرحمن، معجم مصطلحات الحديث ولطائف الأسانيد، أضواء السلف، الرياض، الطبعة الأولى، 1420هـ/ 1999ء

115. الأعظمي، محمد ضياء الرحمن، معجم مصطلحات الحديث ولطائف الأسانيد، أضواء السلف،الرياض، الطبعة الأولى،1420ھ/ 1999ء

116. افضال ریحان: اسلامی تہذیب بمقابلہ مغربی تہذیب، انٹرویو ناصر شمسی، مطبع دار التذکیر

117. الأفغاني، شمس الدين، علوم القرآن ، المكتبة الأشرفية، لاهور

118. اقبال علامہ محمد (1938ء)، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، بزم اقبال، لاہور، 1994ء

119. اقبالؒ، علامہ محمد (م1938ء) تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، اُردو مترجم: سید نذیر نیازی، مکتبہ کارواں پریس، انارکلی لاہور، ۱۹۵۸ء

120. أكرم ضياء العمري ،موارد الخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، دار طيبة ، الرياض ،1405هـ

121. الألباني، محمد ناصر الدين (م 1999ء)، ضعيف سنن النسائي، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى، 1411هـ/ 1991ء

122. ألباني، محمد ناصر الدين (م 1999ء)صحيح سنن أبي داؤد،، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعةالأولىٰ، 1411هـ/ 1991ء

123. أمير بادشاه، محمد أمين(م972هـ) تيسيرالتحرير ،دارالنشر/ دار الفكر ،بيروت

124. امین احسن اصلاحی، مولانا، اسلامی قانون کی تدوین، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

125. امین احسن اصلاحی، مولانا(م1997ء)اسلامی قانون کی تدوین، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن،لاہور، ۱۹۷۶ء

126. امین احسن اصلاحی، مولانا(م1997ء)مبادی تدبر حدیث، فاران فاؤنڈیشن،لاہور

127. أنور الكشميري، الشيخ محمد (م1352هـ) العرف الشذي تقرير على الترمذي، ، مؤسسة ضحى للنشر والتوزيع، بيروت

128. أنور الكشميري، الشيخ محمد(م1352هـ) فيض الباري على صحيح البخاري،خضر راہ بک ڈپو دیوبند

129. آل منصور،صالح بن عبد العزيز، أصول الفقه وابن تيمية، الطبعة الأولى، 1400هـ/ 1980ء

130. آلوسي، السيد محمود (م1270هـ)، روح المعاني، دار إحياء التراث العربي،بيروت

131. آلوسي، محمود شكري (م1270هـ) بلوغ الأرب في معرفة أحوال العرب، دار الكتب العلمية، بيروت

132. الآمدي ،علي بن محمد(م631هـ)الإحكام في أصول الأحكام، مكتبه ومطبعه، محمد علي صبيح وأولاده ، الأزهر، مصر، 1968ء

133. الآمدي، علي بن محمد (م631هـ)الإحكام في أصول الأحكام، دار الكتب العربي، بيروت، الطبعة الرابع، 1404هـ

134. الآمدي، علي بن محمد (م631هـ)منتهى السول في علم الأصول، دار الكتب العلمية، بيروت، 2003ء

135. الباجي، أبو الوليد سليمان بن خلف(م474هـ)، التعديل و التجريح لمن خرج البخاري في الجامع الصحيح، دار اللواء، الرياض، 1406هـ

136. الباجي، أبي الوليد سليمان بن خلف (م474هـ)، إحكام الفصول في أحكام الأصول ، دار الغرب الإسلامي، دمشق

137. الباقلاني، أبوبكر(403هـ) كتاب نكت الانتصار لنقل القرآن ، منشأة المعارف ،مصر،2008ء

138. البخاري، علاء الدين بن عبد العزيز (م730هـ) كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البـزدوي، دار الكتاب الإسلامي، القاهرة

139. البخاري، محمد بن إسماعيل (م256هـ) تاريخ الصغير دار المعرفة، بيروت، 1406هـ

140. البخاري، محمد بن إسماعيل(م256هـ) الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ، دار السّلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثالثة، 1421هـ/ 2000ء

141. البخاري، محمد بن إسماعيل(م256هـ) تاريخ الصغير، دار المعرفة ،بيروت،1406هـ

142. البزدوي، أبو الحسن علي بن محمد (482هـ)، أصول البزدوي ، نور محمد كارخانه تجارت كتب، كراچی

143. بن أبي شيبة، أبي بكر عبدالله بن محمد(م235هـ)، الكتاب المصنف في الأحايث والأثار،دائرة المعارف العثمانية،حيدرآباد دكن،ط1، 1387هـ/ 1967ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

144. البنا الساعاتي، أحمد عبد الرحمٰن(م1957ء) الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني دار الحديث، القاهرة

145. البيهقي، أبي بكر أحمد بن الحسين (م 458هـ) السنن الكبرٰى، دار المعرفة، بيروت

146. پانی پتی، مولانا محمد اسمٰعیل، مقالات سرسید: 13/67، مجلس ترقی ادب لاہور، طبع دوم، 1993ء

147. التركي، عبد الله بن عبد المحسن، أصول مذهب الإمام أحمد، مؤسسة الرّسالة، بيروت، الطبعة الرابعة، 1416هـ/ 1996ء

148. الترمذي،محمد عيسىٰ بن سورة(م279هـ)جامع الترمذي ،دار السلام ،الرياض،ط1، 1420هـ/ 1999ء

149. تفتازاني، سعدالدين مسعود، (م 792هـ) التلويح علي التوضيح ،کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، کراچی، 1400هـ

150. تفسير أسماء الله الحسنى لابن إسحاق الزجاج4 ، دار المأمون للتراث، الطبعة الرابعة، 1403هـ

151. تقی امینی، مولانا محمد(م1991ء)اجتہاد:ص21،قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

152. تقی عثمانی، مولانا، "The Authority of Sunnah" اُردو ترجمہ حجیت حدیث: ص108،ادارہ اسلامیات، کراچی، طبع اول، 1991ء

153. التميمي، الإمام الحافظ أحمدبن علي بن المثني(م307هـ) مسند أبو يعلىٰ الموصلي، دار المأمون للتراث، بيروت، الطبعة الأولى، 1404هـ/ 1984ء

154. التهانوي، محمد علي(م 1158ھ)، كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، مكتبه لبنان،بيروت، 1996ء

155. التوضيح والتلويح: 428/2

156. الجراوي، ابو العباس احمد بن عبد السلام(م609هـ) الحماسه المغربيه،دارالفكر، دمشق

157. الجرجاني، علي بن محمد بن علي(م 816هـ)، التعريفات، ، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى، 1405هـ

158. الجصاص، أبوبكر أحمد بن علي (م370هـ) الفصول في الأصول، وزارة الأوقاف، كويت،الطبعة الثانية، 1414هـ/ 1994ء

159. الجصاص، أبوبكر أحمد بن علي (م370هـ) الفصول فى الأصول، وزارة الأوقاف، كويت، الطبعة الثانى، 1414هـ/ 1994ء

160. الجصاص، أبوبكر احمد بن علي(م370هـ)، أحكام القرآن، دار الفكر، بيروت

161. الجصاص، أبوبكر أحمد بن علي(م370هـ)، الإجماع، تحقيق: زهير شفيق، دار المنتخب العربي، 1993ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

162. جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، دار الفكر، 1991ء

163. جمال عبد الناصر،موسوعة الفقه الإسلامي، المجلس الأعلي للشؤون الإسلامية، مصر

164. جواهر البلاغة في المعاني والبيان، المكتبة العصرية، بيروت

165. الجوزجاني، الحافظ أبي عبدالله الحسين بن ابراهيم(م543ھ)، الأباطيل والمناكير الصحاح والمشاهير، إدارة البحوث الإسلامية ، الجامعة سلفية، بنارس ، الطبعة الأولىٰ، 1403ھ/ 1983ء

166. الجوهري، إسماعيل بن حماد (م398ھ)الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية،، دار العلم للملايين، بيروت، الطبعة الرابعة، 1407/ 1987ء

167. الجيزاني، محمَّد بنْ حسَيْن بن حَسنْ، معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة ،دار ابن الجوزي،الرياض،الطبعة الخامسة،1427ھ

168. حاجى خليفه، المولىٰ مصطفىٰ بن عبد الله عبدالقسطنطيني الرومي الحنفي(م1067ھ) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، مكتبة المثنىٰ، بغداد، 1955ء ، 1955ء

169. الحازمي، أبي بكر محمد بن موسىٰ(م584ھ)، شروط الأئمة الخمسة، حديث اكادمى، فيصل آباد، الطبعة الأولى، 1402ھ / 1982ء

170. الحاكم النيسابوري، أبي عبد الله محمد بن عبد الله(م378ھ) معرفة علوم الحديث ، داراحياء العلوم ، بيروت، ، 1404ھ/ 1986ء

171. حاكم النيسابوري، إمام أبي عبد الله محمد بن عبد الله(م378ھ) معرفة علوم الحديث، داراحياء العلوم ، بيروت، الطبعة الأولى، 1404ھ/ 1986ء

172. الحداد، محمد عاصم(م1989ء)اصول فقہ پر ایک نظر سلامک پبلشنگ ہاؤس،لاہور،1991ء

173. الحسامي، حسام الدين محمد (644ھ)، حسامِي مع شرح النظامي، مطبع المجتبائي، دهلي

174. الخازن، علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم(م 741ھ) تفسير الخازن المسمى لباب التأويل في معاني التنزيل، دار الفكر بيروت، 1399/ 1979ء

175. خالق داد رانجھا، اسلام میں قانون سازی، مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، نسبت روڈ، لاہور

176. الخبازي، إمام جلال الدين أبي محمد بن عمر (م691ھ)، المغنى في أصول الفقه، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة، 1403ھ

177. الخضرى، حافظ حامد محمود، زبدة النقول في علوم الأصول، مركز الإمام البخاري للتراث والتحقيق، صادق آباد، 1419ھ/ 1998ء

178. خطيب البغدادي، أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت (م463ھ) تاريخ بغداد، دارالكتب العليمة، بيروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

179. خطيب البغدادي، أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت (م463هـ) كتاب الكفاية في علم الرواية، دار الكتب الحديثية، القاهرة

180. خطيب بغدادي، أبي بكر احمد بن علي بن ثابت (م463هـ)الفقيه والمتفقه،دار احياء السنة،دمشق

181. خلاف، عبد الوهاب (م1375 هـ)، علم أصول الفقه ، دارالقلم، كويت الطبعة العشرون،1361هـ

182. خلاف، عبدالوهاب، (م 1375هـ)، مصادر التشريع الإسلامى:7، دار القلم، كويت، 1972ء

183. خلاف،عبد الوهاب (م1375هـ)،تاريخ التشريع الإسلامي:ص87، المكتبة الإسلامية، استنانبول، 1984ء

184. الدارقطنى، أبو الحسن على بن عمر بن أحمد (م 385هـ) سنن الدار قطنى، وزارة الأوقاف، مصر

185. الدارمي، عبد الرحمن بن عبد الله (م255هـ)، سنن الدارمى: مقدمه، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى، 1407هـ

186. دروس صحیح بخاری، مرتبہ منیر احمدؒ:ص216۔224، اسلامک پبلشنگ ہاؤس،17 اردو بازار، لاہور، طبع اول،1992ء، ملخص

187. الذهبي، شمس الدين محمد بن عثمان (م748هـ) تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، دار الكتاب العربي، بيروت، 1411هـ

188. الذهبي، شمس الدين محمد بن عثمان (م748هـ) تذكرة الحفاظ ، دار إحياء التراث العربي

189. الذهبي، شمس الدين محمد بن عثمان (م748هـ) تلخيص العلل المتناهية ، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولىٰ، 1419هـ

190. الذهبي، شمس الدين محمد بن عثمان (م748هـ)، العبرفي خبر من غبر، دارالكتب العلمية، بيروت، 1405هـ

191. الذهبي، شمس الدين محمد بن عثمان(م748هـ)سير أعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة، 1986ء

192. الذهبي،شمس الدين محمد بن عثمان (م748هـ) الكاشف،دار الكتب العلمية، بيروت، 1983ء

193. الرازي، فخر الدين محمد بن عمر الحسين (م606هـ) المحصول في علم الأصول الفقه، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط1، 1429هـ/ 2008ء

194. الرازي، محمد ابن أبي بكربن عبد القادر(م760هـ)مختار الصحاح،مصطفىٰ البابي الحلبي،مصر

195. راغب الأصفهاني، حسين بن محمد بن المفضل(502هـ) المفردات في غريب القرآن، نور محمد أصح المطابع كراچی، 1380هـ/ 1961ء

196. راغب الاصفهاني، حسين بن محمد بن المفضل(502ھ) المفردات فى غريب القرآن : مترجم محمد عبده

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفلاح فیروز پوری، مطبع اردو پریس لاهور ، 1963ء

197. رسالة التوحيد لمحمد عبده

198. رفیع عثمانی، مفتی، محمد، کتابت حدیث عہد رسالت وعہد صحابہ میں، ادارہ المعارف، کراچی، 1985ء

199. روپڑی، حافظ عبد الله (1384هـ) درایت تفسیری: ص12 سٹیم پریس، امرتسر

200. الزاهدي، حافظ ثناء الله، تيسير الأصول ، مجلس التحقيق الأثري، جهلم، الطبعة الأولى، 1410هـ

201. الزاوي، الطاهر أحمد، ترتيب القاموس المحيط على طريقة المصباح المنير وأساس البلاغة، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الرابع، 1417/ 1996ء

202. الزبيدي محب الدين سيد مرتضى (م 1205هـ) تاج العروس ، دار صادر بيروت، 1386/ 1966ء

203. الزرقا مصطفى أحمد(م1357هـ) أصول الفقه الإسلامى، دار الفكر، بيروت

204. الزرقا، مصطفى أحمد(م 1357هـ)، الفقه الإسلامي في ثوبه الجديد ، دار الفكر، دمشق، 1968ء

205. الزرقاني ، محمد عبد العظيم(م1367هـ) مناهل العرفان فى علوم القرآن، مطبعة عيسى البابي الحلبي،مصر الطبعة الأولى

206. الزركشي، بدر الدين محمد بن بهادر (794ھ)البحر المحيط في أصول الفقه، دار الكتب العلمية، بيروت، 1421ھ/ 2000ء

207. زكريا أنصاري، أبو يحيي زكريا بن محمد (926هـ) لب الأصول مع شرحه غاية الوصول، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

208. زكي الدين شعبان، أصول الفقه الإسلامي، مؤسسة علي الصباح، الرياض، 1408هـ

209. الزمخشري، جار الله أبي محمود بن عمر(م538هـ) أساس البلاغة6، دار صادر، بيروت، 1385/ 1965ء

210. الزمخشري، جار الله أبي محمود بن عمر(م538هـ)الفائق في غريب الحديث والأثر ، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالث، 1399/ 1979ء

211. زیدان، ڈاکٹر عبد الکریم، جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز فی اصول الفقہ، مطبع مجتبائی، لاہور

212. الزيدان: د. عبد الكريم، المدخل لدراسة الشريعة الإسلامية،مؤسسة الرسالة ناشرون،بيروت، الطبعة الأولي، 1430هـ/ 2009ء

213. الزيدان، الدكتور عبد الكريم، الوجيز في أصول الفقه ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولىٰ، 2009ء

214. زين الدين قاسم بن قطلوبغا (879هـ)خلاصة الأفكار شرح مختصر المنار ، دار ابن حزم، 1424هـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

/ 2003ء

215. السايس، محمد علي(م1396هـ)، تاريخ الفقه الإسلامي ، دار الكتب العلمية، بيروت، 2006ء

216. السباعي، مصطفى بن حسني(م1964هـ) السنة ومكانتها في التشريع الإسلامى، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الثالثة، 1982ء

217. السبكي، تاج الدين أبي نصر عبدالوهاب بن علي(م771هـ) رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولىٰ، 1419/ 1999ء

218. السبكي، تاج الدين أبي نصر عبدالوهاب بن علي(م771هـ) طبقات الشافعية الكبرى، تحقيق محمود الطناحي، دار أحياء الكتب العربية ،مصر

219. السبكي، تاج الدين عبد الوهاب بن علي (م771هـ) جمع الجوامع في أصول الفقه، دار الكتب العلمية، بيروت،1424هـ/ 2003ء

220. السبكي، شيخ الإسلام علي بن عبدالكافي (م 756هـ) الإبهاج في شرح المنهاج على منهاج الوصول إلى علم الاصول، دار الكتب العلمية،بيروت ، ط1، 1404هـ / 1984ء

221. السجستاني، أبي داؤد سليمان بن الأشعث(م275هـ) ، دار السلام، الرياض،الطبعة الأولي، 1420هـ/ 1999ء

222. السخاوي، أبي عبدالله محمد بن عبد الرحمن(م902هـ) فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقى، وزارة الشؤون الاسلاميةو الأوقاف،السعودية، 1424هـ/ 2003ء

223. السخاوي، أبي عبدالله محمد بن عبد الرحمن(م902هـ)الضوء اللامع لأهل التاسع، منشورات دار مكتبة الحياة، بيروت

224. سراج الدين محمود بن أبي بكر (682هـ)،التحصيل من المحصول، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1408هـ / 1988ء

225. السرخسي، أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل(م490هـ)، أصول السرخسي، مكتبة المعارف، الرياض

226. السرخسي، أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل(م490هـ) المبسوط، دار الفكر ،بيروت، الطبعة الأولىٰ، 1421هـ/ 2000

227. السغناقي، حسين بن علي بن حجاج حسام الدين، الكافي شرح البزدوى، مكتبة الرشد، الرياض، 1422هـ/ 2001ء

228. سلقيني، إبراهيم محمد، الميسر في أصول الفقه ، دار الفكر المعاصر، بيروت، 1441هـ/ 1991ء

229. سليم الله خان، شيخ الحديث، كشف الباري عما في صحيح البخاري، مكتبہ فاروقیہ، کراچی،1427/2006ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

230. السمرقندي ،أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم(م373هـ) بحر العلوم ،دار الكتب العلمية ،بيروت

231. السمرقندي، علاء الدين شمس النظر أبي بكر بن محمد أحمد (م539هـ)، ميزان الأصول في نتائج المعقول، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلاميه، قطر، الطبعة الثانية، 1418هـ/ 1997ء

232. السمعاني، أبي سعد عبد الكريم بن محمد(م562هـ) الأنساب، دار الجنان، بيروت، الطبعة الأولى، 1408هـ/ 1988ء

233. السمعاني، منصور بن محمد (م489هـ)، قواطع الأدلة في أصول الفقه، دار الكتب العلمية، بيروت

234. السندي، محمدبن عبد الهادي، حاشية السندي علىٰ الصحيح البخارى

235. السهارنفوري، أحمد علي، حاشية علىٰ صحيح البخاري(درسي) ، مكتبة رحمانية، لاهور

236. سيد محمد تقي الحكيم، الأصول العامة للفقه المقارن ، مؤسسة آل بيت لإحياء التراث، الطبعة الثاني، 1979ء

237. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (م911ھ) تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، دار إحياء السنة، بيروت

238. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (م911ھ)تنوير الحوالك شرح علي موطأ امام مالك، دار الندوة الجديد، بيروت، 1988ء

239. شاشي، إسحٰق بن إبراهيم (م325 هـ)، أصول الشاشي مع أحسن الحواشى ، قديمي كتب خانه، ملتان

240. الشاطبي، إبراهيم بن موسى (م790هـ) الموافقات،دار ابن عفان، الطبعة الأولى، 1417/ 1997ء

241. الشافعي، محمد بن إدريس (م 204هـ) الأمّ، دار الوفاء، منصوره، مصر، الطبعة الخامسة، 1429هـ

242. الشافعي، محمد بن إدريس(م 204هـ)، جماع العلم، دار الفتح، الشارقة، الطبعة الأولىٰ، 1416هـ/ 1995ء

243. الشافعي، محمد بن إدريس، الإمام (204هـ) ، الرسالة، دار الكتب العلمية،بيروت

244. شاه ولي الله ابن مولانا الشيخ عبد الرحمن الدهلوي(م1176هـ) ،مكتوبات شاه ولي الله ،المكتبة السلفية، لاهور،1983ء

245. شاه ولي الله الدهلوي ابن مولانا الشيخ عبد الرحمن الدهلوي(م1176هـ)رسالة شرح تراجم ابواب صحيح البخاري ، دارا لحديث، بيروت، ط4، 1407هـ/ 1986ء

246. شاه ولي الله الدهلوي ابن مولانا الشيخ عبد الرحمن الدهلوي(م1176هـ)، حجة الله البالغة، دار الكتب الحديثة، القاهرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

247. شاه ولي الله الدهلوي ابن مولانا الشيخ عبد الرحمن(م1176هـ) التفهيمات والإلهية، طبع شاه ولي الله اكيڈمی، حيدر آباد سندھ، 1967ء

248. شبلي نعماني(م1914هـ) سيرة النعمان ،مدينہ پبلشنگ كمپنی، كراچی

249. الشحود، علي بن نايف، خلاصة في أحكام الاجتهاد والتقليد فقط،المكتبة الشاملة

250. شلبي، محمد مصطفىٰ، أصول الفقه الإسلامي ، دار النهضة العربية، بيروت

251. شلبي، محمد مصطفىٰ، أصول الفقه الإسلامي ،دار النهضة العربية ،بيروت

252. الشنقيطي، الشيخ أحمد مزيد، الإمام البخاري و صحيحه الجامع،دارابن الجوزي، الرياض

253. الشنقيطي، محمد الحسن الدود، شرح الورقات في أصول الفقه، دار الكتب العلمية، بيروت

254. الشنقيطي، محمد أمين بن المختار(م1395هـ) تفسير أضواء البيان، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، ۱۹۹۲ء

255. الشنقيطي، محمد أمين بن المختار(م1395هـ)مذكرة أصول الفقه على روضة الناظر للعلامة ابن قدامة ،مكتبة الشاملة

256. شهاب الدين أبي الفلاح عبد الحي بن أحمد (م1089هـ) شذرات الذهب في أخبار من ذهب، دار السيرة، بيروت، 1979ء

257. شهاب الدين أبي الفلاح عبد الحي بن أحمد (م1089هـ) شذرات الذهب في أخبار من ذهب،دار السيرة، بيروت، 1979ء

258. شهاب الدين البغدادي عبدالرحمن بن عسكر(م732هـ) إرشاد السالك إلي أشرف المسالك في فقه الإمام مالك: ، الشركة الإفريقية

259. الشهرستاني، محمد بن عبد الكريم بن أبي بكر أحمد(م848هـ)، الملل والنحل ، دار المعرفة، بيروت، 1404هـ

260. الشوكاني، محمد بن علي (م1255هـ)، بدرالطالع،دارالمعرفة، بيروت

261. الشوكاني، محمد بن علي (م1255هـ)ارشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول، دار الكتاب العربي، بيروت، ط1 ، 1419/ 1999ء،

262. الشوكاني، محمد بن علي (م1255هـ)فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير، دار الفكر، بيروت، 1983ء

263. الشوكاني، محمد بن علي(م1255هـ)، نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار من أحاديث سيد الأخبار، دار الوفاء، مصر، 2008ء

264. شيخ الإسلام زين الدين زكريا بن محمدبن احمدزكريا(926هـ) غاية الوصول شرح لب الأصول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،مصطفیٰ البابي الحلبي، مصر،1360ھ

265. شیخ الهند، محمودحسن دیوبندي(م1268ھ) الأبواب والتراجم علی البخاري،مدني کتب خانه بفزون، کراتشي

266. الشیرازي، أبو إسحاق أبراهیم بن علي بن یوسف الفیروزآبادي (م476ھ)، التبصرة في أصول الفقه ، طبع دار الفکر، دمشق، 1403ھ/ 1983ء

267. الشیرازي، أبو إسحٰق إبراهیم بن علي (م476ھ)اللمع فی أصول الفقه، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی، 1405/ 1985ء

268. الشیرازي، أبوإسحاق إبراهیم (م486ھ)، اللمع في أصول الفقه، دار الکتب العلمیة،بیروت، الطبعة الأولی، 1405ھ/ 1985ء

269. صالح بن عبد الله، موسوعة نضرة النعیم في مکارم أخلاق الرسول الکریم، دار الوسیلة، الریاض، الطبعة الأولی، 1418 ـ 1998ء

270. صالح بن عبدالعزیز آل منصور، أصول الفقه وابن تیمیة، دار النصر، مصر، الطبعة الأولی، 1400/ 1980ء

271. صبحي الصالح، علوم الحدیث ومصطلحه ، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعة الخامسة عشرة، 1984ء

272. صدر الشریعة، عبید الله بن مسعود حنفی، م 747ھ: التنقیح والتوضیح، دار الکتب العلمیة، بیروت 1416ھ

273. صدیق بن حسن خان القنو جي(م1307ھ) فتح البیان في مقاصد القرآن، إدارة إحیاء التراث الإسلامي ، قطر،1410ھ/ 1989ء

274. صدیق بن حسن خان القنوجي (م1307ھ)، الحطة في ذکر الصحاح الستة، إسلامي أکادمي،لاهور، الطبعة الأولی، 1977ء

275. صدیق بن حسن خان القنوجي (م1307ھ)حصول المأمول من علم الأصول ، مطبع مصطفی محمد، مصر

276. صدیق بن حسن خان القنوجي(م 1357ھ)، السراج الوهاج من کشف مطالب صحیح مسلم بن الحجاج، الشؤن الدینیة، قطر

277. صدیق بن حسن خان القنوجي(م1307ھ) أبجد العلوم الوشي المرقوم في بیان أحوال العلوم، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1978ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

278. صلاح الدين صفدي (م764هـ)، الوافي بالوفيات، دار صادر، بيروت، 1969ء

279. طاش كبرى زاده، أحمد بن مصطفى (م968هـ)مفتاح السعادة ومصباح السيادة في ا لموضوعات العلوم، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1405/ 1985ء

280. طاهر الجزائري الدمشقي(م1338هـ)، توجيه النظر إلى أصول الأثر، مكتبة المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة الأولى، 1995ء

281. الطباطبائي ،السيد محمد حسين(م1982ء) الميزان في تفسير القرآن، نشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت، الطبعة الأولى، 1997ء

282. الطبراني، أبي القاسم سليمان بن أحمد (م306هـ)، المعجم الصغير، المكتبة السلفية، مدينةمنورة

283. الطحاوي، أبوجعفر أحمدبن محمد بن سلامة (م321هـ) شرح مشكل الآثار، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1408هـ/ 1982ء

284. طلوعِ اسلام'، ماہنامہ لاہور اکتوبر ۱۹۹۲ء

285. عبد الرحمن بن أحمد (م756هـ) شرح العضد على مختصر المنتهى الأصول، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1421هـ / 2000ء

286. عبد الغفار حسن، مولانا(م2007ء)، عظمتِ حدیث، دار العلم، اسلام آباد، 1989ء

287. عبد الفتاح أبوغدة، لمحات من تاريخ السّنة وعلوم الحديث ، مكتبة النهضة، بيروت، الطبعة لأولي، 1404هـ/ 1984ء

288. عبدالفتاح عبد الغني القاضي ، البدور الزاهرة في االقراءات العشر المتواترة، دار السلام ، القاهرة، الطبعة الأولىٰ، 1419هـ/ 2008ء

289. عبد القادر بن بدران الدمشقي، المدخل إلي مذهب الإمام أحمد بن حنبل،مؤسسة الرسالة ،بيروت، الطبعة الثانية،1401هـ/ 1981ء

290. عبد الكريم بن مراد الأثري(م1428هـ)، تسهيل المنطق ، دار مصر

291. عبد الله بن يوسف الجديع،تيسير علم أصول الفقه ، مؤسسة الريان، الرياض

292. عبد المنان نورفوري(م2012ء) نخبة الأصول تلخيص إرشاد الفحول ، مطبعه فالكن، لاهور، 1398هـ

293. عبد المؤمن بن عبد الحق بغدادي(م739هـ)، تيسير الوصول إلى قواعد الأصول ومعاقد الفصول6، دار ابن الجوزي، الرياض، الطبعة الرابعة، 1431هـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

294. عبدالرحمن عبدالعزيز القاسم: الاسلام وتقنين الأحكام في البلاد السعودية مطبعة المدني، شارع عباسية، قاهرة

295. عثماني، شبير أحمد(م1949ء)، مقدمه فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم ، دارإحياء التراث العربي، بيروت، 2006 ء

296. عثماني، شبير أحمد، فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم، دارإحياء التراث العربي، بيروت،2006م

297. العثيمين، محمد بن صالح (م1421هـ)، الأصول من علم الأصول ، دار ابن الجوزي، الرياض، 1426هـ

298. العراقي، حافظ زين الدين عبد الرحيم بن الحسين(م861هـ)، التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح ، دارالحديث للطباعة، القاهرة، 1984ء

299. عرفان خالد ڈھلوں، ڈاکٹر، علم اصول فقہ ایک تعارف، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، 2006ء

300. العروسي، الدكتور، محمد تاج بن عبد الرحمن، الفقه الإسلامي في ميزان التاريخ، انسٹنٹ پرنٹ سسٹم، اسلام آباد، الطبعة الأولى، ٢٠٠٣ء

301. علاء الدين علي بن حصام الدين (975هـ)كنز العمال في سنن ا لأقوال والأفعال، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الخامس، 1401 هـ/ 1981م

302. علي حسب الله، أصول التشريع الإسلامي ، ادارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچی، 1407هـ/ 1987ء

303. عمر البيضاوي، إمام عبد الله (م685هـ) منهاج الوصول إلى علم الأصول، مؤسسة الرسالة، بيروت

304. عمر فروخ(م1987هـ)،تاريخ أدب العربي، دار العلم للملايين ،بيروت1429هـ

305. العمريطی، شرف الدين يحيىٰ بن بدر الدين شافعی:نظم الورقات مع تسهيل الطرقات في نظم الورقات لمحمد العلوي المالكي،وزارة الإعلام، المملكة العربية السعودية، 1411هـ

306. عياض بن نامي السلمي ، أصول الفقه الذى لا يسع الفقيه جهله ، دار ابن الجوزي، الرياض

307. عياض بن نامي السلمي، أصول الفقه الذى لا يسع الفقيه جهله، دار ابن الجوزي، الرياض

308. العيني، بدر الدين (م855هـ) عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دا لفكر، بيروت، 1399هـ

309. غامدی، جاوید احمد، میزان، دار الاشراق، لاہور، 2002ء

310. غامدی، جاوید احمد، ماہنامہ 'اشراق'، اجتہاد' جون 2001: ص27۔28، المورد، لاہور

311. غامدی، جاوید احمد، ماہنامہ اشراق، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

312. الغزالي أبوحامد محمد بن محمد بن محمد (م505هـ) المنخول من تعليقات الأصول ، دمشق دارالفكر1400هـ

313. الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد (م 505هـ) التبر المسبوك في نصيحة الملوك، المؤسسة الجامعية للدراسات والنشر بيروت 1987م

314. الغزالي، أبي حامد محمد بن محمد (م505هـ) مقدمه المنخول من تعليقات الأصول ،دمشق، دارالفكر الطبعة الثانية،1400هـ

315. الغزالي، أبي حامد محمد بن محمد (م505هـ)المستصفٰى من علم الأصول، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1417/ 1997ء

316. الغزالي، أبي حامد محمد بن محمد(م 505هـ) أحياء علوم الدين،دارالمعرفة، بيروت

317. غلام حسین، حافظ، سہ ماہی 'منہاج'، دیال سنگھ لائبریری، لاہور

318. فاروق اختر نجیب، سیاست وریاست ، علمی کتاب خانہ، اُردو بازار، ۱۹۸۱ء

319. فخر الدين الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين(م 606هـ)، تفسير الفخر الرازي المشتهر بالتفسير الكبير و مفاتيح الغيب، مكتبة العلمية، بيروت،الطبعة الأولى، 1411هـ

320. فراهيدي، خليل بن أحمد(م175هـ) كتاب العين، دار مكتبة الهلال، بيروت

321. فؤاد سزكين، تاريخ التراث العربي، القاهرة،1971ء

322. الفوزان، شيخ عبد الله بن صالح، جمع المحصول في شرح رسالة ابن سعدى في الأصول ، دار ابن الجوزي، الرياض

323. الفوزان، عبد الله بن صالح، شرح الورقات في أصول الفقه، دار المسلم، الرياض، الطبعة الثالثة، 1417هـ/ 1996ء

324. الفوزان،صالح بن فوزان بن عبد الله: التحقيقات المرضية في المباحث الفرضية، طبع:مكتبة المعارف الرياض، 1407هـ

325. الفوزان،عبد الله بن صالح،خلاصة الأصول، دار ابن الجوزي، الرياض

326. فيروز الدين، مولوى، فيروز اللغات، فيروز سنز، لاهور، 1973ء

327. الفيروز آبادي، محمد بن يعقوب بن إبراهيم(م 817) القاموس المحيط ، مؤسسة الرسالة، بيروت الطبعة الرابع، 1415، 1994ء

328. فيصل بن عبد العزيز (م1376هـ)مقام الرشاد بين التقليد والإجتهاد ، مخطوطات جامعة ملك سعود، الرياض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

329. الفيومي، أبي العباس أحمد بن محمد (م770هـ) المصباح المنير فى غريب الشرح الكبير، مؤسسة فواد، بيروت

330. القاسمي، الشيخ محمد جمال الدين (م1332هـ)، قواعد التحديث من فنون مصطلح الحدث ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1407هـ/ 1987ء

331. قاضي عياض بن موسى (م544هـ)، ترتيب المدارك وتقريب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك، دار مكتبة الحياة، بيروت

332. القرافي، أحمد بن إدريس(م684هـ) نفائس الأصول في شرح المحصول، نزار مصطفى الباز، مكة مكرمة، 1995ء

333. القرافي، شهاب الدين أحمد بن إدريس(م684هـ)شرح تنقيح الفصول في إختصار المحصول في الأصول، دار الفكر ، بيروت، 1424هـ/ 2004ء

334. القرافي،أبي العباس أحمد بن أدريس(م684هـ) الفروق أو أنوار البروق في أنواء الفروق ، ،دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى،1418هـ/ 1998ء

335. القرطبي، أبو عبدالله محمد بن أحمد(م671هـ)الجامع لأحكام القرآن،مؤسسة مناهل العرفان،بيروت

336. القزويني، محمد بن عبد الرحمن جلال الدين (م739هـ)،الإيضاح في علوم البلاغة المعاني والبيان والبديع، المكتب الاسلامي، بيروت

337. القسطلاني، أبي عباس شهاب الدين أحمد بن محمد (م923هـ) إرشاد الساري شرح صحيح البخاري، دار الفكر، بيروت، 1305 هـ

338. قلعہ جی، محمد رواس:ڈاکٹر، فقہ حضرت عمرؓ، مترجم:ساجد الرحمن صدیقی ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور، جنوری ۱۹۹۰ء

339. كاندهلوي، محمد ذكريا، تقرير صحيح البخاري، مكتبة الشيخ، بهادرآباد ، كراتشي

340. الكرماني، شمس الدين محمد بن يوسف (م786هـ)، الكواكب الداري في شرح صحيح البخاري، دار الكتب العلمية، بيروت

341. كيرانوي، مولانا وحيد الزمان القاسمي(م1995ء) القاموس الوحيد ، إداره إسلاميات،لاهور، 1422 هـ

342. كيلاني، مولانا، عبد الرحمٰن، تيسير القرآن، مكتبة السلام، لاهور، طبع اول، 2000ء

343. الكلوذاني، محفوظ بن أحمد بن الحسن (م510هـ)، التمهيد في أصول الفقه، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة، الطبعة الأولى، 1406هـ/ 1985ء

344. كيلاني، عبد الرحمن بن نور محمد ، مترادفات القرآن مع فروق اللغوية ، مكتبة السلام -وسن پوره لاهور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع دوم، 1995ء

345. المازري المالكي (م453هـ) أبي عبد الله محمد بن علي بن عمر التميمي، إيضاح المحصول من برهان الأصول، دار الغرب الإسلامي، بيروت

346. مالك بن أنس (179هـ)، الموطا، دار إحياء التراث العربي، مصر

347. ماہنامہ رشد لاہور، قراءات نمبر، مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور، 2008ء

348. الماوري، أبو الحسن علي بن محمد (م450هـ)، أدب القاضي، السرحان، بغداد، 1971ء

349. المباركفوري، شيخ عبدالسلام(م1342هـ)سيرة الإمام البخاري، الدار السلفية الهند، ط 2، 1407هـ

350. المباركفوري ، عبد الرحمن محدث مولانا(م1353هـ) ، تحفة الاحوذى ، دار الكتاب العربي، بيروت

351. المباركفوري، عبد الرحمٰن محدث (م1353هـ) مقدمة تحفة الاحوذى، دار الكتاب العربي، بيروت

352. مجیب اللہ ندوی، فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل، دار الکتاب، لاہور، 1982ء

353. محب الله شاه بهاري(م1119هـ)مسلم الثبوت، مطبع الأنصاري، دهلي، 1316هـ/ 1899ء

354. المحلاوي، محمد عبد الرحمن، تسهيل الوصول إلى علم الأصول ، مصطفى البابي الحلبي، مصر، 1341هـ

355. المحلي، جلال الدين محمد (م864هـ)، شرح الورقات في أصول الفقه ، مكتبةمصطفى البابي، مصر، 1955ء

356. محمد الخضري بك(م1927هـ) أصول الفقه ، المكتبة التجارية الكبرى، مصر

357. محمد الخضري(م1346هـ) أُصول الفقه ، المكتبة التجارية، الكبرى، مصر، الطبعة السادسة، 1389هـ/ 1969ء

358. محمد بن خلف بن حياة (م 306هـ)،أخبار القضاة، عالم الكتب،بيروت

359. محمد بن مفلح (م 763هـ)، أصول الفقه9، مكتبة العبيكان، الرياض، 1420هـ/ 1999ء

360. محمد خلف سلامة،لسان المحدثين:2/ 145،المكبتة الشاملة

361. محمد ذكي عبد البر، الدكتور : تقنين الفقه الإسلامي ،إداره احياء التراث الإسلامى، قطر

362. محمد رواس قلعه جي، معجم لغة الفقهاء، الطبعة الثانى، دار النفائس، بيروت، 1408/ 1988ء

363. محمد عبد الغني الباجقي، الوجيز الميسر في أصول الفقه المالكي ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة،

364. محمود احمد غازی، ڈاکٹر(م1431ھ) محاضراتِ فقہ، الفیصل ناشران کتب، لاہور، 2005ء

365. محمود الآلوسي، أبو الفضل، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم دار إحياء التراث العربي، بيروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

366. محمود الطحان، تيسير مصطلح الحديث، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة السابعة، 1985ء

367. مخلوف، محمد بن محمد،شجرة النور الزكية في طبقات المالكية، دار الفكر، بيروت

368. مدنی،حافظ عبد الرحمٰن،ماہنامہ محدث،اکتوبر1989ء:ص37،لاہور

369. مدنی،حافظ عبد الرحمن، حافظ ،ماہنامہ محدث،لاہور،

370. مرتضیٰ گیلانی،تحریر الرسائل،(م1616ھ)،تہران،مطبوعاتی عطاوی1377ھ

371. المرغيناني، أبو الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل(م883هـ)، الهداية شرح بداية المبتدى، المكتبة الإسلامية،لاهور

372. المزي، أبي الحجاج يوسف بن عبد الرحمن(م742هـ) تهذيب الكمال في اسماء الرجال، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ،1418هـ/ 1998ء

373. مسلم بن حجاج القشيري(م261هـ) الجامع الصحيح، دارالسلام للنشر والتوزيع، الرياض، السعودية، الطبعة الثالثة، 1421هـ/ 2000ء

374. مصطفىٰ زيد، المصلحة في التشريع الإسلامي دار الرائد، بغداد، الطبعة الثانية، 1964ء

375. مصطفى كمال وصفي، الدكتور، مصنفة النظم الإسلامية، مكتبة وهبة، قاهره،۱۹۷۷ء

376. مصطفى بن محمد بن سلامة، التأسيس في أصول الفقه علي ضوء الكتاب والسنه: ص147، مكتبه خالد بن الوليد، بيت عقبة

377. المظفر، محمد رضا، أصول الفقه، دار النعمان، النجف، 1386هـ/ 1966ء

378. المعلقات السبع ، المكتبة السلفية، لاهور

379. المقدسي، أبي الفضل محمد بن طاهر(م507هـ) شروط الأئمة الستة ، حديث أكادمى، فيصل آباد، الطبعة الأولى، 1402هـ/ 1982ء

380. ملا جيون، أحمد بن أبي سعيد(م1130هـ) نور الأنوار في شرح المنار، مركز الإمام البخاري للتراث والتحقيق، صادق آباد، 1419هـ/ 1998ء

381. ملا علي القاري، علي بن سلطان(م1014هـ) شرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الأثر ،مكتبة اسلامية، كوئته،1397هـ

382. ملا علي القاري، علي بن سلطان(م1014هـ) مرقاة المفاتيح، مكتبه امداديه، ملتان

383. ملاخسرو، الشيخ محمد بن فرامرز بن على بن محي الدين الحنفي(م885هـ)، مرآة الأصول شرح مرقاة الوصول في أصول الفقه:2/ 367، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة، 1429هـ/ 2008ء

384. مناع القطان الشيخ(م1999هـ) تاريخ التشريع الإسلامي، مكتبة وهبة،مصر، 2001ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

385. مناع القطان الشيخ(م1999ء)مباحث في علوم القرآن، مكتبة المعارف، الطبعة الثالثة، مصر

386. المنذري، زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي(656هـ)، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى، 1429هـ/ 2008ء

387. الموسوعة الفقهية، وزارة الأوقاف والشؤن الإسلامية ، وزارة الأوقاف والشؤن الإسلامية ،الكويت، الطبعة الأولىٰ، 1419هـ/ 1998ء

388. النسائی، أبي عبدالرحمن بن شعيب بن علي (م303هـ)سنن النسائي، دارالسلام، الرياض، الطبعة الأولى، 1420هـ/ 1999ء

389. النسفي، أبوالبركات عبد الله بن احمد(م 710هـ)، كشف الأسرار في شرح المنارفي الأصول، دار الكتب العلمية، بيروت، 1986ء

390. النملة، الدكتور عبد الكريم بن على بن محمد الجامع لمسائل أصول الفقه ، مكتبةالرشد، الرياض، 1420هـ/ 2000ء

391. النملة، الدكتور عبد الكريم بن علي بن محمد، المهذب في علم أصول الفقه المقارن، مكتبة الرشيد، الرياض، الطبعة الثالثة، 1424 / 2004هـ

392. النووي، محي الدين يحي بن شرف (م676هـ) تهذيب الاسماء واللغات، دار الكتب العلمية، بيروت

393. النووي، محي الدين يحي بن شرف(م676هـ) مقدمه نووي بشرح صحيح مسلم، دار المعرفة، بيروت، 1995ء

394. الهاشمي، عبد الحق بن عبد الواحد(1392هـ)، عادات الإمام البخاري في صحيحه، مكتب شؤون الفنية، كويت، الطبعة الأولى، 1428هـ/ 2007ء

395. الهيثمي، علي بن أبي أكبر (م708هـ)، مجمع الزاوائد ومنبع الفوائد، مؤسسة المعارف، الرياض، 1415هـ/ 1993ء

396. وحید الدین خان، مولانا، مسائل اجتہاد، دار التذکیر، لاہور، 2006ء

397. الوزيراليماني، أبي عبد الله محمد بن محمد بن إبراهيم(م840هـ)، الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم، دار المعرفة، بيروت، 1979م

398. وهبة الزحيلي، أصول الفقه الإسلامي، دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى، 1406هـ / 1986ء

399. وهبة الزحيلي، الدكتور،الفقه الإسلامي وادلته، دارالفكر، بيروت، الطبعة الثانية، 1985م

400. ياقوت حموي، شهاب الدين أبي عبد الله(م626هـ)المعجم البلدان، دارالكتب العلمية، بيروت

401. يوسف القرضاوي، الاجتهاد في الشريعة الإسلامية ، دار القلم، كويت، الطبعة الأولى ، 1996ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

402. یوسف گورایہ، ڈاکٹر محمد: روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۱۸/ نومبر ۱۹۸۶ء

403. یوسف گورایہ، ڈاکٹر محمد: جدید اسلامی ریاست میں تعبیر شریعت کا اختیار، شیخ محمد اشرف، لاہور

404. http://www.muslm.net/vb/showthread.php

405. http://en.wikipedia.org/wiki/Ibn_Taymiyyah

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

406. أبو عاصم البركاتي، حديث الأحاد عند الأصوليين
407. ادبی تحقیق، مسائل اور تجزیہ
408. اسلام دین آسان
409. بحوث في علم أصول الفقه
410. بصائر ذوي التمييز للفيروز آبادی
411. تاريخ نزول القرآن لسعيد راحت
412. تفهيم المنطق
413. تقريظ تيسير القاري
414. حديث الآحاد عند الأصوليين لأبي عاصم
415. قاضی عبدالودود، مقالہ اُصولِ تحقیق
416. القراءات القرآنية
النافع الكبير لمن يطالع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ABSTRACT

Sharia-e-Muhammadi is the final and the last code of life for the whole humanity. It is absolute and permanent in nature, immune as well as pious, from all materialistic temptations of the Universe.

Its sacred Kalama is لا إله إلا الله محمد رسول الله who is a crystal clear reflection of the Holy Qur'an and Sunnah-e- Nabvi.

Human life has uncountable topics and no doubt, the Holy Qur'an and Sunnah effectively present and provide the solution and guide lines to the solutions of problems being faced by the human society after the revealation of Holy Quran but no one can understand these explanations without having full command over the concept of Ijtehaad which is an accepted and approved source of Islamic Jurisprudence. Our forefathers, no doubt were expert Jurists of their times and they have been resolving unlimited difficult propositions through the device of concept of Ijtehaad by allowing relaxations and legal developments from time to time. Amongst them, one of the ablest Imam is Imam Mohammad Bin Ismail Bukhari, who was placed at the highest pedestal of the Jurists by ALLAH, enjoying command over Fiqah Islamia and Sunnah. Although up till middle age of the fourth Hijri century, the founders of four schools of thought i.e. Imam Abu Hanifa, Imam Malik, Imam Shafay and Imam Ahmed Bin Humbal رحمۃ اللہ علیہم had successfully established their Jurisprudential-world and

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

their major works, research and doctrines are still operative and guiding the humanity but one of their companion Imam Bukhari was bestowed a versatile and unique status by ALLAH and the four schools of thought transformed in his scholarly personality and he emerged as wonderful & codified reservoir of Muhammadan Jurisprudence (Fiqah). Uptill now many hundreds of writings & explanations of his marvelous doctrines & research served and guide the humanity in the past and still it is being carried out in which detailed debates and explanations are available to resolve the most complicated and questionable angles of Fiqah but it is missing that, which Principles of Ijtehaad were adopted, since no research in writing is available. Considering this fact, preparation was started and research was initiated to present this thesis from the angle referred above. By the grace of ALLAH on 10th day of Muharram-ul-Haram 1434 Hijri, this task was completed and attained its finality. Present thesis is consists of seven chapters, including the preamble coupled with reasonings and conclusion. **First Chapter** contains the introduction of renowned Jurist and Scholar, Hazrat Imam Mohammad Bin Ismail Bukhari رحمۃ اللہ علیہ. His status as Jurist and Scholar with his writings and contributions of his teachers and pupils, who presented a wonderful research and knowledge towards the growth and development of Hadith and Fiqah. **Second Chapter** pertains a lengthy sketch of his renowned writing named as **الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه**

After introducing the writer and his writings in the **Third Chapter**, Principles of Ijtehaad, its growth and inclinations have been highlighted. In

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the **Fourth Chapter** an attempt is made to encircle all the dimensions as well as limitations by drawing the boundaries of the concept of Ijtehaad in view of the theories acted upon by the said distinguished jurist. **Fifth chapter** contains source of Islamic Shariah with its limitation and boundaries. **Sixth Chapter** explains the strict rules, codification and principles of Ijtehaad by quoting examples which provide convenience to understand the doctrine of Ijtehaad as an important and effective source of Muhammadan Shariah. **Seventh Chapter** explains the very concept, scope and utility of Principles of Ijtehaad. In **conclusion** there is a comparison of Ijtehaad in its earlier stage and how it helps and assists the Jurists to get benefit in the present age by it.

In the end there is reflection of conclusion of all the research made and findings of the present thesis.

Remember, the modern era has emerged as a global village hence, there is an essential need to gear up the operation of the very concept of Ijtehaad by focusing its scope, varieties, multipurpose-dimensions in a fruitful manner by managing its enforcement effectively to meet the changing needs and demands of the society because the doors of Ijtehaad shall remain open to guide the humanity till the day of judgment. However present thesis maintains distance between Ijtehaad and Ilhaad by fixing limitations/ boundaries of the doctrine of Ijtehaad.

Remember, in view of the multiple and complicated legal and social implications of the present time, there is a gross need to gear up the mechanism of the concept of Ijtehaad by focusing its scope, utility and

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

multifarious-dimensions and enforcement to meet the day to day changing demands of the society, so that the humanity would be able to enjoy its blessings now-a-days and the periods yet to come in future. It is pertinent to mention here that the present thesis maintains balance between Ijtehaad and Ilhaad to distinguish the importance of eternal Principles of Ijtehaad to guide the humanity for all the time to come in future. Ijtehaad is the only principle of Islamic Shariah and jurisprudence which can successfully prove that Islam is the only religion which can provide solutions of the upcoming legal and social problems, resultantly; this is the only religion which has the ability to provide moral, social, and legal guidance to the humanity in the whole universe till the Day of Judgment.

Hafiz Abu Al Nadhar Abdur Rehman Azhar
Candidate for Ph. D.
Under the supervision of
Prof. Dr. Nasir A. Akhter
Department of Usool ud Din
Faculty of Islamic Studies
University of Karachi.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

PRINCIPLES OF IJTIHAD
in
JAME SAHEEH
of
IMAM BUKHARI

(A Thesis for the Award of Ph.D Degree)

VOLUME II

Research Student: HAFIZ ABU AL NADHAR ABDUR REHMAN AZHAR
(ISD/QUS/KU-14929/2005)

Research Supervisor: **DR. NASIR A. AKHTER** (Chairman Usool ud Din)

Department of Quran & Sunnah
Faculty of Islamic Studies
University of Karachi

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ